ان التوحید اساس الطاعات

۱۳۱۲ھ

بفضل واہب امتان ترجمہ تبعید الشیطان بتقریب اعانۃ اللہفان مسمی بہ

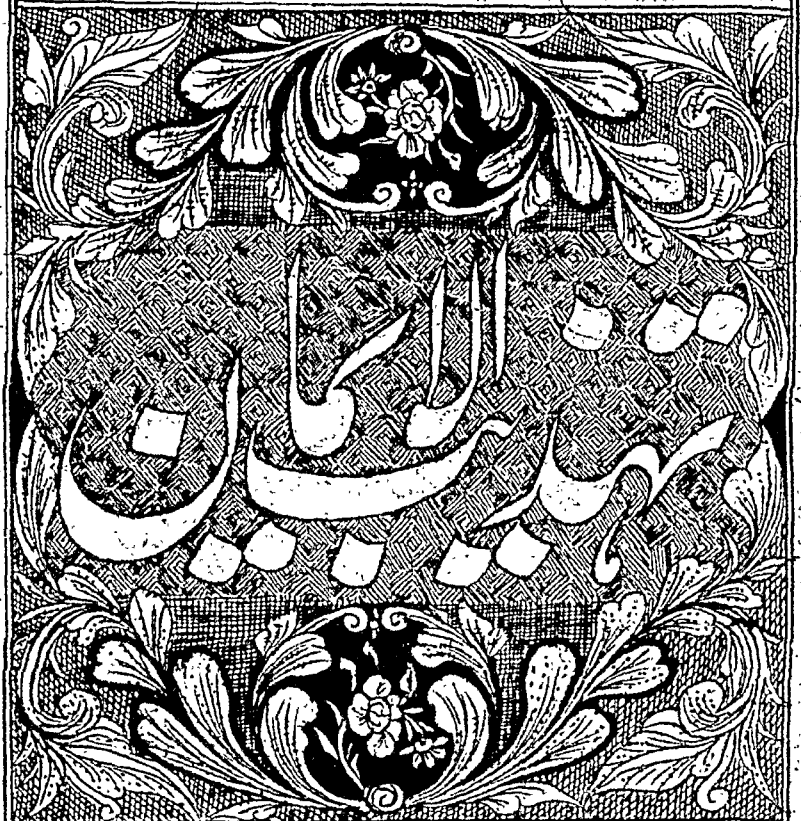

جامع مضامین توحید و عرفان باہتمام و تصحیح مترجم

مطبع صدیقی بریلی میں رونق افزائی طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی حِلْمِہٖ بَعْدَ عِلْمِہٖ وَعَلٰی عَفْوِہٖ بَعْدَ قُدْرَتِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفَقْرِ اِلَّا اِلَیْکَ وَمِنَ الذُّلِّ اِلَّا لَکَ وَمِنَ الْخَوْفِ اِلَّا مِنْکَ وَاَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَقُوْلَ زُوْرًا اَوْ اَغْشٰی فُجُوْرًا اَوْ اَکُوْنَ بِکَ مُغَرُوْرًا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَمَاتَۃِ الْاَعْدَآءِ وَعُضَالِ الدَّآءِ وَخَیْبَۃِ الرَّجَآءِ وَزَوَالِ النِّعْمَۃِ وَفُجَاءَۃِ النِّقْمَۃِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ کَمَا یَجِبُ وَیُرْضِیْ

بعد حمد و صلوٰۃ کے احقر زمن محمد احسن صدیقی نانوتوی خدمت مین برادران دینی کی عرض کرتا ہی کہ حسب فرمایش جناب مستطاب مستغنی عن الالقاب منشی محمد جمال الدین صاحب بہادر مدار المہام ریاست بھوپال کی مینے کتاب تبعید الشیطان تقریب غایۃ اللہفان کا ترجمہ زبان اردو سلیس مین کیا امید جناب احدیت سی یہہ ہی کہ اس سی لوگونکو نفع پونہچا دی اور اس بندہ ناچیز اور منشی صاحب کے لیے اسکو باقیات صالحات مین سے کری نام اس ترجمہ کا تہذیب الایمان ہی ناظرین سی توقع ہی کہ دعاء خیر سی محروم نفرماوین کہ مقصد اصلی یہی ہی اب چند باتین متعلق اس ترجمہ کی عرض کیجاتی ہین اول یہہ کہ ترجمہ اس کتاب کا لفظی نہین بلکہ محاورہ اردو کی موافق کیا گیا ہی اسی جہت سی ترجمہ اردو مین تقدیم و تاخیر الفاظ کی متن عربی کی نسبت کرنا اور کسیطرح کا تبدل و تغیر ضرورت کرنا پڑا ہی دوم یہہ کہ کتاب عربی صرف ایک نسخہ تھا دوسرا باوجود تلاش کے نملا اور چونکہ نسخہ مذکور مین غلطیان اکثر جگہہ تہین تو اگر آیات قرانی اور احادیث پائی گئین وہ تو قران مجید اور تطابق کتب حدیث سی درست کردی گئین اور جو اغلاط کہ اور طرحکی تہین انمین اگر قرائن سی کوئی غلطی معلوم ہوگئی تو درست کردی ورنہ جس جگہہ میری سمجہہ مین عبارت نہین آئی وہان مین نقطے شک کے حاشیہ پر لکہدئی ہین اور ایسا بہت کمتر ہوا ہی سوم یہہ کہ اصل کتاب مین بعض جا سفیدی چہوڑدی تھی وہان جس طرحکا جملہ بالفظ مناسب مقام دیکہا بڑہا کر پورا کردیا یا اور مقام کے مضمونکو دوسری کتاب مثل مدارج النبوت و شرح مشکوۃ وغیرہم مین دیکہکر تمام کردیا ہی چوتھی یہہ کہ جس سالمین فقیر ترجمہ احیاء العلوم

امام غزالی سے کا کرتا تہا اور دو جلدین آخر کی ترجمہ کر چکا تہا اوسی سال یہہ ترجمہ کرنا پڑا علاوہ اسکے ترجمہ کے
ساتہہ ہی اس کتاب کا چہپنا بھی شروع ہو گیا اور چہپنے مین کمال جلدی تہی کہ عرصہ سات مہینے مین ترجمہ اور طبع
دونو ختم ہو گئی اسسبہت سی مجکو مہلت نظر ثانی اور تصحیح کامل کی نہین پونہچی جو غلطیان طبع مین نظر سرسری
معلوم ہوئین اونکو آخر مین لکہدیا اور چونکہ اسی سال مین قصد فقیر کا جانب حجاز ہو گیا اسنظر سے بھی کچہہ ایک
جلدی ہوئی اور ہجوم کاروبار مین زیادہ فرصت نملی بہرحال حتے الوسع مین نے کما حقہ نشانی اور دوسری اس
ترجمہ مین اٹہائی اور رعایت الفاظ اصل اور درستی محاورہ اور چستی مضمون کو ملحوظ رکہا اور ترجمہ نظم کا نظم مین کیا
مگر ایک دو جگہہ کہ اشعار عربی صرف الفاظ کی سند کیواسطے مذکور ہین اونکا ترجمہ زائد از حاجت جانا پانچوین یہہ
کہ اس ترجمہ کی عبارت کا مین نے ایسا ڈہنگ ڈالا ہے کہ اگر کوئی چاہے تو عربی عبارت سے علیحدہ کر کے کتاب جداگانہ
بنالے اسی جہت سے جملونکی تعلق اور فہم معانی کے لئے اکثر جگہہ کچہہ الفاظ زائد کئے اور بعض جا فصل کو مخل
مطلب جانکر وصل سے بدلدیا چہٹی یہہ کہ مضامین اس کتاب کے جیسے تہے مین نے بدستور ویسے ہی رہنے دئے مولف کتاب نے
اصحاب ظواہر کی راہ اکثر جا اختیار کی ہے پس مقلدون کے لئے مسائل جزئیہ مین اتباع اپنے امام کا چاہیئے مین نے
بنظر کم فرصتی و جلدی کے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے تحقیق مذاہب اور دلیلون سے تعرض نہین کیا بعض جا
جو کچہہ ضرورت داعی دیکہی کچہہ لکہدیا ہے ساتوین یہہ کہ مطالب اس کتاب کی فی زمانا کہ رواج بدعت کا زیادہ
ہے بہیئت مجموعی بہت کارآمد ہین ہرچند مولف نے بعض جا تقریر آزادانہ و بیباکانہ کی ہے تاہم اگر ناظرین انصاف
گزین بنظر استفادہ ملاحظہ کرینگے اور احقاق حق کی مراعات فرماوینگے تو البتہ کیفیت اور خطا و ٹہاوینگے آٹھوین یہہ
کہ اس کتاب مین اگر کوئی لفظ مشکل یا اصطلاحی آیا ہے جیسے بیع عینہ اور مساقات اور مضاربت وغیرہ کہ فقہ کی
اصطلاحین ہین تو وہ اول جگہہ کتاب مین جہان کہین وارد ہوا ہے وہان اوسکی معنی حاشیہ پر لکہدئے ہین مگر اصطلاح
اہل حدیث کو کہین نہین لکہا اوسکی الفاظ سب جو اس کتاب مین وارد ہین ذیل مین اونکی معنی اصطلاحی لکہدئے جاتے ہین +
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

صحیح | وہ حدیث ہے جسکی سند راوی سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل ہو کوئی چہوٹ نگیا ہو اور اوسکی سب راوی
سچے اور یاد کے پکے ہون اور شذ و علت یعنی لوگونکی روایت کا خلاف اور علت یعنی پوشیدہ اسباب طعن کے نہون +

ضعیف وہ حدیث ہی جسکی راویونمین سے کوئی دردنگو یا فاسق یا اور کسیطرحسے مطعون ہو +

حسن وہ حدیث ہی جسکے راویونمین کسی پر تہمت جہوٹ کی نہوئی ہو نہ شاذ ہو اور وہی الفاظ حدیث کے دوسری طرحسے بھی مروی ہون اسکا رتبہ صحیح کے رتبہ سے کم ہے +

مرفوع وہ ہی جو خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول یا فعل یا مقرر کہا ہو +

متصل وہ حدیث ہی جسکی سند برابر ملی ہوئی ہو کوئی راوی چہوٹا نہو +

مسند وہ حدیث ہی جسکے راویون کے نام مذکور ہون +

مشہور وہ حدیث ہی کہ خاص اہل حدیث کی نزدیک شائع ہو یعنی اسکو بہت سی راویون نے ہر زمانہ مین روایت کیا ہو +

متواتر وہ حدیث ہی کہ اوسکے راوی اس کثرت سی ہون کہ انکا اتفاق جہوٹ پر عادۃً محال ہو +

موقوف وہ قول فعل ہی جو کسی صحابی سی روایت کیا جاوی خواہ سند متصل ہو خواہ کوئی راوی بیچ مین چہوٹ گیا ہو +

مرسل وہ حدیث ہی جو تابعی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کرے کہ آپ نے ایسا کہا یا ایسا کیا یعنی ذکر صحابی کا نکرے +

منقطع وہ حدیث ہی جسکی اسناد برابر نہو شروع مین سی خواہ بیچ مین سی خواہ اخیر سی کوئی راوی چہوٹ گیا ہو مگر اکثر ایسی حدیث کو کہتے ہین جو تبع تابعی صحابی سی روایت کرے +

غریب وہ حدیث صحیح ہی جسکا راوی کسی جگہہ روایت مین اکیلا ہوا اور اگر ہر زمانہ مین ایک ہی ہوگا تو وہ فرد کہلاتی ہی +

عزیز وہ حدیث ہی جسکے راوی ہر جگہہ دو ہون +

شاذ اور منکر وہ حدیث ہی جو کوئی ثقہ اور معتبر شخص لوگونکی روایت کے خلاف بیان کرے +

تعلیق اس فعل کو کہتے ہین کہ جسکی اسناد کی شروع مین ایک یا زیادہ راویونکو چہوڑ دیا جاوے +

تدلیس حدیث مین اس فعل کو کہتے ہین کہ راوی جس شخص سی روایت کرے اس سی ملاقات کی ہو یا وہ اسکا معصر ہو مگر اوس سی اوس روایت کو سنا نہو اور ایسے لفظونسی بیان کرے جس سی یہہ وہم ہو کہ سنا ہوا کہتا ہی +

معلل وہ حدیث ہی کہ ظاہر مین تو عیوب سی پاک معلوم ہوتی ہو مگر اوسمین پوشیدہ سبب طعن کی پائی جاتے ہون +

موضوع وہ حدیث ہی جو کسی نے خود بنا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کیطرف منسوب کردی ہو +

ا ترجمہ شروع ہوتا ہی واللہ التوفیق

ARAMIC & PERSIAN RESEARCH INSTITUTE PANASTHMIA
Ref. Library
TONS

هو

بسم الله الرحمن الرحيم

خدایا حمد تجھی کو سزاوار ہی کہ شیطانکی شکارگاہ مین فریاد یکا کوئی دادخواہ تیری توفیق اور بچاؤ کی رسوا نہین اور بجز تیری ہدایت اور رحمت کی بیمار دلونکی کوئی دوا نہین جب بندہ تیری طرف تقرب کرتا ہی تو اوسکی طرف تو تقرب کرتا ہی اور وہ تیرے پاس کی چیز کی جستجو سی اعراض بھی کری تو تو اپنی الطاف کی زنجیر دن سی اُسکو اپنی طرف پھیر لیتا ہی اُسکی توبہ سی تو ایسا خوش ہوتا ہے جیسی کسیکو اپنی سواری مع اسباب مہلک جنگل مین کھوئی ہوئی کے تلجانے سے خوشی ہوتی ہی تو ہی ہمیشہ اُسکو اپنی رحمت سی ہر ایک حالمین سنبھالے بشرطیکہ وہ ہلاکت مین خود اپنا ہاتھ نہ ڈالے مین گواہی دیتا ہون کہ تو معبود واحد ویکتا ہی اور کمال کی صفتونمین نہ الا نقصانون اور مثلون سی مبرا اور یہہ بھی

فی مصائب الشیطان الا بتوفیقك

وعصمتك ولا ولجأ القلوب العالیة الا

بموالاتك ومحبتك ولهجتك شوقا بسبحتك

الی العبد اذا تقرب الیك وتردد الجنابك

بسلاسل الالطاف وقابل المحض عن طلب

لك بكل وتفرح بتوبته فرح الفاقد

لراحلته ومتاعه فی الدویة

اهمالك ولا تنال متاعك

له رحمتك فی كل حالة الان

یلیق بیدك الی الهلكة وتشهد ان

الا الله الواحد الصمد

صفات الكمال المتقاضی عن النقائص

والامثال وتشهد ان

اُنکو لگا دیتا ہی سبکے سب اُسکی غلامی اور حکم مین رہتی ہین کوچ مقام مین اُسکے
پیرو اور بند و بست مین اُسکی تابع اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین کہ آگاہ رہو کہ بدن مین ایک گوشت کی بوٹی ہی جب وہ سنور جاتی
ہی تو تمام بدن سنور جاتا ہے۔ پس کل اعضا کا بادشاہ ہی اور اعضا اُسکی امر کی
تعمیل کرنیوالے اور اُسکی ہدایت کے ماننے والی ہین اونکا کوئی کام ٹھیک نہین ہوتا
یہانتک کہ دل کی قصد اور نیت سی سنور نہو اور سب اعضا کی پوچھ بھی دل ہی
سی ہوگی اسلئے کہ رعیت کا حال اُسکی حکم سی پوچھا جاتا ہی اس لحاظ سی دل کے
سنوارنے اور درست کرنیمین ہمت لگانی اُن سب امور سی بہتر ہی جنپر سالک
اعتماد کرین اور عابد دن کے لئے اُسکے مقدمہ مین غور کرنا اور اُسکے علاج کی
تدبیر کرنی سب سے زیادہ اہم ہی۔ اور جبکہ خدا کے دشمن ابلیس نے جانا کہ سب کامونکا
مدار اور اعتماد دل پر ہی تو اُسنے دل پر وسوسے لاڈالے اور طرح طرح کی شہوتین اُسکے سامنے
کین اور اُسکی نظر و نمین وہ اقوال اور اعمال اچھے کر دئے جو اُسکو راہ سی روکدین اور
اُسکے لئے گمراہی کے سامان وہ اکٹھے کئے جو اوسکو توفیق کے اسباب سے علیحدہ
کردین اور ایسے جال اور پھندے ڈالے کہ اگر اُنمین گرنیسے بچا رہی تو اعمال خیر
مین سستی کرنیسے نہ بچے پس شیطان کی شکار اور مکر سی بچاؤ کی کوئی صورت

نہین بجز اسکے کہ ہمیشہ اللہ تعالے سے فریاد کیا کرے اور اسکی خوشنودی
کے لوازم بجا لایا کرے اور تہہ دل سے اسکی طرف التجا کرے اور اپنی حرکات و
سکنات مین اسکی طرف متوجہ ہو اور بندگی کی ذلت کو جو عمدہ شعار انسان ہے
اپنے اوپر ثابت کرے تاکہ آیت کریمہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ
کے حصار مین داخل ہونا نصیب ہو۔ تو یہی نسبت ہے کہ بندہ کو شیاطین سے علیحدہ
کرتی ہے اور یہ اسقدر حاصل ہوتی ہے جسقدر پروردگار کی بندگی اسکو حاصل ہو
اور دل اخلاص عمل اور یقین دائمی پر یاری دے پس جبکہ دل جامع عبودیت اور
اخلاص پیدا ہے تو اللہ تعالے کے نزدیک مقربون مین داخل ہو جاتا ہے اور
اس خصوصیت مین شامل اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ اور چونکہ اللہ تعالے نے
مجھپر احسان کیا کہ اپنی مہربانی سے جن باتون سے مین اب واقف ہون انپر مجکو
آگاہ کیا اور وہ یہ ہین کہ دلکی بیماریان اور اسکے روگ اور جو کچھہ اسکے دشمنون
یعنی شیطانون کی طرف سے اسکو وسوسے پیش ہوتے ہین اور ان وسوسون سے جو اعمال
پیدا ہوتے ہین اور اعمال سے جو وہ حالات حاصل کرتا ہے اسلیے کہ عمل بد دل کے ارادہ
کے بگاڑ سے سرزد ہوتا ہے اور عمل کے فساد سے دل پر سختی آجاتی ہے تو اور روگ
پر روگ بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ مرجاتا ہے اور بیجان اور بے نور رہجاتا ہے اور آ

سب امور شیطانکے وسوسے کو مانے اور اپنے ایسے دشمن کیطرف مائل ہوتے ہین کہ اُس سے وہ ہی بچتا ہی جو اُسکا کہا نمانے اور اُس سے لڑتا رہی اِسلئے مینے ارادہ کیا کہ اِن امور کو اس کتاب مین لکھکر یادگار بناؤن تاکہ جو کوئی اُسکو دیکھے نفع اُٹھاوے اور مؤلف کے حق مین دعاء مغفرت اور خوشنودی پروردگار کی کرے اور اسبابمین مین اللہ تعالی کے فضل و احسان کا مقر ہون اور اِس کتاب کا نام اغاثۃ اللہفان فی مصائد الشیطان رکھا اور تیرہ بابونپر اُسکو مرتب کیا اِسطرح کہ **باب ۱** دل کی تین قسمون صحیح اور مریض اور مردہ کے ذکر مین **باب ۲** مرضِ دل کی حقیقت کے بیان مین **باب ۳** اِس امر مین کہ دلکے مرضونکی دوائین دو طرحکی ہوتی ہین ایک طبعی دوم شرعی **باب ۴** اِس بیان مین کہ دل کا زندہ اور نورانی ہونا ہر نیکی کی اصل ہے اور اُسکا مرجانا اور تاریک ہونا ہر ایک بدی کی جڑ ہے **باب ۵** اِس امر مین کہ دل کی زندگی اور صحت بجز اِسکے نہین ہوسکتی کہ خدا تعالی کو پہچانے اور اُسکو اپنا مطلوب کرے اور غیر پر ترجیح دے **باب ۶** اِس ذکر مین کہ دلکی سعادت اور لذت اور آسائش اور درستی اِسمین ہے کہ اُسکا معبود اور غایت مقصود صرف اللہ جلشانہ اُسکا پیدا کرنیوالا ہو اور وہی تمام ماسوا سے اُسکو محبوب تر ہو

باب ۸ اسمین کہ کلام مجید مین دلکے سب مرضونکی دوا اور علاج ہے باب ۹ دل کی زکوۃ مین باب ۱۰ دلکو اسکی کثافتون اور نجاستون سے پاک کرنیمین باب ۱۱ دلکے مرض اور صحت کی علامات مین باب ۱۲ دلپر غلبہ نفس سے جو مرض ہوتا ہی اوسکی علاج مین باب ۱۳ شیطانکے باعث جو روگ دلمین ہوتا ہے اسکے علاج مین باب ۱۴ شیطان کے اُن مکرونمین جنسے وہ آدمی کو فریب دیتا ہے اور اسی بات کی لئی یہہ کتاب بنی ہی اسبابمین چند فصلین ہین جنمین بہت سی فوائد اور عمدہ مضامین ہین

باب اوّل اسمین کہ دل تین قسم پر منقسم ہین ایک صحیح دوم بیمار سوم مردہ ازانجاکہ دل زندگی اور موت سے موصوف ہوتا ہی اسیوجہ سے اسکی تین قسمین مذکور ہوتی ہین پس قلب صحیح قلب سلیم کا نام ہی کہ قیامت کے روز اُسی شخص کو نجات ملیگی جو خدا تعالی کے سامنے قلب سلیم لاویگا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ پس قلب سلیم اُس سلامت دل کو کہتے ہین کہ سلامتی اسکی لئی ایک پکی صفت ہوگئی ہو جیسے علیم و قدیر اسکو کہتے ہین جسمین صفت علم و قدرت پکی ہوا اور اُس دل کا مقابل دل مریض اور بیمار اور روگی ہی اور لوگونکی اقوال قلب سلیم کی تعریف مین مختلف

جس دن نہ کام آوے کوئی مال نہ بیٹا مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لیکر دل چنگا +

الباب الاول فی تقسیم القلب الی صحیح وسقیم وبیت ما کان القلب صحیحا بالحق وضدها وتقسیم بحسب ذلک الی هذه الاحوال الثلثة فالقلب الصحیح هو القلب السلیم الذی یلقی ربه وهو سلیم کما قال تعالی یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی الله بقلب سلیم والسلیم صفة القلب وهو سلامته من کل ما یکرهه الله ویبغضه مما هو آفة القلب ومرضه

ہین اور پوری بات یہ ہو کہ دل سلیم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کے
مخالف شہوتون اور اپنی بہتری کے مزاحم شبہون سے سلامت ہو کر غیر اللہ
کی بندگی اور غیر رسول مقبول کی اطاعت سے محفوظ رہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور
اس سے امید و بیم رکھنی اور اسپر بھروسا کرنی اور اسکی طرف رجوع کرنی اور اسکے سامنے
ذلیل رہنی اور ہر ایک حالمین اسکی رضا اختیار کرنے اور سب طرح سے اسکی غضب سے
دور رہنی مین خالص اللہ ہی کا ہو جاوے واقع مین بندگی یہی ہو جو سوائے خدا کے
کے اور کسیکے لئے زیبا نہین غرضکہ اگر کسیکو دوست رکھے تو اللہ کیواسطے اور بغض
رکھے تو اسکی لئے اور دے تو اسکی لئے اور نہ دے تو اسکی لئے اور اپنے اقوال اور اعمال اور
عقیدون اور ارادون اور محبت اور نفرت سب باتونمین غیر اللہ سے روگردانی کر
اور ان سب باتونمین اسکا دستور العمل وہ ہو جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
لائے ہین یعنی رسول اللہ کی سامنے کسی قول اور عمل اور عقیدہ مین نہ بڑہی جیسے کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ
یعنی جبتک وہ کچھ نہ کہے تم کچھ نہ کہو اور جبتک وہ حکم نکرے تو تم کچھ مت کرو بعض
اکابر سلف کا قول ہو کہ ہر ایک کام کے لئے کوچھوٹا ہی ہو دلیل ہو لے
سوال آویگا اول یہہ ہوگا کہ کیون کیا دوم یہہ کہ کسطرح کیا یعنی سوال

اول یہہ ہوگا کہ اس فعل کا باعث اور سبب اور موجب کوئی لذت سرد ست اور غرض دنیاوی ہی جیسے لوگونکی تعریف کی محبت اور اُنسے خوف کرنا اور جو چیز یا فعل محبوب ہے اُسکا حاصل کرنا خواہ جو چیز اوسیوقت بُری معلوم ہوتی ہی اُسکا دور کرنا یا اُسکا باعث حق بندگی بجالانا اور پروردگار کیطرف نزدیک ہونا اور اُسکی طرف ذریعہ ڈھونڈہنا ہی اور اس سوال کا محل یہہ ہے کہ اس کام کا کرنا اپنے مالک کے لئے خواہ اپنی لذت اور خواہش کے لئے کیا تجہیز لازم تھا۔

اور دوسرا سوال یہہ ہوگا کہ اس فعل کو عبادت جانے مین متابعت رسول مقبول کی کی یا نہین یعنی یہہ عمل اُن کا مومنین سے ہی جنکو ہمنے اپنے رسول کی زبانی تیرے لئے مشروع کیا یا ایسا کام ہی کہ ہمنے جائز نہین فرمایا اور ہم اُس سے خوش نہین غرضکہ پہلا سوال اخلاص سے ہی اور دوسرا پیروی سے اور اول سوال سے بچنے کی صورت اخلاص کا خالص کرنا ہی اور دوسرے سے نجات کا طریق پیروی کا ٹھیک کرنا اور دل کا سلامت رکھنا ہی اُس ارادے سے جو مزاحم اخلاص کا ہو اور اُس خواہش سے جو مخالف اتباع سنت ہو **دوسرا دل** جو قلب سلیم کی صفت ہے وہ دل مُردہ ہی جسمین جان نہین وہ اپنے رب کو نہین پہچانتا اور نہ اُسکی عبادت اُسکے حکم سے کرے وہ اپنی شہوتون پر اڑا رہتا ہی گو انمین خدا تعالی کی ناراضی

فی ذلک التعبد ای هل ذلک العمل مما شرعه لك على لسان رسوله ام لا

الاول سؤال عن الاخلاص والثانی عن المتابعة فطریق التخلص من السؤال الاول بتحقیق الاخلاص وطریق التخلص من الثانی بتحقیق المتابعة وسلامة القلب من ارادة تعارض الاخلاص وهو ای یعارض

فصل والقلب الثانی ضد هذا وهو القلب الذی لا یعرف ربه ویعبده بالهوی فهو واقف مع ما تهوی نفسه ولو

السؤال انه هل كان عليك ان تفعل هذا الفعل لمولاك ام لا

وهو اما ان یكون سؤالا عن متابعة الرسول

فی عبادة ام لا

ای هل عليك ان تفعل هذا الفعل لمولاك

ہو جب وہ اپنی شہوت اور لذت کو پونچگیا تو اب کچھہ پروا نہین چاہے
اللہ تعالیٰ راضی ہو یا ناراض پس ایسا دل غیر اللہ ہی کی محبت اور اسی
سے خوف و رجا اور اسکی خفگی اور تعظیم اور اسکے سامنے ذلیل ہونیکو عبادت
سمجھتا ہی اگر کسی سے محبت کرتا ہی تو اپنی خواہش کے باعث اور نفرت کرتا ہی تو
اپنی خواہش کی مار ہی اور دیتا ہی تو اپنی خواہش کی لئے اور نہین دیتا تو اپنی خواہش کیواسطے غرضکہ
اوسکی خواہش نفسانی اسکی نزدیک اسکی مالک کی خوشی کی نسبت کرنیمین بہتر و محبوب تر
ہی پس اسکا حال دنیا مین ایسا ہی جیسا کسینے لیلی کی بابت کہا ہی ؎ عدو ہون اوسکے
دشمن کا موافق اوسکا اپنونکا ۔ بٹہا دی جسکو اپنے پاس لیلے اوسے شپید اپنون ۔
تیسرا اول وہ ہی کہ اسمین جان بھی ہی اور روگ بھی رکہتا ہی تو اسمین دو مادے
ہین کبھی اوسپر یہ زور کر جاتا ہی اور کبھی وہ اور جو نسا ان دونو مین سے
غالب ہوتا ہی وہ اسیکا ہو جاتا ہی یعنی اسمین جو محبت اللہ تعالیٰ کی اور اسپر
ایمان و توکل اور اسکی ساتھہ اخلاص ہی تو یہ اسکی زندگی کا مادہ ہے اور جو محبت
شہوات کی اور انکا اختیار کرنا اور انکے حاصل کرنیکا حریص ہونا اور حسد
اور تکبر اور شیخی اور ریاست سے زمین مین فساد کرنیکی محبت ہی وہ اسکی ہلاک کا
مادہ ہی اور وہ ان دونو سببون مین مبتلا ہی ایک سبب تو اسکو اللہ تعالے

اور اُسکے رسول اور دار آخرت کیطرف بُلاتا ہے اور دوسرا اُسکو
دنیا کیطرف بُلاتا ہی اور وہ ان دونو مین سے اُسکی مانتا ہی جسکا دروازہ
اُس سے قریب اور جواب سہل تر ہو۔ پس اول دل توزندہ اور متواضع
اور نرم اور یاد رکھنے والا ہی اور دوسرا خشک مُردہ اور تیسرا مریض ہی وہ یا
سلامتی کیطرف نزدیک ہی یا ہلاک ہونیکے اور ان تینون دلون کو اللہ جلشانہ نے
اپنی کلام پاک مین جمع فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا وما ارسلنا من قبلک
من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ
ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم لیجعل ما یلقی الشیطان
فتنۃ للذین فی قلوبہم مرض والقاسیۃ قلوبہم وان الظالمین لفی
شقاق بعید ولیعلم الذین اوتوا العلم انہ الحق من ربک
فیؤمنوا بہ فتخبت لہ قلوبہم وان اللہ لہادی الذین امنوا الی صراط مستقیم
اِس آیت مین اللہ تعالے نے تین دل ٹھہرائے دو مبتلاے فتنہ اور ایک
نجات پانیوالا پس فتنہ کے گرفتارہ دل ہین جنمین روگ اور سختی ہی
اور نجات والا دل ایماندار اور اپنے رب کیطرف مائل ہی یہی دل اللہ تعالے
سے چین پکڑتا ہی اور اُسکے سامنے دبتا ہی اور اُسکا تابع اور فرمانبردار رہتا ہے

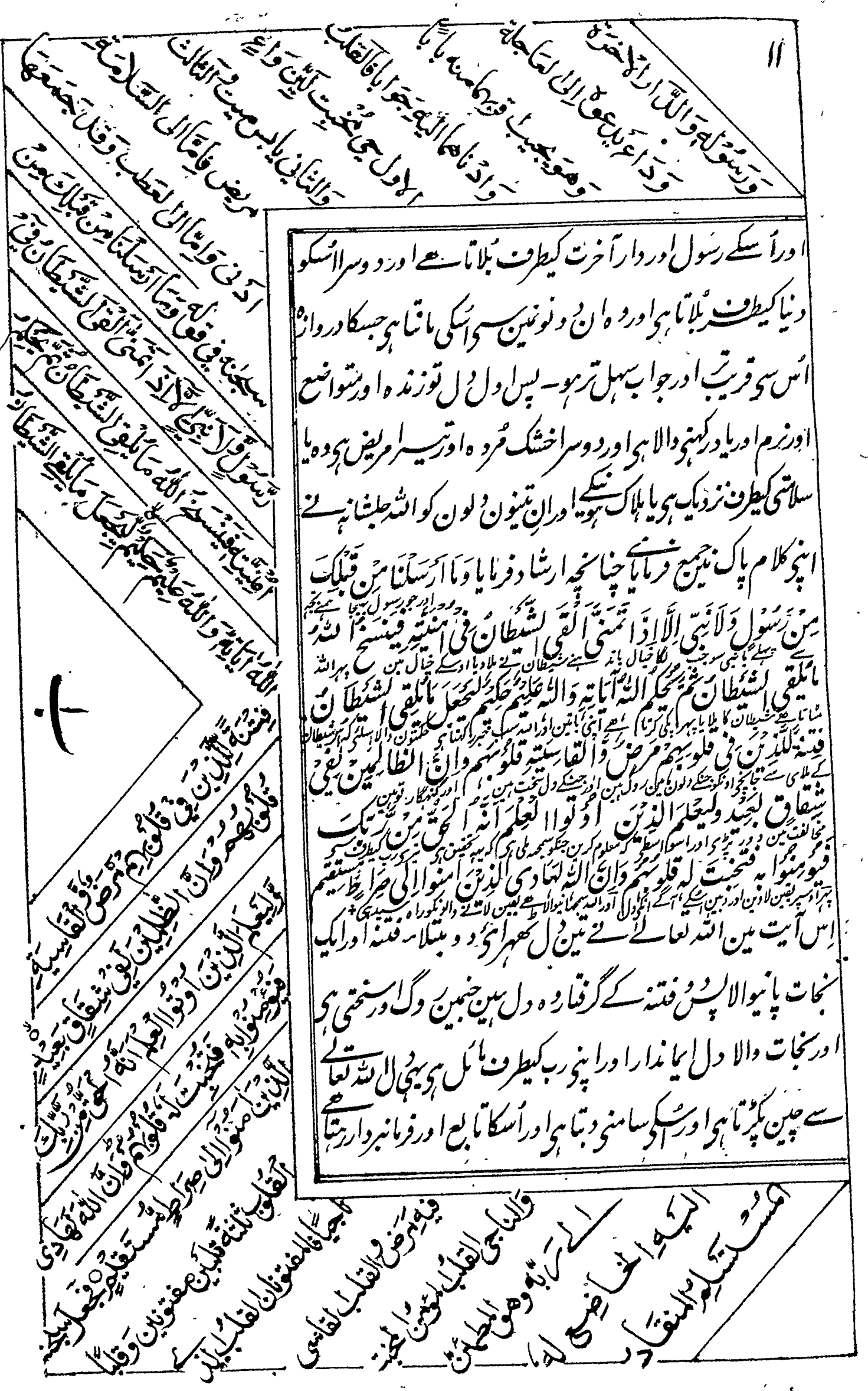

اور دل کے اِس تقسیم کی یہہ وجہ ہی کہ دل اور اُسکے سوا اور عضا سی یہہ مقصود ہے کہ وہ تندرست ہون انمین کوئی ایسی آفت نہو جو مخالف اُس غرض کے ہو جسکے لئے وہ پیدا ہوئے ہین اب وہ اِس اعتدال سی تجاوز کرینگے تو یا اپنی نرمی اور سختی کے باعث یا کسی مرض اور آفت کی سبب سے پس جو دل کہ تندرست ہی اسمین اور حق کی قبول کرنے اور محبت کرنیمین بجز ادراک کے اور کوئی حائل نہین اور ہر حق کو سمجھا اور ہر ما نا اور دل مردہ اُسکو قبول نہین کرتا نہ حق کا فرمانبردار ہوتا ہی اور دل مریض کا اگر مرض بڑھجاتا ہی تو سخت دلسی ملجاتا ہے اور اگر تندرستی غالب ہوئی تو قلب سلیم سی ملجاتا ہی اور شیطان جو الفاظ کہ کانو نمین اور شبہات اونمین ڈالتا ہی وہ سبان دونون اونکی لئی فتنہ ہوتی ہین اور سلیم دلکی لئی قوت اِسلئی کہ قلب سلیم شیطانکی ڈالی ہوئی باتکو باطل اور بُرا سمجھتا ہی اور جانتا ہی کہ یہہ حق اِسکی خلاف مین ہی پس حق کیطرف کو مائل ہوکر ایمانمین زیادہ ہوجاتا ہی اور دل گرفتار فتنہ ہمیشہ شک مین رہتا ہی حضرت حذیفہ بن الیمان فرماتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنے دلونپر ایسی پیش ہوتے ہین جیسے چٹائی کا بُننا کہ ایک کی بعد دوسرا اٹہا آتا جاتا ہی پس جس دلمین فتنہ رچجاتا ہی اوسمین ایک کالا نکتہ بنجاتا ہی اور جو نسا دل فتنہ سی انکار کرتا ہی اُسمین

وذلك ان القلب وغيره
من الاعضاء يراد منه ان يكون
صحيحا لا آفة به تنافي المطلوب
منه وهو قبول الحق ومحبته
والانقياد له والقلب السليم
هو الذي اذا لقي الله
لم يلق فيه احدا غيره
والقلب المريض ان غلب مرضه
الحق قال القلب القاسي وان غلبت صحته
الحق بالكلية وبالقيه الشيطان
الالقاء من الالفاظ ذوات المعاني
التي يلقيها في القلب من الشبهة

فتنة لهذا وبالقلب السليم
لانه يعلم بطلان ما القاه الشيطان ويبغضه
ويعلم ان الحق في خلافه فيحبب الحق
ويزداد ايمانا فالقلب المختلف
في مرية قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم تعرض الفتن على
القلوب كعرض الحصير
عودا عودا فاي قلب اشربها نكتت فيه
نكتة سوداء واي قلب انكرها
نكتت فيه نكتة بيضاء

ایک سفید نکتہ پڑجاتا ہی یہانتک کہ دل دو طرحکے ہوجاتے ہین ایک تو دل
سیاہ مٹیالا جیسے اولٹا کوزہ کہ نہ نیکی کو جانے نہ بدی سی انکار کری بجز اوسکی
جو اسمین رچی ہی خواہش نفس اور ایک دل سفید ہی کہ اسکو فتنہ نقصان نہین کرتا
جبتک کہ آسمان و زمین موجود ہین انتہی اس حدیث مین دلونپر فتنون کے
ایک دوسرے کے بعد آنیکو تشبیہ چٹائی کی کہیا چونسی دی ہی کہ وہ بھی بنتے وقت
ایسی ہی آتی ہین اور فتنہ کے پیش ہونے پر دلونکو دو قسمونپر تقسیم فرمایا
ایک وہ دل کہ جب اسپر فتنہ پیش ہو تو اوسکو پیجاوی اور اسمین ایک نکتہ سیاہ
بنجاوی اور ہمیشہ جو فتنہ آتا جاوی اسکو پیتا جاوی یہانتک کہ سب سیاہ ہوکر
اوندا ہوجاوے اور یہی مراد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کالکوز
مُجَخِّیًا سی یعنی اولٹا اور سرنگون ہو پس جب سیاہ اور اوندھا ہوجاتا ہی
تو ان دونو آفتونسے اسکو دو بڑی روگ لگجاتے ہین اول نیکی کا بلاؤ
بدی سی کہ نہ نیکی کو پہچانے نہ بدی سی انکار کری اور یہہ روگ کبھی ایسا جم جاتا ہے
کہ نیکی کو بدی اعتقاد کرلیتا ہی اور بدی کو نیکی اور سنت کو بدعت اور بدعت
کو سنت اور حق کو باطل اور باطل کو حق دوسرا روگ اپنی خواہش نفسانی
کو شریعت محمدی پر غالب کرتا ہی اور ایک سفید دل فرمایا جسمین نور ایمان

نکتۃ بیضاء حتی تقوم الفلق
علی قلبین قلب اسود مربادًا
کالکوز مجخیًا لا یعرف معروفًا
ولا ینکر منکرًا الا ما اشرب
من ھواہ وقلب ابیض لا
تضرہ فتنۃ ما دامت السموٰت
والارض فاما الاسود فانہ
یعرض الفتن
علی القلب عرض الحصیر
عودًا عودًا فایما قلب
اشربہا نکتت فیہ نکتۃ
سوداء وایما قلب انکرہا
نکتت فیہ نکتۃ بیضاء
حتی یصیر علی قلبین
علی ابیض مثل الصفا
فلا تضرہ فتنۃ ما دامت
السموٰت والارض والآخر
اغبر مربادًا کالکوز
مجخیًا لا یعرف معروفًا
ولا ینکر منکرًا الا ما اشرب
من ھواہ

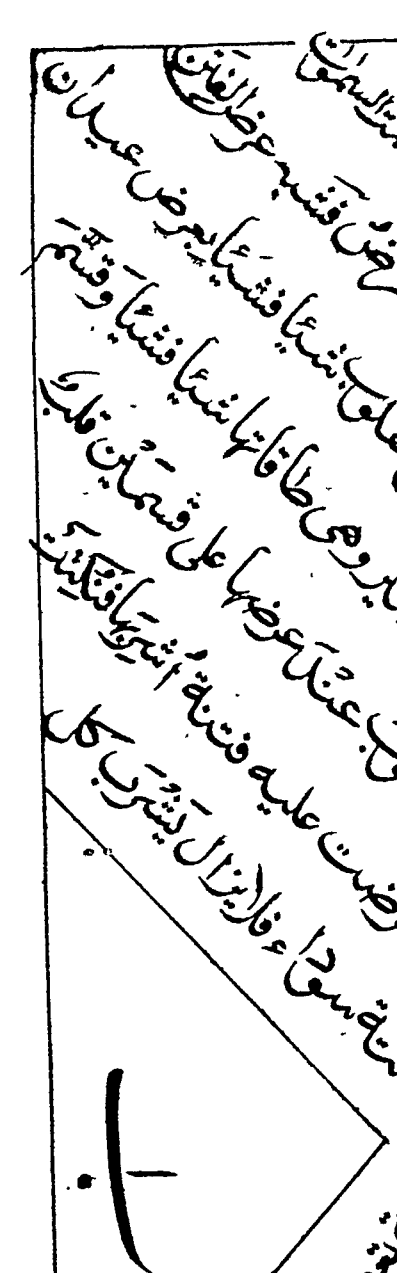

اذا عرضت علیہ فتنۃ اشرب کل
فتنۃ تعرض علیہ حتی یسود
وھو معنی قولہ کالکوز مجخیًا
منکوسًا فاذا اسود وانتکس
صار لا یعرف معروفًا
ولا ینکر منکرًا
الا ما اشرب من ھواہ
وانکس ای انعکس
وانقلب

تابان اور چراغ ہدایت روشن ہو جب اوسپر کوئی فتنہ پیش ہوتا ہی تو
وہ اُسکو انکار کرتا ہی اور مٹا دیتا ہی تو اسکا نور اور زور اور زیادہ ہو جاتا ہی
اور فتنے جو دلونپر پیش ہوتے ہین وہ شہوات کی فتنے ہین اور شبہات کی یعنی
گمراہی اور بہکنے اور گناہون اور بدعتون اور ظلم اور جہالت کے پس شہوات
کے فتنے موجب قصد اور ارادہ کے بگڑنیکے ہوتے ہین اور شبہات کی فتنے
علم و اعتقاد کے فاسد ہونیکے سبب ہین اور صحابہؓ نے دلونکی چار قسمین فرمائی
ہین اول دلِ صاف جسمین چراغ روشن ہو یہہ دل مومن کا ہی دوسرا دل غلاف والا
یہہ دل کافر کا ہی تیسرا دل اوندھا یہہ منافق کا دل ہی کہ پہچانکر نمانا اور دیکھکر
اندھا ہو گیا چوتھا وہ دل ہی کہ دو مادے اُسکی یاری کرین ایک ایمان کا دوسرا
نفاق کا اور وہ اُن دونونمین سے اوسیکا ہوگا جو غالب ہو۔ اور دل صاف
وہ ہی جو ماسوای خدا اور رسولؐ سے خالی ہو یعنی غیر حق سے پاک اور سالم ہے
اور اُسمین چراغ روشن سے مراد ایمان ہی غرضکہ اوسکی صفائی یہہ ہی کہ جہو
شبہات اور گمراہی کی شہوات سے پاک ہو اور اُسمین چراغ کا ہونا یہہ ہی کہ
اُسکی چمک اور روشنی علم و ایمان کے نور سے ہو اور غلاف والا دل کافر کا ہی
اِسکی یہہ معنی ہین کہ کافر کے پردہ اور غلاف کے اندر ہی اسلئے اُسکے علم و

ایمان کا نور نہین پونہچتا اور یہہ پردے وہ ہین جو اللہ تعالے نے اُن
لوگونکے دلون پر ڈال رکہے ہین جو حق کے منکر اور اوسکی قبول کرنیسے
متکبر ہین اور انہین پردون کی مثل کانون کا بوجھ اور آنکہونکی نابینائی اور
چھپا ہوا پردہ ہے اِس آیت کریمہ مین جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
کردیتے ہم بیچ میرے اور تیرے ان لوگونکے جو نہین
بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ
مانتے پچھلا جینا ایک پردہ ڈہانکا اور رکہے ہین اونکے دلون پر اوٹ کہ اوسکو نہ سمجہین
وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا اور اونکے کانون مین بوجھ
فرماتا ہے وَاللَّهُ أَرْكَسَهُم بِمَا كَسَبُوا یعنی اونکو اوندہا کرکے جس امر
اور اللہ نے اوندہا کردیا اونکو اونکے کاموں پر
باطل مین تھی اُنکی کردار اور تحمی اعمال کی جہت سے اوسمین مٹا دیا اور یہہ دل
سب دلونسے بُرا اور ناپاک ہے اسلئے کہ یہہ باطل کو حق جانتا ہے اور ارباب
باطل سے محبت کرتا ہے اور حق کو باطل سمجہتا ہے اور اہل حق سے عداوت رکہتا ہے
اور جس دل کے دو ادے ہین وہ ایسا دل ہے جسمین ایمان جما نہین اور نہ چراغ ایمان
اوسمین ظاہر ہوا اور نہ صرف حق کے لئے خالص ہوا بلکہ حق کا ایک مادہ
اوسمین ہے اور ایک مادہ اسکی خلاف کا ہے تو جو نسا مادہ اُن دونومین سے غالب
ہوگا حکم اوسیکا ہوگا

دوسرا باب دل کے مرض کی حقیقت مین

فلا یصل الیہ نور العلم والایمان
وھی الاکنۃ التی خبر بھا اللہ
علی قلوب من شاء من خلقہ وھی نوعان
عن قبول الحق وعمل بہ
والاصغاء والعمی فی الابصار
وفی قولہ تعالی بجعلنا بینک وبین الذین لا یؤمنون
بالآخرۃ حجابا مستورا
بین الاکنۃ علی قلوبھم ان یفقھوہ
وفی آذانھم وقرا
وقرا والقلب المنافق من قلب منافق قال تعالی
واللہ ارکسھم بما کسبوا ای نکسھم واعادھم
الی اسفل سافلین
وھو شر القلوب واخبثھا فانہ یعتقد
الباطل حقا ویوالی اصحابہ والحق
باطلا ویعادی اھلہ والقلب الذی
لہ مادتان القلب الذی فیہ الایمان ویظہر فیہ سراجہ ونورہ
فیہ مادۃ من الحق والباطل
وھذا من خلافۃ
وھذا من خلافۃ
حقیقۃ الحق یفرق بین البار والفاجر

اللہ تعالی منافقونکے حالمین ارشاد فرماتا ہی فی قلوبہم مرض فزادہم
اللہ مرضا اور فرمایا لیجعل ما یلقی الشیطان فتنۃ للذین فی
قلوبہم مرض اسمین اشارہ ہی شک کی مرض کیطرف اور فرمایا یا نساء النبی
لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی
فی قلبہ مرض اشارہ ہی مرض شہوت کیطرف اور فرمایا لئن لم ینتہ المنافقون
والذین فی قلوبہم مرض اور فرمایا وما جعلنا اصحاب النار الا ملائکۃ
وما جعلنا عدتہم الا فتنۃ للذین کفروا لیستیقن الذین اوتوا الکتاب و
یزداد الذین امنوا ایمانا ولا یرتاب الذین اوتوا الکتاب والمومنون
ولیقول الذین فی قلوبہم مرض والکافرون ماذا اراد اللہ بہذا مثلا
اسمین کئی حکمتونکی طرف اشارہ فرمایا مثلا جو فرشتے آگ پر مقرر ہین اونکے
انیس کرنیسے کافرونکی تو جانچ ہوتی ہے اسوجہ سے کہ انکا کفر اور گمراہی
بڑہتی ہی اور اہل کتاب اور ایمان والونکی یقین کو قوت ہوتی ہی کیونکہ یہ مضمون کتابونکی موافق ہے
اور ایمان والونکی تصدیق اس سے پوری ہوتی ہی اور کفار اور اُن لوگونکو جنکے دلونمین روگ اور
نابینائی ہی اسکی غرض سے حیرت ہوتی ہی۔ تو یہہ دلونکا حال ہی کہ جسوقت امر حق اُنپر
اوترتا ہی تو ایک دل اُس سے کفر وانکار مین مبتلا ہو جاتا ہی اور ایک کا اُس سے

قال اللہ تعالی عن المنافقین
فزادہم مرضا وفزادہم اللہ مرضا
فقال لیجعل ما یلقی الشیطان فتنۃ
الذین فی قلوبہم مرض فمنار الی
الشک والی مرض الشہوۃ وقال یا نساء النبی
لستن کاحد من النساء فمنار الی
مرض الشہوۃ وقال لئن لم ینتہ المنافقون
والذین فی قلوبہم مرض وقال وما
جعلنا اصحاب النار الا ملائکۃ
وما جعلنا عدتہم الا فتنۃ للذین کفروا لیستیقن الذین
اوتوا الکتاب ویزداد الذین امنوا ایمانا ولا یرتاب الذین
اوتوا الکتاب والمومنون ولیقول الذین فی قلوبہم مرض
والکافرون ماذا اراد اللہ بہذا مثلا
فاشار الی علۃ جعلہ تسعۃ عشر
لما کان بالناس بزیادۃ الکافرین
من فتنۃ الکافرین وقوۃ یقین
واہل الکتاب لموافقۃ ما عندہم وحصول
ایمان المومنین بالتصدیق لہم وحصول
الحیرۃ لمن فی قلبہ مرض عمی عن
ادبار الکافرین وعمی قلوبہم
عما یحدث لہم عند الموت
عما یقلب القلوب عند
عما یقلب القلوب

ایمان اور یقین بڑہجاتا ہے اور نیز مرض جہل کیطرف اشارہ کرکے خدا تعالے
فرماتا ہی یَا اَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ
تمکو آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور جنگی کرنیکو جیسونکی روگ اور
وَہُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ پس جہل ایک بیماری ہی جسکی شفا علم اور ہدایت ہی اور
راہ بجہالت اور رہبانی یقین لانیوالونکو ۱۲
گمراہی ایک روگ ہی اوسکی شفا راہ پر چلنا ہے اللہ تعالی ان دونو مرضون
سے اپنے نبی کو پاک کرکے فرماتا ہی وَالنَّجْمِ اِذَا ہَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی
اور اللہ جلشانہ کا کلام عام کی تو نصیحت ہی اور جو اُسپر ایمان لاوے اُسکے
لئے خاصکر ہدایت اور رحمت ہی اور جیسون کے روگ کی راہ بتاتی ہی اور شفا ہی تو
جو شخص اس کلام سے شفا چاہیگا وہ تندرست اور مرض سے اچھا ہو ویگا اور جو
اُس سے شفا کا طالب نہو گا اُسکا حال اس شعر کے مطابق ہوگا ؎ جب درد اچھا
ہوا دکھہ سے تو جانا بچگیا + اور اُسی موجود ہے احسن بھی قاتل مرض + اللہ تعالے
فرماتا ہی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ہُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ
اور ہم اوتارتے ہین قرآن مین سے جس سے روگ جنگے ہون اور رہبر ایمان والون کو اور گنہگارونکو
اِلَّا خَسَارًا **فصل** جسطرح کہ بدن کا روگ یہہ ہی کہ اپنے اعتدال سے
سے جو بنا ہی نقصان ۱۲
سے کسی بگاڑ کے لگاؤ سے باہر ہوجاتا ہی اور اُس بگاڑ سے اوسکی سمجھہ اور حرکت
اصلی خراب ہوجاتی ہی تو اسکی تین صورتین ہین یا تو بگاڑ سے ادراک بالکل
نہین رہتا جیسے اندہا ہونا اور گونگا ہونا اور لنجا ہونا یا ادراک کم ہوجاتا ہے

ہے اور نیز مرض جہل کیطرف اشارہ کرکے خدا تعالے
فرماتا ہی یَا اَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ
وَہُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ پس جہل ایک بیماری ہی جسکی شفا علم اور ہدایت ہی اور
گمراہی ایک روگ ہی اوسکی شفا راہ پر چلنا ہے اللہ تعالی ان دونو مرضون
سے اپنے نبی کو پاک کرکے فرماتا ہی وَالنَّجْمِ اِذَا ہَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی
اور اللہ جلشانہ کا کلام عام کی تو نصیحت ہی اور جو اُسپر ایمان لاوے اُسکے
لئے خاصکر ہدایت اور رحمت ہی اور جیسون کے روگ کی راہ بتاتی ہی اور شفا ہی تو
جو شخص اس کلام سے شفا چاہیگا وہ تندرست اور مرض سے اچھا ہو ویگا اور جو
اُس سے شفا کا طالب نہو گا اُسکا حال اس شعر کے مطابق ہوگا ؎ جب درد اچھا
ہوا دکھہ سے تو جانا بچگیا + اور اُسی موجود ہے احسن بھی قاتل مرض + اللہ تعالے
فرماتا ہی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ہُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ
اور ہم اوتارتے ہین قرآن مین سے جس سے روگ جنگے ہون اور رہبر ایمان والون کو اور گنہگارونکو
اِلَّا خَسَارًا **فصل** جسطرح کہ بدن کا روگ یہہ ہی کہ اپنے اعتدال سے
سے جو بنا ہی نقصان ۱۲
سے کسی بگاڑ کے لگاؤ سے باہر ہوجاتا ہی اور اُس بگاڑ سے اوسکی سمجھہ اور حرکت
اصلی خراب ہوجاتی ہی تو اسکی تین صورتین ہین یا تو بگاڑ سے ادراک بالکل
نہین رہتا جیسے اندہا ہونا اور گونگا ہونا اور لنجا ہونا یا ادراک کم ہوجاتا ہے

یا چیزونکو جیسی واقع مین ہین اوسکے خلاف سمجھتا ہی مثلاً شیرین کو تلخ
اور بُری کو اچھا اور اُنکے برعکس اور علی ہذا القیاس تو ان سب صورتون مین
علاج کا محتاج ہوتا ہی اور اسکی تندرستی تین باتونپر موقوف ہی ایک قوت
کی حفاظت دوسرے ضرر کی چیزونسے پرہیز کرنا تیسرے بگڑی ہوئی مادون
کا نکالنا اور طبیب کی نظر پہر پہر اکر انہین تین باتونکی طرف ہوتی ہی اور
قرآن مجید مین یہ تینون باتین موجود ہین اور اُنکو اُس شخص نے سوجھایا ہی
کہ جسنے اپنی کلام پاک کو شفا اور رحمت کی لئے اُتارا ہی دیکھو قوت کی حفاظت کے
لئے تو خدا پاک نے مسافر اور بیمار کو رمضان شریف مین افطار کا حکم دیا ہی
اور یہہ کہ مسافر سفر سے آکر اور بیمار شفا پاکر قضا کرے یہہ اسلیئے ہی کہ اُنکی قوت
جون کی تون بنی رہی اور مضر چیز سے پرہیز اسطرح بتایا کہ مریض کو وضو اور
غسل مین اگر پانی ضرر کرتا ہو تو اوسکے استعمال سے بچاکر تیمم کیطرف میل کرنیکا
حکم فرمایا اور مادہ فاسد نکالنا یہہ کہ جس احرام والیکے سر مین دُکھہ ہوا اوسکے
لئے سر منڈانے کی اجازت دی کہ موندنے سے بخارات دُکھہ دینے والے
سے نکلجاوین اور یہہ بیرمادہ کے نکالنے کی نہایت سہل ہی اس ارشاد سے
جس چیز کی زیادہ تر حاجت تھی اُسپر خبردار فرمایا۔ اور جب مین نے یہہ فائدہ

سرمندانیکا مصر کے ایک بڑے طبیب سے کہا تو اوسنے کہا کہ بخدا اگر مین مغرب
تک اس فائدہ کے معلوم کرنیکے لئے سفر کرتا تب بھی سفر تھوڑا ہی ہوتا
اِسیطرح دل کا مرض بھی تین امور مذکورہ کا محتاج ہی اوسکی قوت کی حفاظت
تو ایمان اور طاعات کے وظیفونسے چاہیے اور منجملہ چیزونسے پرہیز لازم ہی
کہ گناہون اور اقسام مخالفات شرعی سے بچے اور مادہ کا نکالنا اِسطرح کہ توبہ
خالص کرے اور خطا کے بخشنے والے سے درخواست آمرزش کی کرے خواہ دل
کا روگ ادراک کے بگاڑ سے ہو یعنی حق کو حق نجانتا ہو یا امر حق کو جیسا
واقع مین ہی اوسکے خلاف سمجھتا ہو خواہ ادراک ناقص ہو کہ اُس سے اوسکا
ارادہ بگڑ گیا ہو اور یہین وجہ امر حق مفید سے نفرت کرتا ہو اور باطل مات مضر سے
محبت خواہ ادراک اور ارادہ دونونکا بگاڑ ہو گیا ہو اور اکثر ایسا ہی ہوا کرتا ہی
اور صحت کی حفاظت موافق اور مناسب چیز سے کیجاتی ہی اور مرض کو مخالف اور ضد
سے دور کیا جاتا ہے اگر مرض کی سبب کے موافق دوا ہو تو اوسکو زور ہو جاتا
ہے اور اسکی ضد سے ہو تو دور ہو جاتا ہی اور صحت کے سبب کی مناسب تدبیر
ہو گی تو صحت بنی رہیگی اور مخالف سے ہو گی تو کم ہو جاویگی خواہ جاتی رہیگی
اور جیسے مریض کے بدنکو تھوڑی سی گرمی اور سردی اور حرکت وغیرہ مین

بعض اطباء الطب بمصر
یُحکیٰ قال واللہ لو سافرت الی
الفسطاط فی معرفۃ ھذہ الفائدۃ
لکان سفرا قلیلا الی تلک
من یحتاج الی حفظ قوتہ
بالایمان والطاعات
والتحمیۃ عن الفواحش
المعاصی والاثام وانواع المخالفات
والاستغفار من الاثام والخطیات سواء کان من ضعف
بفساد تصور یوجب ان لا یری الحق حقا او ینقص
ارادۃ تقتضی بغض الحق النافع ویحب
الباطل الضار او یجتمعان له وھو
الغالب والصحۃ تحفظ بالمثل
والشبہ والمرض یزیل فی
بالضد والخلاف و
ھو یقوی بمثل
سببہ ویزول و
تحفظ بمثل سببہ و
کان البدن المریض

وہ تکلیف ہوتی ہے جو تندرست کو نہین ہوتی اسیطرح جب دلمین مرض ہوتا ہے
تو اسکو بھی ادنے شبہہ اور شہوت ضرر پہنچاتی ہے حالانکہ قلب سلیم اور چاق
پر اگر اوسطرحکی بیسیون آوین تو وہ اپنی قوت اور صحت کی باعث انکو ٹالدیتا ہی

تیسرا باب

اس ذکر مین کہ دلونکی بیماریکی دو ائین دو طرحکی ہین ایک طبعی دوم شرعی

واضح ہو کہ دلکی بیماری دو طرحپر ہی ایک وہ کہ مریض کو سر دست اُس سی تکلیف نہو
اور یہہ قسم اول ہوا کرتی ہی جیسی جہالت اور شبہہ اور شک اور شہوات کا مرض
اور باوجودیکہ دونون قسمونمین سی اسمین تکلیف زیادہ ہوتی ہے مگر دلکو اسکی تکلیف
معلوم نہین ہوتی اسوجہ سی کہ دل بگڑ جاتا ہی اور اسلیی بھی کہ جہالت اور خواہش
نفس کا نشہ دلکو تکلیف معلوم ہونے مین آڑ پہنچاتا ہی یعنی معلوم نہین ہونے
دیتا اور یہہ تکلیف دونو قسمونکی تکلیف سی سخت تر ہی اور اسکا علاج پیغمبرون اور
اُنکے تابعین کے پاس ہی کیونکہ اس مرض کی طبیب وہی ہین — دوسری
قسم وہ ہے جو بالفعل مریض کو ایذا دی جیسی رنج اور غم اور اندوہ اور غصہ
یہہ قسم کبھی سرشتی دواؤن سی دور ہوجاتی ہی مثلا مرض کے سببونکو دور
کرنے اور ایسی چیزونسی علاج کرنیسے جو اُن اسباب کی ضد ہون اس لئے

کہ یہہ مرض بدنکے امراض کی قسم سی ہی پس جو اپنی غصہ کو حق طور پر نکالیگا
وہ اوسکے مرض سی اچھا ہوجاویگا چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہی وَیَشْفِ
صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَیُذْہِبْ غَیْظَ قُلُوْبِہِمْ اور جو کوئی اپنا غصہ ظلم سی
کرے دل کہتے ہیں مسلمان لوگوں کے اور نکالدے اونکے دل کی جلن ۱۲
باطل طور پر نکالیگا اوسکا مرض اور زیادہ ہوجاویگا باین لحاظ کہ اوسنے
اس اپنی حرکت کو سمجھا کہ مجکو اچھا کردیگی تو اوسکا حال ایسا ہوگا کہ کوئی
شخص اپنے عشق کے مرض سی معشوق کے ساتھہ بدکاری کرنیسے اچھا
ہوا چاہی کیونکہ بدکاری تو اور مرض بڑہاویگی اور ایسی روگ پیدا کریگی
جو عشق کے روگ سی بھی سخت ہون اور اسطرح رنج اور غم اور اندوہ
اپنی ضدون سی یعنی فرحت اور خوشی سی دور ہوجاتے ہین بشرطیکہ حق پر ہون
اور اگر باطل پر ہون تو اونکی تکلیف پوشیدہ اور مخفی رہتی ہی اور بعد کو ایسی
امراض پیدا کرتی ہی جو اُنسے بھی سخت اور خوفناک تر ہون یہی حال جہالت
کے علاج کا ہی ایسی علم سی جو مفید نہو تو اسطرح کے علاج سی مرض دوبالا
ہوجاتا ہی اور انہین تدابیر کی جہت سی دلکو حال تکلیف مخفی کا معلوم نہین
ہوتا۔ اور یہہ قسم مرض کی تنہا مریض کی لئی بعض اوقات موجب بدبختی
اور عذاب بعد مرگ کی نہین ہوتی مگر قسم اول کا علاج اگر ایمانی اور

نبوی دوا روں سے نکیا جاوے تو وہ موجب بدبختی اور عذاب دائمی کی ہے

چوتھا باب

اِس امر مین کہ دلکی زندگی اور چمک اُسمین ہر ایک چیز کی اصل ہے اور اُسکی موت و تاریکی سب بدیونکی جڑ

ہر بہتری کی اصل ہر ایک زندہ کے لئے زندگی کا کامل ہونا اور نور عقل کا پورا ہونا ہی بھی دونو چیزین تمام خیر کی اصل ہین اللہ تعالی فرماتا ہی

أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ
بھلا ایک شخص کہ مردہ تہا پھر ہمنے اُسکو زندہ کیا اور دی روشنی کہ لئے پھرتا ہی لوگون مین برابر اُسکی کہ جسکا حال
فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا - پس زندگی سے دل کی قوت اور اُسکا سننا
بیہ ہے اندہیرون مین پڑا وہان سے کبھی نہین نکلتا ۱۲
اور دیکھنا اور اُسکی حیا اور پاکدامنی اور بہادری اور صبر اور اچہی کی
محبت اور بُری سے نفرت ہوتی ہی اور اِن صفتون کے کمزور ہونیسے دلکی حیات
کمزور ہو جاتی ہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہین کہ ہلاک ہوا وہ شخص
جسکا دل ایسا نہین کہ نیک و بد باتکو پہچانے اور اللہ تعالی فرماتا ہی

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ پس دل تندرست کے سامنے جب
اُسمین سوچنے کی جگہ ہو اور سکو جگہ اندر دل سے ۱۲
بُرائیان آتی ہین تو اُنسے متغیر ہوتا ہی اور خود بخود اُنسے نفرت کرتا
ہی اور دل مُردہ اچہی اور بُری مین تمیز ہی نہین کرتا اِسیطرح وہ دل جو شہوت

قال عبد الله بن مسعود رض هلك من لم يعرف قلبه المعروف والمنكر

قال الله تعالى إن في ذلك لذكرى لمن كان له قلب

حياة القلب بطبعها وتغيره منها

حياة القلب بالعلم وموته بالجهل

حياة القلب بالحسن والقبح وموته بالتسوية

حياة القلب بالرضى بالله وموته بالسخط

حياة القلب بالصبر وموته بالجزع

حياة القلب بالحلم وموته بالطيش

حياة القلب بالتواضع وموته بالكبر

حياة القلب بالسخاء وموته بالبخل

حياة القلب بالعفو وموته بالانتقام

حياة القلب بالزهد وموته بالرغبة

حياة القلب بالقناعة وموته بالحرص

حياة القلب بالتوكل وموته بالتعلق بالأسباب

حياة القلب بالإنابة وموته بالاغترار

حياة القلب بالتوبة وموته بالإصرار

حياة القلب بالخوف وموته بالأمن

حياة القلب بالرجاء وموته باليأس

حياة القلب بالمحبة وموته بالهوى

حياة القلب بالشوق وموته بالتسويف

حياة القلب بالإخلاص وموته بالرياء

حياة القلب بالمراقبة وموته بالغفلة

حياة القلب بالمحاسبة وموته بالإهمال

حياة القلب بالتفكر وموته بالسهو

حياة القلب بالذكر وموته بالنسيان

حياة القلب بالتذلل وموته بالاستكبار

حياة القلب بالتأدب وموته بالوقاحة

حياة القلب بالتفقد وموته بالتضييع

حياة القلب بالتيقظ وموته بالغفلة

حياة القلب بالتفكر وموته بالسهو

حياة القلب بالتذكر وموته بالنسيان

حياة القلب بالتواضع وموته بالكبر

کا روگی ہے کہ وہ اپنی ضعف کے ماری جو بُرائی اُسکی سامنے آتی ہے اُسکی
طرف اُسقدر جھکتا ہے جتنا مرض مین زور یا کمزوری ہوتی ہی اِسیطرح
نور جب قوی ہوتا ہی تو دل پر معلومات کی صورتین کھلجاتی ہین پس خوب
کی خوبی اور بد کی بُرائی عیان ہو جاتی ہے اور خداوند کریم نے اِن
دونو باتونکو کلام مجید مین ذکر فرمایا ہی چنانچہ ارشاد ہی وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
اور اسیطرح بھیجا ہمنے تیری طرف ایک
رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا
روشنہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تہا کہ کیا ہے کتاب نہ ایمان پر رہتے رکہی ہے یہہ روشنی
نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا اِس آیت مین روح اور نور کو جمع فرمایا
اس کو راہ دیتے ہین جسکو چاہین اپنے بندونمین سے
روح سی زندگی حاصل ہوتی ہے اور نور سی چمک اور بتایا کہ ہماری کتاب
اِن دونو باتونکو شامل ہی چنانچہ فرمایا اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ
بھلا ایک شخص کہ مردہ تہا پھر ہمنے اوسکو زندہ کیا اور دی
نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ یعنی بھلا جو شخص کہ کافر مردہ دل ظلمت جہل مین
اوسکو روشنی لیکر پھرے لوگونمین ۱۲
چھپا ہوا تہا اور اوسکو ہمنے سفر نے کی راہ بتائی اور ایمانکی توفیق دی
اور اُسکے دلکو مرنیکے بعد زندہ کیا اور تاریکی سی روشنی عنایت کی پس
اللہ جلشانہ نے کافر کو اِسوجہ سی کہ اوسکی طاعت سی روگردان اور اعمال
سعادت سی بہرہ ور ہونیکا تارک تہا بمنزلہ مردہ کے قرار دیا جو اپنے نفس کو کسی
فائدہ کی چیز سی نفع نہین دیتا اور نہ اُس سی کوئی برائی دور کری پھر اسلام

ہدایت سے اُسنے وہی نفع اور ضرر کی چیزین معلوم کین اور خدا تعالے کی
خفگی اور عذاب سے نفس کے رہا کرنے مین محنت کی تو اوسنے حق کو دیکھا
بعد اسکے کہ اندھا تہا اور اوسکو ایک نور ملا جسکو لوگو نمین لئے پہرتا ہے
اور وہ گہری اندہیری مین ہین **قطعہ** میری رات چہرہ سے تیری ہی روشن
اور اوسکا اندہیرا ہے لوگو نمین چہایا + تو اب خلق تو ہی اندہیری مین یکسر
ولے دہوپ مین ہمنے نقشہ جمایا + اور اسی لئے خدا تعالی نے اپنی وحی
اور اپنے بندونکی دو مثلین ایک آبی اور ایک آتشی بیان فرمائی یعنی سورہ
رعد مین وحی کی دونو مثلونکے لئے ارشاد فرمایا اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
(آسمان سے پانی اتارا)
فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ
(پہر اوپر لایا وہ نالے اپنی اپنی موافق جتنا کہ بہولا تہا اور جس چیز کو دہونکتے ہین
فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ
آگ مین واسطے زیور کے یا اسباب کے اوسمین بہی جیسا ہی سیلن بہی ہے اللہ
فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ
سو وہ جو جہاگ ہے سو جاتا ہے اور جو کام آتا ہے لوگونکی سو رہتا ہے زمین مین
يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ پس اپنی وحی کی مثال پانی سے دی اسوجہ سے
(بتاتا ہے اللہ کہاوتین)
کہ اُس سے زندگی حاصل ہوتی ہے اور آگ سے اسلئے کہ اُس سے روشنی اور چمک
پیدا ہوتی ہے اور نالونکو جو اپنے موافق بہتے ہین مثل دلونکے فرمایا یعنی
جیسے کسی نالہ مین بہت پانی کی گنجایش ہوتی ہے اور کسی مین کم اسیطرح

کسی دلمین بہت سی علم کی گنجایش ہوتی ہی اور کسی مین کم اور جو شبہات
اور شہوات کہ اُنکو دل بباعث ملنے وحی کے اور دلونمین سی اُنکو اُکسانیکے
اُٹھاتے ہین اُنکو اُس جھاگ سی تشبیہ دی جو بہتا پانی اُٹھایا کرتا ہی اور علم
نافع سی جو یہہ شبہات جاتے رہتے ہین اوسکو اُس جھاگ کی جاتی رہنے اور نالہ کے
پھینک دینے اور صاف پانی جس سی نفع ہوتا ہی اُسمین رہجانیسے تشبیہ دی
اِسیطرح دوسری مثال مین جو اِسکے بعد ہی وہ میل جو اس جوہر مین ہوتا ہی
جاتا رہتا ہی اور خالص رہجاتا ہی اور بندون کے لئے دونو مثلین سورہ بقر مین
اِسطرح فرمائین مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ
ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ
یہہ تو مثال آتشی ہی پھر فرمایا أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَ
برق الخ اسمین اشارہ مثل آبی کیطرف ہی اور ہمنے اِن دونون مثلونکی سرا
کیطرف کتاب معالم وغیرہ مین اشارہ کیا ہی غرضکہ دلکی درستی انہین دونون
پر متوقف ہی اللہ تعالے فرماتا ہی لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا اور فرمایا
اِسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ اور جو شخص حکم نمانے اوسکو
قبر والون سی تشبیہ دی ہی اور یہہ بڑی عمدہ مشابہت ہی اسلئے کہ اونکے

بدن اونکے دلونکی قبرین ہین یعنی جب دل مرگیا تو بدن نمین گاڑدیا گیا اور
اسلیے کسیکا قول ہی ؎ جہل مین ہے جاہلونکی موت پہلی موت سی ٭ جسم
اونکو دفن سی پہلے ہین جانونکی قبور ٭ روحین گہبراتی ہین اور بیتاب ہین
اجسام مین ٭ حشر سی پہلے مگر ہووی کہان اونکا نشور ٭ اور خداوند پاک
نے روحی کو ایک روح ٹھہرایا ہی ان آیتونمین یُلقِی الرُّوحَ مِن اَمرِہٖ عَلٰی
مَن یَّشَآءُ اور وَکَذٰلِکَ اَوحَینَآ اِلَیکَ رُوحًا اسکی وجہ یہہ ہے کہ روحون
اور دلونکی زندگی اسی سی ہی اور حیات پاکیزہ بہی ہی جسکو اللہ جلشانہ نے
اُس شخص کے لئی بنایا ہی جو وحی کو مانے اور اوس پر عمل کرے
چنانچہ ارشاد ہی مَن عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَکَرٍ اَو اُنثٰی وَھُوَ مُؤمِنٌ فَلَنُحیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً
طَیِّبَۃً اور اسیکے موافق یہہ ہی یُتَعِّکُم مَّتَاعًا حَسَنًا اور اس آیت مین
لِلَّذِینَ اَحسَنُوا فِی ھٰذِہِ الدُّنیَا حَسَنَۃٌ وَلَدَارُ الاٰخِرَۃِ خَیرٌ وَلَنِعمَ
دَارُ المُتَّقِینَ اللہ تعالی نے بیان فرمادیا کہ بہلائی کرنیوالا اپنی بہلائی
کی بدولت دونو جہانمین نیکبخت ہوجاتا ہی اور بدی کرنیوالا اپنی بدی کے
ماری دونون جہانمین بدبخت ہوجاتا ہی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے
وَمَن اَعرَضَ عَن ذِکرِی فَاِنَّ لَہٗ مَعِیشَۃً ضَنکًا وَّنَحشُرُہٗ یَومَ القِیَامَۃِ اَعمٰی

اور فرمایا فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یومنون اس آیت مین دو نو قسمونکو اکھٹا کر دیا
جسکو اللہ چاہے کہ راہ دی کہولدے اوسکا سینہ حکم پروردے کو اور جسکو چاہے
کہ راہ سی بہلا دے اسکا سینہ کردے تنگ خفا گویا زور سے چڑھتا ہے آسمان پر اسیطرح ڈالیگا اللہ
عذاب یقین نہ لانے والون پر ۱۲
تو اہل ہدایت اور ایمان کے لئے تو سینہ کا کھلنا اور اسکا پھیلاو ہی اور
گمراہی والونکے لئے سینہ کی تنگی اور اسکا سکڑنا ہی اور فرمایا افمن شرح اللہ
بھلا جسکا کھول دیا
صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان والے نور
سینہ اللہ نے مسلمانی پر سو وہ اوجالی مین ہی اپنی رب کیطرف سے ۱۲
اور سینہ کی کشادگی مین ہین اور گمراہی والے تاریکی اور تنگی مین اور نوین

باب مین اس امر کی زیادہ تقریر انشاء اللہ آنیوالی ہی

پانچوان باب

اس بات مین کہ دل کی زندگی اور صحت بجز اسکے نہین ہوسکتی کہ حق کو پہچانے
اور اسکو اپنا مطلوب کری اور غیر پر ترجیح دے

ازانجاکہ دلمین دو قوتین ہین ایک قوت علم وتمیز دوسری قوت ارادہ ومحبت
اسلیئے دل کا کمال اور اوسکی درستی اسمین ہی کہ ان دو نو قوتونکو اس چیز
مین برتے جو اوسکو مفید ہو مثلاً قوت علم کو حق مین اور حق اور باطل کو جدا کرنی
مین استعمال کری اور قوت ارادہ اور محبت کو حق کی طلب اور اوسکی محبت

فی النفی والشراح الضالین واھل الضلال فی الظلمۃ والضیق وسیاتی باضطرار القلب بفطرتہ الی ان الشاء اللہ تعالی
الباب الخامس فی ان حیوۃ القلب وصحتہ لا تحصل الا بان یکون الحق ھو المطلوب لذاتہ والمقصود لنفسہ
غیرہ کان فی القلب قوتان قوۃ العلم والتمیز
وقوۃ الارادۃ والحب کما ان فیہ
باستعمالھا ایاتین القوتین فیما
ینفعہ فیستعمل قوۃ العلم فی
الحق والتمیز بینہ وبین الباطل
وقوۃ الارادۃ والمحبۃ
فی طلب الحق ومحبتہ

اور باطل پر اوسکو ترجیح دینے مین صرف کرے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص
حق کو نہ پہچانے وہ گمراہ ہے اور جو پہچانے اور دوسرے کو اسپر ترجیح دے
اور پسند کرے وہ گرفتار غضب الٰہی ہے اور جو جانے اور اسکا اتباع کرے
وہ وہ شخص ہے جسپر انعام الٰہی ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ہمکو حکم فرمایا ہے
کہ ہم اُس سے اپنی نماز و نمین اس امر کی درخواست کیا کرین کہ ہمکو اُن لوگونکا
راستہ بتائے جسپر اوسنے فضل کیا ہے نہ اونکا جسپر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والونکا
اسلئے کہ نصاریٰ بہکنے کے لئے مخصوص ہین اسوجہ سے کہ وہ جہل کی امت
ہین اور یہود غضب کے لئے کیونکہ وہ امت ہین دشمنی کی اور یہہ امت محمدیہ وہ
ہے جسپر فضل ہوا اور اسیوجہ سے سفیان بن عیینہؒ کہتے ہین کہ جو شخص ہمارے
عابد و نمین سے بگڑتا ہے تو اوسمین کچھہ مشابہت نصاریٰ کی پائی جاتی ہے
اور اگر علما مین سے بگڑتا ہے تو مشابہت یہود کی اسلئے کہ نصاریٰ نے
نادانستہ عبادت کی اور یہود نے حق کو پہچانا اور اس سے انحراف کیا اور
مسند اور ترمذی مین عدیؓ بن حاتم کی حدیث سے ہے کہ آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ یہود وہ ہین جسپر غصہ ہوا اور نصاریٰ بہکنے والے ہین اور
اللہ تعالیٰ نے کلام مجید مین ان دونو قونکو ایکجا بہت جگہہ ارشاد فرمایا ہے

فمن لم یعرف الحق
فضل من الله ورحمته
غیره فهو مغضوب علیه
ومن عرفه واتبعه فهو
منعم علیه وقد امرنا سبحانه
ان نسأله فی صلاتنا ان یهدینا صراط الذین انعم
علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین ابن ابی
حاتم ان النصاری لا یخصهم بالضلال لازم امة
بجهل والیهود لا یخصهم بالغضب لازم امة
عنادا وهذه الامة هم المنعم علیهم وقال
سفیان بن عیینة من فسد من علمائنا ففیه شبه من
النصاری ومن فسد من عبادنا ففیه شبه من الیهود
علمائنا وعبادنا عرفوا الحق وانحرفوا عنه
وقد ثبت عن عدی بن حاتم رواه احمد والترمذی
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
ان الیهود مغضوب علیهم والنصاری ضالون
وقد جمع سبحانه بینهما فی غیر موضع من کتابه

مثلا ارشاد ہی وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ
اور جب تجھ سے پوچھین بندے میرے مجھکو تو مین نزدیک ہون پہنچتا ہون پکارنے کی پکارنے
اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ اسمین اپنی حکم ما
کو جس وقت مجھکو پکارتا ہے تو چاہیے کہ حکم مانین میرا اور یقین لاوین مجھپر شاید نیک راہ پر آوین ۱۲
اور یقین لانے کو اٹھایا فرمایا اور فرمایا فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ
سو جو اوس پر یقین لائے اور اوسکی رفاقت
وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗ اور فرمایا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
اور دوستی اور تابع ہوے اوس نور کے جو اوسکی ساتھ اترا ہی ۱۲ لیکن نیکی وہ ہی جو کوی ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے
وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی
دن پر اور فرشتون پر اور کتاب پر اور نبیون پر اور دیوے مال اوسکی محبت پر رشتہ والون کو اور یتیمون کو
وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ
اور محتاجونکو اور راہ کے مسافرون کو اور مانگنے والونکو اور گردنین چھڑانے مین اور کھڑی رکھی نماز
وَاٰتَی الزَّكٰوةَ اور فرمایا وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اور دیا کر زکوۃ ۱۲ قسم ہے تجھکو زمانے کی کہ انسان ہی البتہ نقصان مین ہی مگر جو یقین لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اس مین خدا تعالے
اور کئی بھلے کام اور آپسمین تقید کیا سچی دین کا اور آپسمین تقید کیا سہار کا ۱۲
نے زمانہ کی قسم کھائی جو وقت نفع اور نقصان کے کا مونکا ہی اس امر پر کہ
ہر ایک شخص تو تے مین ہی بجز اُس شخص کے جسکی قوت علمیہ خدا تعالی پر یقین
لانے مین اور قوت عملی اوسکی طاعت پر عمل کرنے مین کامل ہوا ور دوسرےکو
اوسکی تقید کری ہی اور ان سبکی جڑ صبر ہی اسلیئے حضرت امام شافعی فرماتے
ہین کہ اگر آدمی سورہ عصر مین غور کرین تو اُنکو کافی ہوا ور یہہ دونو قوتین
بیکار نہین رہتین بلکہ آدمی اپنی قوت علمیہ کو یا تو حق کی معرفت مین صرف
کرتا ہی نہین تو کسی امر باطل نا زیبا کی معرفت مین استعمال کرتا ہی یا اوسکی برعکس

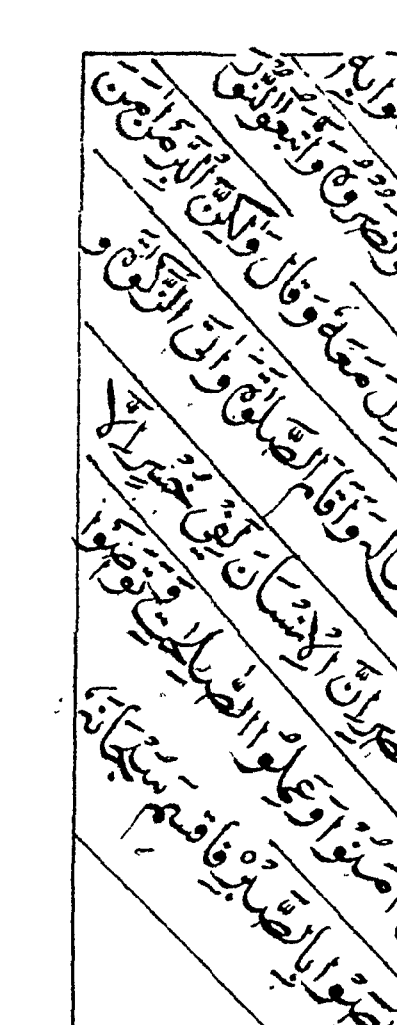

اسیطرح قوت ارادی عملی کو یا عمل صالح مین استعمال کرتا ہی یا اُسکی برعکس
مین اسلیئے کہ نفس ارادہ سی حرکت کرتا ہی اور اُسکی حرکت ارادی اُسکی ذات
کے لوازم سی ہی اور ارادہ کو مراد ضرور چاہیئے اسصورتمین اگر نفس حق کا تصور
اور ارادہ اور طلب کریگا تو باطل کا تصور اور ارادہ ضرور کریگا اور یہہ
بات باب آیندہ سی معلوم ہوگی جسکو اب شروع کرتے ہین

چھٹا باب

اِس باب مین کہ دلکی سعادت اور لذت اور آسایش اور درستی اسمین ہی کہ اُسکا
معبود اور غایت مقصود صرف اللہ (ج) اُسکا پیدا کرنیوالا ہو اور وہی تمام ماسوا سی محبوب تر ہو
اور یہہ بات کئی وجہونسی ثابت ہی وجہ اول محتاج ہونا بندہ کا خدا تعالیٰ
کیطرف حصول نفع دفع ضرر مین اور ظاہر ہی کہ جتنی چیزین خدا تعالیٰ کے
سوا ہین خواہ فرشتہ ہو یا انسان یا جن یا حیوان وہ سب محتاج اپنے
نفع کے حاصل کرنے اور ضرر کے دور کرنیکے ہین اور یہہ بات بدون
تصور مفید اور مضر کے پوری نہین اور نفع آسائش اور لذت کی قسم سی
ہی اور ضرر رنج و عذاب کی جنس سی اور یہان چار باتین ہین ایک وہ محبوب چیز
جسکا حصول منظور ہی دوم وہ مددگار جو اُس مطلوب تک پونہچادی سوم امر

مکروہ جسکا ہونا مطلوب ہو چہارم مددگار جو اُسکو دفع کرے تو کوئی بندہ
اِن چارون باتونسے خالی نہین ہوتا پس ضرور ہے کہ بندہ کا مطلوب اور
مقصود خدا تعالی ہی ہو اور وہی اس امر کے حاصل ہونیکے لئے مددگار ہے اور
اوسکی غیر کی بندگی اور غیر کیطرف توجہ کرنی امر مکروہ اور مضر ہے اور اسکے
دفع کا بھی مددگار وہی ہے اِس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالی ہی معبود و محبوب ہے
اور وہی بندہ کے پونہچنے کا اپنے آپتک معین و مددگار ہے اور وہی اس سے
ہر ایک مکروہ چیز کا دور کرنیوالا ہے اسلیئے بندہ کی سعادت اسمین ہوئی کہ
مقام اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ مین ثابت قدم رہے اور اِس امر کیطرف
اللہ تعالی کا یہ قول اشارہ فرماتا ہے فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اور یہہ آیت حضرت
شعیبؑ کے بابمین وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ اور یہہ
قول وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ اور انکے سوا اور بہت سی
آیتین ہین دوسری وجہ یہہ ہے کہ خدا تعالی نے اپنی مخلوق کو اپنی
عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جو متضمن ہے اوسکی معرفت اور اُسکی طرف رجوع کرنے
اور اوسکے ساتھہ محبت اور اخلاص کرنیکو تو اُسکے ذکر سے اُنکے دلونکو
چین اور نفسونکو آرام ہوتا ہے اِسلیئے کوئی چیز اونکے نزدیک محبوب تر اور

زیادہ آنکھہ کو طراوت دینے والی نسبت اُسپر یقین لانے اور اُسکے ساتھہ محبت
کرنی اور اُسکے دیدار کے مشتاق ہونے اور اُسکے ذکر سے راحت پانیکے نہین اِس سے
معلوم ہوا کہ بندونکی حاجت خدا کیطرف اُسکی عبادت کرنے اور بندہ
ہونے مین ایسی ہی ہے جیسے اپنی مخلوق ہونے اور روزی دینے جانیمین اُسکے
محتاج ہین بلکہ حاجت اول بڑھکر ہے اِسلئے کہ وہ نہایت مقصود ہے اور اِسیوجہ
سے لا الٰہ الا اللہ کہنا سب حسنات سے بہتر ہے اور خدا تعالیٰ کو براہ معبود ہونیکے
ایک جاننا اصل دین کی ہے اور براہ پرورش ایک کہنا جسکے قائل مسلمان
اور کافر دونو ہین اور کلام والون نے اُسکو اپنی کتابونمین لکھا ہے صرف
اتنا کافی نہین بلکہ وہ تو اُنپر الزام ہے اور اِسی جہت سے اللہ تعالیٰ کا حق
بندونپر یہ ہے کہ اُسکی عبادت کرین اور کسی چیز کو اُسکا شریک نکرین چنانچہ
حدیث شریف صحیح مین جسکو حضرت معاذ روایت کرتے ہین موجود ہے
کہ آپنے مجکو فرمایا کہ تمہین معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کا حق بندونپر کیا ہے مینے
عرض کیا کہ خدا اور اوسکا رسول زیادہ جانتے ہین آپنے فرمایا کہ اوسکا حق
بندونپر یہ ہے کہ اوسکی عبادت کرین اور کسی چیز کو شریک اُسکا نکرین
اور تمہین معلوم ہے کہ بندونکا حق خدا تعالیٰ پر کیا ہے جب ایسا کرین مینے عرض کیا

کہ خدا اور اُسکا رسول بہتر جانتے ہین آپنے فرمایا کہ بندونکا حق اللہ تعالےٰ
پر یہہ ہے کہ اُنکو آگ سی عذاب نہ دے اور اِسی جہت سی وہ اپنے بندون ایماندارون
خداکو ایک کہنے والونکو محبوب جانتا ہی اور اُنکی توبہ سی خوش ہوتا ہی اسصورتمین جو
کوئی اوسکے غیر کی عبادت کری اور اُسکو کسیطرحکی لذت اور منفعت حاصل ہو
تو اوسکو فائدہ کی نسبت کرنقصان صد چند ہوگا اور اُسکی مثال ایسی ہوگی جیسے
کوئی شخص غذاے لذیذ زہر پڑی ہوئی کہاوے اور جسطرح کہ آسمان و زمین مین
اگر بالفرض بہت سے خدا سوا اللہ پاک کے ہون تو وہ بگڑ جاوین اسیطرح آدمی مین بھی اگر سوا
خدا تعالیٰ کے کوئی معبود ہوگا تو ایسا بگڑیگا جسکے سنورنیکی توقع بجز اسکے
نہین کہ وہ معبود اوسکے دل سی نکلجاوے اور صرف خداوند کریم اوسکا خدا
اور معبود اور محبوب اور امید گاہ رہجاوے اُسی سی خوف کری اور اوسی پر
بھروسا اور اُسیکی طرف رجوع **تیسری وجہ** یہہ ہی کہ بندہ جو عبادت
اور توحید کا محتاج ہی اوسکی کوئی مثال نہین جسپر اس امر کو قیاس کرلیا جاوے
مگر بعض باتونمین البتہ مشابہ جسم کی حاجت کی ہی کہانے پینے اور سانس
لینے کیطرف اگرچہ اور فرق دونومین بہت ہین اور وجہ مشابہت یہہ ہے
کہ بندہ کی حقیقت اوسکا دل اور روح ہے اور اوسکی درستی بدون اوسکی معبود

کے نہین اور نہ بدون اُسکی ذکر کے چین اور نہ بدون اُسکی معرفت اور
محبت کے ارام بلکہ اُسکا دیدار اوسکے لئے ضروری ہی اگر کسیقدر لذت
دلکو غیر سی ہوتی بھی ہے تو یہہ ہمیشہ نہین ٹھہرتی بلکہ ایک قسم سی دوسری
قسم کیطرف اور ایک شخص سی دوسرے شخص کیطرف بدلتی رہتی ہی کبھی کسی سے
راحت پاتا ہی کبھی کسی سی اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ یہی لذت اُسکی اسباب ضرر
مین سب سے بڑی ہو جاتی ہی مگر معبود برحق کی ضرورت اوسکو ہر وقت ہر حال مین ہے
اس سی ثابت ہوا کہ وہی دل کی غذا اور قوت اور درستی اور موجب قیام ہے
چنانچہ اہل ایمان کا عقیدہ یہی ہی اور قران و حدیث بھی اسی پر دال ہین ایسا
نہین جیسی بعض لوگ جنکو تحقیق اور معرفت مین مایہ کم اور حقائق ایمان کے
سمجھنے مین بہرہ ناقص اور اپنی خیال خام اور ذہن ناقص پر نازان کہتے ہین کہ
اوسکی عبادت اور ذکر اور شکر صرف پہنانے اور جانچنے کے لئے تکلیف
اور مشقت ہی یا محض اوسکی عوض ثواب دنیا ہی یا نیز النفس انسانی کا آراستہ
کرنا ہی تاکہ اور حیوانات کے نفسون سی اونچا ہو جاوے اسوجہ سی کہ خدا تعالی
کی عبادت اور توحید انسان کی آنکھ کی ٹھنڈک اور عمدہ لذت روح اور دل
کی ہی اور عبادات اور احکام الہی سی پہلی پہل مقصود تکلیف و ایذا رسانی

نہین گو بعضی امور مین چند اسباب کی باعث جو مقتضی تکلیف ہوتے ہین
تبعاً اور ضمناً تکلیف ہو جاتی ہے اسلئے کہ یہہ مشقت تو اس گھر کے لوازم مین
سی ہی ورنہ خدا تعالی کی شریعتین آنکھونکی ٹھنڈک اور دلونکی لذت اور
روحونکی راحت ہین اللہ تعالی فرماتا ہے یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ
من ربکم وشفاء لما فی الصدور وہدی ورحمۃ للمومنین ۞ قل بفضل اللہ
وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ہو خیر مما یجمعون ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی
اسکی تفسیر مین فرمایا کہ فضل اللہ کا قران ہی اور اسکی رحمت یہہ ہی کہ تمکو اوسکا
اہل بنایا اور ہلال بن یساف رح فرماتے ہین کہ بفضل اللہ و برحمتہ سی یہ غرض
ہی کہ اوس اسلام سی جسکی راہ بتائی اور اس قران سی جسی تمکو سکھایا خوش ہو
کہ وہ بہتر ہی اس چیز سی جو تم سونا اور چاندی جوڑتے ہو ۞ چوتھی وجہ
یہہ ہی کہ بندہ کو مخلوق کے پاس کچھہ نفع ہی نہ ضرر نہ دینا نہ روکنا نہ ہدایت
نہ گمراہی نہ مدد کرنا نہ رسوا کرنا نہ پست کرنا نہ بلند کرنا بلکہ صرف خدا تعالے
ان سب چیزونکا مالک ہی چنانچہ اوسنے فرمایا ہی ما یفتح اللہ للناس
من رحمۃ فلا ممسک لہا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ وہو العزیز الحکیم
اور فرمایا وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یردک بخیر فلا راد
لفضلہ یصیب بہ من یشاء من عبادہ وہو الغفور الرحیم ۔ قل ہل من شرکائکم
من یبدؤا الخلق ثم یعیدہ قل اللہ یبدؤا ثم یعیدہ فانی تؤفکون ۔ قل ہل من
شرکائکم من یہدی الی الحق قل اللہ یہدی للحق افمن یہدی الی الحق احق
ان یتبع امن لا یہدی الا ان یہدی فما لکم کیف تحکمون ۔ وما یتبع اکثرہم
الا ظنا ان الظن لا یغنی من الحق شیئا ان اللہ علیم بما یفعلون ۔ وما کان
ہذا القران ان یفتری من دون اللہ ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل
الکتاب لا ریب فیہ من رب العالمین ۔ ام یقولون افتراہ قل فاتوا بسورۃ
مثلہ وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین ۔ بل کذبوا بما
لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ کذلک کذب الذین من قبلہم فانظر
کیف کان عاقبۃ الظالمین ۔ ومنہم من یؤمن بہ ومنہم من لا یؤمن بہ وربک
اعلم بالمفسدین ۔ وان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما
اعمل وانا بریء مما تعملون ۔ ومنہم من یستمعون الیک افانت تسمع الصم
ولو کانوا لا یعقلون ۔ ومنہم من ینظر الیک افانت تہدی العمی ولو کانوا
لا یبصرون ۔ ان اللہ لا یظلم الناس شیئا ولکن الناس انفسہم یظلمون ۔
ویوم یحشرہم کان لم یلبثوا الا ساعۃ من النہار یتعارفون بینہم قد خسر
الذین کذبوا بلقاء اللہ وما کانوا مہتدین ۔ وامہلہم ان کیدی متین ۔

بفضله يصيب به من يشاء من عباده وهو الغفور الرحيم اور فرمایا
اسکے فضل کو پہنچاوے جسپر چاہے اپنے بندون مین اور وہی ہے بخشنے والا مہربان ۱۲
ان ينصركم الله فلا غالب لكم وان يخذلكم فمن ذا الذي ينصركم من بعده
اگر اللہ تمکو مدد کریگا تو کوئی تمپر غالب نہو سکیگا اور جو تمکو چھوڑ دیگا پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کریگا اوسکے بعد
وعلى الله فليتوكل المؤمنون اور یس والے رکوع مین فرمایا
اور اللہ پر بھروسا چاہیے مسلمانون کو ۱۲
أأتخذ من دونه آلهة إن يردن الرحمن بضر لا تغن عني شفاعتهم شيئا
بھلا مین پکڑون اوسکے سوا اور دیوتا کہ اگر بھیجنا چاہے رحمن تکلیف کچھ کام مین آوے میرے مجکو انکی سفارش
ولا ينقذون اور فرمایا یا ایها الناس اذكروا نعمة الله عليكم هل من خالق
اور نہ وہ مجکو چھڑا وین ۱۲ تو یاد کرو احسان اللہ کا اپنی اوپر کوئی ہے بنانے والا اللہ کے سوا
غير الله يرزقكم من السماء والأرض لا إله إلا هو فأنى تؤفكون اور بندہ کی
روزی دیتا تمکو آسمان اور زمین سے کوئی حاکم نہیں کردہ پھر کیاسے اوندھی جاتی ہو ۱۲
کمال ہوشیاری اسمین ہے کہ یہہ جانے کہ خدا تعالے اوسکو کوئی تکلیف اگر
پونہچاوے تو سوا اوسکے اور کوئی اوسکو دور نہین کریگا اور جب اوسکو کوئی
نعمت دیوے تو بجز خداوند کریم کے اور کوئی نہین دینے کا۔ اللہ تعالی اپنی
کسی پیغمبر پر وحی بھیجی کہ میرے لئے لطیف ہوشیاری اور جیسی مہر پیدا
کر کہ مین ان دونو کو پسند کرتا ہون پیغمبر نے عرض کیا کہ الہی لطیف ہوشیاری
کیا ہے حکم ہوا کہ وہ یہہ ہے کہ اگر مین تجھپر ایک مکھی گراؤن تو تو یہہ جان کہ
مین نے اسکو گرایا ہے اور مجھہ سے درخواست کر کہ اوسکو اٹھالون عرض کیا
کہ جیسی مہر کیا ہے حکم ہوا کہ جب تیرے پاس کوئی دانہ آوے تو یہ سمجھہ کہ مین نے
تجکو اس سے یاد کیا ہے۔ حضرت امام احمدؒ فرماتے ہین کہ مجھہ سے عبد الرزاق

الفضل ان يعلم انه ازداد علما ليس فيه رفعه
عليه وان لم يعلم انه ازداد علما ليس فيه رفعه
اوحى الله الى بعض انبيائه ان اتخذ لي لطيف الفطنة
وخفي اللطف قال يارب وما اللطيف
فاعلم لي اللطيف فاتخذ لي لطيف ما اللطيف
فيما اخفي اللطف قال
فما علم اللطيف قال
مرة اتيتك بحاجة
بها قال ما علم
اتيتك بحاجة فلم تذكرني

نے حدیث بیان کی اور اُنکو عمران نے خبر دی اور عمران کہتے ہین کہ
مین نے وہب بن مُنبہؒ سے سُنا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے اپنی کسی
کتاب مین ارشاد فرمایا ہی کہ قسم ہی مجکو اپنی عزت کی جو شخص مجھپر بھروسا کرتا
ہی تو پھر اگر سارے آسمان اور اُنکی درمیانکے لوگ اور تمام زمینین اور
اُنکے لوگ اُسکو فریب دین تو مین اوسکے لئے اُنکے فریب سے نکلنے کیصورت
کردونگا اور جو مجھپر بھروسا نہین کریگا تو مین اُسکی ہاتھ آسمانکی رسّیون سے
علٰحدہ کردونگا اور اوسکی پانوکے نیچے کی زمین مین اوسکو دھسا دونگا
یعنی اوسکو خواہش نفس مین ڈالدونگا پھر اُسکو اُسکے نفس کے حوالہ
کردونگا مین اپنے بندہ کو مال کے بدلے بس ہون اگر وہ میری طاعت مین
ہوتا ہی تو مین اوسکو سوال سے پہلے دیتا ہون اور دعا سے پہلے اُسکی مراد
قبول کرتا ہون اِسلئے کہ مین اوسکی نسبت کرا وسکی حاجت کو زیادہ جانتا
ہون جو اوسکے لائق ہی۔ اور حضرت امام احمدؒ نے اِس حدیث قدسی
کو اور طرح پر بھی روایت کیا ہی فرمایا کہ مجھہ سے ہاشم بن قاسمؒ نے حدیث
بیان کی اور اُنسے ابو سعید مؤذن نے اور اُنسے اُس شخص نے جسنے
عطار خراسانی سے سُنی ہی اور عطار خراسانی کہتے ہین کہ مینے وہب بن منبہؒ

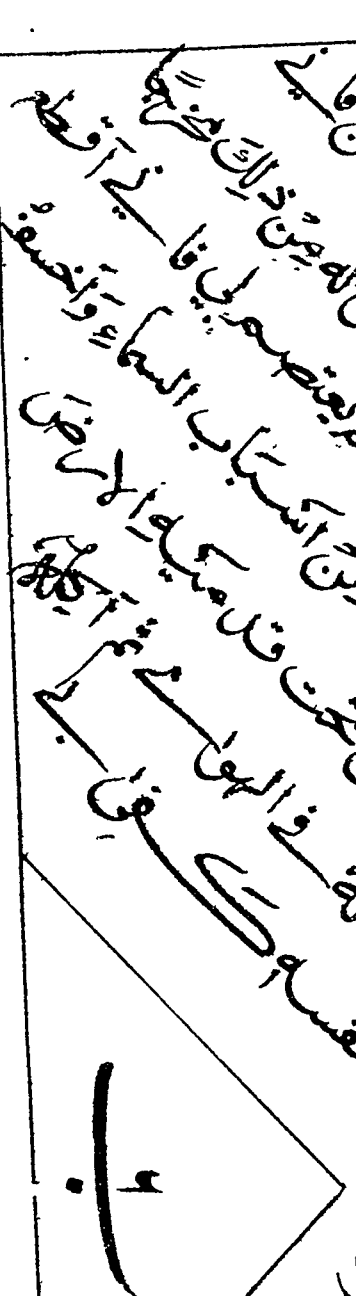

سی جب وہ طواف کعبہ معظمہ کرتے تھے ملاقات کی اور کہا کہ مجھہ سے
کوئی ایسی حدیث مختصر بیان کیجئے کہ مین آپسے اسکجھہ یاد کرلون اُنھون نے
فرمایا بہتر اللہ جلشانہ نے حضرت داؤدؑ پر وحی بھیجی کہ یاد رکھہ قسم ہی
اپنی عزت اور عظمت کی کہ جو شخص میرا دامن تھامتا ہی نہ میری خلق کا اور
مین یہہ بات اوسکے ارادہ سے معلوم کرلیتا ہون تو پھر اگر ساتون آسمان
اور اُنکی درمیانی لوگ اور ساتون زمین اور اونکے بیچ کے آدمی اُس سے
فریب کرتے ہین تو مین اوسکے لئے اونکے درمیان سے نکلنے کی راہ
کردیتا ہون یاد رکھہ قسم ہے اپنی عزت وعظمت کی کہ اگر کوئی شخص میری
مخلوق کا دامن تھامتا ہی نہ میرا اور مجکو یہہ بات اوسکی نیت سی معلوم ہوجاتی ہے
تو مین آسمانکی رسیان اُسکے ہاتھہ سی چھڑا لیتا ہون اور زمین کو اوسکے پانو
تلے سے کھینچ لیتا ہون پھر پروا نہین کرتا کہ کونسے جنگل مین تباہ ہوگا

پانچوین وجہ یہہ ہی کہ بندہ کا تعلق ماسوی اللہ سی اوسکا مضر ہی بشرطیکہ
اوسمین سی مقدار حاجت سی زیادہ لیوی اور طاعت الٰہی پر اُس سی مدد
نچاہی تو جب کہانی اور پینی اور نکاح اور لباس سی مقدار حاجت سی زیادہ
لیگا تو اوسکو ضرر کریگا اور اگر سوای خدا تعالیٰ کے اور کسی چیز سے

فقلت اللہ اصحابی حدثنی حدیثا
احفظہ عنک فقال نعم اوحی اللہ تبارک
وتعالی الی داود وافا وعزتی
وعظمتی لا یعتصم بی
دون خلقی اعرف
ذلک من نیتہ فتکیدہ
السمٰوٰت السبع ومن فیھن والارضون
السبع ومن فیھن واجعل لہ
من بینھن مخرجا اما وعزتی وعظمتی
لا یعتصم عبد من عبادی بشیء
دون اعرف ذلک من نیتہ
الا قطعت اسباب السماء من یدیہ وسخرت
لہ الارض من تحت قدمیہ ثم لا ارعاہ
فی ای ودیہ ھلک
الوجہ الخامس
ان تعلق منہ فوق القدر
المضطر الیہ اذا اتکل علی حاجتہ عند
یستعین بہ علی غیر
اللہ فاذا نال من الطعام
والشراب واللباس
فوق حاجتہ ضر ذلک
وکم حب سمع اللہ ما لا حب
فاراہ ان لیس لہ ولا فاقہ

محبت کریگا تو وہ اُس سے چھن جاویگی اور اوسکو ترک کرنا پڑیگا پھر اگر اُس
شے کو غیر اللہ کی خاطر محبوب جانا ہوگا تو ضرور ہے کہ اُسکی محبت ضرر بھی کرے
اور اپنے محبوب کے مارے دنیا و آخرت مین عذاب بھی دیا جاوے اور غالباً دونون
جہانمین عذاب پاویگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّہَبَ
اور جو لوگ گاڑ رکھتے ہین سونا اور روپا
وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَہَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْہُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْہَا فِیْ نَارِ
اور خرچ نہین کرتے اللہ کی راہ مین سو انکو خوشخبری سنا دیجیو کہ دوالی مار کی جاویگی
جَہَنَّمَ فَتُکْوٰی بِہَا جِبَاہُہُمْ وَجُنُوْبُہُمْ وَظُہُوْرُہُمْ ہٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ
اوسپر دوزخ کی پہر دا دینگے اور اوس سے انکی پیشانیان اور کروٹین اور پیٹھین سہلائی جاوینگی جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے سو اب چکھو
تَکْنِزُوْنَ اور فرمایا فَلَا تُعْجِبْکَ اَمْوَالُہُمْ وَلَا اَوْلَادُہُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ بِہَا
مزا اپنے گاڑنیکا ۱۲ سو تو تعجب نکر اونکے مال اور اولاد سے یہی چاہتا ہے اللہ کہ عذاب کرے اونکو اُن
فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَتَزْہَقَ اَنْفُسُہُمْ وَہُمْ کَافِرُوْنَ اور جن لوگون نے کہا ہے
چیزون سے دنیا کی جیتے اور نکلے اُنکی جان جب تک وہ کافر ہی رہین ۱۲
کہ یہہ آیت آگے پیچھے ہے اُنکا قول درست نہین اونکے قول کی وجہ یہہ ہے کہ
مال و اولاد سے دنیا مین عذاب دیجانیکے معنی نہ سمجھے اور ہماری دانست
مین واللہ اعلم مال و اولاد کے باعث دنیا مین عذاب دیجانیسے یہہ مراد ہے کہ
وہ لوگ دنیا کی طلب اور اُسکی محبت اور آخرت پر ترجیح دینے مین اور اوسکی
تحصیل کرنے پر حریص ہونے اور اوسکے جوڑنیکے لئے محنت بہرنے مین
طرح طرح کی مشقتین اوٹھاتے اور بڑی دُکھہ پاتے ہین پس عذاب کے
معنی یہان مشقت اور رنج کے ہین جیسے اس حدیث مین کہ سفر ایک ٹکڑا ہے

فان احبه لغير الله فانه
ان نظر من محبته و ما يعذبه
بحبه اياه فان الله يحب ان يحب
الاخت والعذاب لا يعذب
فان الله يحب ان يحب
الله يحب و الفضة و لا
الله يحب في سبيل الله فبشرهم
يوقف يوم القيامة
يوم يحمى عليها في نار
جهنم فتكوى بها جباههم
فاذا اتاكم فاذا كنتم
فاذا اتاكم فاذا كنتم
فاذا اتاكم فاذا كنت

عذاب کا اور اس حدیث مین کہ میت کو اوسکے گھر والونکے رونیسے
عذاب ہوتا ہی اور اسیطرح ہر ایک شخص ہی جسکا بڑا مطلب دنیا ہو جیسے ترمذی
مین حضرت انس رض کی حدیث آنحضرت سے مروی ہی کہ جسکا مطلب آخرت ہو
اللہ تعالے اسکی توانگری اوسکے دل مین کر دیتا ہی اور اسکی جمعیت خاطر کو ایک جا
کر دیتا ہی اور دنیا اوسکے پاس ذلیل ہو کر آتی ہی اور جس کسیکا مطلب دنیا ہو
اللہ تعالی اوسکی مفلسی اوسکی دونو آنکھونکے سامنے کر دیتا ہی اور اوسکی جمعیت
کو پریشان کر دیتا ہی اور اسکے پاس صرف اسی قدر آتا ہی جو مقدر سے انتہی
اور دنیا مین سے سب سے زیادہ عذاب جمعیت کا ابتر ہونا اور دل کا پریشان ہونا
اور مفلسی کا بندہ کی آنکھونکے سامنے کھڑا رہنا ہی اور اگر دنیا کے عاشق اوسکی
محبت کے نشہ مین چور نہوتے تو اس عذاب سے فریاد کیا کرتے اور اسلئے
انمین سے بہت ہمیشہ چیختے چلاتے ہین — اور جن حدیثونکو ترمذی نے
روایت کیا ہی اُنمین سے ابوہریرہ رض کی حدیث بھی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ اے آدم کے بیٹے میری
عبادت کے لئے فارغ ہو رہ مین تیرے سینہ کو توانگری سے بھر دونگا اور تیری
مفلسی کو روک دونگا اور اگر ایسا نہین کریگا تو مین تیرے دونو ہاتھ کام سے

العذاب وقف لهم ان لين
يعذب ببكاء اهله وهذا
كل من كان الدنيا اكبر
همه كما جاء في حديث
انس عند الترمذي عنه
صلى الله عليه وسلم من كان
الاخرة همه جعل الله غناه في
قلبه وجمع له شمله واتته الدنيا وهي
راغمة ومن كانت الدنيا همه جعل
الله فقره بين عينيه وفرق عليه
شمله ولم يأته منها الا ما قدر له
ومن ابتغى العذاب في الدنيا كثيرين
لا يشبعون
لا يشبعون
لا يشبعون

بہر دونگا اور تیری محتاجی کو نر دکونگا۔ اور عذاب کی قسمون مین سی ہی کہ
دل اور بدن دنیا کے رنج اوٹھانے اور دنیا والونکی کشاکش اور اُنکی
دشمنی بھگتنے مین اُلجھے رہین بعض سلف کا قول ہے کہ جو شخص دنیا سے
محبت کریگا وہ مصیبتونکے اُٹھانیکو دلمین ٹھان لے اور یہہ اسلئے فرمایا
کہ دنیا کا عاشق جب اُسمین سی کوئی چیز پاتا ہی تو اُسکا نفس اُس سی زیادہ کا
خواہان ہوتا ہی چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ اگر آدمیکے پاس دو جنگل مال
کے ہون تو تیسرے کا خواہان ہوتا ہی منقول ہی کہ حضرت عیسیٰؑ نے
دنیا کے دوستدار کی مثال شرابخوار سی دی کہ جتنا زیادہ پیئی اُتنا ہی زیادہ
پیاسا ہو اور ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہی کہ حضرت حسنؒ نے حضرت
عمر بن عبد العزیزؒ کو لکھا کہ بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ دنیا کوچ کی جگہہ
ہی ٹھہرنیکی جگہہ نہین حضرت آدمؑ کو صرف سزا کے لئے اسمین اُتار دیا تھا
پس اے امیر المومنین اُس سی بچو کہ اُس سی توشہ لینا اُسکا چھوڑ دینا ہی اور اسمین
توانگری محتاجی سے ہر وقت مین اُسکا ایک قتیل ہے (یعنی لوگونکو
برابر مارتی رہتی ہے) جو اِسکی عزت کریگا اوسکو ذلیل کرتی ہے
اور جو اوسکو جوڑیگا اوسکو محتاج کرتی ہی وہ ایسی ہی جیسا زہر کہ اوسکو

شتغال ولم اسب فقرك و
من انواع العذاب والتعب بالاشتغال
القلب والبدن بتحمل انكاد
الى نيا وهما ذباح اهلها و
مقاساة ومعاداة اهلها و قال
بعض السلف من احب الدنيا
فليوطن نفسه على تحمل
المصائب وذلك ان محب الدنيا
منها شيئا الا طمحت نفسه الى ما
فوقه كما قيل مثل عشيق الدنيا كمثل
لو ان ادم وادیان من مال لابتغى
ثالثا قيل مثل عشيق الدنيا كمثل
شارب الخمر كلما ازداد منها
عطشا وذكر ابن ابى الدنيا ان داود
الحسن كتب الى عمر بن
عبد العزيز يا امير المومنين ان الدنيا
الدنيا دار ظعن ليست
بدار اقامة انما انزل
الها ادم عقوبة فاحذرها
يا امير المومنين فان
الزاد منها تركها والغنى
فيها فقر فاحذر الفقر
فيها فقر فاحذر الفقر
من اجل فقر يجمع فيها كثير

وہی کھاتا ہے جو نہین جانتا حالانکہ وہ اوسکی موت ہی پس اے امیرالمومنین
تم اُسمین ایسی طرح رہو جیسے کوئی زخم کا علاج کرنیوالا کہ تھوڑے دنون پرہیز
کرتا ہی اِس خوف سے کہ کہین بہت دنون مصیبت مین نہ پڑی اور دوا کی
تلخی پر صبر کرتا ہی اِس ڈر سے کہ مرض زیادہ نہ بڑہجاوی پس اس خانہ غدار مکار
فریب دہندہ سے بچو جو دہوکے ٹٹی ہے اور اپنی فریب مین پہنساتی ہے
اور آرزؤن سے لبھاتی ہے اور اپنے طالبونکو شوق دلاتی ہے تو اُسکا
حال ایسا ہوگیا ہی جیسے جلوہ کیوقت دُلہن کہ آنکھین اُسکی طرف نگران اور
دل اُسپر حیران اور نفس اُسکے عاشق ہین اور وہ اپنے سب خاوندونکی قاتل ہے
پہر اگر کسی اوسکے عاشق کو اُس سے حاجت ملگئی تو منا لطہ کہایا اور سرکشی
کی اور آخرت کو بہولا اور اُسمین اُنکی عقل ایسی مشغول ہوئی کہ اُسکا پانو
پھسل گیا اور اوسکو نہایت ندامت اور بڑی حسرت ہوئی اور اوسپر موت
کی سختیان ٹوٹ پڑین اور دنیا کے جاتے رہنے کی حسرتون نے ایذا دی
اور جس عاشق کو اُس سے اُسکی تمنا نملی تو وہ غصہ مین جیا اور رنج لیگیا اور
اُس سے اپنا مطلب نپایا نہ مشقت سے اُسکی نفس نے راحت پائی ایسا شخص دنیا
سے نے توشہ نکلا اور آخرت مین نے سامانی سے آیا تو جو حالت کہ تمکو اُسمین

زیادہ خوشی کی ہو اوسمین اُس سے زیادہ خوف کرو اسلئے کہ دنیا دار جب
دنیا سے کسی خوشی پر مطمئن ہوتا ہے تو وہ اُسکو کسی بُرائی مین پھینکدیتی ہے
دنیا کی امید بلا مین ملی ہوئی ہے اور اُسکی بقا یون مقرر ہے کہ انجام کو فنا ہو
اُسکی خوشی غم آمیز ہے اور اُسکی آرزوئین جھوٹی اور توقعین بیکار صفائی
پر کدورت اور عیش تلخ اگر بالفرض ہمارا رب اُسکی حال کی ہمکو خبر نہ دیتا اور
اوسکی کہاوت بیان نہ فرماتا تب بھی یہہ سوتے کو جگا دیتی اور غافل کو چوکنا کردیتی
اور جس صورتمین کہ خود اللہ تعالی کیطرف سے اُسکے بابمین نصیحت کرنیوالا
اور اُس سے جھڑکنے والا آیا ہو تو پھر کیسے تنبیہہ نہوگی نہ اللہ تعالی کے نزدیک
اوسکی کچھہ قدر و منزلت نہ جب سے کہ اُسکو بنایا اوسکی طرف دیکھا اور اُسکی کنجیان
اور خزانے آنحضرتؐ کے سامنے پیش کئے گئے گو آپکی قدر خدا کے نزدیک
مچھر کے پر کی برابر بھی کم نہوتی مگر اوسکو قبول فرمانیسے انکار کیا اور بُرا
جانا کہ جس چیز سے خالق نے نفرت کی اُس سے محبت کرین اور جسکو مالک
نے پست کیا ہو اوسکی قدر بڑہاوین اللہ تعالی نے جو اُسکو نیکبختون سے
علیحدہ رکھا تو اونکی امتحان کے لئے اور اپنے دشمنونپر جو اُسکا پھیلاوا کیا تو
اُنکے مغالطہ مین پڑنیکے لئے تو جو شخص دنیا کے باعث اینٹھا ہے اور اپنے

آخر ما تکلف فیہا احدکم
ما یتکلف لہا فان حبہا
ان اللہ تبارک وتعالی
الی نبیہ صلعم استخصتہ الی
مکانہ وصل اللہ علیہ
منہا بالبلاء وحببہا
البقاء فیہا ینتہی الی الفناء
وما ہی مشوق بالخیر الی اہلہا کائنۃ
وما ہی بالخیر علی اہلہا مقبلۃ
فالویل کل الویل لمن رکن الیہا

قادر ہوتا ہی یہہ گمان کرتا ہے کہ اسکے سبب سی مجھپر اکرام ہوا ہی اور اُس
معاملہ کو بھولجاتا ہے جو اللہ تعالے نے اپنے رسول سی کیا جبکہ آپ نے
اپنی پیٹ پر بھوک کے ماری پتھر باندھا انتہی **فائدہ** مترجم کہتا ہی کہ یہی
مکتوب حضرت حسن بصری کا بنام حضرت عمر بن عبد العزیز کے جلد
ثالث احیاء العلوم مین مذمت دنیا کی ذیل مین مذکور ہی مگر وہان چند فقرے
اور بھی مذکور ہین اور کچھہ الفاظ مین فرق ہی جسکو شوق ہو وہان دیکھہ لے
— غرضکہ جو شخص سوا خدا تعالے کے اور کسی سی محبت کرتا ہی تو اوسکو اپنے
محبوب سے گو ملے یا نملے ضرر حاصل ہوتا ہی اسلئے کہ اگر نپاویگا تو نہ ملنے کا عذاب
ہوگا اور جسقدر دلکو لگاؤ اس سی ہوگا اوسیقدر تکلیف اوٹھاویگا اور اگر پاویگا
تو پہلے ملنے سی جو رنج ہوا ہی اور وقت حاصل ہونیکے جو مشقت اُٹھائی
ہی اور جاتے رہنے کے بعد جو حسرت ہوگی وہ اُس لذت سی بہت زیادہ ہوگی
جو ملنی مین ہے چنانچہ یہ قطعہ اس مضمون پر دال ہی ؎ عاشق سی زیادہ
نہین بدبخت زمین پر ٭ گو عشق کو پاتا ہی وہ شکر سی بھی میٹھا ٭ عمر اوسکی
ہر اک حالمین روتے ہی کٹتی ہی ٭ یا ہجر رولاوی اُسی یا یار کا ملنا ٭ گر دور ہے
معشوق تو ہی شوق سی گریان ٭ اور وصل مین روتا ہی کہ ہی ہجر کا کھٹکا ٭ القصہ

نہین آنکھہ کو اوسکے ہی کبھی چین + نزدیکی و دوری مین لگا رہتا ہی ٹپکا +

چھٹی وجہ یہہ ہی کہ بندہ کا اعتماد کرنا مخلوق پر اور اسپر توکل کرنا ایک تو خود اوسکی طرف سے اوسکے نقصان کا سبب ہی دوم اس جہت سی کہ مان لیا کہ مخلوق سی مدد ملیگی رسوا ہوتا ہی سوم بایں جہت کہ تصور اپنی تعریف کا کیا برا کہا جاتا ہی اور یہہ بات جیسی کہ قران اور حدیث سی ثابت ہی ویسی ہی تجربہ اور تلاش سی بھی معلوم ہی اللہ تعالے فرماتا ہے

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ اور پکڑا ہے لوگون نے اللہ کے سوا اور رکھا ہو جنکا کہ وہ ہون انکی مدد دیون نہین ہونگے منکر ہونگے انکی بندگی سی اور وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا اور فرمایا وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ ہو جاوینگے اونکی مخالف ۱۲ اور پکڑی ہین اللہ کی سوا اور حاکم کہ شاید اونکو مدد پوہنچے لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُونَ اور فرمایا وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوا نہین سکین اونکی مدد کرنی اور یہہ اونکی فوج ہو کر پکڑی آوینگے ۱۲ اور ہمنے اون پر ظلم نکیا لیکن کرتے تھے اَنْفُسَهُمْ فَمَا اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاءَ اپنی جان پر پھر کچھہ کام نہ آئے اونکے ٹہراکر جنکو پکارتے تھے اللہ کے سوا کسی چیز مین جب پوہنچا اَمْرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ اور اسکی سوا اور بہت آیتین ہین اس سی حکم تیرے رب کا اور کچھہ نہ بڑہایا اونکو خوار مین سوا تباہی کی ۱۲

معلوم ہوا کہ دلکی درستی اور سعادت اور فلاح خدا کی عبادت اور اس سی مدد چاہنے مین ہی اور اسکی بدبختی اور ہلاک و خسران اور مآل کا نقصان مخلوق کی پرستش اور اس سی مدد چاہنے مین ہی **ساتوین وجہ** یہہ ہے کہ اللہ تعالے غنی اور کریم اور عزت والا اور مہربان ہی تو وہ اپنی بندہ پر احسان کرتا ہی اور

فتسخن عینہ عن غیر الخالق
وتسخن عینہ عن غیر الخالق
وجہ السادس
ان اعتماد العبد علی المخلوق وتوکلہ علیہ
یوجب لہ الضرر من جہتہ
ویحمل لہ من الضرر من جہتہ
ان ینصر وینفع بما اثنی علیہ
ویحمد بہ
ویعظم بہ
ویمدح بہ
ویعبد بہ
ویستعان بہ
ویتقرب بہ
ویتوکل علیہ
ویخاف ویرجی
ویحب
ویسجد
ویذل
ویخضع
ویتملق
ویتذلل
ویتضرع
ویتبتل
ویتوجہ
ویقصد
ویطلب
ویسئل
ویدعی
ویرغب
ویرہب
ویخشع
ویخبت
ویفزع
ویلجأ
ویتوکل
ویستعان
ویستغاث
ویستجار
ویستعاذ
ویستغاث
ویستجار
ویستعاذ
ویستغاث
ویستجار
ویستعاذ

اسکی کچھہ پروا نہین رکھتا اوسکی بھلائی چاہتا ہے اور نقصان کو اُس سے
دور کرتا ہی نہ اسوجہ سے کہ بندہ سے کچھہ نفع لے یا نقصان دور کراوے بلکہ
صرف اپنی رحمت اور احسان ہی کے باعث اُسپر احسان کرتا ہی اور کچھہ غرض
نہین اسلیے کہ اللہ تعالی نے اپنی خلق کو اسلیے نہین پیدا کیا کہ پہلے کم تھا اُنکی بہت زیادہ ہوجاوے یا اونکی
سبب سے کسی دولت مین مدد دے وہ ارشاد فرماتا ہی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا
اور مینے جنات جن اور آدمی سو
لِيَعْبُدُونِ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ
اپنی بندگی کو مین نہین چاہتا ہون انسے روزی اور نہین چاہتا کہ مجکو کھلاوین اللہ جو ہی وہی ہی روزی
ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ اور فرمایا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ
دینیوالا زور آور مضبوط
پر سب اللہ کو جسنے نہین رکھی اولاد اور نہ کوئی ہی اُسکا ساجھی
فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ اور بندی سے فخواہی ارشاد خداوندی
سلطنت مین اور نہ کوئی اوسکا مددگار ذلت کیوقت پر
وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ ایکدوسری پر اپنی حاجت اور حال درماں کے
اور اللہ بیمار ہے اور تم محتاج ۱۲
فائدہ کے ہی احسان کرتے ہین اگر نفع کا خیال نہو تو کوئی بھی دوسرے
پر احسان نکرتے تو حقیقت مین آدمی احسان اپنی نفس ہی پر کرتا ہی اور دوسرے پر احسان
کرنیکو اپنی لئی فائدہ حاصل ہونیکا ذریعہ اور اُس احسان کے اپنی ہی طرف پہنچنے کا
وسیلہ بناتا ہی بانیطور کہ یا توقع عوض کی کرتا ہی یا اوسکی تعریف کرنے اور
مشکور ہونیکا امیدوار ہوتا ہی یا اُس احسانپر خدا تعالی سے ثواب اخروی کی
رجا رکھتا ہی اوس دن مین کہ وہ فقیر اور شدت سے محتاج ہوگا۔ اور اس ارادہ

ثم غناه عنه بربه الجبر ويكشف عنه الضر والجبر — مغفورين العيب والاثم — محض فضل رحمة منه وحنان — فهو سبحانه لم يخلق — خلقه ليكفهم من ذلهم وقال — ولا ينتصر بهم من ذلهم وقال — تعالى وما خلقت الجن والانس الا — ليعبدون وان ارادوا ان يطعمون — وقال ان الله هو الرزاق ذو — القوة المتين وقال تعالى وقل الحمد لله الذي لم يتخذ — ولدا ولم يكن له شريك — في الملك ولم يكن له ولي من الذل — والله الغني وانتم الفقراء — وانما يحسن بعض لحاجته وانتفاعه — وقد يحسن اليه فيعفو لحقيقة — ولكن نفعه بما احسن اليه — انما جعل الاحسان — الى غيره وسيلة الى حصول النفع — له وقد يعمل ذلك الاحسان اليه — ايما التقرب اليه او لترجي — جزائه او لترجي — حمده وشكره او لرجاء الجزاء — من الله تعالى عن ذلك — الاحسان في جميع وقتين — وحاجته وفقير فقير

مین بندہ پر کچھہ الاہنا نہین اِسلئے کہ بندہ فقیر اور محتاج ہی بلکہ اوسکی احتیاج
اوسکی ذات کے لوازم مین سی ہی تو بندہ کا اپنی نفع کی چیز پر حریص ہونا
اوسکا کمال ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ اور
اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا اپنا ۱۲
فرمایا وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ اور حدیث قدسی مین وارد ہی کہ ای
اور جو تم بھلائی کرو گے وہ پوری دیجائیگی تمکو ۱۲
میرے بندو تم نہین پہونچنے کے میرے فائدہ کو کہ میری کام آوے میرے
نقصان کو کہ کچھہ میرا ضرر کرو اے میری بندو یہہ تمہاری کام ہین جنکو مین تمہارے
ہی لئے گن گن رکھتا ہون پس جو شخص اپنے اعمال مین بہتری پاوے وہ خدا تعالےٰ
کا شکر کرے اور جو اعمال خیر کے سوا پاوے وہ ملامت نکرے مگر اپنے آپکو
حاصل یہہ کہ خلق کو تمہاری نفع پہنچانے سے بجز تم سی فائدہ اُٹھانے کے اور
کچھہ مطلب نہین اور خدا تعالیٰ جو تمکو نفع دیا چاہتا ہی اُس سی کچھہ اوسکا
مطلب نہین علاوہ ازین اوسکا نفع ضرر سے خالص ہی بخلاف خلق کی نفع
کے کہ اوسمین کبھی تمپر ضرر بھی ہو جاتا ہی مثلاً خلق کی منت ہی اُٹھانی پڑی
اِسباتکو سوچ لو کیونکہ اسکو سوچنا اور اسکا لحاظ رکھنا تمکو اِس امر کا مانع
ہوگا کہ خلق سی کچھہ توقع کرو یا خدا تعالیٰ کے سوا اُس سی کچھہ معاملہ کرو یا
اُس سی کوئی فائدہ یا نقصان کو دفع کرنا چاہو یا اپنی دلکو اوسمین لگاؤ اور

وھو غیر واقع فی ملکہ الا بقضائہ فافتقارہ الی الخلق افتقار
الفقیر فاقتہ فقر یتعلق بذاتہ
بل فقر یتعلق بہ من حیث ھو ذو کمال
فھو یحب علی ما ینفعہ کما
قال تعالی اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ
وقال تعالی وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ
وفی الحدیث القدسی یا عبادی انکم
لن تبلغوا ضری فتضرونی ولن تبلغوا
نفعی فتنفعونی یا عبادی انما ھی
اعمالکم احصیھا لکم ثم اوفیکم ایاھا فمن وجد
خیرا فلیحمد اللہ ومن وجد غیر ذلک
فلا یلومن الا نفسہ فالخلق الفقیر
بفقرہ الذاتی فی الحقیقۃ الا انتفاعہ
بذلک قال اللہ تعالی انما یرید نفعہ
لذلک الیہ ترجع الیہ منتہ بنی ونفعہ
لذلک الخاص عن المضرۃ بخلاف نفع
الخلق فانہ قد یکون فیہ
منۃ علیک وربما
ذلک وتبع ممنوع ازیجا
الخلق او تعلقک بہ من دون
اللہ او تطلب منہ نفعا او
دفعا او تعلق قلبک بہ

یہہ حال ساری مخلوق کا ہے حتے کہ بیٹے کا باپکے ساتھہ اور بی بی کا خاوند
کے ساتھہ اور غلام کا آقا کے ساتھہ۔ پس نیکبخت وہ ہے جو اُنسے خدا کیواسطے
معاملہ رکھے اونکے واسطے اور اُنکے باب مین خدا تعالی کا خوف کرے
اور اُنسے خوف نکرے اور اُنپر احسان کرنیمین خدا تعالی سے توقع ثواب کی کرے اور اللہ تعالی کے
ہوتے ہوے اُنکی توقع نکرے اور اُنسے محبت خدا تعالی کی محبت کی وجہ سے کرے نہ یہہ
کہ خدا تعالے کی محبت مین اُنکو شریک کرے چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا آٹھوین **وجہ** یہہ ہے کہ
بندہ کو دوسرے کی بہتری معلوم نہین ہوتی جبتک وہ خود اُسکو نہ بتاوے
اور نہ دوسرے کی بہتری کرسکتا ہے جبتک کہ خدا تعالے اوسکو قدرت نہ دے
اِسصورتمین سب معاملہ خدا تعالی کیطرف سے ہے اوسیکے قبضہ مین بہتری ہے اور معاملہ
کل کا کل اوسیکی طرف آرہتا ہے پس دل کا لگاؤ خدا تعالی کے سوا سے
براہ رجا اور خوف اور توکل اور بندگی کے بڑا نقصان ہے کہ جسمین کچھہ فائدہ
نہین اور جو نفع دوسرے سے ہوتا بھی ہے تو خدا تعالی ہی اوسکو مقدر اور میسر فرماتا
ہے **نویں وجہ** یہہ ہے کہ اکثر لوگ دوسرے کے ساتھہ سلوک کرنیسے اپنا مطلب
پورا کرنا چاہا کرتے ہین گو اس سے دوسرے کا نقصان دین اور دنیا مین ہوجاوے

اور خدا تعالے جو بندہ پر ارادہ کرتا ہے تو صرف اوسکے لئے اور
اُسپر احسان جو فرماتا ہے تو خاص اوسکے نفع کے لئے نہ اپنی نفع کیواسطے
اور ضرر کو اُس سے دور کرنا بھی بلا غرض چاہتا ہی تو اِسصورتمین تمہاری توقع
اور بیم و رجا دوسرےکیسی کیسی متعلق ہوسکتی ہی حالانکہ تمکو معلوم ہی کہ اگر
تمام مخلوق اِسبات پر متفق ہون کہ تمکو کچھہ نفع پونہچاوین تو نہ پونہچاوینگے
مگر اوسیقدر جو اللہ تعالے نے تمہارے لئے لکھدیا ہی اور اگر سبکے سب
تمکو ضرر دینے پر اکٹھے ہون تو ضرر بھی اوسیقدر دینگے جو اللہ تعالی نے تمپر
لکھدیا ہی خدا تعالی فرماتا ہے قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَ
(تو کہہ ہمکو نہ پونہچیگا مگر وہی جو لکھدیا اللہ نے ہمکو وہی ہے حامی و حمایت صاحب ہمارا)
عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ **وسوین وجہ** یہہ ہی کہ ہر جاندار کی سرشت
(اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسہ کرین مسلمان ۱۲)
اِسبات پر ہی کہ کسی چیز کا ارادہ اور قصد کرے اور کسی چیز سے مدد چاہے
اور اوسپر اعتماد کرے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہی یعنی مراد کی دو قسمین
ہین ایک وہ کہ خود بالذات مراد ہو دوم وہ کہ غیر کیواسطے ہو یعنی مراد بالذات
کا وسیلہ ہو اور جس چیز سے مدد چاہتا ہے یعنی مددگار اوسکی بھی دو قسمین
ہین ایک وہ کہ خود اپنے آپ مددگار ہو ایک وہ کہ مددگار بالذات کا تابع
اور آلہ ہو تو یہان چار باتین ہین مراد بالذات اور مراد بوجہ غیر اور

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ
اور اگر تجھکو اللہ کچھہ ضرر دے تو کوئی نہیں اوسکے سوا اوسکو دور کرنیوالا اور اگر وہ تیرا ارادہ کرے
کسی بھلائی کا تو کوئی نہیں پھیرنیوالا اوسکے فضل کو

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ
اور اگر تجھکو اللہ کچھہ ضرر دے تو کوئی نہیں اوسکے سوا اوسکو دور کرنیوالا اور اگر وہ تیرا ارادہ کرے
کسی بھلائی کا تو کوئی نہیں پھیرنیوالا اوسکے فضل کو

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ
اور اگر تجھکو اللہ کچھہ ضرر دے تو کوئی نہیں اوسکے سوا اوسکو دور کرنیوالا اور اگر وہ تیرا ارادہ کرے
کسی بھلائی کا تو کوئی نہیں پھیرنیوالا اوسکے فضل کو

مدد گار بالذات اور مدد گار اسجہت سی کہ مدد گار بالذات کا تابع ہی
پس اِن چارون مین سی اول اور سوم خداوند تعالی ہے یعنی مراد اور
مقصود اور محبوب بالذات اور مدد گار بالذات اوسیکی ذات ہی اور جتنی
چیزین اوسکی سوا ہین چاہیے کہ اُنکی محبت تابع اُسکی محبت کے ہو اور اُن سے
مدد اسوجہ سی لیجاوی کہ وہ آلہ اور ذریعہ خدا تعالی کی مدد کے ہین تو اِس
ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی محبت اور استعانت اگر وسیلہ اوسکی محبت اور استعانت
کا نہوگی تو اُسکا ضرر نسبت فائدہ کے زیادہ ہوگا

ساتوان باب

اِس امر مین کہ قرآن مجید مین دلکی دوائین اور اوسکے سب مرضون کا
علاج موجود ہے

اللہ تعالی فرماتا ہے یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا
فِی الصُّدُوْرِ اور فرمایا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ اور
یہہ اوپر گذر چکا ہے کہ دلکے مرض شبہات اور شہوات کی روگ ہین
اور قرآن مین وہ کہلی باتین اور پکی دلیلین ہین جو حق کو باطل سی علحدہ
کر دیتی ہین اور جن شبہون سی کہ علم اور تصور اور فہم مین خرابی پڑتی ہے

اونکا روگ مٹا دیتی ہین ایسی طرح کہ چیزین جون کی تون معلوم ہونے
لگتی ہین اور قران مجید کی مثل کوئی کتاب مین کے پردہ پر نہین جسمین بڑی
بڑی مطالب یعنی توحید و ثبوت صفات اور ثبوت آخرت اور نبوت اور
جھوٹے دینونکے باطل ہونے اور خراب تجویزونکے رد کرنے پر دلیلین اور
آیتین موجود ہون اور قران مجید مین یہہ سب کچھہ موجود ہی ساری کا سارا
ان امور پر اچھی کامل طور سی شامل ہے مگر ان باتونکا سمجھنا قران مجید کے
سمجھنے پر اور اوسکے مقصود کے دریافت کرنے پر موقوف ہی پس جس شخص
کو خداوند کریم اسکی سمجھہ عنایت فرماتا ہی وہ حق اور باطل کو اپنی دل سے
صاف دیکھہ لیتا ہی جیسی دن اور رات کو دیکھتا ہی اور جان لو کہ قران
مجید کے سوا جو لوگونکی کتابین اور انکی تجویزین اور معقولات ہین جنمین وہ
علوم ہین کہ جنپر اعتماد نہین خواہ جھوٹے توہمات ہین کہ امر حق سی کچھہ بھی انکو
مس نہین خواہ درست باتین ہین مگر دلکو انسی کچھہ فائدہ نہین بلکہ صرف
تجویزین اور تقلیدین ہین خواہ ایسی درست باتین ہین جنکے حاصل کرنیمین بڑی
وقتین اٹھائی ہین اور انکے ثابت کرنیمین باوجود کم فائدہ کے بہت
گفتگو بڑھائی ہے تو اس قسم کی کتابین وغیرہ ایسی ہین جیسی بلی اونٹ کا

گوشت سخت پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو کہ نہ جگہہ آسان ہی کہ کوئی اوپر چڑہکر
لیوی اور نہ موٹا ہی کہ کوئی نقل بنا وی اور جو کچھہ متکلمین وغیرہم نے لکھا ہی وہ
قران مجید مین بہت صحیح تقریر اور عمدہ تفسیر سی موجود ہی پس اونکی بیان بجز
کلام کی طوالت اور بناوٹ اور دقت کے اور کچھہ نہین جیسا کسی نے
کہا ہی قطعہ حرص آپکی نہوتی تو کبھی دنیا مین + نہ تناظر کوئی لکھتا
نہ معانی نہ کلام + اپنی دانست مین کہولین ہین مصنف عقدی + لیک
تصنیف سی بڑہتی گئی وہ نے انجام + اور جو شخص کہ ان لوگونکی نہایت
رتبہ سے واقف ہی وہ یون کہتا ہی قید ہی انجام معقولات کا + کوشش
اکثر عالمونکی ہے ضلال + ہی ہماری روحکوتن سی گریز + حاصل اس
دنیا کا ہے ہمکو وبال + عمر بہر کی بحث سی بس یہہ ملا + لکھہ لیا ہمنے
جو تہا کچھہ قیل وقال + ہمنے جو علم کلام کے طریقون اور حکمت کے
دستورونکو دیکہا تو ایسا نپایا جس سی کوئی روگ اچہا ہو یا پیاس بجھے
ہان طریقہ قران مجید کا نہایت قریب ہی چنانچہ اثبات مین ان دونو
آیتون کو پڑہ لے الرحمن علی العرش استوی اور الیہ یصعد الکلم الطیب
اور نفی مین ان دو کو پڑہ لے لیس کمثلہ شیء اور ولا یحیطون بہ علما

۱۰

اور قران مجید جو شہوتون کے روگ سے شفا دیتا ہے تو اوسکی وجہ
یہہ ہے کہ اُسمین حکمت اور عمدہ نصیحت رغبت اور خوف دلانیکے ساتھہ
اور دنیا مین زہد کرنا اور آخرت کی خواہش کرنی اور کہا دتین اور قصے
جنمین طرح طرح کی عبرتین اور سوجھہ ہین موجود ہین غرضکہ قران مجید اُن
امراض کو دور کرتا ہے جو موجب فاسد ارادونکے ہوتے ہین پس
قران مجید سے آدمی کا ارادہ درست ہوکر اپنی اصل پیدائش کیطرف
پھر آتا ہے جسپر کہ خدا تعالے نے اُسکو پیدا فرمایا ہے اسکے بعد اوسکے
افعال درست ہوجاتے ہین جیسا بدن صحت اور تندرستی کے بعد اپنی
حالت طبیعی پر ہوجاتا ہے اسکے بعد دل سوا امر حق کے اور کسی چیز کو نہین
مانتا جیسے لڑکا بجز دودھہ کے اور کسی شے کو قبول نہین کرتا
جون طفل نہین مانتا وہ حق کے سوا کو ۔ اور اوسکی ملامت گراب آرام
سے بیٹھے اسحالت مین دل ایمان اور قران سے وہی غذا حاصل کرتا ہے
جو اوسکو پاک کرے اور قوت و مدد دے اور فرحت و سرور بخشے جسطرح کہ بدن
اپنی بڑہانیوالی اور قوت دینے والی چیز سے غذا حاصل کیا کرتا ہے اور جو چیز
دل اور بدن مین ہے وہ اسبات کی محتاج ہے کہ ترقی کرکے بڑہے اور زیادہ ہو

وہو شفاء لما فی الصدور من الشہوات
قال اللہ تعالی یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور
والموعظۃ ہہنا الامر والنہی مع الترغیب والترہیب
والزہد فی الدنیا والرغبۃ فی الآخرۃ والتذکیر
فی الآیات والامثال والقصص التی فیہا مواعظ
وزواجر وادلۃ وبراہین علی المعانی
التی ہی امراض فاسدۃ فی الارادۃ
فیصلح اللہ علیہا ارادۃ العبد
ویرجع بہا الی فطرتہ
التی فطر اللہ علیہا العبد
کما یعود البدن
بصحتہ وصلاحہ الی احوالہ
الطبیعی فیصیر بحیث لا یقبل
الا الحق کما ان
الطفل لا یقبل الا اللبن
وفاقد الشیء
لیس یقابل شیئا کما
استرخت حاجتہ الیہ فیعتاض
القلب من الایمان والقران ما یزکیہ
ویقویہ ویمدہ ویفرحہ ویسر کما
یعتاض البدن عما فیہ قوتہ وقوامہ
ما فی القلب الی ان یتزکی ویسمو ویزید

یہانتک کہ درست ہو جاوے اور ازانجاکہ دلکی زندگی اور آسایش بدون
اوسکی زکوۃ اور طہارت کے ممکن نہین اسلئے ہمکو اُسکا ذکر کرنا بھی ضرور ہوا

اٹھوان باب

دل کی زکوۃ مین

دلکی زکوۃ کے معنی لغت کی رو سے درستی مین زیادتی و ترقی کی ہین کہتے ہین
زکی الشی جب چیز بڑھجاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ
صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا اِس آیت مین دونو باتین طہارت اور زکوۃ
جمع فرمائین اسواسطے کہ دونو ایکدوسرے کے ساتھہ رہتی ہین کیونکہ بُرائیون
اور گناہونکی ناپاکی دلمین ایسی ہے جیسے نمکی اخلاط بدنمین یا گھاس کھیتی مین
یا میل سونے چاندی وغیرہ مین تو جیسے بدن بُرے خلطونسے جب خالی ہوجاتا ہے
تو قوت طبیعی صاف ہوجاتی ہے اور ارام پاکر نئے روکٹوک اپنا کام کرنے لگتی
ہے اور بدن بڑہنا شروع کرتا ہے اسیطرح جب دل توبہ کے باعث گناہون سے
صاف ہوتا ہے اور گناہ کی ملاوسے خالص بچتا ہے تو دل کا ارادہ ان کشاکش
اور خراب عادتونسے علیحدہ ہوکر محض خیر کے لئے ہو جاتا ہے اور دل بڑہتا ہے
اور زور پکڑتا ہے اور اپنے تخت سلطنت پر بیٹھکر اپنی رعیت مین حکم جاری کرتا ہے

اُسوقت رعیت اُسکا حکم سُنتی اور مانتی ہے غرضکہ دلکی زکوۃ کی
کوئی سبیل بدون اُسکی طہارت کے نہین اللہ تعالے فرماتا ہے
قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ
کہدو ایمان والونکو نیچی رکھین اپنی آنکھین اور تانتی رہین اپنی شرمگاہین خوب ستھرائی ہے اونکی اللہ
خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ اِس آیت مین زکوۃ کو موقوف آنکھ کے بند کرنے اور
کو خبر ہے جو کچھ کرتے ہین ۱۲
شرمگاہ کے نگاہ رکھنے پر فرمایا اور یہین وجہ محارم سے آنکھہ نیچی رکھنا
موجب تین بڑی فائدونکا ہے **اول** ایمان کی حلاوت اور اوسکی وہ لذت
کہ جس چیز سے اپنی آنکھہ پھیر لی ہے اور اُسکو خدا کے لئے چھوڑ دیا ہے
اوسکی نسبت کرزیادہ مزہ دار ہے اِسلئے کہ جو شخص کسی چیز کو خدا تعالی کے
لئے چھوڑتا ہے اللہ تعالے اوسکے عوض مین اُسکو بہتر عنایت فرمایا کرتا ہے
اور نفس اچھی صورتونکے دیکھنے پر مرتا ہے اور آنکھہ دلکی لئے آگوا ہے دل
اوسکو دیکھنے لئے بھیجتا ہے پس جب خوبصورت چیز کی خبر دلکو دیتی ہے تو
دلمین حرکت اور اشتیاق پیدا ہوتا ہے اور اگر آنکھہ پھیلنے سے باز رہے تو دل
آرام سے رہے اور طلب کی مشقت نہ اُٹھاوے اِس سے معلوم ہوا کہ جو شخص
اپنی نگاہ کو مطلق العنان رکھتا ہے ہمیشہ حسرتین کرتا ہے اور دیکھنے
سے محبت اور دل کا لگاؤ پیدا ہوتا ہے پھر زور پاکر یہی علاقہ میلان بنجاتا ہے

فسمعت له واطاعت
فان السبيل الى ازكى بها
بعد طهارته قال تعالى
قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم
ذلك ازكى لهم ان الله
ان الذين يغضون ابصارهم
خبير بما يصنعون
الذكا مستوفا على غض البصر وحفظ
الفرج ولذا كان غض البصر عن المحارم
يوجب ثلاث فوائد عظيمة هي اول
حلاوة الايمان وذوقه الذي هي اذ
فان صبر عما يهوى عوضه الله خيرا منه
والنفس مولعة بالنظر الى الجميل من
الصور والعين رائد القلب فيبعثه
لينظر فاذا جاء بخبر الشيء
واشتاق اليه فاذا كف الرائد
عن ذلك استوفى استراح
القلب من كلفة
الطلب فمن اطلق نظره
دامت حسراته والتصق
بالقلب غم يقوى
فيصير صعبا به

یعنی دل ہمہ تن اُس چیز کیطرف جھکا پڑتا ہی پہرا ور قوت پکڑکر غرام یعنی
آشفتگی ہو جاتی ہی جو ہر وقت دلکے ساتھ رہتی ہی جیسی غریم یعنی قرضخواہ
قرضدار کے ساتھ رہتا ہی پہرا ور زور پکڑکر عشق ہو جاتا ہی جو حد سے
زیادہ محبت کا نام ہی پہرا ور غلبہ پاکر تیم یعنی بندگی کو درجہ کو پہونچ جاتا ہی اسطرح کہ دل محبوب
چیز کا بندہ ہو جاتا ہی اور یہہ سب خرابیان نگاہ ہی ہوتین اسلیئے تین دل
پہلے تو بادشاہ تھا اب گرفتار ہو جاتا ہی اور پہلے چھوٹا ہوا تھا اب محبوس
ہو جاتا ہی اور آنکھہ سے شکایت ظلم کی کرتا ہی اور آنکھہ کہتی ہے کہ مجکو تو ہی
بھیجا تہا ع اے باد صبا اینہمہ آورد و تست + اور ان امورمین وہی دل
پھنستے ہین جو خدا تعالیٰ کی محبت اور اخلاص سے خالی ہون اسلیئے کہ دل کے
لئے کوئی نہ کوئی محبوب ضرور ہی تو جسکا محبوب خدا نہ ہوگا اوسکا دل ضرور
ہی کہ دام محبت غیر اللہ مین پھنسے ورنہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے ہوتے ہوئے
غیر کی محبت دلکے گرد نہین پھٹکتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ
یوں ہی ہوا السوء اسطرح کہ
السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ **دوسرا فائدہ** دلکی روشنی
ہٹا دین اس سے برائی اور بیحیائی البتہ وہ ہمارے چنے بندون مین ہی ۱۲
اور دانائی کا درست ہوتا ہی۔ ابو شجاع کرمانی کہتے ہین کہ جو شخص اپنے ظاہر کو
اتباع سنت اور باطن کو ہمیشہ مراقبہ رکھنے سے آباد کریگا اور اپنے نفس کو

شہوات سے روکے اور اپنی آنکھہ حرام چیزونسے نیچی کرے اور غذا ے
حلال کا عادی ہو تو اُسکی سمجھہ کبھی غلطی نکریگی اللہ تعالی نے اول مومنون
کو حکم نگاہ کے تلے رکھنے اور شرمگاہ کے ڈھکے رکھنے کا فرمایا بعدہٗ ارشاد
فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اِسکا بھید یہہ ہے کہ بدلا عمل کی جنس
سے ہوا کرتا ہے تو جو شخص اپنی آنکھہ کو نیچی رکھیگا اللہ تعالی اوسکے عوض مین
ویسی ہی چیز اُس سے بہتر عنایت فرماویگا مثلاً اگر اوسنے اپنی آنکھہ کا
نور حرام چیزون پر نجانے دیا تو اللہ تعالی نے اُسکے عوض مین اُسکا
نور باطن چھوڑ دیا تو اوسکو وہ چیزین معلوم ہونے لگین جو نگاہ کی چھوڑنے
والے اور آنکھہ کو تلے نرکھنے والیکو نہین سو جہتین حاصل یہہ کہ دل مثل
آئینہ کے ہے اور ہوای نفسانی اُسکی لئے بمنزلہ زنگ کے ہے جسکے باعث
حقیقتو نکی صورتین اوسمین منقش نہین ہوتین **تیسرا فائدہ** دل کا زور
پکڑنا اور ثابت اور جما ہوا رہنا تو اللہ تعالی دلکو اوسکی قوت کی باعث
فتح کا غلبہ عنایت فرماتا ہے جیسے نور کے سبب سے حجت کا مرحمت کرتا ہے تو اب
دونو غلبے اللہ تعالے جمع کر دیتا ہے اور اِسیواسطے اثر مین آیا ہے کہ جو
شخص اپنی خواہش کی خلاف کرتا ہے تو شیطان اوسکی سایہ سے بھاگتا ہے

عن الشہوات وغض بصرہ
عن المحارم واعتاد الاکل
الحلال لم یخط لہ فراسۃ
قال اللہ تعالی یغضوا من ابصارہم ویحفظوا
فروجہم اللہ نور السمٰوٰت والارض
من جنس العمل فمن غض بصرہ
عما حرم اللہ من جنسہ عوضہ
بصیرۃ فی قلبہ من جنس ما ترک
فقار یبصر بہ ما یطلب
ویہرب
الی اللہ تعالی
فی الاطلاق
وانبساطہ
سلطان النفس
بالحجۃ فیمنع
الشیطان من ظلہ
ویفر

اسیطرح جو شخص اپنی خواہش کا پیرو ہو اوسمین نفس کی ذلت اور
مغلوب ہونا وہ ہوتا ہی جو اللہ تعالیٰ نے اپنی نافرمانونکے لئے مقرر فرمایا ہے
اس سی معلوم ہوا کہ عزت اوسی شخص کو ہی جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کری
اور ذلت اور رسوائی اوسکو ہی جو اوسکی نافرمانی کری چنانچہ اللہ تعالے
فرماتا ہی وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور فرمایا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ
اور عزت خاص اللہ اور اسکے رسول اور مسلمانونکو ہے ۱۲ جسکو چاہی عزت
فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا۔ بعض اکابر سلف فرماتے ہین کہ لوگ بادشاہونکے
ترجمہ کی ہی عزت ساری ۱۲
دروازی پر عزت ڈہونڈہتی ہین مگر عزت اونکو صرف خدا تعالیٰ کی طاعت
ہی مین ملیگی۔ اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ گو گنہگارونکے
گھوڑونکی قدم بھی اچھے ہون اور خچر بھی اونکے نیچے کھٹا کھٹ چلتے ہون
مگر گناہونکی ذلت اُنکی دلمین ہی خدا تعالیٰ اپنے نافرمان کی رسوائی کے
سوا اور کچھہ نہین مانتا۔ اور دعاء قنوت مین ہی کہ الٰہی جسکا تو والی ہو
وہ رسوا نہین ہوتا اور جس سی تو دشمنی کری وہ عزت نہین پاتا ٭

اب اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین کہ دل کا ترقی کرنا اوسکی
طہارت پر منحصر ہی جیسے بدن کی زیادتی بدون نکمی خلطونکے نکالے
نہین ہوا کرتی اللہ تعالیٰ بعد حرام کرنے زنا اور تہمت اور فاحشہ کے

نکاح کے فرماتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ
کبھی نہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اُسکی مہر نہ ستھرا تم مین ایک شخص کبھی لیکن
اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ یہہ آیت اِسبات پر دال ہی کہ تزکیہ
اللہ سنوارتا ہی جسکو چاہی اور اللہ سب سُنتا جانتا ہے ۱۲
یعنی دلکا بڑہنا حرام سی بچنے سے ہوتا ہی اور گہر والونسی اجازت لینے کے باب
مین فرمایا وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ
اور اگر کوئی تمکو کہی کہ پہر جاؤ تو پہر جاؤ اِسمین خوب ستھرائی ہی تمہارے لئے

نوان باب

دل کے پاک کرنے مین اُسکی میل کچیل سے

ہرچند یہہ باب اوپر کے بیان مین داخل ہے مگر یہان صرف اِسلئے علیحدہ
لکہا گیا کہ دلکی طہارت کے معنی بیان کئی جاوین اللہ تعالے فرماتا ہی
يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اور فرمایا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
اے لحاف مین لپٹی کہڑا ہو پہر ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکہہ ۱۲ وہی لوگ ہین جنکو
لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ اور اکثر مفسر متفق ہین اِسپر کہ پہلی آیت مین
اللہ نے نچاہا کہ دل پاک کرے ۱۲
ثیاب سی مراد دل اور طہارت سی غرض اعمال اور عادتونکی اصلاح ہے
واحدی کا قول ہی کہ ثیابک فطہر کے معنونمین مفسرونکو اختلاف ہی
عطا کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سی ہی اُس سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ گناہون
سی اور اُن امور سی جو حالت کفر مین جائز سمجہتے تہے پاک کرنا مراد ہی اور
یہی قول مجاہدؒ کا ہے ان دونو کے قول کی غرض یہہ ہوئی کہ اپنے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ فِيْ اَدَبِ الْاَسْتِئْذَانِ عَلٰى اَنَّ الْاَمْرَ بِاجْتِنَابِ مَا يُسْتَحْيَا مِنْهُ وَقَالَ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ فِيْ طَهَارَةِ الْاَبْدَانِ مِنْ اَدْنَاسِهَا وَاٰثَامِهَا فَاَوْجَبَ

بَابُ تَطْهِيْرِ الْقَلْبِ مِنَ الْاَدْنَاسِ وَالْاٰثَامِ وَاَوْجَبَ

فِيْ هٰذَا الْبَابِ فِيْ الْكَلَامِ مَعْنٰى طَهَارَةِ الْقَلْبِ قَالَ
تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ
وَقَالَ تَعَالٰى اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ وَقَالَ
اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ وَقَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى
وَاَمَّا اَدَبُ الْكَلَامِ فَهُوَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِالْكَلَامِ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ
وَاَمَّا الْاَدَبُ فِيْ الْاَكْلِ فَاَنْ يَّاْكُلَ بِيَمِيْنِهٖ وَمِمَّا يَلِيْهِ
وَاَمَّا الْاَدَبُ فِيْ الشُّرْبِ فَاَنْ يَّشْرَبَ بِيَمِيْنِهٖ وَلَا يَتَنَفَّسَ فِي الْاِنَاءِ وَاَمَّا الْاَدَبُ فِيْ الْخَلَاءِ

اصلاح الاعمال والاخلاق
قال الواحدی اختلف المفسرون
فی معناہ فروی عن ابن عباس یعنی من
الاثم فما کانت تعاملہ فی الجاہلیۃ
یتقین وقال قوم بجاہدون

نفس کو گناہ سے پاک کر اور ایسا ہی کہا ہے شعبی اور ابراہیم اور ضحاک سے
مروی ہے اور عرب والے لفظ ثیاب کو کنایۃ نفس پر بولا کرتے ہین
چنانچہ شماخ اور عنترہ کے اشعار مین جو متن مین مذکور ہین یہہ امر
موجود ہے اور کلبی کی روایت مین اس آیت کے یہہ معنی کہے
ہین کہ بیوفائی نکر ورنہ تو بیوفا میلے کپڑون والا ہو جاویگا اور حضرت
عکرمہؓ کہتے ہین کہ اسکے یہہ معنی ہین کہ گناہ اور بدکاری پر اپنے
کپڑے مت پہن اور عکرمہؓ نے اسکو حضرت ابن عباس سے روایت
کیا ہے اور اپنی حجت کے لئے کسی شاعر کا شعر نقل کیا ہے اور ابورزین
نے اس آیت کے یہہ معنی کہے ہین کہ اپنے عمل کو درست کر اور سدی
نے کہا ہے کہ جب کوئی آدمی نیکبخت ہوتا ہے تو اسکو عرب والے
طاہر الثیاب یعنی پاک کپڑونوالا بولا کرتے ہین اور جب بدکار ہوتا ہے
تو خبیث الثیاب یعنی ناپاک کپڑونوالا کہا کرتے ہین جیسے فارسی مین
اول کو پاکدامن اور دوسری کو تردامن کہتے ہین جسطرح کہ بیوفا اور
بدکار کا وصف کپڑے میلے سے اور نیکبخت کا وصف کپڑے کی پاکی سے
کرتے ہین چنانچہ امرالقیس شاعر کا مصرعہ ہے ع ثیابی نبی عوف طہارقیۃ

عنترہ فشمکت بالرمح الاصم ثیابہ* یعنی الکلیم وقال الشماخ یصف ابلا
نفسہ وقال فی روایۃ الکلبی لاتلبس ثوبک علی معصیۃ
فتکون غادرا دنس الثیاب وقال
ولاعلی فجرۃ روی ذلک عن ابن
عباس وانشد بعضہم قول الشاعر وانی بحمد اللہ
لثیاب بنی عوف طہارقیۃ* لاتقشعا من فجرۃ وفساد
وقال بعضہم ثیابک فاصلحہ وقال
السدی یقال للرجل اذا کان
صالحا انہ لطاہر الثیاب وانہ
لخبیث الثیاب وانہ
لدنس الثیاب وقال
الفاجر انما یجر ثوبہ
لیتکبر بہ
الثیاب فی ھذا الموضع
الثیاب ھنا النفس
یعنی بہ نفسک

اِس سی مراد اوسکی یہی ہے کہ بنی عوف کے لوگ بیوفا نہین اور
حضرت حسنؒ اس آیت کی معنی یہہ فرماتے ہین کہ اپنی خلق کو اچھا
اور یہی قول قرطبی کا ہی اور عوفی ابن عباسؓ سی راوی ہین کہ اسکے یہہ معنی
ہین کہ جو کپڑی تو پہنتا ہی وہ حرام کمائی سے نہونی چاہئین اور سعید بن
جبیر فرماتے ہین کہ اس سی یہہ مراد ہی کہ اپنی نیت کو پاک کر اور بعض مفسر
صرف ظاہر کے معنونکو لیتے ہین یعنی آیت مین حکم کپڑونکے پاک کرنیکا
نجاست سی ہی کہ جسکے ہونیسے نماز نہین ہوتی اور یہی قول ابن سیرین
اور ابن زید کا ہے اور بعضی کہتے ہین کہ غرض چھوٹا کرنیسے ہی اسلئے کہ کپڑو
چھوٹا کرنا نجاست سی دور تر ہی اور آیت سی یہہ سب معنی بطریق اشارہ
اور لزوم کے نکل سکتے ہین اِسلئے کہ اگر حکم دلکی پاکی کا ہی تو کپڑی کی پاکی
اور اُسکا وجہ حلال سی ہونا دلکی طہارت کی تکمیل ہی اسواسطے کہ لباس کی
نجاست سی دلکی ایک ناپاک صورت بنجاتی ہی اور اِسیوجہ سی پہننا چیتون
اور درندونکی کہال کا آنحضرتؐ نے ناجائز فرمایا کیونکہ دل صورت ان
حیوانات کی حاصل کرتا ہی اسلئے کہ ظاہر کا تعلق باطن مین اثر کر جاتا ہی ہی
دوسری آیت اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَہِّرَ قُلُوْبَہُمْ الخ بعد اِس آیت کے
وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے پنجانا کہ دل پاک کرے ۱۲

وقیل وثیابك فطهر ای قصر ها ان
تقصیر الثوب ابعد من الجنابة والاثم
والرجز فان الماء یطهره انکان طاهرا
القلب فطهارة الثوب وطیب کسبه
تکمیل لذلك فان من خبث ملبسه کسب القلب
هیئة خبیثة وان لم یرد بنس جاء الذم
والسباع بنهی النبی صلی الله
علیه وسلم عن ذلك لما
یکسب القلب من هیئة تلك
الصافی فی نبی والباطن
وقوله تعالی اولئك الذین لم
یرد الله ان یطهر قلوبهم

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ آخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ
عاسوسی کرنے ہین جھوٹ بولنیکو اور جاسوس ہین اوسری جماعت کی جو تجھتک نہین آئی اسلوب کرتی ہین بات کو
اِسبات پر دلیل ہے کہ دلونمین سے جو ناپاک ہوتا ہی اُسپر اگر باطل پیش ہو
تو اُسکو پسند کرتا ہی اور مان لیتا ہی پھر اگر امر حق اوسکے خلاف پر آتا ہی
تو اگر اُس سے بن سکتا ہی تو حق کو رد کر دیتا ہی اور جھٹلاتا ہی ورنہ معنی بدلکر
اور سے اور کر دیتا ہی اور اگر وہ دل پاک ہوتے تو کلام خدا کی عوض مین
باطل کو نہ لیتے اور آیت اِسبات کی بھی دلیل ہی کہ جو شخص اپنے دلکو پاک نکریگا اوسکا
ضرور ہے کہ دنیا مین سوائی اور آخرت مین عذاب ہو اور اسلیئے خدا تعالے
نے جنت کو اُس شخص پر حرام فرمایا کہ جسکے دلمین نجاست اور میل ہو اور
وہ جنت مین نجا ویگا جبتک کہ پاک و صاف نہوے اِسلیئے کہ جنت تو پاک لوگونکا
مقام ہی اور یہین جہت اونسے کہا جاویگا طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ اور
تم تو پاکیزہ ہو سو پیوستہ یہین سدا رہنے کو ۱۲
موت کیوقت خبر خوش بھی اُنہین لوگونسے مخصوص ہوئی اور دونسے نہوئی
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
جنکی جان فرشتے پاکیزہ ہونیکی حالت مین قبض کرتے ہین اور بہشت مین اونکو کہتے ہین
سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس جو شخص دنیا مین ستھرا
سلامتی ہو تمپر جاؤ بہشت مین بدلا اوسکا جو تم کرتے تھے ۱۲
رہیگا اور خدا تعالے سے صاف و شستہ ملیگا وہ جنت مین بیدھڑک
روک ٹوک کے چلا جاویگا اور جو شخص دنیا مین پاک نہوگا تو اگر اوسکی

نجاست ذاتی ہوگی جیسے کافر تو وہ کسی صورت سی جنت مین داخل نہوگا
اور اگر اُسکی نجاست عارضی اور عمل کے باعث سی ہوگی تو بعد اِس
نجاست کے پاک ہوجانیکے جنت مین جاویگا یہانتک کہ اہل ایمان جب
پل صراط سی اوترینگے تو جنت اور دوزخ کے درمیان پل پر روک دئی جاوینگے کہ
جو کچھہ اُنپر میل کچیل رھگیا ہو اُس سی پاک و صاف ہوجاوین پھر اُنکو اجازت
جنت مین داخل ہونے کی ملیگی اور اِسیوجہ سی نماز مین طہارت مشروع
ہوئی کیونکہ نماز مین بھی خدا تعالی کے حضور مین داخل ہونا ہی اور وضو
کرنیکے بعد وضو والیکو یہہ کہنا مشروع ہوا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ
التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ اِس دعا کا حاصل یہہ کہ دلکی طہارت توبہ
سی ہوجاوی اور بدن کی طہارت پانی سی اور یہہ دونو پاکیان جب
اکٹھی ہوجائین تب لیاقت خدا تعالی کے حضور مین جانے اور اُسکے
سامنے کھڑا ہوکر راز و نیاز کرنیکے ہو اور مینے شیخ الاسلام سی پوچھا کہ حدیث
شریف مین جو وارد ہی کہ الہی مجکو میری خطاؤنسے پاک کردی پانی اور
برف اور اولے سی اور ایک روایت مین ٹھنڈی پانی سی وارد ہی تو اسمین

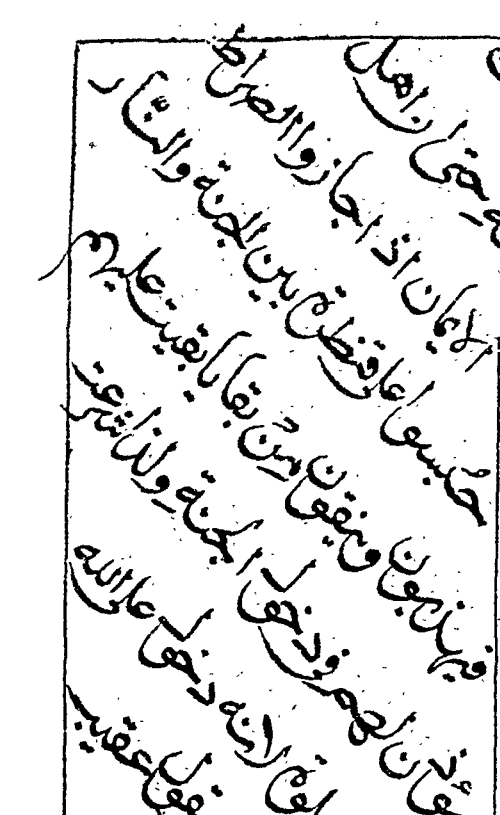

سرد کی خصوصیت سے کیا فائدہ ہے حالانکہ گرم پانی صاف کرنیمین
زیادہ تاثیر رکھتا ہی تو اونہون نے فرمایا کہ خطا ونسے دلمین گرمی
اور ناپاکی اور سستی ہو جاتی ہے تو دل ڈھیلا ہو جاتا ہے اور اسمین
آتش شہوت بھڑکتی ہی اور اُسکو ناپاک کر دیتی ہی اور پانی میل کو دھو دیتا
ہی اور آگ کو بجھا دیتا ہی پس اگر ٹھنڈا ہوتا ہے تو جسم مین سختی اور قوت
بھی پیدا کرتا ہی اور اگر اوسکے ساتھ برف بھی ہو تو سردیمین اور جسم
کے سخت کرنے مین قوی تر ہوگا تو اِسیوجہ سے خطا ونکے اثر کو زیادہ
تر کھو دیگا **فصل** اور خداوند کریم نے شرک اور زنا اور اغلام کو
اپنی کتاب مین نجاست اور میل سے نامزد فرمایا ہی اور گناہونکو نہین فرمایا
گو نجاست اور میل اور دنمین بھی پایا جاتا ہی شرک کے بابمین فرمایا
کہ اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ اور اغلام کے بابمین فرمایا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ
اور بچا لیا لاوسکو اوس
الْقَرْيَةِ الَّتِي تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ اور زنا کے بابمین فرمایا اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ
شہر ہی جو کرتے تھے کہ یہ ہی کلام ۱۲
وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ اور کبھی روح اور دل پر میل اور نجاست اِسقدر
اور گدہی و اسکو گدہان کے ۱۲
بڑھ جاتی ہے کہ زندہ دل والا اس روح اور دلمین سے بدبو سونگھتا ہی
اور اُس کو ایسی ہی تکلیف اُٹھاتا ہی جیسی ظاہری بدبو سے اُٹھاتا ہی

الشرك والزنا واللواطة بالنجاسة والخبث
في كتابه دون سائر الذنوب وان كانت مشتركة
على ذلك فقال تعالى انما المشركون نجس وقال
ونجيناه من القرية التي كانت تعمل الخبائث
وقال الخبيثات للخبيثين والخبيثون للخبيثات
وقد يغلب نجس والخبث
والقلب على الروح
حتى ان صاحب القلب الميت
ليشم من نتن الروح والقلب
ما لا يشمه
من به رائحة الخياشيم

اور یہہ بات اکثر پسینے مین ظاہر ہوتی ہے کہ اُسکے پسینے مین سے
سڑی بدبو زندہ دلکو آتی ہے اِسلئے کہ دل اور روح کی سڑاہٹ
ظاہر بدن کی نسبت کر باطن سی بہت ملی ہے اور پسینا اندر سی بہا کرتا ہی
اور اِسی وجہ سی جو شخص نیکبخت ہوتا ہی اُسکی پسینے کو دیکھتے ہو کہ خوشبو ہوتا
ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پسینا سب لوگونسے زیادہ
خوشبودار تھا حضرت ام سلیمؓ آپکا عرق جمع کرتی تہین آپ نے اُنسے
اُسکا حال دریافت فرمایا تو انہون نے عرض کیا کہ وہ سب خوشبوون
سی زیادہ خوشبودار ہی غرضکہ نفس نجس اور خبیث کی نجاست وخباثت
اِتنی قوی ہو جاتی ہے کہ جسم پر ظاہر ہو جاتی ہے اور نفس پاک
اوسکے برعکس ہی اور جب ان دونو نفسونمین سی ہر ایک اپنی بدنسے
علیحدہ ہوتا ہی تو نفس پاک مین سی تو ایسی عمدہ خوشبو آتی ہی جیسی تمام
زمین کی عمدہ مشک مین سی آتی ہو اور نفس خبیث مین سی بدبو ایسی پائی
جاتی ہی جیسی زمین پر سب سی زیادہ بدبودار مُردار مین سی آتی ہو —
اور ازانجاکہ شرک سب ظلمونسی بڑھکر اور سب بُری چیزون سی بدتر ہے
اِسلیئے خدا تعالی کے نزدیک سب چیزونسے زیادہ بُرا اور نفرت مین

سخت ترسے اور اُسپر دنیا و آخرت کے وہ عذاب مقرر فرمائی ہین
جو اوسکے سوا اور کسی گناہ پر نہین فرمائی اور خبر دی کہ ہم شرک کی
مغفرت نکرینگے اور یہہ کہ اہل شرک ناپاک ہین اور اُنکو اپنے حرم محترم کے
پاس آنے سے منع فرمایا اور اونکے ہاتھہ کا ذبح کیا ہوا جانور اور
اُنسے آپسمین نکاح کرنا حرام فرمایا اور انمین اور مسلمانونمین دوستی
کو منقطع کر دیا اور اُنکو اپنا اور اپنے فرشتونکا دشمن فرمایا اور اہل توحید
کے لئے اُنکے مال اور زن و فرزند مباح کئے کہ انکو غلام بنالین اور اُسکی وجہ
یہہ ہے کہ شرک حقیقت مین پروردگار ہونیکے حق کو توڑتا ہے اور معبود
ہونیکی عظمت گھٹاتا ہے اور رب العلمین سے بدگمانی پیدا کرتا ہے اللہ تعالی
فرماتا ہے وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ
اور تا عذاب کرے دغاباز مردونکو اور عورتونکو اور شرک والے مردونکو اور عورتونکو جو
الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَ
اٹکلتے ہین اللہ پر بری اٹکلین اونہین پڑے پھیر مصیبت کا اور غصہ ہوا اللہ اونپر اور لعنت کی اونپر اور پھینکا
أَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا اور شرکین کا حال خداوند پاک نے تین
اور کہیا انکے لئے دوزخ اور بری جگہہ پہنچنی آوے
جگہہ اپنی کتاب مین اسطرح فرمایا کہ مشرکون نے خدا تعالی کو اُتنا
نہ سمجھا جو حق اُسکے سمجھنے کا ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص اللہ تعالی کا شریک اور
برابر ٹھہراتا ہو اور اُس سے محبت اور خوف و زجار کہتا ہو اور اُسکے لئے

عاجزی کرتا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کو کیونکر اتنا سمجھیگا جو حق اوسکی سمجھنی
کا ہی اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ
سب تعریف اللہ کو جسنے بنائے آسمان اور زمین اور ٹھہرایا
الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ اور یہہ وہ برابری
اندھیرا اور اُجالا پھر یہہ منکر اپنے رب کے ساتھہ کیکو برابر کرتے ہین ۱۲
ہے کہ مشرکون نے خدا تعالیٰ اور اپنے معبودون کے درمیان
ٹھہرائی اور دوزخ مین جاکر مقرر ہوئے کہ یہہ بات گمراہی کی تھی یہانتک
کہ اپنے معبودونسے کہ وہ بھی اُنکے ساتھہ آگ مین ہونگے کہین گے
تَاللّٰہِ اِنْ کُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اِذْ نُسَوِّیْکُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور مشرکون نے
قسم اللہ کی ہم تھی صریح غلطی مین جب تمکو برابر کرتے تھے جہان کے صاحب کو ۱۲
اپنے معبودونکو خدا تعالےٰ سے ذات اور افعال مین برابر نہین کیا
نہ یہہ کہا کہ ہمارے معبودونے آسمانون اور زمینونکو پیدا کیا ہی یا زندہ
کرتے ہین اور مارتے ہین بلکہ اونکو خدا تعالیٰ سے محبت اور تعظیم اور
عبادت مین برابر کرتے ہین جیسے کہ اُن شرکوالونکو دیکھتے ہو جو اسلام کیطرف
منسوب ہین اور عجیب بات یہہ ہے کہ اِس قسم کے مشرک توحید والون کو
منسوب کرتے ہین کہ یہہ لوگ مشائخ اور انبیا اور صلحا مین نقصان نکالتے
ہین حالانکہ اُن بیچارونکی کچھہ خطا نہین بجز اسکے کہ یہہ کہتے ہین کہ انبیا
اور اولیا خدا تعالیٰ کے بندے ہین اپنے اور غیر کے لئے نفع اور ضرر اور

موت اور زندگی اور دوبارہ جی اُٹھنے کے مالک نہین اور وہ اپنے پرستش
کرنیوالونکی کبھی سفارش نفرماوینگے بلکہ خدا تعالی نے اُنکی سفارش
اُنکے حق مین تو حرام فرمادی اور اہل توحید کی جو سفارش کرینگے تو جب
خداوند کریم اُنکی سفارش کی اُنکو اجازت دیگا تب کرینگے اور اُنکو کسی امر
کا اختیار کچھہ نہین اختیار سب اللہ تعالی کو ہے اور سفارش اور دوستی
سب اُسیکو ہے پس اُسکی سوا مخلوق کا نہ کوئی ولی ہے نہ سفارشی
اور شرک جو اللہ جلشانہ پر بدگمانی رکھتا ہے اور قائل اپنے معبودونکے
اختیار کا خدا تعالی کے کارخانہ مین ہے تو اوسکو یا یہہ گمان ہے کہ خدا تعالے
ایسے شخص کا محتاج ہے جو انتظام عالم کا اوسکے ساتھہ ہوکر کرے اور ظاہر ہے
کہ جو شخص اپنی ذات سے غنی ہے اُسکے حق مین ایسا گمان بڑا ہی نقصان ہے
حالانکہ جتنے اشیا اُسکے سوا ہین وہ سب اپنی ذات سے اوسکے محتاج
ہین یا یہہ گمان ہے کہ خدا تعالی کو حال نہین معلوم ہوتا جبتک کہ کوئی واسطہ
اُسکو نہ بتاوے یا وہ رحم نہین کرتا جبتک کہ کوئی بیچ کا ذریعہ اوسکے یہان
سفارش نکرے جیسے مخلوق آپسمین ایکدوسرے کیلئے سفارش کرتے ہین
یا وہ بندونکی عرضداشت کا جواب نہین دیتا جبتک کہ درمیانی اُنکی

جاجا کو اُسکی سامنے پیش کریں جیسے دنیا کی بادشاہونکا حال ہے یا یہ گمان ہی کہ خدا بے سبب دور
ہونیکی لوگونکی دعا نہین سنتا جب تک کہ درمیانی لوگ دعا کو اُس تک نہ پونہچاوین یا یہ گمان
ہی کہ مخلوق کا خدا پر کچھہ حق ہی جسکی مشرک اُسپر قسم دیتا ہی اور اُسکو اپنا وسیلہ بناتا ہی
جیسے بڑے بادشاہونکی یہان جسکی عزت زیادہ ہوتی ہی اور بادشاہ اُسکی مخالفت نہین کرسکتے
اوسکو وسیلہ کیا کرتے ہین اور یہہ کمال درجہ کو ربوبیت کا گھٹانا ہی
اِن وجوہات کے لحاظ سی خداوند کریم کی حکمت اِس امر کی خواہان
ہوئی کہ مشرک کی مغفرت نفرماوی اور شرک والیکو ہمیشہ عذابمین رکھے

فصل لیکن گناہون اور نافرمانیونکی نجاست اور طرح پر ہی اُسکو شرک
کی نسبت ایسا سمجھو جیسی نجاست غلیظہ کے سامنی نجاست خفیفہ ہوتی
ہی مثلاً ڈھیلا لینے کے بعد جو استنجا کے بمقام پر نجاست ہوتی ہی اور مہزہ
اور جوتی کی نیچی کیطرف کی نجاست اور شیر خوار بچہ کا پیشاب یہہ سب
خفیفہ ہین اور ایسا ہی چھوٹے گناہ کبیرہ گناہونکی نسبت کرہین اسلیئے
گناہ اور نافرمانیان نرے توحید والونکی معاف کردئی جاوینگے یعنی
اگر وہ موحد جسنے خدا تعالی کا کسی چیز کو یقینا شریک نہین کیا زمین بہر
خطائین لیکر اپنے رب کے پاس آویگا تو اللہ جلشانہ زمین بہر مغفرت سی

اوسکے پاس آویگا اور یہہ بات اوسیکو حاصل ہوگی جسکی توحید
پوری ہو اِسلئے کہ خالص توحید کے ساتھہ کوئی گناہ باقی نہین رہتا
کیونکہ توحید مین خدا تعالی کی محبت اور رجا اور خوف و تعظیم اتنی ہی
جو موجب گناہونکے ہو اگرچہ گناہ زمین بھر کر ہون کیونکہ یہہ نجاست
عارضی ہی اور نجاست کی دور کرنیوالی ایسی زبردست ہی جسکے سامنے
نجاست نہین ٹہر سکتی لیکن زنا اور اغلام کی نجاست نہایت غلیظ ہی
اِسلئے کہ وہ دلکو بگاڑ دیتی ہی اور توحید کو بہت کمزور کر دیتی ہی اور
بہین لحاظ جو شخص اِس نجاست سی لوگونکی نسبت کر زیادہ تر بہرہ ور ہوگا
وہ شرک مین بھی اوسی بڑہکر ہوگا پس جسقدر بندہ مین شرک غالب تر ہوگا
تو یہہ نجاست بھی اوسمین غالب تر اور اکثر ہوگی اور جتنی اوسمین اخلاص
زیادہ ہوگی وتنا ہی اُس نجاست سی دور تر رہیگا جیساکہ اللہ تعالی حضرت
یوسف ع کے حق مین ارشاد فرماتا ہی كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ
یوں ہی ہوا اِسواسطے کہ ہٹا دیں ہم اوس سی برائی
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ اور حرام صورتونکا عاشق ہونا ایکطرح کا بندہ پن
اور جہالت کی نشانی ہی ہے بلکہ بندہ پن کے اقسام مین سے بڑہکر ہے خصوصاً ایسے حالمین کہ
عشق کا غلبہ دلپر ہوتے ہوتے تتیم یعنی بندہ پن کو پہونچگیا ہو یہانتک کہ

والحاصل من الاخلاص فی التوحید کمل توحیدہ فان التوحید الخالص لا یبقی معہ ذنب
فضلہ من محبۃ اللہ و الرجاء و الخوف و التعظیم بحسب ما یوجب غیرہ
ان ذنوب و لو کانت قراب الارض لعوض التجاسۃ و کون النجاسۃ عارضۃ بخلاف
الزنا و اللواط فانہ یغلظ بہما نفس القلب و تضعف توحیدہ کما
یعلم بالوجدان لمن احصی الناس بان الشرک فی العبد کما کان اغلب
علیہ کان اکثر و کلما کان اکثر کان اغلب و اکثر و کلما کان کذلک کان
ابعد کما قال فی یوسف کذلک لنصرف عنہ السوء و الفحشاء انہ من
عبادنا المخلصین و یعتبر صور
بل ہو من نوع اعلی انواع
التعبد و لا یبعد
عند ذی التنسک
عند الغلب
و صار تتیما

محبوب چیز کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت پر اور اوسکا ذکر خدا تعالیٰ کے
ذکر پر بڑہجاوی پس اوسکی طرف تقرب ایسی چیز سے کری جس سے
خدا تعالیٰ کیطرف نکری اور اوسکی رضا مین جو خرچ کری وہ خدا تعالیٰ کی رضا
مین خرچ کری خدا تعالیٰ کی نسبت کر محبت اور خضوع اور فرمان پذیری
مین ترجیح اوسیکو دینی لگے غرضکہ دلکی زیادہ بگاڑنیوالی زنا اور غلام
سے بڑہکر کوئی برائی نہین اور ان دونو مین ایک خاصیت ہی جو دلکو اللہ تعالیٰ
سے دور کرتی ہے اسلئے کہ یہہ دونو بڑی ناپاک چیزونمین سے ہین جب
دل انسے رنگا جاتا ہی تو ایسے شخص سے دور ہو جاتا ہی جو پاکیزہ ہی اور
جسکی طرف بدون طلب پاکی کے اور کوئی چیز نہین جاتی اور جتنی ناپاکی زیادہ
ہوتی جائیگی اتنی ہی دوری خدا تعالیٰ سے زیادہ ہوگی اور اسی ناپاکی کی
جہت سے زنا خدا تعالیٰ کی کتاب مین شرک کی ساتھہ مذکور ہوا ہی چنانچہ ارشاد ہے
اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُہَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ
بدکار مرد نہین بیاہتا مگر عورت بدکار یا شرک والی اور بدکار عورت کو بیاہ نہین لیتا مگر بدکار مرد یا شرک والا ۱۲
اور یہہ آیت محکم ہے منسوخ نہین ہی اور اکثر لوگونپر یہہ آیت مشکل
ہوئی ہے اسطرح کہ لا ینکح اگر جملہ خبریہ ہی یعنی نہین بیاہا کرتا تو اکثر زانیونکو
دیکھتے ہین کہ پارسا عورتونکو بیاہا کرتے ہین اور اگر جملہ انشائیہ ہے کہ

فاذا ذہب الخبث بہما
فانہما خاصیۃ تبعد القلب عن اعظم
وبعما وطاعۃ فالا فعل خشیتین وخضوع
من ہما تین الفا حشتین
ازداد بخبث ازداد منہ بعدا
ولن کان الزنا فی الشرک
قال تعالی الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ
والزانیۃ لا ینکحہا الا زان او مشرک
وہذہ الایۃ محکمۃ غیر
منسوخۃ وقد اشتکل منہا علی کثیر
من الناس لہ ان کان
لا ینکحہا الخ فقد اتینا
کثیرا من الزناۃ یتزوجن
عفیفۃ وان کان نجیبا

نہ بیاہ کرے تو اس سے زانی کو حکم پایا جاتا ہے کہ فاحشہ عورتون اور
شرک الیونسے بیاہ کرے ایماندار ونسے نکرے حالانکہ یہہ غرض ہرگز نہین
اس اشکال کے دفع کے لئے بعض لوگون نے تو یون معنی بنائے کہ نکاح سے
مراد صحبت اور زنا ہے تو گویا یون ارشاد ہے کہ زانی بجز زانیہ کے اور سے زنا
نہین کیا کرتا اور یہہ تاویل نہایت نکمی ہے اور بعضون نے یہہ تاویل کی ہے کہ
آیت کے لفظ عام ہین اور معنی خاص یعنی اس آیت سے مراد منافق فاحشہ
اور اوسکا خاوند ہے کہ وہ مسلمان ہوا اور آنحضرت اسے اُسکی نکاح کی اجازت
چاہی اور یہہ تاویل بھی خراب ہے عام آیتونکے اسباب پر ہی اکتفا نہین کیا
کرتے اور جو لوگ اس آیت کو منسوخ کہتے ہین اس آیت سے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى
اور بیاہ دو رانڈونکو
مسلم اونپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان دونو آیتونمین کچھہ مخالفت نہین
بلکہ ایک مین خدا تعالی نے رانڈونکی نکاح کر دینے کا حکم کیا ہے اور دوسری
مین زانیہ کا نکاح حرام فرمایا جیسے عدت والی اور احرام والی عورت
اور محرم عورتونکا نکاح حرام کیا ہے اور صحیح تقریر واللہ اعلم یہہ ہے کہ بیاہنے والے
کو حکم ہے کہ پارسا بی بی سے نکاح کرے اور اوسکو لونڈیونکا نکاح بھی اسی شرط
سے مباح کیا گیا چنانچہ اللہ تعالی نے سورہ نساء اور مائدہ مین اس شرط کو

مذکور فرمایا ہی ان لفظوں سی محصنین غیر مسافحین ورقاعدہ اصول کا ہی کہ جو حکم کسی شرط پر لگا ہوتا ہی وہ شرط کی نہونے پر جاتا رہتا ہی اور یہانج کہ زنا احصان کی شرط پر موقوف تہا تو جب احصان نہایا جاویگا تو اباحت بھی نرہیگی اور یہانہی والا دو حال سی خالی نہین یا حکم خدا اور اسکی شریعت کا التزام رکہتا ہی یا نہین اگر نہین رکہتا تو وہ مشرک ہی اسکی نکاح پر اوسی جیسا مشرک راضی ہوگا اور اگر التزام رکہتا ہے لیکن اوسکے خلاف کرکے جو اوسپر حرام کردیا گیا تہا اوس سی نکاح کریگا تو نکاح درست نہوگا پس زانی ہوگا اس تقریر سی معنی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ کی نہین ہیں تہا مگر بدکار عورت اور شرک والی کو ۱۲ ظاہر اور خوب کہل گئی یہی حکم عورت کا ہی اور جسطرح کہ یہہ حکم قرآن مجید سی ثابت ہی اوسیطرح سرشت اور عقل بھی مقتضی اسی امر کی ہی اسلئے کہ اللہ پاک نے اپنے بندہ پر بھروا اور دیوث ہونا اور فاحشہ کا خاوند بننا حرام فرمایا ہے اور آدمیونکو اسکے برا جاننے پر پیدا کیا اور یہہ امر شریعت کی خوبیونمین سی ہی اسلئے کہ اس کی نہی اسوجہ سی ہی کہ انجام کو نسب بگڑ جاتا ہی جسکو اللہ تعالی نے لوگونکی مصلحت پورا کرنیکو اونکے درمیان مقرر کیا ہی اس سی معلوم ہوا کہ بدکار عورت جبتک کہ توبہ نکرے اور دوسریکے نطفہ سی اپنا شکم صاف نکرلے تبتک حرام

وبین غایۃ البیان وکذلک حکم
امۃ او کتابیۃ ان ھذا الحکم
فھو مقتضی النص والعقل فان
اللہ سبحانہ حرم علی عبادہ ان
یکون قوادا دیوثا زوج بغیہ و
فطر الناس علی استقباح
ذلک وذلک من احسن الشیمۃ
فالنبی عن ذلک لما یؤدی الیہ
من فساد النسب الذی جعلہ
اللہ بین الناس لتمام
مصالحہم فی غیر الزانیۃ
حسن ثاقب ونسبہ

رہیگی علاوہ اِسکے ایک وجہ اُسکی حرمت کی یہہ بھی ہی کہ بدکار عورت ناپاک ہی اور اللہ تعالی نے نکاح کو دوستی اور مہر کا سبب بنایا ہی تو ناپاک عورت پاک مرد کی دوست اور جفت کیسے ہوگی پس جو لوگ کہ اِس طرف گئے ہین کہ زناکار عورت کا نکاح حرام ہی اُنہون نے بہت ہی سلوک کیا ہی بخلاف اُن لوگونکے جو کہتے ہین کہ زناکار کا نکاح جائز ہی اور اُس سی اُسی رات صحبت بھی درست ہی گو اُس سی پیشتر کی رات مین مرد زانی صحبت کرچکا ہو اور وجہ یہہ بیان کرتے ہین کہ زانی کے پانی کی کچھ حرمت نہین ہمنے مانا کہ بات یون ہی ہی تب بھی خاوند کے پانی کی تو حرمت ہی اُسکا جمع ہونا زانی کے پانیکے ساتھہ ایک رحم مین کیسے درست ہوگا

دسوان باب

دل کے مرض اور صحت کے علامات کے بیان مین

ہر ایک عضو اعضاء بدن مین سی ایک فعل خاص کے لئی پیدا ہوا ہے اُسکا کمال اِسمین ہی کہ وہ فعل اُس سی ہوسکی اور مرض یہہ ہی کہ فعل مذکور اُس سی نہ بن پڑی یعنی یا تو کر ہی نہین سکتا یا کرتا ہی تو کچھہ ایک اضطرار کے ساتھہ کرتا ہی مثلاً ہاتھہ گرفت کے لئی بنا ہی اُسکا مرض یہہ ہے

کہ گرفت اوسپر مشکل ہوا ور آنکھہ کا مرض یہہ ہی کہ دیکھنا مشکل ہوجاوے
اِس سی معلوم ہوا کہ دل کا مرض وہ ہی کہ جس کام کے لئی دل پیدا ہوا ہی وہ
اُس سی نہ بن پڑی یعنی معرفت اللہ تعالی کی اور اُسکی محبت اور اُسکی ملنی کا
شوق اور اوسکی طرف رجوع کرنا اور ان باتونکو اپنی خواہش پر مقدم
کرنا دشوار ہو پس اگر بندے نے تمام چیزونکو پہچانا اور اپنے رب کو نہ پہچانا تو
گویا اوسنے کچھہ نہ پہچانا اور اگر دنیا کی لذتون اور شہوتونمین سے
ہر ایک سی بہرہ اُٹھایا اور اللہ تعالی کی محبت اور اُسکی انس پر کامیاب نہوا
تو گویا کوئی لذت و راحت نہین پائی بلکہ اگر دل اس محبت سی خالی ہوگا تو
دوسری لذتین اُسکی لئی عذاب ہونگی ایک تو محبت کی تلنی کی حسرت سی دوم
اِسوجہ سی کہ باوجود اپنی تعلق کے محبت کی ساتھہ یہہ لذتین حجاب
پڑگئین سوم اِس سی کہ جو چیز بہتر اور پائدار تھی وہ ہاتھہ نہ لگی غرضکہ جو شخص
خدا تعالی کی محبت اور اُسکی بندگی خالص کرنے پر دوسری محبوب چیز کو
ترجیح دیگا تو اُسکا دل بیمار ہے جیسے معدہ ناپاک چیز کے کہانیکا عادی
ہو جاتا ہے اور پاک پر اوسکو ترجیح دیتا ہے تو پاک چیز کی بھوک اُس سی
جاتی رہتی ہے اور دل کبھی مریض ہوتا ہی مگر دل والے کو اُسکی مرض کی

الطبیب وقد یمرض القلب
اکل الخبیث واثرہ علی
ان المعرفۃ اذا اعتادت
من الحیوان ان فقدہ یمرض کما
واخلاص العبادۃ لہ منہ وکم من اثر عاجل
لہ منہ وکم فات من
مع تعلقہ بہ ومن جہۃ فوت فاھو خیر
حسن فی نفسہ وانہ جمیل بینہ وبینہ
تلک الحظوظ عنا بالہ من حجبہ
اذا اخلی القلب عن ذلک عاد
وتشھی انہا ولم یظفر بھا ولا یعود بل
به فکانہ یظفر بھا ولا یعود بل
ذلک علی کل شیء ولم یعرف
ربہ فکانہ لم یعرف شیئا ولم یعرف
الشوق الی لقائہ
والانابۃ الیہ والتبتل
من معرفۃ اللہ ومحبتہ
ینعم علیہ بما یخلق لہ
النظر فی مرض القلب ان
الیقین ان ینعم علیہ
ینعم علیہ

شناخت نہین ہوتی اسلئے کہ وہ اوسکے صحت کے اسباب کا جویا
نہین رہتا بلکہ کبھی دل مرجاتا ہی اور اُس شخص کو خبر نہین ہوتی اور دل کے
مرنیکی پہچان یہہ ہے کہ بُرائیون اور حق کے بجا نے اور جھوٹے عقیدون
کے زخمونسے اوسکو تکلیف اور درد نہو جب دلمین جان ہوتی ہی تو ان زخمون
سے درد معلوم کیا کرتا ہی اور مردہ کو تو ظاہر ہی کہ زخم کی کچھہ ایذا نہین ہوتی
ع زخم سے مردہ کو کب ہوتا ہی درد ۔ اور کبھی آدمی دلکے مرض پر تو واقف
ہو جاتا ہی مگر دوا کی تلخی کی برداشت اوسپر سخت ہوتی ہے اسلیئے تکلیف کا
باقی رہنا پسند کرتا ہی اسلیئے کہ علاج اوسکا خواہش نفس کی مخالفت مین ہے
اور یہہ امر نفس پر نہایت سخت ہی حالانکہ اس سے زیادہ نافع بھی نفس کے
لئے کوئی چیز نہین اور کبھی اس تلخی پر بھی دل کڑا کر کے صبر کرتا ہی مگر پھر
علم اور سوجھہ اور صبر کے ضعف کی باعث اُسکا ارادہ پست ہو جاتا ہی
جیسے کوئی شخص کسی خوفناک راہ مین گھسے جو انجام کو امن پر پہنچا دیتا
ہو اور وہ جانتا ہو کہ اگر مین اسپر صبر کرونگا تو خوف تمام ہو چکیگا اور اسکے
پیچھے امن ملیگا تو وہ دو باتونکا محتاج ہوگا ایک صبر کے قوی ہونیکا دوسرے
یقین انجام کا اور اگر صبر اور یقین کم ہوگا تو پھر آئیگا اور مشقت نہ سہ سکیگا

خصوصاً ایسی صورتمین کہ رفیق نہو اور تنہائی سے گھبراوے اور کہنے
لگے کہ لوگ کہان گئے مین تو اُنہین کی پیروی کرونگا اور اکثر لوگونکا
یہی حال ہے اور اسی حال نے سب کو تباہ کیا ہی پس سچا بصیرت والا
وہ ہی کہ ساتھی کے کم ہونے یا بالکل نہونیسے نہ گھبراوے بشرطیکہ دل
مین رفاقت اول قافلہ کی سمجھتا ہو جسپر اللہ تعالے نے انعام کیا ہی یعنی
نبیون اور صدیقون اور شہدا اور صالحین کو جو عمدہ رفیق ہین اپنا
ساتھی جانتا ہو کیونکہ راہ طلب مین آدمی کا اکیلا ہونا دلیل سچی طلب کی
ہے۔ اسحق بن راہویہؒ سے کسی نے ایک مسئلہ پوچھا اُنہون نے اوسکا جواب دیا
سائل نے اوسسے کہا کہ آپکے بھائی امام احمد بن حنبلؒ بھی اسمین آپ ہی
کے موافق فرماتے ہین انہون نے فرمایا کہ مجکو گمان نہ تہا کہ کوئی
اسبابمین میری موافقت کریگا غرضکہ بعد ظاہر ہونے صواب کے موافق کے
نہونے سے نہ گھبرائی اسلئے کہ امر حق جب ظاہر و باہر ہوجاتا ہی تو کسی دلیل
کا محتاج نہین رہتا جو اوسکے حق ہونے کی شہادت دی اور دل حق کو
ایسا دیکھتا ہے جیسے آنکھہ آفتاب کو دیکھتی ہے تو آفتاب نکلنے پر
آنکھہ کو اسبات کی ضرورت نہین ہوتی کہ اوسکے نکلنے پر کوئی شہادت دے

ہستیکا ان جامع الرفیق والطریق
ترین ذہب لنا نامل بہم
تسبق وہل حال تبت
الخلق وہی لتبہ ہالکہ
فالبصیر الصادق
من قلة الرفیق و لا یمین فقد
مذ ا استشعر قلبہ مرافقة الرعیل
الاول الذین انعم اللہ علیہم
من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین وحسن اولئک رفیقا ۝

قف حیث العبد فی طلب الہدی علی
قدم صدق فطلبہ وقف مسئل اسحق بن
راہویہ عن مسئلة فاجاب عنہا فقیل
لہ ان اخاک احمد بن حنبل یقول فیہا
بمثل قولک فقال ما ظننت ان احدا
یفقہ علیک ولم یتفق حتی بعد
ظہور الصواب لاہلہ مبین
علم الموافق فانہ
الحق اذا لاح وتبین لم یحتج
الی شاہد یشہد لہ بالقبول
بصر الحق کمثل بصر
العین الشمس فکما یستغنی
الشاہد بشہادتہ

اور موافق ہوا اور ابو شامہ عبد الرحمن بن اسمعیل نے کتاب الحوادث والبدع
مین کیا خوب کہا ہی کہ جہان جماعت کے ساتھہ رہنے کا حکم ہی اُس سے
یہہ غرض ہی کہ حق بات کا ساتھی اور پیرو ہو گو اوسپر چلنے والے تھوڑے
ہون اور مخالف بہت اِسلئے کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی عہد مبارک اور صحابہؓ کی تھی اور اُنکے بعد جو باطل والے بہت ہو گئے
ہون اُنکا کچھہ اعتبار نہین عمرو بن میمون ازدیؒ فرماتے ہین کہ مین
حضرت معاذ بن جبلؓ کے ساتھہ یمن مین ہوا اور جب تک کہ شام مین اُنکو
دفن کیا تب تک اُنسے علیحدہ نہوا پھر اُنکی وفات کی بعد سب لوگون سے
زیادہ تر رفیق حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے ساتھہ رہا اُنسے مین نے
سُنا کہ فرماتے تھے کہ جماعت مین رہنا لازم پکڑو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ
کا ہاتھہ جماعت پر ہی پھر مین نے اونکو ایکروز یون فرماتے سُنا کہ عنقریب
تُمپر ایسے حاکم ہونگے کہ نماز کو اُسکی وقت سے ٹالین گے پس تم وقت
پر پڑھہ لینا کہ فرض ادا ہو جاویگا پھر اُنکے ساتھہ پڑھنا کہ وہ تمہارے لئے
نفل ہو جائیگی مینے عرض کیا کہ ای اصحاب محمدؐ مین نہین جانتا کہ آپ
کیا فرماتے ہین اُنہون نے فرمایا کہ یہہ کیا بات ہی مین نے کہا کہ آپ

وبوافقه عليه وابو شامة عبد الرحمن بن اسمعيل في كتاب الحوادث والبدع
فقال ابو شامة عبد الرحمن
والبين عجيب حيث جاء الامر
بن م بالجماعة فقال به يلزم
الحق واتباعه وان كان
المتمسك به قليلا والمخالف
له كثيرا لان الحق هو الذي كانت
عليه الجماعة الاولى من عهد النبي
صلى الله عليه وآله وسلم واصحابه
ولا ظر الى كثرة اهل الباطل
بعد هم قال عمرو بن ميمون الازدي
صحبت معاذ ا باليمن فما فارقته حتى
واريته في التراب بالشام ثم صحبت بعده
عبد الله بن مسعود فسمعته يقول
عليكم بالجماعة فان يد الله على الجماعة
ثم رايته يقول فيما من الامراء امور
لا يقوم لها قلوب الصالحين عن مواقيتها
فصلوا الصلاة لميقاتها واجعلوا
صلاتكم معهم نافلة فقال
فقلت يا اصحاب محمد ما ادري
ما تقول فقال ما ذاك

مجکو جماعت کے لئے حکم فرماتے ہین اور اُسپر ترغیب دیتے ہین پھر یہہ
فرماتے ہین کہ نماز تنہا پڑھنا وہ فرض ہوگی اور جماعت کی ساتھہ پڑھنا وہ
نفل ہوگی اُنہون نے فرمایا کہ ای عمرو بن میمون مین تجکو گمان کرتا تہا
کہ اِس گانو کے لوگونمین تو بڑا سمجھہ دار ہی تجھی معلوم ہی کہ جماعت کیا ہی
مینے کہا کہ نہین اُنہون نے فرمایا کہ تمام آدمیون نے جماعت کو چھوڑ دیا ہے
جماعت وہ ہی جو حق کے موافق ہو گو اکیلا ہی ہو نعیم بن حماد کہتے ہین کہ
اس سے غرض یہہ ہی کہ جب جماعت بگڑ جاوی تو تجکو وہی طریق اختیار کرنا
چاہئیے جسپر جماعت کی لوگ بگڑنے سے پیشتر تھے گو تو اکیلا ہی ہو کہ اس
صورتمین تو ہی جماعت ہوگا اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ قسم
ہی اُس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود نہین کہ سنّت درمیان دشمن اور ستمگر
کے ہے (یعنی سنت پر چلنے والیکے لوگ دشمن ہو جاتے ہین اور اُسپر
ستم کیا کرتے ہین) پس خدا تعالی تمپر رحم کری طریق سنت پر صبر کرو اسلئے
کہ اہل سنت پہلے زمانہ مین بھی کمتر تھے اور آیندہ کو بھی کمتر رہینگے وہ اُنہی
لوگ ہین کہ نہ آسودہ لوگونکی آسودگی مین شریک ہوئے اور نہ بدعتیونکی
بدعت مین اور اپنی طریق سنت پر صبر کیا یہانتک کہ اپنی پروردگار سے ملے

ناهمین بالجماعة ویخصني
علیها ثم یرفعه صلی الفریضة
وصل معه الجماعة وهي
الی نافلة قال یا عمرو بن
میمون قد کنت
الظنك من ربی ما بالجماعة اعلم منك
القرن بجهل الناس ان الناس فارقوا الجماعة قلت وما
قال نعیم بن حماد یعني اذا فسدت الجماعة فعلیك بما کانت
علیه الجماعة قبل ان تفسد وان
کنت وحدك فانك انت الجماعة ح
وعن الحسن قال السنة والذی لا اله
الا هو بین الثقال والجاف فاصبروا
علیها رحمکم الله فان اهل السنة
کانوا اقل الناس فیما مضی
وهم اقل الناس فیما بقی الذین لم یذهبوا
مع اهل الاهواء وافترافهم
فی بدعهم وصبروا علی
سنتهم حتی لقوا ربهم

تو اسیطرح انشاء اللہ تم بھی ہو جاؤ اور محمد بن اسلم طوسی جنکی امامت
پر اتفاق ہی اپنے وقت مین سب سے زیادہ تابع سنت کے تھے حتی کہ فرماتے ہین کہ
جو سنت مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پونہچی اوسپر مین نے عمل کیا اور اسبات کا
حریص ہوا کہ خانہ کعبہ کا طواف سوار ہوکر کرون کہ یہہ سنت بھی ادا ہوجاوے
مگر مجکو کرنے ندیا اور اُنکی عہد مین کسی عالم سے سوال کیا گیا کہ سواد اعظم یعنی
بڑا گروہ کیا ہی جسکے باہمین حدیث شریف مین یہہ حکم ہی کہ جب لوگ اختلاف
کرین تو تم بڑی گروہ کو لازم پکڑو عالم نے فرمایا محمد بن اسلم طوسی بڑا گروہ
تھے اب اصل مقصود کیطرف رجوع کرتے ہین کہ دل کے مرض کی
علامتون مین سے ہی کہ جو غذا اور دوا نافع ہوا وسکو چھوڑکر مضر اور ایذا رسان
کیطرف مجھکے اور دل کے لئے سب غذاؤنسے مفید تر ایمانکی غذا ہی اور دواؤن
مین سے نافع تر قران مجید کی دوا اور اسکی صحت کی علامتون سے یہہ ہی کہ
دنیا سے آخرت کیطرف کوچ کری گویا اپنے گہر اور وطن کو چھوڑکر کسی کام کو
دنیا مین مسافر آیا ہی پھر اپنے وطن کو چلا جاویگا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو فرمایا تھا کہ دنیا مین ایسی طرح رہ کہ گویا تو مسافر ہے
یا راہ کا گذرنیوالا اور شمار کر اپنے آپ کو قبر والون سے انتہی

آؤ قدم بڑہاؤ تو جنات عدن کو + جنمین کہ پہلے رہتے تھے تم خیمہ مار کر +
پر پنجۂ عدو مین ہین ما خود دیکہئے + ہم خیر سے بھی جاوینگے پہر کر کے اپنے گہر +
پس جسقدر کہ دل مرض سے اچہا ہوگا اُسیقدر آخرت کیطرف کو بڑہیگا اور
اوسکے قریب ہوگا یہانتک کہ آخرت والونمین سے ہو جائیگا اور جسقدر مریض
وعلیل ہوگا وتنا ہی دنیا کو پسند کریگا اور اُسکو اپنا وطن بناویگا اور دل کی
صحت کی پہچان ایک یہہ ہے کہ وہ اپنے مالک کو چوٹ کرتا رہے یہانتک کہ
خدا تعالے کیطرف منسوب ہو اور بدون خدا تعالی کے کسی چیز سے
اطمینان اور تسکین نہ پکڑے اور جب کبہی وہ غیر سے لگاؤ پیدا کرے اوسیوقت
اضطراب اور قلق دور نہو جبتک کہ خدا تعالی کیطرف
رجوع نکرے اسلئے کہ دلمین ایک بہوک ہے جو خدا تعالی کے سوا کسی سے بند
نہین ہوتی اور ایک اُلجہاؤ ہے جو بجز اللہ تعالی کیطرف متوجہ ہونیکے اور کسی
چیز سے نہین سلجہتا اور ایک مرض ہے جو بدون اخلاص الہی کے اور کسی
دوا سے اچہا نہین ہوتا اور بدون ان باتونکے دلکو نہ اصل زندگی ملے
نہ اوسکا ذائقہ چکہے نہ کوئی نئی زندگی اوسکو حاصل ہو بجز اُس حیات کے
جو غافلون اور اس امر سے روگردانونکو میسر ہے جسکے لئے مخلوق اور بہشت

ع فی عین جنات عدن
فانہا + ضمن ازلال اولی
وفیہا الخیرات + وانکانہا حبی
ارتعل وفہل تری + نعفا
الی اوطانہا فالسہل + فالکثبا
ھ انقلب بین رضہ
یرتحل الا الخیر وقت
ومن علاماتہ حتی یصیر من اہلہا والمستوطنین
علیہا حبہ حتی ینیل لرائہ والطمانین لا یزال المرض
ورق
فارق القلب فاقۃ لا یسد ہا
سوی اللہ وشعث لا یلمہ غیر
الاقبال علیہ ومرض لا یشفیہ غیر
الاخلاص لہ ولا یشرب من ذلک
روح الحیوۃ ویذوق
طعمہا ویتنعم
حیوۃ الغافلین
المعرضین عن ہذا
الامر الذی خلق الخلق ولاجلہ

اور دوزخ بنی ہین اور رسول بھیجے گئے اور کتابین اُتریں کسی عارف کا قول
ہی کہ بیچارے دنیا والے دنیا سے نکلے اور جو چیز اُسمین بہت ستھری تھی اُسکا
نہ چکھا اُن سے پوچھا گیا کہ دنیا مین بہت ستھری چیز کیا ہی فرمایا کہ اللہ
کی محبت اور اُس سے اُنس کرنا اور اوسکے دیدار کا شوق اور اوسکے ذکر اور
طاعت سے لذت حاصل کرنی اور دوسرے عارف کا قول ہی کہ مجھپر بہت اوقات
ایسے گذرتے ہین کہ مین اُنمین یہہ کہتا ہون کہ اگر جنت والے ایسی ہی
حالمین ہونگے تو البتہ وہ پاکیزہ عیش مین ہین اور بیشک لحاظ مطلوب کا نہ ملنا
عارفونکے نزدیک موت سے سخت تر ہی اسلئے کہ نہ ملنا تو خدا سے علیحدہ رہنا ہے
اور موت خلق سے جدا ہونا ہے جو کہ ہمسے نصیب اُسکو ہی دوری
دشمنی + جو ہمین کہو بنیے اوسکو ہی یہی حرمان بہت + اور دل کی تندرستی
کی ایک علامت یہہ ہی کہ اپنے پروردگار کے ذکر سے نہ تھکے اور اُسی شخص
سے اُنس کرے جو پروردگار کی راہ بتاوے اور اُسکی یاد دلاوے اور جب
اُسکا وظیفہ فوت ہو جاوے تو اوسکے جاتے رہنے سے ایسا دکھہ پاوے
جیسا حریص کو مال کے جانیکا رنج ہوتا ہی اور یہہ کہ اوسکو صرف ایک فکر
خدا تعالی کے بابمین ہو جاوے اور جب نماز مین داخل ہو تو دنیا کا رنج

خلقت الجنة والنار وله
ارسلت الرسل وانزلت
الكتب قال بعض العارفين
مساكين اهل الدنيا خرجوا من الدنيا ولم
اطيب ما فيها قيل فما اطيبه
به والشوق الى لقائه والتنعم بذكره
وطاعته وقال الخواص لو علم
الوقت فيها ان كان اهل الجنة فهم
انهم لفي عيش طيب لان كان
العارفين اشد من العذاب

انقطاع عن الخلق والتفات الى الحق
عن الخلق ومن صفة البعد
حظه الى قلبه ومن اكرمه
بالقلب ان لا يغفل من ذكر ربه ولا يكن
الا ممن بدل الله عليه ويذكره
به واذا فات فاته ناله
فقد كان له وان يكن فيما
واصل فالله تعالى واله
اذا دخل في الصلوة فليصل
عنه هيهنا وهيهنا فان ناجي

وغم نرہے نماز کے اندر خوشی اور چین ملے حاصل یہہ کہ تندرست
دل وہ ہی جسکی ہمہ تن ہمت خدا تعالیٰ کے باہمین ہو اور اللہ تعالیٰ
کیطرف قصد کرنا اور اسکی محبت اور اسکی لئی عمل کرنا اور سونا اور جاگنا
اور اوسیکی بات کہنی اور سُننی سب باتون سی اوسکو مرغوب تر ہو اور
اُسکی فکر خدا تعالیٰ ہی کی رضا مین جولانیان کرتی ہون اور جب کبھی نفس
سی ذراسی توجہ غیر کیطرف پاوی تو اُسپر یہہ پڑہی یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ
ارْجِعِی اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً یعنی اوسکو وہ بات سُناوی جو عنقریب
اپنے رب کیطرف تو اپس جا اسی طرح کہ تو اوسسی راضی وہ تجہ سی راضی ۱۲
خود اپنے پروردگار سے وصال کے روز سنی گا غرضکہ دل سامنے اپنے
معبود کے رنگ عبودیت مین رنگین ہو جاوے کہ بندگی اوسکی لئی رنگ اور ذوق
ہو تکلف اور بناوٹ نرہی اسطرح کہ جب امر یا نہی اُسکی پروردگار اور محبوب
اور معبود کیطرف سی اُسپر پیش ہو تو اپنی دل سی ایک بولنی والا پاوے کہ وہ
یون کہی ہان مین حاضر ہون خدمت کو اور کہنا ماننے کو اور اسباب
مین جان اور تعریف تجہی کو ہی اور جب کوئی تقدیر اوسکو پونہچی تو اپنی
دل سی ایک بولنی والا پاوی کہ وہ یون کہی کہ الٰہی مین تیرا بندہ فقیر عاجز
کمزور اور تو پروردگار مہربان ہی اگر تو مجہی صبر نہ دیگا تو مین صبر نہین کرسکتا

ب

وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا فَالْقَلْبُ الصَّحِیْحُ
اَنْ یَّکُوْنَ فِی اللّٰہِ فِکْرُہٗ وَحُبُّہٗ وَاِعْمَالُہٗ وَنُطْقُہٗ
وَیَقْظَتُہٗ وَنَوْمُہٗ وَکَلَامُہٗ وَاَخْذُہٗ وَتَرْکُہٗ
عَنْہُ اَشْہٰی اِلَیْہِ مِنْ کُلِّ
حَدِیْثٍ وَاَفْکَارُہٗ وَکُلُّہَا
عَلٰی مَرْضَاتِہٖ وَکُلُّ
نَفْسٍ اَلِیْسَ اللِّقَاءُ بِاَیْدِیْہَا اَلَّا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ
اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً
فَیُسْمِعُہَا مَا یُسْعِفُ
لَہٗ یَوْمَ لِقَائِہٖ یُضْبِغُ الْقَلْبَ
بَیْنَ یَدَیْ مَتْبُوْعِہٖ وَیُصْبِغُہٗ
الْعُبُوْدِیَّۃُ فَتَصِیْرُ الْعُبُوْدِیَّۃُ
صِبْغَۃً وَذَوْقًا فَکُلَّمَا
عَرَضَ لَہٗ اَمْرٌ اَوْ نَہْیٌ مِّنْ رَبِّہٖ
وَمَعْبُوْدِہٖ وَمَعْبُوْدِہٖ اَحَثَّ
مِنْ قَلْبِہٖ نَاطِقًا فَقَالَ لَبَّیْکَ
وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ وَالْمِنَّۃُ بِیَدَیْکَ
ذٰلِکَ عَبْدُکَ لَبَّیْکَ وَاِذَا اَصَابَہٗ
بَعْضُ مِنْ قَلْبِہٖ نَاطِقًا فَقَالَ اَنَا
عَبْدُکَ الْفَقِیْرُ الْعَاجِزُ الضَّعِیْفُ وَاِنَّ
اَنْتَ لَمْ تَرْحَمْنِیْ لَمْ اَصْبِرْ اَنْ تُضْبِرَنِیْ

مجکو طاقت صرف تیرے ہی سبب سی ہی تجھسے بچاؤ کی جگہہ کوئی نہیں
بجز تیری طرف کے اور نہ تیری دروازہ سی کہین پہرنا اسی طرح جب کبھی
اُسکو خوشی یا تکلیف پونہچے اُس سی خدا تعالی ہی کیطرف کو راہ پاوے اور اسمین
ایک دروازہ اُسکی لئے ایسا کہلے جسمین سی خدا تعالی ہی کی پاس جاوے جیسے
کوئی شاعر کہتا ہی قطعہ ہو رضا یا ناخوشی میری کسی تقدیر مین + سو جہتا
ہی اُسمین لیکن مجکو تیرا ہی طریق + سر پہ لیتا ہون سدا راضی ہو مین حکم قضا
کیونکہ پاتا ہون بلا مین تجکو مین اپنا رفیق +

گیارہوان باب

دلکے مرض کے علاج مین اُسکو تمین کہ نفس اُسپر غالب ہووے

یہہ بات اگلے بابونکے لئے مثل بنیاد کے ہی اِسلئے کہ دلکی بیماریان
صرف نفس کیجانب سی پیدا ہوتی ہین کیونکہ جتنے خراب دی ہین وہ سب
نفس پر گرتے ہین اور اُسی سی اور اعضا مین پہیلتے ہین اور سب سی پہلے
دلمین پونہچتی ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ حاجت مین یون فرمایا کرتے کہ سب
تعریفین اللہ کو ہین ہم مدد اور ہدایت اور بخشش اوس سی چاہتے ہین اور
اُس سی پناہ مانگتے ہین اپنے نفسونکی برائیون اور اپنے اعمال کی خرابیونسی

الباب الحادی عشر
فی علاج مرض القلب ونفسه

بعض من الاسباب کالیاس ما
النفس علیه من اجتناب فان امراض القلب
انما تنشأ من جانب النفس فالقلب
الفاسد کلها الیها ینصب وفیها تنبعث
الا الاعضاء واول ما تنال القلب
فان کان رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم یقول
فی خطبة الحاجة
نحمد الله ونستعینه ونستهدیه
ونستغفره ونعوذ به
من شرور انفسنا
ومن سیئات اعمالنا

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حصین بن منذر سے فرمایا کہ اسطرح دعا مانگ کہ الٰہی
ڈالدی میرے دلمین میرا راہ پانا اور مجکو میرے نفس کی بدی سے بچا
اور جتنے خدا تعالیٰ کیطرف انکے چلنے والے ہین گو انکی مختلف طریقے
اور چالین ہین مگر سبکا اسپر اتفاق ہی کہ نفس خدا تعالیٰ تک پونہچنے مین دلکا
راہزن ہی اور اُسکی خدا تعالیٰ تک رسائی نہین ہوتی ہے جب تک
کہ نفس کو ترک نکرے اور مارنڈالے اور اس اعتبار سے آدمیون
کی دو قسمین ہین ایک وہ لوگ ہین جنکے نفس انپر فتح پاگئی ہین اور اُنکے
مالک بنکر انکو تباہ کردیا ہی اور ایک وہ ہین جو اپنے نفس پر فتحیاب ہوئی ہین اور
اُسکو دبالیا ہی اور نفس اُنکے کہنے مین ہوگیا ہی۔ کوئی عارف فرماتے ہین
کہ طالبونکے سفر کی انتہا نفس سے جیتنا ہی پس جو شخص نفس سے جیت گیا
وہ بہتری اور مطلب کو پونہچا اور جس شخص کا نفس اوسپر جیتا وہ ٹوٹے مین
رہا اور ہلاک ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ
سو جسنے شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو
الْجَحِیْمَ ہِیَ الْمَاْوٰی وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْہَوٰی
دوزخ ہی ہے اوسکا ٹھکانا اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے اور روکا جی کو چاہ سے
فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ہِیَ الْمَاْوٰی خلاصہ یہہ کہ نفس سرکشی اور دنیا کے اختیار
سو بہشت ہی ہے ٹھکانا ۱۲
کرنیکی طرف بلاتا ہی اور خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو اپنے خوف اور ہوا نفسانی

باز کہنی کیطرف بلاتا ہے اور دل ان دونو بلانے والونکی بیچمین ہے
کبھی اسکی طرف جھکتا ہی اور کبھی اسکی طرف اور یہہ مقام امتحان اور
جانچ کا ہی اور چونکہ اللہ تعالی نے نفس کو قران مجید مین تین صفتون
سی موصوف فرمایا ہی ایک اطمینان والا دوسری برائیکا حکم کرنیوالا
تیسرے ملامت کرنیوالا۔ تو لوگون نے اختلاف کیا ہی کہ آیا وہ ایک
ہی ہے اور یہہ تینون اسکی صفتین ہین یا بندہ کے تین نفس ہین اول
قول تو فقیہون اور کلام والون اور اکثر تفسیر والون اور محقق صوفیونکا
ہی اور دوسرا قول اکثر صوفیونکا ہی۔ اور تحقیق یہہ ہی کہ دونو فریقونمین
اسباب مین تو جھگڑا نہین کہ نفس ایک ہی مگر ہر ایک صفت کے ساتھ
جداگانہ معتبر کرلیا گیا ہی اس اعتبار سی کئی ہوگئی ہین اور مجھی گمان نہین کہ
لوگ یون کہتی ہون کہ ہر شخص کے لئی تین نفس ایسی ہون کہ ہر ایک اپنی
ذات سی قائم ہو اور تعریف اور ماہیت مین دوسریکا مساوی ہو اور
خدا تعالی نے بھی جہان نفس کو ذکر کیا ہی یا اوسکو نفس والے کی
طرف منسوب کیا ہی تو مفرد ہی فرمایا ہی اسیطرح حدیث شریف مین بھی جہان
نفس وارد ہی تو مفرد ہی وارد ہی اگر بالفرض آدمی مین تین نفس ہوتے

تو کہین ایک ہی جگہہ قران و حدیث مین نفوسک اور نفوسہ یعنی تیری
نفس اور اُسکی نفس ارشاد ہو جاتا جب لفظ جمع کہین نہین آیا تو معلوم
ہوا کہ نفس ایک ہی ہی اب ہر ایک کی تعریف سُننی چاہیئے کہ نفس جب اللہ تعالیٰ
کے ذکر سے ساکن اور چین پکڑنیوالا ہوتا ہی اور اُسکی نزدیکی سے انس پاتا
ہے تو وہ اطمینان والا ہی اوسیکو مرنیکے وقت کہا جائیگا یا اَیَّتُہَا
النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً حضرت ابن عباسؓ فرماتے
ہین کہ مطمئنہ سے مراد تصدیق کرنیوالا ہی اور حضرت قتادہؓ کہتے ہین کہ
جی چین پکڑی پھر چل اپنے رب کیطرف تو اوس سے راضی وہ تجھ سے راضی ۱۲
وہ مومن ہی جسکے نفس نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر اطمینان پکڑا اور
ایسا ہی حضرت حسنؒ سے مروی ہی اور حضرت مجاہدؒ سے منقول ہی کہ وہ رجوع
کرنیوالا اور دینے والا ہی جسکو یقین ہی کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہی اور اوسکے
امر اور طاعت اور ذکر کے لئے پہلو مارتا ہی اور اُسکے سوا کیطرف نہین
جُھکتا اِسلئے کہ وہ اطمینان پا چکا ہی خدا تعالیٰ کے ملنے اور اوسکے وعدہ
اور اوسکے نامون اور صفتون کی حقیقتونکی تصدیق سے اور اُسکی کافی
اور بس ہونے اور ضامن ہونیسے اور اگر نفس اُسکی برخلاف ہوگا تو وہ بدی
کا حکم کرنیوالا ہے کہ گمراہی کی خواہشون اور باطل کی پیروی مین سے جو

اوسکا آقا چاہی اوسکو حکم کرتا ہے تو یہہ نفس ہر بدی کا گھر ہی اگر آقا
اسکی اطاعت کریگا تو اوسکو ہر ایک طرحکی خرابی اور برائی مین لیجائیگا
اور اللہ تعالی نے جو اس نفس کو امارہ مبالغہ کے وزن سی فرمایا ہی
اسمین اشارہ ہی کہ حکم برائی کا کرنا اسکی عادت اور خو ہی اسلیے کہ اصل
مین یہہ نفس جاہل اور ظالم ہی انصاف اور عدل اسکی پروردگار اور
کمالوں کے الہام سی اوسپر آجایا کرتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَوْلَا فَضْلُ
اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا پس جب اللہ تعالی کو اوسکی بہتری
منظور ہوتی ہی تو اوسمین وہ بات پیدا کردیتا ہی جس سی وہ مسنور جادی
اور جب اوسکی بہتری نہین منظور ہوتی تو اوسکو جس حال پر وہ ہوتا ہی
اوسی پر چہوڑ دیتا ہی اسیوجہہ سی بندہ کو اپنے پروردگار کیطرف ضرورت
ہر ایک ضرورت سی بڑہکر ہی **اور نفس لوامہ** یعنی ملامت کرنیوالیکا حال یہہ ہی
کہ اس وصف کی نکلنی مین اختلاف ہی کہ تلوم بمعنی تردد سی نکلا ہی یا لوم بمعنی
ملامت سی اور سلف کی عبارت سی بھی دونو معنی معلوم ہوتے ہین سعید بن جبیر
فرماتے ہین کہ مینی حضرت ابن عباس سی پوچہا کہ نفس لوامہ کیا ہی انہون
نے فرمایا کہ وہ نفس ملامت کرنیوالا ہی اور حضرت مجاہد فرماتے ہین

کہ نفس لوامہ وہ ہی جو فوت ہوئی چیز پر نادم ہوا ور اوسپر ملامت
کرہی اور حضرت قتادہ فرماتے ہین کہ لوامہ بدکار سی غرض ہی اور
عکرمہؓ فرماتے ہین کہ لوامہ وہ ہی جو خیر و شر پر ملامت کرہی اور عطاءؓ
حضرت ابن عباسؓ سی یون روایت کرتے ہین کہ ہر ایک نفس قیامت
کے دن اپنی آپکو ملامت کریگا نیک آدمی تو اسبات کی ملامت اپنے
نفس کو کریگا کہ نیکی زیادہ کیون نکی اور برا آدمی اپنی نفس کو یہہ ملامت کریگا
کہ اپنی برائی سی رجوع کیون نہ کی اور حضرت حسنؓ فرماتے ہین کہ ایماندار
کو بخدا جب دیکھوگے اپنی نفس کو سب حالتونمین ملامت ہی کرتا پاؤگی جو کچھہ وہ کرتا ہی
اُسکو کم جانتا ہی اسلئے پشیمان ہوکر اپنی نفس کو ملامت کرتا ہی اور بدکار
ہمیشہ بڑہی جاتا ہی اور اپنی نفس کو نہین جھڑکتا یہہ قول اُن لوگون کے
ہین جو یہہ کہتے ہین کہ لوامہ لوم سی نکلا ہی اور جو لوگ تلوم سی مشتق
بتاتے ہین تو اسکی کثرت تردد کی جہت سی اور اسوجہ سی کہ وہ ایک حال
پر نہین رہتا اور قول اول یعنی لوم سی مشتق ہونا ظاہر ہی ورنہ اگر تلوم
سی مشتق ہوتا تو لوامہ کی جگہہ متلومہ کہتے اور نفس کبھی امارہ ہوتا ہی
اور کبھی لوامہ اور کبھی مطمئنہ بلکہ ایک ہی وقت مین یہہ تینون اوصاف

هي التي تندم على ما فات
وتلوم عليه وقال
قتادة هي الفاجرة
وقال عكرمة تلوم على الخير والشر وقال
عطاء عن ابن عباس
كل نفس تلوم نفسها
يوم القيامة تلوم المحسن نفسه
ان لا يكون ازداد احسانا
وتلوم المسيئة ان لا يكون نزع
عن اساءته وقال الحسن ان المؤمن
والله ما تراه الا يلوم نفسه على كل حالاته
ليستقصر كل ما يفعل فيندم ويقول
نفسه وان الفاجر يمضي قدما
ابقاء نفسه فلا يعاتب
من ذهب الى انها من اللوم
نزعها ومنعها
ليستقر على حال و
الاول اظهر والا فليس
المتلوم ثابتة النفس
بل يكون تارة وتارة مطمئنة
بل يجوز الوقوع في الواحد

اوسکی اندر ہوجاتے ہین اور نفس کے غالب ہوجانیسے دلپر جورو ک
ہوتا ہی اوسکے دو علاج ہین ایک تو نفس سی حساب لینا دوسرے اُسکی خلاف
کرنا اور اگر حساب لیا جاوی اور خواہشونکی پیروی مین نفس کی موافقت کیجاوی
تو ان دونوبا تونسی دلکی موت ہی شداد بن اوسؓ کی حدیث مین جسکو
حضرت امام احمدؒ وغیرہ نے روایت کیا ہی وارد ہی کہ دانا وہ ہی جو
نفس کو مطیع کرلے اور مرنیکے بعد کی لئی کام کری اور عاجز وہ ہی جو
نفس کی خواہش مین اوسکی پیروی کری اور اللہ پر آرزو کری اور امام
احمدؒ نے حضرت عمر بن خطابؓ سی روایت کی ہی کہ انہون نے فرمایا کہ
اپنی نفسونکا حساب تو پیشتر اس سی کہ تمسی حساب لیا جاوی اور اُنکو تولو
پہلے اس سی کہ تم تولیجاؤ اسلئی کہ اگر تم آج اپنی نفسونکا حساب لوگے
تو کل کو تمپر حساب مین آسانی ہوگی اور بڑی پیشی کے لئی راستہ ہوجاوی
اُس روز تمہارا سامنا ہوگا کہ کوئی تمہارا بھید چھپا نرہیگا اور حضرت
حسنؒ سی روایت ہی کہ مومن کو جب پاوگی تو اپنی نفس کا حساب ہی کرتا ہوگا
کہ کہانے سی تیری کیا مراد ہی اور پینی سی کیا غرض ہی اور بدکار ہمیشہ
یون ہی گذارتا ہی اور اپنی نفس کا حساب نہین لیتا اور میمون بن مہران

احمد عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ قال حاسبوا انفسکم
قبل ان تحاسبوا وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا فانہ اھون علیکم
غدا ان تحاسبوا انفسکم للعرض الاکبر یومئذ تعرضون لا تخفی
منکم خافیۃ وعن الحسن ما اذا اردت بکلامک
ھذا انفسنا فقال نشتمھا ویشتمنی فقال میمون بن مھران

فرماتے ہین کہ بندہ متقی نہین ہوتا جبتک کہ اپنی نفس سی حساب لینے
مین زیادہ کڑا نہو بنسبت ایک شریک کی حساب لینی کے دوسرے
ساجھی سی اور اسیواسطی کہتی ہین کہ نفس مثل دغاباز شریک کی ہی اگر اُس
سی حساب نلو تو وہ تمہارا مال خورد برد کرلیگا اور امام احمدؒ وہبؒ سی روایت
کرتے ہین کہ آل داؤد کی حکمت مین لکہا ہوا ہی کہ عاقل پر واجب ہی کہ چار
ساعتونسی غافل نہو ایک وہ ساعت جسمین اپنی پروردگار سی مناجات
کری دوسری وہ ساعت کہ اُسمین اپنی نفس سی حساب لے تیسری وہ ساعت
کہ اُسمین اپنی اُن بھائیونکی ساتہہ الگ بیٹہی جو اوسکی عیب بتاوین اور
نفس کیطرفسی اوسکو سچا کرین چوتھی وہ ساعت کہ اُسمین اپنی نفس کو حلال
چیزکے ساتھہ لذت حاصل کرنے دی کیونکہ یہہ چوتھی ساعت پہلی
تین ساعتونپر مددگار ہوگی اور دلونکی ماندگی دور کریگی اور یہہ روایت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام مبارک سی مرفوعاً بھی آئی ہی ابو حاتمؒ وغیرہ نے
اُسکو روایت کیا ہی اور احنف بن قیسؒ کا دستور تہا کہ چراغ کی پاس آتے
اور اپنی اُنگلی اُسکی لو پر رکہتی پہر کہتی کہ اے حنیف تجکو کس چیز نی جرأت
دی کہ فلان روز تو مرتکب اُس فعل کا ہوا اور فلان روز اوس فعل کا

اور حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے کسی عامل کو لکھا کہ حساب لے
اپنے نفس کا وسعت کیوقت مین پیشتر شدت کے حساب سی اسلئے کہ
جو شخص اپنی نفس کا حساب شدت کی حساب سی پیشتر وسعت مین لیگا
تو اُسکا معاملہ رضا اور خوشحالی کیطرف رجوع کریگا اور جس کیلئے زندگی
غافل کریگی اور اوسکی خواہشین روکی رہینگی اوسکا مآل ندامت و افسوس
ہوگا اور حضرت حسنؓ فرماتے ہین کہ مومن اللہ کیواسطی اپنی نفس پر
دارو غہ ہوتا ہی اور قیامت کی روز اُنہین لوگونپر حساب ہلکا ہوگا جنہونے
دنیا مین اپنی نفسونکا حساب لیا اور مشکل اُن لوگونکا ہوگا جنہونے
اس کام کو نے حساب لیا اور حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہین کہ
خدا تعالی رحم کری اُس بندہ پر جو اپنی نفس سی کہی کہ تو فلان گناہ والا
نہین تو فلان قصور کا مرتکب نہین پہرا وسکو لگام دی پہرنا تھی پہر
اللہ تعالی جلشانہ کی کتاب کی پیروی اوسپر لازم کردی۔ اور نفس کو
آدمی کے ساتھہ مال کے شریک کی سی نسبت بیان کی گئی ہے
شریک کی ساتھہ نفع پورا اوسصورتمین ہوتا ہی کہ اول اُس سی باہمدگر شرط
کرلیجاوی دوم اُسکی کام کی نگرانی اور خبرگیری رکھی جاوے سوم اس

فی الزہد والورع وقصر الامل وذم الدنیا والتحذیر منہا

هذا کتاب الزهد والورع وقصر الامل وذم الدنیا والتحذیر منها

قال مالک بن دینار رحم الله عبدا قال لنفسه انک صاحبة کل الکتبة
الزمها کتاب الله عز وجل

وقال مثلت النفس صاحبها بالشریک فی
مال خلیط یتبع الشریک

فی الزهد والورع وقصر الامل وذم الدنیا والتحذیر منها

هذا کتاب الزهد والورع وقصر الامل وذم الدنیا والتحذیر منها

قال مالک بن دینار رحم الله عبدا قال لنفسه انک صاحبة کل الکتبة
الزمها کتاب الله عز وجل

وقال مثلت النفس صاحبها بالشریک فی
مال خلیط یتبع الشریک

سے حساب کتاب کیا جاویگا اور اگر کوئی خیانت پاوی تو اُس سے
روکدیا جاویگا پس جو شخص نفس سے شرط ساتون اعضا کے نگاہ رکھنی
کی نکریگا جنکی حفاظت اصل سرمایہ ہی تو وہ طمع نفع کی کیسے رکھیگا اور وہ
ساتون اعضا یہہ ہین آنکھہ کان مُنہ زبان شرمگاہ ہاتھہ پانو
کہ یہی ساتون سواری نجات کی بہی ہین اور ہلاکی کی بہی اللہ تعالی
فرماتا ہی قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ اور فرمایا
کہدے ایمان والونکو نیچی رکہین ذرا اپنی آنکہین اور تاکہ ستی رہین اپنے ستر ۱۲
وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا اور فرمایا وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
اور مت چل زمین مین اترا تا ۱۲ اور نہ پیچہے پڑ جس بات کی خبر نہین تجکو
اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا اور فرمایا
بیشک کان اور آنکہہ اور دل ان سب کی اوس سے پوچہہ ہے ۱۲
قُلْ لِّعِبَادِىْ يَقُوْلُوا الَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ اور فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
کہدے میرے بندون کو بات وہی کہین جو بہتر ہو ۱۲ اے ایمان والو ڈرتے رہو
اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا اور فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
اللہ سے اور کہو بات سیدہی ۱۲ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے
وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ — اِن آیتون سے اُن اعضا مذکورہ کی
اور چاہیے دیکہے کوئی جی کیا بہیجا ہی کل کیواسطے ۱۲
حفاظت رکہنی پائی جاتی ہی پس جب نفس سے انکی حفاظت کی شرط کرلی
تو پہر چاہیے کہ نفس کی نگرانی اور خبر گیری رکہی کیونکہ اگر ایک لحظہ اُسکی
خبر نہ لیگا تو وہ خیانت مین پڑ جاویگا پہر اگر اسیطرح چہوڑی رکہیگا تو
وہ خیانت مین بڑہتا جاویگا یہانتک کہ اصل مال سب جاتا رہی اور اگر

ثم بالحاسبة والمنع من
الخيانة ان اطلع عليه
فمن لم يشارط النفس
على حفظ الجوارح
السبعة التى حفظها رأس
رأس الاذن والفم والعين و
والفرج واليد والرجل فانه
مرتهن بما يعصى من هذه
الجوارح وقال تعالى
وقفوهم انهم مسئولون ولا تقف ما ليس لك به علم ان السمع والبصر
وقل لعبادى يقولوا التى هى احسن وقال يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وقولوا
قولا سديدا وقال يا ايها الذين امنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغد
فمن لم يشارط النفس على حفظ الجوارح
وهى اقبح فان اهملها
لحظة وقعت فى خيانة
فان مادى
الاهمال غلبت
الخيانة
حتى لم يبق
من رأس
المال شىء

ہمیشہ دیکھتا بھالتا رہیگا تو کیا عجب ہی کہ حفاظت پوری ہو اِس سی معلوم
ہوا کہ جس شخص کو نقصان معلوم ہو وہ نفس کیلئے ضرر جو کرے اور حساب
کے بعد اگر گھٹی رہی تو اُس سی بہرے جیسے شریک اپنے ساجھی سی کیا کرتا ہی
کہ جو گذر گیا وہ اُس سی لیتا ہی اور اینده کی لئے بجا آوری شرائط
اور حفاظت مین جو قصور ہوتا ہی اوسکا تدارک کرتا ہی اور شریک کی خیانت
کیصورت مین تو یہہ بھی ممکن ہی کہ معاملہ شرکت توڑ دیا جاوی مگر یہہ بات
نفس کے ساتھہ مین نہین ہو سکتی کہ اگر وہ خائن ہو تو معاملہ اُس سے
چھوڑ کر اوسکے عوض دوسرے سی کیا جاوی اِسلئے کہ نفس ایسا شریک ہی کہ
آدمی کو اُس سی چارہ نہین اور بجز نگاہبانی اور حساب لینے کے کوئی
اور سبیل نہین — اور نگاہبانی اور حساب پر یہہ بات جاننی، دگار ہوتی
ہی کہ جتنی آج حساب مین کوشش کرونگا اوسیقدر کل کو آرام پاؤنگا
جبکہ حساب اور کے سپرد ہوگا اور جسقدر اوسمین آج سستی کرونگا اوسیقدر
کل کو مجھپر حساب سخت ہوگا اور یہہ جاننا کہ نفع اس تجارت کا جنت مین
رہنا ہی اور اوسکی گھٹی دوزخ مین جانا اور یہہ کہ ہر ایک سانس اِس عمر
کی سانسون مین سی ایسا جوہر نفیس ہی کہ اُسکے مقابل جونسا خزانہ خزانون مین

سے ہوا وسکی برابر نہو گا پس ایسی سانسون بیش بہا کو تلف کرنا
اور اوسکے بدلے مین مہلک چیز کو خریدنا اس شخص کا کام ہی جسپر
نقصان عظیم ثابت ہو چکا ہی اور وہ شخص سب لوگونمین جاہل تر اور احمق
ہو گا اور اوسکو یہہ ٹوٹا معلوم نہو گا مگر اُس حسرت کے دنمین جسکی
شانمین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا
عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِیْدًا +

فصل اور نفس کا حساب لینا دو طرح چیز ہے ایک تو کام سی پہلے دوسرے
اوسکے بعد عمل سی پہلے حساب کی یہہ صورت ہی کہ اپنی اول قصد عمل پر
توقف کری اور جبتک کام کے کرنیکی ترجیح نکرنے پر معلوم نہو جاوی
تب تک کرنیمین جلدی نکری حضرت حسنؓ فرماتے ہین کہ خدا تعالےٰ
رحم کری اُس بندہ پر کہ اپنی ارادہ کیوقت توقف کری پھر اگر ہوا وہ کام
اللہ تعالیٰ کے لئی تو کیا اور اگر غیر اللہ کے لئی ہوا تو ملتوی رکھا اور
بعد عمل کے حساب کرنا تین قسم ہی اول نفس کا حساب لینا کسی طاعت پر
جسمین کوتاہی کی ہو یعنی اخلاص اور نصیحت اور پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اور مقام احسان کو دیکھنا اور اپنی اوپر خدا تعالیٰ کی منت اور اسکے بعد

فما یضیعہ من الانفاس
وشتری بھا ما یجلب
خسران لا یزال
خسران عظیم
کان من الجھال الخلق
واحمقھم ولا یظھر
لہ ھذا الخسران یوم
عملت من سوء تود لو ان بینھا وبینہ امدا بعیدا
وبینہ امدا بعیدا افصل
فی محاسبۃ النفس نفعان قبل العمل وبعدہ
فاما الاول یقف عند اول ھمہ ولا یبادر حتی
یتبین لہ رجحان العمل علی ترکہ قال الحسن
رحم اللہ عبدا وقف عند ھمہ فان کان
للہ مضی وان کان لغیرہ تاخر
والثانی ثلثۃ انواع الاول محاسبتہ
علی طاعۃ قصر فیھا فلم یوقعھا
علی الوجہ الذی ینبغی
من الاخلاص فی النصیحۃ
ومتابعۃ الرسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فیہ وشھود
مشاھد الاحسان فیہ
ومنھا من اللہ علیہ

اپنے تصور کو مشاہدہ کرنا اِن امور کے ساتھہ اُس عمل کو جسطرح
چاہیے تہا ادا نکیا ہو پس اپنے نفس سے حساب لیوے کہ بہلا اِن چہون
مقاموں کا حق پورا کیا ہے دوسری قسم یہہ کہ نفس سے حساب لیوے عمل کا
جسکا نکرنا بنسبت کرنیکے اوسکے حق مین بہتر ہو تیسری یہہ کہ اپنے نفس کا
حساب کسی امر مباح یا عادت کی کام پر کہ آیا اِس سے مقصود خدا تعالیٰ
اور آخرت ہے تو اِسصورتمین نفع پانیوالا ہوگا یا اُس کام سے مراد دنیا
اور اوسکی بالفعل کی چیزین ہین تو ٹوٹے والا ہوگا اور وہ نفع اوس سے
جاتا رہیگا **فصل** اور سب سے زیادہ مضر چیز بندہ کے حقمین یہہ ہے کہ
سستی کرے اور نفس کا حساب نہ لے اور اوسکو مطلق العنان کردے اور
اسباتکو سرسری جانے اور کامونکی انجام سے آنکہین بند کرلے اور بخشش
الٰہی پر تکیہ کرے یہانتک کہ گناہونکا کرنا اوسپر آسان ہو اور اُن سے
اُلفت ہوجاوے اور اُنکو چہوڑنا شاق معلوم ہو اور اگر بندہ کو عقل و سوچہہ
ہو تو جانے کہ گناہونسے اول ہی بچا رہنا آسان تر ہے بنسبت مبتلا ہوکر
چہوڑنیکے۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہین کہ توبہ ابن صمہ رقہ مین تہے اور
اپنے نفس کا حساب لیا کرتے تہے ایک روز حساب کیا تو معلوم ہوا کہ

انکی عمر ساٹھ برسکی تھی ان برسونکے دن گئے تو اکیس ہزار پانسون ہوئے
پس ایک چیخ ماری اور کہا کہ اگر دنمین ایک ایک ہی گناہ ہو تو اپنے پروردگار
کے سامنے اکیس ہزار گناہ لیکر جاؤن اور جس صورتمین کہ ایک روز
مین ہزارون گناہ ہون تب کچھہ ٹھکانا نہین یہہ کہکر بیہوش ہوکر گر پڑی
لوگون نے دیکھا تو مر گئے پھر اُنہون نے سُنا کہ کوئی یون کہتا ہی

ع کیا خوب ہی یہہ دوڑنا فردوس برین کو ٭ اور حساب لینے کا قاعدہ
کلیہ یہہ ہی کہ اول نفس کا حساب فرائض پر لے پس اُنمین کچھہ کمی یاد آوے
تو اوسکا تدارک کرے پھر منع کی ہوئی چیزونکا حساب لے اور اگر معلوم
ہو کہ کسی ممنوع چیز کا مرتکب ہوا ہی تو توبہ اور استغفار سے اور اُن نیکیون
سے جو بُرائی کو مٹا دین اوسکا تدارک کرے پھر غفلت کا حساب لیوے اور
اُسکا تدارک ذکر کرنے اور خدا تعالی کیطرف متوجہ ہونیسے کرے پھر جو کچھہ
زبان سے بولا ہو یا پانو سے کسی چیز کیطرف چلا ہو یا ہاتھہ سے اوسکو پکڑا
ہو یا کانونسے اوسکو سُنا ہو اُسکا حساب نفس سے لیوے کہ تیری اُس سے
کیا غرض ہی اور کونسی وجہ سے تونے اسکو کیا کیا تجھے معلوم نہین کہ ہر حرکت
اور کلمہ کے لئے دو دفتر کھلینگے ایک یہہ کہ کیون کیا دوسرے یہہ کہ

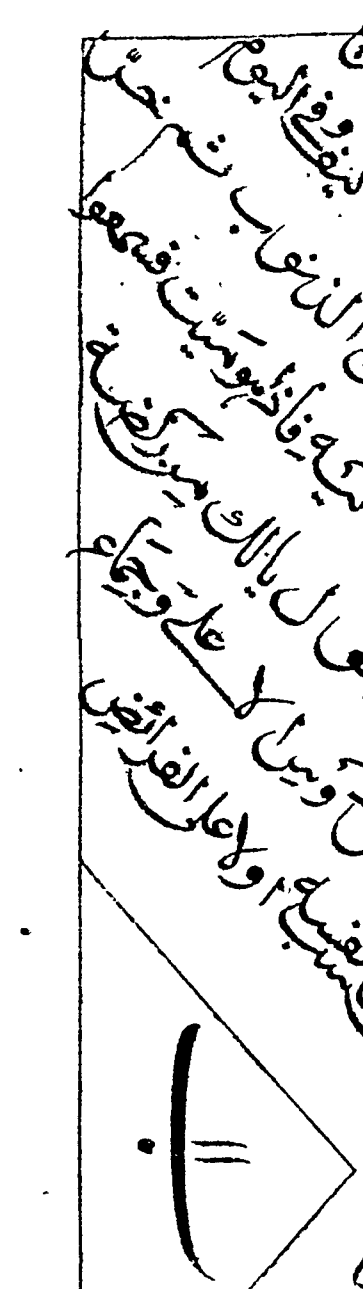

کیونکر کیا اول سوال اخلاص سے ہوگا اور دوسرا متابعت سے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور
فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ اور لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ
عَنْ صِدْقِهِمْ۔ پس جب لوگونسے سچ کے اوپر باز پرس اور حساب
ہوگا تو جھوٹونپر کیا گمان کرنا چاہیئے۔ مقاتل اسکی تفسیر مین فرماتے
ہین کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مینے اُنکا عہد لیا تاکہ صادقین یعنی انبیاء
سے پیام پہونچانیکا حال پوچھین اور مجاہد کہتے ہین کہ غرض یہہ ہے کہ جو
لوگ انبیا کیطرف سے پیام ادا کرینگے اُنسے باز پرس اسبات کی ہوگی کہ
انبیا کیطرف سے پیام پہنچا دیا کہ نہین جیسے انبیا سے پوچھہ ہوگی کہ خدا تعالےٰ
کیطرف سے پیام پونہچایا کہ نہین اور تحقیق یہہ ہے کہ آیت دونو مضمونونکو
شامل ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ
محمد بن جریر اسکی تفسیر مین کہتے ہین کہ جس نعمت مین دنیا مین تمنے ہو اوسکا
حال پوچھا جائیگا کہ تمنے اُسمین کیا کیا اور کہانسے اُس تک پونہچے اور
کس کام مین اوسکو لگایا اور اُس سے کیا کیا۔ اور جس نعمت کی پوچھہ
ہوگی وہ دو قسم پر ہے ایک تو وہ کہ وجہ حلال سے لی گئی اور حق طور پر صرف

کیف فعلته الاول والسوال عن الاخلاص والثانی عن المتابعة فقال
فقال فی قوله لنسئلنهم اجمعین عما کانوا یعملون
فلنسئلن الذین ارسل الیهم ولنسئلن المرسلین
لیسئل الصادقین عن صدقهم وقد سئل الصادقون وهو یثنی
علی صدقهم فما الظن بالکاذبین
قال مقاتل یقول تعالے لنسئلن الصادقین
یعنی الانبیاء عن تبلیغ الرسالة وقال
مجاهد یسئل المبلغین عن المبلغ
الرسل هل بلغوا عنهم کما سئل المرسل
هل بلغوا وقال تعالی ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم
عن النعیم قال محمد بن جریر
فان نبأ ما ذا عملتم فیه وهل
اتیتم وصلتم به وفیم صیرتموه
وما ذا عملتم به والنعیم
المستغال عنه نوعان نوع
دخل من حله وصرف

ہوی اوسکے تو شکر سے سوال ہوگا دوسری یہہ کہ وجہ نا جائز سے
لی گئی اور ناحق مین صرف ہوئی اوسکی خرچ اور صرف کی جگہہ سے سوال ہوگا۔
اور محاسبہ کے واجب ہونے پر یہہ قول خدا تعالی کا دلالت کرتا ہے

فصل یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ
اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیئے دیکھے ہر جی کیا بھیجا ہے کل کیواسطے ۱۲

نفس کے حساب لینے مین کئی مصلحتین اور فائدے ہین اول نفس کے
عیبو پر واقف ہونا اور جو شخص اپنی نفس کے عیب پر واقف نہوگا
تو وہ اوسکے عیب کو دور نکر سکیگا پس جب عیب پر واقف ہو تو
نفس سے اللہ پاک کیلئے دشمنی رکھی امام احمدؒ حضرت ابو درداؓ سے
راوی ہین کہ انہون نے فرمایا کہ آدمی پورا دانا نہین ہوتا جبتک کہ
لوگونکو خدا تعالی کے مقابل مین دشمن نجانے پھر اپنی نفس کیطرف
رجوع کرکے اُس سے سب سے بڑھکر دشمنی نکرے۔ اور مطرف بن عبد اللہؒ
کہتے ہین کہ اگر مین اپنی نفس کا حال نجانتا ہوتا تو لوگونپر غالب ہوتا اور
عرفہ مین کسی دعا مین یون کہا کہ آلہی لوگونکو میری باعث سے نامنظور نفرمانا
اور ایوب سجستانی کہتے ہین کہ جب نیکبخت ذکر کیئے جاتے ہین تو مین اُن سے
الگ ہوتا ہون اور جعفر بن زید کہتے ہین کہ ہم ایک جہاد مین کابل کیطرف

عن نصیحۃ نفسہ من لم یطلع علی عیب نفسہ
ومن لم یطلع علی عیب نفسہ ازالتہ فاذا اطلع
علیہ مقتہا فی ذات اللہ وبدء
الامام احمد عن ابی الدرداء قال
لم یفقہ الرجل کل الفقہ حتی یمقت
الناس فی جنب اللہ ثم یرجع الی نفسہ فیکون
لہا اشد مقتا وقال مطرف بن عبد اللہ
لو کنت اعلم من نفسی ما اعلم من نفسی لغلبت الناس
وقال فی بعض دعائہ بعرفۃ
اللھم لا تردنی الناس لاجلک
وقال ابن السماک اذا ذکر
الصالحون کنت عنھم
وقال جعفر بن زید
غزونا الکابل

گئی اور لشکر مین صلہ بن اشیم بھی تھے لوک عشا کیوقت اُتری اور نماز
پڑہی وہ بزرگ لیٹ رہی مین نے دلمین کہا کہ دیکہون یہہ کیا کرینگے
پس لوگونکی غفلت کی جو یاد رہی جب میری عندیہ مین لوگ سوگئی تو صلہ
بن اشیم اوٹھی اور ایک جہاز مین جو ہمسی قریب تہی گہس گئی اور مین بھی
اُنکی پیچہی ہی گیا وہان پونہچکر اُنہون نے وضو کیا اور کہڑی ہوکر نماز
پڑہنے لگے اور ایک شیر آیا یہانتک کہ اُن سی قریب ہوا مین ایکدرخت
پر چڑہگیا پس گویا اُنہون نے اُسکو دیکہا اور بہیڑیے کا بچہ جانا جب وہ سجدہ
مین گئی تو مینے کہا کہ یہہ درندہ اب انکو چیڑ والیگا پہر وہ بیٹہی اور معلوم
کیا کہ شیر ہی اُسکو فرمایا کہ اے درندی اپنا رزق اور جگہہ جا دیکہہ وہ اِس
زور و شور سی غراتا گیا کہ مین نہیہ کہتا تہا کہ پہاڑ اُسکی آواز سی پہٹ
جائینگی غرضکہ صبح تک اسیطرح نماز پڑہتی رہی یہانتک کہ جب صبح ہوئی تو
بیٹہی اور خدا تعالی کی وہ تعریفین بیان کین کہ مینے ویسی نہین سُنی
تہی پہر عرض کیا کہ الٰہی مین تجہ سی یہہ سوال کرتا ہون کہ تو مجکو دوزخ
سی پناہ دینا اور مجہہ جیسی کو یہہ جرأت کہان کہ تجہ سی جنت کا سوال
کری پہر آپ وہان سی لشکر کیطرف پہری اور صبح کو ایسی معلوم ہوتے تہے کہ

وفی الجیش صلۃ بن اشیم
فنزل الناس عند العتمۃ
فصلوا ثم اضطجع فقلت
لا رمقن علہ فانفتل
عفلۃ الناس
اذا قلت مد آثر العیون
وثب فدخل غیضۃ
قریبا منا فدخلت علی اثرہ فوقفت
ثم قام یصلی وجاء اسد یخدن
منہ فصعد فی شجرۃ فنزلہ
الفت وعلیہ بحر وافا بیض
فلن الان یفترسہ فجلس عند
رأسہ
فقال ایہا السبع اطلب لرزقک
فحمل اخر فقال
ویحک اجبال منہ قال فمازال
کذلک یصلی حتی اذا کان عند
الصبح تجاسر فمس اذنہ
بیدہ فمد یدہ فاخذہ
فقال انسئلک ان
تجیرنی من النار وتدخلنی
الجنۃ فقال انی لا اسئلک ذلک
فقال تجیرنی منک

گویا خوب نرم بچھونے پر تمام رات سوئی ہین اور میری اوپر دنکو ایسی
سستی تھی کہ خدا ہی جانتا ہی اور محمد بن واسع کہتے ہین کہ اگر گناہون
مین نرم ہوا کرتی تو میری پاس کوئی نہ بیٹھ سکتا - اور ابن ابی الدنیا
خالد بن ایوب سے روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب اپنے
عبادتخانہ مین ساٹھ برس سے رہتا تھا اوسکو خواب مین کسی نے کئی رات
کہا کہ فلانا موچی تجھ سے بہتر ہی وہ راہب اُس موچی کے پاس آیا اور
اُس سے اوسکے عمل کا حال پوچھا اوسنے کہا کہ مین ایسا آدمی ہون
کہ جو کوئی میری پاس کو گذرتا ہی مین یہی گمان کرتا ہون کہ وہ تو جنت
مین ہوگا اور مین دوزخمین (یعنی اپنی آپکو سب سے بُرا جانتا ہون)
اور ابن ابی حاتم نے اپنی سند حضرت عمر بن خطابؓ تک پونہچا کر کہا
ہی کہ آپ نے ایک روز فرمایا کہ الہی تو مجکو میرا ظلم اور کفر بخشدی
اوسوقت کسی نے آپکی خدمتمین عرض کیا کہ یا امیر المومنین ظلم تو یہی
ظلم ہی مگر کفر کیسا آپ نے فرمایا کہ جو اس قول خداوندی مین ہے
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ اور امام احمدؒ اپنی سند مسروقؒ تک
پونہچا کر فرماتے ہین کہ اُنہون نے فرمایا کہ حضرت عبد الرحمن

کان یجلس الی ابن الخطاب فقال یا امیر المومنین هل الظلم فینا الا الکفر فقال ان الانسان لظلوم کفار وقال الامام احمد بسنده الی مسروق قال

وکان یجلس الی ابن الخطاب فقال یا امیر المومنین هل الظلم فینا الا الکفر فقال ان الانسان لظلوم کفار وقال ابن ابی حاتم بسنده الی عمر بن الخطاب انه قال یوم الهجر اغفر لی ظلمه وکفره فقال

وذکر ابن ابی الدنیا عن خالد بن ایوب قال کان راهب من بنی اسرائیل فی صومعته فقیل له ان فلانا الاسکاف فی سنة کذا فی قریة کذا یعمل کل یوم کذا وکذا فانطلق الیه فسأله عن عمله فقال انی رجل لا بأس بعمری احسن الظن بالله عامة یومی واتانی الناس فاظن انه ما من احد منهم الا وهو فی الجنة وانا فی النار وقال ابن

وکان یجلس الی ابن واسع فقال

وکان یجلس الی محمد بن واسع فقال

وکان یجلس الی ابن ابی الدنیا عن ابی خالد

۱۱

حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس گئی اونہون نے فرمایا کہ مین نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہی کہ میری اصحاب مین سے بعض ایسے بھی ہین کہ مجکو بعد
سے مرنیکے کبھی نہ دیکھینگے حضرت عبدالرحمن انکے پاس سے روتے
نکلے اور حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور انکی خدمت مین عرض کیا کہ سنو آپ کی ماں کیا
ارشاد فرماتی ہین حضرت عمرؓ اوٹھے اور حضرت ام سلمہؓ کے پاس آکر پوچھا
جب انہون نے حدیث بیان فرمائی تو آپ نے اونسے کہا کہ مین تمکو
اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ کیا مین انہین لوگونمین سے ہون حضرت ام سلمہؓ
نے فرمایا کہ نہین اور تمہاری بعد اور کسیکو مین بری نکرونگی — امام ابن
قیم اس جملہ کے معنی اپنے استاد سے سنے ہوئے یہہ فرماتے ہین کہ حضرت
ام سلمہؓ کی غرض اس قول سے یہہ ہی کہ آگے کو مین یہ راہ بند کرونگی بھ
غرض نہین کہ صرف حضرت عمرؓ کی برأت منظور ہو — اور ابن ابی الدنیا
مالک بن دینارؒ سے روایت کرتے ہین کہ کچھہ لوگ بنی اسرائیل کے عبید
کے دن اپنی کسی مسجد مین تھے اتنے مین ایک جوان آیا اور مسجد کے دروازہ
پر کھڑا ہوا اور کہا کہ مجھہ سا آدمی تم لوگونکے ساتھہ اندر نہین جاسکتا
میرے فلان قصور کیا اور فلان خطا کی اپنے نفس کی حقارت کرتا رہا پس

اللہ تعالیٰ نے اُن لوگونکے نبی پر وحی بھیجی کہ فلان شخص صدیق ہے
اور امام احمدؒ وہبؒ سے راوی ہین کہ ایک سیاح نے خدا تعالیٰ کی عبادت
ستر برس کی پھر ایک روز نکلا اور اپنی عمل کو چھوٹا جانا اور اپنی تقصیر
کا مقر ہوا اور خدا تعالیٰ سے اپنے درد کا اظہار کیا پس اوسکی پاس کوئی شخص
خدا تعالیٰ کے پاس سے آیا اور کہا کہ تیری یہہ بیٹھک مجکو تیری عمر گذشتہ
کے عمل کی نسبت کر محبوب تر ہے اور حضرت قتادہؓ فرماتے ہین کہ حضرت
عیسیٰؑ نے فرمایا کہ تم اپنے دلونکو نرم کرو اسلئے کہ مین بھی نرم دل اور اپنے
نزدیک چھوٹا ہون اور احمد عبد اللہ بن رباح انصاری سے راوی ہین کہ
اونہون نے فرمایا کہ حضرت داؤدؑ بنی اسرائیل مین سے پوشیدہ حلقہ
دیکھتے اور اونکے درمیان بیٹھتے پھر فرماتے کہ الٰہی مین مسکین ہون اور
مسکینون کے درمیان ہون اور عمران بن موسیٰ قصیر فرماتے ہین
کہ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ الٰہی مین تجکو کہان تلاش کرون حکم ہوا
کہ مجکو شکستہ دلون کے پاس تلاش کر کیونکہ مین انسے ایک ڈگ ہر روز
قریب ہوتا ہون اور اگر یہہ بات نہو تو وہ لوگ ڈھا دین اور امام احمدؒ
کی کتاب الزہد مین مرقوم ہے کہ ایک شخص نے بنی اسرائیل مین سے ساٹھ برس

فاوحی اللہ تعالیٰ الی نبیھم ان فلانا صدیق
وقال الامام احمد عن
وھب ان سائحا عبد
اللہ عز وجل ستین سنۃ ثم
خرج یوما فقلل عملہ
واعترف وشکی الی اللہ
فاتتہ ان اللہ ان جلسا فیما
احب الی من عملک فی
مضی من عمرک وعن قتادۃ قال
قال عیسی علیہ السلام لینوا
قلوبکم فانی لین القلب صغیر عند نفسی وذکر
ابو نعیم فی الحلیۃ حدثنا
احمد عن عبد اللہ بن رباح الانصاری
قال کان داؤد یجلس بین ظھرانی
بنی اسرائیل فیجلس بین ظھرانیھم
فی حلقۃ فیقول یا رب مسکین بین
مساکین وغنی بین اغنیاء وعمران بن موسی بن
قصیر قال قال موسی یا رب
این ابغیک قال ابغنی عند
المنکسرۃ قلوبھم قال ابن ادھم
مر بی کلام صالح فاعجبنی
فذکرتہ لبعض اھل العلم
فقال ھو فی کتاب الزھد للامام
احمد بن حنبل من بنی اسرائیل
نعم بسمین سنۃ

ایک حاجت کی طلب مین عبادت کی مگر کامیاب نہوا پس اپنے جیمین کہا کہ
بخدا اگر تجھہ مین کوئی بہتری ہوتی تو تجکو تیری حاجت ضرور ملتی اُس شخص کو
خوابمین یہہ کہا گیا کہ تو نے اِن ساعتونمین اپنے نفس کو بُرا کہنا دیکھا کہ یہہ
اُن برسونکی عبارت سے بہتر ہے دوسرا فائدہ نفس سے حساب لینے کا یہہ ہے
کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ کا حق اپنے اوپر معلوم ہو جاتا ہے اور جو شخص کہ خدا تعالیٰ
کا حق اپنے اوپر نہین پہچانتا تو اوسکی عبادت اوسکو کچھہ فائدہ نہین دیتی
حضرت امام احمدؒ فرماتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی حجاج نے اور
اُنسے جریر بن حازم نے اور اُنسے وہب نے کہ مینے سُنا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا
گذر ایک ایسے شخص پر ہوا جو دعا اور تضرع کر رہا تھا حضرت موسیٰؑ نے
جناب احدیت مین عرض کیا کہ الٰہی اس شخص پر رحم فرما کہ مجکو اسکی حال پر
ترس آیا ہے خدا تعالیٰ نے اُنپر وحی بھیجی کہ اگر یہہ شخص مجھہ سے اتنی دعا مانگیگا
کہ اسکی قوا جاتی رہینگی تب بھی مین اوسکی دعا قبول نکرونگا جبتک کہ یہہ میرے
حق کو اپنے اوپر لحاظ نکریگا اِس سے معلوم ہوا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی حق
مین نظر کرتا ہے اوسکی لئے فروتنی کا دروازہ کھلجاتا ہے اور اپنے نفس سے
یاس ہو جاتی ہے اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ اوسکو نجات بدون اللہ تعالیٰ

فظلب الحاجة فاظفر
فقال يا ربّ نفسه والله
فلو كان فيك خير لظفرت
يا عبدي فاقت فيه
فقيل له اربع ساعات
على نفسك بثلاث
الساعات فانه خير
من عبادة ثلاث السنين ومن
فوائد محاسبة النفس معرفة
حق الله عليه ومن لم يعرف
حق الله عليه فان عبادته
لا تجدي عليه قال احمد
حدثنا حجاج حدثنا جرير بن حازم
عن وهب قال بلغني ان موسى
عليه السلام مرّ برجل يدعو ويتضرع
فقال يا رب ارحمه فانك ان رحمته
فاوحى الله اليه لو دعاني حتى
تنقطع قواه ما استجبت
له حتى ينظر في حقي
ومن نظر في حقي
ارتفع عنه باب الرجاء
والياس من نفسه
وعلم ان الخير كله
لا يتصل له الا مني

کی عفو اور مغفرت کے حاصل نہین ہوتی اسلئے کہ خدا تعالیٰ کا حق یہہ ہے
کہ اوسکی اطاعت کیجاوے نہ نافرمانی اور یاد کیا جاوے تو نہ بھولا جاوے
پس بندہ یہہ جانے کہ مین اس حق کو جیسا چاہیئے ویسا ادا نہین کرتا ہون
اور بدون اوسکی معاف کرنے اور مغفرت کرنیکے میری گنجایش نہین
اور جو شخص اپنے حق کو خدا تعالیٰ پر لحاظ کرے تو اللہ تعالیٰ اُس سے علیحدہ
ہو جاتا ہے اور اُسکا دل خدا تعالیٰ کی مغفرت اور محبت اور اوسکی یاد
سے آرام پانے سے محجوب ہو جاتا ہے اور اگر اعمال مین سے سب کچھہ کیا مگر خدا
کے حق کو اپنے اوپر پہچاننا نصیب نہوا تو جو نیکی کہ اوسکی اعمال کی نسبت
افضل تھی وہی نصیب نہوئی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی بھیجی
کہ جب تو مجھی یاد کرے تو ایسی طرح یاد کر کہ تیرے اعضا کانپتے ہون اور میری
یاد کیوقت عاجزی کرنیوالا اور اطمینان پکڑنیوالا رہ اور اپنی زبانکو
اپنے دلکے پیچھے کرلے اور جب تو میرے سامنے کھڑا ہو تو یون کھڑا ہو جیسے
بندہ حقیر اور ذلیل کھڑا ہوتا ہے اور اپنے نفس کو برا کہہ کہ وہ برا کہنے کے
لائق تر ہے اور جب تو مجھہ سے مناجات کرے تو دل خوف زدہ اور زبان سچی
سے کر اور ایک فائدہ اللہ تعالیٰ کے حق پر بندہ کو لحاظ رکھنے کا یہہ ہے کہ

بعفو اللہ ومغفرتہ
فان یعفو خطیئۃ ان یطاع
فان الیعصی ویذکر
فیعلم العبد
انہ غیر بری من ذلک
کما ینبغی وانہ لا ینجی
الا العفو والمغفرۃ ومن
نظر بخفۃ علی اللہ اعظم
وحجب قلبہ عن معرفۃ
سبحانہ وتعالیٰ ومن
لم یعرف ما علیہ فاتہ
معرفۃ ما لہ ومن
لم یعرف ما لہ فاتہ
معرفۃ ما ہو افضل مما
اوحی اللہ الی موسیٰ اذا ذکرتنی
فاذکرنی وانت تنتفض اعضاءک
وکن عند ذکری خاشعا مطمئنا
واجعل لسانک من ورائ قفاک
واذا قمت بین یدی فقم
مقام العبد الحقیر
الذلیل القائم بفناء
فقر اوقل بالتہ
وتکلم حین تتکلم
بقلب وجل ولسان
صادق وہیئۃ خاشعۃ
فضل العبد فی حق اللہ

اپنے عمل پر ناز نہین کرتا کیونکہ جو شخص اپنے عمل پر ناز کرتا ہی تو اُسکا عمل خدا کیطرف نہین پڑہتا بعض اہل علم سے کسی شخص نے کہا کہ مین اپنی نماز مین کھڑا ہوکر اتنا روتا ہون کہ میری آنسوؤنسے سبزہ جمنے کے قریب ہوجاتا ہی اہل علم نے فرمایا کہ اگر تو ہنسے اور اللہ تعالی سے اپنے قصور کا اقرار کرے تو اس سے بہتر ہے کہ تو روے اور اپنے عمل سے ناز کرے اسلئے کہ ناز کرنیوالے کی نماز اوپر کو نہین جاتی اُس شخص نے کہا کہ آپ مجھے وصیت کرین عالم نے فرمایا کہ دنیا مین زہد کرنا اختیار کر اور اوسکو ابہین دنیا داروں سے نزاع مت کر اور شہد کی مکھی کیطرح ہو کہ کہا وے تو اچھا کہا وے اور جمع کرے تو ستھرا جمع کرے اور اگر کسی لکڑی پر گرے تو اوسکو نہ نقصان دے نہ توڑے اور تجکو وصیت کرتا ہون کہ خدا ہی عزوجل کی خیر خواہی ایسی کرنا جیسے کتا اپنے مالک کی خیر خواہی کرتا ہی کہ وہ اوسکو بھوکا رکہتی ہین اور نکالدیتی ہین مگر وہ اونکا گرد نہین چہوڑتا اور اسی جگہہ سے شاطبی نے یہ مضمون شعر مین باندہا ہی ؎ کہتی ہین کہ ہو سگ کیطرح جسکو نکالین ٭ گہر والے ولے رہتا ہی وہ اونکا وفادار ٭

بارہوان باب

اخلاص اور ان تکلف کا بیان اور اکلت طیبا اور ان وقعت اور وضعت اور تصنع اور تکلف کی برائی اور عزوجل نصہ الکلب لاصحابہ فانہم یحبونہ ویطعمونہ وہم منہا یاکلون ٭ وقال قتادۃ کن کالکلب ٭ ولا تکن کالخنزیر ٭ ونصہ ٭ ابہا الناس اطلبوا ٭

علاج ہین دلکی مرض کے جو شیطانکی باعث سی ہوا ور یہ بابنہایت ضروری بابونمین سی ہی
ازانجاکہ اللہ تعالی نے شیطان سی چند جا اپنی کتاب مجید مین ڈرایا ہی اور
اوسکی لئی ایک سورت پوری جداکردی ہی (یعنی سورۂ ناس) تو اسی لئے
خداوند کریم کا ڈرانا شیطان سی نفس کے ڈرانیکی نسبت کرزیادہ ہوا اور
نفس کی شرارت اور خرابی صرف شیطانکے وسوسہ سے پیدا ہوتی ہی اسلئے کہ
نفس شیطانکی سواری اور جال کی جگہہ اور وسوسہ کا مقام ہی اور اللہ تعالے
نے شیطان سی پناہ مانگنی کا حکم تلاوت قران مجید کیوقت اور دوسرے
وقتونمین فرمایا اور نفس سی پناہ مانگنی کا ذکر بجز خطبہ حاجت کی اور کہین
نہین آیا اوس خطبہ مین آیا ہی کہ پناہ مانگتی ہین ہم اللہ سی برائیون سے
اپنی نفسونکی نظر براین جن ارباب سلوک نی عیوب نفس کا ذکر بہت کچھہ
لکہا ہی اور شیطان کے بیان اور اُس سی لڑائی کرنیکو مختصر لکہا ہی
تو اچہا نہین کیا **فصل** اللہ تعالی نے فرمایا فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ
جب تو پڑہے قران
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ
تو پناہ لے اللہ کی شیطان مردود سی اوس کا زور نہین چلتا اون پر جو یقین رکہتے ہین
اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ اِنَّمَا سُلْطٰنُہٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَہٗ وَالَّذِیْنَ ہُمْ
اور اپنے رب پر بہروسا کرتے ہین اوسکا زور انہین پر ہی جو اوسکو رفیق سمجہتے ہین اور جو اوسکو
بِہٖ مُشْرِکُوْنَ — اس آیت مین اللہ پاک نے شیطان سی استعاذہ کا
شریک ٹہہراتے ہین ۱۲

حکم یعنی اُس سے رکنے اور بچنے اور پناہ ڈھونڈھنے کی لئے قران کی پڑھنے کیوقت
مین حکم دیا اور اِس حکم کی کئی وجہین ہین اوّل وجہ یہ ہی کہ قران سینون
کے مرضونکی شفا ہی کہ جو کچھہ شیطان وسوسے اور شہوات انمین ڈالتا ہی
قران اونکو دور کردیتا ہی تو حکم کیا کہ استعاذہ سے بالکل مادہ مرض کا
نکالدینا چاہئے تاکہ دوا یعنی تلاوت خالی جگہہ مین پونہچے اور اوسمین وک
کے نہونیکے باعث قرار پکڑے دوسری وجہ یہ ہے کہ قران مجید دل مین
ہدایت اور علم اور خیر کی اصل ہی جیسے پانی روئیدگی کا مادہ ہوتا ہی اور
شیطان آگ ہی اور اوسکا کام یہہ ہی کہ جب خیر کی روئید گی دلمین پاتا ہے
تو اوسکی خراکبی اور جلانیمین کوشش کرتا ہی اسلئے اُس سے پناہ مانگنے کا
حکم ہوا تاکہ جو کچھہ قران مجید سے آدمیکو حاصل ہوا وسکو شیطان تباہ نکردے
پہلی وجہ مین تو استعاذہ اِسلئے تہا کہ فائدہ قران مجید کا حاصل ہو اور
دوسری وجہ مین اِسلئے ہی کہ فائدہ بنا رہے اور یہانسے معلوم ہوتی ہی اُس
شخص کے قول کی وجہ جسنے یہہ کہا ہی کہ استعاذہ بعد قرارت کے ہے
اور یہہ وجہ خوب لحاظ کے قابل ہی مگر کیا کیجے کہ حدیث اور صحابہؓ کے
اقوال مین استعاذہ قرارت کی شروع مین ہی وارد ہی تیسری وجہ یہہ ہے

کہ قران کے پڑہنے والے سی فرشتے نزدیک ہوتے ہین اور اوسکے
پڑہنے کو سُنتے ہین چنانچہ اسید بن حصیر کی حدیث مین ہی کہ جب اُنہون نے
رات کیوقت ایک سایہ سا دیکہا جسمین چراغ تھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ یہ فرشتے ہین اور شیطان فرشتونکی ضد اور خدا تعالیٰ کا دشمن ہی
اِسلئے قاری کو حکم ہوا کہ اپنے پاس سی اللہ تعالیٰ کے دشمن کے دور کرنیکی
طلب کری تاکہ اوسکے پاس اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندی اور فرشتی آموجود
ہون اسلئے کہ قران مجید پڑہنا ایسی دعوت ہی جسمین فرشتی اور شیطان دونو
اکہٹی نہین ہوسکتی چوتھی وجہ یہہ ہے کہ شیطان قاری پر اپنے سوار اور پیادے
چڑہا لاتا ہی تاکہ قاری کو قران کے مقصود یعنی اوسکے معانی کے سمجہنے اور
مضمون کے پہچاننے سی باز رکہی پس اِسی باتکی حرص کرتا ہی کہ قاری مین اور
قران کے مقصود مین آڑ ہوجاوے تاکہ قاری کو نفع کامل قران سی نہو تو
جب قاری پناہ مانگیگا یہہ آڑ دفع ہوجاویگی پانچوین وجہ یہہ ہی کہ قاری
اپنے رب سی تلاوت مین راز و نیاز کی باتین کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ قاری
کی خوش آوازی کو زیادہ سُنتا ہی بنسبت راگ والی لونڈی کے مالک
کے اپنی لونڈی کی راگ کو اور شیطان کی قرأت شعر اور راگ ہین اِسلئے

قاری کو حکم ہوا کہ مناجات کیوقت اور پروردگار سے سنے کیوقت شیطان
کو دور کری چھٹی وجہ یہہ ہے کہ خدا ہی پاک نے فرمایا ہی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ
اور جو رسول ہم نے بھیجا ہی
وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ اور اکابر سلف سب اسبات پر
تجھ سے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اوسکے خیال مین
متفق ہین کہ اِس آیت کے یہہ معنی ہین کہ جب وہ تلاوت کرتا ہی تو شیطان
تلاوت مین ملا دیتا ہی پس جب شیطان کا یہہ فعل رسولونکے ساتھہ ہوا تو
اورونکے ساتھہ کیسی نہوگا اِس سے معلوم ہوا کہ وہ قاری سے غلطی کراتا ہی
اور اسپر قرات کو اُلجھاتا ہی اور پریشان کرتا ہی یا اوسکی فہم کو پراگندہ کرتا
ہی یا دونو باتین اوسکی لئے جمع کرتا ہی پس استعاذہ سے یہہ خرابی دور ہوجاتی ہی
ساتوین وجہ یہہ ہی کہ انسان جسوقت خیر کا ارادہ کرتا ہی یا اوسمین
داخل ہوتا ہی تو شیطان اوسپر زیادہ تر حسد کرتا ہی اور اسبابمین کوشش
کرتا ہی کہ انسان کو اُس خیر سے علیحدہ کردے چنانچہ بخاری شریف مین
ایک حدیث صحیح مین وارد ہی کہ ایک شیطان نے کل رات مجھپر چڑہائی کی
اور چاہا کہ میری نماز کو توڑ دے اور جسقدر عمل بندہ کے حقمین نافع تر
اور اللہ تعالی کے نزدیک محبوب تر ہوتا ہی اوسیقدر شیطان کی روک بھی
اوسکو زیادہ ہوتی ہی مسند امام احمد مین سبرۃ بن الفاکہہ کی

حدیث سی مروی ہی کہ شیطان آدمیکی راہونمین بیٹہا یعنی اول اسلام
کی راہ مین بیٹہکر کہا کہ تو مسلمان ہوتا ہی اور اپنا طریق اور اپنے باپ
دادیکا دین چہوڑی دیتا ہی آدمی نے اُسکا کہنا نمانا اور مسلمان ہوگیا
پہر اوسکی لئی ہجرت کی راہ مین بیٹہکر کہا کہ بہلا تو ہجرت کرکے اپنی زمین
اور اپنا آسمان یعنی اپنا وطن چہوڑی دیتا ہی اور ہجرت کرنیوالیکی مثال
تو ایسی ہی جیسی گہوڑا اگاڑی پچہاڑی لگا ہوا پس آدمی نے اُسکا کہنا نمانا
اور ہجرت کی پہر اوسکی لئی جہاد یعنی جان و مال کے جہاد کی راہ مین بیٹہکر کہا کہ
اگر تو لڑیگا تو مارا جاویگا اور تیری منکوحہ کسی اور سی بیاہی جائیگی اور تیرا
مال لُٹ جاویگا اور منصور مجاہدؒ سی راوی ہین کہ جو قافلہ مکہ معظمہ کی جانیکو نکلتا
ہی تو شیطان بھی اونکی شمار کی برابر اپنا لشکر بہیجتا ہی ابن ابی حاتم نے
اِس مضمونکو اپنی تفسیر مین روایت کیا ہی غرضکہ شیطان ہر وقت انسانکی
تاک مین رہتا ہی خصوص تلاوت قرآن مجید کیوقت اسلیئے قاری کو حکم ہوا
کہ اپنی اُس دشمن سی لڑی جو رہزنی کرتا ہی اور اوسکی شر سی خدا تعالی سی پناہ مانگے
تاکہ اوسکو راہ کا چلنا نصیب ہو جیسی مسافر کہ اگر اوسکی سامنی کوئی راہزن
آجاتا ہی تو اول اُسکی دفع کرنیمین مشغول ہوتا ہی آٹھوین وجہ یہ ہے کہ قرارت

سی پہلے پناہ مانگنا اسباتکا عنوان اور مقدمہ ہی کہ جو چیز اسکے بعد
آنیوالی ہی وہ قران مجید ہی اور اسوجہ سی استعاذہ خدا تعالی کے کلام کے
سوا اور کسیکے کلام کی پیشتر مشروع نہین پس جب سننی والا استعاذہ سنتا
ہی تو اللہ تعالی کے کلام پاک کی سننی کو مستعد ہو جاتا ہی پھر یہہ امر قاری
کی لئی مشروع ہو گیا گو وہ اکیلا ہی ہو۔ پس یہہ ہین چند فائدہ استعاذہ کے
اور امام احمدؒ سی روایت ہی کہ نماز اور غیر نماز مین قران بدون استعاذہ کے
نہ پڑہتی تھی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ
جب پڑہی تو قران نو پناہ لے اللہ کی
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور ابن مشیش کی روایت مین ہی کہ جب کبھی پڑہتے
شیطان مردود سے ۱۲
استعاذہ کرتے اب استعاذہ کی کلمات کو سننا چاہئی کہ کئی طرح پر مروی
ہین عبد اللہ بن امام احمدؒ فرماتے ہین کہ مینی اپنی باپکو سنا ہی کہ جب قران مجید
پڑہتی تھی تو یون پناہ مانگتی تھی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ
ہو السمیع العلیم اور مسند اور ترمذی مین حضرت ابو سعید خدری رضؓ کی حدیث
مین ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کو کھڑی ہوتے تو شروع کی دعا
پڑہکر پھر فرماتے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ہمزہ
ونفخہ ونفثہ اور ابن منذر فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی ثابت ہوا ہی

فبان القراءة عنوان لما بعدها القرآن
ولذا الوجه شرع الاستعاذة
بين يدي كلام عن
فاذا سمع السامع استعاذ
استعذ لاستماع كلام
الله تعالى ثم شرع ذلك
القاري وان كان وحده فمن بعض
فوائد الاستعاذة وقال احمد
بن حنبل في رواية ابن بكر فصلى ولم
فيها صلى الا استعاذ فقال تعالى واذا
قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشيطان
الرجيم وفي رواية ابن مشيش كان اذا قرأ
يستعيذ وقال عبد الله بن احمد سمعت
ابي اذا قرأ استعاذ فيقول اعوذ بالله من
الشيطان الرجيم ان الله هو السميع
العليم وفي المسند والترمذي من حديث ابي
سعيد كان النبي صلى الله
عليه وآله وسلم اذا قام
الى الصلاة استفتح ثم قال
اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان
الرجيم من همزه ونفخه ونفثه وقال ابن المنذر ثبت
عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم

کہ آپ قرارت کے پیشتر فرمایا کرتے تھے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
اور حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعیؒ نے اور قاضی نے جامع
مین اسی باتکو اختیار کیا ہی کہ قاری تلاوت سی پیشتر اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم کہی اور ایک روایت حضرت امام احمدؒ سی بھی یہی ہی ان سبکے قول کی
وجہ یہہ ہی کہ ظاہر آیت سی یہی معلوم ہوتا ہی اور حدیث ابن منذرؒ اسی پر دال ہی
اور دوسری روایت حضرت امام احمدؒ سی بروایت عبد اللہ یہہ ہے کہ
اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم کہی کہ یہ کلمات مطابق حدیث حضرت
ابو سعید خدریؓ کے ہین اور یہی مذہب حضرت حسن بصری اور ابن سیرینؒ
کا ہی اور اسیکی دلیل وہ روایت ہی جو ابو داؤد نے حضرت عایشہؓ کے بہتان کے
قصے مین بیان کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھی اور اپنا چہرہ مبارک
کھولکر فرمایا اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ان الہہ ہو السمیع
العلیم اور اسی کو اختیار کیا ہی سفیان ثوری اور مسلم بن یسارؒ نے اور
قاضی نے مجرد مین اور ابن عقیل نے اسلئے کہ قران مجید مین ایک جا فاستعذ
باللہ من الشیطان الرجیم ہی اس سی ظاہر ہوتا ہی کہ اعوذ باللہ کے بعد
من الشیطان الرجیم کہی اور دوسری جا فاستعذ باللہ انہ ہو السمیع العلیم ہی

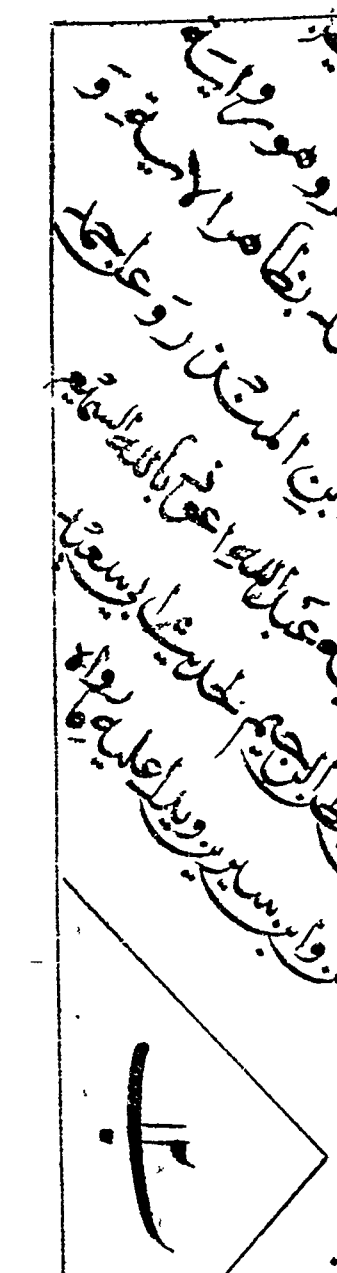

وھو عن ابی داؤد فی قصۃ الافک ان النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلس فتغیر
کشف عن وجھہ وقال اعوذ باللہ
السمیع العلیم من الشیطان
الرجیم ان اللہ ھو السمیع العلیم وبہ
قال سفیان الثوری ومسلم بن یسار
واختارہ القاضی فی الجامع وقال
وابن عقیل لان قولہ فاستعذ
باللہ من الشیطان یعقب قولہ
بالرجیم وقولہ فی اخری فاستعذ
باللہ انہ ھو السمیع العلیم

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم واختارہ الشافعی
وابو حنیفۃ والقاضی
فی الجامع وعنہ یقول
اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان
الرجیم لحدیث ابن المنذر روی
عن احمد بسند ظاہر الآیۃ و
ھو من روایۃ عبد اللہ اعوذ باللہ السمیع
العلیم من الشیطان الرجیم لحدیث ابی سعید رواہ

یہہ اسبا کی مقتضی ہی کہ استعاذہ کی ساتھہ خدا تعالی کا وصف انہ ہو السمیع العلیم ایک جملہ جداگانہ مین جسکی تاکید حرف انہ سی ہوئی ہو ملنا چاہیی اسلیی کہ خداوند پاک نی بھی اسکو اسیطرح مذکور فرمایا ہی اور اسحق ہم کہتی ہین کہ مین وہ الفاظ پسند کرتا ہون جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مروی ہین اللہم انی اعوذبک من الشیطان الرجیم من ہمزہ ونفخہ ونفثہ اور حدیث مین انکی تفسیر آچکی ہی کہ شیطان کا ہمز جنس جنون سی ہی اور اسکا نفخ کبر ہی اور نفث شعر اور اللہ تعالی فرماتا ہی وقل رب اعوذبک من ہمزات الشیاطین ہمزات جمع ہمزہ کی ہی جیسے تمرات جمع تمرہ کی اور ہمز کے معنی اصلی دور کرنیکے ہین چنانچہ ابو عبیدہ کسائی سی نقل کرتے ہین کہ ہمزتہ ولمزتہ ونہزتہ اوسوقت بولتی ہین جب تو کسی چیز کو دور کری اور تحقیق یہہ ہی کہ ہمز کے معنی چھاتی پر مار کر اور دبا کر ہٹانیکے ہین جو شابہ کو نچا دینی کی ہی غرضکہ ہمز ایک خاص مٹانیکو کہتی ہین اسصورت مین ہمزات شیاطین سی غرض وہ وسوسی اور بہکانا ہین جو شیطان دلون مین ڈالتی ہین حضرت ابن عباسؓ اور حسنؒ فرماتے ہین کہ ہمزات شیاطین انکی خلشین اور وسوسی ہین اور ہمزات کی تفسیر شیاطین کی پھونک اور دم سی بھی کی گئی ہی اور مجاہدؒ کا قول یہی ہی اور نیز ہمزات کو دیوانگی از قسم جنون سی

اخبار ما ذکر عن ابن
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اللہم انی اعوذبک من الشیطان
الرجیم من همزہ ونفخہ ونفثہ
وقد جاء فی الحدیث تفسیر
ذلک قال فی الہمز الموتۃ
الشعر وقال تعالی وقل رب اعوذبک من همزات

وصفہ بانہ ہو السمیع العلیم
فی جملۃ مستقلۃ بتصدیرہا
بحرف ان المؤکدۃ لہا سبیلہ
وقال اسحق

من همزات الشیاطین والہمز الدفع
ومنہ همزات الوساوس
قال ابو عبید فی الکسائی ہمز ونہز ونہز
قال ابو عبید والتحقیق فی ہذا ان الہمز
وفی الحدیث اذا دفنتہ الطعن فقیل فی تفسیر
الشیاطین دفعہم الوساوس و
الاغواء الی القلب قال ابن
عجلان والطعن فی الشیاطین
ہمزہم ونفخہم ونفثہم
ہو قول بجاہد وجنفہم
وہو الموتۃ التی تشبہ الجنون

جو شیاطین کیطرف سے پونہچی بھی تعبیر کیا ہی اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ
ہمز اور چیز ہی سوا نفخ اور نفث کے اور کبھی یون کہتے ہین کہ ہمزات جب اسکے
مستعمل ہوتے ہین تو جتنی آفتین شیطانونکی آدمی کے لئے ہین وہ سب ہمزات
مین آجاتی ہین اور جب نفخ اور نفث کی ساتھ مین آتی ہین تو ایک نوع خاص
مراد ہوتی ہی جیسے اور الفاظ سے معانی جدا جدا مراد ہوتے ہین۔ بعد اسکے
اللہ تعالی فرماتا ہی وَاَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ یعنی اے رب تجھ ہی پناہ
مانگتا ہون اس سے کہ شیطان میرے پاس آئین بعضون نے کہا ہی کہ مراد یہ ہے
کہ میرے کام مومنین پاس آئین اور کلبی کا قول ہی کہ تلاوت قران کیوقت ادنکے
پاس آنیسے غرض ہی اور عکرمہؓ فرماتی ہین کہ جانکنی اور رحلت کیوقت مین
آنیسے مراد ہی غرضکہ خدا تعالی نے ان دونو آیتونمین اپنے بندہ کو حکم فرمایا
کہ شیطانکی دونو طرحکی شرارت سے پناہ مانگے اول انسان پر اونکی وسوسہ وغیرہ
پہنچانے سے دوم انسان کے پاس اُنکی آنے سے اور ان دونو آیتونکو جو
بعد اس آیت کی ذکر فرمایا ہی ادفع بالتی ہی احسن السیئۃ نحن اعلم بما یصفون
تو اسمین یہہ حکم دیا ہی کہ انسانونکی شیطانونکی بُرائی کو اپنے اوپر سے بھلائی
کرکے ٹالنی چاہئیے اور شیاطین جن کی بُرائی کو استعاذہ سے دور کرنی چاہئیے

وظاہر حدیث الخ ثبت
ان الھمز نوع غیر النفخ و
النفث وقد یقال و
ھو الاظھر ان ھمزات
الشیاطین اذا انفرد
دخل فیہ جمیع ما یاتی
ابن آدم من وساوس
النفخ والنفث کما
نوعا خاصا
ثم قال واعوذ بک رب ان یحضرون
وقال فی اسمع لہ وقال
ابن عباس رضی اللہ عنہ
النزغ والسباب قال من
من نوعی شرھم اصابتہم لہ بالھمز
وقولہم منہ وذکر بعضہم عقیب قولہ
ادفع بالتی الخ
ان یحضرون من شیء
شیاطین الانس
بل فعل اساءتہم الیہ
وان یدفع شرہ
شیاطین الجن بالاستعاذۃ

اور اِسیکی مثل ہی اللہ تعالیٰ کا فرمانا سورہ اعراف مین کہ اول ارشاد
فرمایا خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ اِسمین حکم دیا کہ جاہلون
(پکڑ معاف کرنا اور حکم کر نیک کام کو اور کنارہ کر جاہلون سے)
کی شر کو اُن سی روگردانی کر کے دور کرنا چاہیی پھر فرمایا وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ
(اور کبھی او بہار دے تجکو)
مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اسطرح سورہ فصلت مین
(شیطان کی چھیڑ تو پناہ پکڑ اللہ کی وہی ہے سنتا جانتا)
ہی کہ اول ارشاد ہی وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ
(اور برابر نہیں بھلائی نہ برائی) (جواب مین تو کہہ اوس کو جو ہے سب سی اچھا)
پھر یہہ فرمایا وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
(اور کبھی او بہار دے تجکو شیطان کی چھیڑ تو پناہ پکڑ اللہ کی بیشک وہی ہے سنتا جانتا)
اِس سورت مین اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کہا یعنی ضمیر غائب انہ کی تاکید ایک ضمیر
منفصل ہو سی کی اور سمیع اور علیم کو معرف لام سی کیا اور اعراف مین
صرف اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ فرمایا اور غالبا اسکا بہید یہہ ہے کہ جس جگہہ صرف نام پر کفایت
کی ہی اور اُسکی تاکید نہین کی تو وہان صرف اُس صفت کا ثبوت منظور ہے
جو استعاذہ کی بابمین کافی ہی اور یہہ بتلاتا ہی کہ اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہی یعنی
تیری پناہ مانگنی کو سنی گا اور تجکو جواب دیگا اور جس چیز سی تو پناہ مانگتا ہی
اوسکو وہ جانتا ہی تجھسی اُسکو دور کریگا اور اِن باتون سی مقصود پناہ مانگنی
حاصل ہی اور یہہ امر دونو جگہہ پایا جاتا ہی اور سورہ فصلت کی آیت مین
تاکید اور تعریف اور تخصیص کی زیادتی ہوئی تو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ

نے وہان اُس آیت کو اُن لوگونکے گمان رد کرنیکے بعد فرمایا ہی
جنہون نے شک کیا تہا کہ خدا تعالی ہمارے اقوال سنتا ہی اور ہمارے احوال
جانتا ہی جیسا کہ بخاری اور مسلم مین حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث سے ثابت ہے
کہ کعبہ مکرمہ کے پاس تین شخص جمع ہوئے جنمین سے دو قریش کے اور ایک
ثقیف کا یا ایک قریش کا اور دو ثقیف کے تہے اونکی پیٹون کی چربی تو بہت
تہی مگر دلونکی سمجہہ کم تہی انہون نے تذکرہ کیا کہ بہلا جو ہم کہتے ہین اوسکو
خدا تعالی سنتا بہی ہی پس ایک نے کہا کہ اگر ہم پکار کر کہین تو سنتا ہی اور آہستہ
سے بولین تو نہین سنتا اور دوسرے نے کہا کہ جب بعض گفتگو کو سنا تو کل
کو سنا اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ
اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے
أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ
کہ تمکو بتا دینگے تمہارے کان نہ تمہاری آنکہین نہ تمہارے چمڑے پر تمکو یہ خیال تہا کہ اللہ ہمین جانتا
كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ
بہت چیزین جو کرتے ہو اور یہہ وہی تمہارا خیال ہی جو تم کہتے تہے اپنے رب کے حق مین اوسنے تمکو کہا یا پہر آج تمکو
تو تاکید نہ ہوا السمیع العلیم اس انکار کے موقع پر آئی ہی جس سے
یہہ غرض ہی کہ صرف وہی واحد برحق ایسا ہی جسکو کامل سننے اور پورا جاننے
کی قوت ہی ایسا نہین جیسا اوسکی جاہل دشمن گمان کرتے ہین کہ اگر وہ
آہستہ کچہہ کہین گے تو نہین سنے گا۔ اور ایک خوبی یہہ بہی ہی کہ سورہ فصلت

مین یہ حکم ہی کہ لوگونکی برائی کو اپنی اوپر سی احسان کرکے ٹالنا چاہیے
اور یہہ بات نفسونپر صرف روگردانی کی نسبت کرنہایت شاق ہی اور بھی
لحاظ اس آیت کو اس قول کے بعد فرمایا وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا
اور یہہ بات ملتی ہی اونہین کو جو بڑے نصیبہ والے ہین
وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ - اور ایک وجہ یہہ ہے کہ یہان صفات کمال
ہین اور یہ بات ملتی ہی اونہین کو جسکی بڑی قسمت ہی
کا ثابت کرنا اور اونکی ثبوت کی دلیلین اور اپنی رب ہونیکی نشانیان مذکور
ہین اور اسی مضمون کے لحاظ سی اسکی بعد یہ آیتین مذکور فرمائی ہین
وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ تو حرف تعریف
اور اسکی قدرت کی نمونہ ہین رات اور دن اور ایک اونکی نشانی یہہ ہے کہ تو دیکھتا ہی زمین کو
اسلی لائی کہ اس سی معلوم ہو کہ اللہ تعالی کے نام مومنین سی السمیع اور
العلیم بھی ہین جیسے اور اسماء حسنی سبکے سب لام تعریف کی ساتھ ہین
اور جو آیت کہ سورہ اعراف مین ہی اوسمین مضمون مشرکون اور اونکی
بھائی شیطانون کے وعید کا ہی اور پناہ چاہنی والیکو وعید ہے کہ اوسکا
ایک پروردگار ہی جو سنتا جانتا ہی اور مشرکون کے خدا نہ سنتی ہین نہ
دیکھتی نہ جانتی تو پھر وہ کسطرح اونکو خدا تعالی کی برابر عبادت مین کرتے
ہین - اور ازانجاکہ پناہ چاہنی کی چیز سورہ مومن مین کفار کی لڑائی
جھگڑے کی شر تھی جو خدا تعالی کی آیتونمین اور اُن افعال مین نکالتی تھی جو

آیتو نپر مترتب ہوتے ہین اور آنکہہ سی سوجہتی ہین تو اوسکی لئی خدا تعالے
فرماتا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰہِ بِغَیْرِ سُلْطَانٍ اَتٰھُمْ اِنْ فِیْ
جو لوگ جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بدون کسی سند کے جو پہنچی ہوا ونکو اور کچھ نہین اونکے
صُدُوْرِھِمْ اِلَّا کِبْرٌ مَّا ھُمْ بِبَالِغِیْہِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اور یہان
جی مین غرور ہے کہ کبھی پونہچین گے اوس تک سو تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ ہی سنتا دیکھتا ۱۲
تو جس چیز سی پناہ مانگتی ہین وہ معلوم نہین ہوتی اِسلئی کہ شیطان اور اسکا
گروہ تو ہمکو دیکھتا ہی اور ہم اوسکو نہین دیکھتے صرف اللہ تعالی اور اسکے
رسول مقبول کے خبر دینی سی ہمکو اوسکا وجود معلوم ہی پس جب محسوس چیز
کے لئی استعاذہ کا ارشاد ہی تو ظاہر ہی کہ اس بغل کے گہونسی سی پناہ
مانگنی پر ضرور ہی **فصل** پس قران مجید نے ان دونو دشمنونکے دور
کرنیکو استعاذہ اور جاہلون سی کنارہ کشی اور اونکی برائی کو بہلائی سے
ٹالنی کو بتا دیا اور یہہ بہی خبر دی کہ جسکو یہہ بات نصیب ہوئی وہ بڑا شخص
ہی اور چونکہ اوسکا ملنا بدون صبر کے نہین ہوتا اِسلئے ارشاد ہوا وما یلقیہا
یہہ بات ملتی ہی
اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا - اور ازانجاکہ غضب شیطان کی سواری ہی اور اسصورت
اونہین کو جو شیطان کو سوار کرتے ہین ۱۲
مین نفس سرکش اور شیطان ایکدوسرے سی پشتی پاکر نفس مطمئنہ پر زور کرتے
ہین اِسلئی بندہ کو حکم نفس مطمئنہ کی مدد کا ہوا اِسطرح کہ شیطان سی پناہ مانگے
تاکہ اوسکی دفع پر قادر ہو اور صبر کی کمک پونہچ جاوی جسکے ساتھہ فتح ہی

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
اور اگر تجھکو شیطان کی طرف سی کچھہ وسوسہ پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگ بیشک وہ ہی سنتا جانتا ہی
فصل فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَمِنْ اَھْلِہٖ وَاَھْلُہٗ مَنْ حَیْثُ لَا یَرَاھُمْ
وَاِنَّمَا ھُوَ مُعَلَّقٌ بِاَخْبَارِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَاِنْ اَرَادَ اَنْ یَّدْفَعَ
عَنْ نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَاَھْلِہٖ وَاَوْلَادِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَحْبَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ
وَالْاِسْتِعَاذَۃُ مِنْہُ لَا تَدْفَعُ
وَاَخْبَرَ عَنْ عَظِیْمٍ
مَنْ لُّقِّاہُ ذٰلِکَ وَمَا کَانَ یُلَقّٰی
اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا کَانَ
الْغَضَبُ مَرْکَبَ الشَّیْطَانِ
فَیَتَعَاوَنُ النَّفْسُ الْغَضِبَۃُ
وَالشَّیْطَانُ عَلَی النَّفْسِ
الْمُطْمَئِنَّۃِ اَوْ عَاوَنَتْہَا
بِالْاِسْتِعَاذَۃِ مِنْہُ لَمْ یَقْوَ
عَلٰی مُدَافَعَتِہٖ وَکَانَ
مُرَدَّدًا بَیْنَ الصَّبْرِ الَّذِیْ
یَکُوْنُ مَعَہُ النَّصْرُ

اور ایمان اور توکل کی مدد آکر شیطان کا غلبہ بیکار کر دیا اس لئے
لَیْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ قرآن مجید میں آیا ہے
اسکا زور نہیں چلتا اُنپر جو یقین رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں ۱۲
اسکے معنی بعض لوگ یہہ کہتے ہیں کہ اسکو حجت نہیں اور بہتر یہہ ہے کہ یوں
کہیں کہ اوسکو رستہ نہیں نہ حجت کیطرف سے نہ قابو کیطرف سے اور اللہ تعالیٰ
نے خبر دی ہے کہ شیطان کو غلبہ نہیں ہمارے مخلص اور متوکل بندوں پر چنانچہ
سورہ حجر میں فرمایا قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ
فرمایا یہہ راہ ہے مجھتک سیدھی جو میرے بندے ہیں تجکو
عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ اور سورہ نحل میں فرمایا
اُنپر زور نہیں مگر جو تیرے راہ چلا گمراہ لوگوں میں ۱۲
اِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ اِنَّمَا سُلْطَانُهٗ
اسکا زور نہیں چلتا اُنپر جو یقین رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں اسکا زور انہیں پر
عَلَى الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کا
ہے جو اوسکو اپنا سردار بنجھتے ہیں اور اوسکو شریک ٹھہراتے ہیں ۱۲
غلبہ اللہ تعالیٰ نے اہل توحید اور اخلاص پر بیکار کر دیا ہے اور اہل شرک
اور اُن لوگوں پر جو شیطان سے موافق ہیں ثابت رکھا ہے اور جبکہ دشمن خدا
ابلیس نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ مجکو اہل اخلاص پر مسلط نہیں فرماتا تو
کہا کہ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ پس اگر کوئی کہے کہ سورہ نحل کی آیت سے
گمراہ بندے ہوا دین سے اچھے ہوئے
شیطان کا دبا وا اوسکے موافقوں پر ثابت ہے حالانکہ سورہ سبا میں
اسکی نفی پائی جاتی ہے اس آیت میں وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَیْهِمْ مِنْ سُلْطَانٍ
اور اوسکا اُنپر کچھ زور نہ تھا مگر اتنا کہ ہم دیکھ لیں کون آخرت سے شک میں ہے

الا لنعلم من یؤمن بالاخرة ممن هو منها فی شک تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ
کہ کہیں ہمکو یقین نہ آتا ہو آخرت پر الگ اس سے جو رہتا ہی اوسکی طرف سے دہوکے مین ۱۲
اگر ضمیر جمع غائب وما کان له علیهم کی مومنین کیطرف پھرتی ہی تب تو اعتراض
ہی جاتا رہتا ہی اور استثنا منقطع ہو جاتا ہی تو یہہ معنی ہوئی کہ ہمنے اونکا امتحان بلیس
سے لیا تاکہ پہچانین اوسکو جو آخرت پر ایمان لاتا ہی اوس سے جو آخرت کیطرف سے
دہوکے مین ہی اور اگر اُن لوگونکی طرف پھرتی ہی جنکی طرف اس آیت مین ہے
ولقد صدق علیهم ابلیس ظنه فاتبعوه اور یہی ظاہر بھی ہی تو یہہ معنی ہونگے
اور سچ کر دکہائی اوپر شیطان نے اپنی اٹکل ۱۲
کہ شیطان کا دباؤ اونپر صرف اسوجہ سے ہی کہ آخرت پر جو ایمان لادی اوسکو
ہم جان لین غرضکہ نفی مطلق دباؤ کی ثابت نہین ہوتی اب اگر یہہ کہا جاوے کہ سورہ ابراہیم
کی آیت مین کیا کروگی وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی تمہہ
اور میری تمپر حکومت نہ تہی مگر یہ کہ مینے تمکو بلایا پھر تمنے مان لیا ۱۲
قول اگرچہ شیطان کا ہی مگر خدا تعالی نے اسکو بیان فرمایا ہی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ جس
دباؤ کی یہان نفی ہوئی ہی وہ حجت اور برہان ہی چنانچہ حضرت ابن عباس رض
اس آیت کے معنی یہہ فرماتے ہین کہ میری پاس کوئی دلیل نتہی جس سے
مین تمہارے اوپر غالب ہوتا صرف اتنا ہی ہوا کہ مینے تمکو بلایا تمنے میری حجت و
برہان میری پر وی اختیار کی اور جس دباؤ کا ہونا سورہ نحل کی آیت انما سلطانه
مین پایا جاتا ہی وہ شیطان کا لوگونپر مسلط ہونا بہکانیمین اور اونکا ایسی طرح قابو

ان کان من یؤمن بالاخرة ممن هو منها فی شک وان کان عائدا علی ما
علیه فی قوله ولقد صدق علیهم ابلیس ظنه فاتبعوه وهو الظاهر کان المعنی وما
کان لنا علیهم من سلطان الا لنعلم من یؤمن بالاخرة ممن هو منها فی شک
فان قیل فما تصنعون بالحجة فی قوله ما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم
وان کان من حق قوله قیل السلطان الحجة والبرهان کما قال
ابن عباس ما کان لی علیکم من حجة الا دعوتکم فاستجبتم لی
فاتبعتمونی بلا حجة فی قوله
برهان والسلطان الذی اثبته
فی قوله ان سلطانه علی
سلطانه علیهم بالحجة

مین لاتا ہی جس سی کفر و شرک کیطرف اُنکو اکساوی اور اُبھاری دیکھو اللہ
فرماتا ہی اِنَّا اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا حضرت ابن عباسؓ
(یعنے چھوڑ رکھی ہین شیطان منکروں پر اور جاتے ہین اُنکو اُبھار کر)
اِسکے معنی یہہ فرماتی ہین کہ بہکاتا ہی اُنکو بہکانا اور ایک روایت مین ہے کہ برانگیختہ کرتا ہی برانگیختہ
کرنا اور ایک مین ہی کہ اُبھارتا ہی اُبھارنا اور ایک مین ہے کہ بھڑکاتا ہی اُنکو یعنی ہلاتا ہی اونکو
جیسے بھڑکانے سی آگ ہلائی جاتی ہی اور تؤز مشتق ہی ازّ سی جسکی معنی تحریک
اور اُٹھانیکے ہین لیکن شیطان کے پاس کوئی حجت اور دلیل نہین کفار نے
اوسکا کہنا صرف بلانیکے ساتھہ ہی مان لیا اسلیئے کہ اُسکا ہلانا اونکی
خواہشون کے موافق تھا اسلیئے خود بخود اوسکی طرف چلی آئی اور چونکہ اللہ
فرماتا ہی وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا اِس سی معلوم ہوا
(اور ہرگز پاوگے اللہ کا فرد نکو سلمانون پر)
کہ اللہ تعالی بندہ پر شیطانکا دباؤ نہین کرتا جب تک کہ بندہ شیطانکی فرمانبرداری

سی اوسکی راہ نہین نکالت

تیرہوان باب

شیطانکی اُن مکرونمین جنسے وہ آدمیکو فریب دیتا ہے

اللہ تعالی اپنی دشمن ابلیس کا حال بتلانیکو اوسکا قول نقل فرماتا ہے

فَبِمَا اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ
(تو جیسا تونے مجھکو بہکایا ہی میں بیٹھونگا اوکی تاک مین تیری سیدھی راہ پر پھر آؤنگا اونکے آگے سے اور

من خلفهم وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شاکرین اور حدیث سبرة
بن الفاکہہ کی گذر چکی جسمین یہہ مذکور تہا کہ شیطان آدمیکی سب راہون پر
بیٹہا اس سے معلوم ہوا کہ کوئی طریق خیر ایسا نہین جسپر شیطان نہ بیٹہا ہو
اور سالک کی رہزنی نکرتا ہو اور یہ جو آیت مین من بین ایدیہم مذکور ہے
اسکی تفسیر مختلف ہے حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت تو یہہ ہے کہ آدمیون کو
آخرت کے باب مین دہوکا دونگا اور ایسا ہی کچہہ حسنؒ سے مروی ہے اور
مجاہد فرماتے ہین کہ اوس سے یہہ غرض ہے کہ ایسی طرف سے آونگا جہانسے
دیکہین اور من خلفهم سے حضرت ابن عباس یہہ غرض فرماتے ہین کہ اونکو اونکی
دنیا مین رغبت دلاونگا اور حضرت حسنؒ فرماتے ہین کہ دنیا کیطرف سے
اونکے پاس آکر دنیا کو اونکی لئے آراستہ کرونگا اور اوسکی خواہش دلاونگا
اور ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ آخرت کیطرف سے آونگا۔ اور
ابو صالح فرماتے ہین کہ آخرت مین اونکو شک ڈالونگا اور اسکو اون سے
دور کرونگا اور مجاہدؒ اس سے یہہ مراد فرماتے ہین کہ ایسی جگہہ سے آونگا کہ
وہ نہ دیکہین اور عن ایمانهم کی تفسیر مین حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ انپر
اونکے دین مشتبہ کرونگا اور ابو صالح کہتے ہین کہ حق باتمین اونکو شک مین ڈالونگا

ولا تجد اکثرهم شاکرین وقد تقدم حدیث سبرة بن الفاکه ان الشیطان
قعد لابن آدم باطرق کلها الحدیث فیما من طریق من طرق الخیر الا والشیطان قاعد علیه
یقطعه علی السالک فیصرفه عنه وقال ابن عباس یاتیهم من بین ایدیهم من قبل الآخرة
ومن خلفهم من قبل الدنیا وعن ایمانهم وعن شمائلهم من قبل دینهم وقال الحسن
یشبه علیهم امر دنیاهم وامر آخرتهم وقال ابن عباس من قبل الآخرة
وقال ابو صالح یشککهم فی الآخرة وقال ابن زید
عن ایمانهم فی دینهم وقال ابن عباس یشبه علیهم امر دنیاهم وامر آخرتهم
وقال ابو صالح یشککهم فی الآخرة وقال ابن زید

اور ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سی یہہ ہی کہ اونکی نیکیونکی طرف سی
آوُنگا اور حسنؒ فرماتے ہین کہ اِس سی یہہ غرض ہی کہ نیکیونکی جانب سے اُنکو
مست کرونگا اور عن شمائلہم کے معنی یہہ ہین کہ باطل کو اُنمین رائج کرونگا
اور اُسکی ترغیب اونکو دلاؤنگا اور حسنؒ فرماتے ہین کہ بُرائیونکا حکم کرونگا
اور اونکو اُنکی نظر وںمین اچھا کر دکھاؤنگا حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ
شیطان نے چار جہت اپنی آنیکے بیان کئی یہہ کہا کہ اونکے اوپر سی آوُنگا
اِسلئے کہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی اونکے اوپر ہی اور شعبی سی مروی ہی کہ اللہ
نے رحمت اونکی اوپر سی نازل فرمائی اور قتادہؒ فرماتی ہین کہ ای ابن آدم
شیطان تیرے پاس ہر طرف سی آیا مگر اوپر کیجانب سی نہین آیا اوسکو قدرت
نہوئی کہ تجھ مین اور خدا تعالی کی رحمت مین حائل ہو جاتا۔ اور بعض اکابر
اس آیت کی معنی یہہ کہتی ہین کہ مین بنی آدم کو اتنا بہکاؤنگا کہ وہ اُن باتونکو
جو پہلی اُمتونمین ہو چکی ہین اور مرنیکے بعد جی اُٹھنی کو جھٹلاوینگی یعنی سانحہ
سی غرض حالات گذشتہ سلف کی امتونکی ہین اور پیچھی سی غرض احوال قیامت
ہی اور دہنی اور بائین سی یہہ مراد ہی کہ اونکو اونکی کامونمین بہکاؤنگا اِسلئے
کہ کام کو یون ہی بولا کرتے ہین کہ یہہ عوض ہی تیری دونو باتہہ کی کمائی کا

آدم من کل وجہ غیر انہ لم یامنہم ان یجرہم الی الکفر
وبین رحمۃ اللہ وعن بعضہم حتی
فی معنی لاغوینہم حتی
لا یسعہم الا ان یقعوا فی المعاصی
یخلطہم بالمرغبات وعن ابن عباس
وعن شمائلہم من حیث یاتیہم الحق
لا یشاء الا ان یقعوا فی الباطل
وارغبہم فیہ وقال
احسن الشیطان بامرہم
وقال ابن عباس
وتحزنہم فلا یشکرون
ان اللہ من فوقہم وعن الشعبی
قال اللہ انزل الرحمۃ من
فوقہم وقال قتادۃ
اتانی الشیطان یا ابن

اگرچہ ہاتھون سے کچھہ خطا نہین کی ہوتی الا اسجہت سے کہ تصرف مین ہاتھہ ہی
اصل ہین جو کچھہ عمل اور اعضا سے کیا جاتا ہی اوسکو بھی اونہین کیطرف منسوب
کرتے ہین اور اور لوگ کہتے ہین اور زمخشری بھی اونہین مین ہی کہ ان طرفونکا
ذکر تاکید مین مبالغہ کیلئے ہی اور غرض یہہ ہی کہ سب طرفونسے آونگا اور یہہ مثال
شیطانکے وسوسہ اور حتی الامکان آدمیونکو فریب دینیکی ہی۔ شقیق ہم کہتے
ہین کہ ہر صبح کو شیطان میرے لئے چار گہا تو نمین بیٹھتا ہی اول سامنے سے کہتا ہی
کہ تو خوف مت کر اسلئے کہ اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہی پس مین یہہ
پڑہتا ہون وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی دوم میرے
اور میری بخشش ہی اوسپر جو توبہ کرے اور یقین لاوے اور نیکی بھلا کام پہر راہ پر رہے ۱۲
پیچھے سے مجکو ڈراتا ہی کہ تیری پس اندیشی تلف ہو جاوینگی تو مین یہہ آیت پڑہتا ہون
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا سوم میرے دائین سے میری تعریف
اور کوئی نہین پاوے چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہی اوسکی روزی ہی ۱۲
کرتا ہی تو مین پڑہتا ہون وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ چہارم بائین سے شہوات کی رغبت
اور آخر بھلا ہی ڈر والونکو ہی ۱۲
دلاتا ہی تو مین یہہ پڑہتا ہون وَحِیْلَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ اور جس دلیل سے
اور اٹکاؤ پڑ گیا انمین اور جو انکا جی چاہے اونمین ۱۲
کہ سلف کے اقوال کی صحت معلوم ہوتی ہی وہ یہہ آیت ہی وَقَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ
اور لگا دی ہمنے انپر
فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ بائین ایدیہم
تعینا تی پہرا دینوالے نے بہلا دکہایا انکو جو آونکو آگے اور جو انکے پیچھے ۱۲
سے امر دنیا سے غرض ہی وما خلفہم سے امر آخرت سے اور معنی یہہ ہین کہ دنیا کو

انکی نظر و نمین اچھا کر دیا یہانتک کہ اسکو اختیار کر لیا اور اونکو اسبات
کیطرف بلایا کہ آخرت کو نمانین اور اُس سے روگردانی کرین اور ابن زید فرماتے
ہین کہ مراد یہہ ہے کہ انکی نظر و نمین جو اعمال بد کہ گذر گئے اور جو وہ آگے کو کرینگے
اچھے کر دی اور معنی یہہ ہوئے کہ جو کچھہ وہ کر چکے ہین اُسکو بھلا دکھایا تو اُس سے
تائب نہوئے اور جن اعمال کا عزم رکھتے ہین اونکو بھلا دکھایا تو نیت اُسکے
کرنیکی کی غرضکہ دشمن خدا کا یہہ قول کہ مین آنکی سامنے اور پیچھے سے آؤنگا دنیا اور آخرت
دونو کو شامل ہے اور اُسکا جو یہہ قول ہے لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا
مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے ابلیس کو اُسکے دونو حصے دیدیے اور اونکو بھکا دیگا
وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ
اور انکو توسیں ڈالیگا اور انکو مسلسل دیگا کہ مویشیون کے کان اور انکو بھکا دیگا کہ دلیر کو مروت جائی اللہ تعالیٰ
اسمین مفروضا کے معنی ضحاک نے معین کے کہے ہین اور زجاج نے کہا ہے
کہ اسکے یہہ معنی ہین کہ ایک حصہ اپنے نفس پر مقرر کر لونگا فرا کا قول یہہ ہے کہ اسکی
مراد یہہ ہے کہ جسقدر آدمیونپر شیطانکا گذر کر دیا گیا ہے وہی مثل مفروض کی ہے
مین کہتا ہون کہ فرض واقع مین اندازہ کرنا ہے پس مراد یہہ ہوئی کہ جو شخص شیطانکا
تابع ہوگا اور اوسکی اطاعت کریگا تو وہ اُسکی نصیب مفروض اور حصہ مقرری
مین سے ہوگا اسطور پر آدمیونکی دو قسمین ہوئین ایک شیطانکا حصہ دوم خدا تعالیٰ کے
رحمت اور اوسکی گروہ اور لامنینھم کے معنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین

ان الکتاب بالحق ... وهو يتولى الصالحين
ولا عراض عنها وقال ابن ... من خيبة اعمالهم وما مضى
زينا لهم اعمالهم ... ما عملوا فحببوا اليهم وما
يعني ان عليه فحببوا اليه
فقول على والله لا ينظرون
بين اذنيه يعني من خلفهم
الدنيا والاخرة وقول ابليس لاتخذن
اذنيه اي اضيئا مفروضا والاضلنهم
مفروضا معلوما وقال ابن جبير نصيبا
افترضته على نفسه قال الفراء يقول يجعل
على ما افرض على الناس فهو
والمعنى ان ابن آدم نصيبه الفرض
وحظه المقسوم
فالناس على قسمين فمن كان نصيبه
الشيطان واولياءه
وقال ابن عباس لامنينهم

اِس سی غرض توبہ کاٹالنا اور اوسمین تاخیر کرنی ہی اور کلبی نے کہا ہی کہ اِس
سی یہہ مراد ہی کہ اونکو توقع دلاؤنگا کہ نہ بہشت ہی نہ دوزخ نہ کسیطرحکی مشقت
اور زجاج کہتی ہین کہ اِس سی یہہ غرض ہی کہ گمراہ کرنیکے ساتھہ یہہ بات اور
کرونگا کہ اُنکو وہم دلاؤنگا کہ باوجود ان حرکات کی حصہ آخرت ہمکو ملیگا اور العصون
نے کہا ہی کہ ارتکاب خواہش نفس کی اونکو توقع دلاؤنگا جو مقتضی نافرمانی اور
بدعتونکی ہے اور بعض کہتی ہین کہ دنیا مین زیادہ رہنے کی توقع دلاونگا یعنی دنیا
مین توقع زیست کو اُنکی لئی بڑہادونگا تاکہ اوسکو آخرت پر اختیار کرین اور فلیبتکن
اذان الانعام سی مراد سانڈ کے کان کاٹنی سی ہی۔ اکثر ائمہ نے بچہ کا کان
چھیدنا زیور کے لئی مکروہ کہا ہی اور بعض نے لڑکیون کیواسطی اجازت دی ہے
اور انہین مین سی امام احمدؒ ہین اور حدیث ام زرع سے اپنی سند بیان کی ہے
جسمین ہی کہ ہلادئی زیور سی میری دونو کان اور اوسپر فرماتا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عائشہ رض کو کہ مین تیری لئی ایسا ہون جیسی ابوزرع تھا
ام زرع کی لئی (اِس سی معلوم ہوتا ہی کہ آپنے حضرت عائشہؓ کے کانمین زیور
ڈالا تھا) اور جو اوسنے کہا فلیغیرن خلق اللہ حضرت ابن عباسؓ فرماتی ہین
کہ خلق سی مراد دین ہی اور یہی ہی قول ابراہیم اور مجاہد اور حسن اور ضحاک اور

قتادہ اور سدی اور سعید بن المسیب اور سعید بن جبیر رحمہم اللہ کا اور معنی اسکے یہ ہین کہ اللہ تعالی نے اپنے بندونکو سیدھی پیدایش یعنی ملت اسلام پر پیدا کیا ہی چنانچہ خود ارشاد فرمایا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ (وہی تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگو کو بدلنا نہین اللہ کی بناوٹ کو) اور اسی جہت سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو لڑکا ہی وہ اصل اسلام پر پیدا ہوتا ہی پہر اوسکے ماباپ اوسکو یہودی اور نصرانی اور مجوسی کر لیتے ہین جیسے چوپایہ صحیح سالم بچہ دیتا ہی کوئی اوسمین نکٹا بوچا نہین ہوتا یہانتک کہ تم اوسکو نکٹا بوچا کرو پہر حضرت ابوہریرہؓ راوی حدیث نے یہہ آیت پڑہی فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا یہہ حدیث بخاری اور مسلم دونو مین ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو باتونکو ایکجا فرمایا فطرت کے بدلنی کو تو یہودی اور نصرانی کرنیسے اور پیدایش کی بدلنی کو ناک کان کاٹنی سی اور یہہ دونو وہ باتین ہین کہ شیطان نے خبر دی ہی کہ انکو ضرور بدلونگا اور ایسا ہی کیا کہ خدا تعالی کی فطرت کو تو شرک سی بدلدیا اور اوسکی بناوٹ کو کاٹنی اور چیرنے سی غرضکہ ایک تبدیل تو پیدایش روح کی ہی اور دوسری پیدایش صورتونکی پہر اس آیت کے بعد ارشاد فرمایا یعدہم ویمنیہم (اوسکو وعدہ دیتا ہی اور آرزو دلاتا ہی) اسکے یہہ معنی ہین کہ اوسنے وعدہ بہت دنون تک جینے اور دنیا کے ملنی کا کرتا ہی اور کہین کہین جہوٹی آرزونکی توقع دلاتا ہی اور نفس باطل

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ

قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کما تنتج البہیمۃ بہیمۃ جمعاء ہل تحسون فیہا من جدعاء حتی تکونوا انتم تجدعونہا

ثم یقول اقرءوا ان شئتم فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ

ملۃ الاسلام کما قال تعالی

فطرۃ اللہ التی فطر الناس

ومعناہ ان اللہ فطر عبادہ

علی الاسلام وہی الحنیفیۃ

وقتادۃ والسدی وسعید بن المسیب وسعید بن جبیر

اور حسین نکمی آرزون اور جھوٹے وعدونسی ایسا خوش ہوتا ہی جیسے لڑکے
اور عورتین اُن سی خوش ہوا کرتی ہین خلاصہ یہہ کہ باطل قولونکا منشا شیطان کا
وعدہ اور توقع دلانا ہی اور اسلیئے اللہ تعالی فرماتا ہی اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ
شیطان وعدہ دیتا ہی تم کو تنگی کا
وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا یعنی شیطان تمکو محتاج
اور حکم کرتا ہی بے حیائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہی اپنی بخشش کا اور فضل کا ۱۲
ہونے سی ڈراتا ہی اور بخل یا سب برائیونکا حکم کرتا ہی اور حدیث مین ہی کہ آدمی
کے دل پر فرشتہ کی ایک لپٹ ہی اور ایک شیطان کی فرشتہ کی لپٹ تو خیر کا
وعدہ دینا اور وعدہ کا سچا کرنا ہی اور شیطان کی شر کا وعدہ دینا اور
وعدہ جھٹلانا ہی پھر آپنے یہ آیت پڑہی اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ الایہ +

فصل شیطانکا مکر انسان کے لئے ایک یہہ ہے کہ اوسکو اول اُن جگہونمین
لاتا ہی جنمین اوسکو سوجھا دیتا ہی کہ تیرا نفع انہین مین ہی پھر انجام کو ایسے
ٹھکانونمین پونہچا دیتا ہی جہان اوسکی تباہی ہو اور اپنے آپ اوس سی کنارہ
کرتا ہی اور آوسکو پھنسا کر آپ کہڑا ہوا اوسکی رنج سی خوش ہوتا ہی اور اوس
نسی تمسخر کرتا ہی مثلا اوسکو چوری اور زنا اور قتل کا حکم کرتا ہی اور یہہ چیزین
اوسکو تبلا کر پھر رسوا کرتا ہی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی وَاِذْ زَیَّنَ لَہُمُ الشَّیْطَانُ
اور جسوقت سنوار دیے لگا شیطان
اَعْمَالَہُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ
انکی نظر مین انکی کام اور بولا کوئی غالب انہونگا تمپر آج کے دن لوگون سے اور میں رفیق ہون تمہارا پھر جب سامنے ہوئین دو فوجین

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا
وَیَاْمُرُکُمْ بِالْبُخْلِ وَالْبُخْلُ اَیِ الْبُخْلُ بِالْفَضْلِ وَکُلُّ فَاحِشَۃٍ
وَفِی الْحَدِیْثِ اِنَّ لِلْمَلَکِ بِقَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ لَمَّۃً وَ
لِلشَّیْطَانِ لَمَّۃً فَلَمَّۃُ الْمَلَکِ اِیْعَادٌ بِالْخَیْرِ وَتَصْدِیْقٌ
بِالْوَعْدِ وَلَمَّۃُ الشَّیْطَانِ اِیْعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَکْذِیْبٌ
بِالْوَعْدِ وَاَمَّا الْوَعْدُ فَقَوْلُہُ اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ الایہ
فصل وَمِنْ مَکَایِدِ الشَّیْطَانِ اَنَّہٗ یَاْتِی الْاِنْسَانَ اَنَّہٗ یَوَدُّ
اَلْاَوَارِدَ اِلَی الْجَنَّۃِ اَیْ یَتَخَیَّلُ اَنَّہٗ اِنْ فَعَلَ کَذَا سَتَغْفِرُ لَہٗ فَ
یَصُدُّہُ الْمَصَادِرُ اِلَی الْجَنَّۃِ فَیَاْتِیْہِ فَیَاْمُرُہٗ بِعَظِیْمَۃٍ فَیَرْتَکِبُہَا
عَنْہُ فَیَسُدُّہٗ وَیُقَوِّیْ نَفْسَہٗ بِاَنَّہٗ تَابَ مِنْہُ وَیَعْمَلُ عَمَلًا
فَیَاْتِیْہِ بِاَکْبَرَ مِنْہُ وَالزِّنَا وَالْقَتْلُ فَیَقُوْلُ
عَلَیْہِ وَیُفْضِیْہِ فَیَقُوْلُ اَلشَّیْطٰنُ اَیْ لَعَنَہُ اللّٰہُ
وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنْکُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ

نکص علی عقبیہ وقال انی بری منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف اللہ واللہ
اُلٹا پھرا اپنی ایڑیون پر اور کہا مین تمہارے ساتھ نہین ہون مین دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے مین ڈرتا ہون اللہ سے اور اللہ کا
شدید العقاب یعنی مشرک جب جنگ بدر مین چلے تو شیطان سراقہ بن مالک
عذاب سخت ہے
کی صورت مین اونکو معلوم ہوا اور کہا کہ بنی کنانہ اگر تمہارے زن و فرزند سے کچھ
برائی کرینگے تو مین تمکو بچا دونگا جب اوسنے خدا تعالی کا لشکر فرشتونکا لڑائی مین
دیکھا تو مشرکونکے پاس سے بھاگ گیا اور اونکو حوالہ کر دیا اور ایسا ہی اُس تارک الدنیا
کے ساتھ کیا جسنے عورت اور اوسکے بچہ کو مار ڈالا اول تو اُس عابد کو اوس
عورت سے زنا کرنیکو کہا جب وہ حاملہ ہوگئی اور بچہ ہوا تو اوسکے مار ڈالنے کا امر کیا
پھر اوسکے گھر والونکو عابد کا حال بتایا اور اُنکو سارا معاملہ دانستگاف کر دیا پھر
عابد سے کہا کہ مجھے سجدہ کر تو بچ جاویگا جب عابد نے سجدہ کیا تو اوسکو چھوڑ کر بھاگ
گیا اور اسی حال کے بیان مین خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ہے کمثل الشیطان
جیسی کہاوت شیطان
اذ قال للانسان اکفر الایہ اور یہہ جو شیطان نے کہا کہ انی اخاف اللہ تو بعض
کی جب کہا انسان کو تو سکر ہو پھر جب وہ منکر ہوا
اسکے معنی یہہ کہتے ہین کہ شیطان کو خوف ہوا کہ کہین دنیا مین گرفتار نہو جاؤن اور
بعضے کہتے ہین کہ اِس بات سے ڈرا کہ جبرئیل علیہ السلام مجکو پکڑ کر لوگون سے میرا حال کہدین
اور بعضون نے کہا ہے کہ شیطانکو گمان ہوا کہ جسوقت تک کی مہلت ملی ہے وہ آپہونچا
اسلئے عذاب مین پڑنے سے اور جان پر بننے سے ڈرا **فصل** اور ایک مکر شیطانی کا

فقال انی بری منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف اللہ واللہ شدید العقاب

وقوله ان الشیطان اذ قال للانسان اکفر الایة

فصل

یہہ ہی کہ مومنونکو اپنے دوستدارونسے ڈراتا ہی اسلیئے وہ اوسکے رفیقونسے
نہ لڑتے ہین نہ اونکو نیک کام کا حکم کرتے ہین نہ بُری بات سے روکتے ہین اللہ تعالی فرماتا
ہی اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطَانُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَہٗ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ
یہہ جو ہی سو شیطان ہی کہ ڈراتا ہی اپنے دوستون سے سو تم اون سے مت ڈرو اور مجھہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو ۱۲
یعنی تمکو اپنے رفیقونسے ڈراتا ہی اور قتادہؓ فرماتے ہین کہ اِس سے یہہ غرض ہی کہ اپنے
دوستدارونکی بڑائی تمہارے دلونمین ڈالدیتا ہی پس تم اُن سے مت ڈرو اور مجھہ سے ڈرو
اگر ایماندار ہو اِس سے معلوم ہوا کہ جسقدر بندہ کا ایمان قوی ہوتا ہی اوسیقدر اوسکے
دل سے خوف شیطان کے یارونکا جاتا رہتا ہی اور جتنا ایمان ضعیف ہوتا ہی اوسیقدر
آدمی کو اُنکا خوف گاڑھا ہوا کرتا ہی اور ایک مکر شیطانکا یہہ ہی کہ آدمی پر جادو کردیتا
ہی یہانتک کہ جو چیز آدمی کو بہت بڑا ضرر کرے اوسکو اوسکی نظرونمین اچھا کردیتا ہی اوسکو
یہہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ یہہ چیز مجکو سب سے زیادہ مفید اشیاء
مین سے ہے اور جو چیز سب سے زیادہ فائدہ کرتی ہے اُس سے آدمی
کی طبیعت کو اُچاٹ کردیتا ہی حتی کہ اوسکو یہہ خیال بند ہوتا ہی کہ یہہ چیز مجکو مضر ہی
اِس جادو سے اُسنے بہت سے آدمیونکو لے ڈالا اور بہتونکو ایمان اور احسان
اسی سحر سے روکدیا اور اکثر امر باطل کو چکنا کر اچھی شکل مین ظاہر کیا اور حق
کی مذمت کر کے اوسکو بُری شکل مین نکالا۔ پس یہہ وہی شیطان ہی کہ عقلون پر

جادو کردیا ہی اور عقل والونکو مختلف بدعتون اور شاخ در شاخ تجویز و ہمین ڈالدیا
اور اُنسے مہلک راستی مثل میٹیون کے زندہ درگور کرنے اور ماؤن سے نکاح کرنیکی
طرح کرائی اور باوجود کفر اور بدکاری اور نافرمانی کے اونسے وعدہ کردیا کہ تمکو بہشت
ملیگی اور شرک کو تعظیم کیصورت مین اُنپر ظاہر کیا اور خدا تعالی کے بیکار جاننے کو پاک
جاننے کے قالب مین اُنکو سمجھا دیا اور اچھی بات کی حکم کرنے اور بُری بات سے روکنے
کو اس پیرایہ مین کیا کہ یہ خوش خلقی اور لوگونسے میل کی بات ہی اور اس آیت پر
عمل ہی کہ علیکم انفسکم اور جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے اوس سے
روگردانی کو اپنے آپ سے زیادہ جاننے والیکے تقلید کی شکل مین اونکو بتایا۔ غرضکہ
یہہ ہی ابلیس ہے جسنے آدم و حوا علیہما السلام ہمارے ماباپ کو جنت مین سے نکالا یہی
قابیل کا ساتھی تھا جب اوسنے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا اور حضرت نوح علیہ السلام
کی قوم جب ڈبائی گئی اور قوم عاد جب نہایت تیز آندہی سے تباہ ہوئی اور حضرت صالح
علیہ السلام کی قوم جب چیخ سے ہلاک کی گئی اور حضرت لوط کی امت جب زمین مین دھسائی
گئی اور پتھر برسے پڑے اور فرعون اور اوسکی قوم جب خوب پکڑ پکڑی گئی سب کا
ساتھی یہی ملعون تھا اور جنگ بدر مین مشرکین قریش کا یار تھا اور ہر ہلاک ہونیوالے
اور مبتلا شخص کا ساتھی ہی **فصل** اول مکر اور فریب اس دغاباز کا یہہ ہوا کہ اپنے

باپ کو فریب یا جھوٹی قسمون سی کہ مین تمہاری خیر خواہی کرتا ہون چنانچہ
اللہ تعالے فرماتا ہی فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُۥرِيَ عَنْهُمَا مِن
پھر بہکایا شیطان نے تاکہ کھولے انپر جو چھپایا تھا اونسے
سَوْءَاتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ
عیب اور وہ بولا تمکو جو منع کیا ہی رب تمہارے نے اِس درخت سی مگر یہہ کہ کہین ہو جاؤ فرشتے یا ہو ہمیشہ
وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ اور فریب دینی کی وجہ یہ ہوئی کہ
جینے والی اور اونکی پاس قسم کہائی کہ مین تمہارا دوست ہون پھر ڈلا اونکو فریب سی ۱۲
شیطان نے معلوم کرلیا کہ یہ دونو جنت مین ہمیشہ رہنا چاہتی ہین اور اوسکی
مکر کا دروازہ یہی ہی جسمین وہ گھستا ہی یعنی انسان کی خون کی جگہہ مین پھر کر اوسکی
نفس سی ملجاتا ہی اور جس چیز کی رغبت اور محبت نفس مین پاتا ہی اوسکو معلوم
کرلیتا ہی پس اوسی راہ سی اوسپر داخل ہوتا ہی اور انسانونمین سی جو اوسکی بھائی اور
یار ہین اونکو بھی سکھا دیتا ہی کہ اگر تم اپنا مطلب فاسد کسی سی نکالنا چاہو تو اسی راہ
سی اوسکی پاس آؤ اور جو چیز اوسکو محبوب اور مرغوب ہو اوسکو اوسکی نظرونمین
اچھا کرو اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ آیت مذکورہ بالا مین ملکین لام کی کسرہ
سی پڑہا کرے تھی اور فرمایا کرتے کہ آدم وحوا علیہما السلام نے یہہ طمع تو نہین کی
تھی کہ فرشتونمین سی ہو جاوین مگر بادشاہ ہونیکی تاک مین تھے اِسی جہت سی شیطان
اونکی پاس ملک کیطرح سی آیا اور اِس قول کی تائید اِس آیت سی ہوتی ہی
هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ اوس درخت کو اُن دونو کے
بہلا بتاؤن تجکو درخت سدا جینے کا اور بادشاہی جو پرانی نہو ۱۲

ہمیشہ رہنی کا درخت کہا اور جو لوگ شیطان کے پیرو ہین اونہون نے اوس سے یہہ سیکہا ہی کہ حرام چیزون کے نام ایسے رکہے ہین جنکے معانی نفسونکو اچہے معلوم ہون مثلاً شراب کا نام رکہا ام الافراح یعنی خوشبونکی جڑ اور اوسکے بہائی کا نام ہین کا نوالہ اور سود کا نام معاملہ اور محصولونکا نام حقوق شاہی اور سب سے بڑی اندہیر کا نام دستور عدالت اور صفات پروردگار سے منکر ہونیکا نام تنزیہ اور فسق کی مجلسونکا نام پاکیزہ مجلسین (جیسی فارسی مین مجلس نشاط کہتے ہین) اور جب شیطان نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے سامنے قسم کہائی تو خواہش اور شبہ دونون جمع ہوی اسلیئے دونو کو خواب غفلت نے لیلیا اور اسپر طرہ یہہ ہوا کہ اُس ملعون نے اپنے قول کو طرح طرح تاکیدون سے مضبوط کیا کہ قسم کہائی اور حرف اِنَّ سے اوسکی تاکید کی اور معمول یعنی لکما کو مقدم کیا جو مفید تخصیص ہی اور صیغہ اسم فاعل سے بولا جو مفید ثبوت ہی اور اوسپر لام تاکید زیادہ کیا اور لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ کہنے سے یہہ بھی نکلتا ہی کہ اس جیسی بات کی ناصح بہت سے ہوتے ہین اور یہی حال اوسکے یارون اور اوسکی جماعت کا ہوتا ہے جسوقت وہ ایماندارونکو فریب دیتے ہین جیسا کہ منافقون نے کہا تھا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ کہ اپنے قول کی تاکید شہادت اور اِنَّ اور لام سے کی تہی ہم گواہی دیتے ہین کہ تو بے شک رسول ہے اللہ کا

وَاَمَرَهُمَا بِالْمُعَاقَلَةِ وَالْمُكَاسَ
بِالْخُرُوْجِ اِلَى الْمَعَاصِيْ وَسَمَّاهَا
فَعَصَيَا رَبَّهُمَا وَسَمَّوْا
الْمَعَاصِيَ بِاَحْسَنِ اَسْمَائِهَا
فَقَالَ لَهُمَا بَانُوْا عَنْ
الْمَعَاصِيْ وَتَقَارَبَ الْفَاعِلُ
الْمُخْتَصُّ وَالْاِسْمُ وَفِيْ
الْمُشْعِرَانِ بِالثُّبُوْتِ وَالدَّوَامِ
وَاَكَّدَ بِاِنَّ وَلَامِ التَّاْكِيْدِ
وَقَدَّمَ الْمَعْمُوْلَ عَلَى الْفِعْلِ
وَاَتَى بِصِيْغَةِ اسْمِ الْفَاعِلِ
وَزَادَ اللَّامَ وَفِيْ لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ
اِيْمَاءٌ اِلَى اَنَّ مِثْلَ هٰذَا
الْكَلَامِ يَصْدُرُ عَنْ كَثِيْرٍ
مِنَ النّٰصِحِيْنَ وَهٰكَذَا
اَوْلِيَاؤُهُ وَجُنْدُهُ
يُغَرِّرُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
حَتّٰى قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ
نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ
فَاَكَّدُوْا شَهَادَتَهُمْ بِاِنَّ
وَاللَّامِ

۱۲ کا شیطان

اسیطرح اس آیت مین تاکید ہی وَیُحْلِفُونَ بِاللّٰہِ اِنَّھُمْ لَمِنْکُمْ اور یہہ جو آیت
مین مذکور ہوا فدلاہما ابو عبیدہؓ اسکے معنی فرماتے ہین کہ رسوا کیا آدم و حوا
کو اور چھوڑ دیا اونکو اور یہہ لفظ مشتق ہی تدلیہ الدلو سی جسکے معنی کنوئین مین
ڈول ڈالنے کے ہین اور اوسکی اصل یہہ ہی کہ پیاسا آدمی کنوئین مین ڈول
ڈالتا ہی تاکہ اوس سی سیراب ہوا اور بعضون نے کہا ہی کہ اسکی معنی یہہ ہین کہ
جرأت دلائی اُن دونو کو اور یہہ لفظ مشتق دالّہ سی ہی جسکے معنی جرأت کے
ہین اصل مین دَلّلہما تہا ایک لام الف سی بدلگیا مطرف بن عبداللہ فرماتے
ہین کہ شیطان نے حضرت آدم و حوا سی یہہ تقریر کی کہ مین تم دونو سی پیشتر پیدا
ہوا ہون اور تم دونو سی زیادہ جانتا ہون تو تم میری پیروی کرو مین تمکو
ٹھیک راہ بتاؤنگا اور اسپر اُنکے سامنے قسم خدا کی کہائی ایماندار کو یہہ ملعون
خدا تعالی ہی کا نام لیکر فریب دیتا ہی چنانچہ ایک حدیث صحیح مین وی ہی کہ حضرت
عیسی علیہ السلام نے کسی شخص کو چوری کرتے دیکہا پس آپنے اُس سی فرمایا کہ
تو نے چوری کی اُسنے کہا کہ نہین مجکو قسم ہی اُس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود
نہین حضرت عیسیؑ نے فرمایا کہ مین اللہ پر یقین لایا اور اپنی آنکہہ کو جھٹلایا
بعضون نے اس حدیث کے یہہ معنی کہے ہین کہ جب اُس شخص نے آپکے سامنے قسم

قسم کھائی تو آپنے جائز رکھا کہ اوسنے اپنا ہی مال لیا ہوگا مینے اُسکو چوری
سمجھا اور یہہ ایک تکلف ہی بلکہ اصل یہی ہی کہ اللہ تعالی کا رتبہ حضرت عیسی ع
کے دلمین اسبات سی زائد تہا کہ کوئی اوسکی جہوٹی قسم کہاوی تو جب اوسنی قسم
مین مبالغہ کیا تو آپنے تہت کو اپنی آنکہہ کیطرف ہٹہادیا **فصل** اور شیطان کا
مکر عجیب یہہ ہے کہ نفس کیطرف دیکہتا ہی اگر اوسکی قوتمین پیشقدمی اور بلندہمتی
غالب دیکہتا ہی تو جس چیز کا حکم الہی ہوتا ہی اوسکو اوسکی ہمت کی سامنی تہوڑا
اور حقیر کردیتا ہی اور آدمی کو یہہ وہم دلاتا ہی کہ اسقدر کافی نہین اسکی ساتہہ
کچہہ مبالغہ اور زیادتی بہی ضرور ہی اور اگر نفس پر سرکشی غالب دیکہتا ہی تو ہمت
کو مقدار مامور سی کاہل اور سست کردیتا ہی یہانتک کہ آدمی اوسکو چہوڑ بیٹہتا ہی
یا اوسمین کوتاہی کرتا ہی بعض اکابر سلف فرماتے ہین کہ جس بات کا خداوند پاک
نے حکم فرمایا ہی اوسمین شیطان کے دو وسوسے ضرور ہی ہوتے ہین یا تو کمی اور
کوتاہی کیطرف یا زیادتی اور مبالغہ کیطرف اور ان دونو مین سی جس سے
جیت جاوی کچہہ مضائقہ نہین کرتا اکثر لوگ اسی کمی اور بیشی کے جنگلو مین
کہپ گئے ایسے کم ہین جو اُس راستہ پر جمے رہے ہون جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تہے دیکہو بعضون کو گہٹایا تو طہارت کے واجب بہی اچہی طرح ادا نہین

الغالب علی النفس الاجتہاد فی الشبط فیہا
واضعافہا فالہا عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ
قال بعض السلف اما ان تفرط ونفصر
والشیطان فیہ زینا اما ان تفرط وتغلو
اکثر الناس فی والدی الحجامۃ
التقصیر وواحدی الحجامۃ
فقال ثبت علی الصراط الذی
ان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وآلہ وسلم تقصیر یقوم
عن واجبات الطہارۃ

کیف العیب ان یکون قد اخذ
الہ فظنہ المسروقہ
من تکلف وانما کان اللہ
سبحانہ وتعالی یعلم
ان تحلف بہ کاذبا
فصل ومن
لکن العیب ان ینظر الی النقیض
فان رای الغالب علی قواہا
الاقدام وعلو الہمۃ قال عند ذلک
وحض واوہم انہا لا تکفیہا
نقص ہمتہ المبالغۃ وزیادۃ

کرتے اور بعضونکو بڑہایا تو وسواس مین لے ڈالا کچھہ لوگونکو ایسا کم
کر دیا کہ زکوۃ اور صدقہ واجب اپنے مال سے نہین نکالتے اور کچھہ کو ایسا بڑہایا
کہ جو کچھہ اُنکے پاس تھا دے دلا کر لوگونکے ذمہہ بھاری ہو بیٹھے کسی قوم کو منبیون
کے باب مین اتنا ناقص کیا کہ اُنہون نے پیغمبرونکو قتل کر ڈالا اور کسیکو اتنا
مبالغہ دیا کہ اُنکی پرستش کرنے لگے بعضونکو لوگونسے ملنے مین اتنا کم کیا کہ وہ
جمعہ اور جماعت اور علم کی مجلسون سے بھی کنارہ کش ہوئے اور بعضونکو یہہ زیادتی
اسباب مین دی کہ ظالمون اور گناہگارون تک میل پیدا کیا ایک قوم کو
یہہ دبایا کہ وہ چڑیا اور بکری جنکو خدا تعالی نے کہانیکے لئے حلال کیا ہے ذبح
کرنی روا نہین رکہتے اور دوسری قوم کو اتنا اُبہارا کہ وہ ناحق خون کرتے
ہین ایک لوگونکو یہہ گہٹایا کہ وہ آدمی کی غذا چہوڑ ساگ پات پر کفایت
کرتے ہین اور دوسرونکو یہہ بڑہایا کہ حرام خالص سے پیٹ بہرتے ہین کسی
قوم کو سنت نکاح کرنیسے گہٹا دیا اور کسیکو ارتکاب حرام پر بڑہا دیا کچھہ
لوگونکو اتنا گہٹایا کہ اُنہون نے مشائخ پرستم کیا اور اُنکی حقارت کی اور کچھہ کو
اتنا بڑہایا کہ اُنہون نے خدا تعالی کے ساتھہ مشائخ کی عبادت کی بعض کو اتنا
کم کیا کہ اُنہون نے کسی عالم کا قول نمانا اور بعض کو اتنا زیادہ کیا کہ کچھہ

عالمون نے حلال کیا اوسکو اونہون نے بھی حلال کیا اور جسکو عالمون نے
حرام کیا اوسکو اُنہون نے حرام کیا ایک قوم کو اِتنا ناقص کیا کہ اہل بیت نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کی اور اونکے حقوق بجانہ لائی اور اُنکا مارڈالنا
جائز سمجھا اور ایک کو اتنا مبالغہ دیا کہ اہل بیت مین نبوت کی خواص کے مدعی
ہوئی اور بعض اوقات اُنکی خدا ہونے کا دعوی کر بیٹھی یہود کو حضرت عیسی علیہ السلام
کے باب مین اتنا گھٹایا کہ اونہون نے آپکو جھٹلایا اور آپکی مان کو وہ عیب لگایا
جس سے خدا تعالی نے اُنکو بری فرمایا اور نصاری کو آپکے باب مین اتنا بڑہایا کہ
وہ آپکو خدا کا بیٹا کہکر پرستش کرنے لگی ایک قوم کو یہانتک گھٹایا کہ وہ سبب
اور قوتون اور طبیعتون اور مزاجون کے منکر ہوئی اور دوسرونکو ایسا بڑہایا
کہ انہون نے ان چیزونکو امر لازم ٹھہرایا جسکی تغیر اور تبدیل ممکن نہین۔ اور
بعضون نے کبھی ان اشیا کو تاثیر مین مستقل مانا اور ایک قوم کو اتنا گھٹایا کہ
لوگون کے سامنے اپنے اعمال نیک ظاہر کئے اور دوسرونکو اتنا بڑہایا کہ انہون نے
اپنی بُری باتین اور جو اعمال کہ عزت کو زائل کرین ظاہر کئے اور اپنا نام فرقہ
ملامتیہ رکھا غرضکہ شیطان کے مکر کا یہ دروازہ نہایت چوڑا ہے ٭

فصل اور ایک مکر شیطانی یہہ ہے کہ کچھہ لوگونکی رائین اور مختلف خیالات

بتا دی ہین یہانتک کہ اونکے دلمین یہہ ڈالدیا ہی کہ خدا تعالی کا کلام پاک ظاہر
ہی یقین کا مفید نہین بلکہ یقینی باتین وہ ہین جو امور عقلی اور حکمت کی طریق
باکلام والونکے ڈہنگ ہین اس نظر سی شیطان نے اونکی راہ ماری کہ فانوس
قران سی نور ہدایت و یقین اونکو حاصل نہونے دیا اور یونان کے منطق کیطرف
اُنکو پہیر دیا یہانتک کہ قران مجید کو پس پشت ڈالکر اونہین خیالات کیطرف
جھکے جو ذہنونکی میل اور فکرونکی نجاست اور تاریک و حیران دلونکی پہینکے ہوئے
جہاگ ہین تو اب دیکہنا چاہیئے کہ شیطان نے اپنے مکر و فریب مین کسطرحکی نرمی برتی
ہی کہ ان لوگونکو ایمان اور دین سی ایسا باہر کر دیا جیسا آٹے مین سی بال
نکالدیتے ہین **فصل** اور ایک مکر اوسکا وہ ہی جو جاہل صوفیونکو ظاہر شریعت کے
خلاف و بیہودہ باتین دلمین ڈالدیتا ہی اور ان باتونکو کشف خیالات کے پیرایہ مین
اُنپر ظاہر کرتا ہی اور اُنکی جبین ڈالدیا ہی کہ علم کے سوا ایک اور راہ ہی اگر
اوسپر چلوگے تو آنکہہ سی دیکہہ لینی کے مرتبہ پر پونہچ جاؤگے اور حدیث
و قران کی کچہہ حاجت نہ پڑیگی اس بنا پر اُنکی نظرونمین اِسباتکو اچہا کر دیا کہ
نفسونکی ریاضت اور اخلاق کی درستی کرین اور جس عالمین کہ دنیا والے
رئیس اور عالم ہین اوسی علیحدہ رہین اور دلکو ہر ایک چیز سی خالی کرین تاکہ

حتی الوقف المبہم ان
حکم اللہ تعالی ظاہر
الیقین المبین وان
الفواطع انما فی
العقلیۃ والمنطقیۃ
او المطرق الکلامیۃ فقال
بینہم وبین اقتباس
القران واحکامہ علی منطق الیونان
حتی بنی امر الکتاب اللہ فاظہر
ان تلک الافکار والنزلات
وہی بکیتہ وکلہ حتی
والین کاخر الشوک من
الشجر واطفاء
وہی بکیتہ والقاء
واذا جاء
الفضل
الغفلۃ
بضعفۃ الاخلاق
علیہ اہل الدنیا من
وانبائہ
من کل شیء

اوسمین حق خود بخود بیواسطہ منتقش ہوجاوے۔ پس جب دل اوس علم کے نقش سے خالی ہوتا ہی جسکو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہین تو شیطان اوسمین جسطرحکی استعداد دیکھتا ہی ویسا ہی نقش باطل یا تو نکار دیتا ہی یہانتک کہ اوسکے نزدیک اس نقش کو ایسا کردیتا ہی کہ گویا آنکھہ سے سوجھتا ہی پھر جب علما وارث پیمبر اون لوگون پر اوس امر باطل کا انکار کرتے ہین تو وہ جواب دیتے ہین کہ تمکو علم ظاہر ہی اور ہمکو کشف باطن ظاہر شریعت تمہاری پاس ہی اور باطن حقیقت ہماری پاس اور چونکہ شیطان اونکے دلونکو خوب قابو مین کرلیتا ہی تو اونکو کتاب اللہ اور حدیث سے کھینچکر انہین خیالات پر لاڈالتا ہی اور یہہ وہم دلاتا ہی کہ یہہ باتین کھلی ہوئی آیتین ہین اور اللہ تعالی کیطرف سے الہام اور بتائی ہوئی ہین اسلیئے وہ کتاب و سنت پر انکو پیش نہین کرتے اور بجز انکے مان لینے کے اور کوئی بات کرین اور جسقدر کہ وہ لوگ قرآن و حدیث سے روگردانی اور دوری مین بڑھ جاتے ہین اوسیقدر شیطانکو اونکے دلونپر زیادہ جیت ہوتی ہی **فصل** اور ایک نکتہ اوسکا یہہ ہی کہ آدمی کو ایسے شخصونسے خوش خلقی اور خندہ روئی اور اچھی طرح بولنے کو کہتا ہی جنکی بدی سے رہائی بجز منہ بگاڑنے اور ترش روئی اور انسے روگردانی کے نہو پھر اسکے بعد آدمی کو انکی بدی اور فتنہ سے بچنا مشکل ہوجاتا ہی اور

اسیوجہ سی دلکے طبیبون نے بدعت والون سی روگردانی اور اُنکو سلام نکرنیکی
نصیحت فرمائی ہی اور اسیطرح جنکی ملاقات سی مبتلا ہونیکا خوف ہو مثلا عورتون
اور امردونسی بھی کنارہ کرنیکو فرمایا ہی اور کہا ہی کہ جب تم عورتون خواہ لڑکون
کے سامنی اپنی دانتونکی سفیدی ظاہر کروگے تب تمکو حقیقت اس منع کی معلوم
ہوگی اور مقصود اوس دشمن خدا کا اسطرف بلانیسی یہہ ہی کہ وہ اُن دونومین سعی
کرسکی اور اپنا مطلب نکالے اور صالحونکی معاملہ مین وہ اسکی برخلاف کیا کرتا ہے
یعنی بندہ کو نیکبختونکی اچھی دعاؤن اور اونکی دلونکی توجہ سی محروم رکھتا ہی
پس اوسکی لئی دروازہ شر کا کھولتا ہی اور خیر کا بند کردیتا ہی **فصل** اور ایک
اوسکا مکر یہہ ہی کہ آدمی کو اپنی نفس کی عزت اور حفاظت کا حکم دیتا ہی
جہان پروردگار کی خوشی نفس کی ذلت اور مستعمل کرنیمین ہو مثلا کافرون
اور منافقون سی لڑنے مین اور بدکارون اور ظالمونکو اچھی بات بتلانے
اور بُری بات سی روکنی مین یون خیال دلاتا ہی کہ ان باتون سی تو اپنی نفس کو ذلت
کی جگہونمین ڈالتا ہی اور دشمنونکو اپنی اوپر غالب کرتا ہی اور اُنکی طعنے اپنی اوپر لیتا
ہی اسکا انجام یہہ ہوگا کہ تیری عزت جاتی رہیگی بعد اسکی نہ کوئی تیری بات مانیگا
نہ تیرا قول سنیگا۔ اور جسجگہہ نفس کی بہتری عزت و حفاظت مین ہوتی ہی وہان

اوسکے ذلیل و خوار کہنی کو کہتا ہی مثلاً آدمی کو کہتا ہی کہ رئیسون کے سامنی
ذلیل بنا رہ اور اُنکی لئی اپنی نفس کی اہانت کر اور دلمین یہہ ڈالدیتا ہی کہ
تو اس امر کے اختیار کرنیسے اُنکی باعث اپنی نفس کی عزت کرتا ہی اور کسی شاعر
کا قول یاد دلاتا ہی ؎ کردن ہون خوار اپنا نفس لوگونمین تاکہ پاوی وہ
اُنسی عزت ۔ نہ نفس ہرگز بزرگ ہووی کریی نہ اوسکی توقیر اہانت ۔ اور اس
شاعر نے غلطی کی ہی اسلئی کہ یہہ امر بجز خدا تعالی کے اور کسیکو زیبا نہین
اوسیکی ذات پاک ایسی ہی کہ بندہ جسقدر اپنی نفس کو اُسکی سامنی ذلیل کرے
اوسیقدر وہ اُسکا اکرام و عزت فرماوی بخلاف مخلوق کی کہ اوسکی سامنی جتنا
نفس کو ذلیل کروگی اوتنا ہی خالق کے نزدیک اور اُسکی دوستونکی نزدیک ذلیل و خوار ہوگے

فصل اور ایک مکر اوسکا یہہ ہی کہ آدمی سی کہتا ہی کہ کسی مسجد یا مسافر خانہ
یا گوشہ یا مزار مین بیٹھیرہ اور اوسکو اوسی جگہہ قید کردیتا ہی اور کہتا ہی کہ اگر
تو یہان سی نکلیگا تو لوگونکی سامنی بیقدر ہو جاویگا اور اُنکی نظرون سی گر جاویگا
اور غالبًا راستہ مین کوئی بات خلاف شرع دیکھیگا اور اسطرح کہنی مین
اوسکی بہت سی غرضین پوشیدہ ہین منجملہ اونکے اپنی آپکو بڑا جاننا اور
لوگونکو حقیر سمجھنا اور ریا کا جنا بشرطیکہ اوسکے عندیہ مین لوگون سی ملنسی ریا ست

ملتی ہوا ور وہ یہہ چاہتا ہو کہ مجھسی لوگ ملین مین نہ ملون اور میری پاس نہ آوین
مین اونکے پاس نجاؤن اور امرا میرے پاس آکر دست بوسی کرین اس خیال
سی واجبات کو اور اللہ تعالی کی تقرب کی چیزونکو چہوڑکر اونکی عوض وہ امور
کری جس سی لوگ اوسکی پاس آوین حالانکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
بازار مین تشریف لیجاتے تھی بلکہ بعض حدیث کی یاد کرنیوالے فرماتے ہین کہ آپ
اپنی حاجت کی چیز خرید فرماتے اور اوسکو اپنی آپ ہی لے آتے چنانچہ اس امر
کو ابو الفرج جوزی وغیرہ نے ذکر کیا ہی اور حضرت ابو بکرہ بازار مین کپڑی لیکر
جاتے اور بیچتے اور خریدتے اور حضرت عبد اللہ بن سلام اپنی سر پر لکڑیونکا بوجہ
اٹھائی ہوئی نکلی لوگون نے پوچھا کہ آپ ایسا کیون کرتے ہین آپکو تو اللہ تعالے
نے اس امر سی بے پروا کیا ہی آپ نے فرمایا کہ مینے یہہ چاہا کہ اس کام سی کبر
کو دفع کرون اسلئی کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی سنا ہی کہ یون
فرماتے تھی کہ جس بندہ کے دلمین ایک ذرہ بہر کبر ہوگا وہ جنت مین نجاویگا
اور حضرت ابو ہریرہ اپنی کامونکی متکفل خود ہوا کرتے حالانکہ مدینہ منورہ کے
حاکم تھی اور فرمایا کرتے کہ اپنی ماکم کو جگہہ دو اپنی امیر کو راہ دو اور حضرت عمر
بن خطاب اپنی عہد خلافت مین کسی کام کو پیادہ پا باہر تشریف لیگئی اور تہک گئی

وہو یخصف نعلہ
حاجتہ لہا ما شیا فاعی

وخرج عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یوما
لامر فاعیا فجلس

وہو بالمدینۃ ویقود افراسکم

کان ابو ہریرۃ وغیرہ یحمل بنفسہ

کان یحمل بنفسہ

کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یخرج الی السوق یحمل بنفسہ

وغیرہ وکان ابو بکرۃ یخرج الی السوق یحمل بضاعتہ و
یبیع ویشتری ثم یرجع الی بیتہ وعبد اللہ بن سلام وعلی یحمل الحطب

فقیل لہ یا ابا عبد اللہ ما یحملک علی ھذا وقد
اغناک اللہ تعالی فقال اردت بذلک ان ادفع بہ
الکبر فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یقول لا یدخل الجنۃ
عبد فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر
کان ابو ھریرۃ وغیرہ یحمل من حوائجہ بنفسہ

پس ایک لڑکے کو ایک گدہی پر سوار دیکھا اُس سے فرمایا کہ لڑکے مجھی سوار لے
کہ مین تھک گیا ہون وہ لڑکا سواری سے اُتر پڑا اور عرض کیا کہ آپ سوار ہو لین
آپ نے فرمایا کہ نہین تو سوار ہو مین تیرے پیچھے بیٹھونگا چنانچہ اوسکے پیچھے بیٹھکر
مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور لوگ آپکو دیکھتے تھے۔ اور ایک مکر اُسکا یہہ ہے
کہ لوگونکو بہکاتا ہی کہ اس شخص کا ہاتھہ چومو اور اوسکی تعریف کرو اور اُس سے
اپنے لئے دعا چاہو تاکہ اوسکو اپنا نفس اچھا معلوم ہونے لگے پھر اگر بالفرض اُس سے
کوئی کہے کہ تم زمین کے اوتاد مین سے ہو اور اُن لوگون مین سے جنکو اللہ کیطرف وسیلہ
کرکے اُنکی طفیل سے خدا تعالی سے سوال کرتے ہین تو وہ شخص اپنا کو سچ سمجھیگا
حالانکہ ساری خرابی اسمین ہی اور اگر اسکے بعد لوگون مین سے کسی کو بھی
اپنی جانب سے کنارہ کرتے دیکھیگا تو رنجیدہ ہوگا اسطرحکا شخص کبیرہ گناہ
پر اصرار کرنیوالون سے بھی زیادہ بُرا ہی اسلئے کہ وہ اُسکی نسبت کر سلامتی کی
طرف قریب ترہین **فصل** اور ایک مکر شیطانی یہہ ہی کہ وہ ارباب عزلت
اور زہد و ریاضت کو اپنی خیال پر بدون حکم شرع کے عمل کرنا اچھا کردیتا ہے
اُن لوگونکا قول ہی کہ دل جب اللہ تعالی کے ساتھہ محفوظ رہتا ہی تو اوسکے
خیالات اور اندیشے خطا سے بچے رہتے ہین اور یہہ نہایت بڑا دھوکا ہے

اسلئے کہ خیالات واندیشونکی تین قسمین ہین ایک رحمانی دوم شیطانی سوم نفسانی مثل خواب کے اور بندہ عبد تین اگرچہ کسی درجہ کو پونہچ جاوی مگر اوسکا نفس اور شیطان مرنے تک اُس سی جدا نہین ہوتا اور شیطان آدمی مین خون کی جگہہ چلتا ہی اوس سی بچنا صرف انبیا علیہم السلام ہی کی ہوا وہ لوگ خدا تعالی اور اوسکی مخلوق مین ذریعہ ہین کہ اُسکی امر اور نہی اور وعدہ اور وعید اُنکو پہنچاوین اور سوا انبیا کے جو لوگ ہین وہ صواب پر بھی ہوتے ہین اور خطا بھی کرتے ہین حضرت عمر بن خطابؓ جو الہام والون اور رای صائب والونکی سردار تھے کچھہ فرماتے تو اُنسے کمتر شخص اوسبات کو رد کرتا اور اگر آپکو غلطی معلوم ہو جاتی تو رجوع فرماتے آپ کا دستور تھا کہ اپنی خیالونکو کتاب اور سنت پر پیش فرماتے اور محض خیالات پر التفات نکرتے اور ان جاہلون مین سی ایک کو بھی نہین دیکھتی کہ شریعت پر التفات کرتا ہو اپنی خیالات پر حکم کرتا ہی اور کہتا ہی کہ میرا دل میری پروردگار سی یون بیان کرتا ہی اور ہمی یہہ بات زندہ جاوید سی حاصل کی ہی اور تمنی درمیانی لوگونسی اسیطرحکی گفتگوی بیہودہ کرتے ہین یہانتک کہ کسی نے اِس فرقہ کے کسی شخص سی کہا کہ تم عبد الرزاق کے پاس نہین جاتے کہ اُنسے کچھہ سن آو اوسنی جواب دیا کہ جو شخص ملک خلاق سی سنتا ہی وہ عبد الرزاق سی سنکر کیا کریگا اور یہ نہایت

جہالت ہی اسلئے کہ خدا ہی تو حضرت موسی بن عمران کلیم الرحمن نے سنا ہی ان لوگونکی گفتگو غالبا شیطان سی ہوتی ہوگی یا نفس یا دونوسی اور جو شخص اپنے دلمین خواطر کے پڑنیسے یہ سمجھی کہ مجکو حاجت شریعت نبوی کی نہین تو وہ کفر میں سب سی بڑہکر ہی۔ حضرت ابن مسعودؓ سی مسئلہ مفوضہ کا مہینا بہر پوچہا گیا بعد مہینے کے فرمایا کہ اسکا جواب اپنی راہی سی مین کہتا ہون اگر درست ہوگا تو خدا تعالی کیطرفسی ہی اور اگر خطا ہوگی تو میری طرفسے اور شیطان کی جانب سی ہی اللہ تعالی اور اوسکا رسول خطا سی بری ہین۔ اور حضرت عمر کے منشی نے آپکے سامنی لکہا کہ یہہ امر وہی ہی جو خدا تعالی نے عمر کو بتایا آپنے فرمایا کہ اسکو مٹا دی اور یہہ لکہہ کہ یہہ وہی ہی کہ عمر کے نزدیک مناسب ہی اور یہہ بھی حضرت عمرؓ کا قول ہی کہ اپنی راہونکو تہمت لگایا کرو اسلئے کہ مین نے ابی جندل کے دن اپنا یہہ حال دیکہا کہ اگر مجکو مقدور ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو ٹالدون تو ٹالدیتا اور صحابہؓ کا اپنی راہون کو اچہا نہ سمجہنا بہت ہی اور مشہور ہی حالانکہ امت کی نسبت اُنکے دل پاک تر اور علم بہت گہرا اور وساوس شیطانی سی بہت دور تہی وہ لوگ سنت کے تابع اور اپنی تجویزونکو عیب لگانی مین امت سی بڑہکر تہی اور ان لوگونکا حال اونکی برعکس ہی اُن راست بازون نے

وسوسون اور اندیشونمین سے کسی چیز پر توجہ نفرمائی حضرت جنیدؒ فرماتے
ہین کہ ابوسلیمان دارانیؒ نے فرمایا ہی کہ اکثر میرے دلمین ان لوگونکی نکتونمین سے
ایک خاص نکتہ چندروز تک پڑجاتا مگر مین اوسکو بدون دو سچے گواہون کتاب اور سنت کے
قبول نہین کرتا اور حضرت ابویزیدؒ فرماتے ہین کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ
کرامت اتنی دیگئی ہی کہ ہوا مین اڑتا ہی پس اُس سے مغالطہ مت کہاؤ جبتک یہہ
نہ دیکھلو کہ امر و نہی اور حدود الہی کی حفاظت مین کیسا ہی اور حضرت جنیدؒ نے
فرمایا ہی کہ ہمارا یہہ مذہب کتاب و سنت کے اصول کا پابند ہی تو جو شخص کلام مجید
یاد نرکہی اور حدیث نہ لکہی اور نہ سمجہی اوسکی پیروی نکیجاوی اور ابوبکر دقاقؒ
فرماتے ہین کہ جو شخص امر و نہی کے حدود کو بظاہر تلف کری وہ دل کے مشاہدہ
سے باطن مین محروم رہیگا۔ اور ابوالحسن نوریؒ کہتے ہین کہ جس شخص کو دیکھو کہ خدا تعالیٰ
کے ساتھ ایسے حال کا مدعی ہو جو علم شرعی کی حد سے اوسکو خارج کردی تو اوسکی
قریب مت جاؤ اور جسکو ایسے حال کا مدعی دیکھو کہ ظاہر کی حفاظت اوسکی شاہد نہو
تو اوسکو دین پر تہمت لگاؤ اور ابوسعید خرازؒ فرماتے ہین کہ جس باطن کا ظاہر مخالف
ہو وہ بیکار ہی اسکے سوا اُنکے بہت اقوال ہین ابواحمد شیرازی فرماتے ہین کہ اول
صوفی شیطان سے ٹھٹہول کیا کرتے تہے اب شیطان اُن سے تمسخر کرتا ہے

فصل اور ایک کراہت یہ ہی کہ اُن لوگونکو ایک لباس خاص اور ہیئت
اور رفتار معین اور مرشد مقرر اور طریقہ مخصوص کے لازم پکڑنیکا حکم وجوب کے طور پر
کردینا ہی اکثر دیکھا ہی کہ بعض اس قسم کے لوگ ایک جگہہ معین کر لیتے ہین کہ
اوسکے سوا اور جگہہ مین نماز نہین پڑہتے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم
نے منع فرمایا ہی اس سے کہ کوئی شخص نماز کیواسطے اونٹ کیطرح جگہہ مقرر کرے
بعضونکو دیکھتے ہو کہ جانماز ہی پر نماز پڑہتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ
وسلم نے جانماز پر نماز نہین پڑہی اور نہ جانماز آپکے سامنے بچھتی تھی بلکہ زمین پر
نماز پڑہتے اور کبھی گاری پر سجدہ کرتے اور چٹائی پر نماز پڑہتے غرضکہ جو چیز
اُسوقت بچھہ جاتی اوسی پر نماز پڑہ لیتے اور اگر کوئی چیز نہوتی تو زمین پر پڑہتے
اور جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے طریق کو تامل کریگا تو اوسکو
اُن لوگونکی طریق کے مخالف پاویگا اسلئے کہ آپ کبھی کرتہ پہنتے اور کبھی قبا
اور کبھی عبا اور کبھی تہمد اور کبھی چادر اور اونٹ پر اکیلے سوار ہوتے کبھی دوسرے
کے ساتھہ اور گھوڑی زین بندہی ہوئی پر اور ننگی پیٹھہ پر اور دراز گوش پر سوار
ہوتے اور جو موجود ہوتا کھالیا کرتے اور زمین پر کبھی بیٹھتے اور کبھی چٹائی
پر اور فرش پر اور تنہا تشریف لیجاتے اور اصحاب کے ساتھہ چلتے اور بدون اُن

امور کے جنکا حکم آپکے پروردگار نے کیا تہا اور کسی چیز کے پابند نہوتے

فصل اور ایک مکر شیطان کا جس سے جاہلونکو اوسنے بڑی نوبت کو پہنچایا ہے طہارت کے بابمین اور نیت کرنیکے وقت نماز کے بابمین وسواس ہے یہانتک کہ اونکو بوجہون اور طوقومین ڈالکر سنت کی پیروی سے باہر کردیا اور یہہ سوجھا دیا کہ جسقدر سنت مین وارد ہے وہ کافی نہین پس شیطان نے اونکو بڑی مشقت مین بھی ڈالا اور اُنکا ثواب بھی غارت کیا یہانتک کہ اگر کوئی آنمین سے وضو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی کرلیتا ہے اور غسل کرتا ہے تو اپنے عندیہ مین پاک نہین ہوتا نہ ناپاکی دور ہوتی ہے اگر عذر جہالت نہو تو یہ امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ لڑائی ٹھہرتی ہے کیونکہ آپ تو ایک مد پانی سے وضو کرلیا کرتے تھے جو دمشقی کی رطل کی تہائی کی برابر ہے یعنی سو درہم کے سیر سے قریب ڈیڑہ پاؤ کے ہوتا ہے اور غسل ایک صاع پانی سے فرماتے تھے جو ایک طل اور تہائی رطل کے قریب یا ڈیڑہ سیر کے قریب ہوتا ہے اور وسواسی کے نزدیک اسقدر پانی ہاتھہ دہونیکو بھی کافی نہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ ایکبار آپنے وضو کی اور تین بار سے زیادہ کوئی عضو نہ دہویا اور فرمایا کہ جو اسقدر پر زیادہ کرے وہ بُرا کرتا ہے اور حد سے

ومن لم یعرف ان الشعب العظیم وبطلان
فی الاصرار والاغلال و
عقل الذی حتی لفاقه
ومن جهة ان ما ثبت عن اتباع السنة
ومن جهة ان اخلالهم بها اذا توضی
وضع یسیر صلی الله علیه وآله وسلم واغتسل
وقد کان یتوضی بالمد وهو رطل
من ثلث رطل بالمد متشقر ویغتسل
بالصاع وهو نحو رطل وثلث و
الموسوس یری ان ذلک
الفعل لا یکفی لغسل یدیه وجهه
عنه صلے الله علیه وآله وسلم
انه توضی مرتین وقال
علی ثلث واخبر
ان من زاد علیها
فقد اساء وتعدی

بڑہتا ہی اور ظلم کرتا ہی اور یہہ بھی ثابت ہوا ہی کہ آپ اور حضرت عایشہ رض
ایک باد یا پانیکا جسمین آٹے کا نشان ہوتا تھا پیچھے رکھکر غسل کرتے تھے
اگر وسواسی اسکو دیکھے تو انکار کری اور کہے کہ اسقدر کافی نہین اور اسمین آٹے
کے ہونے سی رنگ بھی بدلا ہوا ہے اور چھینٹین گرتی ہین تو بعضونکی خرد بک پانی
کو ناپاک ہی کر دیتی ہین اور دوسرونکے نزدیک بگاڑ دیتی ہین اور یہی امر آپ
حضرت پیشوا اور ام سلمہ رض کے ساتھہ کرتے تھے اور یہہ سب وایتین صحیح ہین اور
ایک حدیث صحیح ہین حضرت ابن عمر رض سی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مبارک مین مرد اور عورتین ایک برتن سی وضو کیا کرتے تھے اور جن برتنون
سی کہ آپ اور ازواج مطہرات اور اصحاب رض غسل کیا کرتے تھے وہ بڑی برتنونمین
سی نہ تھے نہ کوئی انکا خزانہ تھا جس سی انمین پانی آتا جاتا ہو جیسی حمام کی ٹونٹی
ہوتی ہی اور نہ وہ لوگ انکی لبریز ہونیکو دیکھتے تھے جیسے وسواس والے اس امر کا
لحاظ رکھتے ہین اور جو شخص اس طریق نبوی کے خلاف کرکے حوض کا منتظر
رہی تاکہ پانی بہادی یا اور کسی ایسی ہی قید کا پابند ہو تو وہ بدعتی ہی ہمارے
استاد نے فرمایا ہی کہ ایسا شخص مستحق ایسی سزا کا ہی جو اوسکو اور اوس
جیسونکو اس امر سی روکدی کہ دین مین ایسی بات مشروع کرین جسکا حکم خدا تعالے

نے نکیا ہوا ور خدا تعالی کی عبادت بدعت سی کرین نہ سنت کی پیروی سے
اور امام احمدؒ فرماتے ہین کہ پانی کا حریص کمتر ہونا آدمی کی سمجھہ کی دلیل ہے
اور مروزی کہتے ہین کہ مین نے ابو عبد اللہ کو عسکر مین لوگونسی خفیہ وضو کرایا
تاکہ کوئی یون نہ کہی کہ یہہ شخص پانی کم خرچ کرتا ہی اور وضو اچھی طرح نہین کرتا
اُنکا دستور تہا کہ وضو اتنے پانی سی کرتے تھے کہ مٹی بھی نہین تر ہوتی تہی - اور
وسواس والے کا نفس کبھی نہین مانیگا کہ وہ اور اوسکی بی بی ایک برتن سے
نہالین جسمین پانی پانچ رطل مشقی ہوا ور دونو اپنے ہاتہونکو اوسمین ڈبوتے
جادین اور پانی اپنے بدن پر ڈالتے جادین وسواس والے کہتے ہین کہ ہم جو اسباتکو
کرتے ہین تو اپنے دین کی احتیاط کے لئے کرتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اس قول پر عمل کرتے ہین کہ جس چیز مین شک ہوا وسکو چھوڑکر وہ بات کر
جسمین شک نہی اور اس قول پر کہ جو شخص بچا شبہ کی چیزون سی اپنے پاک کیا اپنے دین
اور عزت کو اور اس قول پر کہ گناہ وہی ہی جو خلش کرے دلمین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوہارا پایا اور فرمایا کہ اگر مجھی یہہ ڈر نہوتا کہ یہہ صدقہ کا
ہوگا تو مین اوسکو کہالیتا پس اوسکی کہانیکو احتیاط کی راہ سی چھوڑ دیا - اور
امام مالکؒ نے فتوی دیا ہی کہ جو شخص اپنی بی بی کو طلاق دی اور اسباب مین

ویعیب وا اللہ بالابتداع وقال الامام احمد
فقہ الرجل قلۃ ورعہ بالماء
وقال المروزی رایت ابا عبد اللہ
عبد اللہ بالعسکر فتوضا
عن الناس لئلا یقال انہ لا یحسن
ویکان یتوضا فی الجابیۃ
ویکان یتوضا فی الجابیۃ
ویکان یتوضا فی الجابیۃ

شک کرے کہ ایک دی ہے یا تین تو بستر کی احتیاط کی رو سے وہ تین ہی ہونگی
اور جو شخص کہے کہ اس بادام مین مغز ہی ہین ورنہ میری بی بی کو طلاق ہے
حالانکہ اوسکو یقینی معلوم نہین پھر جیسا اوسنے کہا تھا ویسا ہی ہوا تب بھی
اوسکی بی بی کو طلاق پڑیگی اسلئے کہ اوسنے بے جانی بات پر طلاق کو مقید کیا اور
یہہ بھی انھون نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی بیبیون مین سے ایک کو طلاق دے اور بھول
جاوے کہ کسکو دی تو احتیاطاً اوسکی سب بیبیون پر طلاق ہو جاویگی۔ اور
مالکیونکا یہہ قول ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی قسم کہاوے پھر بھولجاوے کہ وہ کیا تھی
تو جتنی باتون سے عادت قسم کی ہے وہ سب اوسکو کرنی پڑینگی یعنی کل بیبیون پر
طلاق پڑجاویگی اور سارے غلام اور لونڈیان آزاد ہو جاوینگی اور تہائی مال
خیرات مین دینا پڑیگا اور ظہار کا کفارہ اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا اور پیادہ پا
حج کرنا پڑیگا مالکیون کے نزدیک یہہ ایک روایت ہے اور یہہ بھی امام مالکؒ کا مذہب
ہے کہ جب کوئی قسم کہائے کہ مین یہ کرونگا تو اس کام کے کرنے تک وہ جانور ہی
رہیگا پس اگر اوسنے قسم طلاق کی کی ہو تو اوسمین اور اوسکی بی بی مین اس
کام کے کرنے تک جدائی کرنی چاہیئے جب وہ کام کر چکے تب بی بی کے ساتھ
تخلیہ کرے اور یہہ بھی اونکا مذہب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ جب

وشک حمل هی واحدة ام ثلث بانها ثلاث احتیاطا
الف فهو واقع ومن حلف بالطلاق
ان فعل الف فهو بخیر بین
وهو یعلم ذلک فکان لم یحلف
ثم حلف علیه انه کان
انه حلف علی ما لا یعلم
وقال من حلف وحلف من ناحیة اخری
تنسیها یطلق جمیع نسائه احتیاطا
وقال اصحاب مالک فی من حلف بثلاث
فنسیها انه یلزمه جمیع ما یحلف به علی
فیلزمه الطلاق والعتاق والصدقة

بثلاث لمکان الکفارة الظهار وکفارة الیمین
بالله وایجاب کفارتین ویفهم الطلاق فی جمیع
نسائه ویعتق علیه جمیع عبیده وامائه
وقال ایضا انه اذا حلف لیفعلن کذا انه
علی حنث حتی یفعله فیحال
بینه وبین امرأته اذا
کان حلف بالطلاق
حتی یفعل فان ذر
فعل وحال بینه
وبینها وهذا مذهب ایضا
مزح اذا قال لرجل لا امزح ایضا

برس کا شروع ہو آدی تو تجکو تین طلاق ہین پس اوسکو اوسیوقت طلاق ہوجاویگی
اور فقہا فرماتے ہین کہ جس شخص کو نجاست کی جگہہ کپڑی مین معلوم نہی ہو
تو اوسکو تمام کپڑے کا دہونا واجب ہی اور جب نمازی کے پاس بہت سی کپڑی
پاک ہون اور انمین سی ایک ناپاک ہوجاوے اور معلوم نہو کہ کونسا تھا تو وہ ہر ایک
کپڑی سی جدا جدا نماز پڑہی کئی بار نماز اسلئی پڑہی تاکہ یقینا بری الذمہ ہوجاوے
اور فقہانے فرمایا ہی کہ جب پاک برتن ناپاک مین ملجاوین تو سبکا پانی گرادی
اور تیمم کری اسیطرح جب قبلہ مین شبہ ہو تو بعض اماموں کے نزدیک چار طرف کو چار
نمازین پڑہی اور فقہانے فرمایا ہی کہ جس شخص سی کسی دنکی ایک نماز قضا ہوگئی
اور اسکو یاد نرہا کہ کونسی تھی وہ پانچ نمازین پڑہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حکم فرمایا ہی کہ جو شخص اپنی نماز مین شک کری تو وہ جسقدر پر یقین ہو اسپر
نماز کو پوری کری اور جب شکاری شکار مین شک کری کہ وہ میرے تیر سی مرا ہی یا کسی
اور چیز سی تو اُس شکار کا کہانا حرام فرمایا جیسے وہ شکار کہ زخمی ہوکر یا پیمین
گر گیا ہو اور جس شکار پر کہ اُسکے کُتّے کے ساتھہ دوسرا کُتّا شریک ہوگیا ہو
اوسکا کہانا حرام فرمایا اسلئی کہ شک ہی کہ دوسرے کے مالک نے بسم اللہ کہکر اوسکو
چہوڑا تہا کہ نہین تو اس قسم کی مسائل احتیاطی بہت ہین گو تم اونکو وسواس کہو دیکہو

باب ما ینجس من الاوانی وما یطہر وکیف یطہر

باب ما یفسد الطعام والشراب وما لا یفسد

باب الآبار

باب الغسل

باب التیمم

باب الحیض والنفاس والاستحاضة

باب الانجاس وکیف تطہر وتغسل

باب الوضوء

باب ما ینقض الوضوء ومالا ینقضہ

باب الاستنجاء

باب المسح علی الخفین

باب الحیض

باب الصلوٰة

باب صفة الصلوٰة

باب ما یفسد الصلوٰة وما یکرہ فیہا

باب سجود السہو

باب صلوٰة المریض

باب صلوٰة المسافر

باب الجمعة

باب العیدین

باب صلوٰة الکسوف

باب صلوٰة الخوف

حضرت عبداللہ بن عمر رضہ وضو مین اپنی آنکھونکے اندر کو دھویا کرتے تھے یہانتک کہ بینائی جاتی رہی اور حضرت ابوہریرہ رضہ وضو کرتے مین جب ہاتھ دھوتے تو بازو تک پانی ڈالتے اور پاؤن دھوتے تو پنڈلیون تک پس اگر ہم اپنی واسطے احتیاط کرین اور یقین کو اختیار کرکے شک کی بات چھوڑین تو اس امر سے نہ شریعت سی خارج ہونگے نہ بدعت مین داخل یہہ بات سہل انگاری اور مطلق العنان رہنے سے تو بہتر ہی ہی کہ آدمی اپنے دین کی پروا اور احتیاط نکری اور کامونکو طہارت پر محمول کرلے اور کیا عجب ہی کہ وہ سب مین بری نجاست ہو اور شک کی ساتھہ کام مین داخل ہوا اور شک ہی سی باہر نکلے کہان تو ایسا شخص اور کہان وہ جو امور مین مبالغہ اور کوشش کری کہ کوئی چیز اوس سے رہ نجاوی گو مقدار نا ثور سی زیادہ ہو اسلئے کہ اُسکا قصد تو امور کے کامل کرنیکا ہے اور درکل تمہارا اعتراض ہمپر یہہ ہی کہ فعل مامور مین احتیاط اور ممنوع سی احتراز کرتے ہین حالانکہ یہہ بات اُن دونو چیزون مین سستی کرنے سی بہتر ہی کیونکہ سستی اکثر امر واجب مین نقصان رہنے اور امر ناجائز مین داخل ہونیکی موجب ہوتی ہے اب اس خرابی کو اگر وسواس کی خرابی سے مقابلہ کرتے ہین تو وسواس کی خرابی بہت ہلکی ہے بشرطیکہ ہم بھی تمہاری طرح اوسکو وسواس مان لین اور ہم تو اوسکو احتیاط ہی کہتے ہین پس تمہاری نسبت کر

سنت سے ہم زیادہ سعادت یاب ہین اور اوسیکے گرد پھرتے ہین اور اوسکے
کمال کے طالب میانہ روی والے اور سنت کے پیرو انکے جواب مین یون کہتے ہین کہ
اللہ تعالی فرماتا ہی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ
تمکو پہلی تہی سیکہنی رسول اللہ کی چال جو کوئی امید رکہتا ہے اللہ کی
وَالْيَوْمَ الْآخِرَ اور فرمایا قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ اور فرمایا
اور پچھلے دن کی ۱۲ تو کہہ اگر تم محبت رکہتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تمکو چاہے گا
وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ اور جسر
اور یہہ راہ ہی میری سیدہی سو اوسپر چلو اور مت چلو کئی راہین پھر تمکو پہٹا دین گے اوسکی راہ سے ۱۲ رسول
راستہ کا کہ ہمکو خدا تعالی نے اس آیت مین حکم فرمایا ہی وہ وہ ہی کہ جسپر اوسکا
حکم تہا اور وہی ہی بیچکا راستہ اور جو اس راہ سے باہر ہی وہ راہین بڑی ہوئی ہین کیسے انکو
کہا ہو مگر راہ راست سے ہٹنا کبہی تو بہت ہوتا ہی اور کبہی تہوڑا اور ان دونکی درمیانمین
بہت سی مراتب ہین جنکی شمار بجز اللہ کے اور کوئی نہین جانتا اور جس میزان سے کہ راستی
پہچانی جاتی ہی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب رض کا طریق ہی اور اس سے جو ہٹے
یا تو بہت افراط والے اندہیر چی ہین یا اجتہاد کرنیوالے بات بنانیوالے یا انجان تقلید
کرنیوالے پس انمین بعض مستحق عذاب ہین اور بعضونکی مغفرت ہوگی اور بعضونکو ایک
ثواب ملیگا یعنی موافق انکی نیتون اور مقصدونکے اور طاعت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مین جیسی انکی کوشش خواہ نقصان ہوگا ویسا ہی عوض ملیگا اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور انکی اصحاب رض کا وہ طریق لکہتے ہین جس سے معلوم ہو کہ ہم دونو فریقونمین سے

آپکے اتباع کا کون لائق ترہی پھر تمہاری اعتراض کا جواب دینگے اور اول اُس نہی کو
لکھتے ہین جو مبالغہ اور حدون سے تجاوز کرنے اور اسراف کی بابت وارد ہی تو کہتے ہین کہ خدا تعالی
نے فرمایا ہی یا اَہْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ اور فرمایا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ
اس کتاب والوں مت مبالغہ کرو اپنے دین کی باتون مین اور مت اوڑاؤ اوسکو خون نہین آتی اوڑانے والے
اور فرمایا تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْہَا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی
یہ حدین اللہ کی ہین نہ بڑہو اوس سے ۱۲
جسکو امام احمد اور نسائی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہی کہ لوگو دین مین بہت
مبالغہ مت کرو اسلئے کہ تم سے پہلے لوگونکو دین مین مبالغہ کرنے ہی نے تباہ کیا ہی اور
حضرت انسؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اپنی نفسونپر سختی مت
کرو ورنہ خدا تعالی تمپر سختی کریگا کیونکہ پہلے ایک قوم نے اپنی نفسونپر سختی کی تھی
تو خدا تعالی نے اُنپر سختی کی یہ اُنہین کے بچے ہوئے ہین جو عبادتخانون اور گرجاؤن
اور شہرونمین ہین یہہ وہ فقیری ہی کہ انہون نے آپ تراشی ہی خدا تعالی نے انپر
فرض نہین کی بخاریؒ فرماتے ہین کہ وضو مین اسراف کرنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے فعل سے تجاوز کرنیکو اہل علم مکروہ کہتے ہین اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہین کہ
وضو کا کمال اعضا کو صاف و پاک کرنا ہی غرضکہ پوری سمجھ دین مین میانہ روی اور
سنت کو دستور العمل کرنا ہی اور حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہین کہ لازم پکڑو سبیل
اور سنت کو اسلئے کہ جو بندہ سبیل اور سنت پر ہو کر اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہی اور اوسکی

خوفسے اُسکا رُوان کھڑا ہوجاتا ہی تو اُسکی خطائین ایسی گرتی ہین جیسے خشک درخت
کی پتی جھڑتے ہین اور راہ وسنت مین میانہ روی کرنی اُن دونو کی خلاف مین کوشش کرنیسے
بہتر ہی توجس صورتمین تمہارے اعمال میانہ روی کے طور پر ہون تو یہ حرص کرو کہ انبیا کی منہاج
اور طریق پر ہون اور شیخ ابو محمد مقدسی نے اپنی کتاب ذم الوسواس مین یہہ فصلین لکھی ہین

فصل ایک وسواسیونکی جماعت ایسی ہی کہ شیطانکی حکم برداری اُنپر ثابت ہے
یہانتک کہ اوسکے وسوسہ مین رنگ گئی اور اتباع رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منہ موڑا جسکی
انمین سے کوئی اگر آپکی سنی وضو کرتا ہی یا نماز پڑہتا ہی تو اپنے اعتقاد مین وہ وضو باطل سمجھتا
ہی اور نماز درست نہین جانتا اور اُسکا اعتقاد یہہ ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا فعل لڑکونکے ساتھہ کھانیمین اور عام مسلمانونکا کھانا کھانیمین کریگا تو وہ اس فعل سے
ایسا ناپاک ہوجاویگا کہ اُسپر ہاتھہ اور منہہ کا دہونا واجب ہوگا گویا اُن کھانونمین کتے
نے منہ ڈالا ہی یا بلی موت گئی ہی اور ان لوگونپر شیطانکا غلبہ اسدرجہ کو پونہچا ہی کہ اُسکا
کہنا ایسیطرح مانتے ہین جو جنون کے مشابہ ہو اور سوفسطائی فرقہ کے قریب ہو جو
موجودات کی حقیقتون کے منکر ہین۔ دیکھو انسانکو اپنے نفس کا حال جاننا ضروریات سے ہی مگر
انمین سے کوئی اگر اپنا عضو اسطرح دہووے کہ اپنی آنکھہ سے دیکھہ لے اور تکبیر قرارت اپنی
زبانسے اسطرح کہی کہ اپنے کان سے سُنلے تو پھر بھی شک کرتا ہی کہ یہہ کام مینے کیا ہی یا نہین

اور شیطان اوسکو نیت اور قصد مین شک ڈالدیتا ہی جو لیتینا اوسکو معلوم ہی بلکہ اوسکے
حال کے قرینونکی مشاہدہ کرنیوالیکو بھی معلوم ہی اور باوجود اسکی یہہ شخص شیطانکا
قول قبول کرلیتا ہی اسباب مین کہ تونے نماز کی نیت اور ارادہ نہین کیا یہہ اپنی
آنکہون دیکہی چیز مین ہٹ دہرمی اور اپنے نفس کے یقین کا انکار ہی یہانتک کہ اوسکو سرد
حیرت زدہ دیکہتے ہو گویا اس فکر مین ہے کہ کسی چیز کو ٹٹولتا ہی یا کوئی چیز اوسکو اندہی کی
اوسکو باہر نکالے اور جس شخص کی فرمانبرداری شیطان کیواسطے اسدرجہ کو پہونچگئی ہو تو یہہ
کمال مرتبہ کی طاعت ہی - پہر وہ شخص شیطانکا قول اپنی جانکے ستانے اور ایذا دینے مین
قبول کرتا ہی کہ ٹھنڈی پانی مین غوطہ مارتا ہی اور بہت سا پانی اپنے اوپر ڈالتا ہی اور
بہت دیر تک بدن ملتا ہی اور بعض اوقات اپنی دونو آنکہین پانی مین جبکے اندر کہولتا ہی اور آنکہو
اندر سے دہوتا ہی یہانتک کہ بینائی مین نقصان آجاتا ہی اور کبہی ایسا بہی ہوتا ہی کہ اسکی
برہنگی لوگونکی سامنے کہلجاتی ہی اور ایسی حالمین ہو جاتا ہی کہ لڑکے اوس سے تمسخر کرتے
ہین اور جو دیکہتا ہی اوس سے ہنسی کرتا ہی مین کہتا ہون کہ ابو الفرج ابن جوزی نے ذکر
کیا ہی کہ کسی شخص نے اوسسے پوچہا کہ مین پانی مین بہت دفعہ غوطہ لگاتا ہون لیکن
مجہکو شک رہتا ہی کہ غسل درست ہوا یا نہین آپکی اسمین کیا رای ہی ابن جوزی نے فرمایا کہ جا
تیری ذمہ نماز نہین سائل نے پوچہا کہ کیسی آنہون نے کہا اسلئے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم

وذکر ابو الفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالی فی کتابہ تلبیس ابلیس ما لفظہ
حکایۃ عن بعض من ابتلی بالوسوسۃ فی الماء قال کنت اغتسل فی الجنابۃ
فاصب الماء علی رأسی ثلاث مرات فجاءنی الشیطان فقال لم تصب الماء
علی رأسک الا مرتین فقلت لہ اسکت فانک لا تعلم کم صببت فقال
بل صببت

نے فرمایا ہی کہ تین آدمی مرفوع القلم ہین اُنپر احکام شرعی نہین ایک انمین سی مجنون
ہی جبتک کہ افاقہ پاوی اور جو شخص بار بار پانی مین غوطہ لگاوی اور شک کری کہ
پانی پونہچا ہی یا نہین تو وہ دیوانہ ہی تو تو بھی ایسا ہی ہی اور کبھی اوسکو وسواس مین
ایسا مشغول کرتا ہی کہ اُس سی جماعت جاتی رہتی ہی اور بعض اوقات وقت نہین رہتا
اور نیت کے وسوسہ مین مشغول کر دیتا ہی یہانتک کہ تکبیر اولے فوت ہو جاتی ہی اور
کبھی ایک رکعت یا زیادہ جاتی رہتی ہی اور بعضی وسواسی ایسی ہین کہ قسم کہاتے ہین
کہ اب اسپر زیادتی نکرینگے مگر پھر جھوٹے ہو جاتے ہین اور ایک شخص معتمد نے مجھہ سی بیان کیا
کہ کسی وسواسی والے نے کہا کہ اس دفعہ پر اب زیادہ کرون تو بی بی پر طلاق ہی پس اوسکو
شیطان نے بدون بڑہائی چھوڑا اور اوسمین اور اسکی بی بی مین جدائی ڈالدی ۔ اور
ایک شخص کا حال مجھکو پونہچا ہی کہ وہ نیت کے بولنے مین بہت گنگناتا تہا ایک روز
اللہ اکبر کہنا چاہا تو بہت سا گنگنایا اور نیت کو کئی بار کہا پھر چاہا کہ اداء للہ
مگر دال کی جگہہ ذال کہا اوسکی برابر ایک شخص تھا اوسنے کہا کہ ایذا تو پا چکی خدا
اور اوسکا رسول اور اسکی فرشتے اور نمازی لوگ اور بعض ایسے ہین کہ حرف کے
نکالنے مین وسواس کرتے ہین اور ایک حرف کو کئی بار کہدیتے ہین اُنمین سی ایک شخص سی
مین نے سُنا ہی اللہ اکبر اور ایک شخص نے مجھہ سی کہا کہ السلام علیکم نہین کہا جاتا

عن قول قال لی رجل قد برئت عن
من یقول اللہ اکبر
الصابئین وہم من یوسوس فی
وتجنبہ رجل فقال الرجل فاستبک
وبین زوجتہ وبلغنی عن اخر انہ کان
شدید التلفظ فی التلفظ بالنیۃ فارادہ
حلف بالطلاق انہ لا یزید علی ثلاث و
ان لا یزید علی رکعۃ واکثر وہم من یحلف
فی الثنتین سبحۃ الاولی وفی نفسہ
علیہ فی رکعۃ واکثر وہم من یحلف
ان لا یزید علی ثنتین فی الثنتین
وقت الاحرام وفی نفسہ
وقت الاحرام وفی نفسہ

مین نے کہا کہ جیسی تو نے اب یہ کلمہ کہا اسیطرح کہلیا کر اور مین کر تیسرے شخص کہ اس
بلا سے چھوٹنا چاہی اوسکو جان لینا چاہیئے کہ حق آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی پیروی
مین ہی اور آپ ہی کے طریقہ پر چلنے کا قصد کری اور جانے کہ جو کچھہ اسکے خلاف ہی وہ شیطان
کی بناوٹ اور اوسکا وسواس ہی اور جس چیز کو آپکی سنت کی خلاف جانے خواہ وہ
کچھہ ہی ہو اوسپر ہٹ چھوڑ دی اور اپنے نفس سے یون کہی کہ تجھہ معلوم نہین کہ طریقہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا راست ہی جب نفس کہی کہ ہان تو اُس سے پوچھہ کہ بھلا یہ
آپ کیا کرتے تھے اگر کہی کہ نہین تو اُس سے کہی کہ پھر حق کی بعد سوا گمراہی کے اور کیا ہی
اور راہ جنت کی بعد بجز راہ دوزخ کے اور کیا ہی اور اللہ اور اوسکی رسول کی راستہ
کے بعد سوا راہ شیطانکی اور کیا ہی اور چاہیئے کہ بزرگان گذشتہ کی حالات دیکھی کہ
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا اتباع کیسے کرتے تھے اور اُنکی پیروی کری حضرت
امام زین العابدین نے ایکروز اپنے لڑکے کو فرمایا کہ بیٹا میرے لئے ایک کپڑا لے آ کہ
مین دیکھتا ہون کہ کمہیان غلیظ پر بیٹھکر کپڑے پر بیٹھتی ہین پھر آپ چونکی اور فرمایا کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور اُنکی اصحابؓ کی پاس تو ایک ہی کپڑا تھا اور اس خیال سے درگذری
اور حضرت عمرؓ کسی کام پر قصد و ارادہ محکم فرماتے مگر جب کوئی اُنسے کہتا کہ اسکو
رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے نہین کیا تو آپ باز رہتے یہانتک کہ آپ فرماتے

کہ مین نے ایکروز قصد کیا کہ ان کپڑونکی پہننے سی منع کرون اسلیئے کہ مینے سُنا ہی
کہ یہہ بڑیونکی پیشاب سی رنگی جاتے ہین پس ابومالک نے اُنکی خدمتمین عرض کیا کہ آپ
منع فرماتے ہین مگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو پہنا ہی اور اورون نے بھی آپکے
زمانہ مین پہنا ہی اگر خدا تعالیٰ کو معلوم ہوتا کہ انکا پہننا حرام ہے تو اپنے رسول کو آگاہ فرمادیتا
حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ درست کہتے ہو۔ پھر یہہ جانے کہ صحابہؓ مین کوئی وسواسی تھا
اگر وسوسہ ہی مین کچھہ بہتری ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور اوسکے اصحاب سے اوسکو
نہ رکھہ چھوڑتا کہ وہ بہترین خلق اور سب سی افضل ہین اور اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وسواسیونکو دیکھتے تو اُنسے ناراض ہوتے اور حضرت عمرؓ دیکھتے تو اُنکو مارتے اور ادب
دیتے اور صحابہؓ دیکھتے تو بدعتی کہتے اب ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سی اُنکے خلاف مذہب
کی باتین تفصیل ذکر کرتے ہین **فصل اول** نیت اور طہارت اور نماز مین
نیت کے معنی ہین ایک چیز کے کرنے پر قصد اور پکا ارادہ کرنا اور اُسکی جگہہ دل
ہی زبان سی اوسکو کچھہ علاقہ نہین اور اسیواسطے کسیصورت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور اُنکے اصحابؓ سی کوئی لفظ نیت کا منقول نہین اور یہہ عبارتین کہ شروع طہارت
اور نماز کے لئے بنائی گئی ہین انکو شیطان نے وسواسیون کے لئے اکہاڑا مقرر کیا ہی کہ
انپر آنکو روک دیتا ہی اور ستاتا ہی نماز مین اُنکو کچھہ دخل نہین بلکہ نیت تو کسی کام

لفظ ہے یعنی کہ ان کو پہننے سے منع کرون
فقال ابو مالک ان انتہ فان سمع اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد لبسہا و
لبسن فی زمانہ و لو علم اللہ ان لبسہا
حرام لنہیٰ عنہا فقال عمر صدقت ثم
ان الصحابۃ کان فیہم موسوسون و لو کانت
الموسوسۃ فضیلۃ لخصہا اللہ بہا دونہم و
ہم خیر الخلق و افضلہم و اللہ اعلم و رسولہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ہو اعلم بالمومنین
لفظ ہے اور کہ تحقیق الصحابہ لبسن عوم وہذا اذکر
بخلاف مذہبہم علی تیسیر اللہ مفصلا

الفصل

الاول فی النیۃ والطہارۃ والصلوٰۃ
النیۃ ہی القصد والعزم علی فعل الشی وحلہا القلب
لا تعلق بہا باللسان ولذلک لم ینقل عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ولا عن اصحابہ لفظ نیۃ
وضعہ العباد الی آخر
عن افتتاح الطہارۃ والصلوٰۃ بتجہیل
الشیطان معترک الرجل
الموسوس یجلسہم عنہا
ویعن بعضہم فیقال لیست
من الصلوٰۃ فی شی وانما النیۃ

کے کرنیکا قصد ہی جو شخص کسی کام کا عزم کریگا وہ اوسکی نیت کرنیوالا ہی اوسکا نیت
سی جدا ہونا خیال مین نہین آتا مثلاً جو شخص وضو کو بیٹھا اوسنے نیت کی اور جو نماز کو اٹھا
وہ بھی نیت کر چکا غرضکہ عاقلونکی جتنے افعال قصد آہوتے ہین نیت سب مین ضرور
ہوتی ہی بلکہ اگر کوئی چاہی کہ اپنی فعل اختیاری کو نیت سی علیحدہ رکہی تو نہین کرسکیگا
اور اگر خدا تعالے اس امر کا حکم آدمی کو کرتا تو طاقت سی باہر چیز کا حکم فرماتا اور
جب ایسی نوبت آتی تو اوسکی حاصل کرنین مشقت ہوا کرتی اور اگر نیت کی حاصل ہونے
مین شک کیا جاوے تو یہہ ایک قسم کا جنون ہی اسلئے کہ ہر ایک عاقل اپنے نفس سی نیت کو
پہچانتا ہی بلکہ احوال کے قرینون سی دوسرا شخص بھی جان لیتا ہی مثلاً اگر کوئی شخص
کسی آدمی کو نماز کیوقت جب لوگ اکٹھے ہونے لگین صف مین بیٹھا ہوا دیکہی تو جان
لیگا کہ یہہ نماز کا منتظر ہی اور جب اوسکو دیکہیگا کہ لوگونکی ساتھہ نماز کے لئے کہڑا ہوگیا
تو جانیگا کہ نماز پڑہنے کو اٹھا ہی پہر اگر دو شخصونکے آگے کہڑا ہوگا تو جانیگا کہ اونکی امامت
کرنا چاہتا ہی اور اگر صف مین دیکہیگا تو جانیگا کہ مقتدی ہونا منظور ہی اب جو یہہ نمازی
شیطانکی بات مان لے کہ نیت نہین کی تو آنکہہ کی دیکہی چیز کے انکار مین اوسکو سچا کرنا
ہی علاوہ ازین نیت جو موجود ہے اوسکا حاصل کرنا اور پیدا کرنا ممکن نہین اسلئے کہ کسی چیز
کی ایجاد کی شرط یہہ ہی کہ وہ معدوم ہو موجود کی ایجاد مین کچہہ فائدہ نہین ابو محمد

قولہ لا یتصور انفکاکہ عنہ
قولہ فان من فعل لیتوضا فقد نوی
قولہ لانہ امر بما لا یطاق
قولہ لعقلاء المفصولۃ
قولہ بل لو اراد احدان یخلو
قولہ الاختیاری عن النیۃ یعسر
قولہ کلفہ اللہ ذلک لکلفہ
قولہ وسعہ وما کان ممکنا الا بوجہ
قولہ للتعب فی تحصیلہ وان شق
قولہ ذلک فہو فی حق الکل
قولہ کالجنون
قولہ ۱۲ منہ

کہتے ہین کہ تعجب کی بات یہ ہی کہ جبتک امام رکوع کرتا ہی اور مقتدی کہڑا رہتا ہی
جبہی تک وسواس کرتا ہی مگر جب رکوع کے جاتے رہنی کا خوف کرتا ہی تو جلدی سے
اللہ اکبر کہکر شامل ہو جاتا ہی اب ہم پوچہتے ہین کہ جس شخص کو بڑی دیر تک فارغ البال
کہڑی رہنی مین نیت حاصل نہوئی اوسکو تنگ وقت مین کیسے حاصل ہوگی اتو رکعت کے
جاتے رہنی کا کہٹکا بھی دلکو لگا ہوا ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکی اصحابؓ
اور تمام مسلمانونکی نماز کو جنہون نے اس شخص کا سا فعل نہین کیا کیا کہیگا ان لوگونکی
نماز اوسکی نزدیک ناقص ہی یا اچہی خاصی کامل ہی تو پہر وجہ اونکی مخالفت کی کیا ہی اگر
کہی کہ یہہ ایک مرض ہی جسمین مین مبتلا ہو گیا ہون تو ہم کہینگے کہ بجا ہی مگر اوسکی علت
شیطانکا قول مانلینا ہی اور اللہ تعالی نے یہ عذر کسیکو نہین بتایا تو سنت کی ترک کرنے
اور شیطانکی بات ماننی مین تیرا کچہہ عذر نہین مین کہتا ہون کہ ہماری استاد کا قول ہی
کہ نیت کی ادا کرنیمین ایسا آدمی دس بدعتین کرتا ہی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
اونکے اصحابؓ نے ایک بھی نہین کی مثلاً کہتا ہی کہ پناہ مانگتا ہون اللہ کی شیطان مردود سے
نیت کرتا ہون کہ ظہر کے فرض وقت چار رکعتین خدا کی لئے ادا کرون امام خواہ مقتدی
ہو کر منہ میرا کعبہ کیطرف پہر اپنے اعضا ہلاتا ہی اور ماتہا جہکاتا ہی اور اپنی دونون
آنکہونکی رگین تانکر زور سے اللہ اکبر کہتا ہی گویا دشمن پر تکبیر کہتا ہی ابو محمد کہتے ہین بعض

قال ومن العجب انه يوسوس حال قيامه
اخبر بركوعه الامام فاذا اختشى فوت
الركوع كبر تكبيرة الاحرام وهو منحن يصل
ركوعه قبل ان يرفع الامام رأسه من الركوع
ممتزع عن الخشوع والخضوع الطويل
فى الوقت الضيق متشغل
بالكلية بفوات الركعة وكيف
تقول هذا فى صلوة شغل
الله عليه وآله وسلم وصحابه وسائر المسلمين الذين
لم يفعلوا افعاله هذه عن ناقصة ام كاملة فان قال
فما دعاه الى ترك الفضيلة قلت قال هذا من
الشيطان فقد اقر بانه ترك السنة والفضيلة
بدليل ان من لم يفعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
ولا اصحابه واحدة منها فقد اعوذ بالله
من الشيطن الرجيم فى جميع عمره اصلى
صلوة الظهر فريضة الوقت ادا لله
تعالى مستقبل القبلة اربع
اعضاءه وبيتم ركوعه وسجوده
بالتمكين ويسبح ثلثا
على الوتر وقال من حين

وسواس وہ ہین جو نماز کو فاسد کر دیتے ہین مثلاً بعض کلمات کو مکرر کرنا اور بعض سامعین کو ایذا دیتے ہین اور وسواسی کی مذمت اور طعن پر آمادہ کرتے ہین تو وہ اپنی جان پر اتنی باتین جمع کرتا ہی شیطان کی حکم برداری اور سنت کی مخالفت اور بدعت کا کرنا اور اپنے نفس کو دکھ دینا اور وقت کا ضائع کرنا اور جس چیز سے ثواب کم ہو اوسمین لگا رہنا اور اپنے نفس کو ہدف طعن بنانا اور جاہل کو دھوکا دینا اور حکم سنت پر بدگمانی کرنی اور اسکو کافی نجاننا اور نفس کا شیطان سے اثر قبول کرنا اور نقصان عقل پر راضی ہونا حضرت امام ابو حامد غزالی فرماتے ہین کہ وسوسہ کا سبب یا تو شرع کو نجاننا ہی یا عقل مین نقصان ہونا اور مسلم نے عثمان بن ابی العاص سے حدیث روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیطان مجھ مین اور میری نماز مین آڑ ہو گیا ہی کہ نماز مین مجکو شبہہ ڈالتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس شیطان کو خنزب کہتے ہین جب وہ تجکو معلوم ہو تو اس سے خدا کی پناہ چاہ اور اپنی بائین طرف تین بار تھوک مین نے ایسا ہی کیا خدا تعالی نے مجھسے اسکو دور کر دیا تو معلوم ہوا کہ وسواس والے خنزب کی آنکھ کی ٹھنڈک ہین نعوذ باللہ منہ **فصل** اور منجملہ وسواس کے وضو اور غسل کے پانی مین زیادتی کرنی ہی امام احمد نے اپنی مسند مین عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد پر گذرے

الوسواس کیفیہ والصلوۃ مشتاکین
بعض الکلمات وفی الصلوۃ
والوقیعۃ فیجتھم علیہ
السنۃ وانکار البدعۃ وتعذیب نفسہ
والاضاعۃ الوقت والاشتغال بما یقصر
الاجر وتعرض نفسہ للطعن ویوزر الخاطر
واسامۃ الظن بعاجیہ السنۃ
وانہ لیحکم وانفعال النفس للشیطان
وترضی بالجہل فی العقل قال ابو حامد الغزالی
سبب الوسوسۃ اما الجہل بالشرع واما خلل
فی العقل وقد روی مسلم من حدیث عثمان
بن ابی العاص قال قلت یا رسول اللہ ان الشیطان

۱۳ وسواس کا بیان

قد حال بینی وبین صلوتی یلبسہا علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاک شیطان یقال لہ خنزب فاذا
احسستہ فتعوذ باللہ منہ واتفل عن یسارک ثلثا
ففعلت ذلک فاذہبہ اللہ عنی **فصل** و
من ذلک الاسراف فی الوضوء والغسل
روی احمد فی مسندہ
عن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ وضو کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اسراف مت کرو انہوں نے عرض کیا کہ پانی مین بھی اسراف ہوتا ہی آپنے فرمایا کہ ہان اگرچہ تو چلتی نہر کے کنارہ پر ہو اور جامع ترمذی مین حضرت ابی بن کعب سی حدیث ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کا ایک شیطان ہے جسکو ولہان کہتے ہین تو تم پانی کی وسوسہ سی بچو اور مسند اور سنن مین عمرو بن شعیب سی روایت ہی اور وہ اپنے باپ سی اور وہ اپنے دادا سی روایت کرتے ہین کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر وضو کا حال پوچھا آپنے اوسکو تین تین بار دھوکر دکھایا اور فرمایا کہ وضو یہہ ہے اور اگر کوئی شخص اسپر زیادہ کریگا وہ بُرا کریگا اور حد سی بڑہیگا اور ظلم کریگا اور سنن اثرم مین سالم بن ابی الجعد جابر بن عبداللہ سی راوی ہین کہ اُنہون نے فرمایا کہ وضو کی لئے ایک مُد پانی کافی ہی اور غسل جنابت کی لئے ایک صاع پس ایک شخص نے کہا کہ مجھکو تو اسقدر کافی نہوگا حضرت جابر غصہ ہوئے یہانتک کہ چہرہ آپکا متغیر ہوگیا پھر فرمایا کہ جو شخص تجھ سی بہتر اور بال زیادہ رکھتا ہی اوسکو کافی ہی اس روایت کو امام احمد نے اپنی مسند مین مرفوع روایت کیا ہی اور سنن نسائی مین عبید بن عمیر سی مروی ہی کہ حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ مین نے اپنا حال دیکھا ہی کہ مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رکھی ہوئی برتن سی جو صاع کی برابر یا اوس سی کم تھا نہاتے تھے اور دونو اُسمین ہاتھ

وھو یتوضأ فقال لا تسرف فقال
یا رسول اللہ اوفی الماء اسراف قال نعم وان
کنت علی نہر جار وفی جامع
الترمذی عن ابی بن کعب
ان للوضوء شیطانا یقال لہ الولہان
فاتقوا وسواس الماء وفی المسند و
السنن من حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
قال جاء اعرابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یسألہ عن الوضوء فاراہ ثلثا ثلثا وقال ھذا الوضوء فمن
زاد علی ھذا فقد اساء وتعدی وظلم وفی سنن الاثرم عن سالم بن
ابی الجعد عن جابر بن عبداللہ قال یجزئ من الوضوء
الغسل من الجنابۃ الصاع
فقال رجل ما یکفینی فغضب
جابر حتی زبد وجہہ فقال کان
یکفی من ھو خیر منک و
اکثر شعرا فی روایۃ الامام احمد فی مسندہ
وفی الصحیحین عن عائشۃ
وفی سنن النسائی عن عبید
بن عمیر ان عائشۃ قالت لقد رایتنی
اغتسل انا ورسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ

ڈالتی تھی پس اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر تین بار پانی بہاتی تھی اور اپنے بالوں کو نہیں کھولتی
تھی اور سنن ابی داؤد اور نسائی میں عباد بن تمیم ام عمارہ بنت کعب سے روایت کرتے
ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا تو پانی ایک تن میں مقدار دو تہائی مد کے لایا
گیا تھا اور ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ پہلے لوگ پانی تمہاری نسبت کم بہت بچاتے تھے اونکے نزدیک
چوتھائی مد کافی تھا اور یہہ مبالغہ ہی اسلئے کہ مد کی چوتھائی تو مسقی وزن سے ڈیڑھ
اوقیہ بھی نہیں ہوتی اور بخاری اور مسلم میں حضرت انس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مد سے وضو فرماتے تھے اور ایک صاع سے لیکر پانچ مد تک سے نہاتے تھے اور مسلم میں شعبہ
سے روایت ہی کہ ایک صاع آپکے غسل جنابت میں کام آتا تھا اور ایک مد وضو میں
اور محمد بن حجلان کہتے ہیں کہ دین خدا میں سمجھ یہہ ہی کہ وضو پورا ہو اور پانی کم گرے اور
امام احمد کہتے ہیں کہ پانی کا حریص ہونا آدمی کی کم فہمی میں سے ہی اور ابو داؤد نے
اپنی سنن میں عبداللہ بن مغفل سے روایت کی ہی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ عنقریب اس امت میں ایسے لوگ ہونگے کہ حد سے
تجاوز کرینگے پاکی اور دعا میں اب اس حدیث کو اس آیت سے ملاؤ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ
اور جانو کہ خدا تعالیٰ اپنی عبادت پسند کرتا ہی تو یہہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ وسواس
والیکا وضو ایسی عبادت نہیں جسکو خدا تعالیٰ قبول کرے اور گو اوس سے فرض ساقط

ہوجاوی مگر وضو کے باعث جنت کے دروازے نہ کھلینگے کہ جسمین سے چاہی گھسجاوے

فصل اور منجملہ وسوسون کے وضو ٹوٹنے کا وسواس ہی صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی اپنے پیٹ مین کوئی چیز معلوم کرے اور اُسکو شک پڑجاوی کہ کچھہ اندر سے نکلا ہی یا نہین تو وہ نماز کی جگہہ سے باہر نہو جبتک کہ کچھہ آواز نہ سنے یا بو نپاوے اور بخاری اور مسلم مین عبداللہ بن زید سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک شخص کی شکایت کی گئی کہ اوسکو یہہ خیال ہوجاتا ہی کہ نماز مین کچھہ ہوگیا آپ نے فرمایا کہ وہ نماز سے نہ پھرے جب تک کہ آواز نہ سنے یا بو نپاوے اور مسند اور سنن ابی داؤد مین حضرت ابوسعید سے ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تم مین سے کسیکے پاس نماز کے اندر آتا ہی اور ایک بال اوسکے پیچھے کیطرح پکڑکر کھینچتا ہی تو نمازی کو معلوم ہوتا ہی کہ میرا وضو نرہا پس اوسکو چاہیئے کہ نماز سے نہ پھرے جبتک کہ آواز نہ سنے یا بو نپاوے اور ابوداؤد کی روایت یہہ ہی کہ جب شیطان تم مین سے کسیکے پاس آکر کہے کہ تو بیوضو ہوگیا تو اُس سے کہنا چاہیئے کہ تو جھوٹا ہے مگر اُسصورت مین کہ اپنی ناک سے بو معلوم کرے یا اپنے کان سے آواز سنے دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس امر مین کہ احتمال سچ کا تھا اوسمین شیطان کے جھوٹا ہونیکا حکم دیا تو جس صورت مین اوسکا جھوٹ یقینی ہووہان کیسے نہوگا مثلاً وسواسی کو اُسکا کہنا کہ

تو نے نہین کیا حالانکہ وہ کر چکا ہی مشیخ ابو محمد فرماتے ہین کہ آدمی کو مستحب ہے
کہ جب پیشاب کرے اپنے ستر اور پاجامہ پر چھینٹا پانیکا دیدے تاکہ اپنے نفس سے وسواس
کو دور کرے اور جب تری معلوم ہو تو کہے کہ یہہ اوسی پانی کی ہی جو مین نے چھڑکا ہی چنانچہ
ابو داؤد نے سفیان ابن الحکم یا حکم بن سفیان سے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور چھینٹا دی لیتے اور ایک روایت مین
یون ہی کہ مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ پیشاب کیا پھر اپنے ستر پر پانی
چھڑکا اور حضرت ابن عمرؓ اتنا پانی چھڑکتے کہ اُنکا پاجامہ تر ہو جاتا اور امام احمد کے
بعض یاروں نے اُنسے گلہ کیا کہ مجکو بعد وضو کے تری معلوم ہوتی ہی آپ نے فرمایا کہ تو
اسی غافل ہو جا اوسی دوبارہ سوال کیا آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ نہو کیا اوسی تو دوہنا
چاہتا ہی اوس سے غافل ہو جا **فصل** اور منجملہ وسواسون کے وہ ہی جو بہت سے وسواسی
بعد پیشاب کے کرتے ہین اور وہ دس چیزین ہین ایک شرمگاہ کو جڑ سے سترک دانا ابو
اسبا ہین حدیث غریب ہی جو ثابت نہین ہوتی چنانچہ مسند اور سنن ابن ماجہ مین حکیم
بن بزداد اپنے باپ سے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے
کوئی پیشاب کرے تو اپنے ستر کو تین بار پونچھ لے اور جابر بن زید نے کہا ہی کہ جب تو
پیشاب کرے تو اپنے ذکر کے نیچے ہاتھ پھیر دے کہ اس سے بند ہو جاویگا اس روایت

التنزه من البول والغائط وفاعله والمشاق فقال
وضوء فقال الا ابالی ان لا اتوضأ الا صلوة
فصل ومن ذلک
یفعله کثیر من الموسوسین بعد البول
وهو غسل الذکر بعد الاستنجاء ثلثا فصاعدا
وقد ثبت فی المسند و
عن ابن ماجة عن عثمان بن
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال استنق اللہ
بن یزداد عن ابیہ ذکرہ ثلثا
یحکم فاغسل ذکرک فانہ ینقطع وراء
بن زید اذا بلت فاقطع

کو سعید نے جابر سے روایت کیا ہی دوسرے بعد استنجا کے جس چیز کے دوبارہ آنیکا خوف
ہو اوسکو نکالنا اور مین نے ان دونو مین اپنے استاد سے پوچھا تو اُنکی نزدیک کچھہ ٹھہرے
اور فرمایا کہ اسبا بمین حدیث صحیح نہین ہی اور یہہ بھی فرمایا کہ پیشاب تھن مین کی دودھ
کیطرح ہی اگر چھوڑ دو تو ٹھہر جاتا ہی اور دوہو تو نکل آتا ہی اور جو شخص اس امر کا عادی
ہو جاتا ہی وہ ایسے مرض مین مبتلا ہو جاتا ہی کہ اُس سے غفلت کرنیوالا اُس سے بچا رہتا ہے
ابو محمد کہتے ہین کہ اگر یہہ امر مسنون ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی لئے سب سے بہتر تھے
چنانچہ ایک یہودی نے حضرت سلمان رض سے کہا کہ تمہارے پیغمبر نے تمکو سب چیزین سکھائی
ہین حتی کہ پاخانہ پھرنا بھی آپنے فرمایا کہ ہان تین سے بچی ہوئی پیشاب کی نکلنے کی لئے کہنکھنا
اور چند قدم چلنا چوتھی زمین سے کچھہ ابھر کر جلدی سے بیٹھہ جانا پانچوین ایک رسی مین
لٹک کر زور دینا کہ زمین سے پانو اُٹھہ جانیکے قریب ہو جاوین پھر اوسمین کھسک کر
بیٹھہ جانا چھٹی ذکر کو پکڑ کر اوسکے سوراخ کو دیکھنا کہ اوسمین کچھہ ہی کہ نہین ساتوین
اوسکے سوراخکو کھولکر پانی ڈالنا آٹھوین اوسمین روئی رکھنی نوین اوسپر پٹی باندھنی
دسوین تھوڑی دور زینہ پر چڑھکر جلدی سے اُترآنا ہمارے اُستاد فرماتے ہین کہ یہہ وسوسے
اور بدعت ہین **فصل** اور منجملہ اونکے وہ چیزین ہین کہ صاحب شریعت بیضا اونمین نرمی
برتنی تھی اور وسواسیون نے اُنمین سختی کر لی ہی انمین سے ایک یہہ ہی کہ راستون مین ننگے

قال ولو کان ھذا سنۃ کان اول الناس بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال الیھودی
لسلمان علمکم نبیکم کل شیء حتی الخراءۃ قال اجل انہ نھانا ان نستنجی بالیمین او نکون
استنجاء بالفضلۃ او نستنجی بعظم او روث وقال ان ربکم یکرہ الارواث والاثار رواہ مسلم
وھو اخذ بجل یتعلق بہ صاحبہ کذا فی القنیۃ وفی الخلاصۃ وفی الخانیۃ وفی الخزانۃ
وفی الخ الخ ھل یفترض فیھا شیء والوجہ بان یفعل ما یتعلق بہ الخ الخ
نقل الناس وتصیر الخ فیہ فضلۃ والعصابۃ یجعل علیہ خرقۃ تعصبہ
بہا والزجۃ تصعل بہا قالوا ھو ان یشد الخ وسوسۃ الخ وقضا
قال ان شئت کل ذلک الخ وسوسۃ الخ وفی ذلک اشیاء مستھجنۃ
فی البعوث بالخنیفۃ فی الخ فی ذلک المشی
ھو فی الخ فی ذلک الخ
الخ فی الخ والطرقات

پانو چلے پھر نماز پڑہی اور پانو نہ دہوئے ابوداؤد بنی عبدالاشہل کی ایکعورت سے
روایت کرتے ہین کہ اوسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمتمین عرض کیا کہ ہماری یہان مسجد
کا راستہ گندہ ہی تو جب مینہ برسچکین تو کیا کرین آپنے فرمایا کہ اوس راستہ کی بعد کوئی
اُس سی ستھرا راستہ نہین اوسنے عرض کیا کہ ہی آپنے فرمایا کہ یہ راہ اوسکی بدلہ ہی پہلی کا۔ اور
ابن مسعود فرماتے ہین کہ ہم راہ چلکر وضو نہین کیا کرتے تھے اور حضرت علی سی روایت
ہی کہ وہ مینہ کے کیچڑ مین کبھی پھر مسجد مین آکر نماز پڑہی اور اپنے پانو نہ دہوئے۔ اور
حفص کہتے ہین کہ مین عبداللہ بن عمر کے ساتھ مسجد مین آیا جب ہم پونہچے تو مین وضو
کی جگہہ کیطرف چلا گیا تاکہ پانو پر جو کچھہ لگ گیا تھا اوسکو دہوؤن حضرت عبداللہ نے
فرمایا کہ مت دہو اسلئے کہ تو ناپاک راہ پر چلتا ہی پھر پاک پر نکلتا ہی اسی سی پاک ہوجاتا ہی
غرضکہ جنہی مسجد مین اگر نماز پڑہلی **فصل** اور منجملہ اُنکی یہہ ہی کہ موزہ اور جوتے کے نیچے
جب نجاست لگجاتی ہی تو اوسکو زمین سی رگڑنا مطلقا کافی ہی اور اوسکو پہنکر حدیث صحیح
کی رو سی نماز درست ہی امام احمدؒ نے اسکی تصریح کی ہی اور اونکی محقق یارون نے اوسکو
پسند فرمایا ہی چنانچہ ابوالبرکات کہتے ہین کہ زوال مطلق رگڑ ڈالنی کی میری نزدیک صحیح ہی
اسلئے کہ حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی راوی ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب
تم مین سی کوئی جوتا پہنکر ناپاکی پر کو چلے تو مٹی اوسکی واسطی پاک کرنیوالی ہی اور ایک

روایت مین یہہ ہی کہ جب ہم مین سی کوئی اپنی موزون سی ناپاکی کو پامال کرے تو
موزونکی پاک کردینی والی مٹی ہی ان دونو روایتونکو ابو داؤد نے بیانکیا ہی اور
ابوسعیدؓ روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی پس اپنی
جوتیان نکالین لوگون نے بھی اپنی جوتیان اُتاردین جب آپ نماز سی فارغ ہوئی لوگونسی پوچہا
کہ تمنی کیون اتارین اُنہون نے عرض کیا کہ تمنی آپکو دیکہا کہ جوتیان اُتارین تمنی بھی اتارین
آپنے فرمایا کہ میری پاس جبرئیلؑ نے آکر خبر دی کہ انمین ناپاکی ہی تو جب تم مین سے
کوئی مسجد مین آوی تو چاہیئی کہ اپنی جوتیونکو اُلٹ کر دیکہی اگر اونمین کچہہ خُبث یعنی ناپاکی ہو
تو اوسکو زمین سی رگڑدی پہر اُن سی نماز پڑہ لے اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت
کیا ہی اور اسکی معنی جو یہہ کہتی ہین کہ ناپاکی سی غرض مکروہ چیزین ہین مثل رینٹ وغیرہ
پاک اشیا کے تو یہہ تاویل کئی وجہ سی درست نہین اوّل تو یہہ کہ اسطرحکی چیزین خبث
نہین کہلاتین دوسری یہہ کہ نماز کیوقت ان اشیا کے پونچہنیکا حکم نہین کیونکہ اُنسے
نماز نہین جاتی تیسرے یہہ کہ انکی لئی نماز مین جوتیان نہین اُتارنی چاہئین اسلئی کہ یہہ کام
بیضرورت ہی ادنی بات ہی کہ مکروہ ہوگا چوتھی یہہ کہ روایت دارقطنی کی ابن عباسؓ سے
یہہ ہی کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ فرمایا کہ جبرئیلؑ نے میری پاس آکر خبر دی کہ
اُنمین خون جلمہ کا ہی جو بڑی قسم کی کلنی ہوتی ہی اور اسوجہ سی کہ جوتی ایسی جگہہ ہی کہ اکثر

روایت مین یہہ ہی کہ جب ہم مین سی کوئی اپنی موزون سی ناپاکی کو پامال کرے تو
موزونکی پاک کردینی والی مٹی ہی ان دونو روایتونکو ابو داؤد نے بیانکیا ہی اور
ابوسعیدؓ روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی پس اپنی
جوتیان نکالین لوگون نے بھی اپنی جوتیان اُتاردین جب آپ نماز سی فارغ ہوئی لوگونسی پوچہا
کہ تمنی کیون اتارین اُنہون نے عرض کیا کہ تمنی آپکو دیکہا کہ جوتیان اُتارین تمنی بھی اتارین
آپنے فرمایا کہ میری پاس جبرئیلؑ نے آکر خبر دی کہ انمین ناپاکی ہی تو جب تم مین سے
کوئی مسجد مین آوی تو چاہیئی کہ اپنی جوتیونکو اُلٹ کر دیکہی اگر اونمین کچہہ خُبث یعنی ناپاکی ہو
تو اوسکو زمین سی رگڑدی پہر اُن سی نماز پڑہ لے اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت
کیا ہی اور اسکی معنی جو یہہ کہتی ہین کہ ناپاکی سی غرض مکروہ چیزین ہین مثل رینٹ وغیرہ
پاک اشیا کے تو یہہ تاویل کئی وجہ سی درست نہین اوّل تو یہہ کہ اسطرحکی چیزین خبث
نہین کہلاتین دوسری یہہ کہ نماز کیوقت ان اشیا کے پونچہنیکا حکم نہین کیونکہ اُنسے
نماز نہین جاتی تیسرے یہہ کہ انکی لئی نماز مین جوتیان نہین اُتارنی چاہئین اسلئی کہ یہہ کام
بیضرورت ہی ادنی بات ہی کہ مکروہ ہوگا چوتھی یہہ کہ روایت دارقطنی کی ابن عباسؓ سے
یہہ ہی کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ فرمایا کہ جبرئیلؑ نے میری پاس آکر خبر دی کہ
اُنمین خون جلمہ کا ہی جو بڑی قسم کی کلنی ہوتی ہی اور اسوجہ سی کہ جوتی ایسی جگہہ ہی کہ اکثر

نجاست اُسکو بہت دفعہ پونچھتی ہی تو رفع حرج کے لئے سخت چیز سی اُسکا ملدالنسا
کافی ہوا جیسے ڈیلا لینے کے مقام کے لئی ہی بلکہ جوتی کیواسطے بطریق اولی ہونا چاہیئے
کیونکہ مقام پاخانہ پر تو نجاست دنمین دو یا تین ہی بار لگتی ہی **فصل** اور یہی حال
عورت کے دامن کا ہی ایکعورت نے خدمت ام سلمہؓ سی پوچھا کہ مین نے اپنا دامن لمبا رکھتی
ہون اور ناپاک جگہہ پر کو گذرتی ہون اونہون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ اوسکے بعد کی جگہہ اسکو پاک کر دیتی ہی روایت کیا ہی اسکو احمد اور ابوداؤد
نے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتکو اجازت دی ہی کہ اپنے دامن اپنے پاؤن تھہ
لٹکالے اور ظاہر ہی کہ ایسا دامن ناپاکی پر لگیگا مگر اوسکو اوسکے دھونیکا حکم نہین فرمایا
بلکہ یہہ فتوی دیا کہ زمین اوسکو پاک کردیگی **فصل** اور جو نیان پہنکر نماز پڑہنی سے
وسواسیونکا دل نہین خوش ہوتا حالانکہ یہہ سنت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے
اصحابؓ کی ہی فعل اور حکم دونو کے اعتبار سی۔ انس بن مالکؓ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جوتیون سی نماز پڑہتے تھے اور شداد بن اوسؓ کہتے ہین کہ آپنے فرمایا
کہ یہودیون کے خلاف کرو کہ وہ اپنی موزون اور جوتونسی نماز نہین پڑہتے روایت کیا ہی اسکو
ابوداؤد نے **فصل** اور ایک یہہ ہی کہ سنت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی نماز پڑہنا
جہان کہین ہو اور جسجگہہ اتفاق پڑے سوا اُن جگہون کے کہ آنسے منع فرمایا یعنی قبرستان

لا تطیب بہ نفوس المومنین من الصلوٰۃ والنعال و
سنۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فصار
ے وانس بن مالک ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کان
وقال ان جبریل اتانی فاخبرنی ان فیہما قذرا او
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خالفوا الیھود فانھم لا یصلون فی
فصل ولانھا کما مر رواہ ابوداؤد و
سنۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فصار
حیث صلے ان وقع
مما نھی عنہ او من المقبرۃ

اور حمام اور اونٹونکے بیٹھنے کی جگہہ چنانچہ یہ فرمانا آپکا صحیح ہی کہ تمام زمین میرے لئے
مسجد اور پاک کرنیکی چیز کردیگئی ہی پس جس جگہہ میری امت مین سے کسیکو نماز کا وقت
آجاوی وہ نماز پڑہ لے اور آپ بکریونکی رہنے کی جگہہ مین نماز پڑہلیا کرتے تھے اور
اور اس امر کا حکم بھی فرمایا اور کسی آڑ کی شرط نہین لگائی - ابن منذر کہتے ہین کہ
سب ائمہ اہل علم کا بکریونکی رہنے کی جگہہ مین نماز کے مباح ہونے پر اتفاق ہی بجز
امام شافعیؒ کے کہ وہ فرماتے ہین کہ مین اسکو مکروہ جانتا ہون مگر اوسصورتمین کہ جگہہ
مینگنیون سے بچی ہوئی ہو اور ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ نماز پڑہو بکریونکے رہنے کی جگہہ اور نہ پڑہو اونٹونکی رہنے کی جگہہ مین اس حدیث کو
ترمذی نے روایت کیا اور صحیح کہا ہی اور امام احمدؒ نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہی کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑہو بکریونکی رہنے کی جگہہ مین اور مت نماز
پڑہو شتر خانون یا اونٹونکی نشستگاہ مین اور اسطرح مسند مین عبداللہ بن المغفل سے
بھی مروی ہی اور ایسا ہی جابر بن سمرہ اور براء اور اسید بن حضیر سے اور فرمایا زمین بالکل
مسجد ہے بجز مقبرہ اور حمام کے اسکو نسائی کے سوا سنن والون نے روایت کیا ہی - اب
اس طریق نبوی اور اس شخص کے فعل مین بڑا فرق ہی جو نماز بچھونے کی اوپر پہلے
بچھا کر ہی پڑہتا ہی اور اسپر چڑہا کیطرح کو دیکر چلتا ہی حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

وانما امر باعطان الابل فقط لعلة عناه صلى الله عليه وآله وسلم وهو ان ذلك
جعلت لي الارض كلها مسجدا او طهورا ايما رجل من امتي ادركته الصلوة
فليصل وكان يصلي في مرابض الغنم وامر بالصلوة في مرابض الغنم
حكاه قال ابن المنذر اجمع اهل العلم على هذا وقال كل ذلك
يحفظ عنه من اهل العلم غير الشافعي فانه قال اكره ذلك الا ان
يكون في مرابض الغنم شيء قال ابو هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
صلوا في مرابض الغنم ولا تصلوا في اعطان الابل رواه احمد والترمذي وصححه وروى
احمد عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صلوا في مرابض الغنم
ولا تصلوا في اعطان الابل ومبارك الابل في المسجد لكم عن عبد الله بن المغفل
واخرجه ابو داود عن جابر بن سمرة والبراء واسيد بن حضير وقال الارض كلها مسجد الا المقبرة
والحمام واخرجه الخمسة الا النسائي وفي الباب عن ابن عمر عند ابن ماجة
فاين هذا من فعل من يصلي على بساط عشه على ظهر بيت وفوق
الكعبة صلى الله عليه وآله وسلم

نے ایسی چٹائی پر نماز پڑہی ہی جو زیادہ استعمال کے باعث سیاہ ہوگئی تھی اوسپر
پانی چھڑکا گیا اور آپنے نماز پڑہلی نہ کبھی اوسپر جانماز بچھی نہ رومال اور آپ کبھی خاک
پر سجدہ کرتے تھے کبھی کنکر و نہر کبھی گاری پر یہانتک کہ اوسکا نشان آپکی پیشانی انور
اور ناک پر معلوم ہوتا تہا۔ اور حضرت ابن عمرؓ کہتے ہین کہ کتے مسجد مین آتے جاتے
تھے اور پیشاب کر دیتے تھے اور لوگ اوسپر پانی نڈالتے تہے اسکو بخاری نے روایت کیا ہے
مگر پیشاب کا ذکر نہین کیا اور ابو داؤد کی نزدیک کتونکا پیشاب کرنا بھی سند صحیح سے ثابت ہے

فصل اور اسمین سے ایک یہ ہی کہ زمانہ نبوی مین لوگ مسجد و نمین ننگے پانو گاری
وغیرہ مین کو آتے تھے ابن ثابت کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آدمی
وضو کرکے ننگے پانو مسجد مین جاوے آپنے فرمایا کہ کچھہ مضائقہ نہین اور کہیل بن زیاد
کہتے ہین کہ مین نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ مینہ کے گاری مین گہسے پہر مسجد مین جاکر نماز
پڑہی اور پانو نہ دہوئے اور ابراہیم نخعی کہتے ہین کہ لوگ پلنی اور گاری مین مسجد تک
جاتے اور نماز پڑہتے اور یحیی بن ثابت کہتے ہین کہ مینہ کے پانی مین کو چلتے اور جہینیز
پڑتی جاتین اسکو سعید بن منصور نے اپنی سنن مین روایت کیا ہے اور ابن منذر نے کہا ہے
کہ حضرت ابن عمرؓ منی مین ننگے پانو گاری پانی مین چلے پہر نماز پڑہی اور وضو نکیا
ابو محمد کہتے ہین کہ جو لوگ اس امر کے قائل ہین وہ علقمہ اور اسود اور عبداللہ بن المغفل

على حصير قد اسود من طول ما لبس فنضحه بالماء وصلى عليه وهم
بغير ثلاثة فوقه بيداه وكان يسجد على الارض تارة وعلى
الحصى تارة وفي الطين تارة وعلى
توزة على جبهته وانفه وقال
ابن عمر كنا نصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم
في المسجد ولم يكونوا يتقون شيئا من
ذلك رواه البخاري وهم يبقى وهو عند
ابي داود باسناد صحيح بل الزيادة
من ذلك ان الناس في عهد النبي صلى الله عليه وسلم
كانوا يبولون ثم يدخلون المسجد
فصل
ولم يكونوا يرشون شيئا من
ذلك
ولم يكن للمسجد
يومئذ سقف
وكان المطر
يصيب المصلي
فيخوض الماء والطين
قال يحيى بن ثابت كانوا يصلون
في الطين والماء
سعيد بن منصور عن ابن عيينة
وكيع عن ابن ابي ليلى
وعلي

اور سعید بن المسیب اور شعبی اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ اور مالک ہین اور
ایکصورت شافعیہ کی بھی یہی ہی اور یہی قول اکثر اہل علم کا ہی اور یہہ وجہ بھی ہی کہ
پانونکی ناپاکی دینی مین بڑی مشقت ہی شریعت کی جیسے کفار کے یہانکی کہانون
اور کپڑون اور بدکارون شرابخوارون وغیرہ کے کپڑونکے نجس کرنیمین ہی ابو البرکات
ابن تیمیہ کہتی ہین کہ اس سب بیان سی زمین کا خشک ہوکر پاک ہوجانا قوی ہوتا ہے
اسلئی کہ انسان بحسب عادت ہمیشہ اپنی راستونمین جہانکو بہت آمد و رفت بازار و مسجد وغیرہ کی
طرف کرتا ہی جابجا نجاستونکو دیکھتا ہی پس اگر خشکی سی اثر نجاست دور ہونیکے بعد زمین کو
پاک نکہا جاوی تو اسپر نجاست کی جگہونسی بچنا لازم ہوگا اور اسکی بعد ننگے پانو رہنا
اوسکو درست نہوگا حالانکہ معلوم ہوچکا کہ صالحین سلف نے اس سی احتراز نہین کیا
اور ابو قلابہ کہتی ہین کہ کوچونکا سوکھہ جانا مثل پاک کرنیکے ہی **فصل** اور اسمین سی ایک
یہہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسی نے مذی کا حال پوچھا آپنے وضو کرنیکو فرمایا
اوسنے عرض کیا کہ اگر میری کپڑی کو اسمین سی کچھہ لگجاوی تو کیا ارشاد ہی فرمایا کہ ایک چلّو
پانی لیکر جسجگہہ دیکھو کہ لگ گئی ہی چھڑک دی روایت کیا ہی اسکو احمد اور ترمذی اور
نسائی نے پس مذی کی جگہہ پر پانیکا چھڑک دینا درست فرمایا جیسے لڑکے کی پیشاب
پر پانی چھڑکنے کا حکم کیا ہی ہماری استاد فرماتے ہین کہ یہی امر بہتر ہی اسلئی کہ یہہ ایسی نجاست

قال ابو البرکات ابن تیمیہ وھذا کلہ یقوی طہارۃ
الارض بالجفاف لان الانسان یعتاد المشی فی الطرق
والمساجد والاسواق وغیرھا حافیا فلو لم تطہر
بالجفاف لتنجس ما یلاقیہ من رطوبۃ
وفی ذلک حرج عظیم وقد علم ان السلف الصالح
کانوا یصلون فی مساجدھم التی لیست مفروشۃ
ولا یامرون بغسل ما یصیبہ من الارض
وقد حکی ابو قلابۃ الاجماع علی ذلک
فصل
ومن ذلک ان المنی اذا اصاب ثوب
احدھم او جسدہ اجزأہ ان یمسحہ
بخرقۃ او بیدہ ثم یصلی فیہ
ولا یجب علیہ غسلہ
لما روت عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سئل عن المنی یصیب الثوب فقال
انما ھو بمنزلۃ المخاط او البصاق او
قالت کالمخاط او البصاق او کالبصاق
او کالمخاط انما یجزیک فیہ الاذخر
رواہ احمد والنسائی وفی لفظ
لاحمد حسبک ان ترمیہ بطرف ثوبک
او قالت بطرف ثوبی ھذا
وفی لفظ
لمسلم اذا رأیتہ فاغسلہ
فان لم تر نضحت حول مکانہ
وفی لفظ
لابی داود اذا رأیت المنی فی ثوبک
فاغسل موضعہ او ثوبک کلہ
فان خفی علیک فاغسلہ
وانضح ما لم تر
وفی لفظ
للدارقطنی اذا رأیت المنی فی ثوبک
فاغسل ما حولہ
وانضح ما لم تر
وفی لفظ
للدارقطنی اذا رأیت المنی فی ثوبک
فاغسل ما حولہ
وانضح ما لم تر

ہی کہ اس سی بچنا بہت مشکل ہی کیونکہ جوان اور مجرد آدمی کو اکثر عارض ہوتی ہی تو
اسمین تخفیف ہوئی لڑکے کے پیشاب اور موزہ اور جوتے کے نیچے کی نجاست کی نسبت کر
زیادہ مناسب ہی اور اسمین سی ہی اتفاق مسلمانونکا اس امر پر جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ
وسلم نے انکی لئی مسنون فرمایا ہی یعنی ڈیلون سی استنجا کرنا جاڑی اور گرمی کے موسم مین
باوجودیکہ استنجے کی جگہہ پر پسینا آکر کپڑی پر لگجاتا ہی مگر اوسکے دہونیکا حکم نہین دیا اگر
کہ ہرج نہوا اور اسمین سی ایک یہہ ہی کہ تہوڑی مقدار خچرون اور درندونکی لید کی معاف
ہی یہہ ایک روایت ہی امام احمدؒ کی دو روایتون سی اور ہمارے استادنے اسکو پسند
کیا ہی اسوجہ سی کہ بچنا مشکل ہی ولید بن مسلم کہتے ہین کہ مین نے اوزاعیؒ سی اُن چوپایونکے
پیشاب کا حال پوچھا جنکا گوشت نہین کہایا جاتا مثل خچر اور گدہی اور گہوڑی کے
اُنہون نے کہا کہ اگلے لوگ لڑائیون مین انمین مبتلا ہوتے تھے تو نہ جسم پر سے دہوتے تھے
نہ کپڑی پر سی اور اسیوجہ سی امام احمدؒ نے تصریح فرمائی ہی کہ تہوڑی سی ودی معاف
ہی مثل ندی کے اور اسطرح تہوڑی قی معاف ہی اور ہمارے شیخ کہتے ہین کہ کپڑی اور
جسم کا دہونا مواد اور پیپ اور زرد آب وغیرہ سی واجب نہین اور اوسکی نجاست
پر کوئی دلیل قائم نہین ہوئی اہل علم کا مذہب یہہ ہے کہ وہ پاک ہی بیان کیا ہی اوسکو
ابوالبرکات نے اور حضرت ابن عمر اوسکی باعث نماز نہ توڑتے تھے اور خون کے نکلنی سی نماز

سی پہرتے تھی یعنی زرد آب کو شکنندہ وضو بجانتی تھی اور خون کو جانتی تھی اور
حسنؒ سی بھی ایسا ہی کچھہ مروی ہی اور ابو مخلد سی کسینے بدن اور کپڑی پر پیب
کے لگنی کا حال پوچھا تو کہا کہ کچھہ نہین خدا تعالی نے صرف خون کا ذکر کیا ہی
پیب کو نہین فرمایا اور اسحق بن راہویہ کہتے ہین کہ میرے نزدیک خون کے سوا جو کچھہ
ہی وہ بدبو عرق کی مانند ہی اور موجب وضو نہین اور امام احمدؒ سی کسی نے پوچھا کہ آپکے
نزدیک خون اور پیب برابر ہین آپنے فرمایا کہ نہین خون مین کسی نے اختلاف نہین
کیا اور پیب مین لوگونکا اختلاف ہی اور ایکدفعہ آپنے یہ فرمایا کہ پیب اور زرد آب
اور مواد میرے نزدیک خون سی سہل تر ہین اور اسمین ہی وہ قول کہ امام ابو حنیفہ رح
نے فرمایا ہی کہ جب مینگنی چوہی کی گیہون مین پڑکر پسجاوے یا بھنی تیل مین گری تو اسکا
کھانا جائز ہی بشرطیکہ متغیر نہوا اسلئی کہ اس سی بچنا غیر ممکن ہی الا اگر پانی مین گریگی تو
اسکو نجس کردیگی اور بعض شافعی کا مذہب یہ ہے کہ جن گیہون پر روندنے کیوقت
گدہی کا پیشاب پڑگیا ہو انکو بدون دہوی کہانا درست ہی اسلئی کہ سلف نے
نہین کیا اور اللہ تعالی نے کتی کا شکار حلال کیا اور یہہ نہین فرمایا کہ اوسمین
کسی جگہہ کو دہویا جاوے یا کاٹ ڈالا جاوے اور حدیث مین بھی کہین نہین آیا نہ کسی
صحابہ سی منقول ہی اور اسمین سی ہی وہ مسئلہ کہ سلف کی ایک جماعت نے فتوی دیا ہے

کہ آدمی جب اپنے یا نہون یا کپڑے پر بعد نماز کے نجاست دیکھے اور پہلے سے اوسکو
معلوم نہ تھی یا اسکو بھولگیا تہا یا اوسکو دور کرنیسے عاجز تھا تو اسپر اس نماز کا دوبارہ
پڑہنا نہین اور اسمین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نواسی امامہ بنت زینب
کو گود لئے نماز پڑہی جب سجدہ کرتے تو اتار دیتے اور جب کہڑے ہوتے تو اٹھا لیتے بخاری
اور مسلم دونون نے روایت کیا ہے اور امام احمد نے یہی صورت حضرت حسنین کے حق مین
ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور شداد بن الہاد کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت
حسن یا حسین کو اٹھائے ہوئے ہمارے پاس نکلے پس انکو بٹھا کر نماز کے لئے اللہ اکبر کہا
اور اس نماز مین ایک لمبا سجدہ کیا جب نماز پڑہ چکے تو فرمایا کہ میرا لڑکا مجھپر سوار ہوگیا
تہا تو مجکو جلدی اتار دینا اچہا نہ معلوم ہوا روایت کیا ہے اسکو احمد اور نسائی نے اور
حضرت عایشہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد پڑہتے اور مین حالت حیض مین
آپکے برابر ہوتی اور مجھپر ایک چادر ہوتی جسمین سے کسیقدر آپکے اوپر ہوتی روایت کیا ہے
اسکو ابوداؤد نے اور فرماتی ہین کہ ایام حیض مین مین اور آپ ایک کپڑے مین سوتے
اگر کچھہ مجھہ مین سے اس کپڑے کو لگجاتا تو آپ اسیقدر کو دہوڈالتے اس سے زیادہ نہ بڑہتے
اور اسی سے نماز پڑہتے اور اسمین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کپڑونکو
پہنا اور انسی نماز پڑہی جنکو مشرکون نے بنا تہا اور جب حضرت عمر زخمی انکی پنڈی سے

کرنا چاہا تھا تو ابو مالک رضہ نے جو کچھ کھا تھا وہ پہلے ہم پان کر چکے اور اسی قباء پر
پر بانات ہی پس اس سی بچا داخل و سواس ہی اور جب حضرت عمرؓ جابیہ مین تشریف لائے
تو ایک کپڑا ایک نصرانی سی مانگ کر پہنا یہانتک کہ آپکے لئی قمیص سیا گیا یا دھویا گیا
اور ایک نصرانی عورت کی گھر پر سے وضو کیا اور حضرات سلمان اور ابو داؤد رضہ کسی
نصرانیہ کے گھر مین تھی حضرت ابو درداء نے اس سی کہا کہ تیری گھر مین اگر کوئی جگہہ پاک ہو تو
ہم نماز پڑہلین اوسنی جواب دیا کہ تم دونو اپنی دلونکو پاک کرلو پھر جہان چاہو وہان نماز پڑہو
حضرت سلمانؓ نے اُنسے کہا کہ سیکہہ لو یہہ بات ایسی شخص سی جو فقیہ نہین اور اسمین سی ہی کہ
صحابہ اور تابعین حوضون اور کہلی پر تنونمین سی وضو کرتے تھی اور یہہ پوچہتی تھی کہ انمین
ناپاکی تو نہین لگی باکتی خواہ درندے نے تو نہین پیا چنانچہ موطا مین یحیی بن سعید سے
روایت ہی کہ حضرت عمرؓ ایک رسالہ کی ساتھہ باہر نکلے اسمین عمرو بن عاص بھی تھی حتی کہ دونو
ایک حوض پر پونہچی عمرو بن عاص نے حوض والے سی پوچہا کہ تیری اس حوض مین درندے
تو پانی نہین پیتی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مت بتلانا اسلئی کہ ہم اور درندی ایکدوسرے
کے بعد آتے ہین اور سنن ابن ماجہ مین ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسینے سوال
کیا کہ گدہونکے جہوٹی سی ہم وضو کرین آپنے فرمایا کہ ہان اور درندونکی جہوٹی سے
بھی اور حضرت عمرؓ ایکدن چلے جاتے تھی پرنالہ مین سی کوئی چیز آپکے اوپر گری آپکے

وکان سلمان ابو الدرداء هما فی بیتها فقال لها هل فی بیتک مکان طاهر فصلی فیه فقال لها
ابو الدرداء هما فی بیتک فی بیتها فقال لها سلمان لو لا انک ابو الدرداء لم تعلم
ما فی بیتها فقال لها ابو الدرداء هما فی بیتک فی بیتها فقال لها سلمان لو لا انک
ابو الدرداء لم تعلم ما فی بیتها فقال لها ابو الدرداء هما فی بیتک فی بیتها فقال لها
سلمان لو لا انک

ساتھہ ایک رفیق تھا اوسنے پرنالے والے سے پوچھا کہ تیرا پانی پاک ہی یا ناپاک آپنے
فرمایا کہ اے پرنالے والے ہمکو کچھہ مت کہنا یہہ کہکر چلے گئے ذکر کیا ہی اسکو امام احمد نے
ہماری شیخ کہتے ہین کہ بھی حال ہی جسوقت کہ آدمی کے پانو یا دامن مین کوئی چیز
لگی ہو اور اوسکو معلوم نہو کہ کیا ہی تو اوسکو اوسکا سونگھنا اور پہچاننا واجب
نہین اور اسکی حجت وہی بیان کی ہی جو روایت حضرت عمر رضہ سے گذری اور واقع مین فقہ بھی
یہی ہی انسواسطے کہ مکلف پر اسباب کی جاننے کے بعد حکم مترتب ہوا کرتے ہین اور اس سے
پہلے معاف رہتے ہین پس جو چیز خدا تعالی نے معاف فرمائی ہو اوسکی
کرید کرنی نچاہیے اور اسی مین سے ہے تھوڑے سے خون کو ساتھہ نماز
پڑھنی بخاری فرماتے ہین کہ حضرت حسن نے فرمایا ہی کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخمون مین
نماز پڑھتے رہے ہین اور فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضہ نے ایک پھنسی کو دبایا اسمین سے خون
نکلا پس آپ نے وضو نکیا اور ابن ابی اوفی نے نماز کے اندر خون تھوکا اور نماز پڑھتے رہے اور
حضرت عمر رضہ نے نماز پڑھی اور آپکے زخم سے خون جاری تھا اور اگلے لوگ اپنی تلوارین جنکو
خون لگا ہوتا تھا تن پر لگائی ہوئی نماز پڑھ لیتے تھے اور پونچھہ ڈالنے پر کفایت کرتے تھے
اور اسی قیاس پر صیقل کی ہوئی چھری کو پونچھنا کافی ہی اس سے معلوم ہوا کہ قصائی کو
اپنی چھری کا پونچھہ ڈالنا کافی ہی چنانچہ امام احمد نے اسکی تصریح کی ہی اور اسمین سے

صاحب له فقال یا صاحب
المیزاب کم اذا طاهر وبخر وا
فقال عمر یا صاحب المیزاب
تخبرنا وتضع ذکر یہ
قال شیخنا وکان ذلک اذا
اصاب ثوبه او ذیله
بالبلل الذی رطب ولا یعلم ما هو
یجب علیه ان یشمه ویتوقف ما هو
واحتجوا بقول من
قال ان الحکم یتعلق علی الکشف بعد علمه
بسبب او قبل ذلک وهی عن العفو فما عفا
الله عنه فلا ینبغی ان یکشف عنه ۱۲ منه

ذکر الحسن فی ذلک
قال البخاری وقال ابن عمر یعصر ابن آدم فی الصلوة
وقال عمر انی لاجد نفخ دمها فامضی فی صلوتی
ویعصر ابن ابی اوفی دما فی صلوته فبزق
وصلی عمر وجرحه یثعب دما
وعصر ابن المنکدر جرحا فی بطنه ثم قام فصلی
ولم یتوضا وعصر ابن عمر بثرة فخرج منها دم فلم یتوضا
وبصق ابن ابی اوفی دما او قیحا ومضی فی صلوته
وقال طاؤس والحسن یعصر ما فی الاحلیل من الدم
وقال ابن عمر البعوض یصلون فیقتلونها
وهم فی الصلوة
وقال ابن عمر اذا رعف احدکم فلیخرج
فلیغسل عنه الدم ثم لیتم صلوته
وقال ابن عباس

ہی کہ دائیان رسول اللہ صلے علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سی ہمیشہ اپنی کپڑون سی نماز پڑہتی
تہین اور شیر خوار اُنکی کپڑون پر مُتے کرتے تھی اور اُنکی رال بھی کپڑون اور بدن پر گرتی ہی
مگر وہ کچھہ دہوتی نہین اسلیے کہ شیر خوار کا تھوک اُسکی مُنہ کو پاک کر دیتا ہی جیسے بلّی کا تھوک
اُسکی مُنہ کا پاک کرنیوالا ہی جسکے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ وہ نجس
نہین اسلیے کہ وہ تُمہاری پاس آمد و رفت رکھنی والونمین سی ہی اور اب اوسکی لیے برتن
جُہکا دیتی تھی کہ پانی پیوی باوجودیکہ وہ چوہی اور کیڑی مکوڑی کہاتی ہی اور امام احمدؒ
نے تصریح کی ہی کہ دہوبی کی رسّی پاک ہی جبکہ وہ اُسپر گیلا کپڑا ناپاک پھیلاوے اور اوسکے
سوکہنی کے بعد پہر پاک کپڑا پھیلاوے اور یہہ ایسا ہی جیسا حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے
ہین کہ زمین نجس کو آفتاب اور ہوا پاک کر دیتی ہین اور امام احمدؒ کے لوگونکی لیے بھی حجت ہے
کہ وہ اس زمین سی تیمم درست کہتی ہین اور اسا ہمین حدیث ابن عمرؓ کی مثل نص کے ہی جو
گذری کہ کتی مسجد مین آیے جاتے اور پیشاب کرتے تھی اور اوسمین سی ہی یہہ کہ تھوڑا
پانی بدون بدلنی رنگ وغیرہ کے ناپاک نہین ہوتا یہہ قول اہل مدینہ اور اکثر سلف کا ہی
اور اُسکو امام احمدؒ کے یارونکی ایک جماعت نے پسند کیا ہی اُنہین مین سی ہین ہماری شیخ
اور اُنکی شیخ ابن ابی عمر۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی اسکو احمدؒ نے روایت کیا ہی اور مسند اور سنن

عن ابن المنذر قال اجمع کل من نحفظ عنہ من اہل العلم علی ان بول الصبی الذی لم یطعم
ولبن الجاریۃ الصغیرۃ ینضحہ ویغسل بول الغلام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی فی ثیابہ و
فی الصحیحین عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان
عائشۃ یابس فرکہ وابن عباس رضی اللہ عنہ
قال انما یغسل الثوب من خمس من البول والعذرۃ والدم والمنی والخمر
وقال ابن عباس رضی اللہ عنہ ان ریق الحائض لا یطہر ثوبا ولا یصلی فیہ
وقال ابن عباس رضی اللہ عنہ ان ریق الحائض لا یطہر ثوبا ولا یصلی فیہ
وقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما یغسل ثوبک اذا رأیت فیہ دما

ہین حضرت ابوسعید سے مروی ہی کہ لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا ہم برضاعہ
سے وضو کرین وہ ایک کنوان ہی جسمین حیض کے کپڑے اور کتونکے گوشت اور نا
ڈالی جاتی ہین آپنے فرمایا کہ پانی پاک کرنیوالا ہے اوسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی
اور ترمذی نے کہا ہی کہ یہ حدیث حسن ہی اور امام احمد فرماتے ہین کہ حدیث بیر بضاعہ
کی صحیح ہی اور اُنکی الفاظ یہ ہین کہ کیا آپکے لئے بیر بضاعہ سے پانی بہرا جاتا ہی آخر حدیث
تک اور اوسمین ہی کہ اسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی مگر جو اوسکی بو اور مزہ اور رنگ پر
غالب ہو جاوے اور امام احمد ہی نے یہہ حدیث حضرت ابوسعید سے روایت کی ہی کہ
آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن حوضونکا حال پوچھا گیا جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان
مین ہین کہ اُنمین کتے اور درندے اور گدہے پانی پیتے ہین اُنسے وضو کرین آپنے فرمایا کہ
جانورونکا اُسقدر ہی جو پیٹ مین لیگئے اور ہمارے واسطے پانی پاک کرنیوالا ہی اگرچہ ان
دونو حدیثون مین گفتگو ہی اور زہری کہتے ہین کہ جب کتا برتن مین منہ ڈالجاوے اور
آدمی کے پاس اوسکے سوا اور پانی نہو تو اوسی سے وضو کرے پھر تیمم کرے سفیان ثوری
کہتے ہین کہ فقہ بھی یہی ہی بعینہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فلم تجدوا ماء فتیمموا اور یہہ اسلئے
پانی ہی کہ نفس کو اُس سے کراہت ہی اسلئے اُس سے وضو کرے پھر تیمم کرلے اسیطرح
بخاری مین اور امام احمد نے تصریح فرمائی ہی کہ تیل کے مشکیزہ مین کتا منہ ڈالے تو

کہا ہاجاوی **فصل** اور اسمین سی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو شخص دعوت
کرتا آپ قبول فرماتے اور اُسکا کہانا کہاتے اور ایک یہودی نے آپکی ضیافت جَو
کی روٹی اور بگڑی سالن سی کی تھی اور خدا تعالی نے اہل کتاب کا کہانا حلال فرمایا ہے
اور مسلمان اُنکا کہانا کہایا کرتے تہے اور حضرت عمرؓ نے انسے شرط کرلی تہی کہ جو
مسلمان تمہارے پاس آوے اوسکی ضیافت کرو اور جو تم کہاتے ہو اوسکو کہلاؤ اور جب
آپ شام مین تشریف لائے تو آپکے لئے اہل کتاب نے کہانا تیار کیا اور بلایا آپنے پوچہا
کہ وہ کہان ہی اُنہون نے کہا کہ گرجا مین ہے آپنے اوسکے اندر جانا مکروہ سمجہا اور حضرت
علیؓ سے فرمایا کہ تم لوگونکو لیجاؤ چنانچہ وہ لیگئے اور کہانا کہایا حضرت علیؓ گرجا کی
صورتونکو دیکہتے تہے اور فرماتے تہے کہ اگر امیر المومنین عمرؓ بھی آتے اور کہاتے تو کچہہ اُنکا
ہرج نہ تہا اور ایک لڑکے کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلاکر اپنی گود مین بٹہایا اور اُسنے
آپ پر پیشاب کردیا آپنے پانی منگاکر اوسپر چہڑک دیا اور دہویا نہین اور یہہ بیان بہت
مین سی تہوڑا ہی ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ مین بہیجا گیا ہون ایک طرفی اور
نرم ملت کی ساتھہ روایت کیا ہی اوسکو احمدؒ نے اور اس ملت کو ایک طرفی اور نرم
اسلئے فرمایا کہ توحید مین یکتا اور عمل مین سہل ہے اور ان دونو باتونکی ضد شرک اور حلال
کو حرام کرنا ہی اور انہین دونونکی طرف اشارہ ہی اس حدیث قدسی مین کہ مینے اپنے

فقال یوکل وفصل ومن
ذلک انہ صلے اللہ علیہ و
الہ وسلم کان یجیب من دعاہ
فیاکل من طعامہ وضافہ یہودی
بخبز شعیر وإهالة سنخة و
احل اللہ طعام اہل الکتاب
وکان المسلمون یاکلون من
طعامہم وشرط علیہم عمر ضیافة من
مر بہم من المسلمین فایما اہل الکتاب بطعامہ فان دعوہ فقال ابن ہو
فقالوا فی البیعة فقال دعوہا وقال لعلی ائت بہم فاتاہم علی
فقال ہیئوا للمسلمین واکلوہ وجعل علی یعرض الصور
فقال لو مر بہا عمر لصوبہا
فی الکنیسة ویقول لعلی امیر المومنین کو
دخل واکل ودعی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بصبی
فوضعہ فی حجرہ فبال علیہ فدعی بماء فصبہ
ولم یغسلہ وانما اقلیل من کثیر وقال
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت
بالحنیفیة السمحة رواہ احمد
وجمعین کو نہا حنیفیة
سمحة فی حنیفیة والتوحید سمحة
فی العمل وضد الامرین
الشرک وتحریم الحلال
وہما المشار الیہما
فی قول اللہ تعالی الخ

بند ونکو ایک طرفہ پیدا کیا پس شیطانون نے اونکو اونکے دین سی فریب دیا اور
اُنپر میری حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیا اور انکو حکم کیا کہ میری ساتھہ اُس چیز کو شریک
کرین جسکی مین نے سحت نہین اُتاری غرضکہ شرک اور حلال کا حرام کرنا ساتھہ ہی ساتھہ
ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبالغہ کرنیوالونکی مذمت فرمائی ہی اور اُنکی تباہی کی
خبر دی چنانچہ تین بار فرمایا سُنا ہو کہ غلو کرنیوالے ہلاک ہوئی اور بعض صحابہ رضہ نے
قسم کہائی ہی کہ غلو کرنیوالونکی حقیقین جتنی سخت تر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی اُتنا مین
اور کسیکو نہین دیکھا اور اسیوجہ سی جب آپنے روزہ وصال کا رکہا اور چاند دیکھا تو فرمایا
کہ اگر چاند دیر مین نکلتا تو مین ایسا وصال کرتا کہ مبالغہ والے اپنا مبالغہ چہوڑ دیتے اور
صحابہ رضہ کا دستور تہا کہ اپنے نبی کی اقتدا کے باعث تکلف نہین کرتے تھے اللہ فرماتا ہی
قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اور حضرت انس فرماتے ہین کہ ہم حضرت
(کہہ مین نہین مانگتا تم سی اسپر کچہہ نیگ اور مین نہین تکلف کرنیوالون سی)
عمر رضہ کے پاس تھے پس ہمنے سُنا کہ کہتے تھے کہ ہم تکلف سی منع کیے گئے ہین اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ ہر پچھلو نمین سی اس علم کو انکے عادل اُٹھاوینگے وہ اہل
الفاظ کا بدلنا غلو کرنیوالونکا اور نیا مذہب اختیار کرنا باطل والونکا اور معانی کا
بدلنا جاہلونکا دور کرینگے اس حدیث مین اسلام کا بگاڑ تینون جماعتونکی طرف
سے فرمایا اور غلو کرنیوالون سی شروع کیا پس اگر خداوند پاک اپنے دین کے لئے ایسے

شخص کو قائم نکرتا جو دین سی فساد دور کری تو اس دین پر وہی گذرتا جو ان لوگون
کے ساتھ سی پہلے سب دینون پر گذرا ہی **فصل** اور اسمین سی ہی حروفکے مخارج مین
وسوسہ اور مبالغہ کرنا ابو محمد بن قتیبہ مشکل القران مین کہتی ہین کہ پہلے لوگ اپنی
زبانونمین پڑھا کرتے تھی پہر اونکے بعد ایک قوم شہر والون اور عجم کی اولاد مین سے
آئی جنکی سرشت اُس زبانکی نہ تھی پس اُنہون نے بہت سی حرفونمین لغزش اور بگ کی
اور بگاڑا اُنہین مین سے وہ شخص ہی کہ عوام کے نزدیک اللہ تعالی نے اُسپر نیکی کا پردہ
ڈالا اور دلونکے عندیہ مین دین کا ساتھی کیا مگر مین نے اُس سی زیادہ غلط کرنیوالا کوئی
نہ دیکھا کہ ایکحرف مین جس بات کو استعمال کرتا ہی اُسکی نظیر مین اُسکو چھوڑ دیتا ہی اور ایک
اصل قرار دیتا ہی اور بلا وجہ اوسکی مخالفت کرتا ہی اور مد اور ہمزہ اور اشباع اور
اضجاع اور ادغام مین زیادتی کرتا ہی اور سیکھنے والونسے سختی اٹھواتا ہی اور جو
بات خدا تعالی نے آسان کی ہی امت پر اُسکو مشکل کرتا ہی اور عجیب بات یہ ہی کہ لوگونکو
یہہ اختلافات پڑھاتا ہی اور نماز اُن سی مکروہ جانتا ہی تو اگر ان سی نماز ہی جائز نہین
تو پہر کسیجگہہ اس قرات کو استعمال کیا جاویگا اور ابن عیینہ کی نزدیک جو شخص اس جیسی
قرات پڑھی اسکی اقتدا درست نہین اور ابن عیینہ کی رای کے موافق بہت سی صلحا ہین
مگر عوام اور بازاری اُس قراءت کو اچھا جانتی ہین اسنظر سی کہ جب انہون نے اوسکو مشکل

ہجی علیہ ما ھجی عانیکا
ہر ادیان قبلہ منہم وفصل
ومن ذلک ابو یوسف وفضار
الحرف والنظر فیہ
قال ابو محمد بن قتیبہ فی
مشکل القران کان الناس
یقرؤن علی الاحرف
فہم من اہل الامصار ولبنا الیہم طلبہ العلم
فہو ابو عبد اللہ علیہ عند العامۃ بالعلم
ہل الخلاف حتی ماتین علہ فی نظیرہ ویوصل
اصلا ویخالفہ لغیر علۃ ویفظ والمد و
الہمز والاشباع والاضجاع والادغام ویحمل
المتعلمین علی الصعب ویعسر علی الامۃ ما یسہ اللہ و
ما فی ای الموضع یکتفی بہا وکان
الکثر الصلوۃ بہا ہجی ہا وکان
ہو عیینۃ فی ای علم الامۃ من
فضل الرجل وفقہ ابن
عیینۃ بحما عۃ من
الصلحا والعامۃ والسوقۃ
تستحسنہ وتقدمہ لفضیلۃ

اور شاگردونکی آمد و رفت قاری کے پاس بہت پائی تو اونکو وہم اسکی فضیلت کا ہوگیا
اور جب انکے عندیہ مین یہہ بات جمگئی اور قرارت کیوفت قاری کی باچھین تر چہی گردن
کی رگین پہولی پیشانی پسینے سے تر دیکہی تو جان لیا کہ یہہ بات فضیلت ہی کی وجہ سے
ہی حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرارت ایسی نہی اور کسی سلف کے نیکبختونکی نہی
اور ابن مبارک نے اس شخص کی سی قرارت سے منع فرمایا ہی فضل بن زیاد کہتے ہین کہ
ایک شخص نے ابو عبداللہ سے کہا کہ اوسکی قرارت مین سے مین کیا چہوڑ دون اونہون نے
کہا کہ ادغام اور کسرہ جو عرب کے زبانو نمین سے کسی مین نہین معلوم ہوتا اور اونکی لڑکی
عبداللہ نے جو اُنسے پوچہا تو کہا کہ سخت کسرہ اور حرف کو لٹا دینا چہوڑنا چاہیے اور
دوسری جگہہ مین کہا کہ اگر ادغام نکیا جاوے اور ویسا اضجاع نکرے تو کچہہ مضائقہ نہین
اور امام احمد سے مروی ہی کہ اُنہون نے فرمایا کہ یہہ قرارت نئی نکلی ہی اسپر کسی نے نہین
پڑہا اور اوسکو بُرا جانا ہی یہہ معنی ہین اوسکے جو ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہی **فصل**
جواب مین وسوسواس والونکی حجت کی اول اُنکا یہہ کہنا کہ جو کچہہ ہم کرتے ہین احتیاط
ہی وسواس نہین تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ تم اسکا جو چاہو نام رکہلو مگر ہم تم سے یہہ پوچہتے
ہین کہ یہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فعل کی اور جسپر کہ اصحاب تہے اوسکے موافق ہی
کہ نہین اگر کہو کہ موافق ہی تو بہتان اور جہوٹ ہی تو ضرور ہی کہ اقرار کرو کہ اوسکی

ولا الجهارة عن الله فما ادري
ولا الجهارة عن الله فما ادري
ولا الجهارة عن الله فما ادري

موافق نہین مخالف ہی پس اسکے بعد اسکو احتیاط نام کرنا تمہاری مفید نہوگا یہ تو
ایسا ہی ہوا کہ کسی شخص نے امر ممنوع کیا اور اسکا نام کچھہ اور رکھہ لیا جیسے شراب
کو اور نام سے پکارتے ہین اور سود کو معاملہ کہتے ہین اور حلالہ کو نکاح کہتے ہین جسکے
کرنیوالیکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہی اور نماز مین ٹکرین مارنیکو تخفیف
کہتے ہین حالانکہ آپنے فرمایا کہ ایسے شخص نے نماز نہین ادا کی اور نہ اُس سے مقبول
ہوئی تو اسیطرح تم بھی دین مین غلو اور مبالغہ کو احتیاط کہتے ہو اور وہ احتیاط کہ آدمی کو
بکار آمد ہو اور اوسپر اللہ تعالی اسکو ثواب دے وہ سنت کی موافقت مین ہی اور جو شخص کہ
سنت سے باہر ہوگیا اوسنے اپنی نفس کی احتیاط نہین بلکہ اصل احتیاط کو ترک کردیا
اور ایسی ہی جو لوگ کہ اختلافی جگہونمین طلاق پڑجانیکی لئے جلدی کرتے ہین مثلا
کسی سے زبردستی طلاق دلوائی جاوے اور نشہ والے کی طلاق اور طلاق البتہ اور
تین طلاقونکا اکہٹا دینا اور طلاق بمجرد نیت کی اور طلاق مدت مقرر کی ہوئی جسکی
میعاد کا آنا معلوم ہو اور قسم طلاق کی وغیرہ کہ انمین اماموںکا اختلاف ہی پس جب
مفتی تقلید کی رو سے اس طلاق کو واقع کردے اور کہے کہ شرمگاہ ہونیکی لئے زیادہ احتیاط
اسیمین ہی تو اصل احتیاط کا تارک ہی اسلئے کہ وہ شرمگاہ کو ایک پر حرام کرتا ہی اور
دوسری پر مباح تو احتیاط کہان رہی احتیاط کیصورت تو یہہ تہی کہ اُسکو اپنی حال پر

ان الذی یفتح صاحبہ ویثبتہ الله علیہ الاحتیاط
ان الذی یفتح صاحبہ ویثبتہ الله علیہ الاحتیاط
ان الذی لعن رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم صاحبہ
ان الذی اخبر رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم صاحبہ
ان الذی علمہ رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم صاحبہ

رہنے دینا یہانتک کہ اسکی سرمت پر اجماع امت ہو جاتا یا کوئی حجت اللہ تعالی اور
اسکے رسول کیطرف سے اوسپر لاتا جیسا کہ اوسپر امام احمد رح نے نشہ والے کی طلاق مین تصریح
فرمائی ہی کہ ابو طالب کی روایت مین کہا ہی کہ جو شخص طلاق کا حکم نہین کرتا وہ ایک ہی بات کرتا
ہی اور جو طلاق کا حکم دیتا ہی وہ دو باتین کرتا ہی کہ خاوند پر حرام کرتا ہی اور دوسرے
پر مباح تو پہلا شخص دوسرے کی نسبت کرا چھا ہی اور طلاق پڑنیمین احتیاط ممکن نہین
مگر اوسی صورتمین کہ اجماع امت ہو یا وہان کوئی نص اللہ تعالی اور اوسکے رسول کیجانب
سے ہو کہ اوسپر رجوع کرنا واجب ہو ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ احتیاط جب ہی نیک اچھی
ہی کہ آدمی کو سنت کی مخالفت پر نہ پونہچا دی اور جب مخالفت پر پونہچا دی تو احتیاط
نہین ہی کہ اس احتیاط کو چھوڑی اس پاس سے وسواسیونکی حجت کا جواب بھی نکل آیا جو
ان احادیث سے کرتے تھے کہ جو شخص شبہہ کی چیزونکو چھوڑتا ہی وہ اپنے دین اور آبرو کو
پاک کرتا ہی اور چھوڑدی اس چیز کو جو شک مین ڈالے تجکو طرف ایسے چیز کی جو شک
مین نہ ڈالے اور گناہ وہ ہی جو سینہ مین خلش کری اسلیے کہ شبہات وہ ہین جنمین حق
باطل سے اور حرام حلال سے ایسی طرح مشتبہ ہو جاتی ہی کہ اوسمین دلیل کسیطرف ہو اور کسیکی
علامتین مقابل ہون اس نظر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبہہ کی چیزونکے چھوڑنے اور واضح
اور صاف کیطرف رسیل کرنیکی ہدایت فرمائی اور ظاہر ہی کہ غایت وسواس یہہ ہے کہ وسواسی

پرشتبہ ہوجاوی کہ آیا فعل طاعت اور قربت ہی یا گناہ و بدعت یہہ اوسکا بہتر حال سے اور صاف کہلا ہوا طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی پس جو شخص کہ شبہات کو چھوڑیگا وہ آپ ہی کے طریق کیطرف جھکیگا نہ مبالغہ اور غلو کیطرف جو خلاف سنت ہی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خرمانہ کہانا از قبیل شبہات سی بچنی اور جس چیز مین کہ حلال حرام سی مشتبہ ہو اوسکی ترک کرنیکی تہا جو ورع اور شبہات سی بچنی مین اصل ہی تو وسواسیونکو اوس سی کیا سروکار ہی اور امام مالک کا فتوی اُس شخص کے بابمین کہ طلاق دی اور یہہ بجا نا کہ ایک دی یا تین جو نقل کیا ہی تو اُسکا جواب یہہ ہے کہ ہان یہہ قول مالک کا ہی لیکن تم کیا اسکو اُن لوگونپر حجت ٹھہراتے ہو جو اس مسئلہ مین امام صاحب کے خلاف پر ہین تاکہ اُنپر واجب ہوجاوے کہ اپنا قول اس قول کے لئی چھوڑدین یا یہہ قول خود محتاج حجت ہی اسکا مرتبہ اس حد کو نہین پونہچتا کہ اُس سی اسبات پر حجت کیجاوی کہ یہہ بات وسواس سی نہین بلکہ اُسکی حجت یہہ ہے کہ طلاق زوجہ کی حرمت کا موجب ہوتی اور رجعت اُس حرمت کو دور کردیتی ہی تو امام مالک کہتی ہین کہ سبب حرمت کا یعنی طلاق تو یقینی ہوگیا اور اسمین شک ہی کہ رجعت سی وہ سبب اٹھا کہ نہین سو اسطی کہ طلاق مین احتمال رجعی ہونیکا بھی ہی جسکو رجعت دور کردیتی ہی اور تین ہونیکا بھی ہی جو اُس سی دور نہین ہوتا اور جمہور کہتی ہین کہ نکاح یقینی ہی

عن الحسن الخ اخرجہ ابو داؤد عن عبد الله بن عمر رضی الله عنه

عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فمن ترک الشبہات عن الوقوع فی المحرمات الخ اخرجہ الشیخان عن النعمان بن بشیر رضی الله عنه

وما اشتبہ علیہ کثیر من الناس الخ اخرجہ الشیخان عن النعمان بن بشیر رضی الله عنه

فذلک امر بترک الشبہات وهو صلی الله علیه وآله وسلم فوق الورع والتقوی

فما ظنک بمحدث امر بالتقوی فقوی مالک فی الطلاق

بحجۃ علی الکل بخلفه فضلا عن المسئلۃ فتامل

علیهم ان یترکوا قولهم لاجله هو عاجز

بحجۃ به علی انه لیس من باب الوسوسۃ فافهم ان

رفع ذلک الحکم هو الطلاق وشبهه

فی رفعه بالرجعۃ لانه یحتمل

انه لبقی فی رفعه بالرجعۃ و

یحتمل ان یکون

قال انا فلا فقه وانهم

یقولون الکنایات

اور اوسکو جدا کرنیوالا جس سے ستر کی حلت مرد کو نہ ہی اسمین شک ہی کیونکہ طلاق ہو سکتا
ہی کہ رجعی ہو اور نکاح اوس سے نجا وی ہی اور ہو سکتا ہی کہ بائن ہو اور جاتا رہی تو اصل یہی
ٹھہری کہ نکاح باقی رہی جبتک کہ اسکی دور کرنیوالی چیز پایہ یقین کو پونہچی پس اگر
یہہ کہو کہ حرمت تو یقینی ہی اور حلال رہنے مین شک ہی تو ہم کہینگے کہ طلاق رجعی مین
تو حرمت تمہارے نزدیک بھی نہین اسلیئے رجعی طلاق والی کی صحبت کو درست کہتے ہو اور
جب طلاق دینے والا صحبت سے رجعت کی نیت کریگا تو رجعت ہو جاویگی تو حرمت یقینی
کہان ہی اب اگر کہو کہ عورت حرام ہی مگر صحبت کیوقت نیت کرنیسے رجعت حاصل
ہو گئی تو ہم کہینگے کہ یہہ بھی تمکو مفید نہین کیونکہ اگر یقین ہو حرمت کا تو رجعت سے دور
ہوا اور یقین نہو حرمت کا تو رجعت اوسمین اثر نہین کرتی **فصل** اور جو شخص کہ طلاق
کی قسم کہاوے کہ اس بادام مین دو گریان ہین خواہ اور کوئی ایسی ہی چیز جسکا
یقین قسم کہانیوالیکو نہو تو اگر جیسی قسم کہائی ویسا ہی ہوا تو اکثر ونکے نزدیک وہ
شخص حانث نہوگا اور اسی نظر سے اگر اوسوقت حال معلوم نہوا اور ویسا ہی گول مول
رہی تو نکاح یقینا باقی ہی تو اسکو شک ورنکریگا اور امام مالکؒ کا ایک قاعدہ کلیہ ہی
جسمین اور دونے نزاع کیا ہی اور وہ طلاق کا واقع ہونا متصور تین کہ طلاق والی
مین شک ہو مثلاً جب اپنی ایک بی بی کو طلاق دی پھر بھول گیا کہ کسکو دی تو سب

بیبیونکو طلاق ہوجاویگی جیسے اگر قسم کہائی کہ یہ فلان شخص ہی اور قسم کیوقت
اُسکو اوس شخص مین شک ہی پہر ظاہر ہو کہ وہ نہین یا معلوم ہی نہو کہ جسپر قسم
کہائی وہی ہی کہ نہین تو اونکی نزدیک وہ حانث ہوجاویگا اور اگر معلوم ہو کہ جسپر
قسم کہائی تہی وہی ہی اور قسم کیوقت اُسکی حقیقت نجانتا تہا اور نہ ظن غالب تہا اور
نہ عادت کی اعتبار سی اوسکی جاننی کا کوئی طریق اوسکو میسر تہا تب بھی اُنکی نزدیک
حانث ہوگا اِسوجہ سی کہ قسم کیوقت اُسکو شک تہا حاصل یہہ کہ قسم کہانیوالا جس چیز
پر قسم کہاتا ہی اوسکی مخالفت کرنے سی حانث ہوا کرتا ہی خواہ طلب مین مخالفت ہو
مثلاً کسی کام کی نکرنے پر قسم کہاوی اور اُسکو کر بیٹہی خواہ خبر مین ہو کہ اسکی قسم کے
خلاف نکل آوی اور امام مالک کی نزدیک اِن دونو صورتونکی سوا ایک اور بات سی بھی
حانث ہوتا ہی یعنی قسم کے وقت شک کرنیسے برابر ہی کہ پہر وہ سچ نکلی یا نہین
اور اِس سی بھی زیادہ یہ ہی کہ جو شخص قسم کہائی طلاق کی اپنی پہلو کی انسان پر یا کسی
اور چیز پر ایسی چیز دنمین سی کہ جنمین شک نہو اور کہی کہ یہہ انسان ہی یا پتہر وغیرہ تو وہ
حانث نہوگا اور علت دونو جگہہ ایک سی حکم کی آہی کہ قسم کہانیوالا گپ کرتا ہی مثلاً جو
کہی کہ تجکو طلاق ہی بشرطیکہ تو عورت نہو یا مین مرد نہون تو اس کلام کے معنی بجز
گپ کے اور کچہہ نہین اور کبہی حانث ہونیکی علت یہ بیان کی ہی کہ کہنیوالے نے چاہا

طلاق علیہا او بجمیع ما الخ

من حلف بالطلاق فشک فیہ عند الحلف فتبین له
انه غیره او لم یتبین له او تبین انه هو الحالف
علیه او لا حنث عند ان
انه الحالف علیه
وکان تحال الیمین لایعلم
حقیقته ولا یغلب علی ظنه ولا
له ان العلم به ولا العادة فانه یحنث عند تنبک
حال الحلف فلما فیحنث بالمخالفة ایا حلف
علیه او اما فی الطلاق فان تبین کذبه وعند مالک
وان ما فی الطلاق فان تبین کذبه وعند مالک

یحنث بالمخرج هو الشک حال الیمین
سواء تبین صدقه او لا لعمر عن انه یحنث
من حلف بالطلاق علی الشک
علی ما جزم به انه انسان او
غیر ذلک ویحنث ذلک مسلک الشک
فیه وعدم الجزم فی الموضعین
ان الحالف طالق فان
من قال انت طالق ان
قوله الی ان یجزم
لیس من رجلا او امرأة
لجا علی الحنث بانه لا

کہ طلاق کو حرام کردی پھر شرمندہ ہوکر اسمین ایسی بات ملادی جو مفید نہو تا کہ حرمت
کو اُٹھا دی اور قسم اول مین تو امام مالک کا قاعدہ یہی ہی کہ شک کی باعث حانث ہونیکو
غالب کہتے ہین مثلاً کوئی شخص قسم کہاکر شک کرے کہ قسم ٹوٹ گئی یا نہین تو مالکی اُسکی زوجہ
کی جدائی کا حکم وجوب یا استحباب کے دو قولونپر کرتے ہین وجوب کا قول ابن قاسم کا ہی
استحباب کا قول امام مالک کا پس امام مالک نکاح کے باقی رہنے کی رعایت کرتے ہین
اور ابن قاسم کہتے ہین کہ صحبت کی حلال ہونیمین شک پڑگیا اسوجہ سے مرد کو زوجہ سے
علیحدہ رہنا واجب ہی اور جمہور یہہ کہتے ہین کہ زوجہ سے مفارقت واجب نہ ہے اسلئے
کہ شریعت کا قاعدہ ہی کہ شک کو کسی اصل یقینی کے دور کرنیکی قوت نہین اور یقین
نہین جاتا کرنا مگر کسی یقین قوی تر یا اپنے برابر سے فصل اور یہہ مسئلہ جو ذکر کیا ہی کہ
ایک بی بی کو طلاق دیکر بھول گیا یا ایک کو طلاق دی اور گول رکھا معین نکیا تو اسمین
اختلاف ہی امام ابو حنیفہ اور ثوری کی نزدیک یہہ ہی کہ دوسری صورتمین جسکو چاہے
چھانٹ لی اور پہلی صورتمین سب سے کار ہی اور اُنکو نفقہ دیا جاوی جبتک کہ یاد آوی
پس اگر زوج قرعہ ڈالنی سے پہلے مرجاوے تو امام اعظم فرماتے ہین کہ زوجہ کا حصہ اُن
سب مین تقسیم کیا جاوی اور امام شافعی فرماتے ہین کہ زوجہ کا حصہ ملتوی رکھا جاوے
یہانتک کہ وہ سب آپسمین صلح کرین اور مالکی کہتے ہین کہ جب آدمی اپنے عندیہ مین نامعلوم

الیقین لا یرفع بالشک وطلق واحدة ثم نسیها او وطلق واحدة
ثم بعینها فانها خلافیة ابو حنیفة والثوری
ان تعین عرفا قال ابو حنیفة
یعاقب حتی یصطلحن
وقال مالک
طلق واحدة معینا

بلی بلی کو طلاق دی مثلاً کہی کہ تجکو طلاق ہی اور یہہ نجانے کہ یہہ کونسی ہی تو طلاق
سب پر ہو جاویگی اور اگر ایک معین کو طلاق دیکر بھولجاوی تو اُنسے رکا رہی جبتک
کہ یاد آوی پھر اگر دن بڑہجاوین تو اُسکی لئی مدت ایلا کی یعنی چار مہینے مقرر کری اگر
اُنمین یاد آوی تو بہتر ہی ورنہ سب پر طلاق ہو جاویگی اور اگر یون کہی کہ تم مین سے
ایک پر طلاق ہی اور نیت سی اوسکو معین نکری تو سبکو طلاق ہو جاویگی اور امام احمدؒ
کہتی ہین کہ دونو صورتون مین بیبیون مین قرعہ ڈالے اسپر اوسکے یار دنمین سی جماعت کی
روایت مین تصریح ہی اور حضرت علی اور ابن عباسؓ سی اُسکو بیان کیا ہی اور ظاہر
مذہب جسپر کہ سب اصحاب ہین یہہ ہے کہ غیر معین اور بھولے ہوئی مین کچھہ فرق نہین اور صاحب
معنی نے کہا ہی کہ غیر معین تو قرعہ سی باہر ہو جاویگی مگر بھولی ہوئی سبکو حرام کردیگی
یہانتک کہ بات کہلجاوی اور سب متفق ہو جاوین پس اگر خاوند مرجاوے تو میراث کی
کے لئی اُنمین قرعہ ڈالا جاوے اور کہا کہ اسمعیل بن سعید نے امام احمدؒ سی ایسی روایت کی ہی
کہ جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بھولی ہوئی مین قرعہ حلال ہونیکی شناخت کی لئی نہین مستعمل
ہوتا بلکہ میراث کی پہچان کے لئی ہوتا ہی اور اسکا مطلب امام احمد سی روایت کیا ہی اور ہمارے
شیخ فرماتے ہین کہ قرعہ کا استعمال دونو صورتونمین بجا ہی اسی پر جماعت کی روایت
مین امام احمد سی تصریح ہی اور عورتونکو نفقہ دینی اور یاد آنے تک روکنی اور اسکے

عتاق بان قال انت طالق
وان لا یدری ایتھن طلق اقرع بینھن
طلاق واحدۃ ثم ایتھن اصاب القرعۃ وقف
عنھن حتی یتبین کما کان
ذلک ذکر ابو بکر فی المقنع
تبین کما کان وھو قول ابی حنیفۃ
ابھم وقال احمد اکثر
طلاق وقیل یقرع بینھن فی الصورتین فمن
قال احمد فی روایۃ جماعۃ من اصحابہ
علی وابن عباس رضی اللہ عنھم
وقال اصحابنا الا فی قولہ
وھو قول ابن ابی لیلی

حرام کرنے اور نفقہ کے واجب کرنیمین چند خرابیان ہین اور بیبیونکو اوسپر جبور دینے کی نسبت کر قرعہ ڈالنا شرع کے مقاصد کیطرف اور خاوند بیبیونکی بہتری کی لئے اچھا ہے اور شریعت مین اوسپر ڈالنے کی کوئی نظیر نہین اور جب سب راستے تنگ ہو جاتے ہین تو شرع نے قرعہ کی راہ مقرر کردی ہے مثلاً آزاد کو غیر آزاد سے جدا کرنیمین اور عورت کے ستر کو مرد پر حلال ہونے مین قرعہ ہوگا چنانچہ امام احمدؒ سے مروی ہے کہ جب عورت کے دو ولی اوسکا نکاح دو مردون سے کردین اور معلوم نہو کہ پہلا کونسا ہوا تو جسکا قرعہ نکلیگا اوسی پر اول ہونیکا حکم ہوگا اور شیخ ابو محمد کا قول یہہ ہے کہ قرعہ وہان لازم ہے جہان مرد کی بی بی اجنبی عورت کے ساتھہ مشتبہ ہوجاوے اونکے قول کا جواب یہہ ہے کہ دوام اور ابتدا کی دو حالتونمین فرق ہے جو صورت تم کہتے ہو اوسمین یہہ شک ہے کہ اجنبی عورت مین عقد حاصل ہوا یا نہین اور پہلے سے وہ حرام تھی اور غیر معین اور بھولی ہوئی مین حلال ہونا اور نکاح ثابت ہے اور شک اسکی بعد ہوا ہے کہ حرمت اسمین پیدا ہوئی یا اسمین تو اب یا دونو حرام ہوجاوین اسکی تو کوئی وجہہ نہین یا دونو حلال رہین یا اختیار دیا جاوے یا ہمیشہ کو توقف کیا جاوے یا قرعہ ڈالا جاوے اور ازانجا کہ سوا قرعہ کے اور کسی چیز کے معتبر ہونے پر کوئی دلیل نہین اسلئے قرعہ ہی متعین ہوگیا **فصل** اور جو شخص کوئی قسم کہاکر بھولجاوے کہ کیا تھی تو اوسکو جن چیزونکی قسم کہائی جاتی ہے وہ سب لازم آتی ایک

قول خلاف قیاس ہی بعضے مالکی اسکے قایل ہین اور اہل علم اسپر متفق ہین کہ اُس شخص پر کچھہ لازم نہین آتا جبتک کہ یقین نہو اور ہمارے شیخ کے قول پر صرف اوسکو قسم کا کفارہ لازم ہی اسلئے کہ اونکے نزدیک سب قسمونکا عوض بھی ہی **فصل** اور جس شخص نے کسی فعل کے کرنے پر قسم کہائی اور وقت معین نکیا تو جمہور کے نزدیک اوسکو مہلت آخر عمر تک کی ہوگی مگر اسصورتمین کہ اپنی نیت مین کوئی وقت معین کرلے تو اوسیکی قید ہوجاویگی اور اگر اُس کام کے بالکل نکرنے پر عزم کرے تو عزم کرنیکے وقت حانث ہوگا اسپر امام احمدؒ نے تصریح کی ہی اور امام مالکؒ کہتے ہین کہ وہ کام کرنے تک حانث ہی رہیگا اور اوسمین اور اوسکی بی بی مین جدائی کردیجاویگی یہانتک کہ جسکام پر قسم کہائی ہی اوسکو کرلے اور یہہ مسئلہ امام مالک کی قاعدہ کی روسے درمعون کی رو کنی مین ہی اسلئے کہ جب مہلت وقت موت تک ہوگی تو قسم کا کیا فائدہ رہا اور طلاق کا ایسی وقت سے مقید کرنا جو یقیناً آویگا مثلاً شہر اور برس کا شروع تو اسمین چار قول ہین ایک یہ ہی کہ کسی حال مین طلاق نہوگی یہہ مذہب ابن حزم کا ہی اور ابو عبد الرحمن شافعی بھی اسکو اختیار کرتے ہین اسلئے کہ طلاق شرط سے مقید ہونیکے قابل نہین جیسے نکاح اور بیع ہے اور کہتے ہین کہ طلاق نہ تو اُسوقت پڑیگی اسلئے کہ اُسنے طلاق کو فوراً واقع نہین کیا اور نہ میعاد کے آنے پر واقع ہوگی کیونکہ اوس سے اُسوقت تو طلاق صادر نہوئی اور سوا میعاد آنیکے اور کوئی نئی بات نہین ہوئی اور اس قول کے

مقابل اُس شخص کا قول ہی کہ کہتا ہی کہ طلاق اُسیوقت پڑجاویگی اور یہہ قول امام مالک
اور ایک جماعت تابعین کا ہی انکی دلیل یہہ ہی کہ اگر طلاق اوسوقت نہ پڑی تو وہ صحبت
جسمین وقت کی قید لگی ہوئی ہی وہ مباح ٹہریگی حالانکہ نکاح متعہ اسی جہت سے
حرام ہوا ہی کہ اوسمین میعاد کا دخل ہی جو لوگ کہ میعاد پر طلاق واقع کرتی ہین وہ یہہ
کہتے ہین کہ ابتدا کے حکم سی دوام کا حکم نہ لینا چاہیے اسلئے کہ شریعت نے دونو مین بہت
جگہہ فرق کیا ہی مثلاً ابتدا عقد نکاح احرام مین فاسد ہی مگر اُسکا ہمیشہ رہنا فاسد نہین
اسیطرح مرد کا عقد کرنا اپنی زوجہ کی عدت مین کہ اوسکی ابتدا فاسد ہے نہ دوام اور ایسی ہی
ابتدا لونڈی کی نکاح کی باوجود قدرت آزاد عورت کے نکاح کی اور نہونے خوف زنا کی ابتدا فاسد ہے
نہ دوام کو اور امام احمدؒ اور جو اونکی موافق ہین اُنکی نزدیک زناکار عورت کے عقد کی بھی ابتدا
فاسد ہے نہ دوام اور اسیطرحکی اور نظیرین ہین اور جس سبب سے کہ نکاح متعہ حرام ہوا ہے یہہ ہے کہ وہ عقد
اصل ہی سے موقت تہا اور یہہ عقد مطلق ہی اور یہہ جہت جب اُسکو ایسی بات پیش آویگی جو
عقد کو باطل کریگی تو باطل نہوگا مثلاً اگر طلاق کو کسی شرط سی مقید کیا اور جانتا ہی کہ حورت ضرور
کریگی یا خود اوسکو ضرور کریگا تاہم ہوسکتا ہی کہ اُسکی خلاف کرے پس اقول یہہ ہی کہ اگر طلاق مقید نہین ہونگی
تو اُسیوقت پڑجاوینگی اور اگر رجعی ہوگی تو وقت سی پہلے نہ پڑیگی اور امام احمد کی دو روایتون مین
سی ایک ہی اور چوتہا قول یہہ ہی کہ صرف میعاد کے آنے پر طلاق پڑیگی یہ قول جمہور کا ہی

فاصل حق العقد ابتداء عقلا على الاستمرار فيجوز ان يكون ابتداء العقد على الاقتران بالحل دون دوامه

وكذلك ابتداء عقد على العشر دون دوامه

وكذلك ابتداء عقد على الاقتران بالحل دون دوامه

وكذلك ابتداء عقد على العشر دون دوامه

ابتداء عقد النكاح في العدة فاسد دون دوامه

لان ابتداء عقد النكاح في العدة فاسد دون دوامه

لان ابتداء عقد النكاح في العدة فاسد دون دوامه

لان

فصل اور جو فتوی کہ حسن اور ابراہیمؒ اور ایک روایت مین امام مالکؒ نے دیا ہی کہ جو شخص اپنے وضو کی ٹوٹنے مین شک کرے تو وہ احتیاطاً وضو کرلے تو اس مسئلہ مین جمہور کے نزدیک کہ انمین سے امام شافعی اور امام احمد اور امام اعظمؒ ہین اور ایک روایت امام مالک کی بھی ہی یہ ہی کہ وضو کا دوبارہ کرنا واجب نہین جس وضو مین کہ یقین ہی اور اسکی ٹوٹنے مین شک ہی اوسی سے نماز پڑہلی اور ان لوگونکی حجت وہ روایت ہی کہ مسلم نے ابوہریرہؓ سے کی ہی کہ جب تم مین سے کوئی اپنے پیٹ مین کچھ پاوے اور اوسکو شبہہ ہو کہ اوسمین سے کچھ نکلا ہی یا نہین تو وہ مسجد سے نہ نکلے یہانتک کہ آواز سنے یا بو پاوے اور یہہ بات نمازی اور غیر نمازی کو عام ہی اور پہلے قول والے کہتے ہین کہ نماز اُس شخص کے ذمہ یقینی ثابت تھی اب اوسکو شک ہوا کہ اس وضو سے مین اس سے بری الذمہ ہوا ہون کہ نہین اور اسکا جواب یہ ہے کہ وہ نماز ایک طہارت معلوم پر منسوب تھی جسکے باطل ہونیمین شک ہوگیا ہی تو شک کیطرف التفات نکیا جاویگا اور نہ یہہ شک یقین کے دور کرنیمین موثر نہوگا جیسے اگر شک کرے کہ میرے کپڑے پر یا بدن پر نجاست لگی ہی یا نہین تو اُسپر دہونا واجب نہوگا وہ لوگ یہہ تقریر پیش کرتے ہین کہ نجاست سے بچنا شرط نہین اور اسی لحاظ سے اسکی نیت واجب نہین بلکہ نجاست ایک مانع ہی اور اصل اُسکا نہونا ہی بخلاف وضو کے کہ وہ شرط ہی اور اوسکی ثابت رہنے مین

شک ہوگیا ہی اور چونکہ وضو سی پہلے نمازی بیوضو تھا تو اسمین اصل بیوضو ہونا ہی
ہوا اور جب طہارت کی حاصل ہونیمین شک ہوا تو ہمنے اصل کیطرف یعنی بیوضو ہونے
کیطرف رجوع کیا اسکا جواب یہ ہی کہ اصل بیوضو ہونا تو طہارت کے یقین سی جاتا رہا اب
اصل طہارت ہی ہوگئی پس جب ہمنے بیوضو ہونیمین شک کیا تو اصل یعنی طہارت کیطرف
رجوع کیا تو کہان یہ مسئلہ اور کہان وسواس جو شرع اور عقل برا ہی **فصل** اور یہہ جو تم
کہتے ہو کہ جس شخص پر کپڑے پر سی نجاست کی جگہہ پوشیدہ ہوجاوے تو اوسپر تمام کپڑے کا
دہونا واجب ہی تو یہہ وسواس کی قسم سی نہین بلکہ یہہ تو اُن صور تو نمین سی ہی کہ
واجب تو ہن اوسکی تمام نہین ہونا اسلئے کہ اوسپر کپڑے کی ایک جزو کا دہونا واجب ہی
مگر اُس جزو معین کو نہین جانتا اور اس واجب کی بجا آوری کے لئے کوئی سبیل جانے
کی بجز تمام کپڑے کے دہو ڈالنے کی نہین **فصل** اور کپڑے کا مسئلہ جنمین پاک و ناپاک
ملکر معلوم نہی ہون اختلافی ہے امام احمد کا مذہب اور ایک روایت مین امام مالک کا
یہہ ہی کہ نمازی ہر ایک کپڑے سی جدا جدا نماز پڑہی تاکہ یقین ہوجاوے کہ پاک کپڑے سی نماز
پڑہی اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور ایک روایت مین امام مالک وغیرہم
فرماتے ہین کہ اٹکل کر کے ایک کپڑے سی صرف ایک نماز پڑہی جیسے قبلہ کی معلوم ہونیکی
صورتمین اٹکل کیجاتی ہی اور مزنی اور ابو ثور کہتے ہین کہ نماز ننگے بدن پڑہی اسلئے کہ

ناپاک کپڑا شرع مین مثل معدوم کی ہی اور اُس سی نماز پڑہنی حرام ہی اور پاک کپڑی سی ستر کو ڈانکنی سی عاجز ہوگیا اسوجہ سی ستر کی فرضیت اسکی حق مین نرہی اور یہہ قول پوچ ہی اور اٹکل کرنیکا قول غالب ہے گو شمار کپڑون کی زیادہ ہو اور اٹکل کرے مشقت کی وجہ سے اور اگر شمار کم ہو تو یقین پر عمل کرے - ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ نجاست سے احتراز کرنا از قبیل ممنوع ہے پس اگر اٹکل کری اور اپنی گمانمین ایک کپڑیکی طہارت غالب جانکر اُس سی نماز پڑہلی تو شک کی باعث اسکی نماز کی باطل ہونیکا حکم نکیا جاویگا اسلئی کہ اصل تو نجاست کا نہونا ہی اور اوسیکا شک اُس کپڑیمین ہوا ہے تو اُسی سی نماز پڑھ لی جیسے اگر کوئی کپڑا مانگ لیا یا خریدا اور اوسکا حال نجانتا ہوا اور ابو ثور کا قول نہایت خراب ہی اسلئی کہ اگر بالفرض کپڑی کی نجاست کا یقین ہی ہوتا تب بھی تو اس سی نماز پڑہنی خدا تعالی کے نزدیک محبوب تر اور بہتر تہی اس سی کہ ننگا اور دیکہنیوالون کے سامنی ستر کو کہولکر نماز پڑہتا بہرحال یہہ مسئلہ وسواس مذموم مین سی نہین

فصل

اور برتنونکی مشتبہ ہونیکا مسئلہ بھی وسواس کی قسم سی نہین اور اوسمین اختلاف ہی امام احمدؒ فرماتے ہین کہ تیمم کرلے اور برتنونکو چہوڑدی اور ایکبار یہہ فرمایا ہی کہ اُنکا پانی گرادی تاکہ پانی کا گم کرنیوالا ہوا اور امام اعظمؒ فرماتے ہین کہ اگر پاک برتن زیادہ ہون

وان قل عمل بالیقین قال شیخنا
وعلی عکسه ظنه طاهرا لانه
وعلی هذا ان الاصل عدم النجاسة وقد تیقن
فیها فی هذا الثوب فصار
کما لو استعار ثوبا او اشتراه ولا یعلم حاله وقد
بخلاف ما لو تیقن فی غایة الفساد فانه لو یتیقن
اخبر الله تعالی من صلی فیه بخبار
الناظرین وبحاله فلیس هذا من الوسواس
المذموم **فصل** اما مسئلة الاشتباه
الاوانی فلیست من باب الوسواس
ایضا وفیها اختلاف
قال احمد یتیمم ویترکها
وقال مالک یهریقها
وقال ابو حنیفة ان
کثر کثر فاحما و
کان الظاهر کثر

تب تو اٹکل کرے ورنہ نکرے اور امام شافعی اور بعض مالکی کہتے ہین کہ ہر حالمین اٹکل کرے
اور عبد الملک مالکون کا قول ہے کہ ہر برتن سے جدا وضو کرے اور نماز پڑہے اور محمد بن مسلمہ
مالکی کہتے ہین کہ انمین سے ایک سے وضو کرے اور نماز پڑہے پہر جو کچہہ انمین اوسکے بدن کو
لگا ہوا وسکو دہوے پہر دوسرے سے وضو کرکے نماز پڑہے اور ایک لوگ کہتے ہین جنمین سے
ہمارے شیخ ہین کہ جون سے برتن مین سے چاہے وضو کرلے انتظر سے کہ پانی کو کوئی چیز بدون
تغیر کے ناپاک نہین کرتی غرضکہ یہہ مسئلہ مشکل ہے اور جگہہ ترجیح کی نہین **فصل** اور قبلہ
کے مشتبہ ہونیکی صورت مین اہل علم کا یہی قول ہے کہ اجتہاد کرکے ایک ہی نماز اپنی
اٹکل کیجانب کو پڑہے اور کچہہ لوگون نے خلاف اسکی کہا ہے کہ چار نمازین چار طرف کو پڑہے
ان لوگونکا قول خلاف قیاس اور مخالف سنت کی ہے انہون نے اسکا التزام کپڑون کے
مسئلہ سے کیا ہے اور یہہ مسئلہ اور دوسرے انمطرح کے التزامات دلیل کے جاری کرنے مین
انکی طرف التفات نہین ہوتا اور ایک اسکی نظیر نجاست کی دور کرنے مین نیت کی شرط
ہونیکو لازم پکڑنا ہے کہ جب حنفیون نے اسکا انپر الزام لگایا تو کسی نے انمین سے کہا
کہ ہم اسکے قائل ہین اور ایک نظیر جمعہ کی ملجانیکی ہے امام کے ساتھہ ایک رکعت ملنے سے کہ
جب حنفیون نے اسبا بمین اپنی تزاحم کرنیوالونکو جمعہ اور جماعت کی برابر ہونیکا الزام
لگایا تو بعضون نے اوسیکو لازم پکڑ لیا **فصل** اور جو شخص کسی وقتی کی ایک نماز نہ پڑہے

اور سنجانتا ہو کہ کونسی تھی تو اِس مسئلہ مین خلاف ہی امام مالک اور امام شافعی اور اسحق
تو یہہ کہتے ہین کہ اوسکو پانچ نمازین لازم ہین تاکہ براءت یقینا ہو جاوے اور اوزاعی اور
زفر اور محمد بن مقاتل حنفیون مین سی یہہ کہتی ہین کہ چار رکعتین اِسطرح پڑھے کہ نماز اوسکی ذمہ
ہی اوسکی نیت کرے اور دوسری اور تیسری اور چوتھی رکعت کی بعد بیٹھی اور یہہ صورت
اس تین اصل پر مبنی ہی ایک یہہ کہ نماز مین سی بدون التحیات اور سلام کے باہر ہو جاتا ہی اور ایک
یہہ کہ صرف فرض ہونیکی نیت کافی ہی بدون مقرر کرنے فجر و ظہر وغیرہ کی جیسے رکوۃ مین صرف
نیت فرض کافی ہی اور ایک یہہ ہی کہ جلسہ کا زیادہ ہو جانا ضرر نہین کرتا اِسوجہ سی کہ وہ
نماز ہی کی جنس سی ہی اور سفیان ثوری اور محمد بن الحسن کہتے ہین کہ فجر اور مغرب کی نماز پڑھے
اور چار رکعتین اور پڑھی اُسنی نیت اپنی ذمہ کی نماز کی کری اور عبد اللہ بن احمد کہتے ہین کہ
مین نے اپنے باپ سی سنا ہی کہ اُنسے ایک شخص نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص کو یاد ہوا کہ
میری ذمہ کوئی نماز ہی اور تعیین یاد نہین اسکی لئی اوسنے دو رکعتین پڑہین اور بیٹھکر تشہد
پڑہا اور اِن دونو سی نیت صبح کی نماز کی کی اور سلام نہ پھیرا پھر کھڑا ہوکر ایک رکعت اور
پڑہی اور بیٹھکر التحیات پڑہکر نیت مغرب کی کری اور بدون سلام پھیرے کھڑا ہو گیا پھر
چوتھی رکعت شامل کی اور بیٹھکر تشہد پڑہا اور اُن سی نیت ظہر یا عصر یا عشا کی کری
پھر سلام پھیرا تو آپنے فرمایا کہ یہہ امر اوسکو کافی ہی اور عراقیون کے نزدیک نماز ادا

لایجزیہ فیہا فقہاء العراق قال
ما مالک والشافعی واسحق یقولون
خمس صلوات یعلم البراءۃ وقال
اوزاعی وزفر ومحمد بن مقاتل
من الحنفیۃ یصلی اربعا یعلم
نوی بھا ما علیہ ویجلس
فی کل رکعتین یتشہد
ویسلم وفی روایۃ
عنہ یجزیہ
اربع
اذا
نوی
بھا
الفریضۃ
وفی
روایۃ
عنہ
یجزیہ
اذا
نوی
بھا
الصلوٰۃ
وعن
ابی
یوسف
اذا
نوی
بھا
الصلوٰۃ
اجزأہ
وعن
ابی
حنیفۃ
یجزیہ
اذا
نوی
بھا
الفریض

ہوجاتی ہی اسلئے کہ اُنہون نے حضرت ابن مسعودؓ کے اس قول پر تشہد مین اعتماد کیا ہی کہ جب تو یہہ کہلے الی التحیات پڑہلے تو تیری نماز پوری ہوگئی مگر ابو عبد اللہ شافعی کے اور ہماری مذہب پر کافی نہوگی اسلئے کہ ہم اس حدیث کو سند کرتے ہین کہ نماز کے اندر آنا اللہ اکبر کہنا ہی اور اُس سی باہر نکلنا اسلام ہی اور ہمارا مذہب ہی التحیات مین درود پڑہنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابو البرکات فرماتے ہین کہ یہ روایت جو امام احمدؒ سی ہی ظاہر کرتی ہی کہ ایک نماز کی قضا اوسکو کافی نہوگی اسلئے کہ نماز کے باہر آنا معتبر طور پر دشوار ہی نہ اسلئے کہ معین کرنا نیت کا فوت ہوگیا پس جب تین کو قضا کریگا تو ثوری کہتے ہین کہ مفسد نماز جانا رہا بہرحال اسمین کچھہ وسواس والونکو راحت نہین **فصل** اور جسکو اپنی نماز مین شک ہو تو وہ یقین پر بنا کرے اسلئے کہ اوسکا ذمہ شک سی پاک نہوگا اور یہہ جو ذکر کیا ہی کہ شکار کا کہانا حرام ہی اسصورت مین کہ شکاری کو شک ہوجاوے کہ وہ زخم سی مرا ہی یا پانی سی اور اسصورت مین کہ اُسکے کہنی کے ساتھہ دوسرے کا کہانا لگا ہی تو یہہ امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی ارشاد فرمایا ہی اور اسکی وجہ یہہ ہی کہ حلت کے سبب مین شک ہوگیا اور حیوان مین اصل حرمت ہی بخلاف اُن اشیا کے جنمین اصل حلت ہی جیسی کہانا یا کپڑا خریدا جیسکا حال معلوم نہین تو اوسکا استعمال جائز ہی گو شک ہو کہ یہ ناپاک ہی یا نہین اسلئے کہ شرط کا جب معتبر کرنا مشکل ہوتا ہی

یا اصل مانع نہونا ہوتی ہی تو اوسکی طرف التفات نہین کیا جاتا پہلی صورت کی
مثال یہہ ہی کہ جیسے کسیکے پاس گوشت آوی اور اوسکو معلوم نہو کہ ذبح کرنیوالے نے
بسم اللہ کہی یا نہین اور شرطین ذبح کی پوری کین یا نہین تو یہہ امور قابل التفات
نہین اسلئے کہ انکی تفتیش مین دقت ہی اور حضرت عائشہ رض نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیخدمت مین عرض کیا کہ کچھہ لوگ باہر کے ہماری پاس گوشت لاتے ہین مگر ہمکو معلوم
نہین کہ اونہون نے اسپر خدا کا نام لیا ہی یا نہین آپ نے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہکر کہا لیا
کرو باوجودیکہ آپ نے منع فرمایا ہی اوس جانور کے کہانیسے جسپر خدا کا نام لیا گیا
ہو اور دوسری صورتکی مثال وہ ہی جو پانی اور کہانیکی مذکور ہوئی **فصل** اور
جو حال تنہا ابن عمر اور ابو ہریرہ رض کا ذکر کیا تو خود اُن دونو صاحبون نے تنہا ایسا
کیا اور صحابہ نے نہین کیا اور حضرت ابن عمر رض فرمایا کرتے تہے کہ مجکو وسواس ہے تم
میری پیروی مت کرو اور ظاہر مذہب امام شافعی اور احمد رح کا یہہ ہی کہ وضو مین دونون
آنکھونکی اندر کا دہونا مستحب نہین اور یہہ امر مضر ہی اسلئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے منقول نہین کہ آپ نے اسکو کیا ہو یا اسکا حکم دیا ہو حالانکہ آپکو بہت لوگون نے وضو
کرایا ہی مثل حضرات عثمان اور علی اور عبد اللہ بن زید اور ربیع بنت معوذ وغیرہم کے
اور کسی نے یہہ امر آپ سے نقل نہین کیا اور جنابت مین اسکی واجب ہونے پر امام احمد رح سے

ولا یجب المضمضة والاستنشاق فی الجنابة وابتان عن احمد
احدهما ذلك لحديث عائشة وقد روى ابن زيد والربيع بنت
معوذ وغيرهم فلم ينقل
ان زيد والربيع بنت
معوذ وغيرهم فلم ينقل
عثمان وزيد وعبد الله
وانه وقد قضت بحاجة
رضى الله عليه وآله وسلم انه فعله
ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم
عائشة يا رسول الله صلى الله
انتفتشين عن ذلك وقال
هيى ذبحه ام لا وهل يستطيع
كما اذا ان يعلم
ہر وکان یعلم اصل عدم
لمالتفت الى ذلك فالاول
عليه وآله وسلم ان ناسا من الاعراب يأتوننا باللحم
لا ندرى اذكروا اسم الله عليه ام لا فقال سموا
انتم وكلوا اسم الله وكلوا
عليه اسم الله فقال هى عن اكل كل ذبيحة
لا ندرى اذكروا اسم الله عليه ام لا فقال سموا
انتم وكلوا اسم الله وكلوا
فصل واما ما ذكر عن ابن عمر و
الطعام
ابى هريرة رضى الله عنهما فشئ تفرد به
دون الصحابة وكان ابن عمر يقول انى لتوضأ
فالقمل والذباب ظاهر الشافعى وسواسا
غسل داخل العينين فى الوضوء واحمد ان
واحد من الصحابة لانهم ينقل عن رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم انه فعله

دو روایتین ہین اُنمین سے صحیح تر یہہ ہی کہ واجب نہین اور یہی قول جمہور کا ہی اور ابن بنا پر اگر نجاست سے انکا دہونا واجب ہو تو اولی ہی اسلئے کہ کئی کئی بار دہونے اور تدبیر کرنیسے غالب تر نقصان ہی ہی اور شافعی اور حنفی کہتے ہین کہ دہونا واجب ہی کیونکہ آنکہو نمین نجاست کا لگنا بہت کم ہوتا ہی اور بعض فقہائے امام احمد کے توابع مین سے یہہ مبالغہ کیا کہ وضو مین اُن دونو کا واجب کیا مگر اُنکا قول قابل التفات اور میل کے نہین اور صحیح یہہ ہی کہ وضو اور جنابت اور نجاست کسیمین اندر سے دہونا واجب نہین اور حضرت ابوہریرہؓ کا فعل ایک ایسی چیز ہی جسکی تاویل غیرون نے کی ہی اور خلاف کیا ہی اور اُنپر اعتراض کرتے تھے اور اس مسئلہ کا نام اطالۃ الغرہ ہی اگرچہ غرہ سفیدی چہرہ کے لئے خاص ہی اور فقہا اس مسئلہ مین مختلف ہین امام احمدؒ سے اوسمین دو روایتین ہین ایک یہہ کہ مستحب ہی اور یہی قول امام اعظم اور شافعی کا ہی اور اسکو اختیار کیا ہی ابوالبرکات ابن تیمیہ وغیرہ نے اور دوسری روایت یہہ ہی کہ مستحب نہین اور یہہ مذہب امام مالکؒ کا اور ہماری شیخ ابوالعباس کا ہی جو لوگ مستحب کہتے ہین وہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے سند کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تمہاری چہرے اور ہاتھ پانو نورانی ہونگے قیامت کے دن وضو کے نشان سے پس جو کوئی تم مین سے کرسکے وہ اپنی چہرہ اور ہاتھ پانو کے نور کو بڑہالے یہہ روایت بخاری اور مسلم دونو نے ہی اور اسوجہ سے کہ سفیدی ایماندار کو اوسی جگہہ تک پہنچیگی جہانتک وضو کا پانی لگیگا اور

جو لوگ مستحب ہونیکی نفی کرتے ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ خدا تعالی نے حدونکو معین کردیا ہی تو اُنسے آگے مت بڑہو اور خداوند کریم نے
وضو مین کہنیان اور ٹخنے حدین ٹھہرائی ہین تو اُنسے بڑہنا چاہتی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے یہہ امر نقل نہین کیا جسنے کہ آپکے وضو کی نقل کی ہی اور اسلئے کہ یہہ امر سواس
کی جڑہی ہوتے ران اور شانہ تک کی دہونیکا ذریعہ ہو جائیگا اور اسلئے کہ یہہ مبالغہ
ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دین مین مبالغہ سے بچو اور حدیث جو اوپر
نقل کی ہی تو اوسکا راوی حضرت ابوہریرہؓ سے نعیم مجمر ہی وہ کہتا ہی کہ اتنا جملہ حدیث کا
(جو کوئی تم مین سے کرسکے وہ اپنی پیشانی اور ہاتھہ پانو کے نور کو بڑہالے) مجکو
نہین معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہی یا حضرت ابوہریرہؓ کا روایت کیا ہی
اُس سے اس امر کو امام احمدؒ نے مسند مین اور حدیث زینت جو نقل کی ہی تو زینت جہانتک
ممکن ہی کہ برمحل ہو اور جب اپنی جگہہ سے تجاوز کریگی تو زینت نرہیگی **فصل** اور یہہ جو تم
کہتے ہو کہ وسواس اُس بات سے بہتر ہی کہ نقصان والے اور مطلق العنان لوگ اور کام چلانے
والے جیسے چلے اُسپر ہین تو بخدا یہہ دونو باتین یعنی تمہاری اور اُنکی فعل دو طرفین زیادتی
اور کمی اور مبالغہ اور کوتاہی کی ہین اور اللہ تعالی نے بہت جگہہ دونو سے منع فرمایا ہے
مثلاً ارشاد ہی ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط اور والذین
اور نہ رکھہ اپنا ہات بندہا اپنی گردن کے ساتھہ اور نہ کھولدے اُسکو نرا کھولنا پھر تو بیٹھہ رہے الزام کہا یا مارا آدردہ

اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما اور اسیطرح اور نہایت ہین
کہ خرچ کرینگے نہ فضول خرچی کرینگے اور نہ تنگی کرینگے اور ہوگا خرچنے کا درمیان ۱۲
اور لوگونمین سے بہتر وہ ہین جو درمیانی طور پر ہین کہ کوتاہی کرنیوالونکے مرتبہ سے بڑہی
ہوئی ہین اور زیادتی کرنیوالونکی مبالغہ پر نہین پونہچی **فصل** اور شیطانکی مکرون سے
جس سے کہ اوسنے اکثر لوگونکو فریب دیا ہی اور اُس سے سوا اوس شخص کی جسکا استحان
خدا تعالی نے نہین چاہا کوئی نہین بچا وہ ہی جو اوسنے اپنی جماعت کی کانہین قبرونکا
فتنہ پہونکدیا یہانتک کہ یہ نوبت ہوگئی کہ قبر والے پوجنے لگے اور بت ٹھہرائے گئے اور انپر گنبد
بنے اور اُنکی تصویرین کھینچین اور یہہ مرض شروع ہوا ہین حضرت نوح علیہ السلام کی قوم مین
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی قال نوح رب انہم عصونی واتبعوا من لم یزدہ مالہ وولدہ
کہا نوح نے اے میرے رب یہ لوگ نافرمانی کرتے ہین میری اور پیروی کی ہی اسکی کہ نہین زیادہ دیا اسکو مال اور اولاد اسکے ۱۲
الا خسارا ومکروا مکرا کبارا وقالوا لا تذرن الہتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث
سوا مگر نقصان اور داؤ بڑا اور کہا انہون نے مت چھوڑو اپنے معبودونکو اور مت چھوڑو ودّ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو
ویعوق ونسرا وقد اضلوا کثیرا ولا تزد الظالمین الا ضلالا ابن جریر کہتے ہین کہ ان
اور یعوق اور نسر کو اور بہکا چکے ہین بہتون کو اور تو نہ بڑہا ظالمون کو مگر بہکنا ۱۲
بتوتحا حال ہمکو جو معلوم ہوا ہی وہ یہہ ہی کہ ہم سے حدیث بیان کی ابن حمید نے اور
اوس سے بہران نے اور اُس سے سفیان نے اور اوس سے موسی نے اور اوس سے محمد بن قیس نے کہ یغوث
اور یعوق اور نسر بنی آدم مین سے اچھے لوگ تھے اور اُنکی بہت پیرو تھے جو اُنکی اقتدا کرتے
تھے جب وہ مرگئے تو اونکے پیرونے کہا کہ اگر ہم انکی صورت بنالین تو جب ہم انکو یاد
کرینگے ہمکو زیادہ شوق عبادت کا دلاوینگے اس لحاظ سے انکی صورتین بنائین جب وہ مر گئے

اور دوسری لوگ آئی تو ابلیس نے پیچھے سی آکر اونسی کہدیا کہ وہ لوگ تو انکی عبادت
کیا کرتے تہی اور انکی ذریعہ سی مینہ کی درخواست کیا کرتے تھے پس انہون نے انکی پرستش اختیار
کی سفیانؓ اپنی باپ سی اور وہ عکرمہؓ سی راوی ہین کہ حضرت آدم اور نوح علیہما السلام
کے درمیان دس قرن تھے کہ سبکے سب مسلمان تھے اور ہمسی حدیث کی ابن عبد الاعلی نے معمر سی
اور انہون قتادہؓ سی کہ انہون نے آیت مذکورہ کی تفسیر مین فرمایا کہ یہ بت وہ معبود تھے
جنکی عبادت حضرت نوحؑ کے لوگ کرتے تھے پہر عرب والون نے انکی عبادت اونکی بعد کی اور
سی وَدّ تو قبیلہ کلب کا بت ودمۃ الجندل مین تہا اور سواع ہذیل کا اور یغوث بنی غطیف
بن مراد کا اور یعوق ہمدان کا اور نسر ذی الکلاع کا حمیر مین سی اور وہبؓ نے ابن
عباسؓ سی روایت کیا ہی کہ یہ بت زمانہ نوحؑ مین پوجے تہے اور بخاریؒ کہتے ہین کہ ہمسی حدیث
کی ابراہیم بن موسیٰ نے اور اونسی ہشام نے اور اونسی ابن جریج نے کہ عطاءؒ ابن عباسؓ
سی راوی ہین کہ جو بت قوم نوح علیہ السلام مین تہے وہ بعد کو عرب مین ہوگئے اسطرح کہ وَدّ
تو کلب کا ہوا ودمۃ الجندل مین اور سواع ہذیل کا اور یغوث اول مراد کا تہا پہر بنی غطیف
کا ہوا سبا کے پاس جرف مین اور یعوق ہمدان کا اور نسر حمیر کی ذی الکلاع کی اولاد کا اور
یہ نام چند نیکبخت لوگونکے ہین قوم نوح علیہ السلام سی جب وہ مرگئے شیطان نے انکی قوم سی کہا کہ جن
بیٹہکو نمین یہہ لوگ بیٹہا کرتے تھے بت قائم کرو اور اونکے وہی نام رکہو جو اون لوگونکے تہے

اُنہون نے تمثیل کی مگر اُنکی پرستش نکی جب یہہ لوگ مرگئے اور علم جاتا رہا تو اُنکی
پرستش ہوئی اور سلف مین سے کئی شخصون نے کہا ہی کہ یہہ لوگ حضرت نوح کی قوم مین
سے نیکبخت تھے جب وہ مرگئے تو لوگ بیٹھے ہی اُنکی قبر پر پھر اونکی شکلین بنائین پھر اُنپر مدت
گذر گیا تو اُنکی عبادت کرنے لگے اُن لوگون نے دو بلائین بھیجی تھین ایک فرد نکی دوسری
مورتونکی اور یہہ وہی دو نو بلائین ہین جنکی طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث
مین جسکی صحت پر حضرت عائشہ صدیقہ متفق ہی اشارہ فرمایا ہی اور وہ یہہ ہی کہ حضرت ام سلمہ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کنیسہ حبشہ مین ایک بتخانہ کا ذکر کیا جسکو اُنہون نے حبشہ مین دیکھا تھا اور
اُسکا نام ماریہ تھا تو جو کچھ اُسمین مورتین دیکھین تھین اونکا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ یہہ وہ
لوگ ہین کہ جب اُنمین سے کوئی بندہ یا مرد صالح مرجاتا ہی تو اوسکی قبر پر مسجد بناتے ہین
اور اوسمین اُسکی تصویر بناتے ہین یہہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین خلق ہین — اور یہی
باعث تخالات کی پرستش کا چنانچہ ابن جریر نے اپنی اسناد سے منصور سے روایت کیا ہی
اور اُنہون نے مجاہد سے اَفرَءَیتُمُ اللّٰتَ وَالعُزّٰی کے بیان مین کہ لات اُنکے لئے ستو گھولا
(حلاوہ دیکھو لات اور عزی ۱۲)
کرتا تھا جب وہ مرگیا تو اوسکی قبر پر بیٹھے رہے — اب تمنے دیکھ لیا کہ بسبب بعوث اور
یعوق اور نسر اور لات کی پرستش کا اُنکی قبرونکی تعظیم تھی ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ
اسیوجہ سے شارع نے قبرو پر مسجدین بنانے سے منع فرمایا ہی اور یہی بات ہی جسنے بہت سے

لوگونکو شرک اکبر یا اوس سی کمتر شرک مین ڈالا ہی یعنی لوگ اُن نیکبخت لوگون کی
مورتون سی اور اُن مورتونسے جنکو ستارونکا طلسم بتاتے تھے اور اِسیطرحکی
مورتون سی مشرک بنگئی اِسلئی کہ ایسے مرد کی قبر سی جسپر نیکبختی کا اعتقاد ہو شرک کرنا نفسون
سی قریب ہی لکڑی یا پتھر کے ساتھ شرک کرنے سی اور اِسیوجہ سی اہل شرک کو
دیکھتے ہو کہ قبرون کے پاس تضرع اور عاجزی کرتے ہین اور عبادت دل سی کرتے ہین
کہ اوسطرحکی خدا کے گھرونمین نہین کرتے نہ سحر کیوقت اور بعض لوگ قبرونکو سجدہ کرتے
ہین اور اکثر لوگ قبر کے پاس کی نماز و دعا مین ایسی برکت کی توقع کرتے ہین جو مسجدون
مین نہین کرتے تو اسی خرابی کیواسطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اِسکی سری سی جڑہی
کاٹ دی کہ قبرستانمین نماز پڑہنی کو مطلق منع فرمادیا گو نمازی کا قصد اپنی نماز مین
اوسجگہکی برکت حاصل کرنیکا نہو جیسے کہ نماز پڑہنی آفتاب کی نکلنی اور ڈوبنی کیوقت
منع فرمائی اِسلئی کہ یہہ ایسے اوقات ہین کہ مشرک اُسمین آفتاب کیواسطی نماز کا قصد کیا
کرتے ہین اسی نظر سی اوسوقت نماز سی منع فرمادیا گو نمازیونکا قصد وہ نہو جو مشرکونکا
ہوتا ہی مگر یہہ واسطہ دور کرنیکو منع فرمایا اور اگر نماز سی قصد اُس جگہہ کی برکت لینی کا ہو
تو یہہ صریح دہوکا دینا ہی اللہ تعالی اور اوسکے رسول کو اور مخالفت ہی اوسکے دین
کی اور ایجاد کرنا ہی ایسے دین کا جسکی اجازت اوسنے نہین دی - غرضکہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین سی یہہ بات یقینا جانی گئی کہ قبرونکی پاس نماز پڑہنے
کی ممانعت ہی اور یہہ کہ آپ نے اُس شخص پر لعنت کی ہی جو قبرونکو مسجدین کری اور علما کی
اکثر گروہون نے بوجہ پیروی حدیث صحیح صریح کے قبرونپر مسجدین بنانے سی صاف منع کردیا ہی
اور امام احمد اور مالک اور شافعی نے اُسکو حرام کہا ہی اور کچھہ لوگون نے مکروہ کہا ہی مگر
یون مناسب ہی کہ مکروہ تحریمی اوس سی مراد لیا جاوے تاکہ ان لوگونکی ساتھہ حسن ظن ہو ورنہ
آنبر یہہ گمان ہوگا کہ جس بات کے کرنیوالے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی لعنت کا کرنا اور
اُس سی منع فرمانا بتواتر ثابت ہوچکا ہی اُسکو یہہ لوگ جائز رکھتے ہین چنانچہ صحیح مسلم مین جندب
بن عبداللہ بجلی سی روایت ہی کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی پانچ روز پیشتر آپ کی
وفات شریف کی سُنا ہی کہ فرماتے تھے کہ مین بری ہوتا ہون اللہ کیطرف اس سی کہ تم مین سی
میرا کوئی خلیل ہو اور اگر مین خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا سنلو کہ جو لوگ تم سی پہلے تھے وہ اپنے
انبیا کی قبرونکو مسجدین بناتے تھے خبردار تم قبرونکو مسجدین مت بنایو کہ مین تمکو اس سی منع
کرتا ہون اور حضرت عایشہ اور ابن عباس سی مروی ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مریض ہوئے تو اپنے چہرہ مبارک پر اپنی ایک چادر ڈالنے لگے پس جب گھبرائے تو اوسکو اُتار دیا
اور اسی حالمین فرمایا کہ لعنت ہی خدا کی یہود اور نصاری پر کہ اُنہون نے اپنے انبیا کی قبرونکو
مسجدین بنالین اور اس سی آپکو اُنکے فعل سی ڈرانا منظور تہا روایت کیا اسکو بخاری

اور مسلم نے اور صحیحین مین ابو ہریرہؓ سی مروی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالی یہود اور نصاری کو مارے کہ اُنہون نے اپنے انبیا کی قبرونکو مسجد بنایا
اور مسلم کی روایت مین ہی کہ لعنت کرے خدا تعالی یہود اور نصاری پر کہ اپنے انبیا کی
قبرونکو مسجد بنایا بہرحال قبرونکو مسجد بنانے سی آپ نے اپنی آخر عمر مین منع فرمایا اور اہل
کتاب مین سی جسنے ایسا کیا اوسکو لعنت فرمائی تاکہ اپنی امت کو اُس فعل سی ڈراوین
حضرت عایشہؓ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوس مرض مین فرمایا
جس سی کہ نہ اٹھے کہ لعنت کرے اللہ تعالی یہود اور نصاری کو کہ اُنہون نے اپنے انبیا کی قبرون
کو مسجد بنایا اور اگر یہہ بات آپ ارشاد نفرماتے تو آپکی قبر شریف بھی کھلی رہتی مگر
اسکا ڈر ہوا کہ کہین مسجد نہو جاوے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور حضرت عایشہ
کی قول مین خُشی بصیغہ مجہول علت ہی قبر کے کھلا رکھنے کی اور امام احمدؒ نے سند پختہ سی
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون
مین سی بدترین وہ ہونگے کہ اونکو قیامت آلیگی اور وہ زندہ ہونگے اور وہ لوگ کہ قبرونکو
سجدہ گاہ بناتے ہین ابو زرعہ بن ثابتؓ سی مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ خدا تعالی لعنت کرے قبر کی زیارت کرنیوالی عورتونپر اور اُن لوگونپر جو قبرونپر
مسجدین بناوین اور چراغ دہرین اسکو امام احمد اور سنن والون نے روایت کیا ہے

وفی الصحیحین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد وفی مسلم لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد فلولا ذلک ابرز قبرہ غیر انہ خشی او خشی ان یتخذ مسجدا متفق علیہ وقولہا خشی بضم الخاء ای خشی الناس ذلک رواہ البخاری وفی لامام احمد عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان من شرار الناس من تدرکہم الساعۃ وہم احیاء والذین یتخذون القبور مساجد وعن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج رواہ الاربعۃ الا النسائی وصححہ الترمذی وابن حبان وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج رواہ الاربعۃ الا النسائی وصححہ الترمذی وابن حبان وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج رواہ الاربعۃ الا النسائی وصححہ الترمذی وابن حبان وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج رواہ الاربعۃ الا النسائی وصححہ الترمذی وابن حبان

اور صحیح بخاری مین ہی کہ حضرت عمرؓ نے انس بن مالکؓ کو ایک قبر کے پاس نماز پڑہتی
دیکہکر فرمایا کہ قبر ہی قبر۔ اس سی معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ کے نزدیک ٹھہری ہوئی بات ہنی
کہ قبر کے پاس نماز منع ہی مگر حضرت انس کو قبر کا خیال نرہا اور ابو سعید خدریؓ فرماتی ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زمین بالکل مسجد ہی سوا مقبرہ اور حمام کے اسکو
امام احمد اور سنن والون نے روایت کیا ہی اور ابو حاتم اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا ہی
اور اس سی بڑہکر ممانعت قبر کیطرف نماز پڑہنی کی ہی کہ نمازی مین اور قبر مین کچہہ آڑ نہو
چنانچہ مسلم نے ابی مرثد غنوی سی روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ قبرون پر مت بیٹہو اور نہ انکی طرف کو نماز پڑہو اور اس حدیث سی اُس شخص کا قول باطل ہنے
جو قبرستان مین نماز پڑہنی کی ممانعت کا باعث نجاست کو بیان کرتا ہی کیونکہ یہہ بات آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقاصد سی بہت بعید ہی اور کئی وجہ سی باطل ہی اول یہہ کہ حدیثون مین کئی
اور کہہی ہوئی مقبرون مین کچہہ فرق مذکور نہین جیسی علت نجاست بیان کرنیوالے کہتے ہین
دوسری یہہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود اور نصاری کو اپنے انبیا کی قبرون کو
مسجدین بنانی پر لعنت فرمایا ہی اور یہہ بات یقیناً معلوم ہی کہ اسکی وجہ نجاست نہین
ہوسکتی اسلئے کہ انبیا کی قبرین تو نہایت پاک جگہون مین سی ہین کیونکہ خدا تعالی نے زمین
پر حرام کر دیا ہی کہ اونکی جسمونکو کہادی سیسے یہہ کہ آپنے اونکی طرفکو نماز پڑہنے سے

منع فرمایا ہی گو نمازی پاک جگہہ مین کہڑا ہو چوتھی یہہ کہ آپ نے فرمایا ہی کہ زمین سراسر مسجد ہی سوا مقبرہ اور حمام کی اگر ان دونوکا استثنا نجاست کی باعث ہوتا تو پاخانے اور کمیلے قبرونکی ذکر کی نسبت کزیادہ تر مستحق استثنا تھے پانچوین یہہ کہ آپکی مسجد شریف مشرکونکا قبرستان تہا آپ نے اُنکی قبرین کہدوا کر اونکو برابر کردیا اور مسجد بنوائی اور قبرونکی مٹی نہین اُٹھوائی چنانچہ یہہ ہاجر ابخاری اور مسلم مین انس سی پایہ ثبوت کو پونچا ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو لوگونمین چودہ رات رہے پہر آپنے بنی نجار کی جماعت کی پاس ایک شخص کو بہیجا وہ تلوارین حمایل کئی ہوئی آئے اور گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر سوار اور آپکے پیچہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بنی نجار کے لوگ آپکے گرد میری نظر وںمین پہرتے ہین یہانتک کہ آپ ابوایوب کے صحن مین اترے اور آپکو اچہا معلوم ہوتا تہا کہ جہان نماز کا وقت ہو جاوی اوسی جگہہ نماز پڑہ لین اور چونکہ آپ بکریونکی بیٹہنے کی جگہہ مین نماز پڑہا کرتے تھے اور مسجد بنانیکا حکم آپکو ہوا تہا اسلیئے بنی نجار کی جماعت کو آدمی بہیجکر بلوایا اور اُن سی ارشاد فرمایا کہ تم اپنی اس جگہہ کا مجہہ سی مول کرلو اونہون نے عرض کیا کہ ہم فروخت نہین کرتے اسکا مول اللہ ہی سی لینگے اُسجگہہ مین یہہ چیزین تہین جو مین تم سی کہتا ہون یعنی مشرکونکی قبرین اور زمین افتادہ اور خرما کے درخت پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سی مشرکونکی

قبرین تو کھودی گئین اور زمین افتادہ برابر کی گئی اور درختونکو کاٹکر قبلہ کیطرف برابر
برابر رکھدیا اور مسجد کی دو طرفونمین پتھر رکھے پس لوگ پتھر اُٹھاتے جاتے تھے اور رجز
پڑھتے تھے اور سب حدیث کو ذکر فرمایا چھٹی یہہ کہ شرک اور مشابہت بت پرستونکا فتنہ عصر
اور فجر کے بعد کی نماز کی خرابی سے بہت بڑھکر ہے تو جب تشبیہ کے ذریعہ کی روک کی گئی جو کبھی
نمازی کے دلمین بھی نہین گذرتا اس نماز سے منع فرمایا ہو تو اس ذریعہ فریب کو جو اکثر
اپنے کرنیوالے کو شرک اور مُردونکی پکارنے اور انسے حاجت مانگنے کیطرف بُلاتا ہے اور یہہ
اعتقاد دلاتا ہے کہ نماز اونکی قبرونکی پاس پڑھنی مسجدونمین پڑھنے کی نسبت کرا فضل ہے
اور اسکے سوا اور باتونکا موجب ہوتا ہے جو کھلا کھلی اللہ تعالی اور اوسکے رسول کی مخالفت
ہے کسطرح منع نہ فرمایا ہوگا اب اس خرابی کے سامنے جگہہ کی نجاست کو سبب ٹھہرانا کہان
رہا اور جس وجہ سے کہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ قصد فرمایا ہے
کہ امت کو قبرونمین مبتلا ہونیسے منع فرمائین جیسے پھنس گئی اُمین حضرت نوحؑ کی لوگ اور
اونسے پہلے یہہ ہے کہ آپنے قبرونپر مسجدین بنوانے والونکو لعنت فرمایا اور اگر منع کرنا نجاست
کے سبب ہوتا تو ممکن تھا کہ قبرونپر پاک مٹی سے استرکاری کردیجاتی اور لعنت دور
ہوجاتی اور یہہ یقینا باطل ہے ساتوین یہہ کہ آپنے لعنت مین قبرونپر مسجدین بنانے والون
اور چراغ رکھنے والونکو ایک ساتھہ فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہہ دونو گروہ لعنت مین

شامل اور گناہ کبیرہ کرنے مین شریک ہین اسلئے کہ جس امر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہی تو وہ گناہ کبیرہی اور ظاہر ہی کہ چراغ کے جلانیوالیکو جو لعنت ہوئی ہی تو اسی جہت سی کہ چراغ جلانا قبرونکی تعظیم کا وسیلہ ہی اور اُنکو بت ٹھہرانیکا ذریعہ جنکی طرف مشرک دوڑین اسلیے اونپر مسجدونکا بنانا ہی کیونکہ قبرونپر مسجدونکا بنانا اُنکی تعظیم ہی اسی جہت سی یہہ دونو باتین ایک ساتھہ ارشاد ہوئین اور اسی تعظیم کی وجہہ سی جو لوگ کہ اصحاب کہف کی مقدمہ مین زیادتی کرنیوالے تھے اونکا قول خدا تعالی نے یون نقل فرمایا لنتخذن علیہم مسجدا آٹھوین یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم بنا دینگے اونکے مکانکی پر عبادت خانہ کا ہی کہ الہی تو میری قبر کو بت مت کرنا جسکی پرستش ہو سخت ہوا غضب اللہ تعالی کا اون لوگونپر جنہون نے اپنے نبیونکی قبرونکو مسجدین بنائین اس حدیث مین لعنت کی لاحق ہونیکی سبب پر آگاہ فرمادیا کہ وہ اُنکا قبرونکو بت ٹھہرانا ہی حاصل یہہ کہ جس شخص کو شرک اور اوسکی اسباب اور ذریعونکی شناخت ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقاصد کو سمجھتا ہی وہ یقینا جان لیگا کہ آپکا مبالغہ کرنا لعنت کرنیمین نجاست کی باعث سی نہین بلکہ نجاست شرک کی باعث ہی جو ایسی شخص کو لگتی ہی کہ آپکا نافرمان ہوا اور اپنی نفس کی خواہش کا پیرو اور شہادت لا الہ الا اللہ کی تحقیق سی اوسکو بہرہ کم ہویا بالکل نہو غرضکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونکی لعنت مین مبالغہ فرمانا ایک تو توحید کی بچانیکی لئی ہی کہ

اوسکو شرک لگ کر ڈہانک لے دوسرے اپنے رب کی لئے غصہ ہی کہ اوسکی ساتھہ اُسکی
غیر کی برابری نہ کیجاوی مگر مشرکون نے آپکے حکم کی نافرمانی ہی کی اور جس بات سی منع
فرمایا تہا وہی کیا اور شیطان نے اونکو چپکہ سی فریب دیا کہ یہہ مرنیوالونکی قبرونکی تعظیم ہی
اور جسقدر تم انکی زیادہ تعظیم کروگی وتنا ہی اُن صلحا کی قرب سی سعادت یاب اور اونکے
دشمنون سی دور تر ہوگے اور بخدا کہ اِس مردود نے بعینہ اِسی فریب سی نبوت اور یونس
اور نسر کے پوجنیوالونکو دہوکا دیا تہا اور اسی دروازہ سی بت پرستونکی پاس جب سی کہ
یہہ ہوئی ہین قیامت تک آویگا اب مشرک اکابر کی باہمین بعض تو مبالغہ کرنے لگی اور بعض
اونکی طریق مین طعن نکالنی لگی اور اللہ تعالی نے اہل توحید کو ہدایت کی کہ اکابر کے
طریق پر چلی اور انکو اُس مرتبہ پر جانا جس مرتبہ پر خدا تعالی نے اُنکو کیا ہی یعنی اونکو
بندہ جانا اور معبود ہونیکے خواص اونسی دور کئی اور یہہ امر انکی نہایت تعظیم و طاعت
کا ہی اور مشرکون نے اُنکی امر کی نافرمانی کی اور تعظیم کے پیرایہ مین اونکو گہٹایا۔
امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ مین مکروہ جانتا ہون کہ کسی مخلوق کی اتنی تعظیم
کیجاوی کہ اوسکی قبر مسجد ٹہہرائی جاوی کیونکہ اسمین خوف فتنہ کا اوسپر بھی ہی اور اوسکے
بعد کے لوگونپر بھی اور اسکی علت شرک اور یہود اور نصاری کی مشابہت کو کیا
ہی یہہ قول کتاب ناسخ الحدیث ومنسوخہ مین اوس جگہہ ہی جہان اِس حدیث مین گفتگو

ان یلحقه الشرك ويغشاه و
غضبا لربها ان يعبد بعد قبره
الشرك لان لا يعبد الله
فيه في زمن البحر الشيطان انه
تعظيم لقبور الصالحين وهل
كثر اشراكهم تعظيم الكتب
اسعد ومن اعدى الله ابعد
ولعن الله من اتخذ القبر مسجدا
على عباد يعبد ويعاد ومن
دخل على عباد الاصنام من كانوا الى يوم
القيامة فهم المشركين بين الغلو فيه والطعن
فظنوهم وهل الله اهل الكتب بل ورد

طريقهم وان نزلهم منازلهم التي انزلهم الله اياها
من العبادة بالغلو فيه والطعن فيه وهذا
غاية تعظيمهم وقد عاقبهم الله على ذلك
اشد العقوبة وقد كان فعلوه
قال الشافعي رحمه الله
مخافة ان يفتن عليه
وعلى من يجيء بعده
وعلى من يمر به
فيكتب ناسخ الحديث
ومنسوخه عن

کی ہی کہ زمین بالکل ہمارے لئی مسجد کردی گئی ہی سوا ر قبرستان اور حمام کے اور
اس حدیث ابن عمر رض مین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے قبرستانمین نماز پڑہنی سے
منع فرمایا ہی **فصل** اور شیطانکی مکر سی ہی قبرونکا عید مقرر کرنا اور عید وہ ہی کہ اوسکی
قصد کی عادت کرلیجاوی خواہ وہ مکان ہو یا وقت وقت تو ایسا جیسا آنحضرت
صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کا روز اور قربانی کا دن اور منی کے ایام ہم مسلمانون
کی عید ہی اسکو ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہی اور جگہہ بسطرحسی جیسے ابو داؤد نے اپنی
سنن مین روایت کیا ہی کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین نے نذر کی ہی کہ مکان
بوانہ مین قربانی کرون آپ نے فرمایا کہ وہ مشرکونکی بتونمین سی کوئی بت ہی یا اونکی کوئی
عید ہے اوسنے عرض کیا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ تو اپنی نذر پوری کرلے اور جسطرح
انکا ارشاد ہی کہ میری قبر کو عید مت ٹھہراؤ یہہ لفظ معاودت اور اعتیاد سی نکلا ہی تو جب
جگہہ کے لئے ہوگا تو اوس سی وہ جگہہ مراد ہوگی جسمین اکٹھا ہونیکا قصد کیا جاوی خواہ
یہہ قصد عبادت کیواسطی ہو یا غیر عبادت کی لئی مثلاً مسجد کعبہ اور منی اور مزدلفہ اور
عرفہ اور مشاعر ہین کہ اونکو مسلمانونکی لئی اللہ تعالی نے عید اور جگہہ مقرر فرمائی ہے
جیسے کہ اُن مکانونمین عبادت کرنیکے ایام کو عید قرار دیا ہی اور مشرکونکی عیدین وقت
اور جگہہ کی بہت سی ہین جنکو اسلام نے بالکل باطل کردیا اور وقت کی عید کی عوض تو

مسلمانونکی لئی عید الفطر اور عید قربان اور منی کے ایام ہین اور جگہہ کی عید کے بدلے
ہین کعبہ اور عرفہ اور منی اور مقامات حج ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قبر
مبارک کو عید بنانیسے منع فرمایا چنانچہ ابو داؤد کہتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی احمد
بن صالح نے وہ کہتے ہین کہ مین نے عبد اللہ بن نافع کے سامنے قرأت کی کہ خبر دی مجکو ابن ابی
ذئب نے سعید مقبری سے اور اونہون نے ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ تم اپنے گہرونکو قبرین مت بناؤ اور نہ میری قبر کو عید ٹہہراؤ اور میرے اوپر درود
بھیجو اسلئے کہ تمہارا درود مجکو پونہچ جائیگا جہان تم ہوگے اس حدیث کی اسناد حسن ہے
اور اسکے راوی معتبر اور مشہور ہین اور ابو یعلی موصلی اپنی مسند مین فرماتے ہین کہ ہمسے
حدیث بیانکی ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور اُن سے زید بن الحباب نے اور اونسے جعفر بن ابراہیم
نے جو ذی الجناحین کی اولاد مین سے ہین اور اونسے امام زین العابدینؒ نے اسطرح کہ آپ
نے ایک شخص کو دیکہا کہ وہ ایک شگاف کیطرف کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی قبر مطہر کے پاس تہا آتا ہے اور اوسکی اندر جاکر دعا مانگتا ہے آپ نے اوسکو منع فرمایا
اور کہا کہ سنو مین تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے اپنے باپ سے اور اونہون نے
میری دادی سے اور اونہون نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے کہ فرمایا میری
قبر کو عید مت بناؤ اور اپنے گہرونکو قبرین اسواسطے کہ تمہارا اسلام جہان مین ہوگا وہی

پونہچیگا اسکو ابو عبداللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی نے روایت کیا ہی اور سعید بن منصور
نے سنن مین روایت کیا ہی کہ ہمسے حدیث بیانکی حبان بن علی نے اور انسے محمد بن عجلان
نے ابو سعید سے جو مہری کا غلام ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مت
کرو میری قبر کو عید اور نہ اپنے گہرونکو قبرین اور درود پڑہو مجہپر جہان تم ہو کہ تمہارا درود
مجکو پونہچ جاویگا اور سعید کہتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی عبد العزیز بن محمد نے اور انکو
خبر دی سہیل بن ابی سہیل نے انہون نے کہا کہ مجکو حضرت امام زین العابدین نے قبر شریف
کے پاس دیکہکر پکارا اور اوسوقت فاطمہ کی گہر مین آپ رات کا کہانا کہاتے تہے مجکو
آپ نے فرمایا کہ آؤ کہانا کہاؤ مین نے عرض کیا کہ مجکو خواہش نہین پہر فرمایا کہ کیا بات ہے
کہ مین تمکو قبر مطہر کے پاس دیکہتا ہون مین نے عرض کیا کہ مین نے سلام کیا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو آپنے فرمایا کہ اس لئے تو داخل ہوا مسجد مین پہر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ مت کرو میری قبر کو عید اور مت بناؤ اپنے گہرونکو قبرین لعنت کری
اللہ یہود اور نصاری پر کہ ٹہہرالین اپنے انبیا کی قبرین مسجدین اور درود بہیجو مجہپر کہ تمہارا
درود مجہکو پونہچیگا تم اور اندلس کے لوگ برابر ہی ہو تو یہہ دونو مرسل حدیثین ان دو
مختلف صورتونسے اصل حدیث کی ثبوت پر دلالت کرتی ہین خصوص اُس صورتمین کہ جس
شخص نے اوسکو مرسل کیا ہی وہی اوسکو اپنی حجت ٹہہراتا ہی اس سے لازم آتا ہی کہ

اوسکے نزدیک حدیث ثابت ہی اور یہہ جب ہی کہ سوا ان دو وجہونکی اور کسی روایت
مستند ہی روایت نکی گئی ہوا ور جب پہلے سند وار بیان ہو چکی تو پہر ثبوت کیسے نہوگا
شیخ الاسلام کہتے ہین کہ دلالت حدیث کی وجہ یہہ ہے کہ قبر شریف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی روی زمین کی قبر وونمین سے افضل ہی جب اسکو عید بنانے سے منع فرمایا تو اور وںکی
قبر ونکو عید بنانے سے منع بطریق اولے ہوگا پہر حدیث مین اس منع کے ساتھہ یہہ بھی
فرمایا کہ اپنے گہر ونکو قبر مت کرو اسکے یہہ معنی ہین کہ اونکو نماز اور دعا اور تلاوت سے
خالی مت رکھو کہ قبر ونکی طرح ہو جاوین تو نفل کے ادا کا گہر ونمین حکم فرمایا اور قبر ون
کے پاس بجا آوری عبادت سے منع فرمایا اور یہہ حکم مخالف ہی اس حال کے جسپر مشرکین
نصاری ہی اور انکے مثل ہین اور بعضے شخصون نے جو شرک مین کچھہ مشابہت نصاری سے اور
تحریف مین یہود یون سے پیدا کی ہی وہ ان احادیث کی تحریف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ
انمین حکم قبر شریف کے ساتھہ نہی اور اوسکے پاس بیٹھہ رہنے کا ہی اور اسبات سے منع
فرمایا کہ قبر کو عید کیا جاوے جو سالمین ایک یا دو بار ہوا کرتی ہی گویا کہ یون ارشاد ہی
کہ قبر کو ایسی عید مت کرو کہ برسون دن ہوا کرتی ہے بلکہ ہر وقت اوسکے ساتھہ رہو۔
اور یہہ امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقصود کے خلاف اور اوسکی ضد اور نقیض ہی
اور حقیقت کو برعکس کرنا اور جناب رسالت مآب کو مکر اور فریب کیطرف منسوب کرنا ہی

اور اسمین کچھہ شک نہین کہ شرک کے بعد اس دین الہی اور سنت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو اسطرح بدلڈالنے کی نسبت کرہر کبیرہ گناہ کا کرنا گناہ ہونیمین سہل تر اور عذاب
مین ہلکا ہی اور اسیطرح سونکی دینی باتین بدلی گئی ہین اگر خدا تعالی اس دین مین ایسی حامی
نہ کھڑا کرتا جو اس سی خرابی دور کرتے ہین تو اسپر بھی وہی حال ہوتا جو اس سی پہلی دینونپر
ہوا اور اگر مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہی ہوتی جو یہہ نادان کہتے ہین تو آپ نبیون
کی قبرونکو مسجدین بنانے سی منع نہ فرماتے اور انکی قبرپرستونکو لعنت کرتی اسلئے کہ جب آپنے ایسے شخصونکو
لعنت کیا جو قبرونکو مسجدین بنالین کہ انمین خدا تعالی کی عبادت ہوا کرتی ہی تو جو شخص انکی سا تہہ
رہی اور انکی پاس بیٹھہ رہی اوسکو کیسی لعنت نفرماوینگے اور اپنے رب سی یہہ دعا کیون مانگتی
کہ میری قبر کو بت متکر جسکی پرستش ہو اور حضرت عائشہ رض جو خلق مین زیادہ عالم تہین وہ کیون فرماتین
کہ اگر یہہ بات نہوتی تو آپکی قبر کھلی رہتی مگر یہہ ڈر ہوا کہ کہین مسجد نہ ٹھہرالیجاوی اور آپ یہہ کیون
فرماتے کہ میری قبر کو عید مت بناؤ اور میری اوپر درود پڑہو جہان کہین تم ہو اور آپکی
اصحاب اور اہل بیت رض وہ بات کیون نہ سمجہی جو تحریف کرنیوالے سمجہی دیکہو افضل تابعین
حضرت امام زین العابدین نے جو آپکی اہل بیت مین سے تھے اوس شخص کو آپ کی قبر
شریف کے پاس دعا مانگنے سے منع فرمایا اور اسکی وجہ وہ حدیث بیانکی جسکی
روایت اپنے باپ سی اور اونہون نے اونکے دادا سے کی تھی حالانکہ وہ اوسکے معنونکو

اِن جاہلونکی نسبت کرزیادہ سمجھتی تھی اسیطرح اُنکے چچا حضرت امام حسنؑ نے جو اہل بیت
مین سب سے بڑی تھی برا جانا اِسکو کہ کوئی شخص قبر شریف کا قصد کرے اور مصور نہین کہ مسجد
کا ارادہ نہ کہتا ہو اور اِس امر کو یہہ تصور فرمایا کہ قبر مبارک کا عید ٹھہرانا ہی ہمارے شیخ
فرماتے ہین کہ اب سنت کو دیکھو کہ وہ مدینہ منورہ کے لوگون اور اہل بیت سے نکلی ہے جنکو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب نسب اور نزدیکی مکانکی تھی اسلئے کہ غیرون
کی نسبت کرا دنکو اسکی حاجت زیادہ تھی تو اونہین کو خوب یاد بھی ہوگی **فصل**
پھر قبرونکو عید ٹھہرا لینے مین اتنی بڑی خرابیان ہین کہ اونکا علم سوا خدا تعالیٰ کے
اور کوئی نہین جانتا اونمین سے ایک یہ ہے کہ اونکو عید اسلئے بناتے ہین کہ اُنکی قبرونکو
نماز پڑہین اور اُنکا طواف کرین اور چومین چاٹین اور اُنکی خاک پر اپنے رخسار رگڑین اور
قبر والونکی پرستش کرین اور اون سے مدد اور روزی اور رحمت اور ادای قرض اور
سختی کے دور کرنے اور مظلوم کی داد رسی وغیرہ کا سوال کرین جو بت پرست اپنے بتونسے
مانگا کرتے ہین اور بھی باتین ہین کہ ایمان اور اسلام والونکو پسند نہین بلکہ جسکے دلمین اللہ کی ہیبت
سی بھی غیرت ہوگی وہ بھی اسکی باعث غصہ کریگا مگر کیا کیجے مردہ کو زخم کا درد نہین ہوتا۔
اِن لوگونکی مبالغہ کرنیوالونکو دیکھو کہ دور دراز جگہہ سے چلکر سواریون سے اُتر کر اپنے ماتھے
رکھتے ہین اور زمین کو بوسہ دیتے ہین اور سر کھولکر بلند آواز سے ایسے شخص کو پکارتے ہین جو نہ پیدا کرے

نہ مرنیکے بعد جلا دی نہ اونکی فائدہ کی کسی چیز پر قدرت رکہی اور اُس سی وہ چیز مانگتی ہین
جسکا مانگنا خدا کے سوا اور کسی سی سنچا ہی یعنی سختیونکا دور کرنا اور فاقہ والونکو تونگر
کرنا اور مرض والونکو شفا دینا پہر قبر کے گرد سجدہ مین گر پڑتے ہین پہر اُسکے گرد ایسی پہرتے
ہین جیسی خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہین جسکو اللہ تعالی نے مبارک اور تمام جہان کے لئی ہدایت
بنایا ہی پہر اوسکو چومنی چاٹنی لگتی ہین جیسی خانہ کعبہ مین آنیوالے حجر اسود کی ساتہہ کرتے ہین
پہر قبر کے پاس اپنے ماتہے اور رخسار خاک آلود کرتے ہین اور خدا کو معلوم ہی کہ اوسکی سامنی سجدہ مین
وہ ماتہے اور رخسار اسطرح کبہی خاک آلود نہین ہوئے اور اسکی لئی قربانیان کرتے ہین اور انکی نماز و
افعال سب غیر اللہ کی لئی ہوتے ہین پہر یہہ دیکہو کہ ایکدوسریکو مبارکی دیتی ہین اور کہتی ہین کہ ہمکو
اور تمکو خدا تعالے بہت سا اجر اور ثواب دی اور جب پہر کر آتے ہین تو جو لوگ مبالغہ والے
اُنکی ساتہہ نہین جاتے وہ سوال کرتے ہین کہ تم مین سی کوئی اپنے حج قبر کے ثواب کو دیڈالو اور اُسسے
ثواب حج کعبہ کا لیلو وہ جواب دیتی ہین کہ ایک حج سی تو کیا ہزار حج کے ثواب سی بھی بدلین گے
اور پہلے گذر چکا ہی کہ اِس قسم کی باتین بتپرستی کا ہوئی ہین اور بند کرنا ایسی ذریعہ کا جس سے
یہہ ممنوع چیز پیدا ہو نہایت ضروری ہے اور اسمین کچہہ شک نہین کہ صاحب شریعت نے جو بات منع کی
ہی اور منع مین تاکید فرمائی ہے اور اُسپر وعید کیا ہی اُسکی انجام و وبال کو وہی خوب جانتا ہی ابوالوفا بن عقیل نے کہا ہی
اُنکی عبارت یہہ ہی کہ جب جاہلون اور کمینون پر احکام شرعی دشوار ہوئے تو اُنہون نے شرعی

وضعون سی منحرف ہوکر اپنے لئے نئی وضعونکی تعظیم گرهلی اور یہہ وضعین اُنپر آسان ہوئین
اِسلئے کہ اُنکو کسی اپنے غیر کے زیر حکم داخل نہین کیا ابو الوفا کہتے ہین کہ اِن وضعونکی جہت
سی وہ لوگ میرے نزدیک کافر ہین مثلاً قبرونکی تعظیم ایسے امور سی کرنی جو شرع مین ممنوع ہین
جیسے چراغ جلانا اور قبرونکو بوسہ دینا اور اُنکو آراستہ کرنا اور مردونکو حاجتونکے لئے پکارنا اور
اِسمضمون کی عرضیان اُنکو لکھنی کہ میرے مولے میرے لئے ایسا ایسا کردو اور اُنکی مٹی بطور تبرک لینی
اور قبرونپر خوشبو ڈالنی اور سفر کرکے اُن تک جانا اور درخت پر چیتھڑے ڈالنا جسطرح کہ لات
اور عزی کے پرستش کرنیوالے ڈالتے ہین اور اونکے نزدیک اُس شخص کی خرابی ہے جو پیر کے
فرار کو نہ چومے اور اوسکی چکنی اینٹ کو بوسہ کے دن ہاتھ نہ لگادی اور اسبات کا قائل نہو کہ پیر جمعہ
کے جنازہ کو حضرت ابوبکر صدیق خواہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خواہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
اُٹھایا تھا یا اپنی باپکی قبر پر چونہ اور اینٹ سی کوئی عمارت نہ بنادی اور کپڑونکو اُنپر نہ چیرے
اور قبر پر گلاب چھڑکے انہی اور جو شخص طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبرونکی بابین اور
جس چیز کو آپنے اجازت دی اور جس سی منع کیا اور نیز سیرت اصحابؓ کی دیکھی اور اوسکے
ساتھہ ہی وہ طریق دیکھی جسپر اکثر لوگ اس زمانہ مین ہین تو اِن دونو طریقونمین نہایت درجہ
کا خلاف پاوے مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو قبرونکی طرفکو نماز پڑہنی سی منع فرمایا اور یہہ لوگ
کہ نماز پڑہتے ہین اور آپنے اُنکو مسجد مقرر کرنیسی منع فرمایا اور یہہ لوگ قبرون پر مسجدین بناکر

وضعوہا لغیرہم فضلت علیہم اذ
اوضاع الشرع الی التعظیم اوضاعہم
وہم عن کفاہم بالاوضاع
مثل بعض الفواکہ والحبوب
عن الشرع من انقاد الیزان و
تغیلہا وتحلیتہا وخضاب الکون
کلہا بالحمرۃ وکبر الرقاع وقبا الموکلی افعل کذا وکذا
وتخصیص بناء کذا والقاضیۃ بطیر علی القبر
وشد الرحال الیہا والقائم الذی علی الشبابیک
عن عبد الات والعزی والوثن عن من یقبل
من یقبل الکعبۃ ویشہد لہا بالعلو
ویقول الحجر الذی علی جنازۃ ابوبکر او
علی قبر ابیہ او علی قبر ابنہ او
الحجر الذی بنی بہ الی کل بناء علی قبر
الا بجر ولم یخرج بناء بین سنۃ رسول اللہ صلی اللہ
القبر ونہی ان یجصص او یبنی علیہ او
جلیہ والطواف والسعی بین الصفا والمروۃ وبین کل منہما
مما کان علیہ اصحابہ وبین ما علیہ
اکثر الناس وجل بنہا فی غایۃ
التضاد فانہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نہی عن الصلاۃ
الی القبور وہؤلاء یصلون
عندہا ونہی عن اتخاذہا
مساجد ثم یبنون علیہا

خدا تعالے کے گھرونکی مشابہت کے لئے اونکا نام مشاہد رکھتے ہین اور آپ نے
اُنپر چراغ جلانیسے منع فرمایا اور یہہ لوگ قندیل جلانیکے واسطے بہت سی مال وقف
کردیتے ہین اور آپ نے قبرونکو عید بنانے سے منع فرمایا اور یہہ اُنکو عید بناتے ہین اور
عبادت گاہ بناتے ہین اور آپ نے حکم اونکے برابر کردینے کا فرمایا چنانچہ مسلم نے
ابی الہیاج اسدی سی روایت کی ہی کہ مجکو حضرت علی بن ابیطالبؓ نے فرمایا کہ مین
تجکو اُس کام پر بھیجتا ہون جسپر مجکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا کہ کسی صورت
کو بدون مٹائی نچھوڑون اور نہ کسی اونچی قبر کو بدون برابر کئے اور صحیح مسلم مین ثمامہ
بن شفیؒ سے بھی اسیطرح ہی حالانکہ یہہ لوگ اسکی خلاف کرنیمین مبالغہ کرتے ہین اور
اونچی عمارتین بناکر اُنپر برج بنواتے ہین اور آپ نے قبر پر گچ کرنیسے اور اوسپر عمارت
بنانیسے منع فرمایا ہی چنانچہ مسلم مین جابرؓ سی مروی ہی کہ منع فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے سی اور اُسپر بیٹھنے سی اور مکان بنانے سی اور یہہ لوگ اسکی
خلاف عمل کرتے ہین اور قبرونپر لکھنے سے منع فرمایا چنانچہ ابوداؤد نے جابرؓ
سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے اور لکھنے سے
منع فرمایا ترمذی کہتے ہین کہ یہہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور یہہ لوگ قبرونپر
لوحین لگاکر اُنپر قرآن وغیرہ لکھتے ہین اور قبر پر اوسکی مٹی کے سوا ڈالنیسے منع فرمایا

وفی ان یزاد علیہا غیر ذلک

وفی عن تجصیص القبور والبناء علیہا رواہ مسلم وفی عن الکتابۃ علیہا رواہ
ابوداؤد وفی عن تجصیص القبور والقعود علیہا والبناء علیہا رواہ الترمذی
وقال حدیث حسن صحیح وہم یفعلون ذلک کلہ وفی ان یزاد علیہا غیر ذلک

وفی عن اتخاذ المساجد علیہا رواہ مسلم وفی عن اتخاذہا مساجد وعلیہا
السرج رواہ اصحاب السنن وہم یفعلون ذلک کلہ وفی عن اتخاذہا عیدا
رواہ ابوداؤد وفی عن اتخاذہا اوثانا رواہ مالک وفی عن اتخاذہا مساجد
رواہ عبدالرزاق وفی عن اتخاذہا مساجد رواہ ابن ابی شیبۃ وفی عن اتخاذہا
مساجد رواہ احمد وفی عن اتخاذہا مساجد رواہ ابن ابی شیبۃ وفی عن
اتخاذہا

چنانچہ ابو داؤد نے جابرؓ ہی کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے اور لکھنے اور مٹی زیادہ کرنے سے منع فرمایا اور یہ لوگ اوپر مٹی اور پکی اینٹ اور پتھر اور آہک کاری زیادہ کرتے ہیں اور امام احمدؒ کے یاروں میں سے جو فقیہ ہیں انہوں نے تصریح کردی ہے کہ چراغوں کا جلانا حرام ہے ابو محمد مقدسی کہتے ہیں کہ اگر یہ فعل مباح ہوتا تو اوسکا کرنیوالا لعنت نکیا جاتا اور نیز اسمیں مال کا بیفائدہ کھونا ہے اور قبر پر مسجدیں بنوانی اس حدیث کی رو سے جائز نہیں اور اسلئے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا خدا تعالے لعنت کرے یہود پر کہ اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں ٹھہرالیں اسمیں اونکے فعل سے ڈرانا منظور ہے بخاری اور مسلم نے اسکو روایت کیا ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ قبر پر گچ کرکے اونکی پاس نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا بتوں کی تعظیم کے لئے سجدہ کرتے ہیں اور انکی طرف نزدیکی کرتے ہیں اور ہمکو پہنچا ہے کہ اخیر بت پرستی مردوں کی تعظیم سے ہوا ہے کہ انکی صورتیں بناکر اونکو ہاتھ لگایا اور اونکی پاس نماز پڑھی انتہی اور ان جاہلوں کی اب یہ نوبت ہوئی ہے کہ قبروں کے لئے ایک حج گڑھا ہے اور اوسکے افعال ترا شی ہیں اور انمیں سے بعض مبالغہ کرنیوالوں نے اسبابمیں ایک کتاب بنائی ہے جسکا نام مناسک حج مشاہد رکھا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ امر دین اسلام کو چھوڑنا اور بت پرستوں کے دین میں داخل ہونا ہے

اور جو باتین ان لوگون نے تراشی ہین انمین بیشمار خرابیان ہین اوّل قبرونکی وہ تعظیم کرنی جو فتنہ مین ڈالے مثلاً ان پر بیٹھنا اور مجاور بننا اور اُنپر پردہ ڈالنے اور اُنکی خدمت کرنی اور قبر پرست قبرونکی پاس مجاور بننے کو کعبے کے پاس مجاور بننے سے زیادہ سمجھتے ہین اور انکی خدمت کو مسجدونکی خدمت سے افضل جانتے ہین اور جو شخص کہ اُنکا خبر گیران ہو اُس سے اگر کسی رات قبر پر لٹکی ہوئی قندیل گُل ہوجاے تو اُنکی نزدیک اوس شخص کی خرابی ہے دوسرے قبرونکی لئے اور اونکی خادمونکی منت ماننی تیسری اس باتکا معتقد ہونا کہ یہہ مصیبت کو دور کرتی ہین اور دشمنونپر فتح دیتی ہین اور مینہ برساتی ہین اور سختیونکو ٹالتی ہین اور حاجتونکو روا کرتی ہین چوتھے اونکو مسجدین ٹہرانی اور اونپر چراغ جلانیسے خدا کی لعنت مین داخل ہونا پانچوین قبر والونکو رنج دینا اسلئے کہ وہ اِن باتون سے ناخوش ہین اور ایذا پاتے ہین جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نصاریٰ کے وہ اعمال جو اونکی قبر پر کرتے ہین بُرے معلوم ہوتے ہین اسیطرح آپ کے سوا جتنے انبیا اور صلحا ہین وہ بھی بُرا جانتے ہین اور قیامت کو اُن لوگون سے پہلوتہی کرینگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ (اور جس دن جمع کریگا اُنکو اور جنکو) مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ (پوجتے ہین اللہ کے سوا پھر اُن سے کہیگا) ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ (کیا تمنے بہکایا میرے بندونکو یا وہ آپ) أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ (بہکے راہ سے) قَالُوا سُبْحَانَكَ (بولینگے تو پاک ہے) مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا (ہمکو نہ آتا) أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ (کہ بنالین تیرے بغیر کوئی رفیق ۱۲)

وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا — اسپر مشرکونکو ارشاد ہوگا
لیکن تو نے انکو اور انسے اگلے باپ دادوں کو یہانتک کہ بھول گئے یاد اور یہ تھے نکمی کمپنی والے"
فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ — اور فرمایا اذ قال اللّٰہ یٰعیسی ابن مریم ءانت قلت
سو وہ تو جھٹلا چکے تمکو تمہاری باتوں میں" جب کہیگا اللہ اے عیسے مریم کے بیٹے تو نے کہا
للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللّٰہ قال سبحانک ما کان لی ان اقول
لوگونکو کہ مجھکو اور میری ماں کو دو معبود سوای اللہ کے تو کہیگا تو پاک ہے مجھکو نہیں بن آتا کہ کہوں جو مجھکو
مالیس لی بحق اور اسطرح بہت آیات ہیں پھر یہود اور نصاری کی مشابہت مشرکون
نہیں بنیگا"
کو مسجدیں ٹھہرانے اور انپر چراغ جلانیمیں ساتوین جو چیز خدا تعالی نے مشروع
فرمائی اسمیں اسکا خلاف کرنا آٹھوین سنتونکو کہو کر بدعتونکا رائج کرنا نوین
قبرونکو فضیلت دینی مسجد و پر جو اللہ کے نزدیک عمدہ اور محبوب جگہہ ہیں اسی کہ اونکے
نزدیک مسجدونکی اتنی بھی عزت نہیں جو قبرونکی عزت کی قریب ہی ہو دسوین یہہ کہ یہہ
امر قبرونکی آبادی اور مسجدونکی بربادی کو متضمن ہو گیا گیارہوین یہہ کہ قبرونکی زیارت
کیوقت جو بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہو وہ تو آخرت کی یاد اور مردہ کے
لئے دعا اور طلب مغفرت اور ترس کہانی اور سوال عافیت کرنیسی اسکی ساتھہ سلوک کرنا ہی
تاکہ زیارت کرنیوالا اپنے نفس کے ساتھہ بھی احسان کرے اور مردہ کے ساتھہ بھی مگر ان مشرکون
نے وہ بات برعکس کردی اور مقصود زیارت سے میت کو خدا کا شریک کرنا اور اپنی حاجتونکو اس
سے مانگنا ٹھہرالیا تو اپنے اور میت کے دونو کے حقمیں برا کیا گو اتنا ہی ہے کہ جو چیز اللہ
نے دعا اور ترس کہانے اور طلب مغفرت سے مشروع کی تھی اوسکی برکت سے محروم رہا

اب اہل ایمان کی زیارت کو سنو جو اللہ تعالیٰ نے مشروع کی ہے اور اوسکو
اور شرک والونکی زیارت کو جو شیطان نے اونکے واسطے مشروع کی ہی مقابلہ
کرو پھر جونسی چاہو اپنے لئے پسند کرو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میری نوبت کی رات مین پچھلی رات سی بقیع مین تشریف لیجا کر فرماتے
السلام علیکم دیار قوم مومنین واتاکم ما توعدون غدا موجلون وانا
تمپر سلام اے ایمان دار لوگونکی بستی اور تمکو آچکا جو وعدہ تہا تمکو کل تک کی مہلت ہی ہم اور تم سلکو
انشاء اللہ بکم للاحقون اللھم اغفر لاہل بقیع الغرقد روایت کیا اسکو
اگر خدا چاہے تو تم سے ملینگے الٰہی تو بخشدے بقیع غرقد والونکو
لے اور بیہقی نے انہین سی روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس
آئے اور فرمایا کہ تمہارا رب تمکو حکم فرماتا ہی کہ تم بقیع والونمین جاکر اونکے لئے
مغفرت کی درخواست کرو حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کیسے کہون آپنے فرمایا کہ یون کہنا السلام علے
سلام ہے
اہل الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منکم والمستاخرین
بستی والون پر ایمانداروں اور مسلمانون سی اور رحم کرے اللہ تم مین سے اگلون اور پچھلونکو
وانا انشاء اللہ بکم للاحقون اور بریدہؓ کی حدیث مین اونکے باپ سی یہہ
اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہین
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابؓ کو سکہلاتے کہ جب قبرستان مین جاؤ
تو یون کہو السلام علے اہل الدیار۔ اور ایک روایت مین السلام
سلام اسکے والون پر
علیکم اہل الدیار ہے آخر حدیث تک اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
تم پر بستی والو

بقیع غرقد ایک جگہ کا نام ہے جسمین بہت سے درخت غرقد کے تھے ۱۲

وعنہ ایضا ان جبریل اتاہ فقال ان ربک
یامرک ان تاتی اہل البقیع فتستغفر
لہم قال قلت کیف اقول یا رسول اللہ صلی اللہ
علیک وآلہ وسلم قال قولی السلام علی اہل
الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین
منکم والمستاخرین وانا ان شاء اللہ بکم للاحقون
وفی حدیث بریدۃ عن ابیہ کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یعلمہم اذا خرجوا الی المقابر ان
یقولوا السلام علی اہل الدیار
وفی لفظ السلام علیکم اہل
الدیار لحدیث وکان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قبرونکی زیارت سی ذریعہ کے بند کرنیکے لئے منع فرمادیا تہا جب توحید بجا لیجانے کے
دلونمین جمگئی تو اوسکی اجازت دیدی چنانچہ بریدہ کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے تمکو قبرونکی زیارت سے منع کردیا تہا اب
جو چاہی وہ زیارت کری اور فحش نکہی روایت کیا ہی اسکو احمد نے اور آپ کا
اجازت دینا قبرونکی زیارت کے لئے اوسی مشروع طور پر تہا اور فحش کہنیکی
منع فرمادیا پس جو شخص کہ اونکی زیارت اُس طور پر نکرے اُسکو اجازت نہوگی
اور سب سی بڑا فحش یہہ ہی کہ قبرونکے پاس قول اور فعل کی رو سی شرک کرے
اور صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہؓ سی روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ زیارت کرو قبرونکی کہ وہ موت کو یاد دلاتی ہین اور اسبابمین حضرات
علی اور ابن عباس اور ابن مسعود اور ابوسعید سی حکم زیارت قبور کا موت کی
یاد اور عبرت اور دنیا سی بے رغبتی کے لئے مروی ہی اب بتاؤ تو کہ جو چیز آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہی اوسمین اُن امور مین سی کچھہ ہی جو شرک
و بدعت والے کرتے ہین یا ان دونو مین ہر طرح سی مخالفت پائی ہو اور اکابر سلف
نے توحید کو اتنا خالص کیا اور اوسکی رعایت اتنی کی کہ اگر کوئی اُنمین سی
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرتا پہر دعا مانگنا منظور ہوتا تو اپنا منہ قبلہ کیطرف پھیر کے

قبر اطہر کی دیوار کیطرف پشت کر لینا پھر دعا مانگنا سلمہ بن الوردان کہتے ہین کہ
مین نے انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہتے پھر اپنی پشت
دیوار کی جانب کرتے پھر دعا مانگتے اور چار دن امامون نے تصریح فرمائی ہی کہ
دعا کیوقت قبلہ رخ ہوتا کہ دعا کا مانگنا قبر کے پاس نہو اسلئے کہ دعا عبادت ہی
چنانچہ ترمذی وغیرہ مین مرفوعاً آیا ہے کہ دعا عبادت ہی اور میت کے
اعمال جب منقطع ہوگئی تو وہ دعا اور استغفار اور ترحم کا محتاج ہی اسلئے مردہ
پر نماز پڑہنے مین وہ الفاظ ہین جو زندہ کے لئے مشروع نہین عوف بن مالکؓ
کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑہی تو آپکی دعا مین نے
یاد کرلی الہی اوسکو بخشدی اور رحم کر اور عافیت دی اور اوس سی درگذر کر اور
اوسکی مہمانی اچھی کر اور اوسکی جگہہ کشادہ کر اور اوسکو پانی اور برف اور
اولے سی غسل دی اور اوسکو گناہون سی ایسا صاف کر جیسا سفید کپڑی کو
میل سی صاف کر دیتا ہی اور اوسکے گہر سی بہتر اوسکو گہر بدلہ مین دی اور اوسکی
بی بی سی بہتر بی بی عنایت کر اور اوسکو جنت مین داخل کر اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ
سے اوسکو محفوظ رکہہ راوی کہتے ہین کہ مجکو یہہ تمنا ہوئی کہ کاش یہہ مردہ مین
ہوتا اسبہت سی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکی دعا مانگی روایت کیا اسکو مسلم نے

اسیطرح ہی ابوہریرہؓ سی جسکو روایت کیا ہی احمدؒ نے اور سنن ابوداؤد مین بھی ابوہریرہؓ
سی اسیطرح ہی اور حضرت عایشہؓ اور انسؓ کی حدیث مین ہی کہ جو مردہ کہ اوسپر ایک
جماعت مسلمانونکی نماز پڑہی اور تعداد مین سو ہون اور سب اوسکی سفارش کرین
تو انکی سفارش اوسکی باب مین پذیرا ہوگی روایت کیا اسکو مسلم نے اور مسلم مین حضرت ابن
عباسؓ سی یون آیا ہی کہ کہڑی ہون اوسکے جنازہ پر چالیس آدمی کہ نہ شریک کرتے
ہون الہ کا کسی چیز کو تو خداوند کریم انکی سفارش اوسکی باب مین مقبول فرماتا ہی غرضکہ
مردہ پر نماز پڑہنی سی مقصود یہ ہی اور ظاہر ہی کہ مردہ اپنی قبر مین دعا کا سخت محتاج ہی اسلیے
کہ اوسوقت وہ بازپرس کیواسطے پیش ہوتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تہا کہ دفن
کی بعد قبر کے پاس کہڑی ہوتے اور فرماتے کہ اسکی لئی ثابت رہنی کی دعا مانگو کیونکہ اوس سی اب سوال
ہوگا اب دیکہو کہ شرک و بدعت والون نے جس باتکا اونکو حکم تہا اوسکو اور بات سی بدل ڈالا مثلاً
حکم تہا کہ مردہ کی لئی دعا اور سفارش کرو انہون نے اوسکی عوض اسیکو سفارشی کیا اور زیارت
جو آخرت کی یاد اور مردہ کی ساتہ سلوک کرنیکی لئی تہی اوسکو اسطرح کرلیا کہ مردہ سی سوال کرتے ہین
اور اسی سبب سی خدا تعالیٰ کو قسم دیتے ہین اور مردونکو پکارنا اور انکی قبرونکی پاس دعا مانگنی اور انکی باعث
سفارش چاہنی کیسی جائز اور عمل صالح ہوگی جسمضمون مین کہ پہلی تین قرن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی فرمانیکی بموجب افضل ہین اوس سی نے بہرہ ہون پہر وہ پچہلے لوگون کو ملے

جو کہتے ہین کچھہ اور کرتے ہین کچھہ اور ایسے افعال کرتے ہین جنکا اونکو حکم نہین
رسول الہ صلے الہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور قبر والونکے باب مین کچھہ اوپر بیس برس
یہی رہا اور آپکے خلفا کا طریق اور تمام صحابہ اور تابعین کا یہی تہا مگر اہی والے
انمین سے کسی سے کوئی روایت صحیح یا حسن یا ضعیف یا منقطع بیان تو کرین کہ جب
اونکو کوئی حاجت ہوتی تھی تو وہ لوگ قبر پر جاکر دعا مانگتے اور انکو واسطہ لگاتے
تھے اور اُنکی پاس نماز پڑہنے اور مردونکی طفیل سے خدا سے کچھہ مانگنے کا تو کیا ذکر
ہی پس کوئی قول اُن لوگونکا بیان کرین اور ہمکو ایک ہی حرف پر مطلع کرین ہان یہہ
ہوسکتا ہی کہ اونکے بعد کے لوگونکے اقوال نقل کرین اور جسقدر زمانہ بڑہتا گیا
اور وہ عہد دور ہوتا گیا یہہ بلا پہیلتی گئی مین نے اسباب مین چند کتابین دیکہین
مگر اونمین آنحضرت صلے الہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھہ مروی نپایا نہ آپکے خلفا اور اصحاب رض
سے کوئی حرف تہا بلکہ اُنمین اسکی خلاف بہت تہا چنانچہ احادیث مرفوعہ ہم بیان
کرچکے اور اثار صحابہ بہی حصر سے زیادہ ہین حضرت عمر کا انکار حضرت انس رض کو
قبر کے پاس نماز پڑہنے سے اور یہہ فرمانا کہ قبر ہی قبر پیشتر لکہہ ہی چکے ہین اور محمد بن اسحق
نے اپنی مغازی مین خالد بن دینار سے اور اوسنے ابو العالیہ سے روایت کی ہی کہ جب
ہمنے تستر کو فتح کیا تو ہرمزان کے بیت المال مین ایک تخت پایا جسپر ایک شخص

مردہ اور اوسکی سرہانے اوسکا مصحف تھا ہمنے مصحف کو اوٹھا کر حضرت عمر رضہ کے
پاس بھیجدیا آپنے کعب احبار کو بلوا کر اوسکو عربی مین لکھوایا اور سب سے پہلے اوسکو
مین نے پڑہا جیسے کہ قران پڑہتا ہون خالد بن دینار کہتے ہین کہ مینے ابو العالیہ سے
پوچھا کہ اوسمین کیا تھا فرمایا کہ تمہاری خصلت اور کام اور گفتگو کے لہجے اور جو
آگے کو ہونا تھا وہ مذکور تھا مینے پوچھا کہ تمنے اُس شخص کو کیا کیا فرمایا کہ ہمنے
اونکو تیرہ قبرین دور دور کہودین جب رات ہوئی تو ہمنے اوسکو دفن کر کے سب قبرونکو
برابر کر دیا تاکہ لوگونکو حال معلوم نہو اور قبر نکہودین مینے کہا کہ اُس شخص سے اونکی کیا
غرض تھی کہا کہ جب مینہ نہ برستا تھا تو وہ تخت نکالا کرتے تھے اور پانی برسا کرتا تھا
مینے پوچھا کہ تمہاری دانست مین وہ کون شخص تھا کہا کہ دانیال نبی تھے مینے کہا کہ تمہارے
نزدیک اونکو مرے کتنے روز ہوئے کہا کہ ۳۰۰ برس مینے کہا کہ اُنمین سے کچھ بگڑا نہ تھا کہا کہ نہین
صرف چند بال گدی کے بد گئے تھے اسلئے کہ انبیا کی گوشت کو نہ زمین کھاوے نہ درندے کہا دین اب اس
قصہ مین فعل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور حضرت دانیال کی قبر کی چھپانیکو دیکھو کہ
لوگونکو بلا مین پڑنے نہ دیا اگر پچھلے لوگ اُس تخت کو پاتے تو تلوارون سے لڑتے اور خدا کی سوا اوسکی پرستش
کرتے اور اگر قبرونکی پاس دعا مانگتے اور اُتنی برکت حاصل کرنیمین کچھ بہتری ہوتی تو مہاجر انصار اس قدر
کو شہور کر دیتے اور اوسکی پاس دعا مانگتے اسلئے کہ وہ لوگ تو ہر بہتری کے لئے پیشقدمی کرتے ہے اسطرح تابعین کی پاس اصحاب کی قبرین

شہر و نمین بہت تہین اونہون نے بھی کسیکی قبر پر فریاد نکی نہ اوسکو پکارا نہ اوسکے
طفیل اور نہ اوسکے پاس دعا مانگی نہ اوس سی سفارش چاہی اگر اونمین سے
کوئی بات بھی وہ کرتے تو روایت کیجاتی بہلا ایسی بات مین بہتری ہی کہ اُس سے
عمدہ زمانہ کے لوگ تو محروم اور ناواقف رہی ہون اور پچھلے اوس سی بہرہ ور
اور واقف ہوگئی ہون یا وہ لوگ اِسکو جانتی تہی اور نے رغبتی کرگئی حالانکہ امور خیر مین
لوگونکی نسبت کر حریص تر تہی تو اگر یہہ امر خلاف شرع نہوتا تو وہ ضرور کرتے کہ دعا
کی حاجت تو ہر ایک کو ہوتی ہی خصوص جسوقت کہ کوئی بہاری مصیبت آدمی پر آوے
اور صحابہؓ نے تو اس سی کم کا بھی انکار کیا ہی چنانچہ معدور بن سوید سے مروی ہی کہ
مین نے حضرت عمرؓ کے ساتھ مکہ معظمہ کی راہ مین نماز صبح پڑہی آپنے اوسمین الم ترکیف
اور لایلاف قریش پڑہی پہر لوگونکو دیکہا کہ ادہر اُدہر جاتے ہین آپنے فرمایا کہ تم
کہان جاتے ہو کسیکے کہا کہ ایک مسجد ہی کہ اوسمین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی
ہی یہ لوگ بھی اوسمین نماز پڑہین گے آپنے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اسی جیسی بات
سے ہلاک ہوئی وہ بھی اپنے انبیا کے نشانات ڈہونڈتے اور اونکو بتخانے
اور گرجے بنا لیتے پس تم مین سے کسیکو اگر ان مسجدون مین نماز کا وقت
آجاوے تو نماز پڑہ لے اور وقتِ نماز نہو تو چلا جاوی اور انکا قصد نکری

اور نیز آپ نے جس پیڑ کے نیچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے بیعت لی تھی
اوسکی کاٹ ڈالنے کا حکم فرمایا اور جب صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت میں عرض
کیا کہ مشرکونکا ایکدرخت ذات انواط ہی جسکے گرد وہ بیٹھتے ہین اور اپنے ہتہیار اوسپر
لٹکاتے ہین اور درخواست کی کہ آپ بھی ہمارے لئے کوئی درخت ایسا مقرر کردیجئے کہ جسپر
ہم اپنے ہتہیار لٹکایا کرین تو آپنے اُنکی بات نمانی اور فرمایا کہ تمہارا یہہ سوال ایسا ہے
جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا تہا کہ ہمارا کوئی معبود کردو جیسے مشرکون
کے ٹھاکر ہین اور حضرت موسیٰ نے جواب دیا تہا کہ تم جاہل لوگ ہو آخر قصہ تک تم اپنے
پیشتر کے لوگونکی چال چلتے ہو پس جس صورتمین کہ اوس درخت کا مقرر ہونا ہتہیار
لٹکانے اور گرد بیٹھنے کے لئے ایسا ہوا جیسا خدا تعالیٰ کے ساتہہ اور معبود کا ٹھہرانا ہی دیکھ
وہ لوگ اُس درخت کی پرستش کرتے تھے یا اوسسے سوال کرتے تہے تو پہر قبر کے گرد بیٹھنے اور
اوسکے وسیلہ سے اور اوسکے دعا مانگنے کو کیا سمجھنا چاہیے بعض مالکیون نے اپنی کسی کتاب مین
کہا ہی کہ خدا تمپر رحم کرے دیکھو جہان کہین تمکو ایسا درخت ملے کہ لوگ اوسکی پاس جاتے ہون اور اوسکی تعظیم
کرتے ہون اور اُس سے توسل کرتے اور شفا کی رکہتے ہون اور اوسمین سیخین اور کپڑے گاڑتے باندہتے ہون تو
ذات انواط ہی اوسکو کاٹ ڈالو اور جو شخص کہ اسرار شریعت سے واقف ہے وہ جانتا ہی کہ اکابر سلف اور ان
پہلو مین فرق پورب پچہم کا ہی شعر وہ گئی شرق کی سنا اور مین مغرب رخ کو ہون فرق دونون مین بہت بدلی سی بڑا

بلکہ جو کچھہ تمنے ذکر کیا ہی بخدا بات اوس سی بھی بڑہکر ہی اور بخاری نے لوم درد اسے
روایت کیا ہی کہ ابو درداء میری پاس غضبناک آئی مین نے پوچھا کہ تمکو کیا ہوا اونہون
فرمایا کہ مین لوگونمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دین کی کوئی بات نہین دیکھتا بجز اسکی
کہ نماز اکھٹی پڑہتے ہین اور امام مالک نے موطا مین اپنے چچا ابی سہیل بن مالک سی اور اونہون
نے اپنے باپ سی روایت کی ہی کہ جس چیز پر مین نے صحابہ کو دیکھا ہی اوسمین سی اب کچھہ نہین
دیکھتا بجز اذان دینے کی اور زہری کہتے ہین کہ مین حضرت انس رض کیساتھ شام مین دمشق مین گیا
وہ رو رہے تھے مین نے کہا کہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین نے جو چیزین دیکھی ہین اونمین صرف نماز
ہی دیکھتا ہون اور وہ بھی ضائع کر دیگئی روایت کیا ہی اسکو بخاری نے اور دوسرے لفظون
مین یون ہی کہ جو کچھہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین جانا تھا اوسکو آج نہیں جانتا
اور حسن بصری کہتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابو داود رض سی پوچھا کہ خدا آپ پر رحم کری
اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم مین موجود ہوتے تو بھلا جن امور پر ہم ہین اونمین سی
کسیکا انکار کرتے حضرت ابو درداء نہایت خفا ہوئے اور فرمایا کہ جسپر تم ہو اونمین سے
بھلا آپ کسیکو سچا بھی کہتے ہین آور مبارک بن فضالہ کہتے ہین کہ حضرت حسن نے جمعہ
کی نماز پڑہی اور بیٹھکر رونے لگے مین نے پوچھا کہ اے ابو سعید رونے کی وجہ کیا ہی فرمایا کہ مجکو
تم رونے پر ملامت کرتے ہو حالانکہ اگر کوئی شخص مہاجرین مین سی تمہاری مسجد کے دروازہ سے چلا آوے تو

من ابواب مسجدی ھذا فاستشاط علیہ

توجتنی باتین کہ عہد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نہین انمین سی کچھہ نہ پہچانے بہلا
سوا ی اس اپنے قبلہ کے اور بھی کوئی پہلی سی بات ہی جسپر تم ہو اور یہہ وہی فتنہ عظیم
ہی جسکے بابمین حضرت عبداللہ بن مسعود رضہ نے فرمایا ہی کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر
محیط ہوا یا فتنہ کہ بڑا اوسمین بوڑہا جاوی اور چھوتا بڑا ہو جاوی اور لوگونمین اسطرح
رائج ہو کہ اوسکو سنت ٹہہرالین اسصورتمین ہم مرجائین پیشتر اس سی کہ سنت مفقود ہو
اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل جب خلاف سنت رایج ہو تو اوسکا کچھہ اعتبار نہین
اور نہ اوسکی طرف کچھہ التفات چاہئیے اسلئے کہ خلاف سنت پر عمل حضرت ابو درداء اور انس
کیوقت سی جاری ہوا ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور عبداللہ بن اسحق جعفری کہتے ہین کہ عبداللہ بن
امام حسن ربیعہ کی پاس بہت بیٹہا کرتے ایک روز سنتونکا چرچا ہوا مجلس مین سے ایک شخص نے
کہا کہ اسپر عمل نہین ہا عبداللہ نے فرمایا کہ بناؤ تو اگر جاہل بہت ہو جائین یہانتک کہ وہی حاکم بھی
ہون تو وہ سنت پر غالب ہونگی ربیعہ نے فرمایا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہہ قول فرزند انبیاء کا ہی
فصل اور شیطانکی بڑی مکر و نسی یہہ ہی کہ لوگونکی واسطے بت اور پانسی مقرر کیے جو اس قولمین اللہ تعالی
کی پائی جاتے ہین اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ
یہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندی کام ہین شیطان کے ۱۲
پس انصاب وہ ہین جو خدا تعالی کی سوا عبادت کرنیکی لئے قائم کیے جاوین خواہ وہ پتہر
ہون یا درخت یا بت یا عمارت اور یہہ لفظ جمع نصب کی ہی جیسے کتاب جمع طنب کی ہی حضرات مجاہد اور قتادہ

فقال ما اعرف شیئا مما کانوا علیہ الا ھذہ الصلوٰۃ مجمع علیہ للناس
فقال عبداللہ بن عمر کل بدعۃ ضلالۃ وان رآہا الناس حسنۃ
وقال ابن عباس لیاتین علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ
ولا یبقی من القرآن الا رسمہ حتی یکون اکثر صلاتہم لغیر اللہ
وقال ابن عباس ایضا لیاتین علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام
الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدہم عامرۃ وھی خراب
من الھدی علماؤہم شر من تحت اظل السماء من عندھم تخرج الفتنۃ
وفیھم تعود
وقال ابن عون ما اتی علی الناس عام الا احدثوا فیہ بدعۃ واماتوا فیہ سنۃ
حتی تحیا البدع وتموت السنن
وقال عبداللہ بن مسعود رضہ یدرس الاسلام کما یدرس وشی الثوب
او کما یدرس کتاب اللہ فی الصحف فلا یوجد فی بیت منہ شیء
وقال ابن عون ما اتی علی الناس عام الا احدثوا فیہ بدعۃ واماتوا فیہ سنۃ
حتی تحیا البدع وتموت السنن
وقال عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب
ان الذی یرد علیکم ما تنکرون من امرنا ھو الذی یرد علیکم ما تعرفون من امر نبیکم
وقال ابن عون ما اتی علی الناس عام الا احدثوا فیہ بدعۃ واماتوا فیہ سنۃ
حتی تحیا البدع وتموت السنن

اور ابن جریج فرماتے ہین کہ خانہ کعبہ کے گرد چند پتھر تھے کہ مشرک اونپر ذبح کیا کرتے
اور گوشت کو دھوپ پر یا کرتے اور اُنکی تعظیم اور پرستش کیا کرتے اور یہہ پتھر بت نہ تھے
بت تو وہ ہوتا ہی جسپر صورت اور نقش ہو۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتی ہین کہ انصاب
وہ بت ہین جنکی پرستش خدا تعالی کی سوا کرتے تھے اور زجاج کہتی ہین کہ وہ اُنکی پتھر تھی
جنکی عبادت کیا کرتے تھے اور وہی بت تھی اور فرانی کہا ہی کہ وہ اونکے معبود تھے پتھر دن
وغیرہ سی جنکی پرستش کرتی تھے اور اصل مین نصب کے معنی وہ چیز قائم ہی کہ جو اوسکو دیکھی
اوسکی طرف قصد کری اور یہی مراد ہی اس قول مین اللہ تعالی کی یَوْمَ یَخْرُجُونَ مِنَ الْاَجْدَاثِ
جسدن نکل پڑینگے قبرون سے
سِرَاعًا کَاَنَّهُمْ اِلٰی نُصُبٍ یُّوْفِضُوْنَ حضرت ابن عباسؓ نصب کے معنی حد اور علامت کی
دوڑتے جیسے کسی آنش فی پر دوڑتے جاتی ہون ۱۲
فرماتے ہین جسکی طرف وہ دوڑتے ہین اور یہی ہی قول اکثر مفسرونکا اور حضرت حسنؒ فرماتے
ہین کہ مراد اپنے انصاب کیطرف دوڑنیسے ہی کہ اوسکو کون اول بوسہ دی اور ازلام کے
معنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ وہ پانسے تھے جنسے مشرک امور کی تقسیم آپسمین کیا کرتی
تھی اور سعید بن جبیرؒ کہتی ہین کہ اُنکی پاس کنکرین تھین کہ جب کوئی شخص اُنمین سی لڑنا خواہ بیہنا
چاہتا تھا تو اُن سی اپنا مطلب معلوم کیا کرتا تھا اور یہہ بھی فرماتے ہین کہ وہ دو پانسے تھی جنسے
مشرک اپنی کامونمین تقسیم چاہتی تھی ایک پر لکھا ہوا تھا کہ مجکو میری رب نے حکم کیا اور دوسرے
پر لکھا تھا کہ مجکو منع فرمایا جب کسی کام کو چاہتی تو وہ پانسے پھینکتے پس اگر پہلا پانسا

حکم کا نکلتا تو اوس کام کو کرتے اور دوسرا جسپر منع لکھا تہا نکلتا تو اوسکو چھوڑ دیتے
ابو اسحق وغیرہ فرماتے ہین کہ پانسے ڈالکر بانٹنا حرام ہی اور اوسکی قائل ہونے مین اور
نجومی کے قولمین کچھہ فرق نہین جو کہدیتا ہے کہ فلان ستارہ کی باعث تو باہر مت جا اور فلان کے
طلوع پر باہر نکل کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہی وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ
بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اور نجوم کا قائل ہونا اللہ عزوجل کے علم مین داخل ہونا ہی جو آدمی
اور کوئی جی نہین جانتا کیا کریگا کل اور کوئی جی نہین جانتا
کس زمین مین مریگا ۱۲
سے درپردہ ہی اسلئے حرام ہے جیسے پانسے جنکا خدا تعالی نے ذکر فرمایا ہی اور جو کچھہ
شیطان نے مشرکون کیواسطے مقرر کیا ہی خواہ درخت ہو یا لٹھہ یا بت یا قبر یا لکڑی وغیرہ
وہ سب انصاب مین سے ہین اُن سبکا بگاڑ دینا اور نشان مٹا دینا واجب ہے جیسے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رض کو اونچی قبرون کے ڈہانے اور زمین سے برابر کرنیکا حکم
فرمایا تہا چنانچہ حدیث ابی الہیاج اسدی کی اسباب مین پہلے گذری اور جسطرح
کہ صحابہ رض نے حضرت عمر رض کے حکم سے حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر کو مخفی اور لوگون سے
پوشیدہ کر دیا اور جب آپکو خبر پونہچی کہ جس درخت کے نیچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے اصحاب رض سے بیعت لی تہی وہان لوگ پاپے جاتے ہین تو آپنے لوگونکو اسکی کاٹنے کی لئی
بہیجا اسکو ابن وضاح نے اپنی کتاب مین روایت کیا ہی کہ مین نے عیسے بن یونس سے سنا ہی کہتے تہے
کہ حضرت عمر نے اُس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا جسکے نیچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے بیعت کی تہی

آپ نے اوسکو اسلئے کٹوایا کہ لوگ اوسکے نیچے جاکر نماز پڑہتے تھے اسوجہ سے
آپکو خوف فتنہ کا ہوا عیسے بن یونس نے کہا ہی کہ یہہ مضمون ابن عون کی حدیث
سے جو نافع سے مروی ہی ہمکو پونہچا ہی غرضکہ جب حضرت عمر کا فعل اوس درخت
کے ساتھہ یہہ ہوجسکا ذکر قرآن مجید مین خدا تعالی نے فرمایا ہی اور اوسکی نیچے صحابہ
نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی ہی تو اوسکے سوا اور چیزونمین آپکا کیا حکم
ہوگا مثلا ان بتونکی بابمین جنسے بڑا فتنہ اور گہری مصیبت پڑ رہی ہی کہ قبر و نپر مسجدین
آباد ہین یہہ تو مسجد ضرار کی نسبت کرہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈہا دیا تھا
زیادہ تر سزاوار ڈہانے کے ہین اور فتنہ اور خرابی مین بہت بڑی ہین اور اسیطرح
جو قبے کہ قبر و نپر ہین اُنکا ڈہانا واجب ہی کیونکہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
نافرمانی پر بنائی گئی ہین چنانچہ آپکا منع فرمانا قبر و نپر عمارت کے بنانیسے پہلے
گذر چکا تو جو عمارت کہ آپکی نافرمانی اور مخالفت پر بنی ہو اوسکی کچہہ عزت نہین اوسکا
ڈہا دینا اوس عمارت کی ڈہانیسے اولی ہی جو غاصب نے دوسرے کی زمین چھین کر اوسپر
بنالی ہو اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونچی قبرون کے ڈہانیکا حکم فرمایا تہا تو
جو قبے اور مسجدین اُنپر بنائی گئی ہون اونکا ڈہانا اولی ہی اسلئے کہ قبر و نپر مسجدین بنانے
والونپر تو آپنے لعنت فرمائی ہی اسیطرح ہر قندیل اور چراغ کا قبر پر ہونا کہ ناواجب ہے

فیصلہ کتبہ فقہا وعلیہ العمل

قال عیسی بن یونس ہو عن

حدیث ابن عون عن نافع

کان من فعل عمر ما کان

الذی ذکر اللہ تعالی فی القرآن و

بایع تحتہا الصحابۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فما ذا

وسلم فما ذا تحکمہ فی قبور ہی من ہذہ الامۃ

قبر عظمت الفتنۃ بہا واشتد البلاء بمن

اتخذہا مسجدا

الیہود

قبر انزل بہ من امر اللہ ما انزل

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

واعظم فتنۃ وفسادا ولکن القباب التی علی

القبور فانہ یجب ہدمہا کما امر بذلک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن البناء علی القبر فبناء المسجد علی

وضع القبۃ بناء غیر محکم وہو اولی بالہدم من

بناء الغاصب فقط وقد امر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہدم

القباب التی

المساجد التی

لعن فاعلی

بجواز ان

تحتہا

علی

اسلیئے کہ اوسکا مرتکب بھی آپکی زبان مبارک سی ملعون ہے حافظ ابو محمد عبد الرحمن عرف ابن
شاہہ نی کتاب الحوادث البدع مین لیکہا ہی اور اس قسم سی وہ ہے جس سی مبتلا ہونا پھیل گیا ہی
یعنی شیطان نے عوام کو یہہ اچہا بتایا کہ خاص جگہ ہی مین دیوارین اور ستون بنا دین اور چراغ
جلا دین باینوجہہ کہ کسی نے اونسی کہدیا کہ مین نے خواب مین یہا ایک نیکبخت کو دیکہا ہی تو وہ اس جیسی
باتونکی تو گمان ہداشت کرتے ہین حالانکہ خدا تعالی کے فرائض اور سنتونکو تلف کرتے ہین اور
سمجہتے ہین کہ اس سی ہمکو تقرب ہوتا ہی پہر اسمین اتنی زیادتی کرتے ہین کہ اُن جگہونکی عظمت
اونکے دلونمین بڑہجاتی ہی اسلیئے اونکو بڑا جانتے ہین اور بیمارونکی شفا اور اپنی حاجتونکا بورا
ہونا اُنکی منتون سی توقع رکہتے ہین پہر ابو محمد نے چند جگہہ دمشق مین گنوا اور پہر اور درخت بتلائے
پہر ابو واقد کی حدیث کا ذکر کیا کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھہ ایک بڑی سبز درخت
کے پاس جسکو ذات انواط کہتے تہے گذری آخر حدیث تک پہر ذکر کیا ہی وہ حال جو افریقیہ کے
شہرونمین کسی عالم نے کیا تہا یعنی اُنکی برابر ایک چشمہ تہا جسکا نام چشمہ عافیت تہا لوگ
اُسمین مبتلا تہے کہ اطراف سی اوسپر آتے تہے جس کسیکا نکاح یا لڑکا نہوتا تہا کہتا تہا کہ چلو عافیت
والی کیطرف پس عالم نے صبح کو نکلکر اوسکو ڈہا دیا اور صبح کی اذان اوسپر کہی پہر دعا مانگی
کہ الہی اسکو مین نے تیری ہی لئے ڈہا دیا ہی اسکا سر مت اٹہایو چنانچہ ابتک اوسکا سر نہین اٹہا اور
دمشق مین یہہ انصاب بہت سے تہے اللہ نے اونکا توڑنا شیخ الاسلام کے ہاتہونسے آسان کردیا

اور سلف نے تو مقام ابراہیم کے پتھر کو ہاتھ لگانیکا انکار کیا ہی جسکے مصلے بنانیکا حکم خدا نے دیا ہی چنانچہ ارزقی نے قتادہ سے ذکر کیا ہی کہ انہون نے فرمایا کہ صرف مسلمانونکو یہہ حکم تھا کہ اوسکے پاس نماز پڑہین اوسکو چھونیکا حکم نہ تہا اور اس پتھر پر حضرت ابراہیم کے پانو اور اونگلیونکا نشان تہا اس امت کی ہمیشہ چھوتے رہنیسے وہ نشان برابر ہوگیا اور بڑا مکر شیطانکا یہہ ہی کہ اہل شرک کی لئی ایسی کسی بزرگ کی قبر کو جسکی لوگ تعظیم کیا کرتے ہون قائم کردیتا ہی پہر اوسکو بت ٹہرا دیتا ہی پہر اپنے دوستون سے کہدیتا ہی کہ جو شخص اس قبر کی تعظیم اور عبادت اور اوسکو عید ٹہرانے اور بت بنانیسے منع کرے تو وہ اوسکو گہٹاتا ہی اور ہتک کرتا ہی اسیوجہ سے جاہل آدمی اوسکو ستانے اور کافر کہنے مین سعی کرتے ہین اور اونکے نزدیک اوسکی خطا یہہ ہی کہ جس چیز کا خدا نے حکم کیا اوسکو اونہی امر کیا اور جس چیز سے اللہ نے اور اوسکے رسول نے منع کیا اوس سے اونہی منع کیا یعنی قبر کو بت اور عید مت ٹہراؤ اور اوسپر چراغ نہ جلاؤ نہ مسجدین اور قبے بناؤ نہ استرکاری کرو نہ اونچی کرو نہ چونہ موچا ٹوٹہ مردہ کو پکارو نہ اوسکو وسیلہ سے دعا مانگو نہ اوسکی طرف سفر کرو نہ فریاد چاہو اور یہہ وہ باتین ہین کہ دین اسلام مین یقینا معلوم ہین کہ جس چیز کے ساتھہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہی اوسکی مخالف ہین یعنی خالص کرنا خدا کی وحدانیت کا اور بجز اوسکے اور کسیکی عبادت نکرنی تو جب موحد ان امور سے منع کرتا ہی تو مشرک غصہ کرتے ہین اور اونکے دل رشتے ہین اور کہتے ہین کہ اس نے

اونچے رتبہ والونکو گھٹا دیا اور کہتا ہی کہ اُنکی کچھہ حرمت و قدر نہین اور بہت سی تہمتین
اسکو ذمہ دھرتے ہین **فصل** اب جس شخص پر کہ اللہ تعالیٰ کی راہ راست کی اتباع کا انعام
ہی اُسکو گمان نکرنا چاہیے کہ قبرونکو بت اور عید بنانے سے منع کرنا اور اُپر مسجدین بنانی اور
چراغ جلانے اور اونکی طرف سفر کرنے اور اُنکی لئے سنت ماننے اور اونکو چومنے چاٹنے اور
اونکی مٹی سے پیشانی خاک آلود کرنے سے روکنا قبر والون سے آنکھہ بند کرنی یا اونکو گھٹانا ہی
جیسا کہ شرک و گمراہی والے سمجھتے ہین بلکہ یہہ سمجھو کہ یہہ امر اونکی عین تعظیم اور اکرام ہی اور جس چیز
کو ناپسند کرتے ہین اوس سے اجتناب ہی تو واقع مین اونکے دلی اور دوست اور اونکے چال
چلن کے مددگار اور اونکی طریق پر چلنے والے تہمین ہوا اور یہہ شرک سب سے زیادہ اونکی نافرمان
اور اُنکی طریق اور پیروی سے نہایت دور ہین جیسے نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھہ اور یہود
حضرت موسیٰؑ اور رافضی حضرت علیؓ کی ساتھہ ہین اور اہل حق باطل والونکی نسبت کر
اہل حق کے زیادہ دوست ہین اسلیئے ایمان والے مرد اور عورت ایکدوسرے کے دوست ہین اور منافق
مرد اور عورتین ایکدوسرے ہین اور دل جب عتو مین مشغول ہوجاتے ہین تو سنتون سے
روگردان ہوتے ہین اور قبر پر بیٹھنے والونمین سے اکثر شخص قبر والے کے طریق سے علیحدہ ہوتے
ہین اور جس چیز کا اوسنے حکم کیا اور اوسکی طرف بلایا اوس سے اُسکی قبر کی باعث منحرف رہتے ہین
حالانکہ انبیا و صالحین کی تعظیم و محبت صراط مستقیم ہی کہ جو علم مفید عمل نیک کہ اونہون نے فرمایا ہو

اوسکی پیروی کرین یہہ کہ اونکی قبرونپر بیٹھکر اونکو بت بنالین اور جو شخص اونکے اقوال کا
تابع ہوگا وہ اونکے ثواب کی زیادہ ہونیکا باعث ہوگا اسلئے کہ اونکا اتباع کیا اور
لوگونکو اونکے اتباع کیطرف بلایا اور اگر اونکی اقوال سے مُنہ موڑیگا اور اوسکی ضد مین
مشغول ہوگا تو اپنے آپکو اور اُنکو دونو کو ثواب سے محروم کریگا اسمین انکی کونسی بڑائی
ہے اور اکثر آدمی طرح طرحکی نئی خرابیون مین مشغول ہین جنکو اللہ تعالی اور اوسکا رسول
بُرا جانتے ہین اسلئے کہ وہ کُل امر مشروع یا بعض سے منحرف ہین اگرچہ اوس امر کی صورت
ظاہری کو قائم رکھا ہے مگر اوسکی حقیقت مقصود کو چھوڑ دیا ہے ورنہ جو شخص نماز پنجگانہ پر دل
سے متوجہ ہوا اور جو کچھ اُنمین کلمات طیبہ اور اعمال نیک ہین اونکو جانتا ہوا اور اونکا اہتمام
کرے تو یہہ بات اوسکو شرک سے بری کردیگی اور جو شخص نماز و نمین کُل مین یا بعض
مین قصور کرے تو اوسمین شرک قصور ہی کی مقدار پر پاؤگے اور جو شخص اللہ تعالی کے
کلام کو گوش دل سے سنکر اوسکو سمجھ بوجھیگا تو یہہ امر اوسکو سماع شیطانی کے سننے سے کافی
ہوگا جو اللہ تعالی کی یاد اور نماز سے روکتا ہے اور دلمین نفاق اگاتا ہے اور اسلیے
جس شخص نے کلام الہی اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہرہ تن گان دھرا اور
اوسکی نفس نے قران ہی سے ہدایت اور علم پانیکی کوشش کی نہ اوسکی غیر سے تو اوسکو
سب عنون اور رایون اور تمام نفس کے وسوسون اور خیالات سے نے پرواکردیا

اور جو شخص اسباب سے دور رہا تو ضرور ہے کہ اسکی عوض مین ایسی چیز لی ہو جو اوسکا کام آوے
اور جو شخص اپنا دل اللہ کی محبت اور اوسکی یاد اور خوف اور اوسپر توکل کرنے اور اسکی
طرف رجوع کرنیسے آباد رکھیگا اوسکو اسبابکی حاجت نرہیگی کہ دوسریکی ساتھہ محبت اور خوف
اور توکل پیدا کرے اور صورتونکی عشق کی بھی اوسکو حاجت نرہیگی اور جب محبت الہی سے خالی ہوگا
وہ اپنی خواہش نفس کا بندہ ہوجاویگا یعنی خواہش کو اچھا جانیگا اور خواہش اوسکی مالک اور معبود
ہوجاویگی اور جو شخص توحید سے روگردان ہے وہ مشرک ہے چاہے بیچا ہے اور سنت سے روگردان خواہ مخواہ
بدعتی ہے اور اللہ تعالی کی محبت اور اوسکی ذکر سے روگردان مورتونکا پوجنے والا ہے مانے یا نہ مانے
اب اگر کوئی کہے کہ قبر پرست قبر و نمین کیون مبتلا ہوئے یہہ تو وہ جانتے ہین کہ قبر و نمین رہنے والے
مُردے ہین کسی نفع اور ضرر پر قدرت نہین رکھتے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اسکی کئی وجہین ہین اول یہ
کہ جس غرض سے خدا نے اپنے رسول اور تمام انبیا کو بھیجا ہے یعنی توحید کی ثبوت اور شرک کی دور کرنیکو
یہہ لوگ اس سے جاہل ہین اور چونکہ انکو اسباتکا بہرہ کم تہا اور شیطان نے فتنہ کیطرف انکو بلایا اور
انکی باپ اتنا علم تہا جس سے اوسکی بلانیکو بیکار کردیتے اسلیئے اپنی جہالت کی مقدار پر اسکا کہنا
مانا اور جسقدر علم تہا اُسقدر بجا ہے دوم یہہ کہ بہت سی حدیثین مختلف جہوٹی ہین جنکو قبر پرستون
نے بنالیا ہے مثلاً یہہ قول (جب تمکو کام عاجز کرین تو چاہیئے کہ قبر والونکی پاس جاؤ) اور یہہ
(اگر تم مین سے کوئی کسی پتہر سے حسن ظن کریگا تو وہ ہی نفع دیگا) اسیطرحکی اور جہوٹی باتین

دین اسلام کے مخالف ہین جنکو مشرکون نے گڑہا ہی اور پہر اُن جیسی جاہلون اور گمراہون مین رفتہ رفتہ آگئی ہین حالانکہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو اسلیئے بہیجا کہ جو شخص تہہ دل سے حسن ظن رکہتا ہوا اوس سے لڑین اور آپکی امت کو قبور مین مبتلا ہونے سے ہر ایک طور سے علیحدہ فرمایا چنانچہ پہلے مذکور ہوا تیسری یہہ کہ چند حکایتین اونکی سنانے بیان کی گئین کہ فلانے شخص نے کسی سختی مین فلان قبر سے فریاد چاہی تہی وہ اُس بلا سے چہوٹ گیا اور دوسرے نے اوسکو پکارا خواہ اوسکی وسیلہ سے دعا کی تو اوسکی حاجت پوری ہوئی اور قبر کے مجاورون اور گور پرستونکو اس قسم کی حکایتین بہت یاد ہین اور وہ لوگ خلق خدا مین سے زندون اور مردون کے باب مین بڑی جہوٹی ہین اور نفس اپنی جا حتین روا ہونے کے حریص ہین جہان سُنا کہ فلان بزرگ کی قبر تریاک مجرب ہی جب ہی شیطان بلانے مین نرمی برتتا ہی اور اول یہہ کہتا ہی کہ تو اوسکی پاس دعا مانگ پس بندہ اوسکے پاس سوز و گداز اور ذلت و نیاز سے دعا مانگتا ہی اللہ تعالیٰ اوسکی دعا اس حضور دل کے باعث قبول کر لیتا ہی نہ قبر کے باعث مگر وہ جاہل یہی جانتا ہی کہ قبر مین اثر ہی حالانکہ خدا تعالیٰ تو مضطر کی دعا قبول کرتا ہی گو کافر ہی ہو چنانچہ فرماتا ہے كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا ہر ایک کو ہم پہنچاتے ہین انکو اور انکو تیری رب کی بخشش كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا اور حضرت ابراہیم خلیل نے دعا مانگی رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا مین سے اور تیری رب کی بخشش کسی نے نہین روکی اے رب کر اسکو شہر امن کا

من بین الاسلام الخ وضعہا المشرکون وغیرہم علی انتسابہم الی اللہ انما
بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالجہاد وغیرہ من حسن الظن
بالغیر الموتی وغیرہم بالتعلق بالقبور وغیرہا
حکایت لہم عن ذلک
بالغیر الموتی وغیرہم بالتعلق بالقبور وغیرہا
حکایت لہم عن ذلک

فصل

من الکلام فی خلق اللہ علی الاحیاء والاموات والتفویض الیہم بان قد فوض
الیہم بعض امورہ وعلمہ بقضاء حوائج من یدعوہم

فی ان الجن والشیاطین لا تطلع علی الغیب
فی ان الجن والشیاطین لا تطلع علی الغیب
فی ان الجن والشیاطین لا تطلع علی الغیب

فی ان دعوی الاولیاء عند قبورہم

لیس بدعاء اللہ عند قبر نبی
لیس بدعاء اللہ عند قبر نبی
لیس بدعاء اللہ عند قبر نبی

فی ان دعوی الاولیاء عند قبورہم

واللہ سبحانہ یجیب دعوۃ المضطر ولو کان کافرا
واللہ سبحانہ یجیب دعوۃ المضطر ولو کان کافرا
واللہ سبحانہ یجیب دعوۃ المضطر ولو کان کافرا

هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ
هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ
هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ

وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا
وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا
وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا

علیہ السلام رب اجعل ہذا بلدا امنا
علیہ السلام رب اجعل ہذا بلدا امنا
علیہ السلام رب اجعل ہذا بلدا امنا

وَأَرْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد
اور سوداسی دیوے اوسکی اور کو مگر جو کوئی اوسمیں یقین لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر ۱۲
فرمایا وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ غرضکہ یہہ بات
اور جو کوئی منکر ہو اوسکو بھی فائدہ دونگا تھوڑے دنوں پھر اوسکو قید کر بلاؤنگا دوزخکے عذاب میں اور بری جگہ ہے وہ
نہیں کہ خدا تعالیٰ جسکی دعا قبول کرے اوسکے نزدیک اوسکا حال اچھا ہی ہو اور اکثر
آدمی ایسی دعا کرتے ہین جسمین حد سے بڑھتے ہین یا شرک کرتے ہین یا ناجائز چیز کی درخواست
کرتے ہین اور اسکی کل مراد یا کسیقدر بلجاتی ہی تو اوسکو یہہ گمان ہوتا ہی کہ میرا عمل اچھا
اور مقبول اور خدا کی مرضی کے موافق ہی اور وہ ایسا ہی جیسا کسیکو مہلت ملی اور مال
و اولاد کی مدد دیجاوے اور وہ یہہ گمان کرے کہ خدا تعالیٰ اُس سے جلد جلد سلوک کرتا ہی حالانکہ
وہ یون فرماتا ہی فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ اور دعا کبھی عبادت
پھر جب بھولگئے وہ جو اوکو نصیحت کی تھی کہولدئے ہمنے اوپر دروازے ہر چیز کے ۱۲
ہوتی ہی کہ اوسپر آدمی کو ثواب ہوتا ہی اور کبھی سوال ہوتی ہی کہ اُس سے حاجت تو پوری
ہو جاتی ہی مگر دعا والے پر ضرر ہوتا ہی یا تو جو اوسکو ملا اوسکے باعث عذاب ہوا یا اوسکے
سبب اوسکا درجہ کم ہو جاوے ایسصورتمین اللہ تعالیٰ اوسکی حاجت پوری کر دیتا ہی اور
اوسکو عذاب دیتا ہی اسوجہ سے کہ اوسنے اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کئے اور اوسکی حدود
متروک کئے پھر جب قبر کے پاس دعا مانگنا شیطان کی مرضی کے موافق اوسکو اچھا معلوم ہوتا ہی اور اوسکو اپنے گھر اور
مسجد مین دعا مانگنے کی نسبت کرزیادہ سمجھتا ہی تو اوسکو پاس دعا مانگنے سے ایکدرجہ اور بڑھاتا ہی اور اوسکے وسیلے سے
دعا مانگنا اور اوسکی قسم اللہ کو دینی ہی اور جو امر پہلے کی نسبت کہیں بڑا ہی اوسکے کہ اللہ کی شان اس سے بڑی ہی

کہ اوسکو قسم دیجاوی یا اوسکی مخلوق مین سی کسیکے وسیلہ سی سوال کیا جاوی اور ائمہ
اسلام نے اسکا انکار کیا ہی ابوالحسن قدوری شرح کتاب کرخی مین کہتی ہین کہ بشر بن ولید نے
کہا کہ مین نے امام ابو یوسف سی سنا ہی وہ کہتی تھی کہ امام اعظم نے فرمایا ہی کہ کسیکو نچا ہئیی کہ اللہ
سی کسیکے ذریعہ سی بجز اوسکی ذات کی دعا مانگی اور مین برا جانتا ہون کہ یون کہی تجھہ سے
تیری عرش کی عزتگاہ کی وسیلہ سی مانگتا ہون اور یہہ کہی کہ تجھہ سی سوال کرتا ہون بحق فلان اور بحق
تیری انبیا و رسولونکی اور بحق خانہ کعبہ کی ابوالحسن کہتی ہین کہ غیر اللہ کے ذریعہ سی سوال کرنا تو برا
اسوجہ سی کہ غیر اللہ کا کچھہ حق اللہ پر نہین بلکہ حق اللہ تعالی ہی کا ہی خلق پر رہا یہہ کہنا کہ تیری
عرش کی عزتگاہ کی وسیلہ سی تو اسکو امام اعظم نے مکروہ جانا ہی اور امام ابو یوسف نے اس
باب مین اجازت دی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کلمہ سی دعا مانگی ہی اور ایک وجہ یہہ فرمائی ہی کہ
عزتگاہ سی مراد وہ قدرت ہی جس سی اللہ نے عرش کو باوجود اوسکی عظمت کے پیدا کیا ہی تو گویا اللہ سی
اوسکی اوصاف کی ذریعہ سی سوال کیا اور ابن ہلدجی نے شرح مختار مین کہا ہی کہ اللہ سی بدون اوسکی ذریعہ
سوال کرنا مکروہ ہی اور یہہ انکی کہ مین تجھہ سی تیری فرشتون اور تیری انبیا کی طفیل سی خواہ اور کسیکے حق سی مانگتا
ہون اسلئی کہ مخلوق کا حق اپنی خالق پر نہین یا اپنی دعا مین یہہ کہے کہ تیری عرش کی عزتگاہ کی ذریعہ
سی سوال کرتا ہون اور امام ابو یوسف سے اسکا جواز منقول ہی اور جس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ اور انکی اصحاب
کہتی ہین کہ یہہ مکروہ ہی وہ امام محمد کی نزدیک حرام ہی اور شیخین کے نزدیک حرام کی قریب ہی اور جاجرمت

نعیم علیہ او ولیسا کان احد من خلقہ وقد انکر ائمۃ الاسلام ذلک قال ابو الحسن القدوری فی شرح کتاب الکرخی قال بشر بن الولید سمعت ابا یوسف یقول سمعت ابا حنیفۃ لا ینبغی لاحد ان یدعو الا اللہ و اکرہ ان یقول اسئلک بحق فلان او بحق انبیائک و رسلک و بحق البیت الحرام قال ابو الحسن یعنی بغیر اللہ فمنکر لانہ لا حق لغیر اللہ علی خلقہ و اما قولہ بحق فلان او بحق انبیائک فلا نہ لا حق لہ علیہم و اما قولہ بحق البیت الحرام فقد روی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا بہذا الدعاء و اما قولہ بمعقد العز من عرشک فمعناہ بقدرتک التی بہا خلقت العرش مع عظمتہ و قد سال ابو یوسف ابا حنیفۃ عن ہذا الدعاء فلم یر بہ باسا و اما قولہ اسئلک بمعاقد العز من عرشک فقد قال ابن ملک فی شرح المنار و یکرہ ان یدعو اللہ بالانبیاء و الملائکۃ و الکعبۃ و المشاعر و یقول فی دعائہ اسئلک بحق فلان و بحق انبیائک و رسلک و بحق البیت الحرام و عن ابی یوسف جواز ہ و ما یقول فیہ ابو حنیفۃ و اصحابہ الا کذا ہو عن محمد حرام و عن ابی حنیفۃ و ابی یوسف ہو فی الحرام اقرب و عن الحرمۃ

اوسپر غالب ہی اور اسیطرح ہی ابن عبدالسلام کے فتاوی مین اور توقف کیا ہی اسکے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابمین اسبہت سی کہ اوسکی عندیہ مین یہہ مضمون حدیث مین
آچکا ہی حالانکہ صحت اوس حدیث کی اوسکو معلوم نہین ہوئی غرضکہ شیطان جب آدمی
کے عندیہ مین یہہ بات جما چکتا ہی کہ اوس مردہ کی قسم دینی اللہ کو اور دعا مانگنی
اوسکی تعظیم اور حرمت مین کامل تر ہی اور اپنی حاجت براریمین نہایت مفید تو اب
ایک اور درجہ پر اوس سی بڑکر پونہچاتا ہی یعنی خدا تعالی کے سوا خود اوسکو پکارنا
پھر اس سی بھی زیادہ پر یعنی اوسکو بت بنالینا کہ اوسکی پاس بیٹھی اور اوسپر قندیل
جلادی اور پردے لٹکادی اور مسجد بنادی اور اوسکی عبادت سجدہ کرنے اور گرد
گھومنی اور چومنی چاٹنی اور اوسکا حج کرنے اور اوسکی پاس ذبح کرنیسے بجالاوے
پھر اسطرف متوجہ کرتا ہی کہ لوگونکو اوسکی عبادت کیواسطے بلاوی اور اوسکو عید اور
عبادت گاہ اونکی لئے ٹہرادی اور یہہ امر اونکی لئے دین و دنیا مین نافع تر بتادی ہمارے
شیخ فرماتے ہین کہ قبرون کے پاس کی بدعت کی باتین چند مرتبہ رکہتی ہین اول مرتبہ جو
شریعت سی بہت دور ہی یہہ ہی کہ آدمی میت سی اپنی حاجت چاہی اور حاجت مین اوس سے
فریاد کرے جیسا اکثر لوگ کرتے ہین اور یہہ لوگ بت پرستونکی جنس سے ہین اور اسی
جہت سی شیطان اونکی لئے کبہی میت کی صورت اور غائب کی شکل مین بنجاتا ہے

جیسا بت پرستونکے لئی صورت پکڑجاتا ہی اور یہہ بات مشرکون اور اہل کتاب کے
کافرونکو ہوجایا کرتی ہی کہ اونمین سے کوئی ایسے شخص سے دعا مانگتا ہی جسکو بڑا
جانتا ہی پس اُنکی نظرونمین شیطان کبھی صورت پکڑجاتا ہی اور کبھی بعض غائب باتین
اونسے کہدیتا ہی اور اسی مرتبہ مین ہی قبر کو سجدہ کرنا اور اوسکو ہاتھہ لگانا اور بوسہ دینا
دوسرا مرتبہ یہہ ہی کہ خدا تعالی سے میت کی طفیل سے دعا مانگی اور یہہ امر پچھلے لوگ اکثر کرتے
ہین اور یہہ بدعت ہی مسلمانون کے اتفاق سے تیسرا مرتبہ یہہ ہی کہ خود میت کو پکارے
چوتھا مرتبہ یہہ ہی کہ گمان کرے کہ اوسکی قبر کے پاس دُعا مقبول ہوتی ہی اور مسجد مین دعا
مانگنے کی نسبت کرا فضل ہی اس خیال سے اپنی مراد ونکی طلب مین اوسکی زیارت اور
اوسکے پاس نماز پڑہنے کا قصد کرے اور یہہ بھی مسلمانونکے اتفاق سے ایک بڑی بدعت
ہی اور حرام ہی مجھے معلوم نہین کہ دین کے اماموں مین اسبابمین کچھہ خلاف ہو اگرچہ پچھلے لوگ
اکثر یہہ امر کرتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ فلان بزرگ کی قبر تریاک مجرب ہی اور یہہ جو
حکایت کرتے ہین کہ امام شافعی سے دعا کیواسطے امام اعظم کی قبر کے پاس جایا کرتے تھے صریح
جھوٹ ہی **فصل** موحدون اور مشرکون کی زیارت مین فرق کے ذکر مین موحدونکو قبرون
کی زیارت سے تین باتین مقصود ہین اول آخرت کا یاد کرنا دوسرے میت
کے ساتھہ سلوک کرنا اور زیارت کو بہت دن نگذرے دونون اسطرح کہ آدمی میت کو چھوڑکر

لکافرین من المشرکین واھل
الکتاب بدعو
یعتقدھم فیتمثل لھم الشیطان
صحابا وقد یخاطبھم ببعض
الامور الغائبة وقد یکون الرا
یسجد للقبر والمشرک یعتقد
فضیلة الزیارة الثانیة ان یکون
الله ویحسن الیه لکونه من اقارب
او من الصالحین وهو
بدعة باتفاق المسلمین لیس
فضیلة الزیارة ان یظن ان الدعا
عند القبر افضل من الدعا
فی المسجد فیقصد الزیارة والصلوة عند القبر لاجل طلب
الحاجة وهذا ایضا من المنکرات المبتدعة
باتفاق المسلمین وهی محرمة
نزاع بین ائمة المسلمین وان کان کثیر من المتاخرین
یفعل ذلک ویقول بعضهم
والحکایة المنقولة عن الشافعی
یقصد الدعا عند قبر ابی حنیفة
من الکذب الظاهر **فصل**
والفرق بین زیارة القبور
والمشرکین اذا زاروا الاصنام
قصد الاحسان الی المیت وان
کان یقصد الدعا عند قبره

۳۱ استغاثت الامر

بہولجاوی جیسی زندہ شخص کا ملنا اگر بہت دنون چھوڑدی تو اوسکو بہولجاتا ہی اور زندہ شخص جب
اوسکو دیکھتا ہی تو اوسکے ملنے سی خوش ہوتا ہی تو میت کو بطریق اولے خوشی چاہیی اسلیی کہ وہ ایسے
مکان مین گیا ہی کہ اوسکے باشندے اپنے بھائیون سے جدا ہین جب آدمی اوسکی زیارت کرتا ہی اور اوسکے
دعا یا صدقہ یا قربانی وغیرہ کا ہدیہ پونہچاتا ہی تو وہ اس سی خوش ہوتا ہی جیسی زندہ شخص اوس سے
خوش ہوتا ہی جو اوسکے پاس کچھ ہدیہ لیکر جاوی اور اسلیی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کی زیارت
کرنیوالیکے لئے مشروع فرمایا کہ اہل قبور کے لئے مغفرت کی دعا اور عافیت کی درخواست
کریی یہہ نہین کہ اونکو پکاریی یا اونکے پاس نماز پڑہی تیسریی اپنے نفس کے ساتھ زیارت والیکا
کرنا سنت کی پیروی اور جو بات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہی اوسپر قائم رہنا ہی
اور زیارت شرک والیکا یہہ حال ہی کہ وہ بت پرستو نسی نکلی ہی وہ کہتے ہین کہ جس میت کی روح کو اللہ تعالی کے نزدیک
قرب اور فضیلت ہی اللہ تعالی کیجانب سی اوسکی پاس ہمیشہ الطاف آتے رہتی ہین اور اوسکی روح پر
خیرات نازل ہوتی ہین تو جب زیارت کرنیوالا اپنی روح میت کی روح سی وابستہ کرتا ہی تو میت
کی روح سی اوسکی روح پر وہ الطاف پونہچتی ہین جیسی صاف آئینہ وغیرہ سی مقابل کی جسم پر
شعاع پڑتی ہی اور اسوجہ سی کہتے ہین کہ کمال زیارت اسطرح ہی کہ زیارت کرنیوالا اپنی روح اور
دلسی میت کیطرف توجہ کریی اور اپنی ہمت اوسپر ایسی طرح لگادی کہ غیر کیطرف ذرا التفات
نرہی اور جسقدر کہ ہمت اور دلکی جمعیت اوسپر زیادہ ہوگی اوسیقدر نفع بہی زیادہ ہوگا اور اس

زیارت کو ابن سینا اور فارابی وغیرہما نے ذکر کیا ہی حالانکہ ستارون کے پوجنے والے
بھی ستارونکی پرستش مین یہی کہتے ہین کہ جب نفس ناطقہ ارواح علوی سی وابستہ ہوتا ہی تو اوسپر
اونمین سی نور اوترتا ہی اور اسی بہیدکے باعث ستارے پوجے گئے اور اونکی صورتین بنین
اور دعائین تصنیف ہوئین اور انکی لئے مورتین مقرر ہوئین اور یہی وجہ بعینہ قبر پرستون
کے لئے موجب ہوئی کہ انکو عید ٹہہرایا اور اُنپر پردے ڈالے اور چراغ جلائے اور مسجدین
بنائین اور اسی بانکا دور کرنا اور مٹانا اور باطل کرنا اور اوسکی ذریعونکا بند کرنا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقصود تھا مگر مشرک آپکی راہ مین کہڑی ہوگئی اور آپکے مقصود
کے خارج ہوئے اور قبرونکی زیارت مین جو کچہہ یہہ لوگ بیان کرتے ہین وہ شفاعت
ہے کہ مشرک سمجہتے ہین کہ زیارت کی باعث اونکے معبود اونکو فائدہ پہنچاوینگے
وہ کہتے ہین کہ بندہ کی روح اگر مقرب شخص کی روح سی متعلق ہوجاتی ہے تو
ان دونون مین ایسا اتصال ہوجاتا ہے کہ جو کچہہ مقرب کو خدا تعالی کے
یہان سے ملتا ہی اوسمین کچہہ حصہ اوسکو بھی پونہچتا ہے اور اوسکی مثال یہہ
کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی بادشاہی امیر صاحب عزت کی خدمت کرتا
ہے تو بادشاہ جو کچہہ انعام امیر کو دیتا ہی اوسمین سی کچہہ اثر اُس خادم کو بھی
بحسب تعلق پونہچتا ہی۔ اور قرآن مجید اول سے آخر تک اُن اقوال کی تردید سی پر ہے

زیارت کو ابن سینا اور فارابی وغیرہما نے ذکر کیا ہی حالانکہ ستارون کے پوجنے والے
بھی ستارونکی پرستش مین یہی کہتے ہین کہ جب نفس ناطقہ ارواح علوی سی وابستہ ہوتا ہی تو اوسپر
اونمین سی نور اوترتا ہی اور اسی بہید کے باعث ستارے پوجے گئے اور اونکی صورتین بنین
اور دعائین تصنیف ہوئین اور انکی لئے مورتین مقرر ہوئین اور یہی وجہ بعینہ قبر پرستون
کے لئے موجب ہوئی کہ انکو عید ٹہہرایا اور اُنپر پردے ڈالے اور چراغ جلائے اور مسجدین
بنائین اور اسی بانکا دور کرنا اور مٹانا اور باطل کرنا اور اوسکی ذریعونکا بند کرنا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقصود تھا مگر مشرک آپکی راہ مین کہڑی ہوگئی اور آپکے مقصود
کے خارج ہوئے اور قبرونکی زیارت مین جو کچہہ یہہ لوگ بیان کرتے ہین وہ شفاعت
ہے کہ مشرک سمجہتے ہین کہ زیارت کی باعث اونکے معبود اونکو فائدہ پہنچاوینگے
وہ کہتے ہین کہ بندہ کی روح اگر مقرب شخص کی روح سی متعلق ہوجاتی ہے تو
ان دونون مین ایسا اتصال ہوجاتا ہے کہ جو کچہہ مقرب کو خدا تعالی کے
یہان سے ملتا ہی اوسمین کچہہ حصہ اوسکو بھی پونہچتا ہے اور اوسکی مثال یہہ
کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی بادشاہی امیر صاحب عزت کی خدمت کرتا
ہے تو بادشاہ جو کچہہ انعام امیر کو دیتا ہی اوسمین سی کچہہ اثر اُس خادم کو بھی
بحسب تعلق پونہچتا ہی۔ اور قرآن مجید اول سے آخر تک اُن اقوال کی تردید سی پر ہے

اللہ تعالے نے اونکی باطل کرنیکو اور اونکی کہنے والونکی کافر ہونیکو اپنی کتابین نازل فرمائیہ
اور ان لوگونکو لعنت فرمایا اور اونکی خون اور مال اور اولاد کا غلام بنانا مباح فرمایا
اور اونکی لئے دوزخ واجب کردی ان لوگونکی رد مین اللہ تعالے یہہ ارشاد فرماتا ہی اَمِ اتَّخَذُوا
مِن دُونِ اللّٰہِ شُفَعَاءَ قُلْ اَوَلَوْ کَانُوا لَا یَمْلِکُونَ شَیْئًا وَّلَا یَعْقِلُونَ قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ
پکڑی ہین اللہ کے سوا اگر کسی سفارش والے تو کہہ اگر چہ اونکو اختیار نہو کسی چیز کا اور سمجہ نہو تو یہی تو کہہ اللہ کو اختیار ہی
جَمِیعًا لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسمین بتلایا کہ شفاعت اوسکو خاص ہی جسکی
سفارش ساری اوسیکا راج ہی آسمان اور زمین مین ۱۲
ملک مین آسمانونکی سلطنت ہی یعنی وہ خود ہی اپنی ذات پاک سے سفارش اپنے بندہ
پر رحم کرنیکی فرماویگا اسطرح کہ وہی جسکو چاہیگا اوسکی واسطے سفارش کرنیکا حکم دیگا
تو واقع مین سفارش صرف اوسیکی ہوئی اور جو شخص اوسکے سامنے سفارش کریگا وہ صرف
اوسکی اجازت اور حکم سے کریگا پہلے وہ ذات پاک خود اپنے نفس سے سفارش کریگی یعنی اپنے
آپ ہی بندہ پر رحم کرنا منظور ہوگا اور یہہ سفارش شرک والی سفارش کی ضد ہی جسکو اللہ
نے اپنے اس قول سے باطل فرمایا ہی وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ
اور بچو اوسدن سے کہ کام نہ آوے کوئی شخص کسی کے ایک ذرہ اور قبول نہو
مِنْہَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُہَا شَفَاعَۃٌ اور اس سے پہلے کہ آوے اوسدن کہ اوسمین نہ خرید ہی نہ آشنائی ہے
اوسکی طرف سے بدلا اور نہ کام آوے اوسکو سفارش ۱۲
وَّلَا شَفَاعَۃٌ اور اس سے کہ تالگم ہین دونونہ ہین ولی ولا شفیع غرضکہ جس شفاعت کو
نہ سفارش ۱۲ کوئی آشنا ہین نہ سفارش اور اوسکا اعتبار نہ سفارش ۱۲
خدا تعالی نے باطل کیا ہی وہ شریک کی شفاعت ہی اسلئے کہ اوسکا کوئی شریک نہین اور
جس شفاعت کو ثابت کیا ہی وہ اس بندہ محکوم کی شفاعت ہی جو اپنے مالک کے سامنے

بدون اوسکی اجازت کے پیشقدمی نہین کرتا اور اُن دونو سفارشیونمین فرق اتنا
ہی ہی جتنا شریک اور بندہ محکوم مین ہے اور اسیوجہ سی لوگونمین سب سے زیادہ سعادت
یاب قیامت کے روز توحید والے ہونگی پس جس صورتمین کہ معاملہ صرف خدا تعالی ہی کے
لئی ہی اور اوسکی نزدیک سب مخلوق مین سی برتر اور بزرگ تر رسول اور مقرب فرشتے
ہین اور یہہ سب محض بندی ہین کہ کچھہ خدا سی بڑہکر بولین نہ اوسکی بدون اجازت کوئی کام
کرین اور مشرک انکی باعث شرک کری اور اللہ کی سوا انکو سفارشی ٹھہرائے اسخیال سی کہ
میری اس عقیدہ سی یہہ لوگ آگی بڑہکر میری سفارش کرینگی تو وہ شخص اللہ کی حق سی سب لوگونکی
نسبت کرجاہل ہی اوسکو معلوم نہین کہ اللہ کیواسطی کیا چیز ضروری اور کیا بات اوسپر محال ہی
اوسنی خدا کو بادشاہون اور امیرونپر قیاس کرلیا کہ آدمی اونکی خواص مین سی کسیکو مقرر کرلیتا ہی جو
اوسکی حاجات مین بادشاہ کی سامنی اوسکی سفارش کردی اور ان خواص کا حال یہہ ہی کہ یہہ لوگ
بادشاہون اور رئیسونکی شریک اور مددگار اور انتظام ریاست کی دار مدار ہوتے ہین اگر وہ نہون تو
لوگونمین اونکا قابو بھی نہ پہیلے اسنظر سی خواہ مخواہ خواص کی سفارش اونکو قبول کرنی ہی پڑتی
ہی مگر جو شخص اپنی ذات سی غنی ہو اور تمامی آسمانون اور زمین کے لوگ اوسکی غلام ہون اور اسیکی
زیر حکم ہون تو ایسی لوگونکی افعال اوسکے حکم و اجازت پر متعید رہینگی اب اگر مشرک ان سی
شرک کری اور خدا کی سوا انکو سفارشی ٹھہراوی اس خیال سی کہ جب مین یسا کرونگا تو وہی ہمکو

جو آدمیونمین سے سفارشی ٹھہرانیسے ہوا کرتا ہی تو وہ قیاس مین خطا کرتا ہی اور خالق
اور مخلوق مین اور مالک اور مملوک مین اور غنی اور محتاج مین فرق نہین کرتا اور نری
بندہ کو جو بدون اذن اپنے مالک کی کچھہ نہین کرتا مثل شریک اور مددگار اور پشت پناہ کے
قرار دیتا ہی اور اسی قیاس فاسد سے بتونکی پرستش ہوئی ہی پھر جو شخص مخلوق سے سفارش کرتا ہی
تو جس باب مین سفارش کرتا ہی اوسکی ایک نسبت ہے کہ جسکے سامنے سفارش کرتا ہی اوسکو
یعنی بادشاہ کو مثلاً تحریک کردی اور بعض اوقات اس سفارش کا کوئی مانع بادشاہ کے پاس ہوتا ہے
مثلاً جس باب مین سفارش کرتا ہی وہ بادشاہ کو ناپسند ہی اسصورت مین اگر سفارش مانع سے قوی تر ہوگی تو
قبول کیجاویگی اور اگر مانع قوی ہوگا تو قبول نہوگی اور بعض اوقات دونو باتین بادشاہ کی نزدیک
برابر ہوتی ہین اسصورت مین جو امور کہ قبول اور رد کے مقتضی ہین مثل محبت و غیرہ اور رغبت
اور خوف اور اونکی عدم کی وغیرہ متردد رہتا ہی بخلاف خدا تعالی کی سامنے کی شفاعت کے کہ اسمین
بادشاہ حقیقی سفارش کرنیوالیکو سفارش کی تحریک فرماتا ہی تو وہ جو سفارش کرتا ہی صرف اللہ کی فرمانبرداری اور
اطاعت کے لئے کرتا ہی کہ محکوم فرمانبردار ہی اور مخلوق کی روبرو کا سفارشی بادشاہ مجازی کا محرک ہوا کرتا ہی اسمنظور سے کہ
اوسکو سفارشی کیطرف حاجت ہوتی ہی کہ انعام و اکرام مین اوسکی کام آتا ہی اسطرح سفارشی کو بھی اوسکی طرف حاجت عطا ملنے کی
ہی غرضکہ وہ دونو ایکدوسرے کے محتاج ہین تو اگرچہ بظاہر سفارشی اوسکا مملوک و غلام ہے مگر واقع مین اوسکا شریک ہی
اور جس شخص کو خدا نے اس راز کی سمجھنے کی توفیق دی ہی اوسکو حقیقت توحید اور شرک کی معلوم ہوگئی ہی

اور جسکو اللہ تعالی نے نور عقل عنایت نفرمایا تو اُسکو نور کہان **فصل** اور ایک مکر اوس دشمن خدا کا جس سی اوسنی علم اور عقل اور دین سے کم بہرہ رہنے والونکو فریب دیا ہی اور جاہلون اور باطل والونکو شکار کیا ہی سینٹی اور راگ کا سُننا ہی بہانتک کہ اُن لوگونکی نزدیک شیطان کے مزامیر قران مجید کی آیتونکی نسبت کرمحبوب ترہین اور شیطانکو جو کچھہ فسق و معصیت اوسنے سنا منظور تھا تو اوسنی اپنا مطلب بہرپایا اور اونکی توصیف مین کہنے والے نے خوب مضمون کہا ہی نظم

پڑہیئے کتاب اونپہ تو ڈر ہو بیطلقا	لہو و لعب کے طور سی پر سر کو لین جھکا
اور راگ ہو تو رنگین گدی کیطرح بہم	یہہ ناچ تو نہین بخدا از پئے خدا
مزمار و ڈہول اور ہون مطرب کے راگ و رنگ	تمنے ندیکہی ہوگی عبادت مین یہہ بلا
اللہ کی کتاب ہی دل پر بہت گران	اوسمین جو امر نہی کو پاتے ہین سب لکہا
کرنے پہ معصیت کی جو زجر و عتاب ہی	بجلی اوسی سمجہتے ہین اور رعد کی صدا
قرآن کو جو دیکہا تو سمجہے کہ نفس کو	کرتا ہی یہہ تو دنیا کی لذات سی جدا
اور نفس کی غرض کے مطابق پڑا سماع	نزدیک اونکی اسلئے یہہ راگ ہی بڑا
اب دیکہو جو کہ مست ہی پیکر شراب کو	اور جسکو ہی سرور مزامیر و عود کا
کپڑونکی ٹکڑی کسطرح کرتا ہے دیکہہ لو	دل جو کہ لہو مین ہی وہ پہلے ہی پٹ چکا
پہر یہہ کہو کہ کونسا دونو نشو نمین ہے	حرمت مین اور جرم مین اللہ کی یان بُرا

وَالشَّرَكَ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ لَهُ نُورٌ فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ **فصل** وَاَمَّا الَّذِي كَانَ عَلَى اللّٰهِ الَّتِي كَادَ بِهَا مِنْ نَصِيبِهِ مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَقْلِ وَالدِّينِ وَصَادَ بِهَا مِنَ الْمُبْطِلِينَ وَاتَّخَذَ بِهَا الْبَاطِلَ وَالْمُبْطِلِينَ ع

اور اسلام کے مددگار اور ہدایت کرنیوالونکی گروہ ہمیشہ ان لوگونسے اور انکی قدموں پر چلنے
اور انکی پیروی کرتی رہی انکا طریق سب ائمہ دین کے مخالف ہی چنانچہ امام ابوبکر طرطوسی نے
حرمت سماع کی باب مین جو کتاب لکھی ہی اوسکی دیباچہ مین ذکر کیا ہی اور یون کہا ہی کہ امام مالک نے
راگ سہی اور اوسکی سننے سے منع فرمایا ہی اور کہا ہی کہ جو کوئی ایک لونڈی مول لی اور معلوم ہو
کہ وہ گانیوالی ہی تو مشتری کو اختیار ہی کہ اوسکو عیب کے باعث واپس کردی اور اُنسے کسی نے
اُس راگ کا حال پوچھا جسکی اجازت مدینہ والے دیتے ہین تو فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو یہہ امر
فاسق ہی کرتے ہین اور امام ابوحنیفہ راگ کو مکروہ فرماتے ہین اور اوسکو گناہ ہونہین سے ٹھہراتے
ہین اور یہی مذہب اہل کوفہ اور سفیان اور حماد اور ابراہیم اور شعبی وغیرہم کا ہی اور بصرہ
والونمین بھی راگ سے منع کرنیمین کچھہ خلاف ہمکو معلوم نہین ہوتا - مین کہتا ہون کہ امام
ابوحنیفہ راگ کی باب مین سب اماموں سے قول مین سخت تر ہین اور اُنکا مذہب اوسمین نہایت سخت
ہی اور اونکے اصحاب نے حرمت سب لہو ہی کی سننے کی بیانکی ہی خواہ مزمار ہو خواہ ڈہول خواہ
لکڑی ہی کا بجانا اور فرمایا کہ یہہ ایسی معصیت ہی کہ جس سے آدمی فاسق ہوتا ہی اور اوسکی گواہی
قبول نہین ہوتی بلکہ یہہ کہا ہی کہ راگ سے لذت حاصل کرنی کفر ہی یہہ اُنکا قول ہی اور کہا ہی کہ جو
آدمی راگ کی پاس گندی خواہ اوسکی پروس مین راگ ہو تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکی نہ سننے مین
کوشش کری اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جس گہر مین سے آواز باجون اور کھیل کی چیز ونکی

سُنی جاوی اوسمین بدون اونکی اجازت کی گھسجاؤ اِسلئے کہ بُری بات سی منع کرنا فرض ہی
تو اگر اندر جانا بی اذن درست نہو تو لوگ اُس فرض کے ادا سی باز رہین گے اور کہتی ہین کہ جب مسلمانون
کا حاکم کسی شخص کے گھر مین سی یہہ آواز سُنے تو وہ خود چلا جاوے پھر اگر چاہی تو اُس شخص کی کوڑی
لگا دی یا گھر سی نکالدی اور امام شافعی نے کتاب القضا مین فرمایا ہی کہ راگ مکروہ ہی اور
امر باطل اور محال کی مانند ہی جو شخص اوسمین بہت رہی وہ بیوقوف ہی اوسکی گواہی منظور
نکیجاوی اور آپکی اصحاب مین سی جو آپکی مذہب سے واقف ہین اونہون نے راگ کی حرمت کی
تصریح کی ہی اور جو لوگ کہ راگ کی حلال ہونیکو آپکی طرف منسوب کرتی ہین اونپر انکار کیا ہی
مثل قاضی ابو طیب طبری اور ابن صباغ کے شیخ ابو اسحق نے تنبیہ مین کہا ہی کہ
حرام کام پر اجرت لینی درست نہین جیسے گانا اور بجانا اور شراب کا اُٹھانا اور اسمین کچھہ
خلاف ذکر نہین کیا۔ اور مہذب مین کہا ہی کہ حرام کام پر اجرت جائز نہین اسکی وجہ یہہ ہی کہ
وہ چیز حرام ہی اِسلئے اوسکا عوض لینا جائز نہین جیسے مردے اور خون کا عوض ناجائز
ہی۔ اور ابو بکر نووی نے اپنی روضہ مین کہا ہی کہ دوسری قسم یہہ ہی کہ بعض
آلات غنا سی گاوی جنسے طرب ہوا کرتی ہی اور شرابخوار اونکی عادت مین سی ہی
جیسے تمورا اور سارنگی اور چنگ اور تمام باجے اور تار کی چیزین اونکا سُننا اور
برتنا حرام ہی اور کہا ہی کہ بانسلی مین دو قول ہین بغوی نے حرمت کی صحت بیانکی ہی

ان النہی عن المنکر فرض فاعلم ہذا
لا یدخل بغیر اذن فلعلہ
من فاقہ الفرض فاعلم ذا
مرکب الامام ان اسمعہ
وان شاء ازجرہ عن ذا زجرا
فہو بیت ہجی ہو وانکر واعلی
قال الشیخ ابو اسحق فی التنبیہ ولا یصح الاجارۃ
علی منفعۃ محرمۃ کالغناء والزمر ویحمل الحق فیہ
فیہ خلاف وقال فی المہذب ولا یجوز
المنافع المحرمۃ لانہ محرم فلا یجوز اخذ العوض
عنہ کالمیتۃ والدم وقال ابو بکر النووی فی
روضۃ القسم الثانی ان یعنی بعض آلات
الغناء وہو ما یطرب کالطنبور والعود
والصنج وسائر المعازف وہی اوتار
محرم سماعہا واستعمالہا
قال فی البیان وغیرہ ویحرم
تعلیم الغناء ویحرم اجرۃ
المغنی

پہر امام غزالی سے اوسکے جواز کو ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ صحیح بانسلی کی حرمت ہی ہے
جسکو شبابہ کہتے ہین اور ابو القاسم دولقی نے ایک کتاب بانسلی کی حرمت مین لکہی ہی
اور ابو عمرو بن صلاح نے اُس سماع کی حرمت پر اجماع بیان کیا ہی جسمین دف اور بانسلی
ہو اور اپنے فتاوی مین یون کہا ہی کہ اس سماع کی اباحت اور حلال ہونیکا حال یہہ ہی
کہ دف اور بانسلی اور راگ جب سب اکٹہی ہوتے ہین تو اوسکا سننا سنب ہیونکی امامون
اور مسلمانون مین سی علما کے نزدیک حرام ہی اور ایسے شخصون مین سی جنکا قول اجماع اور
اختلاف مین معتبر ہی کسی سی بھی اس راگ کی اباحت ثابت نہین ہان بعض اصحاب
شافعی سی جو خلاف نقل کیا گیا ہی تو وہ صرف اکیلی بانسلی اور اکیلی دف مین ہی جو
شخص تامل نہین کرتا وہ اوس سی اسی سماع مین شافعیونکا خلاف سمجہہ لیتا ہی اور یہہ ایک
وہم ظاہر ہی جسپر شرع اور عقل کی دلیلین پکار رہی ہین علاوہ ازین کچہہ ضرور نہین
کہ ہر ایک خلاف قابل لحاظ ہو اور جو شخص کہ علما کی اختلافات کی پیروی کری یا اُنمین سی
صرف اجاز تونکو اختیار کرلے وہ کافر یا قریب کفر ہوجاویگا اور جو لوگ یہہ کہتے ہین کہ
سماع ثواب و طاعت ہی تو انکا قول مسلمانونکی اجماع کی خلاف ہی اور جو شخص اونکی اجماع کے
خلاف کری اوسپر وہ سزا ہی جو اس آیت مین اللہ تعالی فرماتا ہی وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ
اور جو کوئی مخالفت کرے رسول
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا
سی جب کہ کھل چکی اوسپر راہ کی بات اور چلے سب مسلمانون کی راہ سی سوا ہم اوسکو حوالہ کرین اوسی طرف جو اوسنے پکڑی اور

اور ابو القاسم نے دو فرقونکو بہت چتہارا ہی جن سی کہ اسلام مین مصیبت ہی ایک اوس چیز کی حلال کرنیوالی جسکو اللہ نے حرام فرمایا ہی دوسرے وہ جو اللہ کا تقرب ایسی چیزون سے کرین جو اونکو اوس سی دور کرین اور امام شافعی اور اونکے پہلے اصحاب اور جو لوگ اونکی مذہب سے واقف ہین وہ اسبابمین نہایت سخت قول کہتے ہین اور امام شافعی سی برابر ثابت ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین نے بغداد مین اپنے پیچہے ایک چیز چہوڑی جسکو زندیقون نے ایجاد کرکے تعبیر نام کہا ہی اور اوس کے باعث لوگونکو قرآن سی روکتے ہین جب آپکا قول تعبیر کے بابمین یہہ ہوا اور اوسکی یہہ وجہ فرماتے ہون کہ یہہ قرآن سے روکتی ہی حالانکہ تعبیر دنیا سی رغبتی کی اشعار ہوتے ہین کہ گانیوالا اونکو گاتا جاتا ہی اور حاضرین مین سی کوئی شخص ایک لکڑی سی چمڑی پر خواہ تکیہ پر تال دیتا جاتا ہی تاکہ وہ اگ اثر کری تو اب بتاؤ کہ جس راگ کی سامنی تعبیر ایسی ہو جیسی سمندر کے مقابل مین تھوک کہ سب قسم کی خرابیون اور حرام چیزون پر شامل ہوا اوسکو آپ کیا فرماوینگے۔ اللہ تعالی نے تو اپنا دین صاف بیان فرمادیا اور ہر سیکہنے والی فتنہ مین پڑے ہوی اور جاہل عابد کو بتا دیا سفیان بن عینیہ کہتے ہین کہ پہلے یون کہا کرتے تہے کہ بدکار عالم اور نادان عابد کی فتنہ سی ڈرنا چاہیے کہ انکا مبتلا ہوجانا ہر مبتلا کی لئے خرابی ہی اور امت کے اندر جو خرابی آگئی ہی اوسکو اگر کوئی تامل کری تو جانے کہ یہہ انہین دو مبتلا شخصون سے آئی ہی **فصل** اور امام احمد کا قول یہہ ہی کہ اونکے بیٹے عبد اللہ کہتے ہین کہ مین نے اپنے باپ سی راگ کا حال پوچہا تو اونہون نے فرمایا کہ راگ

ولعین نفاق اگاتا ہے مجکو اچہا معلوم نہین ہوتا پہر امام مالک کا قول ذکر کیا کہ
اوسکے مرتکب ہمارے نزدیک فاسق ہی ہوتے ہین عبداللہ کہتے ہین کہ مین نے
اپنے باپ سے سنا ہی کہ کہتے تہے کہ مین نے قطان کو کہتے سنا ہی کہ اگر کوئی شخص
ہر ایک اجازت پر عمل کرے یعنی کوفہ والونکے قول پر نبیذ کا پینا جائز سمجہے اور
مدینہ والونکی قول پر راگ مین عمل کرے اور متعہ کے بابمین اہل مکہ کے قول پر عامل ہو تو
وہ فاسق ہوگا امام احمدؒ فرماتے ہین کہ سلیمان تیمی نے یہہ فرمایا ہی کہ اگر تم ہر عالم
کی اجازت یا لغزش اختیار کرلو تو تمام برائی تم مین اکہٹی ہوجاوے اور اونہون نے
آلات لہو مثل تمورہ وغیرہ کے توڑنے مین حکم قطعی فرمایا ہی بشرطیکہ اونکو کہلا ہوا دیکھے
اور توڑ بھی سکتا ہو اور جسوقت آلات مغنی کے کپڑونمین چہپی ہوئی ہون اور اوسکو
انکا علم ہوجاوے تو امام احمدؒ سے اونکی توڑنے مین دو روایتین قطعی ہین اور اگر
یتیمونکو ترکہ مین ایک لونڈی گانیوالی ملی جسکی قیمت ہزار کی ہو اور اگر بدون راگ
کے بکے تو دو ہزار کی ہوتی ہی اس مسئلہ مین یہہ حکم فرمایا ہی کہ اوسکو سادہ ہی
کرکے بیچنا چاہئیے اب دیکہو کہ اگر راگ کا نفع مباح ہوتا تو یتیمون کے مال مین سے
اوسکو جانے نہ دیتے فصل اور راگ کا سننا اجنبی عورت اور نے ریشی مرد سے
نہایت بڑا حرام اور بہت زیادہ دین کو خراب کرتا ہی امام شافعیؒ فرماتے ہین

کہ جب کوئی شخص مالک لونڈی کا اوسکے راگ سننے کے لئے لوگونکو اکٹھا کرے
تو وہ عقل سے خارج ہی اوسکی گواہی رد کرنی چاہیئے اور اس امر کو بُرا کہا ہی
اور فرمایا کہ یہ دلیوث پن ہی قاضی ابو طیب نے کہا ہی کہ اُس شخص کو جو آپ نی عقل سی
خارج فرمایا تو یہ وجہ ہی کہ اوسنی لوگونکو باطل کیطرف بلایا اور جو لوگونکو باطل
کیطرف بُلاتا ہی وہ بیوقوف اور بدکار ہوتا ہی مولف کہتی ہین کہ عود اور تمورا اور
تمام کہیل کی چیزین حرام ہین اور اُنکا سننی والا فاسق ہی اور جماعت کی پیروی بہ نسبت
دو شخصونکی اتباع کے بہتر ہی جنپر طعن ہوا ہی۔ مین کہتا ہون کہ ان دو نو سی مراد
ابراہیم بن سعد اور عبید اللہ بن الحسن ہین اسلئے کہ مولف کا قول ہی کہ راگ مین ہمارا
خلاف دو شخصون نے کیا ہی ایک ابراہیم بن سعد نے چنانچہ تناجی نے روایت
کی ہی کہ ابراہیم راگمین کچھہ مضائقہ نہین جانتا تھا دوسرے عبید اللہ بن الحسن عنبری نے
اوسمین بھی لوگون نے طعن کیا ہی **فصل** ابوبکر طرطوسی کہتی ہین کہ یہہ جماعت مسلمانون
کی جماعت کی مخالف ہی اسلئے کہ اونہون نے راگ کو دین اور طاعت ٹھہرالیا اور
مسجدون اور بزرگ جگہونمین اوسکے اعلان کے معتقد ہین اور امت مین کوئی
ایسا نہین جسکا اعتقاد اسطرح کا ہو۔ مین کہتا ہون کہ بڑی خرابی یہہ ہی کہ لوگ
اس طریق کو جو خود اور اوسکے کرنیوالے ملعون ہین عرفہ کی شام کو

لاتین قال الشافعی وصاحبا
فھو سفیہ مردود شہادتہ
واغلظ القول فیہ وقال
ھو دیاثۃ قال القاضی
ابو الطیب وانما جعلہ صاحبنا
سفیہا لانہ دعی الناس الی الباطل
ومن دعی الناس الی الباطل کان
سفیہا فاسقا وقالوا العقل والطبع یمنعان
ومستمعہ فاسق واتباعہ الجماعۃ اولی من اتباع رجلین مطعون
علیہما قالت طائفۃ ابراھیم بن سعد وعبید اللہ
بن الحسن فانہ قال ما خالف فی الغناء الا رجلان
ابراھیم بن سعد فان التناجی حکی عنہ
انہ کان لا یری بہ باسا والثانی عبید اللہ
بن الحسن العنبری قاضی البصرۃ وھما
مطعون فیہ **فصل** قال ابوبکر
الطرطوسی وھذہ الطائفۃ
بالجماعۃ المسلمین لانہم جعلوا
الغناء دینا وطاعۃ وقربۃ
الفاضلۃ فی المساجد والبقاع
الشریفۃ ولیس فی الامۃ
من یری افضل من الذی قلتم
اعظم المنکرات عندھم من
افاضل الشعراء الملعنین ھو وھم

مسجد اقصے میرا ور منی کے دو نمین مسجد خیف مین کرنے دیتے ہین ہم نے
بہت دفعہ مار پیٹ کر وانسے اونکو نکالا ہے اور مین نے دیکہا ہی کہ خود مسجد
کعبہ مین وہی حرکت کرتے ہین لوگ تو دعا اور انکسار اور اللہ کیطرف
زار یمین ہوتے ہین اور یہہ لوگ بانسلی اور دف کے ساتہہ راگ ملعون مین ہوتے
ہین پس ایسے لوگونکا اسبات پر رہنے دینا فسق ہی جو اونکو رہنے دے اوس کی
عدالت اور منصب دینی مین بٹہ لگتا ہے اور بعض علمانے کہ اُن لوگون کو
دیکہا ہے کیا خوب کہا ہے قطعہ

کہو اُن سے نصیحت کیطرح تم	نصیحت ہی بجا گر ہو وے مقبول
یہہ کیسے جانا لوگون نے کہ دین مین	غنا کو کہتے ہین سنت ہی منقول
کہا نسے ہی گدہی کی طرح کہانا	پہر اوسپر جمع مین رقص معقول
کہین ہم مست ہین حب خدا سے	نہین بل جانکر پیا ہے گئی بھول
ہون ایسے ہی بہائم جب شکم سیر	تو سیری مین اوڑتے ہین بہت دہول
عجب ہی مست ہون نے سے غنا سے	نشا یسین سے یا دین نہ مجہول
نہین تمکو دریغ انکار بدعت	خرد کو اپنی کر رکہا ہی معزول
جو ذلت مسجدونکی راگ سے ہو	نہین بتخانونمین بہی ایسا معمول

اور دوسرے کہا ہی کہتے ہین کہ اس قصیدہ کے مولف شیخ عزالدین ابن عبدالسلام ہین واللہ اعلم

دین کے مرد جو تھے جاتے رہے وہ درد ا	فرقہ اوباش و کمینونکی ہوئی اونکی جا
اونکو دعوی ہی کہ ہم چلتے ہین اگلونکی راہ	لیک سیرت سی یہ دعوی نہین ثابت ہوتا
گدڑیان پہنین لگی جنمین بہت سی پیوند	قطب ابدال کے ہین فقر مین گویا ہمتا
دین کے سالک جو ہین انکی یہ ہوئی ہین رہزن	جہل و گمراہی سی کھویا ہی ہدایت کا پتا
جسم ظاہر پہ تو رکہتے ہین وہ تقوی کا شعار	لیک باطن مین بہرا مکر و فریب اور دغا
گر کہو اونسی کہ اللہ و نبی کا ہی یہہ حکم	کبر سی وہ کرین جسمیں کہ ہین منکر گویا
یا کہو اونسی کہ اصحاب نبی کا ہی یہ قول	یا کوئی تابعی اسطرحسے ہی فرماتا
یا کہو آل رسول عربی کا ہے یہ امر	ہو درود اونپہ خدائی ملک قادر کا
کہتے ہین شافعی یہ خواہ امام اعظم	خواہ ہی احمد و مالک نے یہ ارشاد کیا
یا کہو اونکی جو تابع ہین وہ یہ کہتے ہین	اونکی نزدیک یہ سب قول ہین مانند ہوا
کہتا ہی دلکو میری پونہچا ہی اوسکی سر سری	سر سر سی اوسی اور اوسکو زاحوال صفا
حضرت و فکر سی پہر خلوت و شاہد سی میرے	وارد و حال سی پہر صفو زمان سی پہنچا
کنہ مشہد سی اسی ذات کی سر سی اسکو	وصف افعال سی میری جو ہی اوسی اعلی
یہ تو دعوی ہی مگر جب کرو اسکو تحقیق	پاؤگی نام ہین سب جہوٹے لقب ہین بیجا

ذہب کہ بجاں و حال نوش و بعالم
زعمون من الاولیاء الاخیار
زعموا انہ خص علی انار بصحبہ
سیارو اوکان سید الابدال
کتصنیف لاقطاب و الاوتاد
فظہور طرق الشاکلہ و ضلال
ان قلت قال اللہ قال رسولہ
المنکر المتعال
و الاول
اوقلت قال الاولیاء المصطفی
اوقلت قال الشافعی و احمد
و ابو حنیفۃ و الامام الثالث
صح
بعون
عن سرہ
عن صفاتہ
عن مشاہدی
عن صفو وقتی
عن سر ذاتی
دعوی اذا حققتہا الفیتہا
القاب رق لقبت بغال

ہر حقیقت سی جدا اور شریعت کو چھوڑ
جاہلون گمرہونکو اپنا کیا راہنما

سمجھی جھگڑی کو کشود اور خطا کو اعجاز
پھر کمینونکی طرح کرتے ہین سب پر حملا

پھینکا قرانکو پس پشت اونہون نے جسطرح
کرتا ہی کہاؤ مسافر کوئی فضلہ کو جدا

خواہش نفس کو ٹھہرایا غنا کا مرکب
جھوٹے اقوال کہی اوسکی صفت مین صدہا

طاعت و قربت و سنت اسی کہتی ہین وے
شیخ اس سنت و ذریت کا ہی شیطان بڑا

پہانسا اس شیخ پرانی نے انہین جل دیکر
اوسنی جب انکو بلایا تو کہا مان لیا

سمجھین صوفی کی لئی شعر کی سنتی ہین وہ نفع
سانون صورت سی تلاوت مین ہنودی دلسا

چھوڑا قران و احادیث و اثر کو اسوجہ
اونکی گمراہی پر انہین ہی شہادت پیدا

بخدا قابو مین جسکے کیا دشمن نے انہین
داؤ مین اوسکے نہ آیا کوئی ہوگا ایسا

پہلی تو پھندی لگائی نہ پہنسا جب کوئی
تب یہ جال اوسنی لگایا ہی محیط اور انچا

پھر تو یہ حال ہوا انکا کہ مجلس مین بیٹھہ
کپڑونکو دین کو احوال کو سبکو پہاڑا

اپنی خواہش کے سوا اور نہین سنتی ہین
اوسکی مشغولی مین اونکو نہ کوئی شغل رہا

دہنی جانب جو بلائی گئی تو جسکو پھیر
بائین جانب کو روانہ ہوئی وہ بے سر و پا

کرتی ہین ایسی جو سنتی ہین وہ قران مجید
جیسی مہمل کوئی ہو گرگری بہرا اندھا

اونپہ قاری جو بڑھا کر کسی سورہ کو پڑہی
اپنی سستی سی سمجھتی ہین کہ ہی بوجھہ بڑا

کوئی قاری سی یہہ کہتا ہی پڑہا نہین شرط
چہوتی سی کیون نہین پڑہتی کہ جو دیتی ہو تہکا

تسپہ پڑہنی مین ہنسی شور و غل و بے ادبی
واہ قران کو کیا سُنتی ہین خاطر کو لگا

راگ کا سا منہ اونکی جو کہین ہو کہڑاگ
بولین اوسکی عظمت سی جو کہین ممکن کیا

گردنین پڑہتی ہین پہر ماسنین شیطانکا پیام
جسکو قوال سُناتا ہی اُنہین منہ پھیلا

لوٹہی کی وحی کو سُنکر کے ہلاتی ہین سر
موجب اِس ہلنی کا سمجہین طرب و شوق لقا

درد و اشواق کا اور حال کا ہو پہر تو ہجوم
بہتری انمین جو ہووی نہ کبہی ہو اصلا

ہوتے ہشیار تو والہ وہ کرتے معلوم
اونپہ کیا کچہہ بُری کا مونسی پڑی آکے بلا

لیک مجبور ہین قابو مین نہین اونکی عقل
سخت تر می کی لنتے سی ہی اونہین سکر غنا

جب وہ دونو ہون اکٹہی کسی جی مین یکبار
تب تو یکبارگی پڑجاتا ہی اوسپر ٹوٹا

ای وہ ہمت کہ کیا دین نبی کو ہی کہیل
جیسی تو عمر کہ کیچڑ سے کرین بار سچا

دین مین ایسی ہو تم جیسی کہ ہین اہل کتاب
بخدا دیوین نہ ان کامون پہ ہرگز وہ رضا

جو کہ تمسے ہین قریب اونکو دلاتے ہین وہ ننگ
گر چُہپایا کہلا کر پڑے اون سے جہگڑا

کہتی ہین ہمسی کہ جس دین کی عبادت ہو راگ
حق کہہ اوسکو تو واقع مین نہین ہو سکتا

بل شریعت نہین کوئی کہ کہہ اوسکو درست
پوچہو تم اہل شرایع سی کہ کافی ہوگا

گر کہو تم کہ حقیقت مین یہ ہی فسق و فجور
اور ہی زینت ابلیس برای سُفہا

وقیعت قاریہم اہانت لہم
بشرط تخفیف انت ذقال
ھذا اوکما نعوا کمضرب کمہ
فحل بارادرب لارجہاک
حتی اذا قام لہما عمل یشہم
خشعت لہ الاصوات الخ
واہتزت الاعناق تسہم وذا
ھو التشبیہ من مانع فعال
وھھنا طرف استعاق فی لیل صال فحنا لا
اوتہوق وذا للہ لوکان فعا
احوال یتا للہ یکفہا سکر السماع انتباہ
من قابلہ فعال یکفہا سکر السماع انتباہ
سکر السماع وذا لا اشکال یفاد ھنا
بجمع فی النفس مرة یتالت من الحسن ان حل
مثل یا امة لعبت بدین نبیہا یکتراعب
الفتیان فی لاححل یتنبہہم فانہم
بدین یتم وللہ لین یتی ضرب نبی کالافعال
کذا لجہرمہم بقرینہم یتسراوجہرا
عمل کجہال قالوا لنا دین عجائز
اھلہ ھذا السماع فذاک دین عجائز
بل لحق شریعة بجانبہ
فسلوا الشرائع تکفوا بسوال
لوقلتم فسق ومعصیة وی
بین من الشیطان للانسان

دین سی وحی سی اللہ کی نا باز رہین — کام کر جاہی جو کچھہ کرنا ہی اُسکو حیلا
ہم بھی دیوینگی شہادت کہ یہہ نبیونکا ہی دین — گمرہی نام کو اسمین نہین حق سی ہی بہرا
اپنی کانونسی یہہ والہہ سُناہی ہمنے — ہوتی ہین جگہڑہی با تو نمین وہ اگر گویا
نوبت آخر کو پونہچتی ہی تو اُس حیلے پر — دین کے بندونکو جینے کہ کیا ہی ڈہیلا
دین ان حیلونسی وہ کپڑا ہوا ہی جسکے — ہو دین پیوند جدا پوچ ہو تانا بانا
گر یہی چاہتا ہی تو کہ کری مکر و فریب — حیلی تلبیس بہت سی کری اسمین پیدا
ایسا کر حیلہ کہ تجھپر نہ رہی کوئی فرض — ہو وی اللہ کا حرام اُس سی حلال اندرسا
جو کہ مظلوم ہو حیلہ سی وہ ظالم پہ بڑہے — ہو وی ظالم تو وہ مظلوم سی چاہی بدلا
کری حیلہ سی تجھی کرنی ہی جو کچھہ تبدیل — دخل حیلہ کو ہی تبدیل مین کامون کی بڑا
کام نکلیگا تیرا سمجھی گا گر حیلے کو — فعل اور قول سی جو چاہیگا بنا دیگا
حیلے سی پہلے تو نے نام رکہہ اُسکا کچھہ اور — لفظ و نمین سی تو بہت ہوتے ہین معنی پیدا
سود کہانیکی لئی کوئی بہانہ لے ڈہونڈ — رکہلی کچھہ نام بہلا گرہے بُرا لفظ ربا
کر اسیطور کسی حیلہ سی تو وطی حرام — مُنہ سی مت کہہ کہ زنا کرتا ہون اور چین اُڑا
پوری جب عقد ہو تب حیلہ سی وی اُسکو توڑ — بن نہین سکتا ہی بی حیلہ کی یہہ کام ذرا
حیلہ گر ایسی ہی امراض کی ہوتی ہین طبیب — آہ کہہ دین پہ ہے ان حیلہ گرون سی کیسا

یتصل عن وحی الٰہ دینہ
وبنال فیہ حیلہ الحنال *
کی کاشہدنان ذا دین ا
یحکی بن الرسل لا یضلال
واللہ منہ ورفیقہ ذا ال
الاذان من اوامہ بمقال
وقام ذا دلوا لقول بالجمل الی فتنہ
عفو الدین فی فضال بحیلہ کالثب
المحاصل لیجیہ * فیہ فضیلہ من لا وجال
کاشت من مکروہن خدع وہن حجاو تلبیس
بل اقال فاحتیال علی اسقاط کل فریضہ * وعلی حرام
حیلہ باحلال او احتیال علی انتقاض بعد ظلما * وعلی
سورا رگ کریا نمین

الخلاف بعضہا ذو اعمال * وانا ورسولہ فالخیال کلہ فی
الغلب والخور ذو اعمال * ان کنت تفہم ذا لفہم ذا لطف بحلیہ
نبی من الاوثان * عبد اسمہا والفظ ذو اعمال *
الی الرم وسمہا * فاحتیال علی تغیب
واحتیال علی الربا والبیع شتی ناقہ
لفظہ * واحتیال علی الوطی بملک مرو ولا نقل
فہن الزنا وانکر رخی البال *
واحتیال علی حلال العقد فی فسخہ
تجیہ الالزام مرو ذا لذ ذو انتکال *
برا علی الحال فی فقہ طلبیتہا
یا بیتہ الادیان یا بحیال *

توڑو قفونکو توحیلے سی کہ تاہون نے قید
انکو باطل جو کری تو تو کبھی مت شرما

فکر کرا ور کر اندازہ تو پھر کر تفصیل
کہس اُسی شکل مین جسمین تجھی ہووی غلبا

ایسا حیلہ کوئی کر جس سی کہ میراث تمام
چھینکر وارثونسی کرلے تو اوسکا لقما

اونسی یون کہہ کہ اگر مال تمہین لینا ہی
تمکو واجب ہی کہ ثابت کرو حصر اور رشتا

پھر جو اسباب مذکورہ کوئی شہادت لاوین
کردی باطل تو اوسی تا ملے تجکو سارا

کیونکہ ہی حصر کا اثبات نہایت مشکل
نفی مر اثبات کا ہوتا نہین کوئی دانا

کر بہانہ کوئی تا ہاتھ لگے مال یتیم
کیونکہ مالک ہی ضعیف اور یہ ہی رزق اچھا

ڈر نجھی گوڑیکا اوسکی ہی نہ تلوار کا خوف
معتبر مال کے ہوچکنی مین ہی تیرا کہنا

وقف کی مال کے کہانیکو کوئی حیلہ کر
وہ تو سانڈونکی طرحسی نہین مالک رکہنا

وقف باطل ہی یہہ کہتے ہین امام اعظم
اصل جب اسکی ہی باطل تو نہین کچھہ کہکا

مال افتادہ ہی یہہ مرگئی اوسکی مالک
جتناول چاہی تو لی اورن کیومت رکہہ کانٹا

قاضی عادل اگر حکم کری تو ہو درست
وقف کی شرط نہو گر تو وہ کب ہووے ادا

مقصد اور شرطونکو لوگون نے کیا ہی بیکار
اسلئی ماجرا سب ہوگیا ہی مہمل سا

قاضیون اور گواہونسی ہی اوسکی تکمیل
پوچھہ حال اُنکا تو ایسی سی جو دی تجکو بتا

جو کہ شاہد ہین رہ راست اسی کرتی ہین عدول
قول اور فعل کا اُنمین نہین کوئی سچا

وانحصل علی نقض الوقف وعدمہ

ملخصا من الانتخابی من ابطال

فکر وقف تم فصیل بجد ذی

فاذا غلبت فلیوقف الاشکال

وانحصل علی ابطال قاعدتین

ثم ورثت عم ابطال

کل تنہو ورثہ حصر

حق خصوص واجب

ملک الشہادۃ وانحصر

بابطال وانحصل

ابطال

موضع الاشکال

وانحصل علی

ابطال

وانحصل علی ابطال

وانحصل علی ابطال

وانحصل علی

مکر وحق پوشی وچغلی وفریب ودوزدی
ایک لینے کی لئی کرتے ہین کتنا دہوکا

بھولجاتا ہی شہادت کو قسم کہاتا ہی
دلمین غفلت ہی میری ہین تو وہ شب ہوگیا

دیکھہ پرسکہ کو کہتا ہی مجہے آیا یاد
واہ کیا خوب ہی یہہ یاد دلانیوالا

پہر کوئی کہتا ہی مین تھوڑیسی رشوت لیکر
داخل نار جہنم ہون مجہے مطلب کیا

پیٹ بہردی میرا رشوت سے کہ تا آخرکار
طوق دوزخکو لئی شانونپہ مین پاؤن سزا

قانیونکا بھی یہی حال ہی جو تو نے سنا
بات کہنے کی نہین اپنی زبان کو نہ ہلا

ایسے حکمونکی لئی قاضی جی کیا دوگے جواب
فسق یا کفر کا جسمے لگے تمپر فتوا

پہر جو فریاد کروگے تو لگیگا ڈرہ
جیسے پڑتا ہی خطاوار پہ ہیجا جوتا

وہ مساست کہو اور تم کہو بس بس لیکن
بول اس جھگڑے مین تری ہی کا ہوویگا بالا

پس تجہے ضرب و فضیحت سے بچادے اللہ
کذب و بدفعلی سے بھی ہووے وہ حامی تیرا

اسپہ طرہ ہی کہ نسبت کرین سب چیزونکو
دین احمد کیطرف اور نکرین خوف خدا

خواہش نفس و جہالت پہ بلا دین گمراہ
کب رسول عربی حکم دین انکا حاشا

آپکے سامنے یہہ باتین جو ہوتین درپیش
اصل انمین ہی کسیکی بھی نہ کہتی برپا

آپکے حکم سے لیکن جو موافق پڑتین
اونکو البتہ پذیرائی کا رتبہ ملتا

رحمت وصلح ہو یا جنگ ہو یا کوئی بات
سب جگہہ حکم مین ہی آپکے انصاف بہرا

عقلین کل خلق کی شاہ ہین یہ احکام رسول — پڑہین سب صحت و تکمیل سی از سر تا پا
آپکی حکمونکو گر دیکہو تو یہہ پاؤگے — عقل کے سب ہین مطابق کرین حل ہر عقدا
جو کوئی سُنتا ہی اونکو وہ یہی کہتا ہی — بعد اس حق کی نہین کچہہ ہی ضلالت کے سوا
آہ وہ حکم پیمبر کے خدایا وہ عدل — خلق مین روشنی تھی جنکی سبب اور ضیا
اونسی رحمت تہی بڑی روی زمین کے اوپر — سعد و اقبال کا تہا لوگونکے اوپر سایا
کام ہین لوگونکی رہتی تھی درستی اونسے — کام جان مین تھا ہر اک شخص کی الفت کا مزا
انکی وضعین ہوئین تبدیل یہانتک کہ ہوئی — نہین پہچانتے اونکو نہ عمل اونپہ رہا
ہوگئی لوگونکی اعمال مین تبدیل کثیر — قول اونکی جو تھی کامل خلل اونمین آیا
اگر اللہ کا دین لوگونمین قائم رہتا — حال کو دیکہتی تم اونکی بہت ہی اچہا
جو رسی حکم جو کرتے ہین تو اُسکا منکر — ہونکی دانست مین ہی مورد صد گونہ بلا
کہتی ہین شرع محمد کا تو کیا منکر ہے — شرع کیون ایسی ہوتی تہی کبہی جا شاکلا
کرتے فریاد ہین بندونکی فروج اور حقوق — سامنی داور دادار کے ہر صبح و مسا
جہوٹی حکمو نسی روا جانینگی ہمکو کب تک — جنسی تو راضی نہین ای ملک ہر دو سرا

اور یہہ قصیدہ بہت بڑا ہی **فصل** اور اس راگ شیطانی کے شریعت مین چودہ نام ہین

لہو لغو باطل زور سینہٹی تالی زنا کا منتر شیطان کا قران

وقف العقول ترياق كل عقال
فاذا اتت بحكام هي الشفاء
فهي حكمة من خلقه وكتاب
تنبيهات عقول الخلق قاطبة
مما يجب على الخلق معرفته
حتى يقول الناس ما معنا من حق غير هذا
لله احكام الرسول وحدها
بين العباد وفاقها كالمثال
احكامه نور بغير انطفاء
وضياء عظم رحمة والناس في
ظلماته كانت بلا ضوء
وجلال وقهارت اوضاعها حتى غدت
مسلوبة الاعمال وقهارت اعمالهم وقبائح
فهم احكامه بالنقض بعد كمالها
فهم قاصر انما تحوض في حسن الفعول
هم حكموا بان حكامه
وبال قالوا ان شرعه
لذا في الشرع الشريف لعاصي
نحو خوفهم فيه بالكتاب والاصل
ليستدل بكل حكم باطل
وهي طويلة قضا
ابنا المتعال
وفصل
بضعة عشر اسما
والزنى والمكر والتصدية
والشيطان

دلمین نفاق کا اگانیوالا آواز احمق آواز بدکار آواز شیطان مزمور شیطان سمود

اب ہم ان نامونکو اور کلام مجید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اور صحابہ رضہ کے آثار مین انکی واقع ہونے کو ذکر کرتے ہین تاکہ راگ والے جانین کہ اونکو کیا ملا اور کس نفع کی سوداگری مین گھٹی اوٹھائی

قطعہ

دف وغنا و مزامیر والیکو تو چھوڑ — اسیطرحسی تو کر ترک اوسکی ناحق راہ
برورحشر وہ جانیگا کیسا کہویا مال — عمل کی بیشی کمی سی ہو وزن پر آگاہ
اوسی تھی جسمین حیات ابد وہ ہو معلوم — عمل کو جسگھڑی وہ دیکھہ لیگا اپنی تباہ
پکارا اوسکو ہدایت نے اور ضلالت نے — تو اوسنی مانا کہا گمرہی کا خاطر خواہ
پھر آپ ارخلو ہدایت سی اوسنی یون کہکر — مجھی تو باجونکی آواز کی ہی رغبت و چاہ

فصل راگ کا نام لہو اور لہو الحدیث اسطرح ہی کہ خدا تعالی فرماتا ہی ومن الناس من یشتری

لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذہا ہزوا اولئک لہم عذاب مہین واذا تتلی علیہ
اور راگ لوگہیر کو خریدتے ہین کہ بیخبر اللہ کی راہ سی دوسرون کو بہکاوین اور انہین ہنسی کرین یہی لوگ ہین جنکو ذلت کا عذاب ہی اور جب اونکو ہماری آیتین پڑہکر سنائی جاتی ہین
آیاتنا ولی مستکبرا کان لم یسمعہا کان فی اذنیہ وقرا فبشرہ بعذاب الیم واحدی
تو وہ تکبر کرتا ہوا اعراض کرتا ہی گویا اونکو سنا ہی نہین گویا اونکے کانون مین بہرا پن ہی سو تو اونکو دکہ دینے والی مار کی خبر سنا دے
وغیرہ اکثر مفسرین کہتے ہین کہ مراد لہو الحدیث سی اس آیت مین راگ ہی اور سعید بن جبیر اور مقسم کی
روایت مین حضرت ابن عباسؓ کا قول اور ابو صہبا کی روایت مین حضرت ابن مسعود کا قول اور مجاہد عکرمہ کا قول ہی

اور ثور بن ابی الفاختہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے وَمِنَ النَّاسِ اور بعض لوگ ہین
مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ کی تفسیر مین روایت کرتے ہین کہ مراد وہ شخص ہے جو کہ خریدار ہین کھیل کی باتون کی ۱۲
ایسی لونڈی خریدے کہ راتدن اوسکے سامنے گایا کرے اور ابن نجیح نے مجاہد
سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد گانیوالی کا بہت مال کے عوض خریدنا اور اسکا
گانا اور اُس جیسا اور باطل سننا ہے اور یہی قول مکحول کا ہے اور ابو اسحٰق نے
اسیکو اختیار کیا ہے واحدی کہتے ہین کہ اسمین داخل ہے ہر شخص جو کھیل اور راگ اور
فضول امیر اور باجونکو قرآن پر اختیار کرے اگرچہ لفظ شرا کا آیت مین آیا ہے مگر اُس سے
کبھی عوض چاہنا اور اختیار کرنا مراد ہوتا ہے واحدی کہتے ہین کہ یہہ آیت اس
تفسیر پر غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہے پھر امام شافعی کا کلام غنا کے اعلان
کے باعث گواہی مردود ہونے مین ذکر کیا ہے اور لونڈیونکا راگ سب سے زیادہ سخت
ہے اسلیئے کہ اوسمین وعید بہت ہے چنانچہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص لونڈی کا راگ سنے گا اوسکے کانونمین قیامت کے دن سیسہ
یعنی گلا ہوا سیسا پلایا جاویگا اور لہو الحدیث کے جو دو معنی کہے ہین اول غنا اور دوم
عجمیون اور رومیون کی خبرین وغیرہ اوس قسم کی باتین جو نضر بن حارث اہل مکہ
سے قرآن سے باز رکھنے کو کہا کرتا تھا دونو مین کچھہ مخالفت نہین

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ قال هو الرجل تشتری
الجارية تغنيه ليلا ونهارا وقال
ابن نجيح عن مجاهد هو الرجل
المغنية بالمال الكثير والاستماع اليها
وان مثله من الباطل وهو قول مكحول واختار ابو
اسحق قال الواحدي ويدخل في هذا كل لهو
الملهو والغناء والمزامير والمعازف على القرآن وان
كان اللفظ وارد بالشراء ولفظ الشراء قد يراد
به الاستبدال والاختيار قال الواحدي وهذه
الآية تدل على تحريم الغناء
وقد ذكر كلام الشافعي في الشهادة بالغناء
قال واما غناء القينات فقد اشتد انكاره
فيه وهو ما روى انه صلى الله عليه وآله
وسلم قال من استمع الى قينة صب في اذنيه
الآنك يوم القيمة وهو

الرصاص المذاب ولا تعارض
بين تفسيرهما لجواز ان يكون
المراد بالآية كل ما يلهي
اهل مكة ليشغلهم عن القرآن

و دنو لہو الحدیث ہین اور راگ کہیل اور ضرر ہونے مین بادشاہونکی حکایتون
اور خبرونکی نسبت کرزیادہ ہی اسلئے کہ وہ زنا کا منتر اور نفاق کا سبب شیطان اور
کا جال اور عقل کی شراب ہے اور قرآن سے بہتا وہ روکتا ہے اور
چیز نہین روکتی غرضکہ راگ اسے کو اوس مذمت سی جو آیت مین آئی ہے
کچھہ بہرہ ہے اگرچہ جسقدر اوسمین مذکور ہی وہ سب تو لوگون مین سی بڑی
کافر سے صادر ہوتی ہے مگر کسی قدر اوسمین سے گانیوالونکو بھی بہرہ
ہے اسلئے کہ اونمین سے کسیکو پاؤگے جسمین علم اور عمل کی راہ سی طریق
ہدایت سی گمراہی اور قرآن کو چھوڑکر راگ سننے کی رغبت اسطرح نہو کہ قرآن
کو چھوڑکر راگ سننے لگے اور قرآن کا سننا گران معلوم ہو اور اوسکو بہت جانے
اور گانیوالا ہو تو اوس سے زیادتی کا طالب ہو اور اوسکی یاری کو تھوڑا بھی
تو ادنی بات اس امر مین یہہ ہی کہ شنیدت اگر اوسپر نہوگی تو اوسمین سی حصہ
کامل ضرور ہوگا اور اسمین گفتگو ایسے شخص کے ساتھہ ہے جسکے دلمین کچھہ
جان ہو لیکن جسکا دل مرگیا ہو اور اوسکا فتنہ بڑہگیا ہو تو اوسکی نفس پر راہ
نصیحت مسدود ہے جس شخص کو خدا تعالی بلا مین ڈالنا چاہے تو اوسکو کسی آدمی کا
کچھہ بس نہین چنانچہ خود فرماتا ہے وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا
اور جسکو اللہ نے پھلانا چاہا سو تو اوسکا کچھہ بس نہین کرسکتا اللہ کو کہان

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَہِّرَ قُلُوْبَہُمْ لَہُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ
وہی لوگ ہین کہ جنکو اللہ نے نچاہا کہ دل پاک کرے انکو دنیا مین ذلت ہے اور انکو آخرت مین
عَذَابٌ عَظِیْمٌ فصل اور دوسرا اور تیسرا نام معنی زور اور لغو اس آیت مین ہی
بڑی مار ہی ۱۲
وَالَّذِیْنَ لَا یَشْہَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا محمد بن حنفیہ کہتے ہین کہ
اور وہ جو شامل نہین ہوتے جھوٹے کام مین اور جب ہو نکلین کہیل کی باتو پر نکل جاوین بزرگی کر کے ۱۲
زور راگ ہے اور یہی قول لیث کا ہے مجاہد سے اور کلبی نے یہ معنی
کہے ہین کہ باطل کی مجلسونمین حاضر نہین ہوتے اور لغو کے معنی لغت مین
بیہودہ اور پہینکی ہوئی چیز کے ہین اور معنی یہہ ہین کہ امر باطل مین حاضر
نہین ہوتے اور جب کسی بیہودہ بات پر قول اور عمل کے گذرتے ہین تو
اپنے نفس کو اوس سے بڑا جانتے ہین کہ اوسپر کھڑے ہون اور اوسکی
طرف میل کرین اور اوسمین مشغول ہونکی عید مین بھی آگئین جیسا کہ سلف نے بیان
کیا ہے اور راگ اور باطل کے اقسام کل داخل ہین اور زجاج نے یہہ معنی
کہے ہین کہ گناہگارونکی ساتھہ نہین بیٹھتے اور نہ اونکی گناہ پر مدد کرین اور گذر
جاتے ہین اور وہ لوگ اُن بزرگونمین سے ہین کہ بیہودہ امر سے خوش نہین ہوتے
اسجہت سے کہ وہ اپنے نفسونکو لغو مین داخل ہونے اور اہل لغو کی ملنے سے بڑا
جانتے ہین روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رض کسی کہیل پر گذرے اور
اوس سے مُنہ پھیر لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابن مسعود بزرگ ہو گیا

فصل

اَوْلٰئِکَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَہِّرَ قُلُوْبَہُمْ لَہُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْہَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا

اور اللہ تعالی نے فرمایا وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوا عَنْهُ اگرچہ اسکے اُترنیکا سبب
اور جب سنیں بیہودہ باتیں اوس سے کنارہ کریں ۱۲
خاص ہی مگر اسکے معنی ہر شخص کو عام ہین جو لغو سنکر مُنہ پھیر لے اور اپنے دل یا
زبان سے کہے لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ اور اللہ تعالی کے قول کو سوچکر لایشہدون
ہمکو ہمارے کام ہین اور تمکو تمہارے کام ۱۲
الزور فرمایا بالزور نہین فرمایا یعنی اونکی صفت ہی کہ زور پر حاضر نہین ہوتے
اوسکے بولنے اور کرنیکا تو کیا ذکر ہی اور راگ بڑا زور ہی اسواسطے کہ وہ قول اور
عمل باطل کا نام ہی اور زُور کے معنی اصل لغت مین جھکنے کے ہین اور تز کی
فتحہ سے زَور بھی اسی سے نکلا ہی غرضکہ زُور امر حق سے ایسے باطل کیطرف جھکنے کو
کہتے ہین جسکی حقیقت قول اور فعل کی رو سے کچھ نہو **فصل** اور جو تیسرا نام یعنی
باطل وہ امر حق کی ضد ہے خواہ وہ چیز معدوم ہو کہ جسکا کچھ وجود ہی نہو
خواہ ایسی چیز جسکے وجود کا ضرر نفع کی نسبت کہ زیادہ ہو اول قسم کی مثال
یہہ ہی کہ سوا اللہ کے ہر ایک معبود باطل ہے یعنی معدوم ہی اور دوسرے
کی مثال جیسے یہہ کہو کہ سحر باطل ہے اور کفر باطل ہے یعنی ان دونون
کا ضرر زیادہ ہی اللہ تعالی فرماتا ہے وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
اور کہہ آیا حق اور مٹ گیا باطل ۱۲
پس کفر اور فسق اور معصیت اور سحر اور کہیل کی خبرون کا سننا دوسری
قسم مین داخل ہے — ابن وہب کہتے ہین کہ مجکو خبر دی

سلیمان بن بلال نے کثیر بن زید سے کہ اونہون نے عبید اللہ کو سنا کہ قاسم بن محمد سے کہتے تھے کہ راگ مین آپ کی کیا رای ہی قاسم نے فرمایا کہ وہ باطل ہے اونہون نے کہا کہ یہہ تو مین بھی جانتا ہون کہ باطل ہی مگر آپ کی رای اسمین کیا ہی فرمایا کہ بتاؤ تو باطل کہان ہوتا ہی عبید اللہ نے کہا کہ آگمین قاسم نے فرمایا کہ بس راگ مین میری بھی رای یہی ہے اور ایک شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آپ راگ مین کیا فرماتے ہین حلال ہی یا حرام آپنے فرمایا کہ مین حرام نہین کہتا ہون جبتک کہ قران مجید مین حرام نہوا اوسنے عرض کیا کہ پھر یہہ حلال ہی آپنے فرمایا کہ مین یہہ بھی نہین کہتا پھر فرمایا کہ بتاؤ تو اگر حق و باطل قیامت کے روز آوینگے تو راگ کسکے ساتھ ہوگا اوسنے کہا باطل کے ساتھ آپنے فرمایا کہ جاؤ تمنے تو خود اوسپر حکم لگا دیا۔ یہہ جواب ابن عباسؓ کا عرب کے راگمین ہی جس مین شراب اور زنا اور غلام اور اجنبی عورتون سے گفتگو کا ذکر نہین ہوتا نہ باجونکی آواز اور آلات نشاط ہوتے ہین اگر وہ اس زمانہ کی راگ کو دیکھین تو کیا فرمائین جو نہایت باطل ہے کہ کسی شریعت مین اوسکی اباحت ہو بلکہ اس راگ کو اُن لوگون کے راگ پر قیاس کرنا ایسا ہی جیسے سود کو خرید و فروخت پر اور مردار کو ذبح کئے ہوئے جانور پر اور حلالہ کرنے کو نکاح پر قیاس کرین

فصل

اور مکا اور تصدیہ کا حال یہہ ہی کہ خدا تعالی کافرونکے حق مین فرماتا ہی وما کان
صلوتہم عند البیت الا مکاء وتصدیۃ حضرات ابن عباس اور ابن عمر اور عطیہ اور
کہ یہہ بھی کہتے ہین کہ اس قسم تسبیحان سحابی اور بالیان ۱۲
مجاہد اور ضحاک اور حسن اور قتادہ فرماتے ہین کہ مکا سیٹی بجانا ہی اور تصدیہ
تالی بجانا اور لغت مین اسکے یہہ معنی ہین کہ آدمی اپنی دونو ہاتھہ جوڑکر منہ سی اونچی
آواز نکالے اور اسی سی مشتق ہی مکت المرأۃ یعنی جانور جسوقت آواز سی گوز
کرتا ہی اوسوقت یہہ بولتی ہین اور اسی جہت سی آواز کے صینغونکی وزن پر ہی جیسے
اونٹ کی بلبلانے کو رغا اور کتی کے بھونکنی کو نحوا اور بکری کے ممیانے کو نغا کہتے ہین
ابن سکیت نے کہا ہی کہ آواز کے سب کلمات حرف اول کے پیش سی ہین بجز دو کلمون کے
ایک نداء دوسرا اغاء اور تصدیہ لغت مین ہاتھہ سی تالی بجانیکو کہتے ہین چنانچہ حسان بن
ثابت نے اس شعر مین کہا ہی ؎ جب فرشتی اوٹھتی ہین تم اوٹھتی ہو + تالی اور
سیٹی تمہاری ہی نماز + ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ قریش خانہ کعبہ کا طواف ننگے
کیا کرتے تھے اور سیٹی اور تالی بجایا کرتے اور مجاہد فرماتے ہین کہ کفار قریش
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طواف مین مزاحم ہوا کرتے تھے اور سیٹی اور تالی
بجاتے تھے تاکہ طواف اور نماز کو آپکے اوپر مشتبہ کردین اور ایسا ہی سفاتل سی مروی
ہے اور ظاہر ہی کہ وہ لوگ یہہ دونو حرکتین کیا کرتے تھے پس جو لوگ کہ خدا تعالی کا تقرب

والصفاق والحسن وقتادۃ ... فقال تعالی فی حق الکفار وما کان صلوتہم عند البیت الا مکاء وتصدیۃ
عباس وابن عمر وعطیہ ومجاہد ... الا مکاء صفیرہم والتصدیۃ بالصفیر
قال اہل اللغۃ یقال مکا یمکو مکوا اذا جمع ... بین یدیہ یصفر فیہا ومنہ مکت المرأۃ
والتصدیۃ اذا ضرب احدی الیدین علی الاخری یصفق وقال الزجاج ... فی اغناء الاصوات کلہا مضمومۃ
قال ابن السکیت الاصوات کلہا مضمومۃ ... الا حرفین النداء والغناء والتصدیۃ فی اللغۃ التصفیق یقال صدی یصدی تصدیۃ
اذا صفق بین قال حسان ... صہ اذا قامت النساء تصدیۃ
انتم مکا وتیہ ... وتصفقون وقال بجاہد المکاء والتصدیۃ ... کانوا یطوفون بالبیت عراۃ ویصفرون
بعارضوا النبی صلی اللہ علیہ ... وآلہ وسلم فی الطواف ویصفقون
ویصفقون بخلاف ما نحن علیہ ... طوافنا وصلوتنا ونحن عن
مقاتل کانوا یتخذون ... رفعوا ان اصلہ وصلہ فالتصفیق

سینٹی اور تالی سے کرتے ہین وہ تو اول فرقہ کی مانند اور اونکی بھائی بند ہین اور جو
نمازیون اور ذاکرون اور قاریون پر اونکا فعل مشتبہ کردین تو وہ دوسری فرقہ
کی مانند ہین ابن عرفہ اور ابن انباری کہتے ہین کہ سینٹی اور تالی نماز نہین ہین مگر
خدا تعالی نے خبر دی کہ جس نماز کا اونکو حکم تہا اوسکی جگہہ اونہون نے سینٹی اور
تالی کو کیا اسیوجہ سی اس حرکت نے انپر بہت سی گناہ رکہدی اور اسکی مثال ایسی
جیسے یون کہو کہ مین اُس سی ملنی گیا تو اوسنی مجہپر ستم کرنیکو میرا انعام کیا یعنی
انعام دینی کے قائم مقام ظلم کو کیا اور مقصود یہہ ہے کہ تالی اور سینٹی بجانیوالے
بانسلی اور فرمار سے یا اور جو ایسے ہون اونمین کچہہ ایک مشابہت ان لوگونکی ہی
تو اوسی مشابہت کی مقدار پر اونکو مذمت سی بہرہ بھی ہی اور اسیوجہ سی اللہ تعالی نے
نماز مین حاجت کیوقت مردون کے لئے تالی بجانا مشروع نہین فرمایا بلکہ اوسکو
چہوڑکر تسبیح کا حکم فرمایا کہ جمع ہونے کیواسطے اذان کہا کرین پس جب بدون
حاجت اوسکو کرین اور طرح طرح کے گناہ قول اور فعل سی اسپر زیادہ کرین تب تو
کیسی جائز ہوگا **فصل** اور راگ کا نام زنا کا منتر ہونا تو بہت درست ہے کہ
جیسا لفظ اور اسم ہے ویسے ہی معنی اور مسمی ہین اور یہہ نام فضیل بن عیاض
سے مروی ہے۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہین کہ ہمکو خبر دی حسن بن عبد الرحمن نے کہ فضیل

سنہ راگ کیا ہین

بن عیاض رح نے فرمایا کہ غنا زنا کا منتر ہے اور کہا کہ خبر دی ہمکو ابراہیم بن محمد
مروزی نے ابو عثمان لیثی سے کہ یزید بن ولید نے فرمایا کہ اے اولاد لیث کی بچو
راگ سے کہ وہ حیا کو کم کرتا ہے اور شہوت بڑھاتا ہے اور مروت کو کھوتا ہے اور شراب کے
قائم مقام ہے اور فحشی کا سا کام کرتا ہے اور اگر تمکو ضرور ہی کرنا ہو تو عورتونکو راگ
سے علحدہ رکھو کہ راگ زنا کا سبب ہے۔ کہا اور خبر دی مجکو محمد بن فضیل ازدی نے کہ
حطیبہ شاعر ایک عرب کے شخص کے پاس اترا اور اوسکی ساتھ اوسکی بیٹی ملیکہ نام
تھی جب رات ہوگئی تو راگ کی آواز سنی گھر والے سے کہا کہ اسکو روکدو کہ مین سنون
اوسنے پوچھا کہ اسمین کیا برائی ہے کہا کہ راگ بدکاری کے ایلچیونمین سے ایک ایلچی
ہے اور مجکو اچھا معلوم نہین ہوتا کہ یہہ لڑکی راگ سنے پس اگر تم موقوف کرادو تو
بہتر ورنہ مین تمہارے پاس سے چلا جاؤنگا۔ پھر خالد بن عبد الرحمن سے مروی ہے
کہ ہم سلیمان بن عبد الملک کے لشکر مین تھے کہ رات بھر آواز راگ کی کانمین آئی
صبح کو سلیمان نے آدمی بھیجکر اونکو بلوایا جب حاضر ہوئے تو یہہ کہا کہ گھوڑا
ہنہناتا ہے تو گھوڑی تھان چاہتی ہے اور اونٹ بلبلاتا ہے تو اونٹنی کو
اوسکی خواہش ہوتی ہے اور بکرا مستی مین بولتا ہے تو بکری کو اوسکی آرزو
ہوتی ہے اور مرد گاتا ہے تو عورت اوسکی مشتاق ہوتی ہے پھر حکم دیا کہ اُن سبکو خصی کردو

حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ یہہ تو ہاتھہ پانو ناک کان کاٹ ڈالنا ہی یہہ سزا درست نہین اونکو جانے دو راوی کہتے ہین کہ اُنکو چھوڑ دیا اور عورت پر آواز کا جلد اثر ہوتا ہی اور اِسیوجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حُدی خوان انجشہ سے فرمایا کہ ٹہر اور ان شیشون یعنی عورتون پر نرمی کر جب آپکا ارشاد حُدی کے باہمین یہہ ہو تو راگ پر کیا گمان کرتے ہو خصوصاً اُس صورتمین کہ راگ کی ساتھہ دف اور بانسلی اور ناچ ہو اکثر ایسا ہوا ہی کہ بیبیان غنا کی بدولت کسبیان بنگئی ہین اور آزاد آدمی راگ کی کہڑاگ سے لڑکون اور چھوکریون کے غلام ہو گئے ہین قطعہ

تو اگر راگ مین مشغول ہی تو ڈر کہ کہین	موت کی پر لگے تیرونکی نہو تجھپر مار
مبتلا ہو کی مصائب مین اُبلتا ہی پڑا	جب دلِ غمزدہ مین ہوتے ہین یہہ تیر دو سار
پیشتر سے جو کہین پارسا تہا اور آزاد	راگ سے بندہ زن ہوتا ہی وہ ناہنجار
راگ کرتا ہی عطا اوسکو کہ جسمین ہو مغز	یہہ عطا اوسکی مگر سب سے بری ہی اے یار

فصل اور راگ کا نام نفاق کا اُگانیوالا حضرت ابن مسعود رضہ کے نزدیک ثابت ہوا ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ راگ نفاق کو دلمین ایسا اُگاتا ہی جیسا پانی کہیتی کو اُگاتا ہے اور خدا کا ذکر دل مین ایمان کو اِس طرح اُگاتا ہے

قال عمر بن عبد العزیز ... آشتاه ... قال فخلی سبیلها ... وقال صلی اللہ علیہ ... وآلہ وسلم ... وقال ... الغناء ... والشباب ... من البغایا ... من شر البغایا ... واما تنبت ... فقال الغناء ... الغناء ... الغناء ... والشباب ... والصبا ... قلب ... الرجل ... عفیف الفرج ... من به معنی غناء ... فصل ... النفاق ... ینبت ... الماء ... الزرع ... ینبت ... الایمان ... القلب

جیسا پانی کہیتی کو اور اس روایت کو اُن سے ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ذم الملاہی
مین مرفوعاً ذکر کیا ہی اور صحیح تر یہہ ہی کہ یہہ روایت موقوف ہی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تک نہین پہنچی اور یہہ حدیث بہت قوی دلیل ہی اس بات پر کہ صحابہ لوگونکی حالات اور اونکے
مرضون اور اونکی دواؤنکو خوب جانتے تہے اور وہی لوگونکی طبیب تھے نہ وہ لوگ جو اونکی طریق سے
منحرف ہوئے اور دلونکے علاج مین دواؤنکی جگہہ بہت بڑی روگ لگائی اور آخر کو
ایسے پرانے مرض پیدا ہوئی کہ اگلو نمین نہ تھی اسلئے کہ جس دوا کو شارع نے بنایا تہا اوسکو
چہوڑ دیا اور بیمارونکی رغبت اوس طرف ہوئی جس سے مرض کی جڑ خوب مضبوط ہوجاوے
تو مرض بھی بڑہگیا اور معالجہ بھی سخت مشکل ہوا اور گہر اور راستی اور بازار بیمارونسے پر ہوگئے
اور ہر ایک جاہل لوگونکی علاج کرنیکو کہڑا ہوگیا۔ اور واضح ہو کہ راگ کی چند خواص
ہین جیسے دل پر نفاق کا رنگ چڑہتی اور اوسمین نفاق کے اگنی کا اثر ایسا ہوتا ہے
جیسا پانی کو کہیتی کے جسمی مین اثر ہوتا ہی ایک خاصہ یہہ ہے کہ راگ دلکو لہو مین ڈبا لیتا
ہے اور قران کے فہم اور سوچنے اور اوسکی بموجب عمل کرنے سے باز رکہتا ہی
اسلئے کہ قران اور غنا دونو ایک دل مین اکہٹے نہین ہوتے اسلئے کہ دونو مین مخالفت ہی
کیونکہ قران تو خواہش نفس کی پیروی سے منع کرتا ہی اور پارسائی اور شہوتون
سے کنارہ کشی اور گمراہی کے لوازم سے علیحدگی کا حکم فرماتا ہی اور راگ اسکے خلاف کا حکم کرتا ہے

اور اوسیکو اچھا دکھاتا ہی اور نفسونکو گمراہی کی خواہشونکی طرف برانگیختہ کرتا ہی
تو جو بات نفس مین خفیہ تہی اوسکو اُبھار کر ہر ایک بُرائی کیطرف تحریک کرتا ہی اور ہر
خوبصورت مرد و عورت کی ملنے کا شوق دلاتا ہی اسصورتمین راگ اور شراب دونو دو
کے شریک ہین اور بُرائیو نپر اُبھارنے مین گھوڑ دوڑ کے گھوڑونکی طرح برابر کیونکہ
راگ شراب کا سگا بھائی اور خادم اور قائم مقام اور نائب ہی شیطان نے دونون
مین ایسا بھائی چارہ باندہا کہ وہ کبھی نہین ٹوٹتا اور اون دونو مین ایک سا تہیہ
رہنے کا ایسا آئین مضبوط بنا لا ہی کہ وہ کبھی منسوخ نہوا ہی تو آدمی کو دیکھتے ہو
کہ اُسپر وقار کی علامت اور عقل کی روشنی اور ایمانکی تازگی ہی یکایک راگ سُنتے ہی
عقل اور حیا کم ہوگئی اور مروت چلدی اور نور عقل علیحدہ ہوا اور وقار و متانت کے عوض
بک شروع کی اور سر اور مونڈہ ہونکو ہلایا اور زمین پر پانو دیدی مارنے لگا اور اپنا
مغز دونو ہاتہونسے پیٹنے لگا اور بہیڑیونکی سی چہلانگین بہرنے لگا اور گدہون کی
طرح رہٹ کی گرد چکر کہانے شروع کئی اور ایک راگ کی ماہر نے اوسکی تعریف یہ لکہی ہی قطعہ

یاد تجکو ہی وہ شب جسمین اکہٹے تھے ہم	صبح تک نغمہ خوش رکہتی تہی آویزہ گوش
ہم مین تہا جام سرد اچہی طرح سے دائر	نفس نے مے کی تہی وہ مست کہ جیسی مے نوش
مست ہر شخص نظر آتا تہا دان شادی سے	کوئی جز شادی نہین کہتا تہا اُس بزم مین ہوش

وبیشتہ وہی الفوس الی
شہوات النفس فیثیر کامنتہا و
پھر کہا اس کل فیجہ و تشبوقہا
الی اصل کل ملیتہ وطابخہ فھو
ملعنی ضیعہا کان وفیہا
علی القبایح فوسا رحمان فانہ
وحلیفہ عقل الشیطان بہما عقل الانس
ومرتبی لانفسہ و وصیفہ وزنا بہ
ومرتبی لانفسہ و وصیفہ وزنا بہ
الی الفعل وہجانہ الاکبان اذ بہما عقل الوفا و وجہا
وہجانہ الاکبان اذ بہما عقل الوفا و وجہا
وہجانہ و ذہبت من الوفا و فاقل بہا و بہا عقل
وہجانہ و ذہبت من الوفا و فاقل بہا و بہا عقل
وامال تاسعہ وہی تبیتہ الی کرۃ الکلام و
وامال تاسعہ وہی تبیتہ الی کرۃ الکلام و
وہجانہ ودفاعہ علی امر اسعہ بہ
وہجانہ ودفاعہ علی امر اسعہ بہ
وہبت وثبات الی باب ودانہ ودان
وہبت وثبات الی باب ودانہ ودان
ہلاک حول الی ولک ولفق وضعفہ
ہلاک حول الی ولک ولفق وضعفہ
اجتنبہ فقال قطعہ
اجتنبہ فقال قطعہ
اتی کریما فقال وقد بجمعنا
اتی کریما فقال وقد بجمعنا
علی طیب الشتا فی الصبا
علی طیب الشتا فی الصبا
ودان بیتہ کاس لاوفاق
ودان بیتہ کاس لاوفاق
فاسکن النفس بغیر الانس
فاسکن النفس بغیر الانس
فاذ فیہ حر الانس
فاذ فیہ حر الانس
سرورا والنفس فرحنا الصبا
سرورا والنفس فرحنا الصبا

بزم مین سی جو کوئی کینی مذاکرتا تہا	کھسیلا ہوکر کی یہہ کہتا تہا کہ ذکر بخشش کو مت
اور کیا پاس ہمارے تہا جو دین جان کر سوا	اچہی آنکہو نپہ کیا صدقہ اوسی از سر جوش

اور بعض عارفونکا قول ہی کہ راگ کسی قوم مین تو نفاق کا باعث ہوتا ہی اور کسیمین دشمنی کا اور کسی مین جہلانیکا اور کسی مین بدکاریکا اور اکثر خوبصورتونپر عاشق ہونے اور بری باتونکو اچہا جاننیکا باعث ہوتا ہی اور اسکا ہمیشہ سننا دل پر قرآن کو گران اوکا تونپر اسکو بُرا کردیتا ہی اور اس امر کی وجہ یہہ ہے کہ راگ شیطانکا قرآن ہی تو وہ اور رحمن کا قرآن ایک دلمین جمع نہین ہونیکی اور یہی وجہ راگ کے نفاق ہونیکی ہی اور ایک وجہ اور بھی ہی کہ نفاق کی اصل یہہ ہی کہ ظاہر باطن سے مخالف ہو اور راگ والا ان دو آفات مین رہتا ہی اگر کہل کہیلی تو بدکار ٹہہرتا ہی اور اگر عبادت اور تقوی ظاہر کری تو منافق ہوتا ہی اسلئے کہ اللہ تعالی اور آخرت کی رغبت تو ظاہر کرتا ہی مگر دلمین شہوات کا جوش اور لہو اور آلات جو منافی دین کے ہین اونکی محبت بہری ہی اور ایکو وجہ یہہ ہے کہ ایمان دو باتونکا نام ہی حق کا کہنا اور طاعت کے بموجب عمل کرنا تو یہہ ذکر خدا اور تلاوت قران ہی سے پیدا ہوگا اور نفاق امر باطل کا کہنا اور گمراہی کا عمل کرنا ہے اور یہہ راگ پر مترتب ہوتا ہے اور ایک

اذا نادی احد الاثنین بنفسہ * اجاب الہوی علی الہدی

وقال بعض العارفین ان الغناء

وقال بعض العارفین ان الغناء

یورث النفاق فی قوم والفجور

فی قوم والتکذیب فی قوم و

الفقر فی قوم والکفر فی قوم

واستحکام الفواحش واد مانہ یقال القرآن

علی القلب فیکبر علیہ والشعر یقال

انہ قرآن الشیطان فلا یجتمع ہو وقرآن

الرحمن فی قلب وہذا معنی النفاق

وایضا فان اساس النفاق ان یخالف

الظاہر الباطن وہذا یصیب بعضا بین المتصوفین

فیکون منافقا فاجرا او یظہر النسک

فیکون منافقا فاسقا فانہ یظہر الرغبۃ فی الآخرۃ

وقلبہ یغلی بالشہوات وآلات المحرمات

وایضا فان الایمان قول وعمل

فقول بالحق وعمل بالطاعۃ

وہذا ینبت علی القرآن والنفاق

ناشیء من تلاوۃ القرآن

قول الباطل وعمل المعصیۃ

وہذا ینبت علی الغناء

وجہہ یہہ ہی کہ نفاق کی علامتین یہہ ہین کہ ذکر اللہ کا کم کرنا اور نماز کو کہڑا ہوتے
مین کاہلی کرنی اور نماز مین ٹہونگین سی مارلینی یعنی جلد ادا کرنا ہے اور یہی
حال راگ مین مبتلا شخصونکا ہی اور ایک وجہہ یہہ ہے کہ نفاق کی بنا جہوٹ پر ہی اور
راگ زیادہ تر جہوٹے شعرونمین سی ہی اسلئے کہ وہ بری کو اچہا کرتا ہے اور
اوسکو زینت دیتا ہی اور اوسکا حکم کرتا ہی اور عمدہ چیز کو برا کرتا ہی اور اوسمین
نے رغبتی پیدا کرتا ہی اور یہہ عین نفاق ہے اور نیز نفاق فریب اور مکر اور دہوکا
دینے کا نام ہی اور راگ کی بنا انہین پر ہے اور یہی منافق اسطرح فساد اور خرابی
کرتا ہی کہ اپنے گمان مین جانتا ہے کہ مین درستی کرتا ہون جیسا اللہ تعالی نے
منافقون کے حال سی خبر دی اور راگ والا بہی اپنے دل اور حال کو ایسی طرح بگاڑتا
ہی کہ اپنی دانست مین اوسکی اصلاح کرتا ہی اور راگ والا اولونکو شہوات کیطرف بلاتا ہے
اور منافق اونکو شبہات کیطرف پکارتا ہی ضحاکؒ فرماتے ہین کہ راگ دل کا بگاڑنیوالا
اور پروردگار کا ناراض کرنیوالا ہی اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنے لڑکونکی معلم کو
لکہا کہ چاہیئے تمہاری تعلیم مین اول اعتقاد انکا کہیلونکی عداوت ہو اسلئے کہ اونکی ابتدا
شیطان سی ہی اور اونکا انجام خدا کی ناراضی ہی اسلئے کہ مجکو معتبر لوگون سی یہہ خبر
پونہچی ہی کہ باجونکی آواز اور اوسپر فریفتہ ہونا نفاق کو دلمین ایسی جماتا ہی جیسی پانی

وایضا فمن علامات النفاق قلة ذکر الله والکسل عند القیام الی الصلوة وقلة الخشوع فیها وهذه صفة المنافقین بالنص وایضا النفاق موسس علی الکذب والغناء من اکبر الشعب فانه یحسن القبیح ویزینه ویامر به وینهی المحسن ویزهد فیه وهو ذالک عین النفاق وایضا النفاق غش وهو ذالک والغناء موسس علی ذالک وایضا المنافق یفسد من حیث یظن انه یصلح کما اخبر الله عن المنافقین وصاحب السماع یفسد قلبه وهو لا یدری

سوداگ کی تعریف

وحاله من حیث انه یصلحه والمغنی یدعو القلب الی فتنة الشهوات والمنافق یدعوها الی فتنة الشبهات قال الضحاک الغناء مفسدة للقلب مسخطة للرب وکتب عمر بن عبد العزیز الی معلم ولده لیکن اول ما یعتقدون من ادبک بغض الملاهی فانها الی قبل شیء من الشیطان وقبائحها شتی من الشیطان وقبائحها شتی فانه یلقی علیها الرحمن فانه یلقی علیها السخط ان صوت المعازف والمزامیر ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل

کے پاس کہا من جمتی ہی **فصل** اور اگ کا نام قران شیطان تابعیون سے منقول ہی
اور اوسمین ایک حدیث مرفوع آئی ہی قتادہ کہتے ہین کہ جب ابلیس اُتارا گیا تو عرض کیا
کہ الہی تونے مجکو مردود کیا تو میرا کام کیا ہی ارشاد ہوا کہ سحر ہی عرض کیا کہ میرا قران
فرمایا کہ شعر کہا کہ میرا لکہنا حکم ہوا کہ گودنا التماس کیا کہ میرا کہانا فرمایا کہ ہر مردار
اور جس چیز پر اللہ تعالی کا نام نلیا جاوے عرض کیا کہ میرا پینا حکم ہوا کہ ہر نشہ کی چیز
کہا کہ رہنے کی جگہہ فرمایا کہ بازار کہا کہ میری آواز فرمایا کہ مزامیر عرض کیا کہ میری
شکارگاہ یا آلات صید فرمایا کہ عورتین اور مشہور یون ہی کہ یہہ حدیث قتادہ رہ نے
موقوف بیان فرمائی ہی اور طبرانی نے اپنی معجم مین ابوامامہ سی اسکو مرفوع
روایت کیا ہی اور ابن ابی الدنیا کی کتاب مکائد الشیطان مین سند وار ابوامامہ
کی روایت انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہہ ہی کہ جب ابلیس زمین مین
اُتارا گیا تو عرض کیا کہ ای میرے رب تونے مجکو زمین پر اتارا اور مردود کیا
تو میرے واسطے کوئی گہر مقرر کردے اللہ تعالے نے فرمایا کہ تیرا گہر
حمام ہے اوسنے کہا کہ میری بیٹہک مقرر فرما حکم ہوا کہ بازار ہین اور تیرا ہی
چوراہی اوسنے کہا کہ میرا کہانا مقرر کردی فرمایا کہ جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا
جاوے وہ کہا اوسنے کہا کہ پانی میرا ٹہہرادی فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز کہا کہ میرا موذن مقرر

وقفہ وقال رواہ الطبرانی فی معجمہ من حدیث
ابی امامۃ مرفوعا وفی کتاب مکائد الشیطان لابن
ابی الدنیا بسند حسن عن ابی امامۃ عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابلیس لما اہبط الی
الارض قال یارب اہبطتنی الی الارض فجعلنی
فقال فاجعل لی بیتا قال
الحمام قال فاجعل لی مجلسا قال
الاسواق وما جعل لی طعاما قال
کل ما لم یذکر اسم اللہ علیہ قال فما جعل لی شرابا قال
کل مسکر قال فان تمسکنی قال
المزامیر قال فما صوتی قال
فما مصائدی قال النساء والنوح

فرمایا کہ ہزار کہا کہ میرا قران ٹھہرا دی فرمایا کہ شعر کہا کہ میری واسطے لکھنا ٹھہرا دے
فرمایا کہ گودنا کہا کہ میری لئی بات بنا دی فرمایا کہ جھوٹ کہا کہ میری پیامبر ٹھہرا دے
فرمایا کہ غیب کہنیوالے کہا کہ میری لئے شکارگاہین یا اوزار شکار کے مقرر کردے
فرمایا کہ عورتین ہین اور اس حدیث کی اور بہت سی دلیلین ہین مثلاً جادو کے عمل شیطان
ہونیکی لئی یہہ آیت ہی وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ
اور پیچھے لگے ہین اس علم کی جو پڑہتے شیطان سلطنت مین سلیمان کی اور کفر نہین کیا
كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ اور شعر کے قران شیطان ہونے پر وہ روایت ہی جو
سلیمان نے لیکن شیطانون نے کفر کیا لوگون کو سکہاتے سحر ۱۲
ابوداؤد نے حدیث جبیر بن مطعم سی روایت کی ہی جسمین یہہ ہے کہ مین پناہ مانگتا ہون
اللہ کی شیطان مردود سی اوسکی پھونکنی اور تہتکارنے اور دبوچنی سی اور اسکی تفسیر یہہ
کی ہی کہ اوسکا تہتکارنا شعر ہی اور پھونکنا تکبر اور دبوچنا ایک قسم کی دیوانگی ہی اور جب
اللہ تعالی نے اپنے رسول کریم کو قران لیکر بہیجا تو اونکو شعر کے سیکھنے سی محفوظ رکھا جو
شیطانی کلام ہی اور ارشاد فرمایا وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اور گودنے کا شیطان
اور ہمنے نہین سکہایا اوسکو شعر کہنا اور یہہ اوسکے لائق نہین ۱۲
کی نوشت ہونا اسوجہ سی ہی کہ یہہ اوسکی علامت اور زینت سی ہی اور اسلئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گودنیوالی اور گودوانیوالی عورتکو لعنت کی یعنی جو لکھتی ہی اور جسپر
لکھتی ہی دونو کو لعنت فرمایا اور مردار اور بسم اللہ چہوڑی ہوئی کا اسکی خوراک ہونا اسلئے ہی کہ
شیطان جس کہانے پر خدا کا نام نہین مذکور ہوتا اسی حلال جانتا ہی اور ہمین جہت جب آن جنون نے اپنا توشہ چرا

عمل الشیطان شاهد و اتبعوا ... قال الشعبی ... قال الوشم قال ... قال الکاهن ... قال الخضاب ... قال المزمار قال

... الشعر قال ... عن مطعم وفیه اعوذ بالله من الشیطان ... جبیر بن ... الجنون ... الشعر ونفثه الکبر ومزه ... الله من سوله بالقرآن ... وما ... هو قول الشیطان ... وما کان ... علیه ... الله علیه وآله وسلم ... الشعر ... وکان ... الطعام ... الله وکل مما یلیک

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے تھے تو آپ نے فرمایا کہ ہر ایک
ہڈی جسپر خدا تعالیٰ کا نام لیا جاوے تو دیکھو کہ شیطانوں کی خدا یعنی جسپر نام خدا
ترک ہوا ہو وہ اُنکے لئے مباح نہ فرمائی اور نشہ آور چیز کا شیطان کے لئے
پانی ہونا اِسطرح ہی کہ اللہ تعالیٰ شراب اور جوے اور بتوں اور پانسوں کے
باب مین فرماتا ہی کہ وہ گندی کام مین شیطان کے اِس سے معلوم ہوا کہ جو شراب اور اُسکے
دوست اوسکی اجازت سے بناتے ہین اوسمین سے وہ بھی پیتا ہی اور اوسکی بنانے
اور پینے اور گناہ اور عذاب مین اونکا شریک ہوتا ہی اور بازارونکی شیطان کی
مجلس ہونیکی یہہ وجہ ہے کہ حدیث شریف مین ہی کہ شیطان اپنا جھنڈا بازار مین کھڑا
کرتا ہی اسیواسطے بازار مین نکمی بات اور غلط اور شور اور چوری اور دغابازی اور
بہت سی اوسکی حرکات ہوتی ہین اور اللہ تعالیٰ کی پرانی کتابون مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف یہہ مذکور ہی کہ وہ بازارونمین چلانے والے نہونگے اور حمام کے خانہ
شیطان ہونے پر یہی شاہد ہی کہ حمام نماز کی جگہہ نہین چنانچہ ابوسعید کی حدیث مین ہے
کہ زمین بالکل مسجد ہے سوا مقبرہ اور حمام کے اور ایک وجہ یہہ ہی کہ حمام برہنگی کی
کھیلنے کی جگہہ ہی اور نیز وہ آگ پر بنا ہوتا ہی جو شیطان کی اصل ہی اور شیطان اُسی سے بنا ہی اور
مزمار کا شیطانکی آواز ہونا تو نہایت ہی مناسب ہی کیونکہ راگ اُسکا قرآن ہی اور ناچ اور ناچنے کی گت

یعنی سینٹی اور تالی اوسکی نماز ہے تو ضرور ہے کہ اس نماز کا کوئی اذان
دینے والا اور امام اور مقتدی بھی ہو پس مزمار تو موذن ہے اور گویا امام ہے اور
اور حاضرین مجلس مقتدی ہین اور جھوٹ کا شیطانکی بات ہونا اسلئے ہے کہ وہ جھوٹا ہے
اور جھوٹ کا حکم کرتا ہے اور اوسکو زینت دیتا ہے تو جو جھوٹ دنیا مین ہوتا ہے وہ اسکے
سکھانے اور گفتگو سے ہے اور کاہن جو شیطان کے پیغمبر ہین اسکی وجہ یہہ ہے کہ مشرک
اونکی طرف دوڑتے ہین اور اپنی بڑی بڑی کامونمین اونکی پناہ ڈھونڈتے ہین اور
اونکو تصدیق کرتے ہین اور اونکو پہنچ کرکے اونکے حکمونپر راضی ہوتے ہین جیسے رسولون
کے پیرو رسولونکے ساتھہ کرتے ہین کہ اسباب کے معتقد ہوتے ہین کہ انکو علم غیب ہے
غرضکہ کاہن مشرکونکی نزدیک بمنزلہ پیغمبرونکی ہین اور اسیوجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اوسکی تصدیق کی تو وہ اس چیز کا منکر ہے
جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتری ہے۔ اسلئے کہ رسولون اور کاہنون مین ضد ہے کیونکہ آدمی
دو قسم کے ہین کاہنونکی پیرو اور رسولونکی پیرو تو ایک بندہ مین دونو باتین جمع نہین
ہوسکتین کہ اونمین سے بھی ہو اور انمین سے بھی بلکہ جسقدر کاہن سے قرب ہوگا اوسیقدر
رسول سے دوری ہوگی اور جتنا اوسکو سچ جانیگا اتنا ہی رسول کو جھٹلاویگا اور یہہ جو
مذکور ہوا کہ شیطانکی شکار گاہین عورتین ہین اسکی وجہ اگلی فصل مین آویگی اب اصل مقصود

کیطرف رجوع کرتے ہین کہ راگ حرام شیطانکا قران ہی اور جب اوسنے چاہا کہ اپنے
باطل والونکی نفس اکٹھی ہون تو اوسکی ساتھہ آلات کی زینت اور کردی اور یہہ کہ کسی
خوبصورت عورت خواہ لڑکے سے سُنا جاوی تاکہ زیادہ تر مقتضی ہو کہ نفس اوسکی قرارت
کو قبول کرین اور قرآن مجید کی عوضمین اسکو اختیار کرین فصل اور اوسکا نام صوت
احمق اور صوت فاجر رسول الہہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رکھا ہوا ہی جو صادق اور مصدوق
ہین ترمذی نے حدیث ابن ابی لیلی سی اور انہون نے عطا سی اور انہون نے جابر سی روایت
کی ہی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد الرحمن بن عوف کے ساتھہ باغ مین کیطرف تشریف
لیگئے اتفاقا آپکے صاحبزادے ابراہیم مرنے لگے آپنے اونکو اپنی گود مین لیلیا اور آنکھون
سی آنسو جاری ہوے حضرت عبد الرحمن نے عرض کیا کہ بھلا آپ روتے ہین آپ تو لوگونکو رونے سے
منع فرماتے ہین آپنے فرمایا کہ مین نے رونے سے منع نہین کیا مین نے صرف دو آواز دن
احمق اور فاجر سے منع کیا ہی ایک وہ آواز کہ لہو و لعب اور شیطانکی بانسلیونکی نغمہ کیوقت
ہو دوسرے وہ آواز کہ مصیبت کیوقت یعنی منہ نوچنے اور گریبان پھاڑنے اور فریاد
کیوقت ہو اور یہہ جو مین رو تا ہون رحمت ہی جو ترس نہین کرتا اوسپر ترس نہین کیا جاتا
(پھر یون فرمایا) اگر یہہ امر حق اور سچا وعدہ نہوتا اور یہہ کہ ہم مین سے پچھلا شخص عنقریب
اول سے جا ملیگا تو ہم تجھپر اس سے بھی زیادہ سخت غم کرتے اور ہم تیری وجہہ سے تمزدہ ہوتے

آنکھہ روتی ہی اور دل غم کرتا ہی اور ہم نہین کہتے وہ بات کہ ناراض کرے پروردگار
کو ترمذی نے کہا ہی کہ یہہ حدیث حسن ہے تو اب اِس منع فرمانیکو دیکھو جس سے
راگ کا نام صوت احمق تاکید سے ثابت ہی اور اسی پر اکتفا نفرمایا یہانتک کہ اوسکو
بدکاری کے ساتھہ موصوف کیا اور آپہی بس نکیا حتے کہ اوسکا نام مزامیر شیطان
لیا اور حضرت ابوبکرؓ نے جو راگ کو مزمور شیطان کہا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُسکو ثابت رکھا اور آپکا یہہ فرمانا انما نہیت حرمت کی بابمین لاتفعل کی نسبت کر
کا ہے اسلئے کہ لاتفعل مین احتمال نہی اور دوسری چیز کا بھی ہی بخلاف فعل صریح
کے تو جو شخص اِس سے بھی حرمت نہ سمجھے وہ کسی نہی سے نہ سمجھیگا **فصل** اور راگ کا
نام صوت شیطان اسلئے ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ
اور گھبرا لے اوِنمین جسکو گھبرا سکے
بِصَوْتِكَ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہی کہ بصوتک سے مراد ہر ایک امر
اپنی آواز سے ۱۲
گناہ کیطرف بلانیوالا ہی اور ظاہر ہی کہ راگ معصیت کیطرف بڑی بلانیوالونمین سے ہی
اور ابن ابی حاتم ہی نے مجاہد سے روایت کیا ہی کہ شیطانکی آواز راگ اور جھوٹ ہی
اور نیز جریر بن منصور سے اور انہون نے مجاہد سے روایت کیا ہی کہ اوسکی آواز مزامیر ہین
اور مجاہد نے حسن بصری سے روایت کیا ہی کہ آواز اوسکی دف ہی اور یہہ اضافت تخصیصی
ہی جیسے اضافت سوار اور پیادونکی بھی اوسکی طرف تخصیصی ہی اسمورتمین جو طاعت

تبکی العین ویحزن القلب ولا نقول
ما یسخط الرب قال الترمذی
حسن فانظر الی ھذا الحدیث
تسمیۃ الغناء صوتا یدل علی احتقارہ
علی انہ لا یسمی صوتا
الا ما یحسن ویستطاب
وقال ایضا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سماہ مزمار الشیطان
وقال ایضا علی تسمیۃ الغناء مزمور الشیطان وقولہ
ما ھیت الا بغوی الخبیث بصوت یعنی الغناء
یحتمل النہی وغیرہ بخلاف الفعل الصریح
الذی لا یحتمل غیر النہی
وامثال تسمیۃ صوت الشیطان

فصل

قال تعالی واستفزز من استطعت منهم
بصوتک قال اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس
بصوتک کل داع الی المعصیۃ ومن المعلوم ان
الغناء من اعظم الدواعی الی
المعصیۃ واخرج ایضا عن مجاہد
قال صوتہ الغناء والباطل
واخرج ایضا عن جریر عن منصور
عن مجاہد قال صوتہ الزامیر
واخرج ابن ابی الدنیا عن الحسن البصری
قال صوتہ الدف وفی
الاضافۃ تخصیص کما ان اضافۃ الخیل
والرجل الیہ کذلک الفعل یتکل

الہی کے سوا بولنے والا اور نفیری یا بانسلی یا دف حرام یا ڈھول سے آواز کرنیوالا ہوگا تو وہ
آواز شیطان ہی کی ہے اور جو شخص خدا تعالی کی نافرمانی میں اپنے دونو پاؤں پر چلتا ہوگا وہ
اسکا پیادہ ہے اور جو شخص خدا تعالی کی نافرمانی میں سوار ہوگا وہ اسکا سوار ہے اگلے لوگوں نے
اسیطرح فرمایا ہے جیساکہ ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو پانو خدا تعالی کی
معصیت میں چلے وہ شیطان کا پیادہ ہے اور مجاہد کہتے ہیں کہ جو غیر طاعت الہی میں لڑے وہ اسکا
پیادہ ہے اور قتادہ فرماتے ہیں کہ شیطان کے سوار و پیادے جن و انسان سے دونو ہیں **فصل** اور راگ کا نام
مزمار الشیطان ہونیکی یہ وجہ ہے کہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے یہاں ایسے وقت تشریف لائے کہ میرے پاس دو لڑکیاں بعاث
کی لڑائی کا گیت گا رہی تھیں آپنے بستر پر لیٹ کر اپنا منہ پھیر لیا اور حضرت ابوبکر رض
اندر آئے اور مجکو جھڑکا اور فرمایا کہ مزمار شیطان ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رض کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ
اونکو کچھ مت کہو جب آپ غافل ہوئے تو میں نے اُن لڑکیونکی طرف آنکھ سے اشارہ کیا وہ
دونو باہر چلی گئیں۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رض
پر راگ کو مزمار شیطان کہنے کا انکار نکیا اور اُن دونو لڑکیونکو گانے پر قائم رکھا
اسلئے کہ وہ دونو نابالغ لڑکیاں تھیں کہ عربونکا راگ جو بعاث کی لڑائی کی شجاعت

وغیرہ کے بابمین تہا گاتی تہین اور دن بہی عید کا دن تہا اب گروہ شیطانی اسمین
بہت سا پہیلا وا کرلیا کہ اجنبی عورت اور امرد لڑکے تک کا راگ سننے لگے جسکی آواز
اور صورت دونو فتنہ ہون اور راگ بہی وہ گاوے جو موجب زنا اور بدکاری اور شرابخواری
کا ہو اور اوسپر طرہ یہہ کہ آلات لہو کے ساتہہ ہو جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
چند حدیثون مین حرام فرمایا چنانچہ مذکور ہونگی اور تالی اور ناچ اور ایسی بری باتین اسکی
ضمیمہ ہون کہ اونکو کوئی بت والونمین سے بہی حلال نجانتا ہو چہ جائیکہ کوئی اہل علم اور
ایمان والا حلال جانے اور اپنی حجت اونہین دونو نابالغ لڑکیونکی راگ کو کرتی ہین کہ
جنہون نے عرب والونکی شجاعت وغیرہ کا گیت عید کے دن بدون نفیری اور دف اور
ناچ اور تالی کے گایا تہا اور اس متشابہ حدیث کی لئی حدیث صریح محکم کو چہوڑ ہی
دیتی ہین اور اسپر کیا موقوف ہی ہر باطل والیکا یہی دستور ہی۔ ہان ہم نہ حرام کہین
اور نہ مکروہ جانین اوسقدر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گہر مین اوسصورت پر ہوا
تہا بلکہ ہم اور سب اہل علم اور ایمان تو اوس راگ کو حرام کہتے ہین جو اسکے خلاف ہو

فصل اور راگ کا نام سماع ہونیکی وجہ یہہ ہے کہ عکرمہ نے حضرت ابن عباس رض سے اس کلمہ
کی تفسیر مین وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ روایت کیا ہی کہ حمیر کی زبانمین سمود غنا کو کہتے ہین
(اور تم لہو گاتے ہو) وہ لوگ کہتے ہین کہ اسمُدْ لَنَا اسکی یہہ معنی ہین کہ ہمارے لئی گاؤ چنانچہ مسمود شعر متن مین

اسی معنون مین وارد ہوا ہی ابو عبید کہتے ہین کہ سمود اوس شخص کو کہتے ہین جسکے لئے راگ گایا جاوے اور عکرمہ فرماتی ہین کہ جب لوگ قران کو سنتے تھے تو گیت گاتے تھے اسلئے یہ آیت اتری اور اس آیت مین جو سمود کی معنی غفلت اور سہو اور تکبر اور غضب اور خفگی کی کہے ہین واین معنون مذکورہ بالا کے مخالف نہین اسلئے کہ راگ ان سب امور کا جامع اور سبکا موجب ہے غرضکہ راگ کی نام غنا کے سوا چودہ ہوئے **فصل** کہیل کے سامان اور باجونکو جو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام فرمایا ہی اوسکی بیان مین عبد اللہ بن غنم کہتے ہین کہ حدیث بیان کی مجھہ سی ابو عامر یا ابو مالک اشعری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت مین سی کچھہ لوگ ہونگے کہ زنا اور ریشمی کپڑے اور شراب اور باجون کو حلال جانینگے اور کچھہ قومین پہاڑ کی برابر مین اترینگی اونپر چرواہا اونکی بکریان شام کو لاویگا اونکی پاس کوئی حاجت کا طالب آویگا تو کہینگے کہ کل صبح کو آنا پھر اللہ تعالی اونپر شبخون مارویگا اور پہاڑ کو اونپر گرادیگا اور دوسرونکو بندر اور سور کردیگا قیامت کی دن تک روایت کیا اسکو بخاری نے اوس باب مین جسمین یہہ ہے کہ جو شخص شراب کو حلال جانے اور اوسکا نام شراب کے سوا کچھہ اور رکھے اور بخاری نے اس سی دلیل کی ہی اور یقینا اسکی تعلیق کی ہی اور ابن حزم نے جو اسمین طعن کیا ہی کہ یہ حدیث منقطع ہی اسوجہ سی کہ اسکی سند بخاری نے متصل نہین بیان کی یہی کہا ہی ہشام بن عمار ایسا کہتے ہین اور اوس وہم کا جواب کئی طرح سے

اول یہہ کہ بخاری نے ہشام بن عمار سی ملاقات کی اور اونسی سنا ہی پس جب قال ہشام کہا تو ایسا ہی ہی کہ عن ہشام کہا دوسرا یہہ کہ اگرچہ بخاری نے ہشام سی نہین سنا تب بھی اوسکا یقیناً ہشام سی ہونا جب دریافت کیا تو یہی معلوم ہوا کہ ہشام نے اسکو بیان کیا ہی اور ایسا اتفاق بسبب ایک اُستاد کی بہت سی راوی ہونے اور اوسکی مشہور ہونیکے اکثر ہوجایا کرتا ہی ورنہ بخاری تمام مخلوق کی نسبت کردہ کا دینی سی بعید تر ہین تیسری یہہ کہ بخاری نے اوسکو اپنی کتاب مین جسکا نام صحیح ہی حجت کی طور پر داخل کیا ہی پس اگر اونکی نزدیک یہہ حدیث صحیح نہوتی تو کبھی ایسا نکرتے چوتھی یہہ کہ بخاری نے یقین کے الفاظ اسکی تعلیق کی ہی سست الفاظ سی نہین کی جسپہ حدیث مین توقف کرتے ہین یا اونکی شرط کی موافق نہین ہوتی تو یہہ کہتے ہین کہ روایت کیا جاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی یا ذکر کیا جاتا ہی یا اور اسطرح کا لفظ بولتے ہین پس جب یون بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یقین کرلیا کہ اس حدیث کی نسبت آپکی طرف ہی پانچوین یہہ کہ ہم اگر ان سبب یا تو نسی بالکل روگردانی کرلین تب بھی حدیث مذکور سوائے بخاری کے اورون کی نزدیک متصل ہی چنانچہ ابو داؤد نے اسکو روایت کیا ہی اور ابو بکر اسمٰعیلی نے اپنی کتاب صحیح مین اسکو مسند وار بیان کیا ہی اور صرف ابو عامر کا نام لیا ہی شک نہین کیا جیسی بخاری نے ابو مالک اشعری کا نام ابو عامر کی ساتھہ لکھا ہی اور اس حدیث کی دلالت کی وجہہ پر یہہ ہی کہ سب لغت والونکا اتفاق ہی کہ معازف سب کھیل کے آلات کو کہتے ہین

اولھا ان البخاری قال فی
ھشام بن عمار وسمع منہ فاذا
قال قال ھشام فھو بخبر قال عن
ھشام الثانی انہ لم یسمعہ
منہ فھو لم یستحضر لفظہ مع
عنہ الا وقد صرح انہ
حدث بہ وھذا الذی یظن
لک کثیرۃ من رواہ عن ذلک الشیخ
وثبھرتہ فالبخاری ربما بعض خلق اللہ حین
الثالث انہ ادخلہ فی کتابہ
الصحیح بما صح عندہ فعل ذلک لامرین احدھما
ان ھذا الحدیث وان کان بعض رجالہ فی کتابہ
لکن علی شرطہ یقول وقد روی عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبذکر عنہ
وفی ذلک فاذا قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فقد جزم وقطع فاذا لم یکن
عن ھذا کلہ صفا فالحدیث مستصل
عن غیرہ رواہ ابو داؤد وغیرہ
کما علق فی کتابہ الصحیح مستدلا
فقال ابو عامر ولم یشک
ووجہ الدلالۃ منہ ان
المعازف ھی الات اللھو کلھا
اتفاقا بین اھل اللغۃ

اور اگر یہہ حلال ہوتے تو اونکی حلال جاننے پر لوگونکی مذمت آپ نفرماتے اور اُنکے
حلال جاننے کو شراب اور خز کے حلال جاننے کی ساتھہ ذکر نفرماتے اسلئے کہ اگر لفظ حر حار
مہملہ اور راء مہملہ سے ہی تو اوسکی معنی حلال جاننے ستر حرام کے ہین اور اگر خاء منقوطہ
اور زاء منقوطہ سے ہی تو وہ ایک قسم ریشم کی ہی وہ نہین ہی جسکا پہننا صحابہ سے ثابت
ہوا ہی اسلئے کہ وہ پشمینہ تہا ریشمی کپڑا نہ تہا اور حدیث دو نوطرح پر روایت کی گئی ہی
اور ابن ماجہ نے اسناد صحیح سے ابو مالک اشعری سے روایت کیا ہی کہ اونہون نے کہا کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری اُمت مین سے کچہہ لوگ شراب پینگے اور اوسکا
نام کچہہ اور رکہہ لینگے اور اونکے سرون پر ساز دن اور گانیوالیونکی آواز ہوگی اللہ تعالے
اونکو زمین مین دہسا دیگا اور اُنمین سے بندر اور سور کر دیگا اس حدیث مین اگرچہ وعید ان
سب افعال پر ہی مگر مذمت دو وعید مین سے ہر فعل پر ایک حصہ جب بہی ہی اور اسی باب
مین سہل بن سعد ساعدی اور عمران بن حصین اور عبداللہ بن عمر اور ابن عباس اور
ابوہریرہ اور ابو امامہ باہلی اور حضرت عائشہ اور حضرت علی اور انس اور عبدالرحمن
بن سابط اور عامر بن ربیعہ سے احادیث مروی ہین اور ہم اُن سبکو لکہتے ہین تاکہ اُن سے
قرآن والونکی آنکہین ٹھنڈی ہون اور شیطانی راگ والونکی گلی مین اٹکین سہل کی حدیث
کو تو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری

امت مین زمین مین دھنسنا اور صورت کا بدلجانا ہوگا لوگون نے عرض کیا کہ یہ بات کب
ہوگی یا رسول اللہ فرمایا جب ساز اور گانیوالیان ظاہر ہونگی اور شراب حلال جانی
جاویگی اور عمران بن حصین کی حدیث کو ترمذی نے اعمش سے اور انہون نے ہلال
بن یساف سے اور اونہون نے عمران سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ جب ظاہر ہون گانیوالیان اور ساز اور پی جاوین شرابین یعنی اوسوقت خسف اور مسخ
امت مین ہوگا ترمذی نے کہا ہے کہ یہہ حدیث غریب ہے اور حدیث عبداللہ بن عمر کو احمدؒ
نے اپنی مسند مین اور ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب اور جوے اور کوبہ اور تبیر کو حرام فرمایا اور ہر نشہ آور چیز
حرام ہے اور احمدؒ کے الفاظ اسطرح ہین کہ اللہ تعالی نے میری امت پر شراب اور جوے اور
چنے کی شراب اور کوبہ اور قنین کو حرام فرمایا اور حدیث ابن عباسؓ بھی مسند مین آپ سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب اور جوے اور
کوبہ کو حرام فرمایا اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور کوبہ نقارہ کو کہتے ہین یہہ سفیان کا قول ہے
اور بعض کہتے ہین کہ بربط کو کہتے ہین اور قنین حبشی زبان مین تمورہ کو کہتے ہین اور تبیر اوسکی
بجانیکا نام ہے یہہ ابن اعرابی کا قول ہے اور ابوہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگ مال غنیمت کو دولت جانین اور

فی امتی خسف ومسخ قذف بالبلایا
اللہ متی قال اذا ظهرت المعازف
والقینات واستحلت الخمر وشربت
تحدث عمران بن حصین رواہ
الترمذی عن حدث الاعمش عن
هلال بن یساف عن قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اذا ظهرت القیان والمعازف وشربت الخمور قال
مسند احمد وابوداؤد عن حدث عن عمران عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال
لیشربن ناس من امتی الخمر ویسمونها بغیر اسمها
یعزف علی رؤسهم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بهم الارض
ویجعل منهم القردة والخنازیر رواہ ابن ماجہ عن ابی مالک الاشعری
عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال
لیشربن طائفة من امتی الخمر یسمونها بغیر اسمها
یعزف علی رؤسهم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بهم الارض
ویجعل منهم القردة والخنازیر رواہ احمد عن ابی امامة
عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال
لیشربن ناس

امانت کو غنیمت اور زکوۃ کو ڈانڈا اور علم کو دین کے سوا اور چیزونکی لئے سیکھین اور مرد
اپنی بی بی کی اطاعت کرے اور اپنی ماکی نافرمانی اور اپنے دوست کو پاس بٹہادی
اور باپکو دور کرے اور آوازین مسجدونمین ظاہر ہون اور گروہ مین سردار اوسمین کا
فاسق شخص ہو اور لوگونکا رئیس وکفیل اُنمین کا کمینہ ہو اور آدمی کی عزت اوسکی بدی کے
خوف سے کیجاوے اور گانیوالیان اور باجے ظاہر ہون اور شراب پیجاوے اور اس امت
کے آخر کے لوگ اول کے لوگونپر لعنت کرین تو چاہیئے کہ اسوقت منتظر ہون سرخ آندہی
اور بھونچال اور زمین مین دھنسنے اور پتھر پڑنے کے اور بیہم اور نشانیان اسطرح آوینگی
جیسے موتیونکی ہار کی لڑی ٹوٹکر موتی متواتر گرتے ہین ترمذی نے کہا ہے کہ یہہ حدیث
حسن اور غریب ہے اور ابن ابی الدنیا نے اوسکو ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کچھہ لوگ اس امت کی آخر زمانہ مین صورت بدلکر بندر اور سور ہوجاوینگے
لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا وہ گواہی نہ دیتے ہونگے کہ کوئی معبود نہین سوای اللہ کے
اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہین خدا کے آپنے فرمایا ہان گواہی دینگے اور روزہ نماز ادا
کرتے ہونگے کسی نے عرض کیا کہ پھر اونکا یہہ حال کیون ہوگا آپنے فرمایا کہ وہ سازون اور
دفون اور گانیوالیونکو اختیار کرینگے رات کو تو شراب اور لہو مین مصروف رہے صبح کو اٹھے تو
بندر اور سور کی صورت پر ہوگئے اور حدیث ابوامامہ کی احمدؒ کی مسند مین اور ترمذی مین

اونسے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جماعت میری امت
مین سی کھانے اور پینے اور کھیل اور کود مین رات بسر کرینگے پھر صبح کو بندر اور سور ہو جاوینگے
اور اونکی قبیلون مین سی ایک قبیلہ پر آندہی بھیج دیجائیگی وہ اونکو ایسا اوکھاڑ دیگی جیسا
تم سی پیشتر کے لوگونکو اکھاڑ دیا اسوجہ سی کہ وہ شراب کو حلال جانتے ہی اور دف بجاتے
تھے اور گانیوالیونکو اختیار کرتے تھے اس حدیث مین فرقد سنجی راوی ہی اور وہ بڑے
تیکبختون مین سی ہی مگر حدیث مین قوی نہین ترمذی کہتے ہین کہ اوسکی باب مین یحیی بن سعید
نے کلام کی ہی اور اُس سی لوگ روایت کرتے ہین اور اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے
سعید بن مسیب سی اور اُنہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کی ہی اور ابو امامہ سے
مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت مین سی ایک قوم کہانی اور پینے
اور کھیل مین رات گذارینگی اور صبح کو بندر اور سور کی صورتمین ہو جاوینگی اور اونکو زمین مین
دھنسنا اور پتھر پڑنا بھی پہنچیگا یہانتک کہ لوگ صبح کو کہینگے کہ آج رات فلانے کا گھر
دھنس گیا اور فلان شخص کا خاندان دھنس گیا اور اُنپر آسمان سی پتھر بھیجی جاوینگی جیسی لوط
کی قوم کے قبائل اور گھرونپر بھیجی گئی تھی اور اُنپر وہ آندہی سخت بھیجی جاویگی جسنے عاد کی
قوم کو شراب پینے اور سود کھانے اور گانیوالیونکی رکھنے اور قرابت کو توڑنے کی باعث
ہلاک کیا تھا اور احمد کی مسند مین عبید اللہ بن زحر کی حدیث علی بن یزید سی مروی ہی وہ

عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قال لیبیتن طائفتین
امتی علی اکل وشرب ولہو ولعب
یصبحون قردۃ وخنازیر ویبیتن
علی حق یمنعون حیاتھم بعزفنسفہ
کما نسف من کان قبلکم
باستحلالھم الخمر والمعازف
واتخاذھم القینات وفی اسنادہ قول
وہو من کبار الرضا لطین ولکن لیس بالقوی وقال الترمذی
قال البخاری فی الحدیث فیہ نظر وقد روی ابن سعید وقال روی عنہ
الناس وقد اخرج ابن ابی الدنیا عن سعید بن المسیب
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعن ابی امامۃ
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لیبیتن
قوم من امتی علی طعم وشرب ولہو فیصبحون
وقد مسخوا قردۃ وخنازیر لیصیبنہم خسف وقذف
حتی یصبح الناس فیقولون خسف اللیلۃ ببنی فلان خسف اللیلۃ ببنی فلان
ولیرسلن علیہم حجارۃ بین السماء کما ارسلت علی قوم لوط علی قریاتہا
وفی روایۃ ولیرسلن علیہم الریح العقیم التی اہلکت عادا الترجمہ
الربا واتخاذ الخمر والقینات
وقطیعۃ الرحم وفی مسندہ
احمد من حدیث عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید

روایت کرتے ہین قاسم سی اور وہ ابو امامہ سی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سی کہ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجکو عالم کی رحمت اور ہدایت کی لئی بھیجا ہی اور مجکو
حکم کیا ہی کہ باانسلیون اور بربطون اور باجون اور اُن بتونکو جنکی پرستش کفر کے ایام
مین ہوتی تھی مٹادون بخاری نے کہا ہی کہ عبید اللہ بن زحر معتبر شخص ہے اور علی بن
یزید ضعیف ہی اور قاسم بن عبد الرحمن یعنی ابو عبد الرحمن معتبر ہے اور ترمذی اور احمد کی
مسند مین ٹھیک اسی اسناد سی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گانیوالی
لونڈیونکو نہ بیچو نہ خریدو اونکو پڑھاؤ اور اونکی تجارت مین کچھہ بہتری نہین اور اونکا
ثمن حرام ہی اور اسی جیسی معاملہ مین یہ آیت اُتری ہی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ
اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کھیل کی باتون کو
لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ اور حدیث حضرت عایشہ رض کی ابن ابی الدنیا نے محمد بن المنکدر
کو بہکادین اللہ کی راہ سی
سے اور اونہون نے حضرت عایشہ رض سی روایت کی ہی وہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت مین مین مین ہونا اور صورت بدلجانا اور پتھر کا
پڑنا ہوگا حضرت عایشہ نے کہا کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین گے پھر آپنے فرمایا کہ جب ظاہر
ہون گانیوالیان اور ظاہر ہو سود اور بچادی شراب اور پہنا جاوی ریشمی کپڑا تو
اوسوقت وہ باتین مذکورہ بالا ہونگی اور ابن ابی الدنیا نے انس رض سی روایت کیا ہی کہ وہ
اور اونکی ساتھہ ایک اور شخص حضرت عایشہ رض کی خدمتین گئی اوس شخص نے حضرت عایشہ رض

عن القاسم عن ابی امامہ عنہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللہ
بعثنی رحمۃ وھدی للعالمین وامرنی
ان امحق المزامیر والکنارات یعنی
البرابط والمعازف والاوثان التی کانت
تعبد فی الجاھلیۃ قال البخاری
عبید اللہ بن زحر ثقۃ وعلی بن یزید
ضعیف والقاسم بن عبد الرحمن ابو عبد الرحمن ثقۃ
وفی الترمذی ومسند احمد بن الاسناد بعینہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا تبیعوا
القینات ولا تشتروھن ولا تعلموھن والخیر
فی تجارۃ فیھن وثمنھن حرام فی مثل ھذا انزل
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَاحْسَبَ قَالَتْ فَاخَذَ رَجُلٌ
الَى اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی
وصیرورۃ فقال قالت عایشۃ وھم یقولون لا الہ
الا اللہ فقال اذا ظھرت
الخ وفی حدیث ابن ابی الدنیا عن
وانخ مرت ابن ابی الدنیا عن
انس انہ دخل علی عایشۃ وعندھا
فقال لھا الرجل ایام الشوھین

سے کہا کہ ہمسے زلزلہ کی بات کرو اونہون نے فرمایا کہ جب لوگ سود کو مباح جانین اور شراب پیوین اور باجے بجاوین تو اللہ تعالی اپنے آسمان مین غیرت کریگا اور اوسکو ارشاد کریگا کہ کانپ پس اگر لوگون نے توبہ کی اور باز رہے تو فبہا ورنہ مین آسمانکو اونپر گرادونگا حضرت انس کہتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ یا ام المومنین کیا بڑا عذاب ہے فرمایا بلکہ ایماندارون کے لئے نصیحت اور رحمت اور برکت ہے اور کافرونپر سختی اور عذاب اور نارضی ہے حضرت انس فرماتے ہین کہ مین نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی حدیث نہین سُنی جس سے مجکو اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی اس حدیث سے ہوئی اور حدیث حضرت علیؓ کی بھی ابن ابی الدنیا سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری امت پندرہ باتین کریگی تو اونپر بلا نازل ہوگی لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہین آپ نے فرمایا کہ جب غنیمت دولت ہوجاوے اور امانت غنیمت اور زکوۃ ڈانڈ اور اطاعت کرے مرد اپنی بی بی کی اور نافرمانی کرے ماں کی اور سلوک کرے دوست سے اور ظلم کرے باپ پر اور بلند ہون اوازین مسجد مین اور قوم کا رئیس اونمین کا کمینہ ہو اور آدمی کی عزت اوسکی بدی کے ڈر سے کیجاوے اور شرابین پیجاوین اور ریشمی کپڑا پہنا جاوے اور گانیوالیان رکھی جاوین اور اس امت کے پچھلے لوگ اگلونکو لعنت کرین تو اوسوقت لوگ سرخ آندھی اور زمین مین دھنسنے اور صورت بدلنے کی منتظر رہین ف مترجم کہتا ہے کہ پندرہ ہوین بات اصل مین نہین لکھی غالباً

حدثنا عن الزلزلة فقالت اذا استباحوا الربا وشربوا الخمر وضربوا بالمعازف غار الله في سمائه فقال للسماء اقعي فان تابوا وفزعوا والا فامطري عليهم فقال يا ام المؤمنين وعذاب هو قالت بل رحمة وموعظة للمؤمنين وعذاب وسخط على الكافرين قال انس قلت بل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بعدك حدثنا بحديث يسرنا فما سرني حديث جاء من قبل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كما سرني حديث جاء من قبل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا فعلت امتي خمسة عشر خصلة حل بها البلاء قيل يا رسول الله وما هن قال اذا كان المغنم دولا والامانة مغنما والزكوة مغرما واطاع الرجل زوجته وعق امه وبر صديقه وجفى اباه وارتفعت الاصوات في المساجد وكان زعيم القوم ارذلهم واكرم الرجل مخافة شره وشربت الخمور ولبس الحرير واتخذت القينات والمعازف ولعن آخر هذه الامة اولها فليرتقبوا عند ذلك ريحا حمراء وخسفا ومسخا

کاتب سے چھوٹ گئی حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث مین گذر چکی ہی کہ وسیکہنا علم کا دین کے
سوا اور بات کو لیگی ہی اور حدیث انسؓ کی ابن ابی الدنیا نے اسطرح روایت کی ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ کچھ لوگ کہا پیکر یا جا بجا کر رات کو سو دین کے پھر صبح کو اپنی
مسند و پر بندر اور سور ہو جاوینگے اور حدیث عبد الرحمن بن سابط کی بھی ابن ابی الدنیا نے
اوسی نقل کی ہی کہ انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت مین
مین دہنسنا اور پتھر برسنے اور صورت بدلنی ہوگی لوگون نے عرض کیا کہ یہہ حال کب ہوگا آپ نے
فرمایا کہ جب لوگ باجون کو ظاہر کرینگے اور شرابونکو حلال جانینگے اور حدیث عاربن ربیعہؓ
کی بھی ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہی اور اوسکی عبارت یہہ ہی کہ کچھ لوگ اپنی مسندون
ہی پر بندر اور سور ہو جاوینگے اپنی شراب پینگے اور بربطونکی بجانے اور گانیوالیونکی جہت سے
ابن ابی الدنیا نے کہا ہی کہ حدیث بیانکی ہمسے عبد الجبار بن عاصم نے اور اون سے حدیث بیان
کی مغیرہ بن مغیرہ نے صالح بن خالد سے اور اونہون نے پونہچایا مسند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تک کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری امت مین سے لوگ ریشم کا کپڑا اور شراب
اور ساز حلال جانینگے اور اللہ تعالی انمین موجود لوگونپر ایک بڑا پہاڑ لا دیگا یہانتک کہ
اوسکو اونپر پھینکدی اور دوسری بندر اور سور کی صورت ہو جاوینگے اور ابی شیبان
ہذلی سے روایت کی ہی کہ اونہون نے کہا مین نے فرقد سنجی سے پوچھا کہ اے ابو یعقوب اون

عجیب باتون مین سی جو تمنے توریت مین پڑہی ہین کچہہ مجکو بتلاؤ اونہون نے فرمایا کہ اے
ابو شیبان بخدا مین اپنے رب پر جہوٹ نہین بولتا ہون اسکو دو یا تین بار کہا مین نے
توریت مین پڑہا ہی کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مسخ اور قذف اور خسف اہل قبلہ مین
ہوگا راوی کہتے ہین کہ مین نے پوچہا کہ اے ابو یعقوب اونکے اعمال کیا ہونگے کہا کہ گانیوالیونکو
رکہینگی اور دف بجاوینگی اور ریشمی کپڑا اور سونا پہنین گی اور اگر تم زندہ ہو یہانتک کہ
تین کام دیکہو تو یقین کرو اور آمادہ ہو جاؤ اور ڈرو مین نے پوچہا کہ وہ کیا ہین فرمایا
کہ جب مرد مردون سے اور عورتین عورتون سے کام نکالین اور عرب کے لوگ عجم کے برتنون کی
رغبت کرین اوسوقت تمکو امور مذکورہ کرنی چاہئین مین نے کہا کہ خاص عرب والے ایسی
ہون کہا کہ نہین بلکہ اہل قبلہ پہر کہا کہ بخدا کچہہ لوگون پر آسمان سے پتہر گرائی جاوین گی کہ
راستونمین اور اپنی چہتونمین اون سے اونکے سر ٹوٹ جاوینگے جیسے حضرت لوط کی قوم
کے ساتھہ کیا گیا اور دوسری لوگ بندر اور سور کر دئی جاوینگی جیسی بنی اسرائیل کے
ساتہہ معاملہ ہوا اور کچہہ لوگ زمین مین دہنسا دئی جاوینگی جیسے قارونکو دہنسا دیا گیا غرضکہ
اخبار اس امت مین مسخ ہونیکے لئے ایکدوسرے کی مدد کرتے ہین اور اکثر حدیثونمین مسخ
کی قید راگ والون اور شرابخوارون پر لگی ہوئی ہی اور بعض حدیثونمین نے قید بہی مذکور ہی
سالم بن ابی الجعد کہتے ہین کہ لوگون پر ایک ایسا وقت آویگا کہ اوسمین ایک شخص کے دروازہ

پر لوگ اکٹھے ہونگے اور اسباب کے منتظر ہونگے کہ وہ اُن تک آوے تو اوس سے اپنی حاجت
طلب کرین وہ جب نکلیگا تو بندر یا سور کیصورت کا ہو گیا ہوگا۔ اور ایک شخص دوسرے
پر گذریگا کہ وہ اپنی دوکانمین فروخت کر رہا ہوگا پھر جو پھر کر آویگا تو وہ بندر خواہ
سور ہو چکا ہوگا اور ابو ہریرہؓ فرماتے ہین کہ قیامت برپا نہوگی جبتک کہ یہہ حال نہو کہ
دو شخص ایک کام کرنیکو نکلین اور ایک اُنمین سے بندر یا سور ہو جاوے تو دوسرا شخص اوسکا
یہہ حال دیکھکر اپنی خواہش پورا کرنیسے باز نرہے بلکہ جس کام کو نکلا تہا بدستور چلا جاوے
اور عبدالرحمن بن غنم نے کہا ہے کہ قریب ہے کہ دو شخص ایک چکی پر پیسنے بیٹھین اور اُنمین
سے ایک مسخ ہو جاوے اور دوسرا دیکھتا رہے اور مالک بن دینار کہتے ہین کہ مین نے سنا ہے
کہ آخر وقت مین ایک آندہی اور اندہیرا ہوگا تب لوگ اپنے علما کیطرف پناہ ہونڈہین گے
تو اونکو دیکھین گے کہ وہ مسخ ہو گئے ہین بعضے اہل علم فرماتے ہین کہ جب دل مکروفریب
اور فسق سے متصف ہوکر اوسی رنگ مین خوب رنگجاتا ہے تو دل والا اوسی جانور کی سی خلق پر
ہو جاتا ہے جو اُن اوصاف سے موصوف ہو مثلاً بندر اور سور وغیرہ پھر وہ صفت دلمین مدام بر ہتا رہتا
ہے یہانتک کہ اوس شخص کے چہرہ پر کچھہ یون ہی ظاہر ہونے لگتا ہے پھر اور زور پکڑتا ہے
حتی کہ منہ پر صاف کہل پڑتا ہے پھر اور قوی ہوتا ہے یہانتک کہ صورت ظاہری کو بدل دیتا ہے
جیسی صورت باطنی بدلگئی اور جس شخص کو فراست کامل ہے وہ لوگونکی صورت پر تبدیل اُن حالتون کو

صورت سی پاتا ہی جنکی عادات لوگون نے باطن مین اختیار کرلی ہین تو کم ایسا ہوتا ہی
کہ جو شخص حیلہ گر اور مکار جابر نظر پڑے تو اوسکی صورت پر تبدیلی بندر کی صورت کی
نہ دیکھو اور کم ایسا ہی کہ رافضی کے چہرہ پر کتی کیصورت کا تغیر نظر نہ آوی اسلیئے کہ ظاہر
اور باطن مین ارتباط کامل ہوتا ہی جب بُری صفتین نفس مین مضبوط ہوتی ہین تو ظاہری
صورت کے بدلدینی پر قادر ہو جاتی ہین اور اسیوجہ سی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز
مین امام سی آگے بڑہنی والیکو ڈرایا کہ کہین اللہ تعالی اوسکی صورت گدہی کی سی نکردے
اسلیئے کہ وہ باطن مین گدہی کی مشابہ ہی کیونکہ اوسکو امام سی آگے بڑہنی سی بجز اپنی نماز کے
فساد اور ثواب کے جاتے رہنے کے اور کیا ملا سلام تو امام سی پہلے پہیرتا ہی نہین اگر
معلوم ہوا کہ وہ کم سمجھ ہونیمین اور ہوشیار نہونیمین گدہی کی مشابہ ہی جب یہہ معلوم ہوچکا
تو جانو کہ لوگونمین سی مستحق زیادہ مسخ کے وہی ہین جو ان حدیثونمین مذکور ہین وہی
سب سے پیشتر بندر اور سور ہونگی اسوجہ سی کہ باطن مین وہ لوگ ان جانورون کے مشابہ
ہین اور خدا تعالی کی سزائین حکمت اور انصاف کی موافق ہوا کرتی ہین خدا تعالی ہمکو
اُنسے بچاوی اور جو لوگ کہ گاتے ہین اور راگ شیطانی مین مبتلا ہین اونکی اعتراض ہمنے
اپنی بڑی کتاب مین جو راگمین ہی بیان کرکے اُنکو دور کیا ہی اور شعرون کے سُننے سے
جس بات کی تحریک ہوتی ہی اور آیتون کے سُننے سی جونسی بات کی تحریک ہوتی ہی اُن

فقال ان نری عجبا لا یمکن ارتجاز
مرا و علی وجہہ مسخۃ فورد و قال
ان نری ارضیا الا و علی وجہہ
مسخ کلب فالنظائر من بطائن الامور
مؤثر ارتباط فاذا استحکمت
الصفات المذمومۃ فی النفس
قوبت علی قلب الصورۃ الظاہرۃ
ان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من یسابق الامام
فی الصلوٰۃ بان یجعل اللہ صورتہ صورۃ
حمار لمشابہتہ الامام فی الباطن فانہ لیس
بسابقۃ الامام الا فساد صلوتہ و بطلان اجرہ
فانہ کالمسلم قبلہ فہو یشبہ الحمار فی البلادۃ
وعدم الیقظۃ اذا عرف فضل فاتحی الناس
بالمسخ فقولہ الا الذین ذکروا فی ہذہ الاحادیث
فہم و اسرع الناس مسخا قردۃ و خنازیر
لمشابہتہم لہا فی الباطن و عقوبات الرب
نعوذ باللہ منہا جاریۃ علی وفق حکمتہ
وعدلہ و قد ذکرنا شبہ المغنین و
المغنوین بالسماع الشیطانی فی
کتابنا الکبیر فی
السماع و نقضناہا و ذکرنا
الفرق بین ما یحرک کہ سماع الایمان
وما یحرک کہ سماع الایمان

دونو مین فرق بھی اوسی کتابمین لکھا ہی اور وہ شبہہ بھی ذکر کیا ہی جو اکثر بندونکو راہ
مین حاضر ہونیکے بابمین پڑا ہی یہانتک کہ اوسکو ثواب شمار کر لیا ہی اور یہان صراحت اوسمین
سے کچھہ تھوڑا سا ذکر کر دیا ہی **فصل** اور ایک مکر شیطان کا حلالہ کرنا ہی جسکے مرتکب کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لعنت فرمایا ہی اور عاریتی بکرے کے ساتھہ تشبیہ دی ہی اور سلف والے
اوسکو آگ کی میخ کہتے تھے اور حاکم نے صحیح مین اور ترمذی نے روایت کیا ہی عبداللہ بن مسعود رض
سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی حلالہ کرنیوالے پر اور جسکی خاطر حلالہ کرے
اوسپر ترمذی نے اِس حدیث کو حسن صحیح لکھا ہی اور کہا ہی کہ عمل حدیث پر ہی علماء کے نزدیک
اور حضرات عمر رض اور عثمان رض اور ابن عمر رض کا مذہب یہی ہی اور تابعین مین فقہا کا قول یہی
یہی ہی اور اسکو امام احمد رح نے اپنی مسند مین اور نسائی نے اپنی سنن مین اسناد صحیح سے
روایت کیا اُن دونو کے الفاظ یہہ ہین کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کرنیوالی اور گدوانے والی اور بالونمین جوڑ لگانیوالی اور جوڑ لگوانیوالی اور محلل یعنی حلالہ
کرنیوالے اور محلل لہ یعنی جسکے لئے حلالہ کیا جاوے اور سود کے کھانیوالے اور کھلانیوالے پر اور نیز مسند
اور نسائی مین ابن مسعود رض ہی سے ہی کہ آپ نے فرمایا کہ سود کھانے اور کھلانیوالا اور اوسکے
گواہ اور لکھنیوالا بشرطیکہ سود کو جانتے ہون اور بالونمین پیوند کرنیوالی اور کرانیوالی
اور صدقہ کا بانخیر کرنیوالا اور اوسمین ناحق کرنیوالا اور ہجرت کی بعد از سر نو اعرابی ہونیوالا

اور جسکی خاطر حلالہ کیا جاوی سیکے سب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانپر ملعون ہین قیامت
کے دن اور حضرت علی رضہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی راوی ہین کہ آپنے محلل اور
محلل لہ کو لعنت فرمائی روایت کیا اسکو احمدؒ نے اور نسائی کے سوا سب سنن والون نے
اور حضرت ابوہریرہ رضہ سی مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت کری اللہ تعالے
محلل اور محلل لہ پر امام احمدؒ نے اسکو ایسی اسناد سی روایت کیا ہی جسکے راوی سب معتبر ہین
ابن معین وغیرہ نے اونکو معتبر لکہا ہی اور ترمذی نے کتاب العلل مین کہا ہی کہ مین نے
ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل بخاریؒ سی اس حدیث کا حال پوچہا اونہون نے فرمایا کہ حدیث حسن
ہی اور عبداللہ بن جعفر مخرمی سچا اور معتبر ہی اور عثمان بن محمد عنسی معتبر ہی اور ابو عبداللہ
بن ماجہ اپنی سنن مین کہتے ہین کہ ہمسی حدیث بیان کی محمد بن بشار نے اور انسی حدیث
بیان کی ابو عامر عقدی زمعہ بن صالح سی اور اونہون نے سلمہ بن وہرام سی اور اونہون نے
عکرمہ سی اور اونہون نے ابن عباس رضہ سی فرمایا کہ لعنت کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے محلل اور محلل لہ پر اور ابن عباس رضہ ہی سی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسیے
حلالہ کرنیوالیکا حال پوچہا آپ نے فرمایا کہ درست نہین مگر نکاح رغبت کا نہ نکاح دغا
کا اور کتاب اللہ سی ہنسی کرنیکا پہر چکہے حلاوت یعنی عورت سی صحبت کری اسکو ابو اسحق
جرجانی نے کتاب مترجم مین یون روایت کیا ہی کہ ہمکو خبر دی ابراہیم بن اسمعیل ابن

وللمحلل لہ ملعون علی لسان
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یوم القیامۃ وعن علی رضہ
عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم انہ لعن المحلل و
المحلل لہ رواہ احمد واھل
السنن کلھم غیر النسائی وعن ابن
مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لعن اللہ المحلل والمحلل لہ رواہ الامام احمد باسناد جید
وقد صح عن ابن معین وغیرہ وقال الترمذی فی کتاب العلل سالت
ابا عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری عن ھذا الحدیث فقال
ھو حدیث حسن وعبداللہ بن جعفر المخرمی صدوق ثقۃ وعثمان بن محمد العنسی ثقۃ وقال
ابو عبداللہ بن ماجہ فی سننہ حدثنا محمد بن بشار
حدثنا ابو عامر العقدی حدثنا زمعۃ بن صالح عن سلمۃ بن وھرام
عن عکرمۃ عن ابن عباس رضہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
المحلل والمحلل لہ وعن ابن عباس رضہ ایضا قال سئل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن المحلل قال لا الا نکاح
رغبۃ لا نکاح دلسۃ
واستھزاء بکتاب اللہ تعالی رواہ
ابو اسحاق فی نکاحہ بالمعنی
اخبرنا ابراھیم بن اسمعیل

سر احادیث کا بیان

ابی حبیبہ عن داؤد بن حصین عن عکرمۃ عن ابن عباس وعن ابی حبیبہ عن ابن ابی فروۃ عن ابن عباس وھو ایضا
کلھم ثقات الا ابراھیم فانہ کثیر الخطاء ضعیف والشافعی حسن الرأی فیہ وبقیۃ رجالہ ثقات

وعن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا اخبرکم بالتیس المستعار قالوا بلی یا رسول اللہ قال ھو المحلل لعن اللہ المحلل والمحلل لہ رواہ ابن ماجۃ باسناد رجالہ کلھم ثقات

وعن عمر بن دینار وھو من اعیان التابعین انہ سئل عن رجل طلق امرأتہ فجاء رجل من اھل القریۃ بغیر علمہ ولا علمھا فتزوجھا ثم جاء فقال لہ ثم من مال فقد رجعت الیک فقال ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سئل عن مثل ذلک فقال لا تحل حتی ینکحھا نکاح رغبۃ کما نکح الاول فاذا فعل ذلک فقد رجعت الیہ رواہ ابو بکر بن ابی شیبۃ فی المصنف بإسناد صحیح علی شرط الصحیحین

ابی حبیبہ نے داؤد بن حصین سے اور انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے اور یہہ لوگ سب معتبر ہین سوای ابراہیم کے جسکو اکثر حدیث کی یاد کرنیوالے ضعیف کہتے ہین مگر شافعی اوسکی بابت اچھی راے رکھتے ہین اور اوسکی حدیث کو حجت مین لایا کرتے ہین —

اور عقبہ بن عامر سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مین نہ بتاؤن تمکو مستعار بکرا لوگون نے عرض کیا کہ کیون نہین آپ ارشاد فرمایئے فرمایا کہ وہ حلالہ کرنیوالا ہی لعنت کرے اللہ محلل اور محلل لہ پر روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ایسی اسناد سے جسکے راوی سب معتبر ہین کسی پر کچھہ اعتراض نہین ہوا

اور عمر بن دینار جو عمدہ تابعین سے ہین اُن سے کسی شخص نے یہہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی پھر ایک اور شخص اُس بستی کا جو مرد اور عورت دونو کو نہین جانتا آیا اور اپنے مال مین سے کچھہ خرچ کرکے اُس عورت سے اسلئے نکاح کیا کہ اوسکو اوسکے شوہر پر حلال کردے عمر بن دینار نے کہا کہ درست نہین پھر ذکر کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے ایسا ہی مسئلہ پوچھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہین جب تک کہ نکاح اپنی خواہش نفس سے نکرے اور جب اپنی مرضی سے نکاح کرے تو پہلے شوہر کو حلال نہوگی یہانتک کہ دوسرا شوہر اوس سے حلاوت صحبت پاوے

اس حدیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف مین عمدہ اسناد سے روایت کیا ہی — اور اس حدیث مرسل کو حجت مین لایا ہی وہ شخص جسنے اوسکو مرسل کیا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ

اوسکی نزدیک حدیث ثابت ہی اور اسپر عمل کیا ہی اصحاب سول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جیساکہ عنقریب آویگا اور مضمون اس حدیث کا موافق ہی باقی حدیثون سی جنکی سند متصل
ہے اور اسطرحکی حدیث سب ائمہ کے نزدیک حجت ہی اور یہہ حدیث اور جو اس سی پہلی ہی
ثبت مین حلالہ کے باب مین نص ہی اور اسیطرح حدیث نافع کی ابن عمر رض سی ہی کہ ایک شخص
نے اونسے عرض کیا کہ مین نے ایکعورت سے نکاح کیا تاکہ اوسکو اوسکی شوہر پر حلال کردون
اور اونسے مجکو نہین کہا اور نہ اوسکو علم ہوا آپ نے فرمایا کہ نہین جائز ہی مگر رغبت سی
نکاح کرنا کہ اگر تجکو وہ عورت اچھی معلوم ہو تو رہنے دی اور بری لگی تو علیحدہ کری اور جو
معاملہ تونے کیا ہی اوسکو ہم عہد مبارک جناب سول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین زنا شمار کیا
کرتے تھے اسکو شیخ الاسلام نے حلالہ کے باطل کرنیمین ذکر کیا ہی **فصل** اور اثر صحابہ رض
کے اسبات مین یہہ ہین کہ ابن ابی شیبہ کی کتاب مصنف اور اثرم کی سنن اور ابن منذر
کے اوسط مین حضرت عمر رض سی روایت ہی کہ آپنے فرمایا کہ جو محلل اور محلل لہ میری پاس
لایا جائیگا اوسکو مین سنگسار ہی کرونگا اور عبدالرزاق اور ابن منذر کے الفاظ یہہ ہین
کہ جو حلالہ کرنیوالا اور حلالہ کی ہوئی عورت میری پاس لائی جاوینگی تو مین اونکو سنگسار
کرونگا اور یہہ روایت حضرت عمر رض سی صحیح ہی اور عبدالرزاق نے معمر سی اور معمر نے عبدالملک
بن منجرہ سی روایت کیا ہی کہ حضرت ابن عمر رض سے کسینے عورت کے حلال کردینی کا حال اوسکی شوہر

وفی عمل باصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما سبق
وہو موافق لبقیۃ الاحادیث
المرفوعۃ ومثل ھذہ الحجۃ
باتفاق الائمۃ وہو والذی
قبلہ نص فی التحلیل المنوی
وفی الاوسط بسند صحیح عن ابن
عمر انہ سئل عن رجل اقال لہ امرأتہ
من جہل وہو یرید ان یراجعہا فقال لا الا نکاح رغبۃ ان اعجبتہ
امسکہا وان کرہہا فارقہا وانا کنا نعد ہذا
علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفاحا
فی کتاب المصنف لابن ابی شیبۃ
وسنن الاثرم واللفظ لہ وکتاب لابن المنذر
عن عمر بن الخطاب رض قال لا اوتی
بمحلل ولا بمحلل لہ الا رجمتہما
لفظ عبد الرزاق وابن المنذر
لا اوتی بمحلل ولا بمحلل لہ الا رجمتہما
عبد الرزاق عن معمر عن عبد الملک بن
المغیرۃ قال سئل ابن عمر

فصل

وامّا الآثار عن الصحابۃ رض
عن عمر رض
عن عبد الملک بن المغیرۃ

اول کے لئے پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہہ زنا ہی اسکو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہی اور عبدالرزاق کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو ثوری نے عبداللہ بن شریک عامری سی کہ اونہون نے کہا کہ مین نے سنا ہی حضرت ابن عمرؓ سی کہ اونسی کسی نے یہہ پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی چچا کی بیٹی کو طلاق دیدی پھر اوسکا راغب ہوا اور اپنی کام پر نادم پس اوسنی چاہا کہ اوس عورت سی کوئی شخص نکاح کرکے مجھپر حلال کردی پس ابن عمرؓ نے فرمایا کہ وہ دونو زانی ہین اگرچہ بیس برس یا مثل اوسکی رہی بشرطیکہ خدا تعالی کو معلوم ہی کہ اوسکی نیت یہی ہی کہ تکو شوہر کے لئے حلال کرنا چاہتا ہی اور یہہ بھی اونکا قول ہی کہ خبر دی ہمکو معمر نے ثوری سی اور اونہون نے اعمش سی اونہون نے مالک بن حارث سی اونہون نے حضرت ابن عباس سی اور اونسے سوال کیا ایک شخص نے کہ میری چچا نے اپنی بی بی کو تین طلاق دین حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تیری چچا نے اللہ کی نافرمانی کی اسلئے اللہ نے اوسکو پشیمان کیا اور شیطانکا کہنا مانا اسلئے اوسکی کوئی نکلنے کی تدبیر نفرمائی اور شخص نے عرض کیا کہ جو شخص اُس عورت کو میری چچا کے لئے حلال کردی اوسکی بابت آپ کی کیا رای ہی آپ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالی کو فریب دیگا اللہ تعالی اوسکو فریب دیگا۔ اور سلیمان بن یسار سی مروی ہی کہ حضرت عثمان کے سامنی یہہ مسئلہ پیش ہوا کہ ایک شخص نے ایکعورت سی نکاح کیا تاکہ اوسکو اوسکی شوہر پر حلال کردی آپ نے اُن دونو مین جدائی

کردی اور فرمایا کہ یہہ عورت شوہر اول کے پاس نہین جا سکتی مگر نکاح رغبت سی نہ نکاح دغا سی اسکو ابو اسحق جرجانی نے کتاب مترجم مین روایت کیا ہی اور ابن منذر نے اوسکو کتاب الاوسط مین اون سی نقل کیا ہی اور ابو اسحق شیرازی کی مہذب مین ابی مرزوق یحیبی سی روایت ہی کہ ایک شخص حضرت عثمانؓ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ میری ہمسایہ نے اپنی بی بی کو غصہ کی حالت مین طلاق دیدی اور سخت تکلیف پائی مین نے چاہا کہ اپنی نفس اور مال سی ثواب کا طالب ہون اور اس سی نکاح کرکے اوسکے ساتھہ صحبت کرون پھر طلاق دیدون تاکہ وہ اپنی پہلی شوہر کے پاس چلی جاوے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اس سی سوائے نکاح رغبت کی اور کسیطرح کا نکاح نکر اور ابو بکر طرطوسی نے اس قصہ کو حضرت علیؓ سی ذکر کیا ہی اور پہلے مذکور ہوا کہ حضرت علی اون لوگون مین سی ہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کرتے ہین کہ آپ نے محلل اور محلل لہ کو لعنت فرمایا ہی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباسؓ سی روایت کی ہی کہ اونہون نے فرمایا کہ محلل اور محلل لہ ملعون ہین اور آپ بھی اون لوگون مین سی ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کرتے ہین کہ آپ نے محلل پر لعنت فرمائی اور اوسکی تفسیر یون ارشاد فرمائی کہ مقصود مرد کا حلالہ کرنیکا ہو گو عورت کو اوسکا علم نہو تو جسصورت مین کہ عورت اور مرد متفق اور باہم راضی ہوکر اسطرح عقد کرین کہ وہ نکاح لعنت ہی کا ہی رغبت کا

فقال ان کان لا ترجعہ الیہ الا بنکاح رغبۃ عن عقد کنت ترواہ ابو اسحق

وذکرہ ابن المنذر عنہ فی کتاب الاوسط وفی المہذب لابی

اسحق الشیرازی عن ابی

فقال ان احتسب نفسی وفقال ان رجلا من جیرانی طلق امرأتہ وقد غضبہ وقد شنئتہ

فارادت ان ترجع الی زوجہا الاول وقال لہ عثمان لا ترجعہ الیہ الا بنکاح رغبۃ

ذکر

عن علی رضی اللہ عنہ وقد تقدم

ان علیا کمن روی ان النبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لعن المحلل والمحلل لہ وروی

ابن ابی شیبۃ عن ابن عباس

قال لعن المحلل والمحلل لہ وہو

من روی عنہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم

لعن المحلل وفسرہ بما قدمناہ

المحلل ان یتزوج بامرأۃ فیکون

علیہ ورافیا وتعاقدا علی ان

طلقہا فلا تحل لہ

الا بنکاح رغبۃ

نہین تب کیسے مستحق لعنت ہونگی اور جرجانی نے عمدہ اسناد سے حضرت ابن عمرؓ سے
روایت کی ہی کہ اونسے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے ایکعورت سے اسغرض
سے نکاح کیا کہ اوسکو اوسکے خاوند پر حلال کردے ابن عمرؓ نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ
حلالہ کرنیوالیکو اور جسکی خاطر حلالہ ہوا اوسکو شیخ الاسلام نے کہا ہی کہ یہہ آثار حضرات
عمر اور عثمان اور علی اور ابن عباس اور ابن عمرؓ سے باوجودیکہ نص ہین اوسصورت
کے لیے جسمین مرد نے حلالہ کرنیکا ارادہ کیا ہوا اور اوسکو ظاہر نکیا ہو نہ اوسپر اتفاق
کیا ہو اوسکی ساتھہ ہی یہہ آثار سبا تکو بھی بتاتے ہین کہ یہہ وہی حلالہ کرنا ہی اور وہی
حلالہ کرنیوالا ہی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانپر ملعون ہی اسلیئے کہ اصحاب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپکے مقصود اور مراد کو زیادہ جانتے ہین خصوصاً اوس
صورتمین کہ حدیث کو بیان کرکے اوسکی تفسیر ظاہر کے موافق بیان فرماوین علاوہ ازین
پایہ ثبوت کو نہین پونہچا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے کسی نے حلالہ کرنیمین
فرق کیا ہو کہ ایکصورت جواز کی ہو اور دوسری نہو اور نہ کسی قسم کے حلالہ کی اجازت
دی باوجودیکہ تین طلاق والی عورت رفاعہ کی بی بی بہت دنون تک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین اور آپکی خلفا کے پاس اسمراد سے آتی رہی کہ اپنے پہلے
شوہر کے پاس پہر جاوے مگر سب نے اوسکو منع کیا اگر حلالہ کرنا جائز ہوتا تو آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو حلالہ کی تدبیر بتلا دیتے اسلئے کہ درصورت جواز حلالہ کرنیکے
ایسا شخص نا بود نہ تہا جو اوسکو حلال کر دیتا شیخ الاسلام فرماتے ہین کہ وہ دلیلین
جنسے یہہ بات معلوم ہو کہ ان حدیثون سے مقصود حلالہ کرنا ہی ہی گو عقد مین شرط نہو
بہت ہین مگر یہہ جگہہ اونکے ذکر کی نہین انتہی اور اثار تابعین کے اسباب مین یہہ ہین کہ
عبد الرزاق کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو معمر نے قتادہ رض سے کہ جب نکاح کرنیوالا یا نکاح کر دینے والا
یا عورت یا کوئی شخص اونمین سے نیت حلالہ کرنیکی کرلے تو درست نہین - خبر دی ہمکو
ابن جریج نے کہ مین نے عطا رح سے پوچہا کہ جو جان بوجہکر حلالہ کری پہلا اوسپر کچہہ سزا
ہے اونہون نے کہا کہ مین نے نہین دیکہا مگر میری دانست مین یہہ ہے کہ اوسکو سزا ہو اور اگر
سبکے سب اسی بات پر جہک پڑین تو سب گناہگار ہین اگرچہ مہر زیادہ کرین خبر دی ہمکو
معمر نے قتادہ سے کہا کہ اگر حلالہ کرنیوالا عورتکو طلاق دیدیگا تو پہلے شوہر کو اوسکی صحبت
جائز نہوگی بشرطیکہ دوسرے شوہر کا نکاح بوجہ حلالہ کرنیکے ہو - خبر دی ہمکو ابن جریج
نے کہ مین نے عطا رح سے کہا کہ محلل کی طلاق کے بعد عورتکے پہلے شوہر نے اوس سے رجوع
کرلی اونہون نے فرمایا کہ اُن دونو کو جدا کیا جاوے - خبر دی ہمکو معمر نے ایسے شخص سے جسنے
حضرت حسن رح سے سنا ہی کہ ایک شخص نے ایکعورت سے اس غرض سے نکاح کیا کہ اوسکو خاوند
پر حلال کر دے اور وہ مرد اوس عورت کو نہین جانتا تہا حضرت حسن رح نے اوس شخص کو

وان لم یشترط فی العقد کتابة
وآثار عن التابعین هذا موضوع ذکرها ثم ذکر
وآثار عن التابعین فقال عبد الرزاق
معمر عن قتادة قال اذا انوی الناکح
او المنکح او المرأة او احد من هؤلاء
فهو محلل قال اخبرنا ابن جریج قال قلت
لعطاء المحلل عامل علیه عقوبة
قال ما علمت وان لا رای ان یعاقب
قال وکلهم ان فعلوا فذلک سفاح
وان اعظموا الصداق اخبرنا معمر
عن قتادة قال ان طلقها المحلل فلیس
لزوجها الاول ان یتزوجها اذا کان
اخبرنا ابن جریج قال قلت
لعطاء فطلق المحلل فرجعها
زوجها قال یقر فی یدیها
اخبرنا معمر عن من سمع الحسن
یقول فی رجل تزوج امرأة
بحللها ولا یعلمها فقال الحسن

فرمایا کہ خدا کا خوف کر اور اللہ تعالیٰ کی حدونمین آگ کی سیخ مت ہو آبن منذر کہتی
ہین کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا ہی کہ جب پہلا شوہر اور دوسرے شوہر اور عورت تینونمین سے
ایک کی بھی نیت حلال کرنیکی ہوگی تو دوسرے کا نکاح باطل ہی اور پہلے خاوند کو لئے
حلال نہوگی کہا اور حسن بصری فرماتے ہین کہ جب تینونمین سے ایک قصد حلال کرنیکا کریگا
تو خرابی ڈالیگا کہا اور بکر بن عبداللہ مزنی نے حلالہ کرنیوالی اور جسکی خاطر حلالہ کیا
جاوی اوسکی بابمین کہا ہی کہ یہہ لوگ ایام جاہلیت مین بانکا بکرا کہلاتے تھے کہا اور
ابن نجیح نے مجاہد سے اس قول خداوندی مین نقل کیا ہی اِنْ ظَنَّآ اَنْ یُّقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ اگر خیال کریں کہ نباہینگے رہین حدود اللہ کے ۱۲
کہ اُن دونو کا نکاح فریب پر نہین اور اس روایت کو ابن ابی حاتم نے بھی تفسیر مین
مجاہد سے قوی کیا ہی اور شعبی سے مروی ہی کہ اوسسے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک مرد نے
ایکعورت سے نکاح کیا جسکے خاوند نے اوسکو پیشتر تین طلاقین دی تھین اور اوسکی
غرض یہہ ہی کہ اوسکو طلاق دے تاکہ اپنے پہلے شوہر کے پاس چلی جاوی اونہون نے فرمایا
کہ یہہ درست نہین جبتک کہ اس عورت کی مباشرت نہ کرے اور وہ اسکے ساتھ رہیگی اسکو
حرجانی نے روایت کیا ہی اور عطاء رح سے روایت ہی کہ اونہون نے اس مسئلہ مین کہ ایک
شخص نے اپنی بی بی کو طلاق دی اوسکا غمخوار جو چلا اوسنے اوس عورت سے بدون
شوہر کی اجازت کے نکاح کرلیا یہہ فرمایا اگر اسلئے نکاح کیا کہ اوسکو شوہر اول کے لئے حلال

کردی تو وہ عورت اوسکو حلال نہوگی اور اگر نکاح اسلئے کیا ہی کہ اوسکو رکھنا منظور ہی
تو حلال ہی اور سعید بن المسیب رض نے اسبابمین کہا ایکمرد نے ایکعورت سے اسلئے نکاح کیا کہ اسکو
شوہر اول کے لئے حلال کردی اور اس امر کا علم نہ شوہر اول کو ہی نہ عورت کو فرمایا کہ اگر نکاح
صرف حلال کرنیکے لئے کیا ہی تو دونو کو جائز نہین اسصورت مین شوہر اول کو حلال نہوگی
روایت کیا ہے اسکو حرب نے اپنے مسائل مین اور یہہ بھی سعید بن المسیب رض کا قول ہی کہ لوگ کہتے
ہین کہ حلال ہونیکے لئے دوسرے شوہر کی صحبت شرط ہی اور مین یہہ کہتا ہون کہ جب نکاح صحیح
کیا اور اوس سے ارادہ حلال کرنیکا نکیا ہو تو پہلے شوہر کو اُس عورت سے نکاح کرنیمین کچھہ
ہرج نہین اسکو سعید بن منصور نے اوسسے روایت کیا ہی تو دیکھو کہ یہہ چارون پیشوا تابعین
کے رکن ہین یعنی حسن بصری اور ابن المسیب اور عطاء اور ابراہیم نخعی اور سب حلالہ کی عدم
جواز کے قائل ہین اور ابی شعثاء سے بھی ایسا ہی مروی ہی۔ اور تبع تابعین اور اونکے بعد
لوگونکے اقوال سے بھی ایسا ہی کچھہ پایا جاتا ہی چنانچہ ابن منذر نے مالک اور لیث اور ثوری
سے روایت کیا ہی کہ حلالہ درست نہین بدون نکاح رغبت کے اور امام مالک رض فرماتے ہین
کہ مرد اور عورت مین تفریق کرادینی چاہئیے اور یہہ جدائی نکاح کا فسخ ہوگا بدون طلاق کے
اور اسیطرح اسحق سے منقول ہی کہ مرد اول کو کہہ لینا اوس عورت کا حلال نہین اسلئے کہ حلال
کرنیوالے نے عقد نکاح پورا نہین کیا اور احمد بن حنبل اور ایوب سے بھی اسیطرح مروی ہے

ذلک لا یصلح الا نکاح رغبۃ تبع
روایۃ سعید بن منصور عنہ فقہاء الامۃ
مالک والیث والثوری وقال
مالک یفرق بینہما علی کل حال ولیکن
التفرقۃ فسخا بغیر طلاق ولکن اغیب
اصحاب لا یحل لہ ان یمسکہا
لان المحلل لم یرد لہ عقد
النکاح واحمد بن حنبل وایوب

فصل فی بیان احادیث و الآثار بقولہ

فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ والذی

بعثنی بالحق لئن راجعہا لاحرمہا علی المطلق حتی ینکح زوجا غیرہ والذی

انزلت علیہ هذه الآیة

هو الذی یعن للحلال والحلال له

واصحابه اعلم الناس بکتاب الله

فلم یجعلوه زوجا ابطلوا النکاحه و بعد

من هذا قول بعضهم عن بعض بالباطل و ان

سماه محللا فلا یثبت التحلیل لمن لم یرد

الا بقول من لم یبن العضاء

ان رسول الله صلی الله

علیه وآله وسلم لعن من فعل المتعة و

جاء بها و لعن من فعل المحلل و هو جائز صحیح

فی شریعته و انما سماه محللا لانه احل

ما حرم الله فاستحق ان یلعنه الله تعالی

الکتاب والسنة فی النکاح

الذی یبتغی به وجه الله

بنیة صحیحة

هو الذی یشرع علیه بالمال و الولیمة

والضرب علیه بالدف و الغرض

فقد وجعل فرح الفقیر و الولیمة

من باب التحلیل علی نفقة و کلفة

نہ رہنے کا۔ یا ان نہ سہہ دینا پڑے نہ اوسکی ساتھہ رہنے کا قصد ہو بلکہ عاریت کی طور پر
اوس سے صحبت کرنی جیسے بکرا جفتی کے لئے مانگ لیا جاتا ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اوسکو بکری کے ساتھہ تشبیہ دی پھر لعنت فرمایا اس سے یقینا معلوم ہوا کہ
حلالہ کرنیوالا وہ شوہر نہین جسکا ذکر قرآن مجید مین ہے اور اللہ تعالی نے دلونمین یہ بات
رکھدی ہی کہ یہ فعل نکاح نہین نہ محلل شوہر ہی اور یہین جہت عورت اور شوہر اول اور محلل اور
ولی سب اُس سے تنگ رکھتے ہین تو ایسا فعل اوس نکاح مین کب داخل ہو سکتا ہی جسکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمایا ہی اور اوسکی ترغیب لائی ہی اور خبر دی
ہے کہ یہہ میری سنت ہی جو اس سے منحرف ہوگا وہ مجھہ سے نہین اور اللہ تعالی کے اس
قولکو سوچو فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا کہ اسمین حرف شرط اِن مذکور
پھر اگر وہ شخص اُسکو طلاق دیوے تب گناہ نہین ان دونو پر کہ پھر رجوع کرلین ۱۲
فرمایا جس سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ شوہر کو طلاق دینا اور اوسکی ساتھہ رہنا دونو
ممکن ہین اور تحلیل جو یہہ لوگ کرتے ہین اوسمین شوہر کو دونو باتونسے کچھہ علاقہ
نہین بلکہ اوس سے شرط کر لیتے ہین کہ وہ شخص جب اُس سے صحبت کرے جب ہی اوسکو
طلاق ہو جاوے پھر جب جانا کہ ہو سکتا ہی کہ شوہر ثانی عورت سے صحبت کرنیکا ذکر نکرے
اور طلاق پڑنے مین عورت کا قول مقبول نہین اسلئے یہہ روگ لگایا کہ عورت کا خبر دیدینا
صحبت کی یہی شرط مقرر ہو جاوے پس جب عورت صحبت کی خبر دیتی ہی فورا اُسپر طلاق پڑ جاتی ہے

علامہ کی بیان ۱۲

من سنتہ ومن رغب عنہ فلیس منہ
وتامل قولہ تعالی فان طلقہا فلا جناح
علیہما ان یتراجعا فانہ ان یتحقق
وان یقیما حدود اللہ علی انہ ان یطلق
لیمکن الزوج فیہ من الامر بید
بشرط علیہ انہ متی وطیہا
بطلاق فلہا علیہ ان قل تخبر
بوطیہا ولا یقبل قولہا
وقوع الطلاق انتہی قولہا
بخبرہا فیہ بخبرہا طلبا للرجعۃ علیہ

اور اللہ پاک نے تو نکاح کو وصال دائمی اور نفع لینے کے لئے مشروع فرمایا ہی
اور اِس نکاح کو اُن لوگوں نے جدائیکا سبب اور طلاق پڑجانیکا باعث ٹھہرایا ہی یعنی
جب وہ صحبت کرے اوسکی صحبت سبب وصال کے دور ہونیکا ہو جسکو اللہ تعالی نے مشروع
فرمایا تھا اور نیز اللہ تعالی نے دوسرے نکاح اور طلاق اور اوسکی نام کو اونہین
الفاظ سے ذکر فرمایا جنسے اول مرد کے نکاح اور طلاق اور اوسکی نام کو ذکر کیا ہی
اِس سے معلوم ہوا کہ پہلا مرد بھی خاوند ہی اور دوسرا بھی اور پہلا عقد بھی نکاح ہی اور
دوسرا بھی اور اسیطرح طلاق ہی اور ظاہر ہی کہ حلالہ کرنیوالیکا نکاح اور طلاق اور
اوسکا نام اول شخص کے نکاح کی مشابہ نہین نہ اوسکی طلاق کے نہ اوسکی نام کے پہلا
مرد خاوند راغب نکاح کا قصد کرنیوالا مہر کا دینے والا عورت کی نفقہ اور مکان اور دوسرے
اشیاء نکاح کو اپنے ذمہ لینے والا ہی اور حلالہ کرنیوالا اِن سب امور سے بری اور کسی چیز
کا ذمہ دار نہین اور جس صورتمین کہ اللہ تعالی نے نکاح متعہ حرام فرمایا ہو باوجودیکہ
خاوند کا قصد اوسمین عورت سے نفع اُٹھانا اور کچھ دنون تک ساتھ رہنا ہوتا ہی اور
حقوق نکاح اُس عرصہ تک سب اپنے ذمہ لیتا ہی تو حلالہ کرنا جسکے کرنیوالیکو عورت کے ساتھ
رہنا ہی مقصود نہین صرف اوسیقدر منظور ہی کہ انگی بکری کیطرح اوسپر چڑھ بیٹھے پھر اُس
سے ہمیشہ کو علیحدہ ہو جاوے بطریق اولی حرام ہونا چاہیئے اور مین نے شیخ الاسلام سے سنا ہی

نقول نکاح المتعة حلال

نکاح المتعة حلال

وجه احدهما ان نکاح المتعة

کان مشروعا فی اول الاسلام

بخلاف النکاحین الثانیین ان

الصحابة تمتعوا علی عهد النبی

صلی الله علیه وآله وسلم ولم یکن فی

المتعة مختلف فیه بین الصحابة کما

وابن مسعود فی الصحیحین عن علی کنا

مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

ولیس لنا نساء فقلنا الا نستخصی فنا نهانا عن ذلک

ثم رخص لنا ان ننکح المرأة بالثوب الی اجل فقرأ

عبد الله یا ایها الذین آمنوا لا تحرموا طیبات

ما احل الله لکم وفتوی ابن عباس کما مشهور وقال

ثم قام عبد الله فلقیت ابن الزبیر بمکة فقال ان نا

عمی الله فوقع کما اعمی ابصارهم متعة بالمتعة

بعض بعبد الله بن عباس فتاد ۱۲

فقال ابن الزبیر فقد کانت

المتعة تفعل علی عهد امام المتقین یعنی رسول

الله صلی الله علیه وآله وسلم

فقال ابن الزبیر فقد نفعلها

فوالله لئن فعلتها لارجمنک

بالحجارة

ف قول ابن مسعود

حلال کتاب ان

کہ کہتے تھے کہ نکاح متعہ حلالہ کی نسبت کربارہ وجہ سے بہتر ہے اول یہہ کہ متعہ شروع
اسلام مین جائز تہا اور حلالہ جائز نہ تہا دوسرے یہہ کہ صحابہ رضی نے عہد مبارک آنحضرت
صلے الہ علیہ وآلہ وسلم مین متعہ کیا تہا اور حلالہ کسی نے اونمین کبہی نہین کیا تیسرے یہہ کہ
نکاح متعہ مین صحابہ رضی کے نزدیک اختلاف ہے حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ اوسکو مباح
کہتے ہین چنانچہ صحیحین مین حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول الہ صلی الہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتہہ جہاد کو جاتے تھے اور ہماری بیبیان نہین ہمنے عرض کیا کہ ہم خصی ہو جاوین آپ نے
خصی ہونے سے منع فرمایا پہر ہمکو اجازت دی کہ عورت سے کپڑے کی عوض مین ایکمدت
نکاح کرلین پہر ابن مسعود نے یہہ آیت پڑہی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ
مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ (ای ایمان والو تم حرام نہ ٹہہراؤ ستہرین چیزین جو اللہ نے
تم کو حلال کین ۱۲) اور فتوی ابن عباسؓ کا متعہ کے بابمین مشہور ہے اور عروہ کہتے ہین
کہ حضرت عبد الہ بن زبیر رضی نے مکہ معظمہ مین کہڑے ہو کر فرمایا کہ چند آدمیونکا اللہ تعالی
نے دل اندہا کر دیا ہے جیسے اونکی آنکہین اندہی کر دی ہین وہ متعہ پر فریفتہ ہین اسکلام
سے اونکا اشارہ حضرت ابن عباسؓ کیطرف تہا حضرت ابن عباسؓ نے اونکو پکارا اور فرمایا
کہ تم سادہ لوح ہو قسم ہے کہ متعہ امام المتقین یعنی رسول الہ صلی الہ علیہ وآلہ وسلم کیوقت مبارک
مین کیا جاتا تہا حضرت ابن زبیر نے فرمایا کہ تمنے اپنے آپکو بدکار کرلیا ہے بخدا کہ اگر تم
متعہ کروگے تو تمہاری ہی پتہروں سے تمکو سنگسار کرونگا غرضکہ حضرات ابن مسعودؓ

اور ابن عباس کا متعہ کے بابمین تو یہہ قول ہی اور حلالہ کے بابمین وہ روایت ہی جو
اوپر گذری چوتھی یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی متعہ کرنیوالے مرد اور عورت کے
حق مین کوئی کلمہ لعنت کا نہین آیا اور محلل اور محلل لہ کے بابہ مین لعنت کا حال اوپر لکھا
گیا پانچوین یہہ کہ متعہ والیکو عورت سی ایک غرض صحیح ہوتی ہے اور عورتکو مرد سی کہ
ایکدوسرے کے ساتھہ نکاح کی مدت تک رہین اور محلل کو کوئی غرض نہین ہوتی بجز اسکے کہ
بکری کیطرح جفتی کے لئے مانگ لیا گیا ہی اس لحاظ سی نکاح اوسکا نہ مرد کو مقصود ہے
نہ عورت نہ ولی کو بلکہ وہ موافق ارشاد حضرت حسن بصریؒ کے اللہ تعالی کی حدود مین
آگ کی میخ ہی شیخ الاسلام نے فرمایا ہی کہ حضرت حسن کی غرض یہہ ہی کہ میخ جس چیز مین لگتی
ہی اوسکو پائدار کردیتی ہی ایسا ہی اسجگہہ ہی کہ حلالہ اوس عورتکو پہلے خاوند کے لئے
ثابت کردیتا ہی حالانکہ اللہ تعالی نے اوسکو اسپر حرام فرمایا ہی چھٹی یہہ کہ جو چیز
اللہ تعالی نے حرام کردی اوسکی حرام کرنیکے لئی متعہ والے نے کوئی حیلہ نہین کیا اور
اون دغابازون مین سی نہین جو اللہ تعالی کو لڑکونکی طرح فریب دیتے ہین وہ ظاہر باطن
مین نکاح کرنیوالا ہی اور حلالہ والا مکار فریبی اور اللہ کی آیتون سی ٹھٹھا کرنیوالا ہی
اور بہین وجہ اوسکی وعید اور لعنت مین وہ روایات آئی ہین کہ متعہ والے کے حق مین
اوس جیسی کیا اوسکی پاسنگ بھی نہین ہین ساتوین یہہ کہ متعہ والا عورتکو خود اپنے لئے

حلال کرنا چاہتا ہے اور یہی نکاح کا بہبد اور مقصود ہی اور محلل اوسکی علت اپنے
لئی نہین چاہتا بلکہ دوسرے کے لئی حلال کرنا چاہتا ہی اور یہین وجہ اوسکا نام محلل
ہوا اور یہہ بات معنی نکاح شرعی کے خلاف ہی آہون یہہ کہ طبائع سلیم اور دل
جنمین مرض نادانی اور بے دلیل مان لینے کا نہین جمادہ حلالہ سے نہایت درجہ کو نفرت
کرتے ہین اور عورتکو تو بڑی ہی عار اوس سے لگتی ہی یہانتک کہ اکثر عورتین اُس عورت
کو زنا سے زیادہ عیب لگاتی ہین بخلاف نکاح متعہ کے کہ اگر اُس سے طبیعتون اور عقلونکو
نفرت ہوتی تو شروع اسلام مین مباح نہوتا نوین یہہ کہ نکاح متعہ مشابہ ہی اس امر کے
کسی جانور کو سواری کے لئی ایکمدت تک کرایہ لیا یا گہر کو ایکمدت تک نفع حاصل کرنی
اور رہنے کے لئی کرایہ لیا خواہ ایک غلام کو کسیوقت تک خدمت کرنیکو نوکر رکہایا
اور کوئی اسیطرحکی صورت ہو جسمین دام دینے والے کو چیز سے کوئی صحیح غرض ہو مگر چونکہ
متعہ مین وقت کی قید آگئی اسلئے جو مقصود شارع نے نکاح سے دوام و استمرار کے لئی مقرر
کیا تہا اوس سے اوسکو نکالدیا بخلاف نکاح محلل کے کہ وہ انمین سے کسی چیز کے مشابہ
نہین اور اسی لحاظ سے صحابہ رضی نے اوسکو زنا سے اور جفتی کے لئی عاریتی بکری سے تشبیہ
دی دسوین یہہ کہ اللہ تعالی نے ان چیزون یعنی بیع اور ہبہ اور ٹھیکہ اور نکاح
کو ایسے سبب مقرر فرمائی ہین جنسے اونکے احکام انجام کو حاصل ہون مثلاً بیع کو

وھذا ھو سر النکاح ومقصودہ
والمحلل لا یرید احلالھا لنفسہ وانما
یرید احلالھا لغیرہ وکذا تسمیتہ
محللا وھو ضربک وضربہ للنکاح
تنفیرا للناس من ان الفعل
المسمی باسمہ والتعلق بالاسم
المسمی بہ ھو الذی یحمل
والتعلیل بنفس ھذا المعنی
ھو الذی یحمل اشد انکارا ونفارا
ممن یسمع ان نکاح المتعۃ
ھو الذی کان فی اول الاسلام ثم
نسخ ثم ابیح فی عام خیبر ثم
نسخ ثم ابیح فی عام الفتح
ثم نسخ ثم ابیح فی حجۃ الوداع
ثم نسخ ثم ابیح فی غزوۃ اوطاس
ثم نسخ ثم ابیح فی غزوۃ تبوک
ثم نسخ ثم ابیح فی عمرۃ القضاء
ثم نسخ ثم ابیح فی عمرۃ القضیۃ
ثم

جو چیز کے ملک کا سبب قرار دیا ہی اور اجارہ کو سبب منفع کے مالک ہونیکا بنایا ہی اور
نکاح کو سبب فرج کی ملک کا اور صحبت کے حلال ہونیکا فرمایا ہی اور محلل شرع سی بالکل مخالف ہے
اِسلئی کہ اوسنے اپنی نکاح کو اِسباتکا سبب کیا کہ فرج ملکیت طلاق دینی والے کی ہو اور وہ
اوسی پر حلال ہو جاوے اور جس چیز کو اللہ تعالی نے نکاح مین مشروع فرمایا تہا اُسکا قصد
نکیا یعنی فرج کو اپنی ملک مین کہنا اور اپنی لئی حلال سمجہنا اِس سی تو اوسکو کچہہ غرض نہی
بلکہ وہ قصد کیا جسکے لئی یہہ نکاح شرعًا سبب تہا گیا رہوین یہہ کہ محلل منافق کی جنس
سی ہی کیونکہ منافق ظاہر مین بہی کہتا ہی کہ مین مسلمان ہون اور اسلام کے عقد کا ظاہر
باطن مین التزام رکہتا ہون مگر باطن مین وہ اوسکا التزام نہین رکہتا اسیطرح محلل ظاہر
کرتا ہی کہ خاوند ہے اور نکاح کرنا چاہتا ہی اور مہر کا نام لیتا ہی اور عورت کی رضامندی
پر گواہی دیتا ہی حالانکہ باطن مین نہ وہ خاوند ہونا چاہتا ہی نہ عورت کو اپنی بی بی بنانا نہ مہر کا
دینا نہ حقوق نکاح کا بجالانا اور ظاہر مین اپنی دلی بات کے خلاف کرتا ہی اور کہتا
ہی کہ مین اِن امور کو چاہتا ہون اور خدا تعالی اور حاضرین مجلس اور شوہر اول جانتے
ہین کہ بات واقع مین یون نہین بارہوین یہہ کہ محلل کا نکاح نہ تو اہل جاہلیت کے
نکاح کے مشابہ ہی نہ اہل اسلام کے نکاح کے اور جاہلیت والے اپنی نکاحون مین بہت سے
بُرے کام کیا کرتی تہی مگر نکاح حلالہ پر راضی نہ تہی نہ اوسکو کرتے تہے چنانچہ

صحیح بخاری مین حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہی کہ جاہلیت کی نکاح چار قسم پر تھے
آخر حدیث تک اور ظاہر ہی کہ محلل کا نکاح اون چارون قسمون سے خارج ہے ف
مترجم کہتا ہی کہ وہ چارون نکاح یہہ تہے اول جیسا آجکل منگنی کا نکاح مروج ہی دوم
نکاح استبضاع کہ خاوند اپنی بیبی کو حیض کے بعد دوسرے شخص سے صحبت کی اجازت دینا
اور خود دوسرے حامل ہونے تک اوس سے علیحدہ رہنا یہہ امر اولاد کیواسطے ہوتا تہا سوم
یہ صورت تہی کہ دس سے کم آدمی کسی عورت سے صحبت کرتے جب اوسکے لڑکا ہوتا تو کئی دن کے بعد اُن سبکو بلاتی
اور جسکی دہہ چاہتی اُس لڑکے کو کردیتی کہ یہ تیرا ہے اُسکو ماننا پڑتا چوتھی یہہ صورت تہی کہ فواحش عورتونکی پاس سب
کوئی جاتے اگر اوسکے بچہ ہوتا تو قیافہ شناسونکو بلاتے وہ جسکی دمی اُسی چسپا دیتے اوسکا ہوتا اسلام سے بجز صورت اول
کی سب نکاح باطل ہوئی **فصل** اور حلالہ کرنیمین مبتلا ہونیکا سبب یہہ ہی کہ طلاق کی دینے مین اللہ کی نافرمانی اور شیطانکی
اطاعت کی یعنی جسطرح پر کہ طلاق کو اللہ نے مشروع فرمایا تہا اوسطرح نہ دی اسلیئے پشیمان ہوکر جھوٹے حیلے
ڈہونڈہتا ہی کہ کبھی تو حلالہ کرنیسے اور کبھی نکاح اول کے گواہون اور ولی کی عدالت مین گفتگو کرنی اور ایسے حاکم
کے پاس اپنا مقدمہ لیجانا جو گواہونکی عدالت کو نکاح مین معتبر کرتا ہو غرضکہ ایسے عیب گواہون
مین ڈہونڈہتا ہے کہ جنسے آدمی خالی نہین ہوتا اور اس سے مراد اوسکی یہہ ہی کہ پہلا نکاح باطل
ہوجاوے تو سر ہی سے طلاق ہی پڑی سبحان اللہ عجیب بات ہی کہ طلاق سے پیشتر تک
صحبت بھی درست رہی اور اولاد کا نسب بھی قائم رہا اور نکاح جائز رہا مگر طلاق پڑتے ہی

اب ایسی صورت تلاش کرتا ہی جس سی نکاح فاسد ٹھہری اور بعض نادان ایسی چیزونسی
کفایت کرتے ہین جنکو شیطان اونکی کافی سوجھا دیتا ہی جیسے خاوند کا عورت
کے پاس سی سفر کر جانا اور عورتکا اوسکے پاس سی چلا جانا یا دونونکا عرفات کے
پہاڑ پر اکٹھا ہو جانا یا اور کوئی ایسی جیسی بات تمسخر اور کہیل کی جنس سی کر لینی —

فصل جو کوئی کہ طلاق کے بابمین جو اللہ تعالی کے نزدیک حلال چیزونمین سے
نہایت ناپسند ہی چنانچہ ابو داؤد نے ابن عمر سی اسکو روایت کیا ہی خدا تعالی سی ڈری
اور طلاق اوسطرح پر دی جسطرح کہ خدا تعالی اور اوسکی رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر
کیا ہی اور بندہ کے لئی مشروع فرمایا تو اوسکو اُن حیلون مذکورہ بالا کی کچھہ حاجت نہی
چنانچہ وہ خود بعد ذکر فرمانے حکم طلاق کے فرماتا ہی وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا
اور جو کوئی ڈرتا رہی اللہ سی وہ کردیگا اوسکا
پس اگر سب طلاق دینی والے خدا کا خوف کرین تو اوسکی خوف کے باعث ان بوجھون
اور طوقون اور مکر اور حیلہ کرنیسے نے پردا رہین اسلئی کہ طلاق مشروع یہہ ہی کہ جن
دونونمین عورت حیض سی پاک ہو اور مرد نے اوس سی صحبت نکی ہو اوسوقت ایک طلاق دیکر
چھوڑ دی یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہو جاوے اسعرصہ مین اگر عورتکو روک رکھنی کو جی
چاہی تو رجعت کرلے اور اگر عدت کی گذرنے تک رجعت نکری تب بھی ہو سکتا ہی کہ اگر
سی از سر نو نکاح کرلے بدون اسکی کہ دوسرے سے نکاح کری اور اگر عورت سی کچھہ مطلب ہی

تب بھی اس سی اگر کوئی دوسرا شخص نکاح کریگا تو اسکا ضرر نہین تو جو کوئی اسطرح
کریگا وہ نہ پشیمان ہوگا نہ کسی حیلہ اور حلالہ کا محتاج ہوگا اور اسلیئے جب حضرت ابن
عباسؓ سی کسی نے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو سو طلاقین دین تو آپ نے فرمایا کہ تو نے
اپنے رب کی نافرمانی کی اور بی بی سی ہمیشہ کو جدا ہوگیا تو نے خدا تعالی کا خوف نکیا اور
تیری لیئے کوئی راہ نرکھی اور سعید بن جبیر کہتے ہین کہ ایک آدمی حضرت ابن عباسؓ کے
پاس آیا اور کہا کہ مین نے اپنی زوجہ کو ایکہزار طلاق دین آپ نے فرمایا کہ تین طلاقون سے
تو تیری بی بی تجھپر حرام ہوگئی اور باقی گناہ ہین جنسی تو نے اللہ تعالی کی آیتون کا
ٹھٹھا کیا اور مجاہد کہتے ہین کہ مین حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھا کہ اتنے مین اونکے پاس
ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ مین نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین آپ چپکی ہوئی یہان تک
کہ مجکو خیال ہوا کہ اوس عورتکو اسکو دلا دینگی پھر فرمایا کہ تم مین سی ایک شخص حماقت
کر بیٹھتا ہی پھر کہتا ہی ابن عباس ابن عباس اور اللہ تعالی فرماتا ہی ومن یتق اللہ یجعل
لہ مخرجا اور تو نے خدا تعالی کا خوف نکیا تو مین تیری لیئے کوئی راہ نہین پاتا اور
اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سے وہ کردی اوسکا گذارہ ۱۲
نسائی نے محمود بن لبید سی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی کہ
ایک شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاقین اکٹھی دی ہین آپ غضبناک ہوکر کھڑی ہوئی پھر ارشاد
فرمایا کہ کیا خدا تعالی کی کتاب سی ٹھٹھا کیا جاتا ہی حالانکہ مین تم مین موجود ہون آخر حدیث

ہر بیضرر کا ان پانچون سی ہر ضرر غیر ضرر فعل حلال ہی ۱۲ منہ
حنبلیہ والاحتیاط ولیس ہذا مما یحتاج الی
ابن عباس عن رجل طلق
امرأتہ مائۃ فقال عصیت
ربک وفارقت امرأتک
فقرأ ومن یتق اللہ فیجعل لک
مخرجا وقال سعید بن جبیر جاء رجل
ابن عباس فقال انی طلقت امرأتی
ثلاث فقال یا ابن عباس
یا ابن عباس ان اللہ قال ومن یتق اللہ
یجعل لہ مخرجا وانک لم تتق اللہ
فلا اجد لک مخرجا عصیت
ربک وبانت منک امرأتک
وان اللہ یقول یا ایہا النبی
اذا طلقتم النساء
فطلقوہن لقبل عدتہن
وقال ابن عباس
عن محمود بن لبید قال
اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم عن رجل طلق امرأتہ
ثلاث تطلیقات جمیعا فقام
غضبانا ثم قال ایلعب بکتاب اللہ
وانا بین اظہرکم حتی قام
رجل فقال یا رسول اللہ
الا اقتلہ

تک اور یہہ آثار اوس امر کے موافق ہین جو قران مجید سی معلوم ہوتا ہی یعنی طلاق
کا ایک ایک کرکے دینا مشروع فرمایا ہی اکٹھا دینا مشروع نہین چنانچہ اللہ تعالی
فرماتا ہی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ لفظ مرتان کے معنی لغت مین یہی ہین کہ ایکبار کے بعد
طلاق ہو دوبار تک ۱۲
دوسری بار ہو جیسا اور جگہہ ارشاد ہی سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ اور اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ
کہ ہم انکو دو بار عذاب کرینگے یہہ معنی ہین کہ دو بار عذاب کرینگے ۱۲ منہ
فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اور لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ
ہر برس مین ایکبار یا دوبار ۱۲ یعنی اگر لونڈی غلام آدمی تمہین سی عورتہا ہو یا نہ کرتا ان ہین اور جو نہیں بالغ ہوئے ہین تمہارے گھر مین
مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ پہر ان مرات کی تفسیر تین وقتون سی فرمائی - پہر خدا تعالی فرماتا ہی
مذکر تین بار ۱۲
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اسمین ذکر تیسری طلاق کا ہے
پہر اگر اوسکو طلاق دی تو اب حلال نہین اوسکو وہ عورت جبتک نکاح نکرے کسی اور خاوند سی ۱۲
اور اکٹھا دینا دو یا تین طلاقونکا مشروع نہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور حضرت ابوبکرؓ اور دو برس تک حضرت عمرؓ کی وقت مین اگر کوئی شخص تین طلاقین
اکٹھی دیتا تہا تو وہ ایک گنی جاتی تہی چنانچہ اس امر پر دو صحیح حدیثین ایک مسلم کی اور
دوسری سنن ابی داؤد اور مسند امام احمد مین کی دلالت کرتی ہین - مسلم مین کی حدیث
مروی ہی ابن طاوس سی اور وہ اپنے باپ سی اور وہ حضرت ابن عباسؓ سی راوی ہین
کہ طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کی عہد مین اور دو برس تک
حضرت عمر کی خلافت مین تین طلاق ایک ہی تہی پہر حضرت عمر نے فرمایا کہ جس امر مین
لوگونکی تاخیر تہی اوسمین اونہون نے جلدی کی اگر ہم اوسکو اوپر جاری کرین تو بہتر ہووے

پھر اوسکو اُنپر جاری کر دیا اور مسلم مین طاؤس سے روایت ہی کہ ابو صہبا نے
حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ آپ اپنی مختصر جو ابو نمین سے کچھ بیان فرمائیے کہ تین
طلاقین زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکرؓ مین کیا ایک نہین آپنے فرمایا
کہ ایک ہی تہین مگر جب حضرت عمر کے زمانہ مین لوگون نے طلاق پے در پے دینی شروع
کی تو اونہون نے اونپر تین طلاقونکو جائز رکہا اور ابو داؤد کی روایت مین ابی صہبا سے
یون آیا ہی کہ ابو صہبا نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ آپکو معلوم نہین کہ جب آدمی اپنی
زوجہ کو صحبت سے پہلے تین طلاقین دیدیا کرتا تہا تو زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین
اونکو ایک جانا کرتے تھے۔ اس روایت کو اسحق بن راہویہ اور سلف کی ایک جماعت نے
اختیار کیا ہی اور تین طلاقونکو بدون صحبت والی عورت کی حق مین ایک ٹھہراتے ہین اور
تمام صحیح روایتون مین قبل صحبت کی قید نہین اور اسی وجہ سے مسلم نے اس قید کو ذکر نہین
کیا اور خود طاؤس کی روایت جو ابن عباس سے ہی اوسمین بھی کسی مین قبل دخول کی
قید نہین اور اس روایت مین جو طاؤس نے ذکر کیا ہی تو ابو صہبا کی سوال کا حال ذکر
کیا ہی اور حضرت ابن عباسؓ نے جس چیز کا حال پوچہا تہا اوسیکا جواب دیا اور شاید
ابو صہبا کو یہی پہنچا تہا کہ جو قبل دخول طلاق دی تو تین اوسکی حق مین ایک ہین
اسلیئے اسکو ابن عباسؓ سے پوچہا کہ ایسی طلاق کو ایک ٹھہراتے تھے آپنے فرمایا

فی مضاہا علیہم وفی صحیحہ
ایضا عن طاوس ان ابا الصہباء
قال لابن عباس ہات من ہناتک
الم یکن الطلاق الثلاث علی عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وابی بکر واحدۃ
قال قد کان ذلک فلما کان
فی زمن عمر تتابع الناس فی الطلاق فاجازہ علیہم وفی روایۃ
ابی داؤد عن ابی الصہباء انہ قال لابن عباس اعلمت
ان الرجل کان اذا طلق امرأتہ ثلاثا قبل ان یدخل بہا جعلوہا واحدۃ علی عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر وثلثا من امارۃ عمر فقال ابن عباس نعم
وفی حاشیہ من الناسف لفظ ابی داؤد واحمد وفی غیر ذلک من الروایۃ وجعلوا الثلاث
واحدۃ وفی غیر ذلک من الروایات
الصحیحۃ لیس فیہا قبل ان یدخل ولا قبل ان یدخل ولیس فی
مسلم ذلک وروایۃ طاوس نفسہ عن ابن عباس
لیس فیہا قبل ان یدخل وانما فی ذلک حدیث
عن سوال ابی الصہباء فاجابہ بما سئل
عنہ وتعالی انما بلغہ صحۃ

تین طلاقون کا بیان

الثلاث واحدۃ حق
مطلق قبل الدخول
فسئل عن ذلک ابن عباس
وقال کان
واحدۃ فقال ابن عباس نعم

کرنا ان اور اسکے کچھ معنی نہین اسلئے کہ جواب مین قید کا ہونا سوال کے مقابلہ مین
ہے اور یہہ ایسی صورت ہی کہ کسی نے آپ سی پوچھا کہ اگر چوتھا گھی مین گر جاوے تو کیا
حکم ہی آپنے فرمایا کہ جب چوتھا گھی مین گرہی تو اوسکو اور اوسکے گرد کی گھی کو نکال ڈالو
اور باقی کو کھاؤ تو اِس سی معلوم نہین ہوتا کہ حکم کی قید خاص گھی کے ساتھہ ہی
اور دوسری حدیث یہہ ہی کہ ابو داؤد کہتے ہین کہ حدیث بیانکی ہم سی احمد بن صالح نے
اور اونسے حدیث بیانکی عبد الرزاق نے اور اونکو خبر دی ابن جریج نے اور
کہتے ہین کہ مجھکو خبر دی بعض بیٹون نے ابو رافع کے جو موسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہین عکرمہ سی اور اُنہون نے حضرت ابن عباسؓ سی روایت کی ہی کہ فرمایا عبد یزید نے
جو رکانہ اور اوسکی بہائیونکا والد تہا رکانہ کی ما کو طلاق دیکر ایک مزینہ کی عورت
سی نکاح کر لیا وہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین آئی اور اپنی سر مین سے
ایک بال پکڑ کر کہا کہ عبد یزید سی میرا کام اتنا ہی جتنا اِس بال سی پس مجھہ مین
اور اوسمین آپ جدائی فرما دیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیرت آئی آپنے رکانہ
اور اوسکی بہائیونکو بلوایا اور اپنی ہم نشینون سی فرمایا کہ دیکھو رکانہ کی فلان فلان
چیز اِسکے باپ عبد یزید کی سی ہی اور اوسکا دوسرا بیٹا اوس سی فلان فلان بات
مین مشابہ ہی لوگون نے عرض کیا کہ درست ہی پھر آپنے عبد یزید کو فرمایا کہ اِس عورت کو

طلاق دیدی اوسنے طلاق دیدی آپ نے فرمایا کہ اپنی پہلی بی بی رکانہ اور اوسکی
بہائیونکی ماسی رجوع کرلے اوسنے عرض کیا کہ مین نے اوسکو تین طلاقین دی ہین آپ نے
فرمایا کہ مین جانتا ہون تو اوس سے رجعت کرا ور پڑہا یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ
اَلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ پس آپنے اوسکو مراجعت کا حکم دیا حالانکہ
وہ طلاق دیچکا تہا اور وہ آیت پڑہی جو معہ اپنی مابعد کے اس امر مین صریح ہی
کہ جو طلاق کہ اللہ تعالی نے بندونکی لئی مشروع فرمائی ہی وہ عدت کی طلاق ہی
جب عدت کے دن گذرنے پر آلگین تو یا اوسکو اچہی طرحسے روک رکہی یا نیکی کی ساتھہ
اوسکو چہوڑ دی اور طلاق کو اللہ تعالی نے گنجایش اور آسانی کے طور پر مشروع
فرمایا ہی کہ شاید طلاق دینے والا نادم ہو تو اوسکی لئے رجوع کرنیکی راہ باقی رہے
چنانچہ فرماتا ہی لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا اب کوئی یہہ اعتراض نہین
کرسکتا کہ اس حدیث کی سند مین مجہول یعنی گمنام آدمی ہی اسلئے کہ اسکا جواب ہم
تین طرح پر کہہ سکتے ہین اول یہہ کہ مسند امام احمد مین ہی کہ حدیث بیان کی ہم سے سعد بن
ابراہیم نے اور اونسے حدیث بیان کی اُبَی نے محمد بن اسحق سے کہا کہ حدیث کہی مجہہ سے
داؤد بن حصین نے عکرمہ مولی ابن عباس سے کہا کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیبی
کو تین طلاقین ایک ہی مجلس مین دین اور طلاق دینے والونمین یہہ شخص سب سے پہلا تہا

اوسنے اوس عورت پر نہایت غم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے پوچھا
کہ تونے اوسکو کیسی طلاق دی ہی اوسنے عرض کیا کہ مینے تین طلاقین دی ہین آپ
نے فرمایا کہ ایک مجلس مین اوسنے عرض کیا کہ ہان آپنے فرمایا کہ وہ طلاق ایک ہی
ہوی تو اوس عورت سے اگر چاہی مراجعت کرلے عکرمہ کہتے ہین کہ اوسنے مراجعت کرلی اور
بھی اونکا قول ہی کہ حضرت ابن عباسؓ کی رای یہہ تہی کہ ہر طہر پر طلاق ہونی چاہیئے
اور روایت کیا اسکو حافظ ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد مقدسی نے اپنی مختارہ
مین پس یہہ حدیث موافق ہی طاوس اور ابی صہبا اور ابی الجوزا کی حدیث کی جو حضرت
ابن عباسؓ سے مروی ہی اور طاوس اور عکرمہ حضرت ابن عباس کے اور شاگردونکی
نسبت کہ اس حدیث کا حال زیادہ جانتے تہے اسلئے کہ عکرمہ تو آپکے غلام تہے اور طاوس
آپکے شاگرد تہے اور یہہ دونو یہہ فتوی دیا کرتے تہے کہ تین طلاقین ایک ہی ہین اور اسی
طرح ابن اسحق کے نزدیک جب یہہ حدیث ثابت ہوگئی تو اوسیکے بموجب حکم دینے لگے
اور فرماتے تہے کہ سنت مجہول ہوی تو اوسیکی طرف رجوع کیجاوی اور ابن عباسؓ
سے دو روایتین ہین ایک تو طلاق دینے والونکی طلاق قائم رکہنے اور سزا دینے کے لئے
حضرت عمر کی موافقت ہی اور دوسرے فتوی دینا مضمون حدیث کی موافق ہی حماد بن
یزید نے ایوب سے اور اونہون نے عکرمہ سے اور اونہون نے حضرت ابن عباسؓ سے

فی طلاق الثلاث وقد بینا ذلک

قال وکان ابن عباس یری ان
الطلاق عند کل طہر وراوہ انکا حافظ
ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسی
فی مختارتہ فہذا موافق لحدیث طاوس
وابن الصہباء وابی الجوزاء عن ابن عباس
وطاوس وعکرمہ اعلم اصحاب

ابن عباس بہ فان عکرمۃ مولاہ وطاوس
صاحبہ وکان ثقۃ وعکرمۃ بعضہم کان یکذب
واصحہ وکان ابن اسحق لما صح عندہ ہذا
الحدیث وافق بموجبہ وکان یفتی
بہ وابنان احدہما موافقۃ لہ
فہذا یدل علی ان ابن عباس
انما افتی بہ بعد النہی
عن المطلقات
ثلاثا

روایت کی ہی اور یہہ حدیث صحت اور بزرگی کی راہ سی بس ہی یعنی جب ایک ہی مجلس
مین کہا کہ تجکو تین طلاق ہین تو یہہ تینون ایک ہی ہونگی اس حدیث کو ابو داؤد
نے سنن مین ذکر کیا ہی دوسری وجہ یہ ہے کہ شخص مجہول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ہولے کی اولاد مین سی ہی اور جہوٹ اُن لوگونمین پہیلا نہ تہا اور یہہ قصہ بہی مشہور
اور محفوظ ہی اور داؤد بن الحصین نے اوس راوی کی متابعت اِس قصہ مین کی ہی اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ قصہ راوی کو یاد تہا تیسری وجہ یہ ہے کہ ہمنے صرف اوسی راوی کی
روایت پر اعتماد نہین کر لیا بلکہ داؤد بن الحصین کی روایت کو بہی ذکر کیا ہی اور تہمت
تدلیس کی ابن اسحق کی ذمہ سی اوسکی حدیثی کہنے سی جاتی رہی اور عنعنا کی مقدار پانچ
عیب چہپانا ۱۲
وسق یا اوس سی کمتر کرنیکی حدیث مین ائمہ نے ٹہیک اسی سند سی حجت پکڑی ہی اور
اوسکو اختیار کیا ہی اور اوسکی مضمون کے موافق عمل کیا ہی باوجودیکہ عام اور صحیح
حدیثونکے خلاف ہی جو تر خرما کو خشک کی عوض بیچنے کے منع مین وارد ہین غرضکہ
ان حدیثونکی بموجب کہنا ظاہر قران اور صحابہؓ کے اقوال اور قیاس اور لوگونکی
مصلحتون کے موافق ہی ظاہر قران کے تو اِسطرح مطابق ہے کہ اللہ تعالی نے
رجعت کو ہر طلاق مین مشروع فرمایا ہی بجز طلاق ایسی عورتکی جس سی صحبت نہوئی ہو
یا دو بار طلاق دیکر تیسری بار طلاق دی ہو اور قران مجید مین سوا اِن دو صورتونکے

اور کوئی طلاق بائن نہین اور قیاس کے مطابق اسطور ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اور وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ
تو ایسے کسی کی گواہی سہ گواہی چار گواہی دیوے سو کہ نام گی" اور عورت سو ملی ہی ماریون کہ گواہی دے چار
شَهَادَاتٍ - پس اگر مرد یون کہے ہی کہ مین خدا کی چار گواہیان دیتا ہون اسپر گواہیان
کہ مین سچا ہون یا عورت کہی کہ مین خدا کی چار گواہیان دیتی ہون کہ مرد جھوٹا ہی
تو دونو کا اسطرح کہنا ایک ہی گواہی ہوگی چار نہونگی اسیطرح بی بی کو کہدینا کہ تجکو
تین طلاق ہین ایک ہی طلاق ہوگی تین نہونگی اور اس سی صحیح تر قیاس اور کوئی نہی
نہین اور یہی حال ہے اُن صورتون مین جنمین شمار کا اعتبار ہوا کرتا ہی جیسے ناو غیرہ
کا اقرار کرنا اور اقوال صحابہؓ کے مطابقت کی لئی تو یہی بس ہی کہ اس حدیث پر
عمل حضرت صدیقؓ کے عہد مین تہا اور آپکے ساتھہ سب صحابہ موجود تھی بلکہ بعض
اہل علم فرماتے ہین کہ اسپر اجماع قدیم ہی خلاف حضرت عمرؓ کے زمانہ مین پیدا ہوا ہی چنانچہ
ثابت ہوا ہی کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد مبارک
مین اور کچھہ دنون حضرت عمرؓ کی خلافت مین جو شخص تین طلاقین اکٹھی دیا کرتا تہا اوسپر
ایک ہی قائم رکہتی تھی اور یہہ جو لوگ دعوی کرتے ہین کہ پیچہی سی اجماع تین پر ہوگیا
ہی تو یہہ جھوٹا دعوی ہی اسلئی کہ اختلاف ہمیشہ رہا ہی اجماع کیصورت نہین ہوئی
راؤ داود اور اوسکی اصحاب نے بہی اختیار کیا ہی کہ تین طلاقین ایک ہین اور جو لوگ

خلاف کے ناقل ہین اونمین سے طحاوی نے اپنی کتاب اختلاف العلماء وتہذیب الآثار
مین لکھا ہے اور ابوبکر رازی نے کتاب احکام القرآن مین اور ابن منذر نے اوسکو
نقل کیا ہے اور ابن حزم اور محمد بن نصر مروزی اور مازری نے معلم مین بیان کیا ہے
اور اسکی روایت محمد بن مقاتل سے کی ہے جو امام اعظم کے شاگردونمین سے ہین
اور یہہ امام ابوحنیفہ کے مذہب مین ایک ہے دو قولونمین سے اور تلمسانی نے شرح
تفریع مین ایک قول امام مالک کا خلاف مین نقل کیا ہے اور شیخ الاسلام نے بعض
اصحاب احمد سے خلاف کو حکایت کیا ہے اور اسیکو امام احمد نے اختیار کیا ہے اور
اور اونکے اقوال مین نہایت بُرا ہے کہ اپنی مذہب کے بامبین اصحاب جو کیطرح ان
جیسے قاضی اور ابوالخطاب اسلئے کہ اونکی شان اس امر سے بلند ہے غرضکہ امام احمد کے
مذہب مین یہہ ایک قول بلاشک ہے اور تابعیونمین بھی خلاف کا یہی حال ہے اب باقی رہا
ان لوگونکا جواب دینا حضرت ابن عباس کی حدیث سے جو مذکور ہوئی سو اوسکی جواب
مین ہر ایک کی راہ مختلف ہے اسحق نے جو اسکو اُس عورت پر محمول کیا ہے جس سے صحبت
نہوئی ہو اوسکا حال تو پہلے گذر چکا اور ابوداؤد نے اِس حدیث کو منسوخ ٹہہرایا ہے
چنانچہ اپنی سنن مین کہا ہے کہ باب تین طلاقونکے بعد رجعت کی منسوخ ہونیکا پھر
حدیث حضرت ابن عباسؓ کی بیان کی کہ اگر آدمی اپنی زوجہ کو طلاق دیتا تہا تو اوسکی

حکی الخلاف الطحاوی فی کتابہ اختلاف العلماء وفی کتاب تہذیب الآثار وابوبکر الرازی فی کتاب احکام القرآن وحکاہ ابن المنذر وابن حزم ومحمد بن نصر المروزی والمازری فی کتاب المعلم وحکاہ عن محمد بن مقاتل من اصحابنا وہو احد قولین فی مذہب ابی حنیفۃ وہو احد قولین فی شرح التفریع عن مالک وحکی بعض اصحابنا کابی الخطاب وغیرہ روایۃ عن احمد وہو اختیار القاضی وابی الخطاب وہو اجل من ذلک فہو قول فی مذہب احمد بل الخلاف بین التابعین کذلک وما الجواب عن حدیث ابن عباس المتقدم فمسلک

سلک فی حدیث ابن عباس من قال اذا طلق ثلاثا

ثلاث طلاقونکا بیان

رجعت کا وہی مستحق تر ہوتا تہا گو تین طلاقین دی پہر یہہ حکم اس آیت سی منسوخ
ہوگیا الطلاق مرتان پہر اسی یا بین حدیث ابی الصہبا کی نقل کی ہی اور شاید اونکا
یہہ اعتقاد ہی کہ حکم اس حدیث کا ثابت تہا اوسصورتمین کہ جب مرد اپنی بی بی کو
طلاق دیتا تہا اوس سی رجعت کر لیتا تہا اور یہہ جواب دو وجہ سی وہم ہی اول یہہ کہ
منسوخ رجعت کا ثابت ہونا ہی بعد طلاق کے گو کسی حد کو پونہچ جاوی جیسا کہ
شروع اسلام مین تہا دوسرے یہہ کہ منسوخ ہونا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے جائز نہین تین طلاقونکا ایک ہونا حضرت صدیقؓ کی ساری خلافت مین اور حضرت
عمر کی شروع خلافت مین معمول رہا پہر اوسکی بعد منسوخ ہونا محال ہی۔ اور ابن منذر
نے یہہ کہا ہی کہ تین طلاقونکا ایک ہونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دانست مین تہا
اور آپکے امر سی تہا اور یہہ بہی نہین ہوسکتا کہ حضرت ابن عباسؓ پر یہہ گمان کیا
جاوی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی یاد تو کچہہ کرین اور حکم اوسکی خلاف دین
اور یہہ قول ابن منذر کا کئی وجہہ سی پوچہ ہی اول یہہ کہ حدیث عکرمہ کی حضرت ابن
عباسؓ سی جسمین یہہ ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ کی زوجہ تین طلاق کی بعد
اونکو دلوادی اس تاویل کو سری سی باطل کرتی ہی دوسرے یہہ کہ اگر یہہ بات درست
ہوتی تو حضرت ابن عباسؓ ابی الصہبا سے یہہ فرماتے کہ مجکو معلوم نہین کہ یہہ معاملہ رسول اللہ

وهن اولهم بوجهين احدهما ان
الرجل يراجع امرأته بكل طلاق
ان حكمه كان ثابتا كما كان
حكى ابو الصهباء وكان اعتقد
فنسخ ذلك بقوله الطلاق
فهو احق برجعتها وان طلقها ثلاثا

المنسوخ هو بقاء الرجعة بعد الطلاق ولو
بلغ ما بلغ كما كان في اول الاسلام الثاني
ان السنة كانت بعد موت النبي صلى الله عليه
وآله وسلم وكون الثلاث واحدة فعمل به
في خلافة الصديق واول خلافة عمر فمن التشديد

ثلاث تطليقات

ان يلزمه بعد ذلك ثلاث وانما ابن المنذر فقال علم النبي صلى الله عليه وآله وسلم
حكاه عن طاوس وغيره ان ركانة بن عبد يزيد طلق امرأته ثلاثا في مجلس واحد فحزنه
عن ابن عباس ان يحفظ عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في هذا شيئا ورفعه بعض الحفاظ
وهذا احد ما استدل به المخالف ضعيف
عن ابن عباس في رد النبي صلى الله عليه وآله وسلم امرأة ركانة
لوجهين احدهما ان مجالد بن سعيد عكرمة
عليه بعد ان طلق ثلاثا فجعلها واحدة
وهذا الثاني وليس احدهما بأن بعد
لو كان عند ابن عباس كما قال ابن عباس لابن
المضروب بها ما دروى ما بلغ دلالة الراوي

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پونہچا ہی یا نہین پونہچا اور ابی صہبا کو اسپر ثابت نر کہتے
تیسرے یہہ کہ اگر ایسا ہی ہوتا تو حضرت عمرؓ یون نہ فرماتے کہ لوگون نے جلدی کی
اوس معاملہ مین کہ اُنکی لئے ڈہیل تھی بلکہ اونپر واجب تھا کہ اوسکی خلاف مین حدیث
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان فرما دیتے اور ارشاد کرتے کہ لوگونکا اسطرح عمل کرنا
دین اور شرع کے خلاف ہی اور یہہ نہ فرماتے کہ اگر ہم اوسکو جاری کردین تو خوب ہو
اسلئے کہ یہہ جاری کرنا تو اللہ اور اوسکی رسول کیطرف سے ہی نہ حضرت عمرؓ کیطرف سے
چوتھے یہہ کہ محال اور ممتنع ہی کہ جو لوگ بہترین خلق ہون وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مبارک اور خلیفہ اولؓ کے عہد شریف مین طلاق اور رجعت مین اپنے دین کے خلاف
کرتے ہون کہ طلاق بھی حرام ہی دیتے ہون اور رجعت بھی حرام ہی کرتے ہون اور اس
باتکی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باوجود آپکے اونمین تشریف رکھنیکے نکرتے ہون
پہر حدیث ابن عباس کی جسکو احمد نے روایت کی ہی اسباتکو رد کرتی ہی اور فتوی دینا
حضرت ابن عباسؓ کا جو اونسے نہایت صحیح اسناد سے ایک روایت مین ثابت ہوا ہی اوسکو
رد کرتا ہی اور کیسے ہوسکتا ہی کہ بہترین امت طلاق اور رجعت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور صدیقؓ کی زندگی بہر اور کچہہ دنون حضرت عمرؓ کی خلافت مین برابر ناواقف رہین پہر اوسکے بعد
اونکو طلاق اور رجعت جائز طور پر معلوم ہوون اور کیسطرح صحیح ہوگا حضرت عمرؓ کا فرمانا

کہ آدمیون نے اوس کام مین جلدی کی جسمین اونکو تاخیر تھی اور کسطرح درست ہوگا
اونکا فرمانا کہ خوب ہوا گر ہم اوسکو اونپر جاری کردین اور امام احمد نے اُس حدیث کو
اِسوجہ سے رد کیا ہی کہ حضرت ابن عباس نے اوسکی خلاف حکم دیا ہی حالانکہ دونو حدیثون
کے راوی امام احمد ہی ہین اور یہہ رد اُس قاعدہ پر مبنی ہی کہ صحابی جسوقت اپنی روایت
کے خلاف پر عمل کرے تو وہ روایت حجت کے لائق نہ ہوگی صحابی کے عمل کا اتباع
کیا جاویگا اور احمد سے مشہور یہی ہی کہ اعتبار صحابی کی روایت کا ہی نہ اوسکی قول کا جس
صورتمین کہ قول مخالف حدیث کی ہو اور بہین وجہ بریرہ کی حدیث مین حضرت ابن عباس رض
کی روایت کو اختیار کیا ہی کہ لونڈی کی بیع اوسکی حق مین طلاق نہین ہوتی اسلئے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیدیا تہا اگر بیچنے سے نکاح جاتا رہتا
تو مختار نفرماتے باوجودیکہ حضرت ابن عباس رض کا مذہب یہ ہی کہ لونڈی کا بیچنا ہی اوسکی
طلاق ہی اور اپنی حجت اِس آیت کی ظاہر معنونکو فرماتے ہین وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ
(اور خاوند والی عورتین)
اِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ اس آیت مین خاوندوالی لونڈی اگر ملک مین آوے تو اوسکی
(مگر جنکو مالک سو وہ تمہارے لئے حلال ہین ۱۲)
صحبت مباح فرمائی پس اگر نکاح باقی رہتا تو صحبت مباح نہوتی اور امام احمد اور
تمام علما اِس مسئلہ مین آپکی خلاف پر ہین وہ کہتے ہین کہ لونڈی کی بیع طلاق نہین ہوتی
اور اپنی حجت بریرہ لونڈی کی حدیث سے کرتے ہین اور حضرت ابن عباس رض کی راے کو

انکی روایت کے باعث ترک کرتے ہین اسلئے کہ آپ کی روایت تو خطا سے محفوظ
ہے اور رائے محفوظ نہین اور امام ابو حنیفہ کا مذہب اسکا عکس ہے یعنی اُنکے نزدیک
تین طلاقین ایک نہین ہوتین تین ہی واقع ہوتی ہین اور احمد سے دو روایتین ہین ضعیف
حدیث کی نمانتے ہین یہہ مسلک قوی نہین اور کچھہ لوگ اس حدیث کی نمانتے ہین ایک
اور راہ چلی ہین اور کہا ہے کہ یہہ حدیث مضطرب ہے اور اسیوجہ سے بخاری نے اُس سے
اعراض کیا اور اپنی صحیح مین اوسکی خلاف پر عنوان لکھا اور کہا کہ باب ہے تین طلاقون
کے جواز مین ایک کلمہ سے بوجہ فرمانے خدا تعالی کے کہ طلاق دو مرتبہ ہے پھر حدیث
لعان کی ذکر کی ہے اور اوسمین یہہ ہے کہ طلاق دی عورتکو تین پہلے اس سے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو امر فرماوین اور آپنے اوسکو بدلا نہین حالانکہ آپ امر باطل
رہنے نہین دیتے اور یہہ لوگ اضطراب کی وجہ یہہ بیان کرتے ہین کہ سند کی
رو سے تو اضطراب یہہ ہے کہ اسکی روایت ایکمرتبہ طاوس سے ہے اور وہ ابن عباس رضہ سے
راوی ہین اور الفاظ حدیث مین اضطراب یہہ ہے کہ ابو صہبا کبھی تو کہتا ہے کہ تمکو معلوم
نہین کہ آدمی جب اپنی زوجہ کو تین طلاقین قبل دخول کے دیدیتا تھا تو لوگ اونکو
ایک ہی ٹھہراتے تھے اور کبھی کہتا ہے کہ کیا تین طلاقین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد شریف اور حضرت ابوبکر رضہ کی زمانہ اور کسیقدر حضرت عمر رضہ کی خلافت مین ایک

ذکر روایتہ فان روایتہ معصومۃ ومن ذھب بی حنیفۃ عکس ذلک وعن احمد روایتان فھذا مسلک قوی ومسلک لا یقوی وفی رد الحدیث مسلک آخر فقالوا ھو مضطرب وترکہ البخاری وترجم فی صحیحہ علی خلافہ فقال باب فی من اجاز الثلاث وفی کلمۃ تقولہ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان وفیہ وطلقھا ثلاثا فقال کان ذا طلق امرأتہ ثلاثا قبل ان یدخل بھا جعلوھا واحدۃ وفیہ عن ابن عباس رضہ من اجاز الثلاث انہ طلق رکانۃ وروی عن طاوس عن ابن عباس رضہ انہ طلق امرأتہ ثلاثا فی مجلس واحد فحزن علیھا حزنا شدیدا وفی روایۃ ابی الصھباء انہ طلق امرأتہ ثلاثا فقال اتعلم ان الرجل اذا طلق امرأتہ ثلاثا قبل ان یدخل بھا کانوا یجعلونھا واحدۃ علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر وصدرا من امارۃ عمر رضہ فقال نعم وفی روایۃ ابی داود عن ابن عباس رضہ قال طلق رجل امرأتہ ثلاثا فقام غضبانا ثم رجع فقال یعمد احدکم فیطلق ثلاثا ثم یقول یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو فعل ذلک مرۃ او مرتین فان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرنی بھذا فراجعھا ثم قال فی کل طھر تطلیقۃ وتبین یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم قال فی کل طھر تطلیقۃ وتبین یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم قال فی کل طھر تطلیقۃ وتبین یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نہ تھی پس ایک روایت کے الفاظ دوسرے کے مخالف ہین اور یہہ مسلک سب مسلکونکی
نسبت کر بہت پوچ ہی اسلئے کہ حدیث صحیح ہے اور اوسکے راوی حافظونکی پیشوا ہین
چنانچہ عبدالرزاق وغیرہ نے ابن جریج سے اخبار کے الفاظ سے اوسکو روایت کیا ہی
اور اسطرح ابن جریج نے ابن طاؤس سے اور اوسنے اپنے باپ سے حدیث بیانکی ہی اب
کسی طعن والیکو گنجایش طعن کی اس حدیث مین نہین علاوہ ازین اس حدیث کو
حماد بن زید نے ایوب سے اور اوسنے بہت سے راویونسے اور اونہونے طاؤس سے
روایت کی ہی پس تو عبدالرزاق ہی اس حدیث کی روایت مین تنہا ہی نہ ابن جریج نہ
عبداللہ بن طاؤس دیکھو امام احمدؒ سے جب پوچھا گیا کہ آپ کسوجہ سے اس حدیث کو
رد فرماتے ہین تو فرمایا کہ اس جہت سے کہ لوگ حضرت ابن عباسؓ سے اسکے خلاف روایت
کرتے ہین نہین فرمایا کہ ضعف اور طعن کے باعث رد کرتا ہون اور بخاری نے جو اس
روایت کو چھوڑ دیا تو اس سے اسمین ضعف نہین ہوا اس حدیث کا حال اور صحیح حدیثون
کا سا ہی جنکو بخاری نے اسنظر سے فروگذاشت کیا ہی کہ کتاب بڑہجاوی کیونکہ اونہونے
اپنی کتاب کا نام جامع صغیر صحیح رکھا ہی اور جو لوگ کہ اس حدیث کو ابوالجوزا سے
روایت کرتے ہین اگر اونکی روایت محفوظ ہی تب تو حدیث مین اور قوت پیدا ہوگی اور
اگر محفوظ نہین اور ظاہر بھی یہی ہی تو صرف کنیت مین غلطی ہوگئی ہی کہ عبداللہ بن

حاشیہ کاپی ان

الامری ان الامام احمد لما قیل له باحادیث
عباس خلافه وکم من حدیث یضعفه ولم
فی حدیث ابن عباس هذا ضعف ولم
یعمل به البخاری لانه لم یکن عنده
فیما ارویه من روایة ابی الجوزاء
فیها ان کانت محفوظة فان
فیها ان کانت محفوظة فان
وفی الکنیة انقلب فیها ابن عباس

مؤمل نے جو روایت ابی ملیکہ سے کی ہے اوسمین بجاے ابو الصہبا کے ابو الجوزا
کہدیا ہے اسلئے کہ وہ شخص حافظہ کا برا ہے اور جو یاد کرنیوالے ہین اُنہون نے
ابو صہبا کہا ہے اور یہہ امر حدیث کو سست نہین کرتا اور بیہقی طریق حاکم کی نزدیک
مستدرک مین ہے اور جو لوگ کہ اس حدیث مین قید قبل دخول کی روایت کرتے
ہین تو پہلے گذر چکا کہ یہہ روایت دوسرونکی روایت کی مخالف نہین اور ایک یہہ ہے
کہ وہ روایت ابو داؤد کے نزدیک ایوب سے مروی ہے اُونہون نے بہت لوگون
سے روایت کی ہے اور طلاق کی روایت معمر اور ابن جریج سے ہے اور اونہون نے ابن
طاؤس سے اور اوسنے اپنے باپ سے روایت کی ہے پس یہہ دو نو حدیثین اگر آپسمین
ایکدوسرے کے خلاف ہون تو تین طلاقونکی ایک ہو جانیکی روایت بہتر ہے عمل اسپر
رہیگا اور اگر دونو روایتونمین متعارض نہو تب تو صاف ظاہر ہے اور حدیث داؤد بن
بن الحصین کی عکرمہ سے حضرت ابن عباس رض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسبابمین
صریح ہے کہ تین طلاقین اوس عورت کے حق مین جس سے صحبت ہوئی ہو ایک ہین اور ابو الصہبا
کی حدیث مین غایت درجہ یہہ ہے کہ اونکا قول قبل دخول معتبر شخص کیطرح نسے زیادتی
ٹھہرایا جاوے اسصورت مین بھی اوسپر عمل کرنا بہتر ہوگا اور اب حضرت ابن عباس رض
کی دو حدیثونمین سے ایک تو اسپر دلالت کرتی ہے کہ یہہ حکم کنواری کی حقمین ثابت ہے اور

المعروف عن ابن ملیکۃ عن
ابی الصہباء ابن ابی الجوزاء
فانہ شیخ الحفظ والاتقان
قالوا ابو الصہباء وھذا ارسال
یوھن الحدیث وھذا
الطریق عند الحاکم فی
المستدرک رواہ وامثالہ
من رواہ مقیدا قبل الدخول فقد
تقدم انہا لا تناقض روایۃ
عن غیرہ والحدیث روایۃ
عن ابن طاؤس عن ابیہ
عن ابن عباس رض
واضح وحدیث داؤد
عن عکرمۃ عن ابن عباس
عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صریح فی ان الثلاث والحدۃ
فی الحکم ثابت فی حق ایہ

الباب الثانی عشر

فی حکم الطلاق قبل الدخول بالمدخول بہا وغیرہا

من ثقۃ فقہ
ان فعلہ قبل الدخول بزیادۃ
خلاف اولی وحینئذ یعین الاخذ
بحدیث ابن عباس علی ان ھذا

دوسری حدیث سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ حکم مذکور یا ہی کے حق مین بھی ہی تو دونو
حدیثون مین سے ایکدوسری کی تقویت کرتی ہی اور اوسکی صحیح ہونیکی شاہد ہے اور
دوسرے لوگون نے اپنا ایک اور ہی مسلک ٹہہرایا ہی جو ان سب سے پوچہ تر ہے
وہ یہہ کہتے ہین کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بجز ابن عباسؓ کے
اور کسی نے روایت نہین کیا اور نہ ابن عباسؓ سے بجز طاؤس تنہا کے اور کوئی ہی
ہی ایسے بڑے معاملہ مین جسکی طرف نہایت سخت حاجت ہوا کرتی ہی بڑے بڑے صحابی اور
یاد کرنیوالے کہان تھے یہہ بات سب صحابہؓ پر کسطرح چھپی رہی اور صرف حضرت ابن عباسؓ
کو معلوم ہوئی اور حضرت ابن عباسؓ کے سب شاگردونکو معلوم نہوئی صرف طاؤس کو
معلوم ہوئی - یہہ تقریر سب پہلی وجہات کی نسبت کہ بہت خراب ہی احادیث صحابہؓ
اور ثقہ اماموں کی ایسی بات سے رد نہین ہوسکتی اسلئے کہ بہت احادیث ایسی ہین
جنکو صرف ایک ہی شخص نے روایت کی ہی جو رتبہ مین طاؤس کی نسبت کہ بہت کم ہی مگر
اونکو کسی امام نے رد نہین کیا اور ہم پہلے اور پچہلے عالمون مین سے کسیکو نہین جانتے
جسنے یہہ کہا ہو کہ حدیث کو جب ایک ہی صحابی روایت کرے تو قبول نکرنی چاہیئے البتہ
اہل بدعت اور اونکی تابعین سے اسبا مین بہت سے اقوال منقول ہین فقہا مین سے کوئی
اونکا قائل نہین اور زہری نے تنہا قریب ساٹہہ حدیثونکی بیان کی ہین جنکو سوا اوسکے

اور کسی نے روایت نہین کیا اور اُمت نے اوسپر عمل کیا ہی اور راوی کے اکیلے
ہونیکے باعث سی کسی نے اونکو رد نہین کیا معہذا عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سی
حدیث رکانہ کی روایت کی جو موافق ہی اوس حدیث کی جو طاؤس نے آپ سی روایت
کی اسصورتمین اگر عکرمہ مین طعن کیا جاوی تو باطل اور مخالف ٹھہریگا کیونکہ لوگ عکرمہ
کی سند پکڑتے ہین اور بڑی بڑی یاد کرنیوالے حدیث کی اونکی حدیث کو صحیح کہتے ہین
اور جو لوگ اونکی یا ہمین طعن کرتے ہین اونکی طعن پر لحاظ نہین کرتے اب اگر یہہ کہو
کہ یہہ حدیث شاذ ہی اور اوسکا ادنی حال یہہ ہی کہ ہم اوسمین توقف کرین اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی اوسکی ثابت ہونیکا یقین نکرین تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث شاذ
نہین شاذ اوسکو کہتے ہین کہ جو روایت معتبر شخصون نے کی ہو اوسکی خلاف ہو یعنی اُسکا
راوی اپنی روایت کی باعث معتبرون سی علیحدہ ہوا اور جب ایسی صورت ہو کہ راوی معتبر
کسی حدیث کو صرف اکیلا بیان کری اور ثقہ لوگ اوسکی خلاف روایت نکرین تو اوسکو
شاذ نکہینگے اور اگر اس قسم کا نام بھی باصطلاح جدید شاذ رکھلیا جاوے تو یہہ اصطلاح
باعث اوسکی رد کا نہوگی نہ اُس سی رد جائز ہوا امام شافعی فرماتے ہین کہ شاذ کی یہہ معنی
نہین کہ کوئی معتبر شخص حدیث کی روایت مین تنہا ہو بلکہ شاذ وہ ہی کہ راوی معتبر
لوگونکی روایت کی خلاف روایت کری اور بعض لوگون نے جب ان وجہات کو پوچ جانا

غیر ثقہ و عدالت بیا ثقہ و ضبط نہ ہونا
یعنی وہ ثقہ نہین ہم ان کو نہین جانتے
روی عن ابن عباس مخالف
رکانہ وہو موافق لحدیث
طاؤس عنہ فان قلت فی عکرمۃ
الرجل وتناقض فان قلت لم
احتجبہ البخاری وقد تکلم فیہ
قیل ہذا ہو الحکم الشاذ فتوقف
ان یتوقف فی ہ والاخذ بصحتہ عن رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قیل لیس ہو الشاذ فتوقف
الشاذ فی ان یخالف الثقات فما روی الثقات خلافہ فان
ہی روایتہ فاما اذا روی الثقہ خلاف ما
منفردا بہ لم یکن
ذلک
ہی تسمیتہ شاذا وان اصطلح
ہی تسمیتہ شاذا عن
موجبا لردہ ولا مسوغا
قال الشافعی لیس الشاذ
ان یتفرد الثقہ بروایۃ
الحدیث بل الشاذ
ان یروی
فاروی الثقات ویعضہم
اصل ضعف فی المسائل

تواد نہون نے تاویل کا طور اختیار کیا اور کہا کہ حدیث کے معنی یہہ ہین کہ آدمی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضہ اور حضرت عمر رضہ کیوقت مین ایک طلاق
دیا کرتے تھے تین نہ دیتے تھے اور جب حضرت عمر رضہ کی خلافت مین تین طلاقین دینے لگے
اور زیادہ ایسا اتفاق ہوا تو حضرت عمر رضہ نے اوپر جسطرح اونہون نے دین اسیطرح
پر جائز رکہا۔ اور بنجا اگر یہہ تاویل کرنیوالا چپ رہتا تو اوسکے حق مین بہتر اور
پردہ پوش ہوتا اسلئے کہ مضمون حدیث ان معنونکی باطل ہونیکو صاف صاف بیان
کرتا ہی اوسکی یہہ توجیہہ اُن کم علمونپر چلیگی جنکو فکر سے کچھہ بہرہ نہین نہ پستی تقلید سے
اوپر کو چڑہتے ہین شاید اس کہنے والے نے الفاظ حدیث کو نہین سوچا نہ اوسکے
طریقون مین غور کی دیکہو تو ابوصہبا حضرت ابن عباس رضہ سے کہتے ہین کہ آپکو بہلا معلوم
نہین کہ مرد جب اپنی عورتکو دخول سے پیشتر تین طلاقین دیا کرتا تہا تو اُنکو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضہ کے عہد مین اور شروع خلافت حضرت عمر رضہ مین
ایک ٹہہراتے تہے آپنے فرمایا کہان اور نیز اس تاویل کرنیوالے نے اپنے اس قول کو کہ
لوگ عہد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ایک طلاق دیا کرتے تھے خود باطل اور نکما
کردیا اسلئے کہ تین طلاقونکے واقع ہونیکی لئے لعان والیکی حدیث کو حجت ٹہہرایا ہی اور
محمود بن لبید کی حدیث کو جو یہہ ہی کہ ایک شخص نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین

تہا مال الفاظ الحديث ومعين يطلق الرجل امرأته ثلاثا فى طهر واحد
فوقع عليها حرمت عليه ولم تحل له حتى تنكح زوجا غيره
وقول ابن عباس انك ركبت حموقا فعصيت ربك وبانت منك امرأتك
وان لم يراجعها حتى تطهر ثم تحيض ثم تطهر ثم يطلقها تطليقة
واحدة وقول ابن عباس لمن ركانة طلق امرأته ثلاثا فى مجلس واحد
فقال انما تلك واحدة فارتجعها وقوله كانوا يطلقون على عهد
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واحدة واحدة
نقض هو قوله كانوا يطلقون على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
على وقوع الثلاث بمجلس الحديث
وحديث بحملة بن تميم ان رجلا
طلق امرأته على عهد رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم

اپنی بی بی کو تین طلاقین دین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا خدا تعالیٰ کی کتاب سے کھیل کیا جاتا ہے اور مین تم مین موجود ہون پھر اس کہنے والے نے اس حدیث مین اپنی طرف سے ایک جملہ بڑہا دیا ہے یعنی یہہ (اور اوس مرد پر ان طلاقونکو درست فرمایا اور اونکو ایک نکیا) یہہ زیادتی موضوع ہے اس حدیث کی کسی سند مین قطعاً مروی نہین بلکہ یہہ اسی کہنے والے کی چالاکی ہے کہ تقلید کے جوش نے اسکو اس امر پر آمادہ کیا محمود بن لبید نے اوسکی بعد کا کچھہ حال ذکر نہین کیا کہ تین طلاقونکو جائز فرمایا خواہ ایک کر دیا اور ہمکو معلوم نہین کہ یہہ شخص حضرت عمر رض کے قول کو کیا کریگا یعنی اگر ہم ان طلاقونکو اونپر جاری کر دین تو خوب ہو اسلئے کہ آپکا یہہ ارشاد صاف بیان کرتا ہے کہ جب آپکو لوگونکا پے درپے تین طلاقین دینا اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اونپر وسیع کیا تہا اوسکو روکنا اور جسکو متفرق کیا تہا اوسکو اکٹہا کرنا اور جس وجہ پر طلاق کو مشروع فرمایا تہا اوسکی خلاف طور پر دینا اور اوسکی حدون سے تجاوز کرنا معلوم ہوا تب آپ نے یہہ تجویز فرمائی اور یہہ کسطرح فرماتے کہ ہم اوسکو جاری کر دین حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اوسکو مشروع اور جاری فرمایا بہلا کوئی زنا اور قتل مین یہہ کہا کرتا ہے کہ خوب ہو جو ہم اونکو لوگونپر حرام کر دین اور نماز مین یہہ کہتا ہے کہ کاش ہم اوسکو واجب یا فرض کر دین غرضکہ اسطرحکی بری بری توجیہین حدیث مین بنائی اور ظاہر پر محمول کرنیکی کو

ہذا ما ظہر لی فی بیان ہذا الحدیث

ہذا الحدیث ہذا حملہ علیہا وظن التقلیدیون ہذا موضوعہ لا اثر لہ وہذا ما ہنالک من سبب ہذه الزیادة عن الافعال وامضاہ علیہم فی الحکم ہذا من الافعال

زیادہ کرتے ہین اِسلئے کہ اِن جیسی چیزون سے حدیث رد نہین ہوسکتی — اور یہ
حدیث کو نسائی نے اپنی سنن مین اوسصورت پر محمول کیا ہی کہ نے صحبت کی ہوئی عورت
سے جب تین بار یہہ کلمہ کہا جاوے کہ تجکو طلاق ہی تو ایک طلاق اوسپر پڑیگی اور اسکا
عنوان یہہ لکھا ہی باب ہی تین طلاقون متفرق کا زوجہ کی صحبت سے بیشتر اور ظاہر ہی
کہ اِس عنوان اور حدیث کے لفظون مین کچھہ مطابقت نہین حدیث سے کسیطرح پر اوسکا اشارہ
پایا جاوے اسکے سوا اِس مین قید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانہ اور
شروع خلافت حضرت عمر رضہ کی نہین اور کچھہ لوگ اور راہ چلی ہین وہ یہہ کہتی ہین کہ حدیث
اصول شرع کی خلاف ہی اِسلیئے اوسکی طرف التفات نچاہیئے کیونکہ اللہ تعالی نے فاعلم
کو تین طلاقونکا مالک کیا ہی اور اونکی دیدینے کو اوسکے اختیار مین رکھا اب اگر امام
شافعی اور اونکی موافق لوگونکے قول کے ہم قائل ہون کہ تین طلاقونکو اکٹھا کرنا درست
ہی تو صحیح ہی اِسلیئے کہ مرد نے وہ فعل کیا جو اوسکو مباح تہا اور اگر ہم یہہ کہین کہ تین کا جمع
کرنا حرام ہی اور ایسی طلاق بدعی ہی اِسوجہ سے کہ شارع نے مرد کو جو مالک تین طلاقون
کے متفرق دینے کا کیا تہا تو اوسکی گنجایش کے لئے تہا جب اوسنے اونکو اکٹھا کردیا
تو جس چیز مین اوسکو گنجایش جدا کرنیکی ملی تہی اوسیکو اکٹھا دیدیا تو اِسصورت مین
بھی حکم اوس مجموعہ کا اوسپر لازم ہوگا جیسے جدا کرکے دینے کی صورت مین ہوتا اور

اسکی مثال ایسی ہی کہ مرد اپنی عورتکو جدا جدا اور اکٹھا طلاق دینے کا مالک ہے
اسیطرح خود طلاق کے جدا دینے اور اکٹھا دینے کا مالک ہی جب یہہ قیاس ٹھہرا تو
ایک شخص کی حدیث سی یہہ باطل نہین ہوسکتا۔ اسکا جواب دوسری لوگ یہہ دیتے
ہین کہ اس قیاس کے مقابل اگر بالفرض کوئی نص نہوتی تب بھی اس سے حکم ثابت نہین ہوتا
ہی چہ جائیکہ نص پر اوسکو مقدم کیا جاوی بلکہ یہہ قیاس اصول شرع اور لغت
عرب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد صدیق رض مین صحابہ رض کے عمل کے
مخالف ہی اصول شرع کے تو اسوجہ سی مخالف ہی کہ اللہ تعالی نے اوس مرد کو جو دو طلاق
کے بعد طلاق دینے مالک ایسی طلاق کا کیا ہی جسمین وہ رجعت کا مالک رہی اور اوسکو
اوسمین یہہ اختیار ہو کہ چاہی عورتکو اچھی طرحسی رکھلی چاہی احسان سی چھوڑ دے
بشرطیکہ یہہ طلاق کسی چیز کے عوضمین نہو نہ گنتی مین عدد کامل ہو غرضکہ اللہ تعالے
نے جو طلاق مشروع فرمائی ہی اوسمین رجعت کو مشروع کیا ہی مگر طلاق دخول سی
پیشتر اور خلع اور تیسری طلاق کہ انمین رجعت نہین اور اللہ تعالی کی کتاب مین آیا
چارون قسمین طلاق معہ اونکی احکام کے موجود ہین اور اونکی احکام اونکی ساتھہی
رہتی ہین کہ اونسی جدا نہین ہوتے تو جیسے دخول سی پہلے کی طلاق مین جائز نہین کہ
رجعت ثابت ہو اور عدت واجب ہو نہ ایسی عورتمین جسکو دو طلاقون کے بعد تیسری طلاق

قالوا وھذا کما انہ ہبالک تفریق
المطلقات وجمھن فکذالک
ہبالک تفریق الطلاق وجمعہ
ھذا قیاس لا یصح ان
یعارض بہ الاحادیث
ھذا قیاس لا یثبت بہ حکم
لو سلم عارضہ النص فکیف
عن ان یقدم علی النص لو ھو فاسد
اصول الشرع ولغۃ العرب وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وعمل الصحابۃ فی عہد الصدیق رض
یخالف اصول الشرع فان اللہ تعالی انما ملک الطلاق
بین ان یکون بالمعروف والتسریح باحسان
ولم یکن بعوض ولیس فی فعلہ العدد الکامل
اللہ سبحانہ الطلاق الذی شرع فیہ الرجعۃ
الطلاق قبل الدخول والخلع و
الطلقۃ الثالثۃ وکتاب اللہ عز وجل قد تضمن
ہذہ الانواع ہذہ الرجعۃ واحکامہا من توارثہا
سبحانہ احکامہا من توارثہا
لتفرق عنہا فکیف
الطلاق قبل
الدخول لا رجعۃ فیہ
المطلقۃ قبل الدخول لا رجعۃ فیہا ولا عدۃ

وہی ہووے جائز ہی کہ رجعت ثابت ہو اور بدون رضا ے خاوند اور اوسکی صحبت کے
مباح ہو اور نہ عوض کی طلاق مین رجعت ثابت اسیطرح جو طلاقین ان تینون کے
سوا ہین اونمین خاوند کو رجعت ثابت ہوگی اور اختیار دیا جائیگا۔ اور اس جواب
کی تقریر کی توضیح یہہ ہی کہ تینون اماموں کی جو بعضون نے امام شافعیؒ پر قران سی رجعت
پکڑی ہی کہ جو تم تین طلاقونکو اکٹھا کرنا جائز کہتے ہو اللہ تعالیٰ نے تو جمع کرنا مشروع
نہین فرمایا اور جو طلاق بعد دخول کے بدون عوض مشروع کی ہی اوسمین رجعت
مشروع فرمائی ہی بشرطیکہ عدد کو پورا کیا ہو اور امام شافعیؒ پر اس آیت سے
حجت کی ہی کہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ اور یہہ کہا ہی کہ کسی قوم کی زبان مین مرتان کے معنی
ایکبار کے بعد دوسری بار کے سوا نہین اور امام شافعیؒ کے اصحاب اسکے مقابلہ
مین یہہ آیت لاتے ہین ثُمَّ نُؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ اور یہہ حدیث پیش کرتے ہین ثلثہ تو تو
اجر ہم مرتین ان دونو مین مرتین کے وہ معنی نہین جو فرقہ اول نے لکھی ہین اور
فرقہ اول اسکا جواب یہہ دیتے ہین کہ مرتین اور مرات سی کبھی تو افعال مراد ہوتے
ہین اور کبھی ذات اور کثرت سی استعمال افعال مین ہوا کرتا ہی اس لفظ کی ذاتمین
استعمال کی مثال یہہ ہی کہ پھٹ گیا چاند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عہد مین دو
یعنی دو ٹکڑے اور دو پارہ اور جس شخص کو ان معنونکی واقفیت نہ تھی اوسنے یہہ خیال کیا

کہ چاند کا پھٹنا ایکبار کے بعد دوسری بار ہوا اور جو شخص کہ سیرت رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور آپکے احوال سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ دو بار چاند کا پھٹنا غلط ہے وہ
صرف ایک ہی بار ہوا ہے اور مرتین سے دو دفعہ وقت کی مراد نہین جب یہہ معلوم ہوچکا
تو قول خداوندی مین بھی مرتین کے معنی ضعفین کے ہین یعنی اونکو ثواب دوگنا ملیگا
تو ایسے مرتین کا اکٹھا ہونا ایکوقت مین ممکن ہے مگر جو مرتان فعل سے ہون تو
انکا اجتماع ایکوقت مین محال ہے اسلئے کہ اکٹھا ہونا دو مثل کا محال ہے اور یہہ نظیر دو حرفونکی
جمع ہونے کی ہے ایک آنے مین ایک بولنے والے سے صورتمین نہین ہوسکتا کہ طلاق کی دو دفعین ایکدفعہ کے
دینے مین اکٹھی ہوجاوین اور اسی جہت سے جو شخص کنکر مارنے مین سات کنکرین لیکر
ایک دفعہ ہی پھینکدے تو امام مالک اور اکثر علما اوسکو واجب کا ادا کرنیوالا نہین ٹھہراتے
اسلئے کہ یہہ ایکدفعہ پھینکنا ہوا نہ سات بار اور اسبات پر سبکا اتفاق ہے کہ اگر لعان مین
مرد یون کہے کہ مین خدا تعالی کی چار گواہیون سے گواہی دیتا ہون کہ مین سچا ہون تو
یہہ ایک گواہی ہوگی۔ اور اسکی مثل ہے جو حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص ایک روز مین
سبحان اللہ وبحمدہ سو بار کہے اوس سے اوسکی خطائین جاتی رہینگی اگرچہ سمندر کی جھاگ
کی برابر ہون اور اسیطرح آپکا یہہ ارشاد کہ تسبیح کرتے ہین اللہ کی ہر نماز کے بعد ۳۳
بار اور اسیطرح حکی اور نظیرین ہین غرضکہ ان کلمات کو شمار مذکور کے موافق کرنا ضرور ہے

ان الانشقاق وقع مرتین بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم واحوالہ علم ان
ذلک غلط وانہ لم یقع الا
مرۃ واحدۃ ولیس المراد من
المرتین ان الانشقاق
ضعفان ای یحصل
فقولہ فوقہا اجر حسی
وضعفان اجر معنوی
ای یکون ثوابہ
ضعف ثواب
غیرہ
ممتنع
فی زمان
واحد
اذ
الاجتماع
بین
الفعلین
المتماثلین
فی
الوقت
الواحد
ممتنع
فی
نظائرہ
کما
ان
اجتماع
الحرفین
المتماثلین
فی
الوقت
الواحد
ممتنع
فلیس
یحتمل
ان
یکون
مرتا
بطلان
فی
ایقاع
واحد
ولیس
یحصل
لک
وجہ
ما
العلماء
من
ان
یحکم
بسبع
حصیات
بحذفۃ
واحدۃ
غیر
مسبوق
بالجم

اور انمین لفظ سو بار اور تین تیس بار کا کافی نہین اور اسپر یہہ قول اللہ تعالیٰ کا بھی دلالت
کرتا ہی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِسلئے کہ
اور جب طلاق دی اُنھنے عورتونکو پھر پہنچین اپنی عدت کے تو انپر رجعت کرلو اور نکاح کرلین اپنے خاوندونسے ۱۲
یہہ حکم عام ہی ہر ایک طلاق مین جس سے پہلے دو ہو چکی ہون اور اسپر دلالت کرتی ہی
یہہ آیت یٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ لفظ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ تک کہی
اے نبی جب تم طلاق دو عورتونکو تو انکو طلاق دو یا چھوڑدو انکو دستور سے ۱۲
وجہ سے اول یہہ کہ اللہ تعالیٰ نے دو طلاق دینا مشروع فرمایا جسکے بعد عدت ہو
یعنی مرد ایسی طلاق دی کہ عورتکو اوسکی بعد عدت شروع ہو جاوے چنانچہ حضرت ابن
عمر رض کی طلاق کی حدیث مین کہ جب اونہون نے اپنی بی بی کو حالت حیض مین طلاق دی
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو رجعت کرنیکے لئے ارشاد فرمایا اور یہی آیت پڑہی
اور ظاہر ہی کہ جو شخص ایک طلاق کے پیچھے دوسری طلاق اوسی طہر مین دیگا تو وہ عدت
کے لئے طلاق دینے والا نہوگا اسلئے کہ عدت تو پہلی طلاق کے بعد سے آچکی تو دوسری
طلاق عدت کی لئے نہوئی اور اسیوجہ سے ایسی طلاق کے دینے کا مجاز نہوگا اور حضرت
ابن عباس نے تین طلاقونکو اکٹہا کرنیکی حرمت پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد یعنی عدت سے
پیشتر مین طلاق دینے کو دلیل ٹھہرایا ہی دوسرے یہہ کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانا لَا تُخْرِجُوْهُنَّ
مت نکالو انکو اوسکے
بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ صرف اوسصورت مین ہی کہ طلاق رجعی ہو اور بائن مین رہنے کا
گھرون سے اور وہ بھی نہ نکلین ۱۲
مکان اور نفقہ عورت کیواسطے نہین ایسی صحیح حدیث کے مطابق جسمین کچھہ طعن نہین

نہ اوسکی دلالت مین کچھہ شبہ تو معلوم ہوا کہ یہہ حکم ہر طلاق کا ہی جس سی پہلے دو طلاقین گذری ہون اور اسی جہت سی جمہور کا قول ہی کہ عورت ایک طلاق سی بدون عوض کے بائن نہین ہوتی اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہین کہ مرد اوسکو ایک طلاق سی بائن کر دینی کا مالک ہی اسلئے کہ رجعت مرد کا حق ہی اوسنی اپنا حق دور کر دیا اور جمہور کہتی ہین کہ ثبوت رجعت گو مرد کا حق ہی مگر عورت کے حقوق زوجیت کے جو مرد پر ہین اونکو بدون خلع کرنے اور طلاق کی شمار کامل کرنیکے دور کر دینی کا مالک نہین تیسرے یہہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ تو جو شخص کہ اور یہہ دو بن ہین باندہی الہ کی اور جو کوئی بڑہی الہ کی حدونسی تو اوسنی برا کیا اپنا ۱۲

تین طلاقین ایک ہی بار اکٹہی دی وہ اللہ کی حدود سی تجاوز کریگا اور ظالم ہوگا چوتھی یہہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہی لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا اس سی صحابہ رضؓ نے اوسکو خبر نہین شاید الہ بنا تا ہے اس پیچھے کچھہ کام ۱۲

سمجھا کہ امر سی غرض رجعت ہی اور کہا کہ تین طلاق کے بعد کون امر ہوسکتا ہی پانچوین یہہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہی فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ پھر جب پونچین اپنی وعدہ کو تو رکہلو انکو دستور سی یا چھوڑ دو انکو دستور سی ۱۲

اور یہہ حکم ہر طلاق کا ہی جسکو الہ تعالی نے مشروع فرمایا ہی مگر اوسصورت مین کہ اوس سی پہلے دو طلاقین گذر چکین اور رجعت پکڑنا حضرت ابن عباسؓ کا اللہ تعالی کے ارشاد سی یعنی طلاق دو اونکو عدت سی پیشتر تین طلاقونکی ایک ساتھہ دینے کی حرمت مین پہلے گذر چکا اور یہہ صحیح ہی اسواسطے کہ آیت سی جب یہہ معلوم ہوتا ہے

وانما یجب فی الاستاف قبل علی ان هذا الحکم فی حکم طلاق قائم لیسبقه طلقتان ولان قال الجمهور انها لا تبین بطلقة واحدة باب فی الرجعة وقال ابو حنیفة قال علماؤنا ابانها بواحدة ان الرجعة حق له وقوف اسقطه وابطله وقوف علیه وحقوق الزوجیة کان تحقاله فاتها علیه وحقوق الزوجیة فاذا ابانها فقد اسقط حقوقه ولا یجب له التعلق ولان الطلاق شرع لحاجة ولا حاجة الی الزائد علی الواحدة ومن یطلق لغیر حاجة فقد ظلم نفسه فاما طلاق السنة فان یطلقها واحدة فی طهر لم یجامعها فیه ثم یترکها حتی تنقضی عدتها فاذا فعل ذلک فقد اصاب السنة وفعل ما امر به فی طلاق العدة قال الله تعالی یا ایها النبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن واحصوا العدة واتقوا الله ربکم لا تخرجوهن من بیوتهن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشة مبینة وتلک حدود الله ومن یتعد حدود الله فقد ظلم نفسه لا تدری لعل الله یحدث بعد ذلک امرا فاذا بلغن اجلهن فامسکوهن بمعروف او فارقوهن بمعروف واشهدوا ذوی عدل منکم واقیموا الشهادة لله ذلکم یوعظ به من کان یومن بالله والیوم الاخر ومن یتق الله یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی الله فهو حسبه ان الله بالغ امره قد جعل الله لکل شیء قدرا فاذا طلقها ثنتین فعلیه ان یمسک او یسرح بمعروف فان طلقها ثالثة حرمت علیه حتی تنکح زوجا غیره لقوله تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره فاذا نکحت زوجا غیره فدخل بها ثم طلقها او مات عنها فلا بأس علی الاول ان یتزوجها اذا انقضت عدتها لقوله تعالی فلا جناح علیهما ان یتراجعا ان ظنا ان یقیما حدود الله تلک حدود الله یبینها لقوم یعلمون واذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها حرة کانت او امة رضیت او لم ترض لقوله تعالی الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان وقوله تعالی

کہ ایک طلاق کے پیچھے دوسری طلاق ایک طہر مین خواہ کئی طہرون مین رجعت یا عقد
سے پیشتر دینی ممنوع ہی باینوجہہ کہ عدت سے پیشتر مین طلاق دینے والا ہوگا تو
اوس سے حرمت جمع کی معلوم ہوتی اولے اور انسب ہی پہر اللہ تعالی نے طلاق
کو آسان تر طور پر کہ خاوند عورت پر نہایت سہل ہو شروع فرمایا تاکہ بندہ جدائی
پر جلدی نکرے اور اوسکی لئے وقت عدت مین طول کردیا تاکہ جو کچھہ اوس سے زیادتی
ہوگئی ہو اوسکا تدارک رجعت سے کرلے حاصل یہہ کہ مرد کے لئے حیض مین طلاق
دینا مباح نفرمایا اسلئے کہ وہ وقت عورت سے نفرت کرنیکا ہی اور نہ اوس سے صحبت
کرنیکے بعد مباح فرمایا اسلئے کہ اوسوقت عورتکی رغبت سست ہوجاتی ہی تو جب
عورتکو ان دونو حالتونمین طلاق دے بیٹھیگا تو غالبا بعد کو شرمندہ ہوگا اور
اسکے ساتھہ ہی یہہ ہی کہ حیض مین طلاق دینے سے عدت زیادہ ہوجاتی ہی اور جماع کے
بعد طلاق دینے مین ہوسکتا ہی کہ عورتکو اوس سے حمل رہگیا ہو اور مرد اوسکی جدائی
ایسی حالمین نچاہتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان حالتونمین طلاق
دینے کی تاکید فرمائی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اوس طہر مین بھی طلاق دینے سے منع
فرمایا جو اوس حیض کے پاس ہو جسمین طلاق دی تہی اور اونکو رجعت کا حکم فرمایا
یہانتک کہ وہ پاک ہوکر پہر حائض ہو پہر طاہر ہو پہر اگر یہی سمجھہ مین آوے کہ اسکو طلاق

دینا چاہئیے تو طلاق دیدین اور ایسا کرنیمین چند حکمتین ہین ایک یہہ کہ جو طہر
حیض سے متصل ہے وہ اور حیض ایک ہی حیض کے حکم مین ہین تو جب عورتکو اُس
طہر مین طلاق دیگا تو گویا اُس حیض مین دیگا کیونکہ وہ دونو تو متصل ہین دوم
یہہ کہ اگر مرد کو عورتکی طلاق کی اجازت اوس طہر مین دیجاوے تو اوسکی یہہ معنی
ہونگے کہ مرد نے طلاق دینے کے لئے رجعت کی اور یہہ بات مقصود رجعت کی خلاف ہے
کہ اوسکا مقصود عورتکو رکھنا اور ہم بستری کا از سر نو ہونا ہے اور اسیوجہ بعینہٖ سے
حلالہ کرنیوالیکا نکاح باطل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے نکاح کو عورت کے روکنے اور عیش
کرنیکے لئے مشروع کیا ہے اور حلالہ کرنیوالا شخص نکاح طلاق دینے کی غرض سے کرتا ہے تو
معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شرع اور دین کے مخالف ہے سوم یہہ کہ مرد جب اتنی مدت
تک صبر کریگا اور عورت اُن حرکات سے باز آویگی جو اوسکی طلاق کی مقتضی تہین تو مدت
کا زیادہ ہونا ہے اوسکی رجعت کے کا سبب پڑیگا۔ اور یہہ جو وہ کہتے ہین کہ طلاق
دینے والے نے جس بات کے متفرق کرنیکی اوسکو گنجایش دیگئی تھی اوسکو اکٹھا کردیا
تو یہہ قول اولٹا اونہین پر الزام ہے اسلئے کہ اوسکو تو اجازت تفریق کے ساتھ
کرنیکی تھی جب اوسنے اکٹھا کردیا اوس چیز کو جس کے جدا دینے کا حکم تھا تو اوسنے
خدا تعالیٰ کی حدون سے تجاوز کیا اور مشروع امر کے خلاف کیا اور اوسکی نظیر نہیں ملتا

فلیطلقها وفی ذلک
عن ابن عمر حیث صرح
ان الطهر المتصل بالحیضة
هی وهو فی حکم القرء
الواحد فاذا طلقها
فی ذلک الطهر
قبل ان تحیض فقد
طلق کما امره الله
وهذا لان تطویل العدة
مضر بها وقد یکون
سببا لرغبة الزوج عن
الرجعة فیفوت
مقصود الشرع
والمعاشرة
بالمعروف
والامساک
بعد الرجعة
بالمعروف
او التسریح
باحسان
وهذا لان
الطلاق مشروع
لیطلق فهو مناقض
لما شرع له
وهذا اذا صبر علیها
حتی تحیض
ثلثا لان
العدة
بالاقراء
وانما تکون
ثلثا اذا
طلقها
فی الطهر
الذی یلی
الحیضة
التی
طلقها
فیها
وهذا
لان
الطهر
الاول
لا یکون
قرءا
لانه
لا عدة
علیها
فیه
وان
وقع
الطلاق
فیه
وکذلک
الطهر
الثانی
لان
الطلاق
فیه
یقع
للسنة
فتعتد
بالاطهار
بعده
وهذا
لان
الطلاق
فی
الحیض
بدعی
لتطویل
العدة
علیها
وقد
یندم
فیراجع
فیطول
علیها
العدة
فیتضرر
بذلک
فنهی
عنه
لدفع
الضرر
عنها
وهذا
لان
الطلاق
فی
الحیض
یحرم
الوقوع
لمعنی
فی
غیره
وهو
تطویل
العدة
علیها
فاذا
وجد
فی
الطهر
لم
یحرم
الوقوع
لانعدام
المعنی
فیه
وهذا
لان
الطلاق
فی
الطهر
یحرم
الوقوع
لمعنی
فی
غیره
وهو
الجماع
فاذا
وجد
فی
الحیض
لم
یحرم
الوقوع
لانعدام
المعنی
فیه
وهذا
لان
الطلاق
فی
الحیض
یحرم
الوقوع
لمعنی
فی
غیره
وهو
الجماع
فاذا
وجد
فی
الطهر

پھینکنا ہی کہ اونکو جدا کرکے پھینکنے کی اجازت ہی نہ اکٹھا پھینکنے کی اور نیز لعان
اور قسامہ کی سوگندین ہین اور تمہاری قیاس کی نظیر تو یہہ ہی کہ جن نمازونکا علٰحدہ
علٰحدہ وقت مقرر ہی اونکو اکٹھا کرکے ایکوقت مین پڑہ لے اِسلئے کہ اِسمین بھی جسر
باکی تفریق کا حکم نہا اوسکو اکٹھا کرنا ہی چنانچہ اکثر عوام ایسی ہی حجتون سی یہہ
کیا ہی کرتے ہین **فصل** اور بعض لوگون نے اور راہ اختیار کی ہی وہ یہہ ہی کہ یہ حدیث
ایک ہی اسکی مقابل بہت سی صحیح حدیثین ہین اوّل حدیث صحیحین مین فاطمہ بنت قیس سی
ہی کہ ابوحفص بن مغیرہ نے اوسکو طلاق البتہ دی اور وہ وہان نہا اپنے وکیل کو
خبر کرنیکے لئے فاطمہ کے پاس بہیجا وہ ناخوش ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیخدمتمین آئی اور ماجرا عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ تیرا نفقہ اوسپر نہین ہی اور تفسیر
البتہ کی حدیث صحیح مین آئی ہی کہ ابوحفص نے اوسکو تین طلاقین دی تہین اسلئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس عورت کیواسطے رہنے کا مکان اور نفقہ کچھہ ٹھہرایا
اور مسند مین ہی کہ تین طلاقین اکٹھی تہین چنانچہ حدیث شعبی مین ہی کہ فاطمہ کو جب
اوسکی شوہر کے بھائی نے گہر مین سی نکالدیا اور نفقہ نہ دیا تو اوسنے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اوسپر نالش کی آپنے اوس مرد سے فرمایا کہ تو قیس کی بیٹی کو
کیون ستاتا ہی اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری بہائی نے اِسکو تین طلاقین

فصل

بصیغہ کنایہ من العصا ہشتہ

وانکر وجہ بعضہم الی المسالخ ہون

حدیث واحد وہو ضعیف اخرجہ

صحیحہ فہنا فاق الصحیحین عن فاطمۃ بنت قیس

ان ابا حفص بن المغیرۃ طلقہا البتۃ

وہو غائب فارسل الیہا وکیلہ بشعیر فسخطتہ فقال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا نفقۃ لک وقال لہا

لہ ذلک وفی صحیح البخاری انہ طلقہا ثلاثا

فصار البتۃ فی حدیث فاطمۃ بنت قیس

فلم یجعل لہا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سکنی ولا نفقۃ وفی السنن ان فی

الثلاث کانت جمعا وروی بہین حدیث

الشعبی ان فاطمۃ لما خشیت

بتخا وجہا الی النبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم فانتہرہا وقال ما لک

لا نفقۃ فقال مالک

ولابنۃ قیس قال یا رسول

اللہ ان اخی طلقہا ثلاثا

اکٹھی دی ہین اور باقی حدیث کو ذکر کیا ہی حدیث دوم صحیحین مین حضرت عائشہؓ
سے ہی کہ ایکمرد نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین اور اوسنے دوسری مرد سے
نکاح کیا اور اوسنے بھی طلاق دی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسینے پوچھا
کہ وہ عورت شوہر اول پر حلال ہی آپ نے فرمایا نہین جبتک کہ دوسرا شوہر اوسکا مزا
نہ چکہہ لے جیسے اول نے چکہا اور وجہ دلیل کی اس حدیث سی یہہ ہی کہ آپ نے
سائل سی تفصیل نہین پوچہی کہ تین طلاقین اکٹھی دی تہین یا جدا جدا اور اگر جواب
مختلف ہوتا تو تفصیل پوچہنی ضروری تہی حدیث سوم وہ ہی جسپر امام شافعیؒ نے
لعان کے قصہ مین اعتماد کیا ہی کہ عویمر عجلانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین حاضر
ہوا اور عرض کیا کہ جس صورتمین ایکمرد اپنی بی بی کے ساتھہ دوسرے شخص کو پاوی تو ارشاد
فرمائیے کہ شوہر اوس مرد اجنبی کو مار ڈالے اور لوگ شوہر کو مار ڈالین یا کسطرح کرے
پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیری اور تیری زوجہ کے باہمین حکم
اوتر چکا ہی جاکر اوسکو لے آ سہل کہتے ہین کہ اُن دونو نے باہم لعان کیا اور مین
لوگونکے ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تہا جب دونو لعان سی فارغ ہوئے
تو عویمر نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اس عورتکو اگر اب کہونگا تو لازم آویگا کہ مین نے
اسپر جہوٹہہ لگایا ہی پہر اوسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سی پہلی ہی

تین طلاقین دیدین زہری کہتے ہین کہ اسی جہت سے یہہ قسم طلاق کی لعان والون
کی سنت ٹھہری یہہ حدیث بخاری اور مسلم دونون ہی امام شافعی فرماتے ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر کو تین طلاق دینے پر ثابت رکھا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ
بھہ طلاق حرام نہین چوتھی نسائی کے نزدیک محمود بن لبید کی حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ایکمرد کی خبر دیگئی کہ اوسنے اپنی بی بی کو تین طلاقین ایک ساتھہ دین
آپ غضبناک ہوکر اوٹھے پھر فرمایا کہ کیا کھیل کیا جاتا ہی اللہ کی کتاب سے حالانکہ مین
تم مین موجود ہون یہانتک کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا اوسکو
مین مار ڈالون اور یہہ نکہا کہ اوسپر ایک طلاق نہ پڑی بلکہ ظاہر یہی ہی کہ تینون طلاقونکو
مرد کے حق مین درست رکھا اسلئے کہ عورت اگر اوسکی زوجہ رہتی اور ایک طلاق نہ
پڑتی تو آپ اُس سے بیان فرما دیتے کیونکہ اوسنے تو تین طلاقین اسی نظر سے دی تہین
کہ اونکی ہو جانیکا اعتقاد رکھتا تہا اگر وہ طلاقین لازم نہوتین تو آپ فرما دیتے کہ عورت
مذکور ابہی تک تیری زوجہ ہی اور حاجت کیوقت بیانمین تاخیر کرنی درست نہین
پانچوین وہ حدیث کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے رکانہ سے روایت کی ہی کہ اوسنے اپنی
زوجہ کو طلاق البتہ دی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمتمین حاضر ہوا آپ نے پوچھا
کہ تیری نیت اس لفظ سے کیا تھی اوسنے عرض کیا کہ ایک طلاق کی تہی آپ نے فرمایا

کہ بخدا تو نے ایک ہی کی نیت کی تھی اوسنے کہا بخدا مین نے ایک ہی کی نیت کی تہی
اور اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہی اور اوسمین رکانہ سے یون ہی کہ مینے
اپنی بی بی کو طلاق البتہ دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کیا نیت کی
مین نے عرض کیا کہ ایک آپ نے فرمایا کہ بخدا مین نے کہا بخدا آپ نے فرمایا کہ یہہ وہی
ہی جو تو نے چاہا ابو داؤد کہتے ہین کہ یہہ حدیث ابن جریج کی حدیث سے صحیح تر ہے
جسمین یہہ ہی کہ رکانہ نے اپنی زوجہ کو تین طلاقین دین اور ابن ماجہ کہتے ہین کہ مین نے
ابو الحسن علی بن محمد طنافسی سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ یہہ حدیث بہت اعلی و اشرف
ہی اور ابو عبد اللہ ابن ماجہ ہی کا قول ہی کہ اس حدیث کو ابو عبید نے صاف چھوڑ دیا اور احمد
نے اسکی روایت پر ہمت نکی اور دلیل ہونیکی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے رکانہ کو قسم دلائی کہ اوس سے ایک ہی طلاق کی نیت کی تہی اس سے یہہ معلوم ہوتا
ہی کہ اگر وہ اوس سے زیادہ کی نیت کر لیتا تو آپ اوسیقدر اوسپر لازم فرماتے اور
اگر طلاق البتہ صرف ایک ہی ہوا کرتی تو خواہ اوس سے ایک کی نیت کرے خواہ زیادہ کی
کچھہ فرق دونو صورتونمین نہوتا اور چونکہ لفظ کنایہ مین ایک سے زیادہ کا وجود ہی تو جب
صاف صاف تصریح تین کی کردیگا تب کیون نہوگا چھٹی وہ ہی جو دار قطنی نے حماد بن
زید کی حدیث روایت کی ہی کہ حدیث کی ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے فرمایا کہ سنا مینے

حدثنا عبد العزیز بن صہیب عن
حماد بن زید فی ھذا الحدیث
ثلاثا فی مجلس واحد فقال
انما ھی واحدۃ فراجعھا
ان شئت فراجعھا فکان
عبد العزیز یلزم الناس
ذلک ویجعلھا واحدۃ
رواہ الدار قطنی

بالطلاق الثلاث وفی لفظ
فطلقھا ثلاثا فی مجلس
واحد فحزنھا علیھا
رواہ الدار

فقال اللہ ما اردت بھا الا واحدۃ
واللہ ما اردت بھا الا واحدۃ
فقال رکانۃ واللہ ما اردت
الا واحدۃ فردھا الیہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فطلقھا الثانیۃ فی زمان
عمر والثالثۃ فی زمان
عثمان

بھا فقلت واحدۃ قال
واللہ قلت واحدۃ قال فھو
ما اردت قال فردھا الیہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فطلقھا الثانیۃ فی زمان
عمر والثالثۃ فی زمان
عثمان

حدیث ابن جریج اصح من
حدیث ابن اسحاق وقال
ابن ماجۃ سمعت ابا الحسن
علی بن محمد الطنافسی یقول
ما اشرف ھذا الحدیث
وقال ابو عبد اللہ ابن ماجۃ
ابو عبید ترک حدیث رکانۃ
وخالف فیہ وذھب الی
حدیث ابن اسحاق
وھو ان طلق البتۃ
واحدۃ وھی اھون علیہ
وھذا لا یلزم الناس
ذلک ویجعلھا واحدۃ
رواہ الدار قطنی

تین طلاق کا بیان
۱۳

انس بن مالک سے اور وہ فرماتے ہین کہ سنا مین نے معاذ بن جبل رضہ سے وہ فرماتے
ہین کہ سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اے
معاذ جو شخص بدعت کی
ایک طلاق یا دو یا تین دیگا تو اوسکی بدعت ہم اوسپر لازم کرینگے ساتوین وہ حدیث ہے
کہ دار قطنی نے ابراہیم بن عبید اللہ بن عبادہ بن صامت کی حدیث سے روایت کی ہے کہ
ابراہیم اپنے باپ سے اور وہ اوسکے دادی سے روایت کرتے ہین کہ اوسکے دادہ نے
کسی نے اپنی زوجہ کو طلاق البتہ دی اوسکی اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت میں
حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے باپ نے اپنی بی بی کو ہزار طلاقین دین
اوسکے واسطے کوئی نکلنے کی تدبیر ہے آپ نے فرمایا کہ تمہارے باپ نے خدا کا خوف نہین کیا
کہ اوسکے لئے نکلنے کی راہ کرتا عورت تین طلاقون سے سنت کے خلاف طور پر اوس سے
جدا ہوئی اور نوسو ستانوے طلاقون کا گناہ اوسکی گردن مین رہا آٹھوین وہ حدیث
ہے جسکو دار قطنی ہی نے زاذان سے اور اوسنے حضرت علی رضہ سے روایت کی ہے کہ رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو سنا کہ اوسنے طلاق البتہ دی ہے آپ غصہ ہوئے اور
فرمایا کہ اللہ تعالی کی آیتونکو کھیل اور ہنسی بناتے ہین جو کوئی طلاق البتہ دیگا ہم اوسکی ذمہ
تین لازم کرینگے کہ پھر اوسکو وہ عورت جائز نہو جبتک دوسرے مرد سے نکاح نکرلے
نوین حدیث حسن بصری کی ہے جو دار قطنی نے روایت کی ہے کہ حسن نے فرمایا کہ حدیث کی

عبد اللہ ابن عمر انہ طلق امرأتہ وھی حائض فسأل عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن ذلک فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرہ فلیراجعہا ثم لیطلقہا طاھرا او حاملا وقد علمت ان ابن عمر طلقہا واحدۃ وکانت طلقۃ السنۃ وبذلک امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فراجعہا کما امرہ ثم قال اذا طھرت فلیطلق او امسک فقال ابن عمر وطلقت واحدۃ فقد عصیت ربک فیما امرک من طلاق امرأتک وبانت منک وکانت معصیۃ ومہما کان ابن عمر طلقہا ثلثا فقد عصی ربہ وبانت منہ امرأتہ

ہمسے عبد اللہ بن عمر رض نے کہ اونہون نے اپنی بی بی کو حالت حیض مین طلاق دی پھر یہہ چاہا کہ دو طہرون مین دو طلاقین اور دین یہہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پونہچی آپ نے فرمایا کہ ای عمر کے بیٹے اللہ تعالے نے تجکو اسطرح حکم نہین کیا تو سنت کو چوک گیا اور سنت یہہ ہی کہ انتظار کری تو طہر کا پھر اوسوقت طلاق دے خواہ روک رکہی حضرت ابن عمر رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے کہ اگر مین اوسکو تین طلاقین دیدیتا تو بہلا درست تہا کہ مین اوس سے رجعت کرلون آپ نے فرمایا کہ نہین وہ تجہہ سے جدا ہوجاتی اور یہہ حرکت گناہ ہوتی دشمنون وہ حدیث جو ابو داؤد اور نسائی نے حماد بن زید سے روایت کی ہی کہ مین نے ایوب سے پوچہا کہ تم سوا ہی حسن کے اور کسیکو جانتے ہو جس نے تین طلاق اس صورتکو کہا ہو کہ اپنی عورت سے کہدی کہ تیرا معاملہ تیری ہاتھہ مین ہی ایوب نے کہا کہ نہین پہر کہا کہ الہی تو بخشدی مگر مجہہ سے حدیث کی قتادہ نے کثیر مولی سمرہ سے اور اوسنے ابی سلمہ سے اور اوسنے ابو ہریرہ رض سے فرمایا کہ تین چیزین ایسی ہین کہ واجب ہی کہ اونکا دانستہ کرنا ہی اور ہنسی سے اونکو بجالانا بہی دانستہ کرنا ہی ایک نکاح ہی دوم طلاق سوم رجعت ایوب کہتے ہین کہ پہر مین کثیر سے ملا اور اس حدیث کو پوچہا اوسنے نہ پہچانا پہر مین قتادہ کے پاس آیا اور اون سے ماجرا کہا اونہون نے فرمایا کہ کثیر بہولگیا روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ

۱۳ تین طلاقون کا بیان

قال ابو داؤد وروی النسائی عن حماد بن زید قال قلت لایوب ھل علمت احدا قال فی امرک بیدک الا الحسن قال لا ثم قال فقد کانت ثلاث غیر الحسن قال لا ثم قال اللھم غفرا ۱۲ الا ما حدثنی قتادۃ عن کثیر مولی سمرۃ عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال ثلاث یعنی ثلاث من جحدھن جحد الطلاق والرجعۃ فلقیت کثیرا فانکرہ فلم یعرفہ ونحت وھو ظن بحدیث النکاح والطلاق والرجعۃ فاتیت قتادۃ فاخبرتہ فقال صدق کثیر رواہ الدارقطنی وقال

کہ ہم نہین پہچانتے اوسکو مگر سلیمن بن حرب کی حدیث سی جو حماد بن زید سی مروی ہی اور
ان دونو کا ثقہ اور معتبر ہونا کافی ہے کیا رہین وہ حدیث جو بیہقی نے سوید بن
غفلہ سی اور اوسنے امام حسنؓ سی روایت کی ہی کہ انہون نے عائشہ خثعمیہ کو تین
طلاقین دین پھر کہا کہ اگر مین اپنے نانا سی نہ سنتا یا یون کہا کہ میرے باپ نے مجھ سی حدیث
کی کہ اونہون نے میرے نانا سی سنا کہ فرماتے تھے جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاقین
تین طہرون مین دی یا تین طلاق مبہم دی تو وہ اوسپر بدون دوسرے مرد سی نکاح کیے
حلال نہوگی تو مین عائشہ خثعمیہ سی رجعت کرلیتا۔ تو یہہ اتنی حدیثین ہین اور اکثر
انمین کی ابو صہبا اور ابن جریج کی حدیث سی جو بروایت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ
سی مروی ہی صحیح ترہین اسلئے انکا مقدم کرنا واجب ہی خصوص امام احمدؒ کی قاعدہ پر کہ
وہ چند احادیث کو تعارض کیوقت تنہا حدیث پر مقدم کرتے ہین اگرچہ حدیث تنہا
پیچھے ہو چنانچہ اونہون نے دو روایتون مین سی ایک مین حدیث برتنون کی حرمت کی
بریدہ کی حدیث پر مقدم کی اسوجہ سی کہ حرمت کی حدیث بہت اور متعدد ہی اور بریدہ
کی حدیث اُن ظروف کی مباح ہونے مین فرد اور پیچھے ہے اسلئے کہ اوسمین یہہ ارشاد ہے
کہ مین نے تمکو برتنون مین نبیذ بنانے سے منع کیا تہا پس اب پیو جن مین تم چاہو مگر نشہ آور
چیز مت پیو باوجودیکہ یہہ حدیث صحیح ہی ترمذی نے اسکی روایت کی اوسکو مسلم نے اور اسمین کوئی رد

بھی معلوم نہین ہوتا **اب** فرقہ ثانی ان حدیثونکا جواب یون دیتی ہین کہ حدیث
فاطمہ بنت قیس کا تو یہہ جواب ہے کہ تین طلاقین جو اوسمین مذکور ہین وہ ایک
ساتھہ نہ تہین بلکہ اوسکے شوہر نے دو طلاقین اوسکو پہلے دی لی تہین پھر
تیسری طلاق دی تہی چنانچہ یہہ مضمون اسیطرح روایت صحیح مین مصرح مذکور
ہی دیکھو مسلم روایت کرتے ہین عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سی کہ ابو عمر دبن حفص
بن مغیرہ حضرت علی مرتضی رضہ کے ساتھہ یمن کو گیا اور وہان سی قاصد فاطمہ
بنت قیس کے پاس ایک طلاق لیکر بھیجا جو فاطمہ کی طلاق مین سی باقی تہی اور حارث
بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ سی اوسکے نفقہ کے لئی کہدیا اون دونونے
فاطمہ سے کہا کہ بخدا تجکو نفقہ نہین پونہچتا مگر اس صورتمین کہ تو حمل سے ہو وہ
عورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور حارث و عیاش کا
قول آپ کی خدمت مین بیانکیا پس آپ نے فرمایا کہ تیری لئی نفقہ نہین اور حدیث
کو طوالت کے ساتھہ ذکر کیا غرضکہ یہہ حدیث تفسیر کرنیوالی اوس قول مجمل کا بیان
کرتی ہی جو حدیث فاطمہ مین تہا کہ تین طلاقین دین اور ابو داؤد کی روایتونمین سے
ایک مین جو فاطمہ سی مروی ہی یہہ عبارت ہی کہ طلاق دی اوسکو تین طلاقونمین سے
پہلی اور یہہ حدیث پانچ جملون سی مروی ہی اول تین طلاقین اوسکو دین

فی قولہ طلقہا ثلاثا وفی
احدی روایات ابی داؤد فبتہا
بلفظ طلقہا اخر ثلاث
تطلیقات وفی اخری
بمثنہ الفاظ طلقہا ثلاثا

فلا یصرف لہ علة قال
لا یخدعون ابجوا بعین
حدیث فاطمة بنت قیس
ان المشارات الی کونہ
فی علیکن بک
مجموعة بل کان قد
طلقہا طلقتین فی قبل ذلک
ثم طلقہا اخر الثلاث هکذا اجاء
معمرا یحیی وفی الصحیحین وغیرہما عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبة ان ابا عمرو بن حفص بن
ابن عمر مع علی ابن ابی طالب فارسل الی امراتہ فاطمة
بنت قیس بطلاقہا کانت بقیت فطلقہا وارسل
الی حارث بن ہشام وعیاش بن ابی
ربیعة بنفقة فقالا لہا واللہ مالک
نفقة الا ان تکونی حاملا فاتت النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فذکرت لہ قولہما فقال لا نفقة
لک وشکت الیہ وحشتہا
فذہب المفسرین بحمل

دوم اُسکو طلاق البتہ دی سوم تین طلاق تو نمین سی پچھلی طلاق اوسکو دی چہارم
اوسکے پاس قاصد کو ایک طلاق لیکر بہیجا جو اوسکی طلاق مین سی رہگئی تہی پنجم
اوسکو تین طلاقین ایک ساتھہ دین اور اس پانچوین جملہ کو صرف مجالد نے شعبی
سی روایت کیا ہی اگر بالفرض یہہ صحیح بھی ہو تو مراد یہہ ہی کہ تین طلاقین اوسپر ہوگئین
نہ یہہ کہ تین ایکہی طہر مین پڑین کیونکہ جب تین طلاق تو نمین سی پچھلی طلاق اوسکو دی تو یہہ
کہنا درست ہوا کہ اوسنے اوسکو تینون طلاقین سب دیدین اِسلئے کہ جمیعًا کی لفظ سی
عدد کی تاکید مراد ہوا کرتی ہی نہ ایک آنمین سبکا اکٹہا ہونا جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے
وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا علاوہ ازین جو لوگ ہم سی اس مسئلہ
اور اگر تیرا رب چاہتا یقین ہی لاتے جتنے لوگ زمین مین ہین سارے ہی ہین تمام
مین نزاع کرتے ہین اونمین سی اکثر اس حدیث کی خلاف کرتے ہین اور اوسپر عمل
نہین کرتے مثلاً عورت جدا کی ہوئی کے لئے نفقہ اور رہنی کا مکان واجب کہتے ہین
اس حدیث کیطرف متوجہ نہین ہوتے نہ اسپر عمل کرین اور یہہ قول امام اعظم اور اون کے
اصحاب کا ہی اور امام شافعی اور امام مالک نے ایسی عورت کی لئے رہنی کا مکان تجویز
کیا ہی حالانکہ حدیث مین تصریح ہی کہ عورت کی لئے نہ خرچ ہی نہ رہنی کا مکان اور ہمنے اس
حدیث پر عمل کیا اور اوسمین سی کسی بات کا خلاف نہین کیا جو اوسکی خلاف کرے
اوسکو عذر کرنیکی حاجت ہی اور حدیث حضرت عائشہ رضہ کی کہ ایکمرد نے اپنی

تین طلاق کا بیان

فصل

بی بی کو تین طلاقین دین آخر تک اوسکا جواب یہہ ہی کہ اوسمین یہہ مذکور نہین کہ
تین طلاقین عورتکو ایک ہی بولی مین دین تو جو بات کہ حدیث مین نہین اوسکو
حدیث مین داخل نکرو اور یہہ جو کہتے ہو کہ آپ نے تفصیل نہ پوچھی تو اوسکا جواب یہہ ہے
کہ لوگونکو حال معلوم تہا کہ تین طلاقین اوسی صورتمین تین ہوتی ہین کہ ایک کی بعد
ایک ہو تو معلوم ہوا کہ کلام لغت اور شرع اور عرف کی موافق تہا جیسے ہمنے بیانکیا۔
اور امام شافعیؒ نے جسپر اعتماد کیا ہی یعنی لعان والے کا تین طلاق دینا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تو اوس سی کوئی دلیل تمہاری مفید نہین اسواسطے کہ خود
لعان نے ہمیشہ کی لئی عورتکو حرام کردیا تو تین طلاقون نے اوسی حرمت کی تاکید اور
قوت زیادہ کردی جو لعان کا مقصود ہی اور یہہ جواب ہمارے شیخ ابن تیمیہؒ کا ہی۔
اور ایسا ہی ابن منذر نے فرمایا ہی کہ طلاق اجنبیہ ہی پر ہوئی خاوند اوسکا اجنبی ہونا
جانے یا نجانے غرضکہ جن لوگونکا مذہب یہہ ہی کہ جدائی خاوند کی لعنت کرنے سے
ہو جاتی ہی مثل امام شافعی کی اونکی نزدیک یہہ طلاق حجت نہین ہو سکتی مگر تحقیق یہہ ہے
کہ جدائی یا تو صرف خاوند کی لعنت کرنیسے ہو جاتی ہی جیسی شافعیؒ فرماتے ہین یا
دونو کی لعنت کرنیسے ہوتی ہی جیسے احمدؒ کہتے ہین یا حاکم کے جدا کرنے پر موقوف رہتی
ہی یعنی حاکم اون دونو مین سے جدائی کردیتا ہی جس سی وہ عورت مرد پر ہمیشہ کو حرام

ہو جاتی ہی اور یہہ جواب ہمارے شیخ ابن تیمیہؒ کا ہی اور یہہ قول ہی ابن عباسؓ
اور ابن زبیرؓ اور عکرمہ اور طاؤس اور ابن ابی لیلیٰ اور اسحاق اور ابو عبید اور
ابو ثور اور داؤد اور ابن المنذر اور ابو عوانہ اور ابن جریر کا اور یہہ قول ہی
اہل حدیث کا اور یہہ قول ہی اہل ظاہر کا اور یہہ قول ہی ابو حنیفہ اور اصحاب
ابو حنیفہ کا اور یہہ قول ہی ثوری اور اوزاعی اور لیث کا اور یہہ قول ہی
ابو یوسف اور محمد کا اور یہہ قول ہی مالک اور اصحاب مالک کا اور یہہ قول ہی
ابو عبید کا اور یہہ قول ہی اسحاق کا اور یہہ قول ہی ابو ثور کا اور یہہ قول ہی
ابن المنذر کا اور یہہ قول ہی ابو عوانہ کا اور یہہ قول ہی ابن جریر کا اور یہہ قول ہی
ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ کا اور یہہ قول ہی عکرمہ اور طاؤس کا اور یہہ قول ہی
ابن ابی لیلیٰ کا اور یہہ قول ہی داؤد کا اور یہہ قول ہی ابن المنذر کا اور یہہ قول ہی
ابو عوانہ کا اور یہہ قول ہی ابن جریر کا اور یہہ قول ہی ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ کا
اور یہہ قول ہی عکرمہ اور طاؤس کا اور یہہ قول ہی ابن ابی لیلیٰ کا اور یہہ قول ہی
داؤد کا اور یہہ قول ہی ابن المنذر کا اور یہہ قول ہی ابو عوانہ کا اور یہہ قول ہی
ابن جریر کا اور یہہ قول ہی ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ کا اور یہہ قول ہی عکرمہ اور
طاؤس کا اور یہہ قول ہی ابن ابی لیلیٰ کا اور یہہ قول ہی داؤد کا اور یہہ قول ہی
ابن المنذر کا اور یہہ قول ہی ابو عوانہ کا اور یہہ قول ہی ابن جریر کا اور یہہ قول ہی
ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ کا اور یہہ قول ہی عکرمہ اور طاؤس کا اور یہہ قول ہی
ابن ابی لیلیٰ کا اور یہہ قول ہی داؤد کا اور یہہ قول ہی ابن المنذر کا اور یہہ قول ہی
ابو عوانہ کا اور یہہ قول ہی ابن جریر کا اور یہہ قول ہی ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ کا
اور یہہ قول ہی عکرمہ اور طاؤس کا اور یہہ قول ہی ابن ابی لیلیٰ کا اور یہہ قول ہی
داؤد کا اور یہہ قول ہی ابن المنذر کا اور یہہ قول ہی ابو عوانہ کا اور یہہ قول ہی
ابن جریر کا اور یہہ قول ہی ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ کا اور یہہ قول ہی عکرمہ اور
طاؤس کا اور یہہ قول ہی ابن ابی لیلیٰ کا اور یہہ قول ہی داؤد کا اور یہہ قول ہی
ابن المنذر کا اور یہہ قول ہی ابو عوانہ کا اور یہہ قول ہی ابن جریر کا اور یہہ قول ہی

ہو جاتی ہی پس تین طلاقون نے اسی حرمت کی تاکید کی جو لعان کی نہایت اور شارع
کا مقصود ہی تو اس طلاق مین بدون لعان کی طلاق کیسے ملجا دیگی انمین تو فرق
بہت بڑا ہی اور تین طلاق دینے والیکے قصہ مین جو حدیث محمود بن لبید کی ہی اسی
حجت کرنی حقیقت کو الٹ دینا ہی کہ جو دلیل بڑی سے بڑی حرمت کی ہی اوسکو جواز مین
پیش کرتے ہو یہہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسے گمان ہو سکتا ہی کہ آپنے اوس
شخص کے عمل کو جائز رکھا جسنے خدا تعالی کی کتاب سے ٹھٹھا کیا اور رکانہ کی حدیث
کہ اوسنے اپنی بی بی کو طلاق البتہ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے
قسم لی کہ اس طلاق سے اوسنے صرف ایک ہی ارادہ کی تھی تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث
صحیح نہین ابن جوزی نے کتاب العلل مین کہا ہی کہ یہہ کچھہ نہین اور حلال نے علل میں
اثرم سے روایت کی ہی کہ مین نے ابو عبد اللہ سے حدیث رکانہ کا ذکر طلاق البتہ مین کیا
اونہون نے اس حدیث کو ضعیف کہا اور فرمایا کہ تین کو ایک اوسکی نیت کی سبب کرتا
تھا اور ہماری شیخ نے فرمایا ہی کہ بڑی امام جو حدیثونکی علتین جانتی ہین مثل امام احمد
اور بخاری اور ابو عبید وغیرہ سب نے رکانہ کی حدیث البتہ کو ضعیف کہا ہی اسیطرح ابو محمد
بن حزم نے ضعیف کہا اور سبھون نے کہا ہی کہ اس حدیث کی راوی مجہول ہین کہ اونکا
عادل ہونا اور حدیث کو یاد رکھنا معروف نہین اور امام احمد نے فرمایا ہی کہ

فالطلاق الثلاث الخ
من الخبر بان الذی یجوز
موجب اللعان ومقصوده
الشارع فی تحریمه یوقع
به طلاق غیر المدخول بها
بینهما اعظم فرقة فضلا
فاخت بنت عمی بن لبید
فی قصته الطلاق ثلاثا فالاحتجاج
من قلب الحقائق والاحتجاج علی الجواز
بما یعلم بالخبر هو فی الحقیقة
بما یعلم بان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
بما یعلم من کتاب الله

فصل

واما حدیث رکانة انه طلق امرأته البتة
وان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم استحلفه ما اراد بها الا واحدة فقد
قال ابن الجوزی فی العلل التی لیس فیها شیء
وصححه قال ابن عبد الهادی فی تنقیحه
حدیث رکانة فی البتة فضعفه وقال
جمله بنیه وقال شیخنا الائمة
الکبار یتعارفون بعلل الحدیث
کاحمد والبخاری وابن عبد
وغیرهم حدیث رکانة البتة
ابو محمد بن حزم وقالوا ان راویه
وقال احمد

رکانہ کی حدیث کہ اپنی بی بی کو طلاق البتہ اوسنے دی ثابت نہین ہوتی اور کچھہ بہی نہین
پس اگر کہا جاوے کہ ابو داؤد نے کہا ہے کہ حدیث البتہ ابن جریج کی حدیث کی نسبت کر
صحیح تر ہے جسمین یہہ ہے کہ رکانہ نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین تو ہم کہین گے کہ اسکا
جواب ہمارے شیخ نے یہہ دیا ہے کہ ابو داؤد نے جو حدیث البتہ کو ابن جریج کی حدیث
پر ترجیح دی تو اسلئے کہ اونہون نے حدیث ابن جریج کی ایسے طریق سے روایت کی جسمین
ایک راوی مجہول ہے یعنی یون کہا کہ حدیث کہی ہمسے احمد بن صالح نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہا کہ خبر دی مجکو بعض اولاد ابو رافع نے
عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس رض سے آخر حدیث تک اور وہ روایت نہین لکہی
جسکو امام احمد نے اپنی مسند مین ابراہیم بن سعد سے روایت کی ہے ابراہیم کہتے
ہین کہ حدیث کی مجہہ سے میرے باپ نے محمد بن اسحاق سے کہا کہ حدیث کی ہم سے
داؤد بن حصین نے عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس رض سے کہ رکانہ نے اپنی بیبی
کو تین طلاقین ایک مجلس مین آسوجہ سے ابو داؤد نے حدیث البتہ کو ترجیح دی
اور اس حدیث کے درپے نہوئی نہ اپنی سنن مین اوسکو روایت کیا حالانکہ اسمین
کچھہ شک نہین کہ حدیث ابن اسحق کی دونو حدیثون سے صحیح ہے اور حدیث ابن جریج
کی اوسکی شاہد اور مددگار ہے پس جب ابو صہبا کی حدیث ابن اسحاق کی

حدیث رکانہ انہ طلق امراتہ
البتۃ لا تثبت ولیس بشیء
فان قیل قال ابو داؤد الخ
البتۃ اصح من حدیث
ابن جریج ان رکانہ طلق
امراتہ ثلاثا فالنا باب
حدیث البتۃ علی حدیث
ابن جریج من طریق فیہا مجہول قال
حدثنا احمد بن صالح
حدثنا عبد الرزاق
اخبرنی بعض ولد ابی رافع عن
عکرمۃ عن ابن
عن ابن عباس الی آخر الحدیث ولم یروہ
لم یروہ احمد فی مسندہ عن ابراہیم
بن سعد حدثنی ابی عن محمد بن اسحق
حدثنا داؤد بن حصین عن
عکرمۃ
عن ابن عباس طلق رکانہ
امراتہ ثلاثا فی مجلس واحد
فالن ارجح ابو داؤد حدیث
البتۃ ولم یعترض علیہ
ان ہذا اصح من الحدیثین
وحدیث ابن جریج الشاہد لہ
وقاضی فاذا انضم حدیث ابی الصہبا
الی حدیث ابن اسحاق الخ

حدیث اور ابن جریج کی حدیث مین ملاؤ اور اُن کی روایت کے مقامات کی اختلاف
اور طریقوں کے دور ہونے پر لحاظ کرو تو یہہ معلوم ہوگا کہ یہہ مجموعہ حدیث البتہ بیشک قوی تر ہی اور جو شخص حدیثونکی بو سونگھتا ہی گو دور سی ہی ہو وہ ممکن نہین کہ اس امر مین شک کری پھر ایسی حدیث جسکو امامون نے ضعیف کہا ہو اور اوسکے راوی گمنام ہون ان احادیث پر کیسے مقدم ہوسکتی ہی **اور** حدیث معاذ بن جبلؓ کا جواب یہہ ہی کہ اوسکی اسناد مین اسماعیل بن امیہ دارم ہی وہ اوس حدیث کو حماد سی راوی ہی دارقطنی نے اوس حدیث کی روایت کی بعد کہا ہی کہ اسماعیل بن امیہ کی حدیث متروک ہی **اور** حدیث عبادۃ بن صامت کی جو دارقطنی نے روایت کی ہی اوسکی روایت کے بعد کہا ہی کہ اسکے راوی گمنام اور ضعیف ہین بجز ہمارے شیخ اور ابن عبد الباقی کے **اور** حدیث زاذان کی حضرت علیؓ سی اوسکا راوی اسماعیل بن امیہ قرشی ہی دارقطنی نے کہا ہی کہ یہہ اسماعیل بن امیہ کوفی ہی اور حدیث کے بابمین ضعیف ہی۔ مین کہتا ہون کہ اس حدیث کی اسناد مین گمنام اور ضعیف لوگ ہین **اور** حدیث حسنؓ کی حضرت ابن عمرؓ سی وہ ان ضعیف حدیثونمین سی بڑھ چڑھکر ہی دارقطنی کہتے ہین کہ حدیث کی ہم سی محمد بن عبد الحافظ نے کہا حدیث کی ہم سی محمد بن شاذان جوہری نے کہا حدیث کی ہم سی یعلی بن منصور نے کہا حدیث کی ہم سی شعیب بن

فصل

فصل

فصل

رزیق نے کہ عطاء خراسانی نے اوسسے حدیث کی حسنؓ سی فرمایا کہ حدیث کی
ہمسے عبداللہ بن عمرؓ نے پہر حدیث کو بیانکیا اور شعیب راوی کو دارقطنی نے ثقہ کہا
ہی اور ابوالفتح ازدی نے کہا کہ اوسمین کچھہ ضعف ہی اور بیہقی نے بھی اس حدیث
کو روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہہ زیادتیان اسمین صرف شعیب نے کی ہین اور لوگون
نے اوسکی بابمین کلام کیا ہی انتہی اور اسمین شک نہین کہ حدیث ابن عمر کو بہت سے
ثقون معتبر اور اماموں نے روایت کیا ہی مگر کسی نے اونمین سی وہ باتین یقینا نہین
لکہین جو شعیب بیان کرتا ہی اور اسی جہت سی اوسکی حدیث کوئی صحیح اور سنن والا نہین
روایت کرتا اور حدیث کثیر مولی سمرہ کی ابی سلمہ سی ابوہریرہؓ سی تو اوسکو خود
کثیر نے انکار کیا جب اوس سی اوس حدیث کا حال پوچھا گیا اور کثیر جیسی شخص کا بہولجانا
بعید از عقل معلوم ہوتا ہی اور بیہقی نے اوسمین علت لگائی ہی اور کہا ہی کہ کثیر کی
معرفت اتنی ثابت نہین ہوئی جو موجب حجت لانیکی اوسکی روایت سی ہو اور خصوص
ایسی صورتمین کہ تمام لوگونکا قول اوسکی روایت کی خلاف ہوا اور عبدالحق نے
اپنی احکام مین اور ابن حزم نے اپنی کتابمین اوسکو ضعیف بتایا ہی اور حدیث
سوید بن عقلہ کی حضرت امام حسنؓ سی اوسکی راویونمین محمد بن حمید رازی ہی ابوزرعہ
نے کہا ہی کہ وہ بڑا جہوٹا ہی اور صالح خزرہ نے کہا ہی کہ جہوٹ مین اوس سے

فصل واما حدیث کثیر

کثیر نے انکار کیا جب اوس سی اوس حدیث کا حال پوچھا گیا

وقد ضعفہ ایضا عبدالحق فی احکامہ وابن حزم فی کتابہ

سوید بن عقلہ عن الحسن فمن دونہ

محمد بن حمید الرازی قال ابوزرعۃ

کذاب وقال صالح خزرۃ

فارایت الحمل فی ذالک من

اور شاذ کوفی اور سلمۃ بن فضل سے بڑھکر کوئی ماہر مین نے نہین دیکھا ابو حاتم نے کہا
کہ اس شخص کی حدیث نہین مانی جاتی اگرچہ راوی اوسکے مختلف ہین مگر اوسکو اسحٰق
بن راہویہ غیرہ نے ضعیف کہا ہی **فصل** جب طرف ثانی نے اس مسلک کا ضعف دیکھا
تو اب دوسری راہ اختیار کی اور کہا کہ اجماع تین طلاقونکی لازم آنے پر ہو چکا ہی
اور خبر واحد کی نسبت کردہ زیادہ ہی چنانچہ امام شافعی رح فرماتے ہین کہ اجماع
خبر منفرد سے زیادہ ہے اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ حدیث کی راوی پر خطا
اور وہم ممکن ہے بخلاف اجماع کے کہ وہ ان امور سے محفوظ ہی اور کہتے ہین
کہ ہم صحابہ اور تابعین سے وہ روایات پیش کرتے ہین جو اجماع کو ثابت کرے
چنانچہ صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت عمر رض نے لوگونپر تین طلاقین جاری کین اور آپ
کی موافقت سب صحابہ نے کی سعید بن منصور کہتے ہین کہ حدیث کی ہمسے سفیان نے
شقیق سے کہ اونہون نے حضرت انس سے سنا کہ کہتے تھے کہ فرمایا حضرت عمر رض نے
ایسے شخص کے بابمین جو اپنی بی بی کو تین طلاقین صحبت سے پیشتر دیوے کہ وہ
تین ہی ہونگی اور عورت اوسپر حلال نہوگی جب تک کہ دوسرے سے نکاح نکرے
اور جب اس قسم کا شخص آپکے پاس لایا جاتا تو اب اسکو دکہہ دیتے اور بیہقی نے ابن
ابی لیلی کی حدیث حضرت علی رض سے روایت کی ہی اوس شخص کے بابمین جو اپنی بی بی

کو تین طلاقین صحبت سی پیشتر دے کہ آپنے فرمایا اوسکو حلال نہین جبتک کہ دوسرے
خاوند سی نکاح کری اور حاتم بن اسمعیل نے امام جعفر صادق سی اور اونہون نے امام
باقر سے اور اونہون نے اپنی باپ سی اور اونہون نے حضرت علی رض سی روایت
کی ہی کہ وہ عورت مرد پر حلال نہین جبتک دوسرے شوہر سی نکاح نکری اور ابو النعیم نے اعمش سے
اور اونہون نے حبیب ابن ابی ثابت سی اور اونہون نے حضرت علی رض کے بعض اصحاب سی روایت
کی ہی کہ ایک شخص حضرت علی رض کیخدمت مین آیا اور کہا کہ مین نے اپنی بی بی کو ہزار طلاقین
دی ہین آپنے فرمایا کہ تین طلاقون نے تو عورتکو تجھ پر حرام کردیا باقی کو تو اپنی اور بیبیون
مین بانٹ دی اور علقمہ بن قیس نے کہا ہی کہ ایک شخص حضرت ابن مسعود رض کے پاس آیا اور کہا
کہ اُس شخص نے اپنی بی بی کو شب گذشتہ مین سو طلاقین دی ہین آپنے اوس سی پوچھا
کہ تو نے اُن سب طلاقونکو ایک ہی دفعہ کہا ہی اوسنے کہا ہان آپنے فرمایا کہ تو چاہتا ہی کہ
تیری بیبی تجھ سی علیحدہ ہوجاوے اوسنے کہا ہان آپنے فرمایا کہ بات وہی ہی جو تو نے کہی اور ایک
اور شخص آپکے پاس آیا اور کہا کہ مین نے اپنی بیبی کو ستاونکی شمار کی برابر طلاقین دین آپنے اوسکو
بھی وہی ارشاد فرمایا جیسا پہلے کو کہا تھا پھر فرمایا کہ اللہ نے طلاق کا معاملہ ظاہر کردیا پس جو شخص کہ
طلاق اوسطرح دیگا جسطرح اللہ تعالی نے اوسکو حکم کیا ہی تو وہ تو اوسکی لئی بیان ہی
کردیا ہی اور جسنے خلط کیا تو اوسکا خلط کرنا ہم اوسی پر کرینگے بخدا یہہ نہین ہوسکتا

قال ان نحل قال لا تحل
ابو حنیفہ نے کہا کہ نہین حلال ہوتی
وفی حدیث عبد الله بن عمر
اور ایک حدیث عبد اللہ بن عمر سی
عن جعفر بن محمد عن
جعفر سی اور اونہون نے
ابیہ عن علی رض
اپنے باپ سی اور اونہون نے علی رض سی
وفیہ ایضا عن الاعمش
اور اسمین بھی اعمش سی
عن حبیب
حبیب سی
بن ابی ثابت عن بعض
ابن ابی ثابت نے بعض
اصحاب علی رض
اصحاب علی رض سی
وفی حدیث ابی النضر
اور ابو النضر کی حدیث مین
فقال طلاق ثلاث نحرجها غیر
فقال طلاق ثلاث نحرجها غیر
ما ئة فقال قلتها ثلاث مرة
ما ئة فقال قلتها ثلاث مرة
نعم قال ترین ان تبین منک
نعم قال ترین ان تبین منک
امرأتک قال نعم قال بحق
امرأتک قال نعم قال بحق
قلت وانا به زعیم
قلت وانا به زعیم
انه طلق امرأته ثلاثا فی مجلس
انه طلق امرأته ثلاثا فی مجلس
واحد فقال
واحد فقال
فقد بانت منه امرأته
فقد بانت منه امرأته
طلق کما امرأه الله تعالی
طلق کما امرأه الله تعالی
فقد بانت منه ومن یلبس
فقد بانت منه ومن یلبس
یجعلنا به لبسة والله لا نلبس
یجعلنا به لبسة والله لا نلبس

کہ تم اپنی نفسونپر خلط کرو اور اوسکو وہ تمہارے طرف سی برداشت کری جیسا تم کہتی
ہو اور مالک نی موطا مین ابن شہاب سی اور اوسنی محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان بن محمد
بن ایاس بن بکیر سی روایت کی ہی کہ اوسنی کہا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو قبل
صحبت کے تین طلاقین دین پہر اوسکو یہہ سوجہی کہ اوس سی نکاح کری اسکی لئی فتوی پوچھنے
آیا مین اوسکے ساتھہ گیا کہ مسئلہ اوسکو پوچھہ دون اوسنی حضرت ابوہریرہؓ اور
ابن عباسؓ سی پوچھا دونون نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو اوس سی نکاح نکر جبتک وہ تیرے
سوا کسی سی نکاح نکرے اوسنی سر ہلیکیا کہ مین نے اوسکو طلاق ایکبارگی دی تھی
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو فضل تجکو حاصل تہا وہ تو نے اپنے ہاتھہ سے
چہوڑ دیا اور نیز موطا مین اسی قصہ مین مروی ہی کہ ابن بکیر نے اس مسئلہ کا حال ابن
زبیرؓ سی پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ یہہ ایک ایسا معاملہ ہی کہ مین اسمین کچھہ
نہین کہتا تو ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ کے پاس جا اُن دونو کو مین نے عائشہؓ کے پاس
چہوڑا ہی ابن بکیر نے اُن دونو سی پوچھا تو ابن عباسؓ نے ابوہریرہؓ کو فرمایا کہ ای
ابوہریرہ تم حکم دو کہ یہ مشکل تمپر آئی ہی حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک طلاق عورتکو
جدا کرتی ہی اور تین اوسکو حرام کرتی ہین یہانتک کہ وہ دوسرے خاوند سی نکاح کری
اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی ایسا ہی فرمایا تو دیکہو حضرت عائشہؓ نے ان دونو کی قول کا

قال رسلت من یدلک ما کان لک من فضل ان ابن
وفی الموطا ایضا فی ھذہ القصۃ ان ابن
الزبیر سئل عنہا ابن الزبیر فقال
ان ھذا امرھا ان کان فیہ قول اذھبی الی
عائشۃ فسلہا فقال ابن عباس
ابا ھریرۃ افتاہ یا ابا ھریرۃ
فقال جاء تک معضلۃ فقال
ربما جئت لاسوء حتی تبیتہا
والثلاث تحرمہا حتی تنکح زوجا
غیرہ وقال ابن عباس مثل
ذلک فہذہ عائشۃ ہہنا علیہا

انکار نکیا اور نہ ابن زبیر رضہ نے انکار فرمایا اور نیز موطا مین منعمان بن ابی عیاش
سے اور اوسنی عطاء بن یسار سی روایت کی ہی کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کی
خدمتمین حاضر ہوا اور مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو قبل صحبت کے تین طلاق دے
تو کیا حکم ہی آپ نے فرمایا کہ وہ عورت اوسکو حلال نہین جبتک کہ دوسرے خاوند سے
نکاح نکرے اور بیہقی نے حدیث معاذ بن معاذ کی روایت کی ہی کہ حدیث کی ہمسے شعبہ
نے طارق بن عبدالرحمن سی کہ سنا مین نے قیس بن ابی عاصم سی کہ اونہون نے کہا
کہ ایک شخص نے مغیرہ رضہ سی مسئلہ پوچھا اور مین اوسوقت موجود تہا کہ ایک آدمی
نے اپنی بی بی کو سو طلاقین دین مغیرہ رضہ نے فرمایا کہ تین طلاقین عورتکو حرام کرتی ہین اور
ستانوے فاضل رہین اور بیہقی نے سوید بن غفلہ سی روایت کی ہی کہ عایشہ خثعمیہ
حضرت امام حسن رضہ کے نکاح مین تھی جب حضرت علی رضہ شہید ہوئی تو اوسنی آپکی خدمتمین
عرض کیا کہ آپکو خلافت مبارک ہو حضرت امام حسن رضہ نے فرمایا کہ تو حضرت علی رضہ کے
قتل پر خوشی ظاہر کرتی ہی جا میرا طرف سی تجکو تین طلاقین ہین وہ اپنے کپڑے پہنکر چلی گئی
یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہوئی پہر آپ نے اوسکا کچھہ مہر جو رہگیا تہا اوسکی پاس مع
دسہزار درم صدقہ کی بہیجا جب قاصد اوسکی پاس لایا تو اوسنے کہا ع دوست
جو چہوٹ گیا آیا ہی اوس سی بہہ مال ✦ جب اوسکا قول آپکو پونہچا تو روئی اور فرمایا

ولا ابن الزبیر وفی الموطا
ایضا عن النعمان بن ابی عیاش
عن عطاء بن یسار ان رجلا جاء
رجل یستفتی عبد اللہ بن عمر فقال جاء
بن عمر فذہب لیتکلم فقال ان رجلا طلق امرأتہ ثلاثا
قبل ان یدخل بہا فقال لا تحل حتی تنکح زوجا غیرہ وقال
معاذ بن معاذ حدثنا شعبۃ عن طارق
بن عبد الرحمن سمعت قیس بن ابی حازم
قال سمعت المغیرۃ وأتاہ رجل فقال طلق امرأتہ مائۃ فقال ثلاث تحرم وسبعۃ
وتسعون فضل وروی البیہقی عن
سوید بن غفلۃ قال کانت عایشۃ
الخثعمیۃ عند الحسن فلما قتل علی قالت
للہ وجہہ قال لہا الحسن لتہنک الخلافۃ فقال
بقتل علی تظہرین الشماتۃ اذہبی فانت طالق
ثلاثا فلما لفعت ثیابہا وبعثت
الی قصت علیہا فبعث الیہا بقیۃ
الف صداق فقالت متاع قلیل من حبیب مفارق ✦
فلما بلغہ قولہا بکی وقال

کہ اگر مین اپنے نانا سے نہ سنتا یا یون کہا میرے باپ نے مجھ سے حدیث کی کہ اونہون نے
سنا اپنے نانا سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی بیبی کو تین طلاقین طہرون مین
دیوے یا تین مبہم دیدیوے تو وہ عورت اوسکو حلال نہوگی جبتک دوسرے خاوند سے
نکاح نکرے تو مین اس سے حجت کرلیتا اور امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ حدیث کی ہم سے محمد
بن جعفر نے کہا کہ حدیث کی ہم سے شعبہ نے عطا بن السائب سے اور اونہون نے حضرت
علیؓ سے کہ حرام اور البتہ اور بائن اور خلیہ اور بریہ جو طلاق کے کنایات ہین سب مین
آپنے تین طلاقونکا حکم فرمایا شعبہ کہتے ہین کہ مین پھر عطا سے ملا اور پوچھا کہ تمکو حضرت
علیؓ سے کس نے حدیث کی اونہون نے کہا کہ ابو البختری نے امام احمدؒ فرماتے ہین
کہ مین اسصورت سے ڈرتا ہون اوسمین مین کچھ نہین جواب دیتا اسلئے کہ اکثر لوگون سے
مثل حضرات علی اور زید اور ابن عمر اور تمام تابعین سے یہی مروی ہے کہ تین طلاقین
ہوتی ہین اور حضرت ابن عباسؓ سے مجاہد اور سعید بن جبیر اور عطا بن ابی رباح اور
عمرو بن دینار اور مالک بن الحارث اور محمد بن ایاس بن البکیر اور معویہ بن ابی عیاش
وغیرہ روایت کرتے ہین کہ جو تین طلاقین اکٹھی دیتا تھا اوسپر وہ تین ہی لازم کرتے
تھے اور امام احمدؒ سے جب اثرم نے سوال کیا کہ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث جو یہ ہے
کہ زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ مین تین طلاقین

فہا کانہ یروی عن عائشۃ الناس اخذا ثلاث وعن عمر وابن عمر وعامۃ الصابعین وائمۃ
علی وزید وابن عمر وعامۃ الصابعین وائمۃ
ابن عباس وروی عنہ مجاہد وسعید بن جبیر وعطاء
ابن ابی رباح وعمرو بن دینار وقال ابن الحارث ومحمد بن
ایاس بن البکیر ومعویۃ بن ابی عیاش وغیرہم ممن
الزم بالثلاث من وقعہا وقال الامام احمد ما یہابنی شیئ من حدیث
قال الامام احمد ما یہابنی شیئ من حدیث
ابن عباس کان الطلاق
علی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وابی بکر وابن بکر
عمر طلاق الثلاث واحدۃ

ایک ہی ہوتی تھی اسکو آپ کونسی چیز سے رد فرماتے ہین تو اُنہون نے فرمایا کہ
لوگ حضرت ابن عباس سے اوسکی خلاف کئی وجہ سے روایت کرتے ہین پھر چند لوگون
کی روایت حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ وہ طلاقین تین ہی ہوتی ہین اور یہی
امام احمد کا مذہب ہے اور بیہقی نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص عمران بن الحصینؓ کے پاس
مسجد مین آیا اور کہا کہ ایک شخص نے اپنی بیبی کو ایک مجلس مین تین طلاقین دین آپنے
فرمایا کہ تجکو معلوم نہین کہ مین سنا بہین نے ایسا کہہ چکا پس حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ
ہم مین اکثر لوگ مثل ابن نجید کے ہین۔ تو دیکھو کہ طلاقکے تین ہونے پر صحابہؓ مین سے
یعنی بڑے ماہر ہین ۱۲
حضرات عمر اور علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو اور ابن عباس اور عبداللہ
بن زبیر اور عمران بن حصین اور مغیرۃ بن شعبہ اور امام حسین رضی اللہ عنہم اجمعین متفق
ہین اور تابعیون مین سے اتنے لوگ ہین کہ اونکا ذکر بھی نہین ہوسکتا اور اجماع تو اِس سے
کم مین ہوجاتا ہے اور بہین وجہ اوسکو بہت لوگون نے حکایت کیا ہے اُنمین سے ابوبکر
بن العربی اور ابوبکر رازی ہین اور یہی ہے ظاہر کلام امام احمدؒ کا کہ اُنہون نے اثرم
کی روایت مین کہا ہے اور جس شخص نے یہہ کہا ہے کہ جب سنت کی مخالفت ہو تو رد کیا
جاوے سنت کیطرف اوس کے قول کو ذکر کیا ہے اور یہہ کچھہ نہین پھر کہا
ہے کہ یہہ مذہب رافضیونکا ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ رجعت کی قول پر اہل سنت کا اجماع

ایک ہی ہوتی تھی اسکو آپ کونسی چیز سے رد فرماتے ہین تو اُنہون نے فرمایا کہ
لوگ حضرت ابن عباس سے اوسکی خلاف کئی وجہ سے روایت کرتے ہین پھر چند لوگون
کی روایت حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ وہ طلاقین تین ہی ہوتی ہین اور یہی
امام احمد کا مذہب ہے اور بیہقی نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص عمران بن الحصینؓ کے پاس
مسجد مین آیا اور کہا کہ ایک شخص نے اپنی بیبی کو ایک مجلس مین تین طلاقین دین آپنے
فرمایا کہ تجکو معلوم نہین کہ مین سنا بہین نے ایسا کہہ چکا پس حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ
ہم مین اکثر لوگ مثل ابن نجید کے ہین۔ تو دیکھو کہ طلاقکے تین ہونے پر صحابہؓ مین سے
یعنی بڑے ماہر ہین ۱۲
حضرات عمر اور علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو اور ابن عباس اور عبداللہ
بن زبیر اور عمران بن حصین اور مغیرۃ بن شعبہ اور امام حسین رضی اللہ عنہم اجمعین متفق
ہین اور تابعیون مین سے اتنے لوگ ہین کہ اونکا ذکر بھی نہین ہوسکتا اور اجماع تو اِس سے
کم مین ہوجاتا ہے اور بہین وجہ اوسکو بہت لوگون نے حکایت کیا ہے اُنمین سے ابوبکر
بن العربی اور ابوبکر رازی ہین اور یہی ہے ظاہر کلام امام احمدؒ کا کہ اُنہون نے اثرم
کی روایت مین کہا ہے اور جس شخص نے یہہ کہا ہے کہ جب سنت کی مخالفت ہو تو رد کیا
جاوے سنت کیطرف اوس کے قول کو ذکر کیا ہے اور یہہ کچھہ نہین پھر کہا
ہے کہ یہہ مذہب رافضیونکا ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ رجعت کی قول پر اہل سنت کا اجماع

فرقہ دوم یہہ کہتے ہین کہ اول تو تمکو معلوم ہی کہ جس اجماع کا مخالف بنجانا جاوے
اوسمین غرض یہہ ہوتی ہی کہ مخالف کا علم ہو یہہ نہین کہ مخالف کی نہونیکا علم ہو اور علم
کا نہونا کچھہ علم نہین ہی کہ اوس سی حجت پکڑی جاوی اور صحیح نصوص پر اوسکو ترجیح
دیجاوی یہہ صورت تو جب ہی کہ مخالف اجماع کا معلوم نہو اور جب مخالف معلوم ہو
تب کسطرح اجماع کو تقدیم ہوسکتی ہی اور اس مسئلہ مین تو نزاع صحابہ کیوقت سی چلا
آتا ہی ابو داؤد وغیرہ نے حماد بن زید کی حدیث ایوب سی اور اوسنی عکرمہ سی اور اوسنی
حضرت ابن عباسؓ سی روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا جب مرد نے ایک بولی مین کہا کہ تجکو تین
طلاقین ہین تو وہ ایک ہی ہی اور یہہ اسناد بخاری کی شرط کی بموجب ہی اور عبد الرزاق
نے کہا ہی کہ خبر دی ہمکو معمر نے ایوب سی کہا کہ حکم بن عینہ زہری کے پاس آئی اور مین
اونکی ساتھہ تہا اونسی پوچہا اوس مرد کا حال جسکو تین طلاقین دیجاوین اونہون نے
کہا کہ یہہ مسئلہ حضرت ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ سی پوچہا گیا تہا
سبہون نے فرمایا کہ وہ عورت مرد کو حلال نہین جبتک اوسکی سوا اور خاوند سی نکاح
نکری ایوب کہتے ہین کہ حکم وہان سی نکلکر طاؤس کے پاس آئی اور وہ مسجد مین تشریف
رکہتے تہے اور اونپر جہک کر حضرت ابن عباسؓ کا قول اس مسئلہ مین پوچہا اور زہری کا
قول اونسی بیانکیا راوی کہتے ہین کہ مین نے دیکہا کہ طاؤس نے اس قول سی تعجب کرکے اپنے

دونوں ہاتھ اُٹھائے اور کہا کہ بخدا حضرت ابن عباسؓ تو ان علاقونکو ایک ہی ٹھہرایا کرتے تھے اور خبر دی ہمکو ابن جریج نے کہا کہ خبر دی ہمکو حسن بن مسلم نے ابن شہاب سے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بی بی کو تین طلاقین دے اور اکٹھی ندی تو وہ تین ہونگی راوی کہتے ہین کہ مینے اسحال کی خبر طاؤس کو دی اونہون نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ حضرت ابن عباسؓ اونکو ایک کے سوا اور کچھ تجویز نکرتے تھے تو آپکا فرمانا کہ جب تین طلاقین دی اور اکٹھی نکرے تو تین ہونگی اسکی یہہ معنی ہین کہ جب تینون علیحدہ علیحدہ ہون اس سے معلوم ہوا کہ اگر جمع کردیگا تو ایک ہونگی اور یہی بات ہے جسپر طاؤس نے قسم کہائی کہ حضرت ابن عباسؓ اونکو ایک ٹھہرایا کرتے تھے اور ہمکو اس امر مین شک نہین ہے کہ ابن عباسؓ سے اسکی خلاف بھی ثابت ہوا ہے اور وہ طلاقین تین ہی ہین اسلئے کہ دونو روایتین حضرت ابن عباسؓ سے بیشک ثابت ہین اور ایک ہونا طاؤس کا مذہب ہے عبدالرزاق کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو ابن جریج نے ابن طاؤس سے اور اوسنے اپنے باپ سے کہ جو طلاق کہ مخالف طلاق اور عدت کی وجہ کے ہوتی تہی طاؤس اوسکو طلاق نہ سمجھتے تھے اور ابن ابی شیبہ نے طاؤس اور عطا سے روایت کی ہے کہ جس صورتین کہ مرد اپنی عورتکو تین طلاقین قبل دخول کے دیوے تو طاؤس اور عطا دونو کا قول ہے کہ یہہ ایک طلاق ہے اور یہی ہے عطا بن ابی رباح کا قول ابن ابی

شیعہ نے اون سے اور جابر بن زید اور طاوس سے روایت کیا ہی کہ اُن سب نے فرمایا
کہ جب عورتکو تین طلاقین قبل صحبت کے دیوی تو وہ ایک ہی ہین اور قول محمد بن
اسحاق کا بھی یہی ہی اون سے اسکو امام احمدؒ اور اسحٰق بن راہویہ اور عمرو بن دینار
نے صحبت کے پیشتر کی طلاق مین نقل کیا ہی اور سعید بن جبیر بھی اسکے قائل ہین
اور یہہ وہ بات ہی جسپر حسن بصری کا مذہب ٹھہرا ہی اور یہی مذہب عطا بن یسار اور
حلاس بن عمرو اور محمد بن مقاتل رازی کا ہی جیساکہ مازری نے اپنی کتاب معلم فوائد مسلم
مین حکایت کیا ہی اور یہی ہی ایک روایت امام مالکؒ سی بلکہ مشہور مالکیون کے
نزدیک کچھہ اوپر دس فقیہون سے جو طلیطلہ کے فقیہون مین سے اونکی مذہب پر
فتوی دیا کرتے تھے اور صاحب ثائق کبیر نے اسباب مین اگلون اور پچھلون
کے خلاف کو نقل کیا ہی اور اُن دلائل مین سی جنکو حجت ٹھہراتے ہین حدیث
داؤد بن الحصین کو ذکر کیا ہی جو عکرمہ سی راوی ہین اور وہ حضرت ابن عباسؓ
سے کہ رکانہ نے اپنی بی بی کو ایک مجلس مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پاس تین طلاقین دین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ وہ ایک ہین آخر حدیث تک اور یہی مذہب ابو البرکات کا
ہے وہ پوشیدہ اسپر فتوی دیا کرتے تھے۔ اور اسمین خلاف کو

رواہ عنہ ابن ابی شیبہ
وعن جابر بن زید وطاوس انہم
قالوا اذا طلقہا ثلاثا قبل
ان یدخل بہا فہی واحدۃ
وعن محمد بن اسحٰق نحکاہ عنہم
الامام احمد واسحٰق بن راہویہ
وعمرو بن دینار فی الطلاق
قبل الدخول وسعید بن جبیر والذی
علیہ
فتیا ہ فی غیر المدخول بہا
الحسن البصری وہو مذہب عطاء
بن یسار ومحلاس بن عمرو ومحمد بن مقاتل الرازی
کما حکاہ المازری فی کتابہ المعلم لفوائد مسلم وہو
احد الروایتین عن مالک بن انس
وہو
الذی کان یفتی بہ جماعۃ من فقہاء طلیطلۃ
من اصحابہ
المقتبسین علی مذہبہ وحکی صاحب الثائق
الکبیر الخلاف فیہا عن المتقدمین والمتاخرین
وذکر مما احتجوا بہ حدیث داؤد بن الحصین
عن عکرمۃ عن ابن عباس
انہ طلق زوجتہ رکانۃ ثلاثا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم انما تلک واحدۃ الحدیث
وہو مما ذہب الیہ ابو البرکات
کان یفتی بہ ویختار

ابو الولید مفید الاحکام کے مولف نے ذکر کیا ہے اور اصحاب ظاہر کا
مذہب سوا ر ابن خزم کے یہی ہی اب اگر یہہ کہو کہ دوسرے خلیفہ حضرت
عمر بن خطاب رض کے باب مین تمھارا کیا عذر ہے کیا اونکو یہہ گمان
کرتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے خلیفہ اول اور
جو لوگ اُس عہد مین تھے اُن سبکو دیکھتے تھے کہ تین طلاقون کو ایک کرتے
تھے اور باوجودیکہ یہہ امر اُمت کے حق مین آسان تہا مگر حضرت عمر رض
اپنی رای سے قصدا اسکا خلاف کرکے اپنی طرف سے امت پر تین لازم کردیتے
تھے اور جس چیز کو اللہ تعالی نے وسیع اور سہل کیا تہا اوسکو تنگ اور مشکل
کردیتے تھے پہر آپ کا اتباع اِس امر مین اکابر صحابہ کرتے تھے حالانکہ سب اصحاب رض
اِسباب مین خدا تعالی کا خوف زیادہ رکھتے تھے پہر اسکی کیا وجہ ہی تو اسکا جواب
یہہ ہی کہ واقع مین یہہ سوال قطعی وارد ہی اور اسکے لئے جواب شافی درکار ہے
اوسکی لئے ہم کہتے ہین کہ آدمیونکی دو قسمین ہین ایک تو وہ ہین کہ حضرت عمر رض اور اُنکے
موافقین کی رعایت کی جہت سے اُن احادیث کیطرف سے عذر کرتے ہین اور اونکو نہین مانتے
ہین اور ایک وہ ہین کہ احادیث کو رد نہین کرتے اور حضرت عمر رض کی
طرف سے عذر کرتے ہین اور یون تقریر کرتے ہین کہ احکام دو طرح کی ہوتی ہین

کتاب مفید الاحکام وغیرہ
مذہب اہل الظاہر ہو غیر
ابن حزم رح فان قیل فما عذر من
عن ثانی الخلفاء عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و
ابی بکر رض و
واحد من عہد ابی بکر رض
ثلثا بلفظ واحد
ثلثا بلفظ واحد
فی ذلک ابو الولید
تین طلاقون کا بیان
۱۳
برا بھلا کہا
قبل نفسہ فی ضیق علیہم
واسعہ
الله ویعسر ما سہلہ
ثم یتابعہ علی
اکابر الصحابة رض
ذلک
الحق لله من ذلک
یعنی لله وارد
شاق فقول الناس
طائفتان طائفة
عن هذه الاحادیث
عمل ومن وافقه
وطائفة
عن زر عن عمر ونحن
الاحادیث فقالوا الاحکام نوعان

اول وہ کہ زمانہ کے بدلنے اور اجتہادات کے تغیر کے باعث وہ ایک حالت سی
نہین بدلتی جیسے واجبات کا وجوب اور محرمات کی حرمت اور حدود معین کہ ان امور
مین تبدل نہین ہوسکتا نہ انکے منصوص کے خلاف کوی اجتہاد ہوتا ہی دوم وہ احکام
کہ اقتضاء مصلحت کی بموجب زمانہ اور جگہہ اور حال کے اعتبار سی بدلجاتے ہین جیسے
مقدار سزاؤنکا اور اونکی صفتین کہ شارع یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصلحت کے
موافق اونکو طرح طرح پر کیا ہی مثلاً شراب خوار کو چوتھی دفعہ مین مار ڈالنے کی سزا دینی اور
زکوۃ کے نہ دینے والیکا آدھا مال لے لینا اور غلام کو ایسے شخص کی ملک سی باہر کر دینا
جو اوسکو عذاب سخت دیوی اور جو شخص ایسی چیز چوراوی جسمین ہاتھہ نہ کاٹا جاوی تو اوسی
سی دونا ڈانڈ لینا اور پائی ہوئی چیز کے چھپانیوالے سے دونا دام لینا ان تین شخصونکے
قصہ مین عورتونکی نزدیکی سی منع کرنا اور اُن سی علیحدہ رہنے دینا۔ اور یہہ نہین
جبکہ ذکر سورہ نور مین ہی
معلوم ہوا کہ آپنے درہ سی اور قید اور تازیانہ سی سزا دی ہو البتہ تہمت کیصورت مین
حبس فرمایا ہی تاکہ حال تہمت والیکا ظاہر ہو جاوے اسیطرح آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم نے آپکے بعد
سزائین قسم قسم کی دی ہین مثلاً حضرت عمرؓ مجرم کا سر منڈواتے اور شہر بدر کرتے
اور مارتے اور کلالون کی دکانین اور بالاخانے جنمین شراب فروخت ہوتی پھونکدیتے
اور حضرت سعدؓ کا گھر کوفہ مین پھونکدیا جب وہ اوسمین رعیت سی بیخبر ہو کر چھپ بیٹھے

اور سزاؤنکے باہمین آپکے بہت سی اجتہاد تھی جسپر صحابہؓ نے آپکی موافقت کی اسنظر سی کہ آپکے وقتمین وہ اسباب نہیں ہوگئی تھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عہد مین نہ تھے یا تھی مگر لوگون نے اونمین زیادتی کی اور پیہم کرنے لگی آپکے اجتہادات مین سی ایک یہ ہی کہ جب لوگون نے شرابخواری زیادہ کی اور پیاپے اوسکے مرتکب ہوئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین شرابخواری کم تھی تو حضرت عمرؓ نے اوسکی سزا اسّی درّے مقرر کئے اور اس جرم مین شہر بدر کیا ایک یہہ ہی کہ آپنے درّہ بنایا کہ جو مجرم مستحق مارنیکا ہوتا تہا اُس سے اوسکو پیٹے نہی ایک یہہ کہ آپنے ایکمکان قید خانہ کی لئی بنایا ایک یہہ ہی جب آپ نے لوگونکو طلاق پیہم دیتے دیکہا اور اوسمین کثرت ملاحظہ فرمائی اور معلوم کیا کہ لوگ اس سی بدون سزا کے باز نہین رہینگے اسلئے اونپر تین طلاقونکا لازم کردینا اونکی سزا مقرر فرمائی تاکہ اوس سی باز رہین اور اس سزاکو یا عارضی کہو جو حاجت کیوقت دیجاتی ہی جیسے شرابخواری مین اسّی درّے مارتے اور سر منڈواکر جلاوطن کرتے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن تین شخصون کو جنکو پیچہے چہوڑا تہا حکم اپنی عورتون سے علیحدہ رہنے کا دیا، تو ایکصورت تو یہہ ہوئی یا سزا اِس گمان سے دی ہو کہ تین طلاقون کا ایک کرنا ایک شرط سے وابستہ تہا اور وہ جاتی رہی جیسی آپکی رای متعہ حج مین ہی

وکان لہ فی التعزیرات اجتہادات وافقہ علیہا
الصحابۃ بحسب وقت استباب
لصار بعض منہا علی عہد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فیہا او وقع شرب الخمر فیہا اکثر
فزاد فیہا بعد ان لم یکن وکان زاد الناس
فیہا او وقع شرب الخمر فیہا اکثر فزاد فیہا بعد ان لم یکن وکان فعلہ
ذلک لما رای من ان الناس قد اکثروا من شرب الخمر فزاد فیہا
ثمانین حین رای ان الناس لا ینزجرون الا بہا
من یستحق الضرب ومن لا یستحق
ومن ذلک انہ لما رای الناس قد تتابعوا فی الطلاق
فی مجلس واحد الزمہم ذلک
لما رای ان الناس لا ینزجرون الا بہ
ومن ذلک انہ حبس فی التہمۃ
ومن ذلک انہ نفی فی الخمر
ومن ذلک انہ حلق رؤس النباشین
ونفاہم
ومن ذلک انہ حرق قریۃ
لما عصی اہلہا
ومن ذلک انہ حرق نخل من حرق نخل الناس
ومن ذلک انہ قطع یمین الصقر
ومن ذلک انہ ضرب الکیس والثیاب
ومن ذلک انہ ضرب الناس فی التہمۃ
ومن ذلک انہ ضرب فی الخمر
ومن ذلک انہ ضرب فی الزنا
ومن ذلک انہ ضرب فی التعریض
ومن ذلک انہ ضرب فی السرقۃ
ومن ذلک انہ ضرب فی الرشوۃ
ومن ذلک انہ ضرب فی الطلاق
ومن ذلک انہ ضرب فی القمار
ومن ذلک انہ ضرب فی الخیانۃ
ومن ذلک انہ ضرب فی الغصب
ومن ذلک انہ ضرب فی النہب
ومن ذلک انہ ضرب فی الاختلاس
ومن ذلک انہ ضرب فی الرباء
ومن ذلک انہ ضرب فی الشہادۃ
ومن ذلک انہ ضرب فی الیمین
ومن ذلک انہ ضرب فی الکذب
ومن ذلک انہ ضرب فی الغیبۃ
ومن ذلک انہ ضرب فی النمیمۃ
ومن ذلک انہ ضرب فی الغش
ومن ذلک انہ ضرب فی الخداع
ومن ذلک انہ ضرب فی المکر
ومن ذلک انہ ضرب فی الحیلۃ
ومن ذلک انہ ضرب فی الفساد
ومن ذلک انہ ضرب فی الظلم
ومن ذلک انہ ضرب فی العدوان
ومن ذلک انہ ضرب فی البغی
ومن ذلک انہ ضرب فی الاثم
ومن ذلک انہ ضرب فی المعصیۃ
ومن ذلک انہ ضرب فی المخالفۃ
ومن ذلک انہ ضرب فی الشقاق
ومن ذلک انہ ضرب فی العداوۃ
ومن ذلک انہ ضرب فی البغضاء
ومن ذلک انہ ضرب فی الحسد
ومن ذلک انہ ضرب فی الکبر
ومن ذلک انہ ضرب فی العجب
ومن ذلک انہ ضرب فی الریاء
ومن ذلک انہ ضرب فی السمعۃ
ومن ذلک انہ ضرب فی الفخر
ومن ذلک انہ ضرب فی الخیلاء
ومن ذلک انہ ضرب فی الزہو
ومن ذلک انہ ضرب فی الاستکبار
ومن ذلک انہ ضرب فی التجبر
ومن ذلک انہ ضرب فی التکبر
ومن ذلک انہ ضرب فی التعظم
ومن ذلک انہ ضرب فی التفاخر
ومن ذلک انہ ضرب فی التباہی
ومن ذلک انہ ضرب فی التکاثر
ومن ذلک انہ ضرب فی التنافس
ومن ذلک انہ ضرب فی التحاسد
ومن ذلک انہ ضرب فی التباغض
ومن ذلک انہ ضرب فی التدابر
ومن ذلک انہ ضرب فی التقاطع
ومن ذلک انہ ضرب فی التہاجر
ومن ذلک انہ ضرب فی التخاصم
ومن ذلک انہ ضرب فی التجادل
ومن ذلک انہ ضرب فی التمادی
ومن ذلک انہ ضرب فی التعدی
ومن ذلک انہ ضرب فی التجاوز
ومن ذلک انہ ضرب فی التخطی
ومن ذلک انہ ضرب فی التعدی
ومن ذلک انہ ضرب فی التجاوز
ومن ذلک انہ ضرب فی التخطی

ان ذلک کان واقعۃ رای
لا یعقل معناہا
فلعلہ رای فی ذلک الزمان مصلحۃ
فی الزجر بہذہ العقوبۃ
فلعلہ رای فی الزمان مصلحۃ
فی الزجر بہذہ العقوبۃ
الذی یفعل عن الحاجۃ
فی بعض الاوقات
عن الوطن وہو کما قال صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سافروا تغنموا
الاجماع بعدہ
وجہ واحد
بشرط وقد زال
فی ذلک الوقت

خواہ مطلق ہو یا متعقبہ فسخ کہ اوس سے منع فرما دیا تہا حالانکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے یہہ دوسری صورت ہی یا آپکے زمانہ مین کوئی
مانع ایسا ہوا ہو جسنے تین طلاقونکو ایک نہونے دیا ہو جیسے آپکے نزدیک اُن
لونڈیونکی بیع مین جسکے مالک کی اولاد ہونی ہو مانع ہو گیا تہا یا بنی تغلب کی نصاریٰ
سے جزیہ لینے مین کوئی مانع پیدا ہو گیا تہا یا اور اسطرح کا یہہ تیسری صورت ہی
اسلئے کہ حکم اپنی شرط کے نہونیسے دور ہوا کرتا ہی یا مانع کے پائی جانے سے اور
جدائی کا لازم کرنا فسخ سے ہو یا طلاق سے اوس شخص کے حق مین جو واجب امر کو
بجا نہ لاوے اون باتونمین سے ہی جنمین اجتہاد کو گنجایش ہی مگر یہہ جدائی کبھی تو شوہر
کا حق ہوتی ہی مثلاً ایسی صورتونمین کہ خاوند کو اپنا حق پورا لینے کی مانع ہون اور
کبھی خدا تعالیٰ کا حق ہوتی ہی جیسے خاوند بلی مین دو پنج جدائی کر دیتے ہین اُن
لوگونکی نزدیک جو پنچونکو وکیل ٹھہراتے ہین اور یہی درست ہی اور جیسے اکثر اگلون
پچھلونکی نزدیک ایلاء اسلئے کے باعث طلاق پڑنیکی صورتمین بشرطیکہ وہ مدت انتظار مین
دفا نکرے اور جیسے بعض سلف کہتے ہین اور اوس قول پر اونکی موافقت بعض اصحاب احمدؒ
نے کی ہی کہ جب مرد و عورت دونوا غلام پر راضی ہو جاوین تو اون دونو مین جدائی
کر دیجاوے اور اسکے قریب یہ صورت ہی کہ باپ بیٹے کو طلاق کے لئے حکم کرے ہی اسمین

سمی کہ بہتری لڑکے کی اوسمین ہو تو بیٹے پر اطاعت واجب ہی چنانچہ امام احمدؒ وغیرہ
کا قول یہی ہی اور حجت اونکی یہہ ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ
کو ارشاد فرمایا کہ اپنے باپکی اطاعت کرین جبکہ حضرت عمرؓ نے اونکو اونکی بی بی
کے طلاق دینے کا حکم کیا تہا اور اسکی اصل یہہ ہی کہ اللہ تعالی چونکہ طلاق سی بغض
رکہتا تہا اسنظر سی کہ اسمین زوجہ کی شکست تہی اور ابلیس دشمن خدا کی خوشی اور خاوند بیبی
مین سی ہر ایک کو بدکاری پر پیش ہونا وغیرہ خرابیان طلاق کی ہین اور باوجود اسکے خاوند یا بیبی
کو اسکی احتیاج کبہی ہوا کرتی ہی اور اسمین اوسکی مصلحت ہوتی ہی اسلئے اوسکو ایسی طرح پر مشروع
کیا کہ مصلحت بہی حاصل ہو اور خرابی دور ہو جاوے یعنی زوجکو اسکی یہہ مشروع فرمایا کہ عورتکو طہر مین
بدون صحبت کے ایک طلاق دیکر چہوڑ دی تاکہ اپنی عدت پوری کری اس اثنا مین اگر دونو کے
درمیان مین سی برائی دور ہو جاوے تو خاوند کو سبیل اس سی صحبت کرنیکی بدستور موجود ہے
ورنہ اوسکو چہوڑ دی یہانتک کہ عدت تمام ہو جاوے پہر اگر مرد کا جی اوسکو چہوڑکر اوسمین
لگا رہی تب بہی اوسکو سبیل ہی کہ اس سی منگنی کرکی نئی سر سی اوسکی رضا سی نکاح کرلے اور
اگر چہوڑنے پر دل اوسکا دلبستہ نرہا تو وہ جس سے چاہیگی نکاح کرلیگی اور خدا تعالی نے
عدت کو تین حیض مقرر کئے تاکہ مدت اختیار کی بڑہا دی غرضکہ اسقدر کو اللہ تعالی نے
مشروع فرمایا اور اسکی اجازت دی اور دخول کے بعد عورت کو منقطع کرنیکی اجازت نہین دی

سمی کبیرۃ من مصلحۃ الی قولہ
فعلیکم بہ ون یطیعکم کما قالہ
احمد وغیرہ واحتجوا بان
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم امر عبد اللہ بن
ان یطیع ابا ہ وما امر بطلاق
زوجتہ وکان یبغض ان
بطلاق کل ما کان یبغض الطلاق کما فی
سنن کبیر الزوجتہ وفی
الطلاق وکان مغضا لہ
به المصلحۃ وتندفع به المفسدۃ فشرع
للزوج ان یطلقہا طاہرا من غیر جماع
طلقۃ واحدۃ ثم یدعہا حتی تنقضی عدتہا فان
زال الشر بینہما کان لہ سبیل الی اعادۃ الفراش
کما کان وان لم یزل کان لہ سبیل الی تطلیقہا وتخلیہ
وذلک کان یطلقہا واحدۃ حتی تنقضی عدتہا فان تبعتہا نفسہ
العقد علیہا برضاہا وان لم
یتبعہا نفسہ فہی احق بنفسہا منہ
وجعل العدۃ ثلثۃ قروء
لتطول مدۃ الاختیار فتندفع
الفرقۃ بہ ولان فی ثلثۃ
وما باذن فی ایقاعہا بعد الدخول

مگر اسطرح کہ دونو نکاح توڑنے پر راضی ہو جاوین یا عورت مال دینی پر پس جب
اوسکو ایک طلاق کے بعد دوسری دیگا تو ایک باقی رہجاویگی جب تیسری دیگا
تو یہہ طلاق عورتکو مرد پر حرام کردیگی یہانتک کہ وہ دوسرے خاوند سی نکاح کری اور یہ
حرمت مرد کی سزا کی لئی ہی تو جس صورتمین کہ مرد کو معلوم ہوگا کہ اسکی محبوبہ دوسرے کے
پاس چلی جاویگی اور دوسرے کے ساتھہ مزے اوڑاویگی تو کیا عجب ہی کہ اوسکو روک
رکھی اور تیسری طلاق نہ دی حاصل یہہ کہ حضرت عمر رضہ نے جب دیکھا کہ اللہ تعالی نے تین
طلاق دینی والیکی سزا یہہ مقرر کی کہ اوسکی بی بی کو اوس سی جدا کردیا اور اوسپر حرام
کردی جب تک کہ اوسکی سوا کسی دوسرے خاوند سی نکاح کری تو معلوم فرمایا کہ یہہ سزا
اوسی طلاق کی برائی کی جہت سی جو عورتکو مرد پر حرام کردیتی ہی اسلیئے آپ نی تین
طلاقونکی اکٹھا دینی والے کی سزا مین خدا تعالی کی موافقت کی کہ مرد پر اونکو لازم اور
جاری کردیا۔ اب اگر یون کہا جاوی کہ اس سی سہل تر تو یہہ تہا کہ لوگونکو تین طلاقیں
دینی سی منع فرما دیتی اور اکٹھا دینا اونپر حرام کردیتی اور جو کوئی ایسا کرتا اوسکو
زدوکوب سی سزا دیتی تاکہ یہہ خرابی جو تین کے اکٹھا دینی سی ہوتی ہی واقع ہی نہ ہوتی
تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ ہان حضرت عمر رضہ کو یہہ امر کرنا بھی ممکن تہا اور اسی لحاظ سی
آخر ایام مین آپ اپنی فعل پر پچہتائی اور چاہا کہ یہہ کام نکرتے چنانچہ حافظ ابوبکر

اسماعیلی نے مسند عمر مین اسکو روایت کیا ہی کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مین کسیی
چیز پر اتنا پشیمان نہین ہوا جتنا تین باتونپر ہوا ہون ایک تو مین نے طلاق کو حرام
نہ کیا دوم آزاد غلامونکا نکاح نکرایا سوم یرفا کو قتل نکیا اور ظاہر ہی کہ مراد
حضرت عمرؓ کی اوس طلاق کے حرام کرنیسے نہین تھی جسکی حرمت پر سب مسلمانونکا اتفاق
ہے یعنی حیض کے اندر طلاق دینی اور اوس طہر مین جسمین صحبت کی ہو اور نہ طلاق
قبل دخول مراد تھی جسکے بابمین خود اللہ تعالی مباح ہونیکو ارشاد فرماتا ہی لَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً یہہ سب تو آپکی مراد
تھیرا اگر طلاق دوعورتونکو جبتک یہ نہین کہ اونکو ہاتھ لگایا ہو یا مقرر کیا ہو اونکا کچھ حق ا
ہونی ظاہر تر محال مین سی ہی تو قطعاً یہی ٹھہرا کہ آپ نے تین طلاقونکے دینیکی
حرمت مراد لی تہی کہ اونکی واقع کرنیکو حرام کیون نہ کر دیا پس معلوم ہوا کہ آپنے
جو ان طلاقونکو واقع کیا تو صرف اسی نظر سے کہ آپکا اعتقاد مین تین کا واقع
کرنا جائز تہا اور اسی جہت سی فرمایا کہ لوگون نے ایک چیز مین جلدی کی جسمین اونکو
تاخیر تہی تو خوب ہو کہ ہم اونپر اوسکو جاری کر دین اس سے گویا صریح معلوم ہوتا ہی
کہ تین کا دینا آپکے نزدیک حرام نہین اور اوسکو جاری اسلئے کیا کہ طلاق دینیوالے
کے لئے اللہ تعالی کیطرف سی گنجایش جدا دینی مین تھی اوسنی خدا تعالی کی وسعت
سے منہ پھیر کر سختی اور تنگی کیطرف رغبت کی اسلئے حضرت عمرؓ نے اوسکو اوسپر جاری فرمایا

جب پیچھے آپکو ظاہر ہوا کہ اسمین بہت برائی اور خرابی ہے تو بتایا کہ لوگون پر
تین طلاقونکا دینا حرام کیون نکیا اور اونکو اس سے منع کیون نکر دیا اور یہی مذہب
ہے اکثر ونکا امام مالک اور احمد اور امام ابو حنیفہ رح کا غرضکہ حضرت عمر رض نے سمجھا
تھا کہ لوگونپر تین کو لازم کر دینے سے خرابی دفع ہو جاویگی جب آپ پر ظاہر ہوا کہ اس
سے خرابی دور نہوئی اور معاملہ مین سختی کے سوا کچھہ نہ بڑھا تو بتلایا کہ بہتر یہہ تھا
کہ مین تین طلاقکے دینے کی حرمت کیطرف میل کرتا جو خرابی کو جڑ سے دور کر دیتی
جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور حضرت عمر رض کی شروع خلافت مین
حال تھا اور برائی اور خرابی بدون اس حالکے اور کسی چیز سے دور نہین ہوگی نہ لوگونکی لئے سوا اس
کے اور کوئی چیز مناسب ہے اور یہین جہت جب اکثر لوگون نے اوس سے عدول کیا تو دو
باتونمین سے ایک کی محتاج ہوئے یا تو ایسا فعل کرین جسکی کرنیوالی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے لعنت فرمایا ہے یعنی حلالہ کرین یا اپنے اوپر بہت سے بوجھون اور طوقونکو لازم کرکے اپنی محبوبہ
کو حسرت سے دیکھین اور وجوبات کہ اللہ تعالی اور اوسکے رسول نے مشروع فرمائی ہے
اور سنت اوسپر دلالت کرتی ہے وہ ان دونوسے نجات دیتی ہے لیکن خدا تعالی کی حکمت اقتضا
کرتی ہے کہ ظالمون کے لئے جو اوسکی حدود سے بڑھین دروازے آسانی اور
کشادگی کے کھولے اسلئے کہ یہہ تو اُن لوگونکی لئے ہوتا ہے جو اللہ سے خوف کرکے

سورۂ الطلاق واحکامہ

ومحل فدیہ ومن یتق اللہ

یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث

حسبہ ومن یتق اللہ یکفر عنہ

ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ

یسرا ومن یتق اللہ یکفر عنہ

واعظم لہ اجرا ومن طلق علی ان

یجعل لہ من امسک

چنانچہ خود سورہ طلاق مین اور اوسکے احکام اور حدود کی بیانمین ارشاد فرماتا ہے

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ اور وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ

اور جوکوئی ڈرتا ہی اللہ سے وہ کردی اوسکا گذارہ اور روزی دی اوسکو جہان سے اوسکو خیال نہو ۱۲ اور جوکوئی ڈرتا ہی اللہ سے

مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا اور وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یُکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ وَیُعْظِمْ لَہٗ اَجْرًا پس جو شخص بدون

کردی اوسکو اوسکے کام مین آسانی ۱۲ اور جوکوئی ڈرتا ہی اللہ سے اوتاری اوس سے اوسکی برائیان اور بڑا دی اوسکو نیگ ۱۲

خدا تعالے کے خوفکے طلاق دی وہ اسی باتکے شایان ہے کہ خدا تعالے

اوسکی لئے کوئی نکلنی کی راہ نکرے نہ اوسکے کام مین کچھہ آسانی فرماوی اور اسی جہت

سے حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ نے اوس شخص سے فرمایا جسنے تین طلاقین اکٹھی

دی تہین کہ تو نے خدا تعالی کا خوف نکیا جو وہ تیری لئے نکلنی کی راہ کرتا اور اللہ تعالے

کی عادت اوسکی مخلوق مین یون جاری ہی کہ جو شخص ظلم کری اور اوسکی حدون سے

بڑہی اور اوسکی نافرمانی کری تو اوسپر جو چیزین کہ مقدار اور شریعت کی رو سے ستہری

ہین اونکو حرام کردیتا ہی اور جو شخص اوسکی امر کو رکہہ چہوڑی اور بجا نہ لاوی اور شہوتونکی

پیروی کے باعث اوسکی طاعت سے نے پروا ہو جاوے تو اوسکو بتدریج سختی پر پونہچا دیتا ہی

جسطرح اوس شخص کو جو دیوے اور ڈر رکہی اور بہلی باتکو سچا جانے بتدریج آسانی پر پونہچا

دیتا ہی مگر یون کہنا مناسب ہے کہ ازانجاکہ اکثر لوگون پر حکم طلاق کا مخفی ہی اور وہ لوگ

اوسمین سے حلال اور حرام مین جہالت کے باعث تمیز نہین کرتے اور طلاق حرام کو

اوسکو جائز جانتے ہین اسلیئے سزا کے سزاوار ہین اسطرح کہ تینون طلاقین انپر لازم کردیجاوین

تین طلاق کا بیان

۱۳

فصل فی فعل لک

عن ابن عباس وابن مسعود

سنۃ اللہ فی مخالفیہا

شرعا علی من ظلم

وان یسر للعسری

واستغنی عن

کما انہ یسر للیسری

وصل بالحسنی

اذا تحقق

الطلاق

وحرم

تحقق بطلق

العقوبۃ

اِس جہت سی کہ اونہون نے اپنے دین کو جسکا حکم اللہ تعالی نے اونکو کیا تہا نجانا
اور اوس سی روگردانی کی اور طلاق مین سی جو اونکو مباح خواہ حرام تہی اوسکا عامل
کسی سی نہ پوچہا یا یہہ کہنا چاہیے کہ اِسطرحکے اشخاص مستحق سزا نہین اسلیے کہ اللہ تعالے
شرع اور مقدار کی رو سی سزا نہین دیتا مگر بعد حجت قائم کرنیکے اور اوسکے حکم کے
خلاف کرنیکے چنانچہ فرماتا ہی وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا اور لوگونکا اجماع ہے کہ
حد مین اوسی شخص پر واجب ہوتی ہین جو حرمت سی واقف ہو اور جان بوجہکر مرتکب
اوسکے سببونکا ہو اور تعزیرات حدون سی ملی ہوئی ہین یہہ بھی ایسی ہی لوگونپر ہوا کرتی
ہین کہ حرام ہونیسے واقف ہون اور دانستہ جرم کرین تو اِن دونو قول مین سی کونسا کہنا
مناسب ہی اِسی مین اختلاف ہی اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ
التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ تو جو شخص طلاق دیوے اوس طرح کہ خدا تعالی نے
گناہ سی توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسا کہ اوسنے گناہ نہ کیا ہو ۱۲
اوسکی مشروع اور مباح فرمایا ہی اور اوسکی غیر مشروع ہونے سی ناواقف ہو پہر اوسکو
جانکر پشیمان ہو اور توبہ کرے تو وہ اِسبانکا سزاوار ہی کہ سزا نہ دیجاوے اور اوسکو
نکلنے کی راہ کا حکم دینا چاہیے جسکو خدا تعالی اوس شخص کے لیے کرتا ہی جو اوس سی ڈرے
اور اوسکے معاملہ مین آسانی فرما دیتا ہی **ف** مترجم کہتا ہی کہ مولف نے ایک خبر واحد
طاؤس سی نہ اور گیارہ حدیثونکو مانا نہ حضرت عمر رضہ کے ساتہہ اکابر صحابہ کا اجماع پذیرا فرمایا

انجام کو تین طلاقونکے ایک کرنے مین یہ تقریر پیش کی جو نہایت پوچ ہے عذر جہالت شرعًا مفید نہین ہوتا پس طلاقین تین ہی ہونگی خواہ کسیطرح سی دیوے

فصل اور شیطان کے اُن فریبونمین سی جس سی کہ اوسنے اسلام اور مسلمانونکو دہوکا دیا ہی وہ حیلے اور مکر اور فریب ہین کہ اللہ تعالی کی حرام کی ہوی چیز کے حلال کرنے اور اوسکی فرضونکو ساقط کرنے اور اوسکے امر و نہی کے خلاف کرنے کو شامل ہین اور وہ ایسی باطل رای ہی جسکی بُرائی پر سلف کی لوگ متفق ہین کیونکہ رای دو طرحکی ہین ایک تو وہ کہ نصونکی موافق ہو اور نصین اوسکی صحت اور معتبر ہونیکی شاہد ہون تو ایسی رای تو وہ ہی جسکو سلف نے معتبر رکہا ہی اور ایک رای وہ ہے کہ نصونکے مخالف ہو اسی رای کے سلف نے مذمت اور انکار کیا ہی اسیطرح حیلے دو قسم کے ہین ایک وہ کہ امور خیر کا ذریعہ پڑے مثلا خدا تعالی کے امر کو بجالانا اور جس چیز سے اوسنے منع فرمایا اوسکو چہوڑنا اور حرام سی بچنا اور جو ظالم حق نہ دیتا ہو اوس سے حق کا چہوڑانا اور مظلوم کو ظالم سرکش کے ہاتہہ سی چہوڑانا اور ایک وہ حیلہ ہی جسمین واجبونکا ساقط ہونا اور حرام چیزونکا حلال ہونا اور مظلوم کو ظالم کر دینا اور ظالم کو مظلوم بنا دینا اور حق کو باطل اور باطل کو حق کرنا پایا جاتا ہو۔ امام احمدؒ فرماتے ہین کہ جو حیلے کہ مسلمان کا حق باطل کرتے ہون اونمین سی کچہہ بھی درست نہین اور

میمون کہتے ہین کہ مین نے امام احمدؒ سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی بات پر قسم
کھائی پھر اوسکی باطل کرنیکا حیلہ کیا تو یہہ حیلہ جائز ہے کہ نہین آپنے فرمایا کہ
ہم تو حیلہ ایسی ہی چیز مین سمجھتے ہین جو جائز ہو مین نے کہا کہ اوس معاملہ مین ہمارے
یہہ حرکت کیا حیلہ ہی نہین کہ لوگونکے اقوال کی جستجو کرین اور جب اونکا قول کسی
بابت پاوین تو اوسکی پیروی کرین آپنے فرمایا کہ بیشک یون ہی ہے مین نے کہا
کہ پھر یہہ بات ہماری حیلہ سے شمار ہوگی کہ نہین آپنے فرمایا کہ ہان غرضکہ امام احمدؒ
نے بیان فرمادیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی مشروع کی ہوئی چیز کی پیروی کرے اور
سلف سے الفاظ کے معانی وہ لاوے جنکے اوپر احکام متعلق ہین تو وہ بُری طرح کا
حیلہ کرنیوالا نہین اور اگر اسکا نام حیلہ رکھا جاوے تو اسمین گفتگو نہین اور امام احمدؒ
کی غرض اس سے یہہ ہے کہ فرق معلوم ہوجاوے درمیان طریق مشروع کے چلنے کے
جس سے مقصود شارع کا حاصل ہو اور درمیان اُن راستون کے جو شارع کے مقصود
کے باطل کرنیکے لئے چلے جاتے ہین تو اصل فرق دونو قسمون مین یہہ ہے اور ہم
اب دوسری قسم مین کلام کرتے ہین ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ اِس نوع کے
حیلہ کی حرمت کی دلیل کئی وجہون سے ہے اول قول اللہ تعالیٰ کا یُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ
اٰمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ اور یہ ارشاد اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ
ایمانوالونسے اور کسیکو دغا نہین دیتے مگر اپنکو اور یہ ارشاد ہے کہ منافق جو ہین خدا بازی کرتے ہین اللہ سے اور وہی اُنکو

اور فرمایا وَاِنْ یُّرِیْدُوْٓا اَنْ یَّخْدَعُوْکَ تو جسطرح کہ کہنے والا اَمَنْتُ کا یعنی جو زبان
اور اگر وہ چاہیں کہ تجکو دغا دین ۱۲
سے ظاہر کرے کہ ایمان لایا اور جو حقیقت کہ شرع مین اوس جملہ سے مقصود ہے
اوسکا ارادہ نکرے صرف اوسکی حکم اور ثمرہ کا قصد کرے فریب دینے والا ہے اسیطرح
جو یہہ الفاظ کہے کہ مین نے بیچا اور خریدا اور طلاق دی اور نکاح کیا اور خلع کیا اور
اجارہ دیا اور مساقات[1] کی اور قرض لیا اور ان الفاظ کی حقیقت شرعی کا ارادہ
نکرے بلکہ اور باتین جنکے واسطے وہ الفاظ مشروع نہین اونکو ارادہ کرے تو وہ
بھی فریبی ہوگا اول شخص اصل ایمان مین فریب دینے والا ہے اور دوسرا ایمان کے
اعمال اور طرق مین فریب دینے والا ہے۔ ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ یہہ ایک قسم نفاق
کی ہے خدا تعالی کی آیتون اور حدیثون مین جیسے کہ اول قسم نفاق ہے اصل دین مین
سعید بن منصور[2] کہتے ہین کہ ایک شخص حضرت ابن عباس رض کے خدمت مین آیا اور عرض
کیا کہ میرے چچا نے اپنی بیبی کو تین طلاقین دی ہین اوسعورت کو کوئی مرد اسکے لئے
حلال کر سکتا ہے کہ نہین آپ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی کو فریب دیتا
ہے اللہ تعالی اوسکو فریب دیتا ہے۔ اور حضرت انس رض سے کسی نے
بیع عینہ[3] کا حال پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ اللہ تعالی کو فریب نہین دیا جاتا
یہ اُن اشیاء مین سے ہے کہ اللہ تعالی اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام کی ہین

[1] مساقات یہ ہے کہ کسی شخص کے درختون کو اس شخص کو دیدے کہ اوسکی خدمت کرے اور پھل مین سے کچھ حصہ لے
[2] سعید بن منصور مروزی ہیں اور ابن ماجہ کے شیخ ہیں ۱۲
[3] بیع عینہ یہ ہے کہ کسی شخص سے کوئی چیز ادھار خریدے اور پھر اوسی کے ہاتھ نقد بیچ دے ۱۲

وقال وان یریدوا ان یخدعوک فقد امنت کان
یخدع نفسه ویمنیها ویقول ما یقول والایمان
فی القلب لم یخالطه بعد وهو مثل المنافق
الذی یصلی ویزکی ویحج ویعتمر ویجاهد وهو
کافر عند الله بخلاف المنافق الذی کان
فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم فانه کان
یومئذ یعرف نفاقه الیوم امن الله تعالی
بعد النبی صلی الله علیه وسلم فمن اظهر
لنا خیرا ظننا به خیرا ووکلنا سریرته الی الله
تعالی ومن اظهر لنا شرا لم نامنه ولم نصدقه
وان صلی وصام وزعم انه مسلم
باب ما جاء فی الرجل یحلف علی الشیء
وصاحبه یعلم خلافه
عن ابن عباس ان رجلا قال من خدع الله
یخدعه وسئل انس عن العینة
فقال ان الله لا یخدع
عن انس ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

تو دیکھو صحابہ نے ایسی عقد کو جو ظاہر مین بیع ہوا اور مقصود اس سی سود ہو خدا نے
کو فریب بتا ٹہرایا اور صحابہ اس امر مین مرجع ہین اور قرآن کے سمجھنے مین اونہین پر
اعتماد ہی اور حضرت عثمان اور عبداللہ بن عمر وغیرہ سی پہلے گذر چکا ہی کہ اُنہون نے
فرمایا ہی کہ جس عورتکو تین طلاقین دیگئی ہون اوسکو صرف نکاح رغبت کا حلال کرتا ہے
فریب کا نہین کرتا۔ دوسری وجہ یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے اُن لوگونکی مذمت کی ہی
جو اوسکی آیتون سی ٹہٹہا کرتے ہین اور جو شخص ایسی قول بولے جنکے لئی شارع نے
حقیقتین اور مقصود مقرر فرمائی ہین مثلاً کلمہ ایمان زبانپر لاوی یا وہ کلمہ کہ جس سے
فرج حلال ہوتی ہی کہی یا عہد اور میثاق کہ دو معاملے والے آپسمین کیا کرتے ہین
زبان سی کہی اور اوسکی مراد اُن الفاظ سی وہ حقیقتین نہون جنکے لئی وہ موضوع
ہین نہ وہ مقصود مراد ہون جنکے حاصل کرنیکے لئی وہ الفاظ بنائی گئی ہین بلکہ اُسکی
نیت مثلاً رجعت سی یہہ ہو کہ عورتکو ستاوی اور اُسکی زندگی تلخ کری اور اوسکی نکاح
کی حاجت اوسکو نہو یا نکاح اسلئی کری کہ طلاق دینے والے پر اوسکو حلال کردے
اسلئی نکری کہ اوسکو بی بی بنا وی یا بیع جائز طور کی کری اور اوسکا مقصود اوس سے
سود ہو جو خدا تعالی اور اوسکی رسول نے حرام فرمایا ہی تو اسطرح کا شخص اون
لوگونمین سی ہی جو خدا تعالی کی آیتون سی ٹہٹہا کرتے ہین اور اسکی توضیح وہ ہی جو

جو ابن ماجہ نے حضرت ابو موسی اشعری رضہ سی روایت کیا ہی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہی اُن لوگونکا جو اللہ تعالی کی حدون سی کھیلتے ہین اور اوسکی آیتون سی ٹھٹھا کرتے ہین کہ تجھی طلاق دی تجھسی رجعت کی تجھی طلاق دی تجھسی رجعت کی اس حدیث مین جو شخص ان حدود کو زبان سی کہی اور اونکی حقیقتونکا اور جس امر کے لئی یہہ مشروع ہوئی ہین اونکا ارادہ نکری اوسکو خدا تعالی کی آیتونسی ٹھٹھا کرنیوالا اور اوسکی حدودسی کھیلنیوالا فرمایا اور اوسکو ابن بطہ نے بھی روایت کیا ہی اوسکی الفاظ یہہ ہین مین نے تجھسی خلع[1] کیا مین نے تجھسی رجعت کی مین نے تجھسے خلع کیا مین نے تجھسی رجعت کی تیسری وجہ وہ ہی جو نسائی نے محمود بن لبید سی روایت کی ہی کہ ایک آدمی نے اپنی بیبی کو تین طلاقین زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین دین تو آپنے فرمایا کہ کیا خدا تعالی کی کتاب سی کھیلا جاتا ہی اور مین تم مین موجود ہون آخر حدیث تک اور یہہ حدیث پہلی گذر چکی اسمین باوجودیکہ مرد کی نیت طلاق کی تھی مگر چونکہ اوسنی صورت طلاق کے خلاف کیا تہا اور خدا تعالی کی مراد کے سوا کا ارادہ کیا تہا اسلئی اوسکو کتاب اللہ سی کھیلنیوالا ٹھہرایا کیونکہ خدا تعالی کا مقصود یہہ ہی کہ طلاق ایسی طرح دی کہ جب چاہی عورتکو واپس کرلے مگر اسنے ایسی طلاق دی کہ اوسکا واپس کرنا اسکی ملک مین نرہا علاوہ ازین ایکدفعہ اور دفعات قران و حدیث بلکہ عرب کی لغت مین بلکہ تمام قومونکی زبانمین اُسی چیز کیواسطی ہی

---

[1] صحیح یہہ ہی کہ ایک طلاق دی ہی کو خلع کہتے ہین ۱۲

ابن ماجة عن ابی موسی الاشعری قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ما بال اقوام یلعبون بحدود الله ویستهزؤن بآیاته طلقتك راجعتك طلقتك راجعتك فجعل یطلق ویراجع بهذا یستهزئ بآیات الله وفی لفظ طلقتك ثم راجعتك ثم طلقتك ثم راجعتك ثم طلقتك ثم راجعتك یستهزئ بالطلاق والرجعة فمن فعل هذا فقد عصی الله وظلم نفسه وفی لفظ فقد عصی ربه وبانت منه امرأته ثلاث علی غیر السنة وفی لفظ ثلاثا فی مجلس واحد فقد بانت منه وفی لفظ خلعتك راجعتك خلعتك راجعتك وفی لفظ ثلاثا فی کلمة واحدة فقد بانت منه وفی لفظ ثلاثا فی طهر واحد فقد بانت منه وفی لفظ ثلاثا بفم واحد فقد بانت منه وفی لفظ ثلاثا بلسان واحد فقد بانت منه وفی لفظ ثلاثا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال ایلعب بکتاب الله وانا بین اظهرکم الحدیث وقد تقدم بعضه لعبا بکتاب الله مع قصد هذه الطلاق لکنه خالف فوجه الطلاق وقصد غیر ما اراد الله به فان الله سبحانه اراد ان یطلق طلاقا یملک فیه الرد اذا شاء فطلق طلاقا لا یملک فیه الرد وهما ایضا فی القرآن والسنة بل فی لغة العرب بل فی لغات سائر الامم ما کان

جو ایکبار کے بعد دوسری بار ہو تو جب اوسنے دو فہ کو ایکبار مین جمع کر دیا
تو بیشک خدا تعالیٰ کی حد دو سی اور جس امر پر کہ اوسکی کتاب دلالت کرتی ہی اوس سے
تجاوز کیا اور جبکہ اوس لفظ سی جسپر شارع نے کوئی حکم مترتب کیا ہو شارع کے
مقصود کے خلاف ارادہ کیا ہو تب تو بطریق اولی اوسکی حد دو سی تجاوز کریگا
چوتھی وجہ یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے باغ خروان والونکی حال سے جبکا امتحان لیا
تھا سورہ نون مین خبر دی اور یہہ کہ اونکی سزا یہہ ہوئی کہ اونکی باغ پر اونکی سو نیکے
وقتمین ایک پھیری والا بھیجدیا جس سی باغ ایسا ہو گیا جیسے ٹوٹا ہوا اور اوسکی
وجہ یہہ تہی کہ اونہون نے مسکینونکا حق دور کرنیکو حیلہ کیا تہا اس قصہ مین اور
حیلہ گرونکی لئی بھی عبرت کا مقام ہی جو اللہ تعالیٰ اور اوسکی بندون کے حقوق دور کرنیکی
لئی حیلہ کرتے ہین پانچوین وجہ یہہ ہی کہ خدا تعالیٰ نے ہفتہ والونکا حال یہود مین سے
بندر ہو جانیکا بیان فرمایا کہ جب اونہون نے الہہ کی حرام کی ہوئی چیز کو یعنی ہفتہ
کے دن شکار کو حیلہ کی اہ سی مباح کر لیا اسطرح کہ جمعہ کے روز جال لگا آئے اور جب
اوسمین شکار پڑ گیا تو اتوار کو اوسکو پکڑا اور اسمعاملہ کو اونہون نے حضرت موسیٰ کے
جھٹلانے اور توریت پر ایمان نہ لانیکی جہت سی حلال نہین جانا تہا بلکہ یہہ حلال جانا
صرف تاویل اور حیلہ کا تہا اسیواسطے وہ لوگ بندر ہو گئی کیونکہ بندر کیصورت مین انسان

کی شکل کی مشابہت ہی اور اُسکی بعض صفتین بھی انسانکی مشابہ ہین مگر حقیقت مین بندر
انسان سی مخالف ہی اور ایسا ہی اونکا فعل تہا کہ ظاہر مین تو شکار سی بچتا تہا اور باطن
مین حد سے تجاوز کرنا غرضکہ جب اُن لوگون سے حد سے بڑہنی والون نے اللہ تعالیٰ کے دین کو مسخ
کردیا اسطرح کہ ایسی چیز کو پکڑا کہ بعض ظاہر کی باتونمین دین کے مشابہ ہو نہ حقیقت مین تو اللہ تعالیٰ
نے بھی اونکو ٹھیک ویسا ہی بدلہ دیا کہ بندر کردیا جو ظاہر کی بعض باتونمین انسان اونکی مشابہ ہین
نہ حقیقت اور اُسکی توضیح یہہ ہی کہ بنی اسرائیل نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی سود وغیرہ کے کہانے سی کی
جسکا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین قصہ بیان فرمایا ہی اور یہہ جرم روز معین مین شکار کرنیکی نسبت
بہت بڑا ہی اسلئے کہ ہماری شریعت مین سود حرام ہی اور شنبہ کے دن مین شکار کرنا حلال ہی بہی
بنی اسرائیل کو سود کہانے اور ظلم کرنے پر صورت بدلنی کی سزا نملی جیسے حیلہ سی حرام کو حلال
جانی پر سزا دیگئی اسلئے کہ صورت دوم مین اونکا حال منافقونکا سا ہوگیا کہ بُرا کام کیا اور اوسکو بُرا
نہ سمجہی تو دوہرا بیان جمع کین ایک بُرا کرنا دوم اعتقاد کا بگاڑ اسی جہت سی جرم مین بڑی ٹہہری
کیونکہ جو شخص نافرمانیکی ساتہہ اوسکی حرام ہونیکا اقرار کرتا ہی وہ خدا تعالیٰ اور اُسکی آیتونپر ایمان
رکہتا ہی اور عقوبت سی ترسان اور مغفرت کا متوقع ہی ہوسکتا ہی کہ توبہ کری اور توبہ اوسکو
خیر اور رحمت پر پہنچا دی اور جو شخص اپنی فعل کو کسی قسم کی حیلہ سی حلال جانے وہ اوسمین
تاویل کرنیوالا اور حرام پر اصرار کرنے والا اور اوس کے حلال ہونیکا معتقد ہی

تشبیہ من صورۃ الانسان وفی بعض اوصافہ شبہ بنحو وہو مخالف لہ فی الحقیقۃ فہو کقولہم ظاہرہ الاتقاء وباطنہ الاعتداء فالمسخ الذی لحق اولئک المعتدین من دین اللہ بحیث لم یبق فی بعض ظواہرہ ولا فی بعض بواطنہ شبہ من دین اللہ فہو نظیر مسخہم قردۃ وخنازیر وفاقا لہ وجعلہ ان بنی اسرائیل فی عصوا باکل الربوا وغیرہ مما قضیہ اللہ فی کتابہ وہو عظیم من الصغائر فی شرعنا ومحل الخلاف فی وقوع المسخ علی کل الربوا فقہ ولم یعاقبوا بالمسخ علی کل الظلم کذا عوقبوا علی استحلال المحرم بالحیلۃ لانہم اصروا وان ذلک کان افقہ بفعلہ بالفعل ولا یعتقد فیہ فیجتمع ذنبہ وفساد الاعتقاد فکانوا اعظم جرما فان من اقترن بمعصیتہ اعتقادہ بالمحرم موجب بالکفر موجب للعقوبۃ راجیۃ للمغفرۃ بخلاف من ی

اوسکی ٹہی سخوست گناہ سی نکلنی کی توقع نہین کیجاتی اور ذکر صورت بدلجانیکا چند حدیثون
مین آچکا ہی مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ابو مالک اشعری کی حدیث بخاری
مین کہ اللہ تعالی دوسرونکو بندر اور سور کردیگا قیامت تک اور انس کی حدیث مین ہے
کہ البتہ کچھ لوگ کہانے اور پینے اور باجی پر سوینگے اور صبح کو اپنی مسندون پر بندر اور سور
ہوکر اوٹھینگے اور ابو امامہ کی حدیث مین ہی کہ ایک قوم شراب خواری اور لونڈیون کے
بجانے مین رات بسر کرینگے اور صبح کو بندر ہوجاوینگے اور حدیث حضرت عائشہ رض کی
ہی کہ میری امت مین دہنسنا زمین مین اور صورت بدلنا اور پتھر برسنا ہوگا اور نیز حدیث
ابو امامہ مین ہی کہ ایک قوم اس امت کی کہانے اور پینے اور کھیل مین رات گذارینگے پھر
صبح کرینگے کہ بندر اور سور ہوگئی ہونگے اور عمران بن حصین کی حدیث مین ہی کہ میری
امت مین پتھر برسنے اور زمین مین دہنسنا ہوگا اور اسیطرح حدیث سہل بن سعید مین ہے
اور ایسا ہی حدیث حضرت علی رض مین ہی اور آپکا فرمانا کہ اسوقت انتظار کرین ایک
سرخ آندہی اور زمین مین دہنسنے اور صورت بدلنے کا اور حضرت علی رض کی دوسری حدیث
مین ہی کہ میری امت کی ایک جماعت بندر اور سور کیصورت ہوجائیگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ارشاد انس رض کی حدیث مین کہ اس امت مین زمین مین دہنسنا اور پتھر برسنا
اور صورت بدلنا ہوگا اور ابو ہریرہ رض کی حدیث مین ہی کہ اس امت مین سے ایک قوم آخر قیمت

بندر اور سور ونکی شکل مین ہو جاوینگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ لوگ
شہادت کلمہ طیبہ کی بھی دیتے ہونگے آپنے فرمایا کہ شہادت بھی دیتے ہونگے اور روزہ اور
نماز اور حج ادا کرتے ہونگے عرض کیا کہ پہر اونکا کیا حال ہے کہ یہہ نوبت ہوگی آپنے فرمایا
کہ اُنہون نے کھیلنے کے آلات اور دفون اور گانیوالی لونڈیونکو حاصل کیا پہر شراب خواری
پر رات بسر کی تو صبح کو جو اُٹھے تو بندر اور سور ہوگئے اور جبیر بن نفیر کی حدیث مین ہے
کہ اِس اُمت کے پچھلے لوگ زلزلہ مین مبتلا ہونگے پس اگر وہ توبہ کرینگے تو اللہ تعالیٰ اونپر
مہر کریگا اور اگر وہ پہر وہی حرکت کرینگے تو خدا تعالیٰ اونپر پہر سی بہونچال اور پتھر برسانا
اور صورت بدلنا اور بجلیونکا گرنا کریگا اور سالم بن ابی الجعد کہتے ہین کہ البتہ لوگونپر
ایک زمانہ آویگا جسمین وہ ایک شخص کے دروازہ پر اکٹھے ہوکر انتظار کرینگے کہ وہ شخص
نکلے تو اوس سے اپنی حاجت مانگین تو وہ شخص اونکی پاس باہر آویگا اور بندر یا سور
ہوچکا ہوگا اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہین کہ قیامت برپا نہوگی جبتک کہ دو شخص
ایک کام کرنیکو نکلین اور اونمین ایک زمین مین دھنسا دیا جاوے اور دوسرا جو بچ جاوے
اپنی ساتھی کا حال دیکھکر جس ضرورت کو جاتا تہا اُس سے باز نرہے یہانتک کہ اپنا مطلب
کرادے اور عبداللہ بن عنم کہتے ہین کہ قریب ہے کہ دو آدمی ایک چکی کے پاٹ پر بیٹھکر
پیسین پہر ایک اونمین سے صورت بدلجاوے اور دوسرا دیکھتا رہے اور مالک بن دینار

فرقہ وخنازیر قالوا یا رسول اللہ الیس یشہدون ان
لا الہ الا اللہ قال بلی ویصومون ویصلون
ویحجون قال فما بالہم قال انتخنوا والتعازف
والکوف والقینات
فمسخوا قردۃ وخنازیر وہم علی صورہم
لیبیتن اناس من امتی علی اشر وبطر ولعب
فیصبحوا قردۃ وخنازیر باستحلالہم الخمر
وضرب المعازف والقینات
وان عاد وا عاد اللہ علیہم بالخسف فقال بعضہم
والخسف والمسخ
علی الناس زمان یجتمع ناس بفناء
بیتہ فیقولون ان نخرج الیہ فنطلبہ الحاجۃ
فلا یخرج الیہم وقد مسخ قردا او خنزیرا
وقال ابو ہریرۃ لا تقوم الساعۃ حتی
یمشی الرجلان الی الامر یعملانہ فیخسف
باحدہما فلا یمنع الذی یخلفہما
ما دای یصاحبہ ان یفعل مثل ذلک
حتی یقضی مشہودہ منہ و
قال عبد الرحمن بن عنم وشداد
ان یقعدا اشان عن ذا فقال
رجی یطحنان فیمسخ احدہما
والاخر ینظر وقال قال ابن جبیر

فرماتے ہین کہ ایک آندہی اور اندہیر لوگون پر آخر زمانہ مین آویگا تو لوگ اپنے عالمونکے
پاس جاویںگے اور اونکو دیکھینگے کہ شکلین بدلگئی ہین ان احادیث کو صرف انکی سندون
کے ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم ملاہی مین بیانکیا ہی غرضکہ بندرون اور سورونکی شکل
ہوجانا اس امت مین ہوگا اور ضرور ہی کہ یہہ حال وجماعتون اول پر ہی عالموں جو الله
اور اوسکے رسول پر جھوٹ بولتے ہین اور الله تعالی کے دین اور شریعت کو اونہون نے
بدلدیا ہی پس الله تعالی نے بھی اونکی صورتین بدلدین جیسے اونہون نے اوسکا دین بدلا
دوم اُن لوگون مین جو کہلا کہیلے پردہ فسق و فجور اور حرام چیزین کرتے ہین اور جو لوگ
اونمین سے دنیا مین صورت نہ بدلینگے اونکی صورت قبر مین یا قیامت مین بدلجاویگی اور ایک
حدیث مین آیا ہی جسکا حال خدا تعالی کو معلوم ہی کہ سود خوار بروز قیامت سوردن اور کتون
کی شکل مین اُٹھائے جاوینگے اسوجہ سے کہ اونہون نے سود پر حیلے کئے ہونگے جیسے حضرت داؤد
کے ساتھی شنبہ کے دن حیلہ سے مچھلیان پکڑنیسے مسخ کیگئے ہمارے شیخ کہتے ہین کہ مسخ جو
ہوا ہی تو صرف اسبحث سے کہ حرام کو خراب حیلون سے حیلہ کرکے حلال جانا اسواسطے کہ اگر
حرام کو حلال جانتے اور تاویل نکرتے تو کافر ہوتے اور آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم
کی امت مین سے نہوتے اور اگر اقرار اوسکے حرام ہونیکا کرتے تو کیا عجب ہی کہ مسخ کی سزا
اونکو نملتی جیسے اور سب لوگ جو یہی گناہ کرتے ہین اور اونکے گناہ ہونیکے مقر ہین

چھٹی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ثواب اعمال نیتون سی ہی اور ہر ایک مرد کو وہ ہی جو اوسنی نیت کی آخر حدیث تک اور یہہ اصل ہی حیلونکی باطل کرنے مین اور اسی سی بخاری نے حیلہ کے باطل ہونے پر حجت پکڑی ہی اسلئی کہ اگر کوئی شخص ایسا معاملہ کرنا چاہی کہ اوسمین دوسرےکو ہزار لعوض پندرہ سو کے ایک میعاد پر دے پس نو سو تو اوسکو قرض دی اور سو کا ایک تہان اوسکا ہاتھہ چہہ سو کو فروخت کردی تو وہ نو سو کی قرض دینی سی نفع زائد لینی کی نیت کرتا ہی اور چہہ سو کو جو ظاہر مین قیمت بتلاتا ہی اون سی نیت سود کی ہی اور اوسکی نیت کو خدا تعالی بھی جانتا ہی اور جس شخص سی اسنی معاملہ کیا ہی یا اوسکی حقیقت حال سی واقف ہی وہ بھی جانتا ہی ساتوین وجہ وہ ہی جسکو عمرو بن شعیب نے اپنی باپ سے اور اسنی اپنی دادی سی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو خریدو فروخت کرنیوالونکو اختیار ہی جبتک کہ ایکدوسرے سی جدا ہون مگر یہہ کہ معاملہ جاکرکا ہوا اور اونمین سی کسیکو حلال نہین کہ اس خوف سی علحدہ ہوجاوے کہ کہین دوسرا اپنی چیز نہ پہیر لے روایت کیا ہی اس حدیث کو سننوالون نے اور ترمذی نے اوسکو حسن کہا ہی اور امام احمد نے اوس سے حیلہ کی باطل ہونے پر حجت پکڑی ہی اسواسطیکہ شارع نے اختیار کو اوس جدا ہونیکی وقت تک ثابت رکہا ہی جسکو دونو معاملہ والے اپنی طبیعتونکی خواہش سی کرین اور یہہ دلیل کمال رضامندی کی ہی دونو کی طرف سے

لاوشتاق الاتعاقدا بالخیار — کما تدل الذین یفعلون المتعاقدان — المتعاصیین مع اعتراف بعضھم بانھما — معصیۃ الخ وجہ السادس — ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انما الاعمال — بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی — الحدیث وھو اصل فی ابطال الحیل فان من ارید ان یعامل — معاملۃ ویطلب بھا الکذب وتحصیل ما حرم اللہ بالاجمال فاوضع — الذی یعامل بہ ویباع ویشتری ثم یتخذ ذلک — ذریعۃ الی الربوا او الی اسقاط ما اوجب اللہ علی — عبادہ من الزکوٰۃ او اظلم قلب — احد فانما نوی — ویعلم اللہ تعالی ما فی قلبہ — حقیقۃ حالہ او وجہ — السابع ما رواہ — عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن — النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال البیعان بالخیار — حتی یتفرقا او کان بیعھما خیارا وقد — لزم البیع بتفرقھما بابدانھما او یخیر — احدھما الاخر فاختارہ فتبایعا علی ذلک — فقد وجب البیع وان تفرقا قبل ان یتفرقا — او کان بیعھما عن خیار فقد انقطع خیار — کل واحد منھما — وھذا لفظ البخاری — وفی لفظ لہ — او یقول احدھما لصاحبہ اختر — وفی لفظ لہ — او یخیر احدھما الاخر — وفی لفظ لہ — او یکون بیع خیار — وفی لفظ لہ — او یخیر احدھما الاخر فیتبایعان علی ذلک — فقد وجب — وفی لفظ لہ — او یقول احدھما للاخر

نرضکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کو حرام فرمایا کہ جدا ہو نیوالا دوسرے
کی بیع توڑ نیکو رکے اسلئے کہ اوسسے جدا ہو نیسے وہ قصد کیا جو عرف مین جدائی سے نہین
ہوا کرتا کیونکہ اوسسے جدائی سے اپنی بہائی کا اختیار باطل کرنا چاہا حالانکہ جدائی اسلئے
مقرر تھی کہ اونمین سے ہر ایک اپنے اپنے کام کو چلا جاوے آٹھوین وجہ وہ ہے کہ محمد بن عمرو نے
ابوسلمہ سے اور اوسسے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ تم اوس امر کے مرتکب نہو جسکے مرتکب یہودی ہوتے ہین کہ تم اللہ کی حرام چیزونکو
ادنی حیلون سے حلال جانے لگو اسکو رزدات کیا ہے ابن بطہ نے نوین وجہ وہ ہے جو حضرت
ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کو خبر پونہچی کہ فلان شخص نے شراب بیچی ہے آپ نے
فرمایا کہ اللہ تعالی قتل کرے فلان کو کیا اوسے معلوم نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ قتل کرے اللہ یہود کو کہ حرام کی گئی اونپر چربی پس اونہون نے اسکو پگلایا
پھر بیچا خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث مین لفظ جملوہا کے معنی یہہ ہین کہ اوسکو
پگلایا تاکہ پگلکر چکنائی ہو جاوے اور اوسسے نام چربی کا جاتا رہے اور جمیل پگلی ہوئی
چربی کو کہتے ہین اور یہہ بھی خطابی کا قول ہے کہ اس حدیث مین ہر ایک حیلہ کا باطل
ہونا ہے جس سے حرام کیطرف پونہچنے والا حیلہ کرتا ہے اور یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چیز کا حکم
اوسکی صورت اور نام بدلنے سے نہین بدلا کرتا اور چربی والونکی حیلہ کی مثال ایسی ہے

جیسے کسی سی کہا جاوی کہ مال یتیم کے گرد نہ پھٹکنا پس وہ مال کو بیچکر اوسکا دام وصول کرکے کہالے اور کہی کہ مین نے خود مال یتیم کو نہین کہایا بلکہ ایک چیز اپنی ذمہ مول لی اور اوسکا مالک ہوگیا اور اوسکا عوض میری ذمہ رہا تو مین نے صرف اپنا مال کہایا ہی اور اگر خداوند پاک اس امت پر رحم نکرتا یعنی بڑا فضل اوسکا ہوا کہ نبی کریم نے جس باعث سی کہ یہود ملعون ہوئی اوسپر واقف فرمایا اور امت مین سی پہلے لوگ پرہیزگار اور عالم ہوئی کہ مقصود شارع کو اونہون نے جان لیا جس سے حرمت حرام چیزونکی یعنی مردار اور خون اور سور کے گوشت کی قائم رہی اگرچہ انکی صورتین بدلجاوین اور حرمت انکی قیمتونکی بھی ثابت و مستحکم رہی ورنہ شیطان حیلہ والون کے لئے وہی راہ چلتا جو قسمون وغیرہ مین چلا ہی کیونکہ دونو باتین ایک ہی ہین دسوین وجہ یہ ہی کہ حرام حیلون کی جنس کا مدار اسبات پر ہی کہ چیز کا نام اوسکی نام کے سوا کچھہ اور کہا جاوے اور اوسکی صورت بدلدیجاوی اور حقیقت بدستور قائم رہی جیسے حلالہ کرنیوالا کہ تحلیل کے نام کو نکاح سی اور محلل کو خاوند کے نام سی بدلتا ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اوسکی کرنیوالیکو لعنت فرمائی تو اوسکی وجہ یہی ہی کہ اوسکی اندر ایسا بگاڑ ہی جسمین نام کو کچھہ اثر نہین اسلئے کہ فساد اور خرابی حقیقت کی تابع ہوتی ہی نہ لفظونکی اور نہ صرف صورت ظاہری کی اور ایسی ہی بڑا

فساد جسپر سود مشتمل ہی سود کا نام معاملہ کہنے سی نہین جاتا نہ اوسکی صورت بدلنے سی بلکہ
اوسکی حقیقت جسپر کہ عقد سی پہلے دونو معاملہ کرنیوالون نے اتفاق کرلیا ہی موجود ہے
اور اللہ تعالی اُن دونو کے دلون سی اوس حقیقت کو جانتا ہوگا اونہون نے
خدا تعالی کے فریب دینے کیواسطے اوسکا نام معاملہ کردیا اور اوسکی صورت کو حیلہ
وسکر سی خرید و فروخت بنادیا اور اس معاملہ مین اور جو کام یہودیون نے کیا تھا کیا فرق
رہا اونہون نے بھی چربیان جو اللہ تعالی نے اُنپر حرام کی تھین اُنکا نام اور صورت
بدلکر حلال جانی نہین اور اسیطرح ہر وہ شخص جو شراب کا نام نبیذ رکھکر اوسکو حلال جانے
چنانچہ حدیث ابو مالک اشعری رض مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مروی ہے کہ آپ
نے فرمایا کہ کچھ لوگ میری اُمت کی شراب پیوینگے اور اوسکا نام کچھ اور رکھینگے اونکی سرون پر آلات لہو اور گانیوالیونکی آواز ہوگی اللہ تعالی اونکو زمین مین
دھنسا دیگا اور اونمین سی بندر اور سور بنا دیگا روایت کیا ہی اسکو نسائی نے صحیح اسناد
سی اور ابن ماجہ نے عبادہ بن صامت سی اور امام احمد نے بھی اور ابن ماجہ نے اوسکو
ابو امامہ کی حدیث سی روایت کیا ہی اور یہہ ایسی حدیث ہی جیسی ابن لہیعہ نے اپنی اسناد
کے ساتھ اوزاعی سی اور اُنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کی ہی کہ لوگون پر
ایک زمانہ آویگا کہ سود کو بیع سی حلال جانینگے یعنی بیع عینہ کے باعث اور یہہ حدیث

التفسیر العظیمیہ الی آخر
علیہا الربا لا یزول بتغیر صورتہ
الی المعاملۃ ولا بتغیر صورتہ
لم یکن الحقیقۃ حاصلۃ
متفق علیہا بین المتعاملین
قبل العقد یعلمہا اللہ من
قلوبہما دون غیرہما الی
المعاملۃ وصورتہ الی البائع جملۃ وفکرا
وفی ادعائہ ذلک سبحانہ وای فرق بین
فعلین ما فعلتہ الیہود من استحلال ما حرم
اللہ علیہم من الشحوم بتغییر اسمہ وصورتہ
وکان اسم استحلال الخمر باسمہ النبیذ

کما جاء فی حدیث ابی مالک الاشعری عن
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال لتشربن
ناس من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا یعزف
علی رؤسہم بالمعازف والمغنیات یخسف
اللہ بہم الارض ویجعل منہم القردۃ والخنازیر
رواہ النسائی باسناد صحیح وابن
عن عبادۃ ابن الصامت وابن
ابی امامۃ وہذا مثل حدیث ابن لہیعۃ
ربط باسنادہ عن الاوزاعی عن
صلی علیہ وآلہ وسلم انہ قال
یستحلون الربا بالبیع

اگرچہ مرسل ہی مگر مسند احادیث سی وہ ہین جو اسکی شاہد ہین اور وہ ایسی حدیثین ہین جنسی بیع عینہ کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور ظاہر ہی کہ نام کا بدلنا حرمت کو بدلتا نہین اور نہ اوس خرابی کو دور کرتا ہی جسکی وجہ سی سود حرام ہی بلکہ کئی وجہون سی اسکی قوت زیادہ کرتا ہی اول یہہ کہ حیلہ سی سود خوار محتاج قرضدار سی اس زور سی مطالبہ کرنیکی جرات کرتا ہی کہ ویسی صریح سود خوار نہین کیا کرتا اسلئی کہ اوسکو تو اعتماد ظاہری صورت عقد اور نام پر ہی دوسرے یہہ کہ قرضدار سی ایسا مطالبہ کرتا ہی جیسی کوئی زیادتی کے حلال و پاک ہونیکا معتقد مطالبہ کرے تیسرے یہہ کہ اسکا اعتقاد یہہ ہوتا ہی کہ یہ معاملہ تجارت ہی تو اسبابمین اوسکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی شخص کسی عورت سی سخت محبت رکھے اور سو وجہ سی کہ وہ عورت اوسپر حرام ہو اوسکی وصال سی محروم ہے اسلئی حیلہ کرے کہ اپنی آپمین اور اوسمین کوئی صورت عقد کی ظاہر مین ہو جاوے جسکی کچھہ حقیقت نہوتا کہ بظاہر حرام ہونیکی قباحت جاتی رہی پس بے خوف اوسکی پاس جانے لگی حالانکہ ان دونو کا دل جانتا ہی کہ عورت واقع مین اوسکی زوجہ نہین - اور ظاہر ہی کہ اس حیلہ سی وہ خرابی جسکی لئی حکیم حق نے سود کو حرام فرمایا ہی اور زیادہ ہو جاویگی اسلئی کہ اللہ تعالی نے سود کو اسنظر سی حرام فرمایا ہی کہ اوسمین محتاج کا ضرر اور اوسکا ہمیشہ کو مفلس بنا رہنا اور دین لازم کا بدون رہنا اور ایسی حیثیت کو پہنچ جانا ہوتا ہی جس سی اوسکی پوجی اور سامان خانہ داری اور مکان کا استیصال ہو جاتا ہی

وان کان مرسلا فمن المستدل
بما یشهد لها وهی الاحادیث
علی تحریم العینة ومعلوم ان
تغییر الاسم لا یزیل المفسدة و
الدین فی المفلس الی حین
وجوه احدها انه یبقی لا یقام بمثلها المرب
الغنی یحرص الخ یبقی بصورة العقد والمعنی
حرمایا لانه واثق بصورة العقد والمعنی
انه یطالبه مطالبة من یعتقد حل الزیادة
وطیبها الثالث اعتقاده ان اخذ الزیادة
فهو فی حال یعتقد من احب امراة حبا شدیدا
ومنعه من وصالها کوهاعلیه فاحتال
الان او قم بینه وبینها صورة عقد
لا حقیقة لها لتزول تلک المشاقة
فی الظاهر فصار ما بینهما امنا وهما
بعلمان فی الباطن انها لیست زوجته
ومن المعلوم ان هذا یزیل النفس
الی تحریم الحکیم الخبیر الجلیل
الی الوقاع فان الله تعالی حرم
لما فیه من ضرر الخ
وفعله للعقل التام والدین اللازم
ووصوله الی غایته بتلک الحیلة وسیلة
مشاقه وثالثه فادا ره

تو شارع کی کمال حکمت جو بندونکی درستی کی منتظم ہی اسمین ہوئی کہ سود کو بھی حرام
فرمایا اور جو ذریعہ سود تک پہنچانے والا اسکو بھی حرام فرمایا مثلاً قبضہ سے پہلے جدا ہونیکو حرام فرمایا
اور یہہ بھی حرام کیا کہ ایکدرم کو دو درم سونکے بدلہ مین مدت پر بیچے اگرچہ اس جگہہ
زیادتی کچھہ نہین تو اب بشارع پر کیونکر گمان ہوسکتا ہی کہ باوجود اپنی کمال حکمت کے
اس خرابی کے حاصل ہونیکے لئے حیلہ اور مکر مباح فرماوے اور وہ اتنا زائد دوگنا چوگنا
ہوا کریگا کہ حیلہ گر اُس سے مالا محتاج کا کہا جاوے اور اللہ تعالی نے حرام چیزونکو اسلئے
حرام فرمایا ہی کہ دل پر ہیز کرین اور اوسکی ایمانکی تندرستی اور قوت بنی رہی جیسے طبیب
مریض کو مضر چیز سے منع کردیا کرتا ہی تو اگر اس مضر چیز کے کھانے پر اوسکی صورت یا
نام بدلنے سے حیلہ کریگا اور اس شی کی حقیقت اور طبیعت بدستور رہیگی تو بیشک مرض زیادہ
ہوجائیگا اور بڑا اندیشہ ہوگا امام احمدؒ فرماتے ہین کہ حیلونمین سے کوئی بھی درست
نہین اور حیلہ کا باطل ہونا اس حدیث کی رو سے کہ دو خریدو فروخت کرنیوالون کو
اختیار ہی اور کسیکو اُنمین سے جائز نہین کہ اپنی ساتھی سے اس ڈر سے جدا ہو کہ وہ معاملہ
کو توڑدیگا پہلے گذر چکا اسیطرح یہہ حدیث کہ لعنت کرے اللہ تعالی یہودیونکو کہ اونپر
چربیان حرام ہوئین تو اونہون نے اونکو پگلایا اور یہہ کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے محلل اور محلل لہ کو پہلے مذکور ہوئین اور امام احمدؒ نے اپنی بیٹے صالح

کی روایت مین فرمایا ہی کہ قسمونکو حیلون سے توڑتے ہین حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے
وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِہَا اور تُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ اور عدت کے ساقط کرنیکی لئی
اور نہ توڑو قسمین پکی کرکے پیچھے ۱۲ پوری کرو سنت ۱۲
حیلہ کرنیمین یہہ فرمایا ہی کہ یہہ امر کتنا عجیب ہے لوگون نے کتاب اللہ کو باطل کردیا اللہ
نے عدت ازاد عورتونپر حمل کے باعث مقرر فرمائی ہی تو اگر ایک لونڈی سی صحبت کری
پہر اوسکو اوسی جگہہ آزاد کرکے اوسکا نکاح کردی اور شوہر اوس سی صحبت کرنے
لگے اسصورتمین اگر وہ حامل ہوگی تو کیا کیا جاویگا آج اوس سی ایک صحبت کرتا ہی اور کل کو
دوسرا یہہ امر خلاف کتاب اور سنت کے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین
کہ حاملہ عورت سی صحبت نکیجاوی جب تک جن نہ چکی اور نہ بے حمل والی سے جبتک حائض
نہولے اور امام احمدؒ کی تقریر سوگندون وغیرہ مین حیلے کرنیکے بابمین ایسی ہی اور
بہی ہی اور جو شخص شریعت کو سوچے اور اوسکی باب مین نفس کی سمجہہ اوسکو روزی ہو تو
دیکہیگا کہ شریعت حیلہ والونکی مقصود باطل کردیتی ہے اور اونکی مقصود کے خلاف
اونسی پیش آتی ہی مثلاً جو شخص میراث کے حیلہ سی مورث کو قتل کردے تو شارع
قاتل کو میراث بالکل نہین دلاتا اسوجہہ سی کہ باطل طور پر اوسکی لئی حیلہ کیا یا جو شخص
کسیکے واسطے مال کی وصیت کرے اور وہ وصیت کرنیوالے کو مار ڈالے تو اوسکے
حق مین وصیت باطل ہوجاتی ہے اور اگر آقا اپنے غلام کو مدبر کرے

فی ابطال الحیل

ومن ذلک بطلان وصیۃ القاتل

ومن ذلک بطلان التدبیر علیہ بالباطل

ومن ذلک ان القاتل لا یرث

ومن ذلک ان من ملک میراث لمن یحتال

علی قتل مورثہ بمنعہ

ذلک منع الشارع المتحیل

فیما قصدہ ومقابلتہ بنقیض

قصدہ ومن تامل الشریعۃ وجدہا

فی کل مکان فی غیر ما موضع

تنقض الحیل التی تضمن ابطال

ما شرع من الاحکام علی العباد

لاجلہا وقد ذکر ابن بطۃ

فی الابانۃ باسنادہ

قال لما حضرت

توکیدہا وقال تعالی ولا تنقضوا

وقال فی الحیل لا یوفون بالنذر

العتق علی الصحیح

وہا انا اعجب من ارباب

فیہا ہا رجل الیوم

لا توطأ حامل حتی

تضع ولا غیر ذات

حمل حتی

تحیض

۱۲ برادر من علامہ ابن قیم جوزی ہے ۱۲

اور وہ جلد آزاد ہو جانیکے ماری آقا کو مار ڈالے تو اوسکے حق مین مدبر ہونا
باطل ہوگا اور ایک یہ صورت ہی کہ بیمار اپنی بیبی کو میراث نملنے کے حیلہ سی طلاق
دیدی تو یہ حیلہ پیش نجاویگا اور عورت جبتک عدت مین رہیگی مرد کی وارث
ہوگی اور بعضونکی نزدیک عدت کے گذرنیکے بعد جب تک نکاح نکریگی تب تک وارث
ہوگی اور بعض کے نزدیک گو نکاح بھی کرلے وارث ہوگی اور ایکصورت یہہ ہی کہ مریض
اپنی وارث سی اگر مال کا اقرار کرلے تو یہہ امر باطل ہوگا اسلئے کہ وہ اس اقرار کو
وصیت کا بہانہ کرتا ہی غرضکہ اسطرحکی صورتین بہت ہین اور اللہ تعالی نے اُن
لوگونکو جنہون نے حرام شکار پر حیلہ کیا تہا صورت بدلنے کی سزا دی اور جس طرح
لوگونکی مال پر سود سی حیلہ کیا اوسکی سزا مال کے کہو دینے سی کی چنانچہ فرماتا ہی
یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ تو ضرور ہی کہ وہ سود خوار کے مال کو تلف کردی
شتابا ہی اللہ سود کو اور بڑہاتا ہی خیرات کو ۱۲
گو کیسا ہی ہو جاوی اور اصل اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے گناہگارونکی عقوبت
اونکی مقصود کی خلاف سی مقرر فرمائی ہی مثلاً جہوٹ بولنیوالیکی سزا یہہ ہی کہ اوسکی
کلام لغو ہو اور اوسی پر واپس کیجاوی اور غنیمت مین سی خیانت کرنیوالیکی سزا یہہ
ہی کہ اپنی حصہ سی محروم رہی اور اوسکا مال جلادیا جاوی اور جو شخص حرم مین
شکار کریگا اوسکی سزا یہہ ہی کہ اوسکی شکار کا کہانا حرام ہی اور اوس جیسی جانور

ومن ذلک بطلان ما لو احتال المریض علی ان یتزوج امرأۃ من لا یرثہ فمات قبل ان یدخل بہا او بعد ما دخل بہا ولم یکن لہا مہر او کان لہا مہر فاسد او کان لہا مہر صحیح ولکنہا ابرأتہ عنہ او وہبتہ لہ او کانت ممن لا یرث او کانت ممن ترث بطلان ما فعلا فلہا مہر مثلہا ما دامت فی العدۃ وعند انقضاء العدۃ ان انقضت عن نکاح ما لم یزد علی المسمی ان کان المسمی اقل من مہر المثل او کان مہر المثل اقل من المسمی وان انقضت عن نکاح فلا شیء لہا ومن ذلک بطلان ما لو احتال المریض لوارثہ بمال لیتزوج بہا او لیتزوج بہا ابنہ او ابوہ او اخوہ او اجنبی ثم طلقہا بائنا او رجعیا فتزوجہا الوارث او ابنہ او ابوہ او اخوہ او اجنبی فی مرض موتہ او فی صحتہ ومن ذلک بطلان ما لو احتال المریض علی ان یقر لوارثہ او لاجنبی بدین او بعین او بوصیۃ لہ ونظائر ذلک کثیرۃ وقد عاقب اللہ من احتال علی

فصل فی احوال المکلفین بالنسبۃ الی بعضہم البعض

قال تعالی لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم وقال ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوا لہم عذاب الیم فی الدنیا والاٰخرۃ ویقول ما نہی عنہ فہو قبیح وما قبح فعلہ فہو حرام وقال ان اللہ یحب ان تؤتی رخصہ کما یحب ان تؤتی عزائمہ فجعل عقوبات ما نہی عنہ وما قبح فعلہ وما حرم فعلہ وما لا یحب فعلہ وما لا یرضی بہ من الاقوال والافعال والاعتقادات والنیات والعزائم والرخص من جنس واحد وہو العقوبۃ وجعل ثواب ما امر بہ وما استحب فعلہ وما یحبہ وما یرضی بہ من ذلک کلہ من جنس واحد وہو الثواب فعقوبۃ الکلام الکاذب ورد الشہادۃ علیہ وجلد ظہرہ وعقوبۃ الکلام الفاحش الذی لا یحبہ اللہ ورسولہ ان یعزر علیہ وعقوبۃ الخائن فی الغنیمۃ ان یحرق متاعہ ویضرب ویحرم سہمہ وعقوبۃ من صاد فی الحرم ان یحرم من اکل صیدہ ویضمن الصید بمثلہ ان کان لہ مثل وقیمتہ ان لم یکن لہ مثل وعقوبۃ من اکل شیئا من الطعام الذی یحرم علی المحرم اکلہ ان یتصدق بمثل ما اکل وعقوبۃ من ترک شیئا من واجبات الحج او ارتکب شیئا من محظوراتہ ان یجبر ما ترکہ بدم وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ ان یقضیہا وعقوبۃ من ترک الزکوٰۃ ان یؤخذ منہ شطر مالہ وعقوبۃ من ترک الصوم ان یقضیہ وعقوبۃ من ترک الحج ان یحج من قابل وعقوبۃ من ترک الوضوء ان یعید الوضوء والصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الغسل ان یعید الغسل والصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ فی الثوب النجس ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ فی البقعۃ النجسۃ ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ الی القبلۃ ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ فی الوقت ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ بالجماعۃ ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الجمعۃ ان یعید الجمعۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ علی الجنازۃ ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ فی المسجد ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ فی الجماعۃ ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ فی الوقت ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ فی الثوب النجس ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ فی البقعۃ النجسۃ ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ الی القبلۃ ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ فی الوقت ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ بالجماعۃ ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الجمعۃ ان یعید الجمعۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ علی الجنازۃ ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ فی المسجد ان یعید الصلوٰۃ وعقوبۃ من ترک الصلوٰۃ فی الجماعۃ ان یعید الصلوٰۃ

کاتا وان اوس سے لیا جاتا ہی اور جو شخص اوسکی بندگی اور طاعت سے تکبر کری
اوسکی سزا یہہ مقرر کی کہ اوسکو اپنی بندگی اور طاعت والونکا غلام بنایا اور جو
شخص راستہ کو پر خوف کرکے رہزنی کرتا ہی اوسکی سزا یہہ ٹہہرائی کہ اوسکے ہاتھہ
پانو کاٹے جاوین اور جلاوطن کرکے اوسپر سب راستے بند کردئے جاوین کہ جہان
سے نکلے وہان خوف زدہ نکلے اور جس شخص کا بدن اور روح حرام صحبت سے لذت پاوے
اوسکی سزا یہہ ٹہہرائی کہ اوسکے بدن اور جان کو کوڑے سے درد پونہچایا جاوے
تاکہ تکلیف وہان پونہچی جہان لذت پونہچی ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اوس شخص کی سزا جو دوسرے کے گہر مین جہانکے یہہ مشروع کی کہ اوسکی آنکہین
لکڑی وغیرہ سے پہوڑ دیجاوین تاکہ جس عضو سے خیانت کی تہی اور دوسرے کے گہر مین
بدون اجازت داخل کیا تہا وہی بگاڑ دیا جاوے اور ہر خیانت کرنیوالے کی سزا
یہی ہی کہ اوسکی مکر کو باطل اور نکما کردیا کہ اللہ تعالی خیانت والون کے فریب
کو نہین چلنے دیتا اور جس شخص نے حاکم اور امیر اور قاضی ہونیکی حرص کی اوسکی
سزا یہہ دی کہ جس چیز کی اوسنے حرص کی اوس عہدہ کا اوسکو نملنا مشروع فرمایا
اور یہی وجہ تہی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب درخت مین سے کہا نیکے باعث
نافرمانی کی تو اونکو جنت مین سے نکالدینے کی سزا ہوئی اسلئے کہ اونکو اوس کے

وجعل عقوبته من اسند اليه
عن عبادته وطاعته
وطاعته وجعل
عقوبته من استحق
الرتبة وقطعه
وقطع من الارض فالاسير فيها الاخافه
وجعل عقوبته من التذ بالمكاسب
بالوطي الحرام ايلام بدنه بالمكاسب
ليصل الالم الى محل الخيانة
بقطع يده او رجله
كل خائن بان يضل
ويبطله وان الله لا يهدي
من هو خائن وعاقب
والقضاء بان شرط منعه
ما حرص عليه وولي
بالبشر بالاحتراز من
بقطع ما عصى به

من اطلع في بيت غيره ان تقلع عينه
بعود ونحوه افشاء للعضو الذي
به خان بكونه بمنزلة الذنب وعاقب
بالحبس لان الحبس

کہانے سی جنت مین ہمیشہ رہنی کی طمع تھی اور ناپ اور تول کی کمی پر یہہ سزا
مشروع فرمائی کہ بادشاہ زبردستی کم کرنیوالون سی جسقدر کم کیا ہوا وسکا دونا
لے لے اور جو شخص زکوۃ نہ دی اوسکی سزا یہہ ٹھہرائی کہ مینہہ روکدیا جاوی اور جو
کوئی اوسکی کتاب اور اوسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سی مُنہ پھیرے
اور ہدایت کو اونکے سوا کہین اور تلاش کری تو اوسکی سزا راہ سی بیراہ کر دینا
اور ہدایت کی دروازی بند کر دینا مقرر کی چنانچہ حضرت علی رض کی حدیث مین ترمذی
وغیرہ کے نزدیک یہ مضمون آیا ہی کہ جو شخص ہدایت چاہی اوسکے غیر مین تو اللہ تعالے
اوسکو گمراہ کرتا ہی **فصل** اور جب تم شریعتونکو سوچو تو معلوم کروگے کہ یہہ
ذریعونکی بند کرنیکے لئے آئی ہین اور انکا بند کرنا حیلونکے دروازی کی کھولنی کی خلاف
ہی اسلئی کہ حیلی وسیلے اور دروازے ہین حرام چیزونکی اور ذریعونکا بند کرنا اسکی خلاف ہی غرضکہ
دونو باتونمین بہت بڑا اختلاف ہی اور شارع نے ذریعونکو حرام فرمایا ہی اگرچہ اوس سے
حرام کا قصد نکیا جاوے اسلئی کہ ذریعی حرام کیطرف پہنچاتے ہین تو جس حالمین ذریعہ سے
قصد خود حرام کا ہو تو کیسی حرام نہوگا دیکھو خدا تعالی نے مشرکونکے معبودونکو گالی
دینی سی منع فرمایا کیونکہ اونکو گالی دینا اسبات کا ذریعہ ہی کہ مشرک دشمنی اور کفر
کی جہت سی خدا تعالی کو گالی دینگے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ سب سی بڑا کبیرہ ہی

کہ آدمی اپنے ماباپکو گالی دے لوگون نے عرض کیا کہ کیا کوئی اپنے ماباپ کو بھی گالی
دیتا ہے آپنے فرمایا کہ ہان دوسرے شخص کے باپکو گالی دیتا ہے وہ اوسکی باپکو برا
کہتا ہے اور دوسرے کی مان کو برا کہتا ہے تو وہ اسکی مان کو برا کہتا ہے یعنی ماباپ کے
گالی کا ذریعہ یہہ شخص خود ہوتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقونکی مارنے
سے ناتہہ روکا باوجودیکہ مصلحت اونکی مارنے مین تہی اسجہت سے کہ اونکو مارنا لوگون
کے بہگانے کا ذریعہ تہا اور لوگ یہہ کہتے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے یارون کو
قتل کرتے ہین۔ اور شراب کا ایک قطرہ حرام فرمایا گو اوس سے بہت سی شراب کی
خرابی نہین ہوتی مگر اسجہت سے کہ تہوڑی کا پینا ذریعہ بہت کے پینے کا ہوتا ہے اسیطرح
اوسکو سرکہ بنانیکے لئے روک رکہنا حرام فرمایا اور اوسکو نجس ٹہہرایا اور دو خلیطون
سے منع فرمایا اور عصیر اور نبیذ کے پینے سے تین دنکے بعد اور برتنون مین نبیذ بنانے
سے نہی کی اور اجنبی عورت سے تنہائی اور اوسکی ساتہہ سفر کرنے اور بدون حاجت
کے اوسکی طرف دیکہنے کو حرام کیا اور عورتونکو مسجد کیطرف جانیکے وقت خوشبو لگانے
اور کپڑے بسانے سے منع فرمایا اور مصیبت کیوقت نماز مین اونکو سبحان اللہ کہنے سے منع
فرمایا اور اوسکی جگہہ اونکی واسطے تالی بجانا مقرر کیا اور جو عورت خاوند کے مرنیکی عدت مین
ہو اوسکو زینت اور خوشبو اور زیور سے منع فرمایا اور عدت مین مرد کو اوس سے کہیلا

وهل تنتقض الرجل وان تاح فاعلم
قال نعم ليس الرجل بأمر جل
فليس بأمه وليست أمه
صلى الله عليه وآله وسلم
عن قتل المنافقين بمعاقبة
من المصلحة بكونه ذريعة
وقول الناس ان محمدا يقتل
اصحابه ومنعه من ضرب
النساء وان كن يخرجن
وامره بالتنفير
وقد كان يمكن ان يقال
ان ضربهن يكون ذريعة
الى ضربهن بغير حق
وامره بالتخليل وحظره
من الخليطين
وعن الانتباذ في الاوعية
وحظره
والنظر اليها
والاستعطار
والتسبيح
للنساء اذا خرجن
وامره بالتصفيق
من الطيب وان يجهر
للرجال
وامره بالتصفيق
للنساء اذا خرجن
وامره بالتصفيق
وامره بالتصفيق
وامره بالتصفيق

پیغام نکاح کا دینے سے منع فرمایا گو نکاح بعد عدت گذرنے کے ہی ہو جاوے
اور عورتکو نہی فرمائی کہ اپنے خاوند سے دوسری عورتکو ایسی طرح بیان کرے کہ
گویا وہ اوسکو دیکھتا ہے اور قبر و نیز مسجدین بنانیسے منع فرمایا اور اوسکے مرتکب
کو لعنت کیا اور قبروں کے اونچا کرنے اور کنگرہ دار بنانیسے منع کیا اور اونکی برابر
کرنیکا حکم فرمایا اور اوپر عمارت بنانی اور گچ کرنے اور لکھنے سے اور اونکی طرف کو
اور اونکے پاس نماز پڑھنے اور چراغ جلانے سے منع فرمایا یہہ سب اسلئے کیا کہ اونکی
بت ٹھہرانیکا وسیلہ بند ہو جاوے اور آفتاب نکلنے اور ڈوبنے کیوقت نماز پڑھنے سے نہی
فرمائی اسلئے کہ ان دونو وقتونمین کافر آفتاب کو سجدہ کرتے ہین تو اسوقت نماز
پڑھنے مین بظاہر کچھ ایک کفار کی مشابہت ہے اور یہہ ظاہری مشابہت موافقت اور
مشابہت باطنی کا ذریعہ ہے اسلئے نماز سے نہی فرمائی اور اسکی یہانتک تاکید کی کہ عصر
اور فجر کے بعد نماز نفل پڑھنے سے منع فرمادیا گو کافرونکی آفتاب پرستی کا وقت نہو اہو
مگر اسی غرض سے کہ جانب توحید کی اچھی طرح محفوظ رہے اور جس قدر ممکن ہو شرک کا ذریعہ
مسدود ہو جاوے۔ اور بیع صرف مین باہم قبضہ کرنے سے پہلے جدا ہونیکو منع فرمایا
اور اسیطرح ایک ربو کی چیز جب دوسری ربو والی چیز کے عوض بیچی جاوے جو اوسکی
جنس سے نہو وے مثلاً گیہون بیچنے کے بدلے مین بیچے جاوین تب بھی قبضہ

طرفین کے ہونے سے پیشتر جدا ہونا ممنوع فرمایا تاکہ اوہار کا ذریعہ بند ہو
جو سود کا بہانہ اور اوسکا گر ہے بلکہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے
مین نقد بیچنا منع فرمایا اور بدنی اور بیع کو ایک ساتھ کرنا حرام ٹھہرایا اسلئے
کہ اوسمین نفع کا ذریعہ ہی کہ بدنی مین جس قدر دیا ہو اوس سے زیادہ لے اور بیع
اور اجارہ کو اس نفع کا وسیلہ کرے جیسا ہوا کرتا ہی اور بیچنے والیکو منع فرمایا
کہ مبیع کو اوسکے خریدار سے جتنے کو اوسنے بائع سے لی ہے کم دام پر
نہ خریدے اور یہہ مسئلہ بیع عینہ کا ہے اگرچہ بائع کا قصد سود کا نہو مگر
وسیلہ ہونیکی جہت سے ممنوع ٹھہرا اور دو شرطونکا بیع مین اکٹھا کرنا حرام
فرمایا کہ یہہ بھی وسیلہ سود کا ہی تو یہہ مسئلہ بیع عینہ کے مسئلہ پر منطبق ہے
اور اوس قرض سے منع فرمایا جس سے نفع حاصل ہو اور اوس نفع کو سود
ٹھہرایا اور قرض دینے والیکو قرض لینے والے کا ہدیہ قبول کرنے سے منع
فرمایا بشرطیکہ پہلے سے دونو مین یہہ عادت جاری نہو چنانچہ سنن ابن
ماجہ مین یحیی بن ابی اسحاق ہنائی سے مروی ہی کہ مین نے انس بن مالک رض سے
پوچھا کہ ایک آدمی ہم مین سے اپنے بھائی مسلمانکو مال قرض دیتا ہی پھر وہ
قرضدار اوسکی پاس ہدیہ بھیجتا ہے آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

من علیہ جنسا وسئل ان یضعہ الربوا وضعہ
ہاں منہ سے جو جنسا ہو الربوا وضعہ
ہاں منہ سے جو جنسا ہو الربوا وضعہ
ہاں منہ سے جو جنسا ہو

کہ جب تم مین سے کوئی قرض دے پھر قرضدار اوسکے پاس ہدیہ بھیجے یا سواری پر
چڑہا دے تو اوسپر سوار نہوا اور نہ ہدیہ قبول کرے مگر اوسمین کہ پیشتر سے اُن دونو مین
یہہ معاملہ جاری ہوا اور بخاری نے اپنی تاریخ مین بریدہ بن ابی بردہ سے بھی انہائی سے
اور اوسنے انس بن مالک رضہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ جب تم مین سے کوئی قرض دے تو چاہیے کہ ہدیہ نہ لیوے اور صحیح بخاری مین ابوبردہ ابوموسی
سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے فرمایا کہ مین مدینہ منورہ مین آیا اور عبداللہ
بن سلام رضہ سے ملاقات کی اونہون نے مجکو فرمایا کہ تم ایسے ملک مین ہو جہان سود پھیلا
ہوا ہے تو جب تمہارا حق کسی شخص پر ہو اور وہ تمکو گہاس کا گٹھا یا جو کی گٹھری یا
قت کا بوجھ ہدیہ بھیجے تو مت لینا کہ وہ سود ہے اور یہی مضمون حضرت ابن مسعود
اور ابن عباس اور ابن عمر سے آیا ہے اور کالی کو بدلے کالی کے بیچنے سے منع فرمایا
یعنی جو اُدہار بعد کو ہو اوسکو اوسی جنس قرض کی عوض مبادلہ سے نہی فرمائی اسلئے
کہ وہ اُدہار کے سود کا ذریعہ ہے پس اگر دونو قرض اوسیوقت ہون تو منع نہین
اسلئے کہ دونو قرض ایکبارگی دونو شخصون کے ذمہ سے ساقط ہو جاوینگے اور جو صورت
منع کی ہے اوسمین بمقابلہ مدت کی ہر ایک کی ذمہ دین کے دونا ہو جانیکا ذریعہ ہے
اور یہہ خرابی بعینہ اُدہار کے سود کی ہے اور عورتونکو منع فرمایا اس سے کہ یا تو ماربن

تاکہ جو سنگار چھپاتی ہین وہ ظاہر ہوجاوے اسلئے کہ پانو کی دھمک پایل کی آواز کے
ظاہر ہونیکا ذریعہ ہی اور آواز کا ظاہر ہونا مردونکے میل کا وسیلہ ہی عورتونکی
طرف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردون اور عورتون کو نیچی نگاہ رکھنی کا
حکم فرمایا اسوجہ سی کہ دیکھنا ذریعہ ہی میل و محبت کا اور وہ ذریعہ ہی ممنوع باتمین
پڑنے کا اور رمضان شریف کا استقبال ایک یا دو روزہ پیشتر رکھنی سی منع فرمایا
تاکہ واجب روزہ مین زیادہ ہوجانیکا ذریعہ نہو جیسا کہ اہل کتاب نے زیادہ کرلیے
اور نکاح مین جمع کرنا بیبی کا اور اوسکی پھوپھی کا یا خالہ کا منع فرمایا اسلئے کہ یہہ
صورت قرابت کی ٹوٹجانے کی ہوگی اور اسیوجہ سی آپنے اولاد کو برابر دینی کا حکم
فرمایا اور خبردی کہ جو شخص بعض اولاد کو دینی مین خاص کرہی تو اوسکی یہہ حرکت
ظلم نا زیبا ہی اور ایسی امر پر گواہی کرنی نچاہیے اور لونڈی سی نکاح کرنیکو منع فرمایا
کہ انجام کو اولاد غلام ہوگی اور منع فرمایا کہ کوئی عورت اپنی نفس کو کسیکو سوائے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہبہ کرہی اور یہہ کہ عورت مالک ہو مرد کی اسلئے کہ اسکی
خلاف کرنیمین نکاح کیصورتمین زنا کے ہونیکا ذریعہ ہی اور یہین وجہ نکاح کا ظاہر
کرنا آواز اور دف اور ولیمہ سی مستحب ہی تاکہ ہر طرحسی زنا کی مشابہت سی دور
ہوجاوے اور انہین وسیلونکی روکنی مین سی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منع فرمانا

جدونکی تعمیل سے دارالحرب مین اور ہاتھہ کاٹنے سی لڑائی مین اسوجہ سے کہ یہہ
امور اسباتکا ذریعہ نہون کہ جسکو سزا ملی ہی وہ کافرون مین جا ملے اور انہین مین سے
یہہ ہی کہ مسلمان اگر دارالحرب مین نکاح کا محتاج ہو اور اپنی نفس پر زنا کا خوف
کرکے نکاح کرے تو اپنی بی بی سے صحبت مین انزال کیوقت علحدہ ہوجاوے
اسپر امام احمد نے نص کی ہی اور وجہ انزال کے علحدہ کرنیکی یہہ ہی کہ کہین نطفہ
رہجانے سی اولاد کافر نہو اور انہین مین سی ہی صحابہؓ کا متفق ہونا اس مسئلہ پر
کہ ایک مقتول کے بدلہ مین جتنے اوسکے قاتل ہون سب کو مارنا چاہیئے تاکہ ایسا نہو
کہ جماعت ملکر خون منہ کرلیا کرین اور انہین مین سی یہہ ہی کہ خدا تعالی نے اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنون کے سامنے پکار کر قران پڑہنے سی منع فرمایا کیونکہ
پکار کر پڑہنا اسباتکا ذریعہ تہا کہ دشمن قران کو اور جسنے اوسکو اتارا ہی اوسکو گالیان
دیتے تہے اور اسمین سے ہی یہہ ارشاد خداوندی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا
اور انہین مین سی ہی حکم فرمانا مقتدیونکو کہ بیٹہکر نماز پڑہو واسطے بند کرنے
مشابہت فارس اور روم والون کے کہ وہ اپنے بادشاہونکے سامنے کہڑے رہتے ہین
اور بادشاہ بیٹہے رہتے ہین اور انہین مین سی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے منع فرمایا کہ جس آدمی حق کا کوئی منکر ہو یا خیانت سی بے لبوی تو وہ اور

اپنی حق کی مثل خیانت کے طور پر لے گا اول شخص صرف اپنا ہی حق لے یا اُس سے
کمتر لے چنانچہ ایک شخص نے جو اس مسئلہ کو آپ سی پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ جسنی
تیرے پاس امانت رکھی ہی اوسکی امانت ادا کر اور جسنی تیری ساتھہ خیانت کی تو
اوسکی ساتھہ خیانت نکر یہہ اسلئی فرمایا کہ ایسا کرنا دوسرے شخص کے ساتھہ بدگمانی
کرنی اور اوسکی طرف خیانت لگانیکا ذریعہ ہی علاوہ ازین ایسی صورتمین چونکہ
نفس حریص ہی اسلئی اوسی صرف اپنی حق کی مقدار اور صفت پر کفایت نہین کرتا ہی
زیادہ اور عمدہ دبا لیتا ہی اور انہین مین سی یہہ ہے کہ ساجھی کو مختار کر دیا کہ مشتری
کے ساتھہ جس چیز مین شفعہ پہنچتا ہو نکال لیوی تاکہ شرکت اور میل کے فساد کا ذریعہ بند ہو جاوے
اور بیچنی سی پہلی دونو شریکون مین سی کسیکو نہین پونچتا کہ اپنی ساجھی کا حصہ اوسکی قبضہ
سی نکال لے مگر جب بائع کو اپنی حصہ کی رغبت نرہی اور فروخت کی لئی اوسکو پیش کیا تو
بائع کا شریک اس چیز کا مستحق زیادہ ہی اسلئی کہ اسصورت مین شریک کا نقصان نہوگا
اور بائع کا بھی خود کچھہ ضرر نہین کیونکہ شریک اوس چیز کو اوتنی ہی دام کو لیگا جتنے کو
اجنبی لیتا اور اسیوجہ سی ٹہیک یون ہی کہ شفعہ کے دور کرنیکے لئے حیلہ کرنا جائز
نہین اور حیلہ کرنے سی شفعہ ساقط نہین ہوتا اسلئی کہ اوس کے ساقط کرنے
پر حیلہ کرنا اوس حکمت کو توڑنا اور باطل کرنا ہے جسکے لئی شفعہ مشروع ہوا ہے

اور انہین مین سے یہہ ہی کہ دشمن کی شہادت اور شریک کی گواہی جس چیز مین کہ
وہ شریک ہوا اور وصی کی گواہی اوس معاملہ مین کہ وہ وصی ہو مقبول نہین اور نہ
لڑکے کی گواہی اور اسکی ماں کی نسبت پدر اور نہ قاضی کا حکم خود اپنے حلم پر جائز
ہی اور انہین مین سے یہہ ہی کہ سنت اسبات پر جاری ہوئی کہ صرف ماہ رجب کا روزہ
اور اکیلے جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہی تاکہ کہین بعض اوقات کو عبادت کے لئے
خاص کرنیکا ذریعہ نہو جاوے جو شریعت مین وارد نہین غرضکہ جیلونکا جائز رکھنا
ذریعونکی بند کرنیکا مخالف اور ضد ہے شفعہ ہی کو دیکھہ لو کہ شارع نے خریدار کے
پاس سے حصہ فروخت شدہ کا نکل جانا مصلحت اور خرابی کے دور کرنیکو مباح کیا ہی
اور فرمایا کہ ایک حصہ کا مالک اپنا حصہ بیچ جبتک کہ اپنے شریک کو اطلاع نکرلے پھر شریک
چاہی لے لے اور چاہی چھوڑ دی امر حیلہ گر بائع کو یہی کہنا ہی کہ اقسام کے حیلے کر
جس سے شریک لینی پاوی اور بڑی مصیبت یہہ ہی کہ حیلہ کرنیوالا ظاہر یہہ کرتا ہی کہ میرنے
وہی کام کیا جسکی اجازت شارع نے دی ہی اور مباح کیا ہی اور یہہ کہ شارع نے
اختیار دیا ہی کہ مکر و فریب اور حیلہ سے شریک کا حق دور کردی اور مقصود ہمکو حیلون کے
حرام ہونیکا بیان کرنا ہی اور یہہ کہ حیلہ گرون کے مقصودون کے خلاف حکم جاری کرتا ہی
پس حیلہ تو خیال سے خالی نہین یا ایک طرف سے ہوا یا دو طرف سے

پس اگر دو کیطرفسے ہو مثلا عقد بیع ہو جسپر سود کے لئے دونونے موافقت کی ہو جیسے بیع عینہ[۱] مین ہی تو یہہ حکم دیا جاویگا کہ دونو عقدین فاسد ہین اور اول شخص کو اوسکا اصل مال واپس دلایا جاویگا جیسا کہ حضرت ام المومنین عایشہ رضی فرمایا ہی اور جو چیز قبضہ مین آئی اوسکا حال اوس چیز کا سا ہوگا جو سود کے عقد سے قبضہ مین آوے کہ اُس سے نفع لینا حلال نہوگا بلکہ اوسکا پھیر دینا واجب ہوگا اگر قابض کے پاس موجود ہوگی اور اگر جاتی رہی ہوگی تو اوسکا عوض دینا ہوگا اور یہی حال ہے اگر دونونے اکٹھا کیا عقد بیع اور قرض کو یا اجارہ اور قرض کو خواہ مضاربت[۲] یا شرکت یا مساقات[۳] یا مزارعت[۴] کو قرض کے ساتھہ کیا تو اسصورتمین دونو معاملے خراب ہونگے اور واجب ہوگا کہ جس مال کو قرض ٹھہرایا تھا اوسکا بدل پھیر دیا جاوے اور دوسرا معاملہ فاسد ہی اور ایسا ہی اگر نکاح ہو جسپر دونو متفق ہو جاوین تو اوسکا حکم مثل فاسد عقدونکی ہوگا۔ اور اسیطرح اگر ہبہ پر یا بیع پر زکوۃ کے ساقط ہونیکی لئے متفق ہو جاوین یا ہبہ پر نکاح فاسد اور وقف فاسد کے درست کرنیکی لئے اتفاق کرین تو یہہ عقود فاسد ہونگے مثلا عورت اپنے غلام سے صحبت کرنی چاہی اس مطلب کی لئے اوسکو کسی مرد کو دیڈالے اور وہ شخص اُس غلام کا نکاح اوس عورت سے کردے جب وہ اپنا مطلب غلام سے نکال چکی تو اوسکو مرد مذکور سے مانگ لے اور وہ شخص

---

[۱] عینہ ایک کو فروخت اور دوسرے کی خدمت اور اسیطرح کی فروخت ہو سکتی ہے ۱۲

[۲] مضاربت ایک کا روپیہ اور دوسرے کی محنت ہو سکتی ہے ۱۲

[۳] مساقات ایک کا باغ اور دوسرے کی محنت ہو سکتی ہے ۱۲

[۴] مزارعت ایک کا کھیت اور دوسرے کی محنت ہو سکتی ہے ۱۲

فان کان من اثنین فان
کان عقد بیع تواطآ علیہ
بخیار احدھما او کلیھما
او بیع وشرط فاسد
العقد حکمہ حکم بیع فاسد
اول راس مالہ کما قالت
ام المومنین لعقد لم یزل
المقبوض بعقد لم یزل
یجب رده ان کان باقیا وبدله ان
فات وقیمته یوم القبض
وقرض او اجارة وقرض او
وشرکة او مساقاة او مزارعة
وقرض حکمہ حکم
ان ہر دو علیہ بدل مثلہ ان
وقرضا والعقد الاخر فاسد وکذا
ان کان نکاحا
علیہ کان حکمہ حکم
الفاسد وکذا ان تواطآ
او بیع لاسقاط الزکوۃ او علی
ھبة لتصحیح نکاح فاسد او
وقف فاسد مثل ان یتزوج
موالعة ثم طلقها قبل
فاذا قضت وطرها
فتزوجها فاذا قضت وطرها
منه استوهبته من الرجل

غلام کو عورتکو دیدے اور عورت کے مالک ہونیسے نکاح جاتا رہیگا اور اگر حیلہ ایک طرفسے ہو تو اوس حیلہ مین اگر صرف حیلہ گر ہی مستقل ہو تو اوس سے اوسکی غرض حاصل نہو گی اور عقد فاسد ہو گا مثلاً اپنے بیٹے کو مال ہبہ کرکے چاہتا ہی کہ پھر لیلون تاکہ مجھپر زکوۃ واجب نہو تو اسپر سے زکوۃ ساقط نہو گی کیونکہ اس ہبہ کا ہونا اور نہونا برابر ہی لیکن اگر مقصود ظاہر ہو گا تو اوسپر حکم ظاہر و باطن دونون مترتب ہو گا ورنہ صرف باطن مین حیلہ فاسد رہیگا اور اگر حیلہ ایسا ہی کہ اوسمین خود مستقل نہیں دوسرے کا بھی لگاؤ ہی مثلاً حلالہ کرنیکی نیت کرے اور عورت سے ظاہر نکرے یا عورت سے رجعت اوسکی ستانیکو کرے یا اپنا مال وارثونکی نقصان کے لئے ہبہ کردے یا اور اسطرح کا معاملہ ہو تو اسطرح کے عقود اور ہبہ اُن شخصونکی نسبت کہ جو اونکے مقصود سے واقف ہین باطل ہین اور مرد کو جائز نہین کہ عورت سے صحبت کرے اور اگر وہ مرجاویگی تو اوسکا وارث بھی نہو گا اور اسطرح کے عقد مین اگر جسکے واسطے ہبہ کیا ہی اور جسکی وصیت کی ہی اونکو اس شخص کی غرض معلوم ہو جاویگی تو اونکو باطن مین ملک حاصل نہو گی اور نہ نفع لینا ہبہ اور وصیت کی چیز سے درست ہو گا بلکہ اوسکو پھیر دینا واجب ہو گا۔ رہا دوسرا شخص جسکو اوس عقد کی غرض معلوم نہین تو اوسکی نسبت کہ عقد مذکور درست ہی اور اوس سے صحیح عقد کا سا مقصود حاصل ہو گا

اور اگر حیلہ گر کے فائدہ کے لئے ہو مثلاً بیمار آدمی طلاق دیوے تو طلاق درست ہوگی اسنظر سے کہ اوسنے اپنی ملک اٹھادی اور اسوجہ سے درست نہوگی کہ اوسنے عورت کو میراث سے روکدیا اِسلئے کہ بیمار کو وارث کے علیحدہ کرنیکی ممانعت ہے ملک صحبت کے دور کرنیکی ممانعت نہین۔ اور اگر حیلہ ایسا فعل ہو جس سے انجام کو حیلہ گر کی غرض نکلتی ہو مثلاً ایام گرما مین اِس لئے سفر کرے کہ روزہ جاڑونمین رکھنا پڑے تو اِس سے اوسکی غرض حاصل نہوگی بلکہ اوسکو سفر ہی مین روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ مین کہتا ہون کہ اِسکی نظیر ہے جو مالکی کہتے ہین کہ موزون پر مسح کرنیکی اجازت مباح نہین بشرطیکہ اونکو خود مسح کے لئے پہنا ہو اگر اِس صورت مین مسح کریگا تو درست نہوگا اور سب نمازونکا قضا پڑہنا اوسپر واجب ہوگا جو اِس طرح کے مسح سے بڑہی ہونگی اور مسح کی اجازت اوسی شخص کے حق مین ثابت ہے جو موزون کو حاجت کے لئے پہنے یعنی سردی خواہ سواری وغیرہ کی ضرورت سے پہنے تو وہ اون پر مسح کرے کیونکہ اوسکو اونکا نکالنا دشوار ہے۔ ہمارے شیخ کہتے ہین کہ حیلہ کا فعل اگر ایسا ہو جو دوسرے حق کے ساقط کرنیکی طرف پہنچادی جیسے اپنے باپ یا بیٹی کی بیٹی سے صحبت کرے تاکہ اُنکا نکاح ٹوٹجادی یا عورت اپنے خاوند کے بیٹے یا باپ سے مباشرت کرے

جن لوگونکے نزدیک یہ فعل موجب حرمت کا ہی تو اسطرحکے حیلے ایسے ہین جیسے
قتل یا چھیننے سی ملک کہو دیجاوی ہی ان حیلونکا بیکار کرنا ممکن نہین اسلئے کہ اس
ذریعہ سی عورت کا حرام ہونا خدا تعالی کا حق ہی اور ضمنا اوسپر نکاح کا ٹوٹنا
مترتب ہوتا ہی اور جو افعال کہ حرام کرنیکے موجب ہین اونمین فعل کا بہی اعتبار نہین
ہوتا چہ جائیکہ قصد کا اور یہہ صورت بمنزلہ اسبات کی ہی کہ بہنی والی چیز کے نجس
ہوجانیکی لئی حیلہ کری کہ بہنی والی چیزونکی نجاست خلط ہونے سی ہوتی ہی اور
مصاہرت کی حرمت حرام طور پر مباشرت سی ثابت نہین ہوتی اور اسوقت مین
قرابت زنا کی صورت اسکی یہہ ہی کہ مرد کی بڑی بی بی یا اوسکی مان اوسکی صغیر سن بیٹی کو دودہ
پلادی تاکہ اوسکا نکاح جاتا رہی کیونکہ نکاح کا ٹوٹنا یہان فعل پر موقوف ہی نہ قصد
پر بلکہ اگر دودہ پلانیوالی مجنون ہو تب بہی حرمت ثابت ہوگی جیسے پانی مین کوئی چیز
اوسکی نجس کرنیوالی ڈالدے بجاے کہا اور اگر حیلہ ایسا فعل ہو جس سی اپنے لئی خواہ غیر
لئی حلال ہوجانیکی صورت ہو مثلا کسی شخص کو مار ڈالے تاکہ اوسکی بی بی کو خود
نکاح کری یا دوسرے سی نکاح کردی تو یہان وہ عورت اوس شخص کے لئی حلال نہوگی
جسکے لئی اوسکی نکاح کا ارادہ کیا گیا ہی بلکہ اوسکی سوا دوسرے کے لئی حلال ہوجاویگی
اسلئی کہ دوسرے کی نسبت کردہ عورت ایسی ہی جسکا خاوند مرگیا ہو یا کسی حق مین

عنس من ہری ذالک وموجبا
للحنث بحرفہ دخل فی الحیل عندنا
الا تلاف للملک بفعلہ او
غصب لا یکون ابطالا لان
حرمۃ الزنا تعلق بالتسبب
حق للہ فیترتب علیہ فی
النکاح فضلا وافعال الموجبۃ
للحنث بحرفہ لا یعتبر فیہا الفعل فضلا عن
القصد کمن حلف لا یغتسل فصب
ماء فوق بخاستہ اما تعلق بالخلط فظاہر و
کحرمۃ المصاہرۃ لا تثبت بالمباشرۃ فالحاصل
وجنس ہذا فصول ہذا وان برضع امرأۃ الکبیر
حیلونکا بیان ۱۲
او امۃ امرأۃ الصغیر بنت تسع سنین فنکحہا
فان فسخ النکاح قبل الدخول لم یتوقف علی الفعل
ولا علی القصد بل لو
جعلت فی الماء ما یجب
فعل الفسخ او تعلق
ان ثبت النکاح بعد
ہو ما یتوقف علی
ہو ما یتوقف علی
ہو ما یتوقف علی

خواہ جہاد مین مارا گیا ہو اور اُس شخص کی نسبت کہ جسکے لئے نکاح کا قصد کیا گیا ہی
خواہ عورت سے بھی سازش ہو گئی ہو یا نہوئی ہو تو یہ صورت بعض وجوہ سے اس
صورت کے مشابہ ہی کہ شراب کو ایک جگہہ سے اوٹھا کر دوسری جگہہ سرکہ بنالیا
بدون اسکے کہ اوسمین کچھہ ڈالا ہو اور صحیح اسبات مین یہہ ہے کہ وہ شراب پاک نہین
ہوتی اگرچہ وہ خدا تعالی کے فعل سے خود سرکہ ہو جاتی ہے اسیطرح اُس عورت
کا شوہر اگر بدون اس مرد کے قصد کے مرجاتا تو عورت حلال ہو جاتی اور یہہ
صورت ایسی ہی جیسے کوئی حلال شخص شکار پکڑے اور محرم کے لئے اُسکو ذبح کرے
تو وہ شکار اوس احرام والے پر حرام ہوگا اور حلال شخص پر حلال اور اسکا
حال مثل قاتل کے ہی کہ ترکہ اوسکو نہین دیا جاتا مگر ازانجاکہ مال کیطرف دارثون
کے نفس میل کرتے ہین بخلاف زوجہ کے کہ مرد کی التفات دوسرے کی بیبی کیطرف
اتنی نہین ہوتی جتنی وارث کو مورث کے مال پر ہوا کرتی ہے اسلیئے یون شروع نہوا
کہ جو شخص کسیکو مار ڈالے تو قاتل پر مقتول کی بیبی بھی حرام ہو جاوی جیسے یہہ شروع
ہوا کہ جو مورث کو مار ڈالے تو اوسکو اوسکا ترکہ نہ ملی ورنہ یہہ سب باتین اونہین
چیزونمین سی ہین جنمین معاملہ کی حکمت خلاف مقصود کے پائی جاتی ہی اور نہایت
درجہ جو اسکی ردین کہا جاتا ہی یہہ ہی کہ جو افعال خدای پاک کے حق کیواسطے

باب فی سبیل اللہ وما
باب النسبۃ الی من قصد
باب القتل ان یتزوج امرأۃ
باب ما جاء فی الرجل یطلق
باب فی الرجل یتزوج من بعض
باب فی الرجل یطلق امرأتہ
باب فی الرجل یطلق امرأتہ
باب فی الرجل یطلق امرأتہ

حرام کرتے ہین وہ حلال کرنیکو مفید نہین ہوتے جیسے ذبح کرنا شکار کا اور
شراب کا سرکہ بنانا اور نے جگہہ ذبح کر دینا مگر جو افعال آدمی کے حق کی جہت سے
حرام کرتے ہین جیسے چھینی ہوئی جانور کو ذبح کرنا تو وہ حلال ہونیکے مفید ہین
یا یہہ کہا جاوے کہ جو فعل حکم کے ثبوت کے لئے مشروع ہے اوسمین یہہ شرط ہے
کہ مشروع طور پر واقع ہو جیسے ذبح کرنا کہ خلق مین ہونا چاہیئے نے جگہہ نہو وے اور
مار ڈالنا عورت کے حلال کرنیکے لئے مشروع نہین مگر چونکہ نکاح اجل کے پورا ہو جانے
سے جاتا رہا تو حلال ہونا ضمنا اور تبعا حاصل ہوا اور ہو سکتا ہے کہ اسکے جواب
مین یہہ کہا جاوے کہ آدمی کا مار ڈالنا خدا تعالی اور آدمی کے دونو کے حق کی
جہت سے حرام ہے اور اسی وجہ سے اگر آدمی اوسکو مباح کر دے تو حلال ہو جاوے تو
معلوم ہوا کہ حرام دنان مالک پر مالیت کا تلف کرنا نہ روح کا نکالنا اور اختلاف
کیا ہے ائمہ نے چھینی ہوئی چیز ہی وغیرہ سے ذبح کرنیمین اور اصحاب مین امام احمد سے دو
روایتین ہین اور علماء کو اختلاف ہے اس جانور کے ذبح مین جو چھینا ہوا ہو اور امام احمد
نے تصریح فرمائی ہے کہ وہ حلال ہے اور رافع بن خدیج کی حدیث مین جو لوٹی ہوئی بکری کے
ذبح مین ہے اور دوسری حدیث مین جو اوس عورت کی بابت ہے جسنے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کی اور آپکے لئے ایک بکری ذبح کی جسکو بدون اوسکے مالک کی اجازت کے

لیلیا تہا مذکور ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس بکر بکو قید لونکو کہلا دو اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ جو جانور بدون اذن مالک کے ذبح کیا جاوی تو جسکے لئی ذبح ہوا
اوسکو اوسکی کہانے سی منع کیا جاوی نہ اوسکی سوا اورونکو جیسے شکار کو حلال اوسی
احرام والے کیواسطی ذبح کری اور صالح نے اپنی باپ سی یعنی امام احمدؒ سی نقل کی ہی کہ
اگر کوئی شخص بکری چرا کر ذبح کری تو اوسکا کہانا چور کو حلال نہین صالح کہتی ہین کہ مین نے
پوچہا کہ اگر اوسکو مالک کو واپس کری فرمایا کہ کہائی جاوی تو اس روایت سی یہہ نکلتا
ہی کہ وہ ذبح کرنیوالے پر حرام ہی بلا قید اسلئی کہ امام احمدؒ کا قصد حرام کرنیکا اگر اسبحث سی ہوتا
کہ مالک نی اوسکی کہانیکی اجازت دی تو ذبح کرنیوالے پر حرام کرنیکی تخصیص نفرماتے
تو یہہ قول جسپر حدیث حقیقت مین دلالت کرتی ہی اسبات پر بطریق اولی حجت ہی کہ وہی
عورت اوس مرد پر حرام ہووے جسنے اوس سی نکاح کی غرض سی اوسکی شوہر کو مار ڈالا اور
اوسکی سوا اوسکے سر مرد پر یہہ سب تقریر ہمارے شیخ ابن تیمیہ کی ہی اور اب یہہ معلوم کرنا چاہیے
کہ امام احمد اور مالکؒ کے قاعدہ پر حرام ہونا کئی وجہونسی عام ہے اول اسوجہ سی کہ
جو حیلہ کیا کرتا ہی اوسکے مقصود کے خلاف ہوا کرتا ہی جیسی طلاق دینا اوس شخص کا جو
عورتکو ترکہ سی محروم کرنیکی جہت سی مرض موت مین طلاق دیدیا وارث اپنی مورث کو
مار ڈالے یا وصیت کرنیوالیکو موصی لہ مار ڈالے یا غلام اپنے آقا کو مار ڈالے دوم ذریعونکی بند کرنیکی جہت سے

سوم حیلون کے حرام ہونیسے چہارم شراب کے سرکہ بنانیکی قاعدہ سی جیسا کہ ہمارے
شیخ نے ذکر کیا ہے واللہ اعلم فرمایا کہ خلاصہ یہ کہ حیلے دو طرح کے ہین قول اور فعل جو حیلے قول کے
ہین تو اونکو احکام کے ثبوت کی لئی عقل شرط ہی اور قصد معتبر ہے اور وہ کبھی صحیح
ہوتے ہین اور کبھی فاسد پھر جنکا حکم ثابت ہوتا ہی اونمین سے بعض ایسے ہین کہ اونکا
توڑنا اور اُٹھانا بعد واقع ہونیکے ممکن ہے جیسے بیع اور نکاح اور بعض ایسے ہین
کہ اونکا توڑنا اور باطل کرنا ممکن نہین جیسے آزاد کرنا اور طلاق دینا ہی تو اس
قسم کے حیلہ سی اگر فعل حرام کا قصد کیا جاوی یا واجب کے ساقط کرنیکا ارادہ کیا
جاوی تو ہو سکتا ہی کہ اوسکو سب وجہون سی باطل ٹھہراوین یا ایسی وجہ سی باطل کرین
جس سی حیلہ گر کا مقصود باطل ٹھہری اسطرح کہ جس غرض سی اوسنے وہ حیلہ کیا ہو وہ
اوسپر مترتب نہو جیسے صحابہؓ نے فرلیض کی طلاق مین حکم دیا کہ طلاق ہوئی مگر عورت
نرکہ سی محروم نہوگی - اور حیلے کی افعال اگر حیلہ گر کے لیے رخصت کی مقتضی ہونگی تو
اجازت حاصل نہوگی مثلاً سفر کرنا نماز کی کمی یا روزہ کے افطار کے لیے اور اگر غیر کے
حقمین حرمت کے مقتضی ہونگی تو وہ کبھی ہو جاویگی اور بمنزلہ نفس اور مال کے ضائع
کرنیکے ہوگی اور اگر حلت عام کی مقتضی ہون خواہ بذات خود یا بذریعہ ملک کی جاتی رہی
کے تو یہہ مسئلہ قتل کا اور شکار کے ذبح کرنیکا حلال شخص کیواسطے اور چھینی ہوئی چیز

کے ذبح کرنیکا چھیننے والیکے لئی ہی حاصل یہہ کہ حیلہ کے فعل سی اگر مباح کرنا
کسی حرام چیز کا مقصود ہوگا تو وہ اوسکی حق مین حلال نہوگی اور اگر غیر کے ملک کے
زائل کرنیکا قصد کیا جاویگا تاکہ فاعل کیواسطی حلال ہوجاوے تو قیاس یہی چاہتا ہے
کہ اوسکی لئی حلال نہو گو غیر کے لئی حلال ہوجاوے اور قسم اولین داخل ہی عورت کا
حیلہ کرنا نکاح توڑنے کے لئی مرتد ہونے سی کہ وہ ایسی ہی شخص کیطرف جاویگی جو
کہتا ہی کہ جدائی مرد اور عورت مین صرف مرتد ہونے سی فورًا ہوجاتی ہی یا جو یہہ
کہتا ہے کہ عورت کو قتل نکیا جاوے تو واجب اس جیسی حیلہ مین یہہ ہے کہ اوس سے
نکاح نجاوی بلکہ عذاب اور قتل کی جہت سی تو مرتد شمار ہوا اور نکاح کی جانیکی اعتبار
سی غیر مرتد گنی جاوی یہانتک کہ اگر حالت مرتدی سی رجوع ہونے سی پہلی مرجاوی یا
ماریجاوی تو مرد اوسکی میراث کا مستحق ہوگا مگر اوسکو اوس عورت سی حالت مرتدی
مین صحبت کرنا جائز نہین اسلئی کہ بیبی کی صحبت بعض اوقات اوسکے طرف کے سبب ہونے
سی حرام ہوجاتی ہی جیسی مثلاً عورت احرام باندہ لے مگر جب ثابت ہوجاویگا کہ وہ
مرتد ہوگئی اور کہیگی کہ مین تو نکاح توڑنیکی لئی مرتد ہوئی ہون تو اوسکا قول مقبول
نہوگا اسلئی کہ یہہ صورت ہر ایک مرتدہ کی نکاح کی از سر نو ہونیکا ذریعہ ہوجاویگی
یعنی اوسکو سکھلادیا جاویگا کہ کہدی کہ مین نکاح توڑنیکو مرتد ہوئی ہون اور یہہ

وجہ بھی ہے کہ عورتکو اسبابمین تہمت ہوچکی اور نیز اسبجہت سی کہ کلیہ یہی ہی کہ
عورت سب احکام مین مرد ہی **فصل** اور بخاری نے اپنی صحیح مین حیلونکی باطل ہونے
پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ارشاد سی استدلال کیا ہی کہ چاہیئے کہ متفرق مال اکٹھا
نکیا جاوے اور نہ اکٹھا مال ادہر ادہر کیا جاوے صدقہ کے خوف سے یعنی زکوۃ کے ڈر سے
ایسا حیلہ نکیا جاوے تو یہہ نہی عام ہی سال کے پیشتر اور اوسکے بعد کو اور اس
ارشاد سے جو طاعون کے بابمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ
جب تو باکسی جگہہ مین پڑے اور تم وہان موجود ہو تو وہان سے بھاگ کر نکلو
اور اس حدیث سی بخاری ہی کا استدلال کرنا اونکی باریک بینی سے ہی اس لئے
کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ فرمایا ہو کہ بندہ پر اگر تقدیر الہی نازل
ہو تو قضاء الہی پر راضی اور اوسکے حکم کو مانکر اوسکی تقدیر سے نہ بھاگے تو
خدا تعالی کا امر اور دین اگر بندہ پر آوے تو اوس سی بھاگنا کیسے جائز ہوگا اور ایک
استدلال اسطرح کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ بچی ہوئے
پانی کو اس غرض سی بچے کہ اوس سی گھاس روکدی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جو
چیز بذات خود حرام نہین ہوتی جب اوس سی امر حرام مقصود ہوتا ہی تو وہ حرام
ہوجاتی ہی اور امام احمدؒ نے حیلونکی باطل اور حرام ہونے پر اس سی حجت نکالی ہے کہ

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المحلل والمحلل لہ وقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما بال رجال یشترطون شروطا لیست فی کتاب اللہ فکل شرط لیس فی کتاب اللہ باطل وان کان مائۃ شرط واجتنبوا علی تحریم الحلال واستثناء بعض المبیع حتی یؤذن شریکہ ومن لا شفعۃ لہ یعرض علی من لہ الشفعۃ والاجل لا یثبت الا بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ وما یعلم بہ ان الاجل ثابت بکل واحد منہا فہو معتبر فی العبادات والمعاملات فان القرآن دل علی ان الاشہر اجل لایلاء والعدۃ اجل لحرمۃ النکاح والنفقۃ

اور نکاح مین دوبارہ آنیکی شرط حدود الٰہی کے قائم رکھنے کے گمان کو فرمایا۔

اور آیت فرائض مین ارشاد ہی مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ
بعد وصیت کی جو ہو چکی ہو یا قرض کے جب اسکا نقصان نہ کیا ہو ۱۲

اور فرمایا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ
اور نہ اذکو بند کرو کہ لے لو انمین سے کچھ اپنا دیا مگر کہ وہ کرین بے حیائی ظاہر ۱۲

اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر عورت پر زبردستی کرے تاکہ وہ کچھ دیکر اپنے آپکو مرد سے چھوڑ لے اور خاوند اوسکی واسطے عورت پر ظلم کرتا ہو تو جو کچھ عورت اوسکو دیگی وہ خاوند کو حلال نہوگا اور نہ اوسکی ملک مین آویگا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی

لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ۔ اور اسی
حلال نہین ہی تمکو کہ میراث مین لے لو عورتون کو زبردستی اور نہ اذکو بند کرو کہ لے لو اونمین سے کچھ اپنا دیا ۱۲

مین ہی یہہ کہ خرما کا توڑنا ہر ایکوقت مین مباح ہی مگر چونکہ باغ خیروان والون نے رات مین توڑنے سے فقیرونکا محروم رکھنا قصد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اونکی سزا یہہ کی کہ باغکو تباہ کردیا پھر فرمایا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ اگر وہی حدیث مین رات کو اور آخرت کی آفت سب سے بڑی ہی ۱۲

خرما توڑنے کی کراہت آئی اسوجہ سے کہ رات کو توڑنا ذریعہ اوس بڑی خرابی کا ہے اسپر امام احمدؒ وغیرہ نے نص کی ہی حیلے والے یون کہتے ہین کہ تمنے ہمکو وہ دلیلین سنائین جنسے کل حیلونکا بطلان معلوم ہوتا ہی اب تم وہ امور سنو جنسے کہ حیلونکی جائز اور مستحب ہونے پر ہمارا عذر درست ہوتا ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ یہانتک کہ فرمایا لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً
جن لوگونکی جان فرشتے قبض کرتے ہین اوس حالمین کہ وہ برا کرتے ہین اپنا ۱۲ نکر سکتے ہین تلاش

وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ديکھو اللہ تعالی نے اُن
اور بچانتے ہین راہ سو ایسونکو امید ہے کہ اللہ معاف کرے ۱۲
لوگونکا عذر مانا جبکہ اُن سے کوئی حیلہ نہ بن سکا جسکے باعث حرام سے بچتے یعنی
کافرونکی درمیان نرہتے اِس سے معلوم ہوا کہ جو حیلہ حرام سے بچادے اوسکا کرنا
مستحب ہے اور اوسکو کرنیکی اجازت ہے اور اکثر حیلے جو تمنے نمانے اِسی قسم کے ہین
کہ وہ حرام سے بچاتے ہین اور اسی وجہ سے بعض لوگونے جو حیلہ کے جواز مین کتاب
لکھی ہے اوسکا نام المخارج من الحرام والتخلص من الاثام رکھا ہے مثلاً بیع عینہ کہ ربا سے
چھوڑا دیتی ہے اور عقد اجارہ اور مساقات کو اکٹھا کرنا اسبات سے بچاتا ہے کہ پہل
کو گذرانے کے پیشتر فروخت کرے اور آدمی اگر اپنا مال برس روز سے پیشتر اپنے
اپنی لڑکی یا بیبی کو ہبہ کردے تو زکوۃ ندینے کے گناہ سے بچاتا ہے جیسے زکوۃ کا نکالنا
اوس گناہ سے بچاتا ہے کیونکہ گناہ سے بچنے کے دو طور ہین اور اللہ تعالی نے تنگی کو
دور کردیا اور اُس سے بچنے کیطرف ہمکو بلایا ہے اور بچنا بعض اوقات حیلہ سے ہوتا ہے
مثلاً اگر کوئی شخص طلاق کی قسم کہادے کہ مین اپنی بابکو مار ڈالونگا یا شراب پیونگا تو ایسی
صورتمین حیلہ کرنیسے شرابخواری کے گناہ سے بھی بچیگا اور اپنی باپکے مار ڈالنے اور
بیبی کے جدا ہونیکی خرابی سے بھی محفوظ رہیگا اور جو لوگ حیلہ کو معتبر نہین سمجھتے اونکے
نزدیک اوس شخص کے لئے کوئی نکلنے کی راہ نہین بجز اسکے کہ طلاق پڑجادے۔ اور

وعامة الحيل التي انكرتم كذلك فانها تخلص
من الحرام وبعض الحيل هي بعض من صنف في
ذلك كتابا سماه المخارج من الحرام والتخلص من الآثام
واجمعوا على ان الحيلة تخلص من الربا
من الاقوام فان العينة تخلص من الربا
بيع الثمن قبل بدو صلاحه وهبة الرجل
ماله قبل محل اوليه وامر الله تخلصه من تهمة
الزكوة كما تخلصه اخراجها فهما حيلتان
للتخلص من الله تعالى لكن لا يجوز
للتخلص منه وقد لا يكون لا بالحيل فان الرجل
اذا حلف بالطلاق ليقتلن ابنه
او ليشربن الخمر كان في الحيلة
تخلصه من مفسدة فعل
ذلك ومن مفسدة ترك ابنه
بيمين مفارقة اهله ومن بلية
الحيلة ليس لها عن
الوقوع في الطلاق

فعلم ان الحيلة لتخليصه من
ارتكاب محرم او ترك واجب
حيلة يتخلص بها من الحرج
عسى الله ان يعفو عنهم
ولا يهتدون سبيلا فان

اسیطرح اگر کسی شخص کی بیبی پر تین طلاقین پڑگئی ہون اور اوسکو اپنی بیبی کے بدون صبر نہو تو اوسکو لئی ہم یہہ حیلہ کرینگے کہ اُسعورت کا نکاح ایک غلام سی کرینگے جب وہ اُس سے صحبت کریگا تو اُس غلام کو عورت کے نام ہبہ کردینگے اِس سی اوسکا نکاح ٹوٹجاویگا اور وہ عورت اپنے خاوند پر جسنے طلاق دی تہی عدت گذرنیکے بعد حلال ہوجاویگی اور اللہ تعالی نے حضرت ایوبؑ کو فرمایا وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ یعنی جب حضرت ایوب کی بیبی نے آپکی سامنے وہ بات کہی جو شیطان نے اُن سی کہی تہی کہ اگر تیرا خاوند ایک بول بولے تو اوسکا سب مرض دور ہوجاے تو آپنے اپنی بیبی سے قسم فرمایا کہ اگر اللہ تعالی مجکو اِس بیماری سی کہڑا کریگا تو مین تجکو سو کوڑے مارونگا پس اللہ تعالی نے حضرت ایوبؑ کو اونکی قسم سچی کرنیکو یون حکم دیا کہ ایک جہاڑو لے یعنی ایک مٹہا مثل خرما کی نرشاخونکی لیکر اوسکو ایکدفعہ مارو اور حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربوا سی بچنے کے لئے ارشاد فرمایا ہی حضرت ابوسعید فرماتے ہین کہ حضرت بلالؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ خرما لائے آپنے اون سی فرمایا کہ یہ کہان سی لائی اونہون نے عرض کیا کہ ہمارے پاس خراب خرما تہی اونمین سی دو صاع مین نے ایک صاع کے عوض مین آپکی کہانیکے لئی بیچڈالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آہ ترا سود ہے ایسا نکرو اگر تم مول لینا چاہو

ضغثا وهو الحزمة من شيء مثل الثمام — فضربها به ضربة واحدة — النبي صلى الله عليه وآله وسلم الا التمر — من الربا الا ان يدا بيد — فقال له النبي صلى الله عليه وآله وسلم — وسلم من أين هذا فقال كان عندنا — فبعت منه صاعين بصاع — فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم — لا تفعل الربا لا تفعل ولكن اذا

تو اپنی خرما کو دوسری بیع سی بیچڈالو پہر اونکی دامونسی اچہی مول لے لو اور ایک روایت
مین یون ہی کہ جمع یعنی خراب خرما کو درہمون کے بدلے مین بیچو اور درمون سی جنیب
یعنی عمدہ خرما مول لے لو اور جمع اور جنیب خرما کی دو قسمین ہین اور یہہ ایک قسم حیلہ کی ہی
اسلئی کہ جس سی خرما خریدتا ہی اوسکی ہاتھہ بیچی یا غیر کے ہاتھہ دونو مین کچہہ فرق نہین فرمایا
تو یہہ ارشاد بیع عینہ وغیرہ کی حیلہ کیطرف راہ بتاتا ہی اور حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی
کہ جس قول سی گناہگار ہوتا ہو اوس سی خوف کیوقت کنایہ اور اشارہ سی بچنا جائز ہی
اور یہہ قول مین حیلہ ہی جیسا اول حیلہ عمل کا تہا قول کے حیلہ کی مثال یہہ ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکونکی ایک طلایہ سی کی آپکے ہمراہ رکاب چند اصحاب تہے مشرکون نے
(لشکر جو دشمن کی خبر کو بہیجا جاوے ۱۲)
پوچہا کہ تم کن لوگون مین سی ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ماء سی ہین
(پانی ۱۲)
اور اس سی مراد آپکی خدا تعالی کا یہہ قول تہا خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ پس مشرکون نے ایک
(بنا ایک اوچلتے پانی سی)
دوسرے کیطرف دیکہا اور کہا کہ یمن کے قبیلے بہت ہین شاید یہہ لوگ اونمین سی ہونگے
اور یہہ وجہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ مجکو تعجب ہی کہ جو شخص کنایونکو جانتا ہی وہ جہوٹ
کسطرح بولتا ہی اور اللہ تعالی نے حضرت یوسف ع کو اپنے بہائی کے لینے کا حیلہ سکہلایا
کہ اونکی کجاوہ مین کٹورہ رکہکر اونکو چور ظاہر کرو **حیلونکی** منکر کہتے ہین کہ حیلے تین
طرحکے ہین ایک قسم تو ثواب اور طاعت ہی اور ایک قسم مباح اور جائز ہے

فی ھذا الحدیث من الفوائد جواز الحیلة فی البیع وھو ما یتوصل بہ الی اخذ الشیء بطریق جائز شرعا
وفی لفظ آخر جمع ایجمع بالدراھم جنیبا والجنیب عکس الجمع
فیہ ان التمر بالتمر لا یجوز الا مثلا بمثل
وانہ لا فرق بین بیعہ بمن اشتری منہ او بغیرہ
ارشاد الی الحیلة المعینة وھو ما
وقد دلت السنة علی جواز الحیل المخلص من الحرام
فی الاقوال کما دلت علی جوازھا فی الافعال
ثم الحیلة المشروعة بالمعاریض مع الخوف وھی الحیلة فی الاعمال
کما فعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد
ثم الحیلة المشروعة بالمعاریض مع الخوف وھی الحیلة فی الاقوال
کما فعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد
فقال المشرکون ممن انتم فقال صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نحن من ماء دافق فنظر بعضھم الی بعض
وقالوا ان ھذا الیمن کثیر لعل اکثرھم منھم
قال عمر رضی اللہ عنہ عجبت ممن یعرف المعاریض کیف
یکذب وقد علم اللہ یوسف
لاحتیال لاخذ اخیہ
باظہار انہ سارق ووضعہ
الصواع فی رحلہ قال مؤذن
انکم لسارقون ثم نادی
فی قریة وطائفة ا
فی من الجائز

کہ اوسکا کرنا نکرنیکی نسبت کرنیکا غالب ہی یا اوس حیلہ کا خلاف اوسکی مصلحت کے تابع
ہے اور ایک قسم حرام اور اللہ پاک کو فریب دینا ہی اور اوسکو واجب کے ساقط
کرنے اور مشروع امر کے باطل کرنے اور حرام کی ہوئی چیز کے حلال کرنیکو متضمن
ہے ائمہ سلف اور حدیث والے جو حیلہ کا انکار کرتے ہین وہ یہی قسم ہی اسلئے کہ
حیلہ خود تعریف اور مذمت کیا نہین جاتا بلکہ جس امر پر حیلہ کیا جاتا ہی وہ اگر اچھا
ہی تو حیلہ اچھا ہی اور اگر وہ برا ہے تو حیلہ بھی برا ہی اگر وہ طاعت ہی تو وہ بھی طاعت
ہی اور معصیت ہی تو وہ بھی معصیت ہی اور ازانجاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ ایسا نکرو جیسا یہودیون نے کیا کہ ادنی حیلون سے خدا تعالی کی حرام کی
ہوئی چیزونکو حلال جانو اسلئے فقہا کی اصطلاح مین حیلہ جب مطلق بولا جاتا ہی تو اسی
سے ایسے ہی حیلے مقصود ہوتے ہین جنسے محرمات حلال سمجھی جاوین جیسے یہودیون کے
حیلے اور ہر ایک حیلہ جو متضمن خدا تعالی کے حق کے دور کرنیکا ہو اور حیلہ کا حال
مثل فریب دینے کی ہی کہ اوسکی دو قسمین ہین اچھا اور برا اگر حق کے ساتھ ہو تو اچھا
ہوتا ہی اور اگر باطل طور پر ہو تو برا اچھی قسم کے فریب مین سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اس ارشاد مین کہ لڑائی فریب ہی اور بری قسم مین سے ہی حدیث عبادہ
بن حماد مین جو مسلم کی نزدیک ثابت ہی آیا ارشاد کہ دوزخ والے پانچ ہین اور

ذبح فعله على تركه والعكس
تابع لمصلحته ونوع محرم و
تخادعة لله سبحانه منضمن
الاسقاط ما اوجبه او ابطال
ما شرعه وتحليل ما حرمه
وانكار ائمة السلف واهل
الحديث انما هو على النوع فان
المباحة من حيث هي لا تتم ولا تنقم و
انما تعتبر بالامر الحاصل عليه فان كان
حسنا كان حسنة وان كان قبيحا كان
قبيحا وان كان طاعة كانت طاعة و
ان كان معصية كانت معصية ولهذا قال
صلى الله عليه وآله وسلم لا تفعلوا ما فعلت اليهود فان
اليهود استحلوا محارم الله بادنى الحيل وفي
عرف الفقهاء عادة اذا اطلقت يقصد بها الحيل التي
يستحل بها المحارم كما يقال اليهود وكل حيلة تتضمن
اسقاط حق لله او لادمي وذلك كاسقاط الزكوة
بتقسم المال قبل الحول وبمنع الواجب قبل الوجوب
والحكم بباطل فهو من النوع المحرم وقوله صلى الله
عليه وآله وسلم الحرب خدعة وبين النوع
انما هو مع العدو وقوله صلى الله عليه وآله
وسلم في حديث عياض بن
حماد عند مسلم اهل النار خمسة

اونمین سے ایک اُسکو ذکر فرمایا کہ صبح اور شام تمکو تمہارے اہل اور مال کی
طرف سے فریب ہی دیتا رہی اور ان آیتونمین بھی بُری قسم مذکور ہی یُخَادِعُونَ
اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وَاِنْ یُّرِیْدُوْٓا اَنْ یَّخْدَعُوْکَ اور اچھی قسم مین سے ہی
اللہ کو اور ایمان والونسے ۱۲ اور اگر وہ چاہین کہ تجکو دغا دین ۱۲
فریب دینا کعب بن اشرف اور ابو رافع کو جو دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے تھے اور فریب دینا نعیم بن مسعود کا بنی قریظہ اور احزاب کو کہ اونمین ایک
ایسی بات ڈالدی جو سبب اونکی جدائی اور پھر جانیکا ہوگئی اسیطرح مکر بھی دو قسمون
پر منقسم ہی اچھا اور بُرا اور اچھی قسم مین سے ہی خدا تعالیٰ کا مکر اصحاب مکر سے
اونکی فعل کے مقابلہ مین جیسا قرآن مجید مین ہے وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ اور
اور وہ بھی فریب کرتی تھی اور اللہ بھی فریب کرتا تھا ۱۲
وَمَکَرُوْا مَکْرًا وَّمَکَرْنَا مَکْرًا اور یہی حال کید کا ہی جیسا اس آیت مین ہی اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ
اور انہون نے بنایا ایک فریب اور ہمنے بنایا ایک فریب ۱۲ کیا پھر بیٹھے وہ جنہون نے بُرے بُرے داؤ کئے ۱۲
یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا **فصل** جب یہ جان چکے تو کچھ دشوار نہین کہ آدمیکو ایسا
قول یا فعل کرنا درست ہو جس سے مقصود عمدہ مطلب ہو گو قول و فعل ظاہر کی رو سے
خلاف مقصود ہو مگر جب اسمین مصلحت اور نیت ظلم کی دور کرنے اور کسی حرام حیلہ
کے باطل کرنیکی ہو تو جائز ہو سکتا ہی اور حرام یہہ امر ہی کہ معاملات شرعی سے وہ
چیز قصد کری جو خدا تعالیٰ نے اوسکے لئے مشروع نہین فرمائی تو اسصورت مین
خدا تعالیٰ کے دین سے فریب کرنیوالا اور اوسکی شریعت کا جُل دینے والا ہو جاویگا

ذکر منصور رجال لا یصبر قلا
الا وھو بینا دعاک عن مالک
ومالک وقولہ تعالیٰ یخادعون
اللہ والذین اٰمنوا وان یریدوا
ان یخدعوک ومن المنوع
الھو وضع الکلب الا تعرف
ابی رافع عدو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وضع عبد اللہ بن مسعود کان سبب التفرق
والاحزاب حتی القی بینہم ما کان سبب التفرق وترجو
فمن الھو ومکر وتعالیٰ ما ھل الملک ھل الملک ومکر اللہ وھو خیر الماکرین
افامن اھل القری ان یاتیھم بأسنا بیاتا وھم نائمون
افامن اھل القری ان یاتیھم بأسنا ضحی وھم یلعبون
افامنوا مکر اللہ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون
فصل اذا عرف ذلک فلا اشکال
انہ یجوز للانسان ان یفعل قولا او فعلا
مقصودہ بہ مقصود صحیح وان کان
ظاہرہ خلاف ما قصد
بہ اذا کان فیہ مصلحۃ دینیۃ
مثل دفع الظلم او
ابطال حیلۃ محرمۃ
وانما المحرم ان یقصد بالقول
الفعل ما نھی اللہ عنہ
فیخالف امر اللہ ونھیہ کما ان الشرعیۃ

کیونکہ اوسکا مقصود حاصل ہونا اوسبات کا ہی جسکو اللہ تعالی نے اِس حیلہ سے
لینا حرام کیا تہا یا یہہ غرض ہی کہ جو چیز اللہ تعالی نے واجب کی ہی اوسکو دور کرے
اور اِن دونو قسمونکی مثال قسم ہی پس اگر حق اوسکے ذمہ پر ہی اور یہہ اوسکا انکار
کرہی یا انکار پر تاویل کی رو سی قسم کہاوہی تو اوسکی تاویل جہوٹی قسم کے گناہ
کو دور نکریگی اور اسبابمین قسم کہانیوالی ہی کی قسم کا اعتبار ہوتا ہی اور مظلوم محتاج
کو البتہ تاویل مفید ہی اور گناہ سی بچاتی ہی اور قسم اوسکی نیت کی موافق ہوجاتی ہی
مثلاً جب اوس سی کوئی ظالم ایمان چاہی اور وہ ایمان کے معنی جمع بمعنی ہا
کے ٹہہراوے اور طلاق کی معنی یون بناوے کہ اوسکی بیبی قید سی چہٹی ہوئی ہے
یا غیر کے نکاح سی آزاد ہی اور حرا اور عتیق کے معنی یون بدلدی کہ اوسکی مملوک یا رسا
اور کریم ہین یا اور اسطرحکی تاویل کرہی تو اوسکو یہہ تاویل بچادیگی **فصل** اور جس
مظلوم سی قسم لیجاتی ہی اوسکو لئی دوئی نکلنی کے راستی ہین ایک تو قسم کے وقت تاویل
سی اور اگر یہہ اوس سی بن سکی تو دوسرا اور طریق نکلنی کا ہی جس سی بعد کو چہٹکارا ہو
مثلاً جب مظلوم سی راہزن وغیرہ اسبات کی قسم لیوین کہ ہمارا حال کسی سی نہ کہی تو
اسکا حیلہ یہہ ہی کہ حاکم اوس شخص سی جو تہمت والیکا حال پوچہے اور وہ بیگناہ کو تو
بری کردی اور تہمت والیکی حالپر سکوت کری اور جب اوس سی کوئی ظالم قسم لے

کہ اپنی قرضدار کا شکوہ نکرے نہ اوس سے اپنا حق مانگے اور اسپر قسم کہالی اور تاویل
نکی تو قرض کا حوالہ کسی اور شخص پر کردی جو قرضدار سے مطالبہ کرے اور اسطرح اگر
کوئی ظالم اوس سے قسم لے کہ میرے ہاتھہ فلان چیز بیچدیگا تو اوسکو چاہیے کہ اوس
شے کا مالک اپنی بیبی یا اولاد کو کردی پھر جب اسکے بعد ظالم اوس سے وہ چیز خریدے تو یہہ اپنی
قسم کو پورا کردی مگر جسکو اوس چیز کا مالک کردیا ہے وہ اوس چیز کی حوالہ کرنیسے باز رہے

فصل اور اُن حیلونکی جنکی باعث آدمی مکر سے بچے بہت سی مثالین ہین اول یہہ
کہ کسی زمین کو کئی برس کے لئے اجارہ پر جب زمین درست ہوجاوے تو ڈرے کہ مالک کچھہ
نہ کچھہ فریب اور دغا کریگا اور نہین تو یہی سہی کہ اسوقت زمین کا اجارہ اسقدر سے زیادہ
ہے جو پہلے کہدیا ہے تو اس مکر سے بچنے کا حیلہ یہہ ہے کہ ہر برس کا اجارہ مقرر کردے اور پچھلی برسون
کا اجارہ زیادہ کرے اور پہلونکا کم تو اس تدبیر سے اسکو دغا کرنی آسان نہوگی اور اسکے برعکس اگر
مالک کو مستاجر کے دہوکے اور دغا کا خوف آیندہ کو ہو تو وہ شروع کی برسون مین
زیادہ اجارہ مقرر کرے دوسری مثال یہہ ہے کہ آدمیکو یہہ خوف ہو کہ
زمیندار اجارہ مین جو وہ زمین دیگا جو اوس کی ملک نہین یا بائع
میرے ہاتھہ غیر کی چیز بیچ لیگا اور مالک آویگا تو معاملہ جاتا
رہیگا تو اس کی تدبیر یہہ ہے کہ زمیندار خواہ بائع سے اجارہ

کی زمین یا مبیع کا ضامن لے لیوی کہ دوسرے کے استحقاق کی صورتمین جوابدہی
ہماری ذمہ ہی اور اگر اوس شخص کو ضامن لیوی جسکے استحقاق یا مطالبہ کا خوف ہو
تو یہہ بڑی پکی بات ہی تیسری مثال یہہ ہی کہ درختونکی اجارہ لینی کا ارادہ کرے
لوگ کہتے ہین کہ اونکا اجارہ جائز نہین اسلئے کہ مقصود درختون سے میوہ ہین تو
اونکی اجارہ کے یہہ معنی ہوئی کہ میوونکی بیع پہلے گدر نہیں درست ہی تو درختون
کے اجارہ کی جواز کا حیلہ یہہ ہی کہ زمیندار سے زمین اجارہ لے اور درختونپر اوس
سے عقد مساقات یا پانی دینا ایک حصہ مقرری پر کرلے یہ شیخ الاسلام فرماتے ہین کہ اسکی
کچھہ حاجت نہین بلکہ صواب یہی ہی کہ درخت کا اجارہ درست ہی چنانچہ حضرت عمر
بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسید بن حضیر کے باغکو چند سال اجارہ دیکر زر اجارہ سے اوس کا
قرض ادا کیا تہا اور یہہ بہی شیخ الاسلام کا قول ہی کہ درختونکا اجارہ لینا پہلون
کے لئے ایسا ہی جیسا زمین کا اجارہ لینا غلہ کی لئے کیونکہ مستاجر درختونکی خدمت
پانی دینے اور درست کرنے سے کرتا ہی یہانتک کہ پہل حاصل ہون جیسے مستاجر زمین
کا زمین کی خدمت جوتنے بونے اور پانی دینے سے کرتا ہی تاکہ غلہ حاصل ہو پس درختونکا
پہل بمنزلہ زمین کے غلہ کے ہی اب اگر کہا جاوے کہ فرق دونو صورتونمین یہہ ہی
کہ زمین کے اجارہ مین بیج کا غلہ مستاجر کی ملک ہوتی ہی اور معاملہ اسپر ہوا ہی کہ اوسکو

ان یضمن الموجر او الباقع درک المبیع او الثمن ان ضمن من یخاف منه الاستحقاق
والمطالبة فهو اقوی للمشتری
الثالث اذا اراد ان یستاجر
استاجرا وقالا لا یجوز
اجارتها لان المقصود منها الفواکه
فهو دی الی ان یکون من بیع الثمر قبل بدو صلاحه
فالحیلة فی الجواز ان یوجره الارض فیسانیه
علی التخلیة فی زمان یعلم قال شیخ الاسلام
وهذا لا یحتاج الیه بل الصواب جواز الاجارة
کما فعل عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ

بحیلة فی مقابلة اسید بن حضیر فانه اجر حائطه
وقضی بها حنیفة قال والاجارة اشبه لاحوال الناس
بخلاف المزارعة لان المستاجر قائم
یقوم علی الشجر کما یقوم علی الارض
تحصیل الثمر کتحصیل الغلة
والمستحق والمنة حتی
یحصل الغلة فقیمة الارض
تجری مجری منافع الارض
فان قیل یشکل بما لو غرق بعض
المستاجر ان الغلة
وهو مال المستاجر
والمعقود علیه

زمین مین ڈالکر پانی دینے اور خدمت کرنے سے فائدہ اوٹھاوے بخلاف درختونکے
اجارہ لینے کے کہ اسصورتمین پھل درخت مین سے نکلتا ہے اور وہ ملک زمیندار
کی ہے تو اسکا جواب کئی وجہ سے ہے اول یہہ کہ اس فرق کو معاملہ کی درستی مین
کچھہ اثر نہین دوسرے یہہ کہ اس فرق سے زمین کا اجارہ لینا گہاس پھوس کیواسطے
باطل ٹھہرتا ہے جسکو خدا تعالی بدون توجہ متاجر کے اگاتا ہے اور یہہ گہاس
وغیرہ نظیر درخت کے پھل کی ہے تیسرے یہہ کہ پھل جو حاصل ہوا ہے تو صرف پانی دینے
اور خدمت کرنے اور خبرگیری سے ہوا ہے تو وہ متاجر کے عمل اور درخت سے پیدا
ہوا ہے یعنی اوسکے حاصل ہونے مین متاجر کا بھی اثر اور کام ہے چوتھے یہہ کہ کھیتی
کا پیدا ہونا صرف تخم سے نہین بلکہ تخم اور مٹی سے ہے اور مٹی ملک زمیندار کی ہے
جیسے پھل درخت سے حاصل ہوا اور وہ ملک مالک کی ہے اور زمین مین تخم ڈالنا قائم مقام
درخت مین پانی دینے کے ہے اتنا ہی ہے کہ متاجر زمین نے زمیندار کی زمین مین ایک
بستہ چیز رکھی اور درخت کے متاجر نے درخت مین ایک بہتی چیز رکھی پھر مالک
کی اصل اور متاجر کے پانی اور کام سے پھل پیدا ہوا جیسے غلہ زمیندار کی زمین اور
متاجر کے بیج اور خدمت سے حاصل ہوا اور یہہ نہایت صحیح قیاس روی زمین پر
ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ امت مین سے فقیہ تر اور عالم تر اُن باتون کے تھے

الانتفاع عما یدل علیہ فی الارض
وسقیہ والقیام علیہ بغیر فا
استحبا الشیخین فان الثمر من
الشجر وھی ملک المؤجر فاجاب
من وجوہ الاول ان ھذا قیاس
الثانی ان ھذا لایخل باستیجار
الارض لکراءھا وعشبھا الذی ینبتہ اللہ
بدون عنایۃ من المستاجر فھو نظیر ثمر
الشجر الثالث ان الثمر انما حصلت بالسقی
والقیام علی الشجر فھی متولدۃ من
عمل المستاجر وعینہ فالمستاجر
احق بہ وعمل فی حصولہا اکثر ھم ان قول الزرع لیس
من البذر وحدہ بل من البذر والتراب الخ
والحواعلی حصول الزرع من التراب الذی ھو ملک
المؤجر کحصول الثمر من الشجر والبذر فی
الارض قائم مقام السقی للشجر فیکون
اودع فی ارض المؤجر عینا لہ حامیۃ
وعمل اودع فی شجر عینا لہ
ثم حصلت الثمر من اصل ھذا
وعمل المستاجر وعمله کما حصل
المغل من ارض ھذا وبذر المستاجر
وعمله وھذا من حیث اعلی من حیث الاخر
بیقین ان الصحابۃ افقہ الخ

جو حکمونمین تاثیر کرتی ہین اور کسی نے صحابہؓ مین سی حضرت عمرؓ نہ پر بانکے اجارہ دینے
مین انکار نکیا تو اسپر انکا اجماع پایا جاتا ہی علاوہ ازین جو حیلہ کہ اسباب مین
لوگون نے ذکر کیا ہی وہ سب جگہہ نہین چلتا مثلاً باغ اگر کسی یتیم کا ہو تو اوسکی اجارہ
دینی والیکو جائز نہین کہ اسصورتمین مساقات مین فروگذاشت کرے چوتھی مثال یہہ
کہ جس صورتمین ایکعورت معین سی نکاح کرنیکو یا ایک معین لونڈی کے خریدنیکو
دوسرے شخص کو وکیل کرے اور اسبات کا ڈر ہو کہ کہین وکیل کردہ پسند نہ آجاوے
اور اُس سی خود اپنی شادی کرلے یا لونڈی اپنی لئی مول لے تو لونڈی کے
بابمین یہہ حیلہ ہی کہ وکیل سی کہدے کہ اگر تو اوسکو اپنی لئی خریدی تو وہ آزاد ہے
اور عورت کے بابمین یہہ کہدینا کہ تو اپنی آپ اگر اوس سی نکاح کرے تو اوسکو طلاق ہی
اُن لوگونکی نزدیک مفید ہی کہ عورت کے بابمین طلاق مشروط کو صحیح کہتے ہین جیسے امام
مالک اور امام ابوحنیفہؒ مگر امام شافعی اور احمدؒ کے قولکے بموجب یہہ کارآمد نہین اب
اگر وکیل اُسعورت سی اپنا نکاح چاہی یا لونڈی خاص اپنی واسطے لیا چاہی اور منظور
یہہ ہو کہ اپنی اور خدا تعالیٰ کے درمیان کے معاملہ مین گناہگار نہو تو اوسکا حیلہ
یہہ ہی کہ اپنی آپکو وکالت سی برطرف کردے پھر اوس عورت کا معاملہ اپنی لئی کرے اور اگر
اوسکا معاملہ اپنی لئی کرلیگا تو اِس حرکت سی بھی وکالت سی معزول ہوجاویگا لیکن

اگر وکیل کو یہ خوف ہو کہ یہ بیل مندہی نہ چڑہیگی اسطرح کہ موکل ایک حنفی حاکم کی
یہان مرافعہ کریگا جسکا مذہب یہہ ہی کہ وکیل اپنے آپکو موکل کی غیبت مین مغرول
کرلینے کا مالک نہین تو اوسکی تدبیر یہہ ہی کہ اوس لونڈی کو ایسی چیز کے عوض مین
اپنے لئے مول لے کہ جس چیز کے عوض مین موکل نے اجازت دی ہی اوسکی جنس
سے نہو تو اسوقت یہ خرید ایسی ہو جاویگی یا پانچوین مثال یہہ ہی کہ ایک شخص کا
دوسرے کے ذمہ قرض ہی اور قرضخواہ نے سفر کرنا چاہا اور یہہ ارادہ کیا کہ قرضدار سے
کچھہ کم کرکے باقی کو اوسیوقت لے لی تو اس مسئلہ مین علما کا اختلاف ہی ابن عباسؓ اسکو
جائز فرماتے ہین اور ابن عمرؓ حرام اور امام احمدؒ سے دو روایتین ہین مشہور تر روایت اس سے
منع کی ہی اور دوسری روایت جواز کی اور یہی روایت ہمارے شیخ نے اختیار کی ہی اور
ابن عبد البر نے جو امام شافعیؒ سے استذکار مین جواز کی صورت نقل کی ہی تو وہ اسی صورت
مین ہی کہ یہ معاملہ بدون شرط کے ہوا ہو یعنی قرضدار نے قرضخواہ کو کچھہ قرض ادا کردیا اور باقی قرض
سے قرضخواہ نے اوسکو بری کردیا یہانتک کہ اگر پہلے ادا کرنے اور معاف کرنے کی شرط بھی
کرلی ہو اور پھر اس شرط کی بموجب عمل کیا ہو تو امام شافعی کے نزدیک درست ہوگا اسلئے کہ
اونکے مذہب مین شرط موثر وہی ہوتی ہی جو معاملہ کے ساتھہ ہو اور امام مالکؒ اسصورت
کو نہ شرط کے ساتھہ جائز رکھتے ہین نہ بدون شرط کے تاکہ ذریعہ مسدود ہووے

فان خاف ان لا یثبت ذلک
کان یرفعه الی حاکم
حنفی یری انه لا یملک
العزل الا بحضرته
فی غیبته الموکل فالحیلة
ان یشتریها لنفسه بعین
جنس الدراهم التی اذن
له فی شرائها فیکون
المثال الخامس اذا کان
دین مؤجل واراد رب الدین
ان یضع عن المدیون البعض
ویعجل له الباقی فهو
اختلف فی ذلک فاجازه ابن عباس
وابن عمر وعن احمد روایتان اشهرهما
والثانیة انه یجوز وهو اختیار شیخنا و
اما ما حکاه ابن عبد البر فی الاستذکار
عن الشافعی فانما هو بشرط
بغیر شرط بل بعمل
فاخبره عن البائع
شرط ذلک
والتعجیل ثم فعلاه علی الشرط
المتقدم صح عند کان الشرط
المؤثر فی مذهبه هو الشرط
المقارن واما مالک
فانه لا یجوز مع الشرط
ولا دون شرط لان یتوهم

جو لوگ اسصورت سی منع کرتے ہین وہ اپنی دلیل احادیث اور غرض سی کرتے
ہین احادیث تو یہہ ہین کہ سنن بیہقی مین مقداد بن اسود سی روایت ہی کہ مین نے
ایک شخص کو سو دینار قرض دیے پھر میرا قرعہ ایک لشکر مین نکلا جسکو رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تہا تو مین نے اوس شخص سی کہا کہ تو مجکو ابھی تو دینار دیدے
دس دینار تجکو مین چھوڑ دونگا اوسنی کہا اچھا پھر اسکا ذکر اوس شخص نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے مقداد کا سود کہایا اور اوسکو کہلایا
اور اس حدیث کی سند مین ضعف ہی اور ابن عمر رض سی صحت کو پونہچا ہی کہ جس صورت
مین ایک شخص کا قرض دوسرے کے پاس ہو اور مال والا اوس سی کسیقدر کم کردے اور
دوسرا شخص باقی مال اوسکو اوسیوقت دیدے تو اسباکو حضرت ابن عمر رض نے مکروہ
جانا اور اوس سی منع فرمایا اور ابو منہال سی صحیح روایت ہی کہ اوسنی حضرت ابن
عمر رض سی یہہ سوال کیا کہ ایک شخص کا میری اوپر قرض ہی اور وہ مجہہ سی کہتا ہی کہ تم مجکو
ابھی دیدو تو مین تم سی کچھہ کم کردونگا حضرت ابن عمر نے مجکو اس امر سی منع فرمایا
اور فرمایا کہ امیر المومنین حضرت عمر رض نے ہمکو منع فرمایا ہی کہ نقد چیز کو قرض کے بدلے
مین بیچین - اور ابو صالح مولی سفاح جنکا نام عبید ہی کہتے ہین کہ مین نے بازار والو کے
ہاتھہ گیہون کیچھہ مدت پر بیچی تہی پھر مین نے کوفہ کو جانا چاہا اُن لوگون نے مجہہ سی کہا کہ تم

ابن عمر رض وھی عنہ وھو عن ابی المنہال انہ
سال ابن عمر رض فقال لرجل علی رجل
فقال لی عجل لہ وضع عنی
قال فہانی عنہ وقال نہی امیر
المؤمنین عمر رض عن بیع العین بالدین
نبیع العین بالدین وبیعہ
وقال ابو صالح مولی السفاح
عبید بجئت بزا من
الی اہل السوق
رجال فنقدونی ونقدونی
الی الکوفۃ فقلت

ہمکو کچھہ چھوڑ دو تو ہم ابھی نقد حوالہ کرین مین نے اس امر کو حضرت زید بن ثابت سے
پوچھا آپ نے فرمایا کہ مین تجکو حکم نہین کرتا کہ اس مال کو کھا دی یا کھلا دی روایت
کیا ہی اسکو مالک نے موطا مین اور غرض کی جہت سی یہہ دلیل ہی کہ جب بعض قرض
نقد لیلیا اور باقی کو چھوڑ دیا تو اس سی یہہ غرض ہوئی کہ مدت کو اوس مال کی عوض
جو چھوڑ دیا ہی بیچڈالا اور یہہ بعینہ سود ہی جیسے مدت کو اوس مقدار کی عوض بیچے
جو قرضدار پر بڑہا دی یعنی جسوقت قرض کی مدت پوری ہو جاوے تو قرضدار سے
کہی کہ تو قرض مین زیادتی کر دی مین مہلت مین بڑہا دونگا تو ان دونو صورتون
مین کیا فرق ہی خواہ یہہ کہی کہ مدت کم کر دی قرض کم کر دونگا یا یہہ کہی کہ مدت بڑہا دے
مین قرض زیادہ کر دونگا زید بن اسلم کہتے ہین کہ جاہلیت کا سود یہہ تہا کہ ایک شخص
کا حق دوسرے پر ایکمدت کے لئے ہوتا تہا جب اوس حق کی مدت پوری ہو جاتی تھی تو قرضخواہ
قرضدار سی کہتا تہا کہ تو میرا حق ادا کرتا ہی یا سود دیگا اگر وہ دیدیتا تو لیتا ورنہ
حق مین زیادہ کر کے مدت بڑہا دیتا روایت کیا اسکو امام مالک نے اور اس سود
کی حرمت پر اتفاق ہی بلکہ دین اسلام مین اوسکی حرمت ظاہر ہی اس معاملہ کی منع کرنیوالے
کہتے ہین کہ مدت کا ناقص کرنا بعوض مال کے کم کرنیکے ایسا ہی جیسا مدت کا بڑہانا بمقابلہ
مال کے بڑہانیکے تو جسطرح دوسری صورت باتفاق سود ہی اسیطرح اول بہی سود ہونی

ان ارضهم عنه وهم وينقلون
فشاورت عمر في ذلك فقال لا أرى بذلك
فهذا وكلاهما قد وضعا وتعجلا
في الموطأ وأما المعنى فإنه
من أجل البعض الباقي فقد باع الأجل بالنقد
وذلك أن زيدا إنما وضع عنه
من أجل أن عجل له ما بقي
فإنما وضع عنه من أجل
أن عجل له ما بقي
فإنما وضع عنه من أجل
أن عجل له ما بقي
فإنما وضع عنه من أجل

چاہیئے اور جو لوگ اسمعاملہ کے جواز کیطرف گئے ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ حضرت
ابن عباسؓ سے صحیح ہوا ہے کہ وہ اسصورت مین کچھہ مضائقہ نہین دیکھتے تھے
کہ قرضدار کہے کہ مین تجھی نقد ابھی دیدونگا اگر تو کم کردے اور یہی صورت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آپنے بنی نضیر کو مدینہ منورہ مین سے نکالدینے کا حکم فرمایا
تو کچھہ لوگ اونمین سے آپکی خدمتمین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے
بنی نضیر کے نکالدینے کا ارشاد فرمایا ہے اور اونکا قرض لوگونکی ذمہ ہے کہ ابھی اوسکا
وقت ادا کا نہین آیا آپنے فرمایا کہ کچھہ کم کرکے نقد اسیوقت لیلو ابو عبداللہ حاکم
کہتے ہین کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہے مین کہتا ہون کہ یہہ اسناد سنن کی شرط کے بموجب
ہے مگر بیہقی نے اس اسناد کو ضعیف کہا ہے اور اسناد مین معتبر لوگ ہین الا بیہقی نے مسلم بن
خالد زنجی کی جہت سے ضعیف کہا ہے حالانکہ وہ شخص معتبر اور فقیہ ہے امام شافعیؒ اس
سے روایت کرتے ہین اور اوسکی روایت سے حجت کرتے ہین اور بیہقی نے اسمعاملہ کا عنوان
یہہ لکھا ہے باب ہے اوس شخص کا جسکو اوسکے حق سے کمتر دیا جاوے پیشتر وقت کے آنیسے اور
وہ قرضدار سے کم کردے اور دونوکا دل اس سے راضی ہوا اور شاید مراد انکی یہہ ہے کہ یہہ معاملہ
نے شرط ہوا ہو کہ اسنے جلد ادا کیا اور اوسنے حق کم کردیا اور اسمین کچھہ ممنوع امر نہین
اباحت والے یہہ بھی کہتے ہین کہ یہہ صورت سود کی صورت کے خلاف ہے اسلئے کہ سود کی صورت

تو مدت اور قرض دونو کی زیادتی کو متضمن ہی جسمین قرضدار کا بڑا ضرر ہے اور
ہمارا مسئلہ اس امر کو متضمن ہی کہ قرضدار کا ذمہ قرض سی پاک ہوجاوے اور مالک
مال جو مال جلد پاوی تو اوس سی فائدہ اوٹھاوی غرضکہ اسصورتمین دونو شخصونکا
فائدہ ہی اور ضرر کچھ نہین بخلاف سود کیصورت کے جسپر اتفاق ہی کہ اوسمین مدیونکا
ضرر ہی اور قرضخواہ کا فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ یہہ صورت سود کیصورت کے ظاہر و باطن
مین خلاف ہی اور یہہ بھی اونکا قول ہی کہ مدت کی عوض مین سود بڑہا دینا ایک بڑی
ضرر کا ذریعہ ہی کہ ایکدرم ہوتے ہوتی ہزارون ہوجاوینگی قرضدار کا ذمہ بیفائدہ جیسا
رہیگا اور کم کرنے اور جلد لینے کیصورتمین قرضدار کا تو ذمہ پاک ہوتا ہی اور قرضخواہ
جلد مال لیکر فائدہ اوٹھاتا ہی اور نیز شارع کو دین سے ذمونکی بری ہونے کیطرف نظر
ہے اور قرضدار مدیون کا نام اسیر رکھا ہی تو اوسکے ذمہ کے پاک کرنیمین اوسکو
قید سی چھوڑانا ہی اور یہہ امر ضد ہی اوسکی ذمہ کو زیادتی مین مشغول کردینی کا۔
چھٹی مثال یہہ ہی کہ بری کرنیکو شرط سے معلق کرنا درست ہی اور اوسکو امام احمدؒ
نے کیا ہی اور ہماری اصحاب کہتے ہین کہ درست نہین مثلاً جب کہا کہ اگر مین مرجاؤن
تو جو مال میرا تیری ذمہ ہی اوس سی تو بری ہی تو اگر برات کو خود اپنی مرنے پر معلق کریگا
تو درست ہوگا اسلئے کہ یہہ صورت وصیت کیطرح ہی اور اگر یہہ کہیگا کہ تو مرجاوی تو بری ہے

بیچنے سے زیادہ قیمت کو الاجل
والاس بین وذلک ضرر محض
یا بیع بہبہ ومسئلتنا تتضمن
براءۃ ذمۃ المعتبر من الدین
وانتفاع صاحبہ بالثمن
وکلاھما حصل لہ الانتفاع
من غیر ضرر یخالف الربا الجامع
علیہ فان ضرر ہ لاحق بالمدین ونفعہ
مختص برب الدین وھو ضد الربا الموضوع وضعہ
قالوا وان سمی بالاجل بالزیادۃ فی الربا تبعا
الی عظم الضرر وھو ان یصیر الدرھم الواحد
الوفا وھو موقف تشتد تغابن الناس فیہ فان نفع فیہ
وتحل الخلاص فتعلق من الدین وینتفع ذالک
قالوا والشارع لہ نظر الی براءۃ الذمم من الدیون
ویسمی المعسر الذی لا یرجی وفاء دینہ
تخلیص لھم من الاسر وھذا ضد
تشغلھا بالزیادۃ المثال السادس
یجوز تعلیق الابراء بالشرط
وفعلہ الامام احمد
وقال اصحابنا لا یصح فقالوا
فان قال ان مت
من مالی علیک فانت فی حل
فمات وعلیہ دین

یعنی بُری ہونیکو مدیون کے مرنے پر معلق کریگا تو درست نہوگا اسلئے کہ اسصورت
مین بری ہونیکو شرط پر معلق کیا ہی اور وہ درست نہین جیسے کہ ہبہ کا شرط پر معلق
کرنا درست نہین پس جو لوگ تعلیق کو درست کہتے ہین وہ اول تو یہہ کہتے ہین کہ عدم
جواز اصل مین یعنی ہبہ مین نص سے ثابت ہی نہ اجماع سے بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے جابرؓ کی حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ آپنے ہبہ کو شرط پر معلق کیا ہی یعنی یہہ فرمایا
کہ اگر بحرین کا مال آویگا تو مین تجکو اتنا بھرا اتنا مین لپ بھر دونگا اور حضرت صدیقؓ
نے جابرؓ کو بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بحرین کے مال مین سے وتناہی
پورا دیا - اب اگر کوئی کہے کہ یہہ تو وعدہ تہا ہبہ کہان ہی تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہان
وعدہ تہا اور یہہ جو شرط سے معلق ہوتا ہی وہ بھی وعدہ ہی ہی اور اسیطرح فعل آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسوقت کہ نجاشی کو مشک کا ہدیہ بھیجا اور ام المومنین ام سلمہؓ
سے فرمایا کہ مین نے نجاشی کو ایک حُلّہ اور مشک کی برتن ہدیہ بھیجے اور مجکو یون ہی سوجہتا ہے
کہ نجاشی مرگیا اور مجھے معلوم ہوتا ہی کہ میرا ہدیہ واپس آویگا تو اگر میری پاس آویگا تو وہ
تیرا ہی ہوگا ذکر کیا حدیث کو روایت کیا اوسکو امام احمد نے اور صحیح یہہ ہی کہ ان دونو حدیثون
پر عمل کرنیسے ہبہ کا معلق کرنا شرط سے درست ہی اور نیز وصیت مالک کرنا ہی تو حقیقت مین
وصیت یہہ ہی کہ مالک کردینے کو موت پر معلق کردی یعنی جب یہہ کہی کہ اگر مین اس مرض سے

مرجاؤن تو فلان شخص کو اتنے اتنے مال کی وصیت کرتا ہون تو یہہ صورت مالک
کردینا ہی جو موت سے وابستہ ہی اور اسیوجہ سے صحیح یہہ ہی کہ وقف کا معلق کرنا شرط سے درست
ہے میمونی کی روایت مین وقف کے معلق کرنیکی موت پر تصریح کی گئی ہی اور تمام
تعلیقون اسیکے منعونہین ہین ہرگز کچھہ فرق نہین اور اسلیئے ابوالخطاب نے سب
تعلیقونکا عام قاعدہ کیا ہی اور کہا ہی کہ وقف کا معلق کرنا موت پر درست نہین اور
بہتر یہہ ہی کہ نص کو عام کیا جاوے اور کہا جاوے کہ وقف کی تعلیق موت وغیرہ پر درست
ہے اور یہہ ایکوجہ ہی امام احمد کے مذہب مین کی دو وجہون مین سے اور یہی مذہب
مالک کا ہی اور امام احمد سے تصریح اسکی درست نہونیکی معلوم نہین ہوتی بلکہ درست
نہونا قول قاضی اور اوسکی متابعونکا ہی اور مسئلہ مین ایک تیسری صورت ہی کہ اوسکا معلق
کرنا موت کی شرط پر درست ہی نہ اوسکی سوا اور کسی شرط پر اور یہی اختیار کیا ہی شیخ
موفق الدین نے اور فرق یہہ بیان کیا ہی کہ وقف کو موت پر معلق کرنا وصیت ہی اور
وصیت مین گنجایش بنسبت زندگی کے تصرف کی زیادہ ہی اسوجہ سے کہ وصیت مجہول
اور معدوم اور حمل کی بھی ہوا کرتی ہی اور صحیح یہہ ہی کہ وقف کی تعلیق مطلقا درست ہی
اور اگر موت پر اوسکو معلق کرنا وصیت ہوتا تو چاہئے تھا کہ وارث پر ممتنع ہوتا جیسے
وصیت اوسکی حق مین نہین ہوسکتی اور اسمین کچھہ خلاف نہین کہ وقف کا معلق کرنا شرط

بین مرضی فلان فقال اوقفت و
لفلان ان یکن افضل اتجاری
متحاف بالبقاء وکذلک
المعلقة تعلیق
بشرط نص علیه فی
وبناء التعلیق فی تعلیقه بالموت
لوقف البتة وهذا خلاف فی معناه و
وقال لا یصح تعلیقه بالموت
تعلیقه بالموت وغیره ویحمل کلام من اطلق علی
ولا یعرف عن احمد نص علی عدم صحته وانما
وقف علی عدم صحته قول القاضی واصحابه
بشرط الموت دون غیره من الشروط
وهو اختیار الشیخ موفق الدین
فرق بان تعلیقه بالموت وصیة
والوصیة اوسع من التصرف فی
المعلق بالموت والمعدوم
وانحمل وانصح
مطلقا وقوی
تعلیقه بالموت وصیة
الممتنع علی الوارث والتصرف
انه یصح تعلیقه بالشرط

سی کئی بطنون تک بطنا بعد بطن درست ہی اور ظاہر ہی کہ دوسرے بطن پر وقف ہو جائے
کی شرط یہی ہی کہ پہلا بطن جاتا رہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی یا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مسلمان اپنی شرطون
پورا کرو اقرار
رہتی ہین اور قیاس اسکی معلق کرنیکی درستی کا مقتضی ہی اسلئے کہ وقف تملیک کی
نسبت کر آزاد کرنیسی زیادہ مشابہ ہی اور اسیوجہ سی اوسمین قبول کرنا بالاتفاق شرط نہین
بشرطیکہ اسقاط کی جہت پر ہو اور اسیطرح جبکہ اداء عین پر ہو وہ وجہ نہین سی زیادہ
قوی ہین اور یہہ باتین صرف آزاد کرنیکی مشابہت کی ہین نہ فسکہ معلق کرنا بری کرنیکا
شرط پر ان سب امور سی اولی ہی پس اوسکو ناجائز کہنا اور اوس سی رکنا مخالف
دلیل اور مذہب کے ہی اور دوم یہہ کہتے ہین کہ ہبہ کی تعلیق کے باطل ہونیسی بری کرنیکی
تعلیق کا باطل ہونا لازم نہین آتا بلکہ قیاس صحیح اوسکی تعلیق کے درست ہونے کا
مقتضی ہی اسلئے کہ بری کرنا محض حق کا ساقط کرنا ہی اور یہین وجہ جسکو بری کیا جاتا ہی
اوسکے قبول کرنے اور راضی ہونیکا محتاج نہین تو وہ آزاد کرنے اور طلاق دینیسی زیادہ
مشابہ ہی بہ نسبت مالک کر دینیکے اور اس بنا پر ان سب مین صحت کی سبب سے حیلہ کی
کچھہ حاجت نہین پس اگر معلق کرنیکی ضرورت پڑی اور اسبات سی ڈری کہ کہین بیچنیوالا معاملہ
توڑ نہ دیا جاوے تو اسکا حیلہ یہہ ہے کہ یہ کہون کہی کہ اس مہینے یا برس کے بعد میرا اس شخص پر کچھہ

حق نہین یا زید کے آنے پر میرا اُسکی ذمہ کچھہ نہین یا فلان مہینے کے بعد یا زید کی آنے
پر جو دعوی ہین اوسپر فلان سبب سے کرون وہ جھوٹا دعوی ہے ساتوین مثال یہہ ہی کہ جب
اپنی دختر کا نکاح اپنے غلام سے کردی پہر اوسکو موت آوی تو ڈری کہ اگر یہہ لڑکی اس
غلام کی کسی حصہ کی مالک ہو جاویگی تو نکاح ٹوٹجاویگا تو اسکا حیلہ یہہ ہی کہ غلام کو کسی
اجنبی کے ہاتھہ بیچڈالے چاہی اوسکا دام لے یا اوسکی ذمہ باقی رکھی تو ان دونکا حال اوسکی اور
قرضونکا سا ہوگا یعنی اگر اوسکی لڑکی اُس قیمت مین سے کسی حصہ کی وارث ہوگی تو نکاح
نہ ٹوٹیگا اور اگر نکاح کرنے سے پہلے ہی غلام کو دوسرے کے ہاتھہ بیچدی پہر اوس سے اپنی لڑکی
کا نکاح کری تب بھی نکاح ٹوٹنے سے مامون رہیگا اور اسیطرح اگر اپنی لونڈی کا نکاح اپنے
بیٹے سے کردی اور ڈری کہ مرنے پر لڑکا اپنی زوجہ کا مالک ہو جاویگا تو نکاح جاتا رہیگا تو
اُس لونڈی کو اجنبی کے ہاتھہ بیچدی پہر اوس سے اپنی پسر کا نکاح کردی یا عقد نکاح کی بعد بیع
کردی آٹھوین مثال یہہ ہی کہ مثلاً زید پر عمرو کا قرض ہی زید نے اوسکو بکر پر حوالہ کردیا کہ اوس سے لے
اب عمرو کو خوف ہوا کہ کہین بکر کی پاس سے مال جاتا رہی اور اس نظر سے اپنی مال کو بچتہ کرنا چاہی تو
حیلہ یہہ ہے کہ زید سے کہی کہ تو مجھی مال کا حوالہ مت کر بلکہ بکر سے وصول کرنیکا وکیل کردی اور مین جو کچھہ اُس سے
وصول کرونگا اوسکو اپنی ذمہ قرض کرلونگا۔ اِس تدبیر سے دونو قرضونکی ایکدوسرے سے مجرا
ہو جانے سے دونو شخص بری ہو جاوینگے اب اگر حوالہ کرنیوالا یعنے زید کو خوف ہووے

کہ مبادا مال وکیل یعنی عمرو کے ہاتھہ مین آکر پیشتر اس سے کہ وہ اپنی ذمہ قرض
کرے تلف ہو جاوے تو وہ پھر مجھہ سے اپنا قرض مانگیگا تو اوسکی لئے یہہ تدبیر ہے کہ
وہ مجال علیہ یعنی بکر سے کہے کہ تو میرے لیئے فی سبیل ذمہ کی قرضکا اس طالب کیواسطے ضامن
ہو جاتو وہ اگر ضامن ہو جاویگا تو پھر جو کچھہ عمرو اوس سے وصول کریگا وہ اپنے ہی واسطے
قبض کریگا اور تلف ہونیکی صورتمین اوسیکا نقصان ہوگا نہ زید کا نوین مثال یہہ
ہی کہ اگر کسی شخص کا قرض دوسرے کے ذمہ ہوا اور دوسرا شخص قرضکی عوض مین اپنا
غلام اسکی پاس گرو رکھدے اور وہ ڈرے کہ ایسا نہو کہ یہہ غلام مرجاوے تو
قرضدار ایسے حاکم کے یہان نالش کرے جسکے نزدیک گرو چیز کے جاتے رہنے سے
قرض جاتا رہتا ہے تو اسکا حیلہ یہہ ہے کہ قرضدار سے غلام مذکور کو اپنے قرض کے عوض
مول لیلے اور غلام کو قبضہ نکرے قرضدار ہی کے پاس رہنے دے پھر اگر وہ قرض
ادا کردے تو غلام کی بیع توڑ دے اور اگر وہ قرض نہ دے تو اوس سے غلام کا مطالبہ کرے
کہ میری چیز مجھہ دو اور اگر غلام جاتا رہے تو بائع کے مال سے جاویگا اور مشتری اپنا
دام جو اصل قرض تہا اوس سے واپس لیگا دسوین مثال یہہ ہے کہ خوف اسبات کا
ہو کہ اگر رہن دوسرے کا حق نکلیگا تو رہن نامہ نکما ہو جاویگا تو حیلہ یہہ ہے کہ جس شخص
کے استحقاق کا خوف ہو اوسکو ضامن کرالے کہ اگر دوسرے کا حق نکلیگا تو مین دونگا

یا رہن نامہ پر اوسکی گواہی کرائے کہ میرا اسمین کچھہ حق نہین اور جب اوسمین کسی
حق کا دعوی کرون تو وہ دعوے جھوٹا ہوگا گیارہوین مثال یہہ ہی کہ جب ایک شخص
کے دوسرے پر سو دینار ہون پچاس تو تمسک کی بنا پر اور پچاس بدون دستاویز
کے اور ڈری کہ کہین اُن پچاس کا انکار نکر بیٹھے جنکی دستاویز نہین تو اسکا حیلہ یہہ ہے
کہ ایک مسافر شخص کو تمسکی مال کے لینے کے لئے وکیل کری اور اوسکی وکالت پر علانیہ
گواہی کرادی اور پہر اور گواہ اِسبات پر کردی کہ مین نے وکیل کو وکالت سی معزول
کیا پہر وہ وکیل اوس قرضدار سی وہ پچاس دینار مانگی اور اپنی وکالت کی گواہ سے
وکالت ثابت کردی اور جب پچاس دینار لیلے تو مالک کو حوالہ کرکے چلدی پہر مالک
اوس قرضدار سے اونہین پچاس کا مطالبہ کری اگر وہ جواب دے کہ مین یہہ دینار اسکے
وکیل کو دیچکا ہون تو مدعی گواہ گذرانے کہ مین اوسکو لینے سی پیشتر وکالت سی
معزول کرچکا ہون اسصورتمین حاکم مدعا علیہ پر مال لازم کریگا اور کہیگا کہ تو نے
جسکو پچاس دینار دئی ہین اپنے اوس سی جاکر وصول کرلیکن اگر قرضدار ہوشیار ہو
تو وکیل کو اِسی جیسے معاملہ کے ڈر سی کچھہ ندی اور کہی کہ مین تجکو بدون موکل کے
سامنی ہونے اور تیری وکالت کے اقرار کرنیکے کچھہ دونگا تو پہر یہہ حیلہ بیکار
ہوجاویگا بارہوین مثال یہہ ہی کہ ایک شخص نے اپنی بیبی سے کہا کہ اگر تو مجھہ سی

خلع کا سوال کریگی تو تجکو تین طلاقین ہین لگین خلع نکرون اور عورت نے یہہ کہا کہ میرے
سب غلام آزاد ہین اگر مین تجہ سی آج خلع کا سوال نکرون پس یہہ مسئلہ امام ابوحنیفہ
سے پوچہا گیا آپنے عورتکو ارشاد فرمایا کہ اپنی شوہر سے درخواست خلع کی کراو سنے
شوہر سی کہا کہ مین تجہ سی درخواست خلع کی یعنی مال کے عوضمین طلاق کی کرتی ہون پہر
آپ نے خاوند کو فرمایا کہ تو کہہ کہ مین ہزار درم پر تجہ سی خلع کرتا ہون اوسنے ویسا ہی کہا
پہر آپنے عورتکو فرمایا کہ تو کہہ کہ مین قبول نہین کرتی اوسنے کہہ یا کہ اتنی پر مین نہین
مانتی آپنے اسکو فرمایا کہ اب اپنے خاوند کی ساتہہ چلی جا کہ تم دونو کی قسم سچی ہو گئی
تیرہوین مثال یہ ہی کہ حضرت امام ابوحنیفہ سے ایک مسئلہ پوچہا گیا کہ دو بہائیون نے دو بہنون سے
نکاح کیا اور زفاف کیوقت ایک کی منکوحہ دوسرے کے پاس چلی گئی اور دونو نے صحبت کی
اور صبح تک اس حالکو سمجہا نا آپنے پوچہا کہ اب دونو کیا اوسی سی راضی ہین جس سی صحبت کی
ہی لوگون نے کہا ہان آپنے فرمایا کہ تو ہر واحد انمین سی اپنی بیبی کو ایک طلاق دیدے
اُن دونو نے ایسا ہی کیا پہر فرمایا کہ ہر ایک اونمین سی اوسعورت سی نکاح کرلے جس سے
صحبت کی ہے اُن دونو کی جی خوش ہو گئی چودہوین مثال یہ ہی کہ جس صورت مین
آدمی اپنے مال مین اچہی طرح تصرف کرتا ہو اور اسراف نکرتا ہو اور حاکم کے یہان ناشر
ہو کہ یہ مسرف ہی اور گواہ گذر جاوین اور اسکو خوف ہو کہ حاکم کہین مجکو صرف سے

روک ندی تو اسکی تدبیر یہہ ہی کہ حاکم سے یون کہی کہ اگر تم مجھپر روک کروگے تو میرے
غلام ازاد ہین اور میرا مال مساکین پر خیرات ہی اسصورت مین قاضی اوسپر روک نکر سکیگا
اسلئے کہ قاضی جو اوسپر مال کی روک کرتا ہی تو صرف اوسکی مال کی حفاظت کی لئے ہوتی
ہے اور صورت مذکورہ مین روکنا مال کا برباد کرنا ہی تو جو بات روکنے سے مقصود ہوا
کرتی ہے وہ نہ روکنے سے حاصل ہوگی پندرہوین مثال یہہ ہی کہ باوجود انکار کے
صلح کرنا ہمارے نزدیک اور امام ابوحنیفہ اور امام مالکؒ کے نزدیک درست ہی مثلاً ایک
شخص نے کسی پر کسی چیز کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اُسکا انکار کردیا پھر مدعی سے
تھوڑی سی چیز پر صلح کی تو یہہ صلح درست ہی اور امام شافعی اس صلح کو درست نہین فرماتے
انکی دلیل یہہ ہی کہ جب مدعی کے نزدیک کوئی چیز مدعا علیہ پر ثابت نہین ہوئی تو پھر کونسی راہ
سے جس چیز پر صلح کرتا ہی اوسکو مدعا علیہ سے لیتا ہی بخلاف اقرار پر صلح کرنیکی کہ جب مدعا علیہ نے مدعی کا دین کا یا
کسی چیز کا اپنے ذمہ اقرار کرلیا پھر اُس سے کسیقدر پر صلح کی تو یہہ بین ہوگا کہ بقیہ کو مدعی نے یا اسکو ہبہ کردیا
یا معاف کردیا اور سب لوگ جو صلح مذکور کو درست کہتے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ اس صلح کی صحت پر کتاب اور
سنت اور قیاس دلالت کرتے ہین اسلئے کہ اللہ تعالی نے لوگونکو درمیانمین میل کرنیکی طرف
بلایا ہی اور خبر دی کہ الصلح خیر اور فرمایا انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم (صلح خوب چیز ہی مسلمان جو ہین سو بھائی ہین سو ملادو اپنے دو بھائیو کو) اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صلح کرنی مسلمانون کے درمیانمین درست ہی

ان یحبس علیک او فقال ان
احبست علی فعلیک کذا
احبست علی المسلمین کذا
علیک او یعلیک ذلک لانہ
انما یحبس علیک ما
کان وفی الحبس علیک
فوات المقصود
فھو بمعنی الصلح علی
عشرۃ یعطیھا علی
وقال وکذا ادعی علیہ شیئا فانکر ثم
صالحہ علی شیء
فھو جائز وقال الشافعی لا یجوز
ھذا الصلح لانہ
اعتیض عن شیء
لا یملکہ علیہ
بخلاف
الصلح
عن
الاقرار
فانہ اذا
اقر لہ
بمال
ثم
صالحہ
علی بعضہ
جاز
ولنا
ان
الصلح
خیر
وقال
انما
المؤمنون
اخوۃ
فاصلحوا
بین
اخویکم
وقال
الصلح
خیر
وقال
علیہ
السلام
الصلح
جائز
بین
المسلمین
الا
صلحا
حرم
حلالا
او
احل
حراما
وھو
عام
فی
کل
صلح
وھذا
صلح
وھو
معنی
قولہ
علیہ
السلام
الا
صلحا
حرم
حلالا
او
احل
حراما
وھو
عام
فی
کل
صلح
وھذا
صلح

مگر وہ صلح کہ حلال کرے کسی حرام کو یا حرام کرے کسی حلال کو اور قیاس یہہ ہے کہ مدعا علیہ
اپنا تھوڑا سا مال اسبات کی عوضمین دیتا ہے کہ مجھہ سے قسم کا مطالبہ نہو اور گواہ وغیرہ
لوازم نہ قائم کرنے پڑین اسکے بدلہ مین کچھہ دیکر دعوی سے چھوٹجاؤن تو یہہ بات
ایک غرض صحیح ہے غایت یہہ ہے کہ مدعی جھوٹا ہوتا ہم مدعا علیہ اس امر سے چھوٹتا ہے
کہ مدعی اوسکو قسم دلادے اور مدعا علیہ قسم سے انکار کرے تب اسی انکار کے سبب
اوسپر دعوی ثابت ہوجاوے یا قسم نمانی جاوے اور مدعیکا دعوی دینا پڑے۔
بلکہ جونی کے نزدیک صلح انکار ہی پر درست ہے اقرار پر صحیح نہین وہ یہہ کہتے ہین کہ اقرار
کیصورت مین حق کا توڑنا اور ناقص کرنا لازم آتا ہے غرضکہ جب کسی سے انکار کے ساتھہ
صلح کرے اور اسبات کا خوف ہو کہ کہین دوسرا شخص اسپر حاکم کے یہان مقدمہ پیش
نکردے جو اس صلح کو باطل کردے تو اوسکی تدبیر یہہ ہے کہ انکار کرنیوالے سے ایک شخص
اجنبی صلح کرے اور وہ اجنبی مدعیکے لئے اوسکے دعویکا اقرار کرے پھر اس دعوی
سے کسیقدر مال پر صلح کرے اور اس امر مین حاجت مدعا علیہ کی اجازت اور اوس
اجنبی کو وکیل کرنیکی نہین بشرطیکہ دعوی کی چیز قرض ہو یعنی روپیہ پیسا ہو اسلئے
کہ وہ اجنبی یہہ کہیگا کہ اگر مدعی جھوٹا ہے تو مین مدعا علیہ کو اس دعوی سے چھوڑاتا ہون
اور یہہ چھوڑانا بمنزلہ قید ہی کے چھوڑانیکے ہے اور اگر وہ سچا ہے تو مین مدعا علیہ کیطرف سے

لانه يكون صلحا لكن فاذا صالحه على مال
لا لانكار فخاف ان يرفعه الى حاكم فيقضي
الصلح فالحيلة ان يصالح الاجنبي عن المنكر ويقر
الاجنبي لهذا المدعي بما ادعاه عليه ثم يصالح
من دعواه على مال ولا ينقلب الدين على
ولا وكيل كان المدعي دفع الى المنكر ان
يقول انكار كذبتك فيما ادعيت
فصل استفتاح
ادعى دينا ثم
فكان الاسير ان كان
صادقا فقد قضيت عنه

بعض قرض ادا کردیا اور باقی سے اوسکو مدعی نے بری کر دیا اور اسبات مین
حاجت مدعا علیہ کی اجازت کی نہین اور اگر دعوی شے معین کا ہے تو درست
نہین جب تک کہ اجنبی یہہ نہ کہی کہ مجکو منکر نے وکیل کیا ہے اسلئے کہ وہ یہہ کہیگا
کہ مین نے اس شی کو اوس مال کے بدلہ مین جسپر تجھہ سی صلح کرتا ہون منکر کیواسطے
مول لی ہے یا اجنبی خود اپنی واسطے صلح کریگا تو ایسا ہوگا کہ گویا چھینی ہوئی چیز
کو خریدتا ہی پس اگر مدعی اوس چیز کا اقرار اوسکی لئے باطن مین کری تو خود مدعا علیہ
ٹھہرتا ہی اور اگر اقرار نہین کرتا تو اوسکو گنجایش نہین کہ مدعا علیہ سی اوسکی بات مین
جھگڑی اور ظاہر مین اوسکی کہنی سے صلح کی درستی کا حیلہ ہو جاویگا سو لہوین مثال یہہ
ہے کہ مزدور سی کہانے کپڑی پر محنت لینی اور جانور سی گہاس کہلانے کی عوض
کام لینا اور دایہ دودھ پلائی سی روٹی کپڑے پر دودھ پلوانا ہماری نزدیک درست ہے
اور یہی مذہب امام مالک رح کا ہی امام شافعی رح نے اسمین خلاف کیا ہی اور امام اعظم رح اسکو
صرف دایہ مین جائز فرماتے ہین اور دونمین نہین پس اگر کوئی شخص اسپر حکی اجرت کا
معاملہ کرے اور ڈری کہ کہین ایسی حاکم کے یہان مقدمہ پیش ہو جو اس معاملہ کو باطل
سمجھتا ہی تو حاکم معمولی اجرت مجھہ سی دلا دیگا تو اوسکا حیلہ یہہ ہی کہ مزدور کو ایک
معین نقدی کے عوضمین نوکر رکھی جسکی مقدار کہانے اور کپڑی کی برابر ہو پھر اسباتکا

بعض دینہ واجبر اداء الی
من باقیہ وذالک لا یفسد
ان ادی ذینہ وان کان الدعی
عینا لم یضمن حتی یقول فی
لانہ یقول فی المسئلۃ
لہ ھذا ان الذی اصالۃ
یکون المدعی علیہ
ان المدعی المدعی
یکون المدعی علیہ
ان المدعی المدعی
یکون المدعی علیہ
ان المدعی المدعی

گواہ لوگونکو کردی کہ اس نوکر نے اپنی تنخواہ کو اپنی کہانے اور کپڑہ مین صرف کرنیکے
باب مین مجکو وکیل کیا ہی اور یہی حال جانور کے باہمین ہی ستر ہوین مثال یہہ ہی کہ جب کسیکو
وصیت کی اور خوف ہوا کہ وہ قبول نہین کریگا اور یہہ کہا کہ اگر وہ نمانے تو فلان شخص
وصی ہی تو یہہ کہنا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی درست ہی اسلیئے کہ آپنے امارت کو شرط
پر معلق فرمایا تہا تو وصیت کا معلق کرنا بطریق اولی درست ہوا کیونکہ آدمی جسقدر امارت
سی فائدہ اٹہاتا ہی وہ وصیت کے فائدہ کی نسبت کزائد ہی اور بعض فقہا اسکو باطل
کہتی ہین تو اسکا حیلہ یہہ ہی کہ مریض گواہ کردی کہ وہ دونو شخص میرے وصی ہین اس
صورت مین اگر ایک قبول نکریگا اور دوسرا کریگا تو جو قبول کریگا وہی صرف وصی ہوگا اور
اگر دونو قبول کرلین گے تو اونمین سی ہر ایک کو تنہا تصرف پہنچ سکتا ہی اسلیئے کہ وصیت
کرنیوالا اُن دونو مین سی ہر ایک کو تصرف پر راضی تہا یہہ قول قاضی کا ہی پس اگر مریض کو
خوف ہو کہ جس شخص کے نزدیک اونمین سی ایک کا تصرف درست نہین وہ اکیلی کو تصرف
نکرنے دیگا اور کہیگا کہ مریض نے تو ان دو نو کو شریک کیا ہی اور دونو کو بجای ایک کے
قرار دیا ہی تو حیلہ جائز ہونیکا یہ ہی کہ مریض یہہ کہی کہ مین ان دونو کو اکہٹا بھی وصیت
کرتا ہون اور جدا جدا بہی وصی کرتا ہون اٹہارہوین مثال یہہ ہی کہ جس صورت مین
وصی یتیم کے مال مین تصرف کرتا ہی اور خرید و فروخت اور اوسپر نفقہ کرتا ہے تو

فکانہ انہ وکلہ فی انفاق
ذالک علی نفسہ وکسوتہ
وکذالک فی الاجابۃ المثال
السابع عشر اذا اوصی الی
رجل فخاف ان لا یقبل
فقال ان لم یقبل فلان وصی جہ
ذالک بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بالشرط تعلیق الوصیۃ اولی لانہ
لیس فیہ بالامارۃ شک فیما یستفاد
بالوصیۃ وبعض الفقہا یبطل ذالک
فالحیلۃ ان یقبل المریض انہما وصیاہ
فان لم یقبل احدہما او قبل الاخر فان
منعہما او وصی بحیث لا تنفذ تصرف کل
واحد منہما فان قبلا جمیعا فکلا
منہما ان یتصرف بانفرادہ لانہ رضی
بتصرف کل واحد منہما فان قاضی کلا منہما ان یتصرف
ویجعل فی شرطہ انہما وصیان
بانفرادہ او اجتماعہما فان خاف
ان یعلم ذالک احدہما او جہلا فلہ
ان یقول فی ایہما ازان تقبل او صیتی
فہو وصی فی الحال فان قبلا
فہما وصیان علی الاجتماع
فلیس لاحدہما ان ینفرد
بتصرف الا عند الضرورۃ
السابع عشر اذا اوصی
فی التصرف
واشتری واتفق

حاکم کو پونچتا ہے کہ وصی سے حساب لیوے اور اوسکی معاملات کی وجہین پوچھے
اور وصی کا امانت دار ہونا حاکم کے حساب کتاب لینے کا مانع نہین اسلئے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عاملون سے حساب لیا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن لتبیہ لڑکے کو خیرات پر بھیجا اور جب وہ آیا تو اُس سے
حساب لیا پس اگر وصی اس حساب سے چھوٹنا چاہے تو حیلہ یہ ہے کہ اپنے سوا کسی اور کو
مقرر کردے جو ترکہ کی خرید و فروخت اور قرضہ کا وصول کرنا اور خرچ کرنا کیا کرے
اور اپنے آپ کسی چیز کے وصول ہونیکا اوس شخص کو گواہ نہ بنے پس اگر وہ شخص تصرف
اچھی طرح کریگا اور حق طور پر کرتا ہوگا تو اسکو درست ہے کہ اپنی قسم مین تاویل کرے
کہ مین نے نہ قبضہ مال کا کیا نہ وکیل کیا اور اگر ظالم ہوگا تو تاویل اسکی کچھہ کام نہ آویگی
انیسوین[19] مثال یہہ ہے کہ ضامن ہوجانا کسیکی طرف سے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ قرضدار ذمہ
کو بری نہین کرتا اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ جسکی طرف سے ضمانت ہوتی ہے اگر
وہ مردہ ہووے تو اُس کا ذمہ بری ہوجاتا ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ
کا ہے اور اسمین یہہ قول ہے کہ ضامن ہونا ایسی طرح کہ جسکی طرف سے ضمانت
کی ہے اوسکا پلہ پاک ہوا اوسکا حیلہ یہہ ہے کہ ضامن یون کہے کہ مین اوس
کے قرض کا ضامن نہین ہوتا ہون مگر اس شرط سے کہ تو قرضدار کو بری کردے

فالیتحمل عنہ بحوالۃ او بما یجری مجراہا و
لیبرأہ عن وجوہ ذلک
ولا یجعلہ من معاملتہ
کما فی الصحیحین فان النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم حاسب عاملہ
حاسب عاملہ وآلہ وسلم
البخاری انہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم استعمل ابن اللتبیۃ علی
الصدقۃ فلما جاء حاسبہ فاذا اراد الوصی
التخلص فلیجعل غیرہ یتولی
بیع ترکۃ وقبض ثمن ذلک وانفاقہ ولا یشہد علی
نفسہ بوصول شیء من ذلک فان کان محسنا تصرف
تصرفا صحیحا وان کان ظالما لم ینفعہ تاویلہ
عشر الضمان الاجنبی ذمۃ المضمون عنہ حیا او میتا وفی روایۃ
کان المضمون عنہ حیا او میتا وفی روایۃ
ابی حنیفۃ وفیہ قول
انہ بری
بقول لا اضمن حتی
لا یشترط ان تبرئہ

جب تو اُسکو بری کردیگا تو مین اوسکا ضامن ہون اور ضمانت کو کسی شرط پر
معلق کردینا دو وجہون سے قوی ترمین درست ہی بیسوین مثال یہہ ہی کہ
جب عورت خاوند پر غالب ہو اور خاوند اوس سے کہی کہ طلاق مجکو تجہہ سے لازم
ہوگی اگر جو کچہہ تو مجہہ سے کہیگی ویسا ہی مین تجکو نکہدونگا پس عورت نے کہا کہ انت
طالق ثلاثا یعنی تجکو تین طلاق ہین تو حیلہ یہہ ہی کہ عورت سے یون کہی کہ انت
طالق ثلاثات کے زبر سے اسصورت مین طلاق نہوگی کیونکہ صورت مین لیاقت
خطاب کی نہین اسلئے کہ ت کے زبر سے خطاب مذکر کا ہوا کرتا ہے اور یہہ حیلہ ضعیف
ہے اسلئے کہ اگر عورت ت کے کسرہ یعنی زیر سے کہیگی تو پھر مردکات کی زبر سے
لہنا ویسا کہان ہوگا جیسا عورت نے کہا تہا اور بعضون نے یہہ حیلہ کیا ہی کہ عورت
سے یون کہی کہ انت طالق ان لم افعل اور یہہ بھی ضعیف ہی اسلئے کہ کلام مین
بڑہا دینا کلام کو توڑتا ہی اور کلام زیادتی کے ساتھہ وہی کلام نہین ہوتا جو بدون
زیادتی کے ہو تو بہتر یہہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ یہہ کلام جو عورت سے صادر ہوا
یہہ مرد کی قسم مین داخل نہین اسلئے کہ اوسنے نہ اسکو ارادہ کیا نہ اوسکے دلمین
گذرا اور لفظ عام نیت اور عرف کے باعث خاص ہوجایا کرتا ہی اور یہہ صورت
امام مالک اور احمد کے قواعد پر بن سکتی ہے کہ وہ قسم کہانیوالے میں اسکی عرف

اور نیت اور قسم کے سبب کا اعتبار کرتے ہین اکیسوین[۲۱] مثال یہہ ہی کہ کرایہ لینا
گاہی اور بکری وغیرہ کا مدت معین تک دودہ کے لئی گہاس دانہ کے عوض یا معین
داموں کے عوض کہ گہاس اوسکے ذمہ رہی درست ہی یہہ مذہب امام مالک کا ہی اور
اوسکو ہمارے شیخ نے اختیار کیا ہی اور وہی صحیح ہی اسلئی کہ اسکی طرف حاجت ہوا
کرتی ہی اور مثل دایہ دودہ پلائی کے ہی اور اسوجہ سی کہ دودہ اگرچہ ایک عین یعنی
چیز ہے مگر باین لحاظ کہ تہوڑا اب ہوا اور تہوڑا بعد کو ہوا مثل منافع کے ہی اور
زمین کے اجارہ کیطرح ہی کیونکہ اوسمین بھی گہاس اور کانٹا پیدا ہوتا ہی اور ایکوجہ
یہہ ہی کہ دودہ گہاس اور خدمت سی ایسا حاصل ہوتا ہی جیسی کہیتی بیج سی اور خدمت
سے ہوتی ہی دونو مین کچھہ فرق نہین کیونکہ گہاس سی دودہ ایسا ہی پیدا ہوتا ہے
جیسے بیج سی کہیتی اور یہہ صحیح تر قیاس مین سے ہی اور نیز جانور کا وقف کرنا درست ہے
کہ جسپر وقف کری وہ اوسکی دودہ سے نفع لے اور وقف کرنیوالیکا حق وقف چیز کے
نفع ہی مین ہوتا ہی اوسکی ذات قائم رہتی ہی اور یہی جانور دوسرے شخص کو ایکمدت
معین تک دودہ کیواسطے دیڈالنا جائز ہے اسطرح کہ وہ ملک دینیوالیکی رہی تو
جانور کا دیڈالنا ایسا ہوگا جیسا جانور کو مانگا دینا اور مانگا دینی نفع ہی کا مباح کرنا ہوتا ہی تو چونکہ دودہ
وقف اور عاریت مین قایم مقام نفع کے ہوتا ہے اجارہ مین بھی اوسی کے جگہہ ہوا

وفی بیان وجہ وسبب ہذین الاقسام

ہذا ہو الصحیح لان الابن من العلف
کالثمر والولد من الام وان کان عینا کالولد فہو
کالثمر والصوف وقد یثبت بعض الحق وکاجارۃ الارض
فیحصل بالعلف والنتاج حصول الثمار والصوف
وہما یثبت فیہا من الکلاء والشوک والحق بالثمار
کما یثبت فی الاشجار

ولان الحمل لیس بمقصود
وانما المقصود الدر والنسل
والعلف علیہ کالعلف علی
ظہر الدابۃ

وہو الاصح لان الحاجۃ تدعو الی
ذلک کما فی الظہر

ولان الحمل لیس بمقصود
وانما المقصود الدر والنسل
والعلف علیہ کالعلف علی
ظہر الدابۃ

اور اللہ تعالی فرماتا ہے فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ تو دیکھو کہ جو چیز
پھر اگر دودہ پلاویں تمہارے ہی خاطر تو دو انکو انکی لیک ۱۲
دودہ پلانیوالی لیتی ہے اوسکو خدا تعالے نے اجرت فرمایا ہی مول نہین
فرمایا۔ اور بھی کسی کنوئین کا کرایہ لینا ایک مدت معین کے لئے اوسمین سے پانی
بہر نیکو درست ہی حالانکہ پانی اوسکی عمل سے حاصل نہین ہوا تو اب اگر بکری کو
دودہ کیواسطے اجارہ لے جو اوسکی گھاس دینے اور خدمت سے حاصل ہوگا بطریق
اولے درست ہونا چاہئی اور بھی کسی حوض کا ٹھیکہ لینا جسمین مچھلیان ہین
ہین مچھلیونکی خاطر درست ہی تو یہہ صورت جانور کے ٹھیکہ کی بھی بطریق اولی
درست ہونی چاہیئے اسواسطے کہ یہہ صورت عرف مین مشہور ہی اور دودہ اوسکے
گھاس دینے اور جانور کی خدمت سے حاصل ہوتا ہی اور جو لوگ اس مسئلہ کو اسپر قیاس
کرتے ہین کہ دودہ کا جانور کے تھنون مین فروخت کرنا حرام ہے تو یہہ قیاس خراب
ہی اسلئے کہ تھنون کیصورت مین دودہ نامعلوم ہی اوسکی مقدار معلوم نہین تو فروخت
معدوم کی ہوی اور اجارہ مین بیع کی نسبت کرزیادہ گنجایش ہی اور اسیوجہ سے
اجارہ اُن منافع کا درست ہی جو تھوڑی تھوڑی ایک دوسرے کے بعد ہوا کرتے
ہین غرضکہ دودہ اس صورت مین ٹھیک مثل منفعت کے ہی اگرچہ عین ہے۔
پس اگر جانور کے اجارہ لینے پر خوف ہوا کہ طرفانی کہین اسے حاکم کے یہان مقدمہ

پیش کری جو یہہ معاملہ باطل کردی تو اسکے باقی رہنے کا حیلہ یہہ ہی کہ جانور
کو ایکمدت کے لئے درمون کے عوض اجارہ دے پہر اجارہ لینے والیکو
اجازت دے کہ ان درمونمین سے اوسکو گہاس دیا کرا ور دودہ کو اوسکی
لئے مباح کردی اور یہہ حیلہ گاے اور اونٹنی اور بھینس مین چلتا ہے کہ
اونسے کہیتی کرنی اور اونپر سواری ممکن ہے مگر بکری سے تو غرض دودہ اور
بچے ہوتے ہین تو اُسکے نفع پر اجارہ کی صورت نہوگی اوسکی تدبیر یہہ ہے کہ
اوسکو اپنی بکری کے بچہ کے دودہ پلانے کو ایک مدت معلوم تک اجارہ
لے اور مالک بکری کا لینے والے کو وکیل کردے کہ ان اجرت کے
دامون سے یا اونمین سے کسیقدر دامون سے اوسکا گہاس دانہ دیا
کرے اور دودہ اوسکو مباح کردے بائیسوین مثال یہہ ہے کہ کسی
شخص نے دوسرے کو اپنا کپڑا دیا اور کہدیا کہ اسکو دس کو بیچنا اور جو
زیادہ ہو وہ تیرا ہی تو اسصورت کے درست ہونے پر امام احمدؒ نے نص کی
ہی بسبب پیروی حضرت ابن عباسؓ کے اور اسحق نے امام احمد کی موافقت کی
ہے اور اکثر لوگون نے اسصورت سے منع فرمایا ہی اور خلاف کی وجہ یہہ
ہے کہ اِس معاملہ مین وکالت اور اجارہ اور مضاربت کا میل ہے

توجس شخص نے وکالت کی جانب کو غالب کیا ہی اوسنی اس معاملہ کو درست کہا
ہے اور جسنے اجارہ یا مضاربت کی جانب کو غلبہ دیا ہی اوسنی اسکو باطل
ٹھہرایا ہی اسلیئے کہ اجرت اور منفعت دونو نا معلوم ہین اور صحیح یہہ ہی کہ یہہ صورت
جائز ہی اسلیئے کہ رس قائم مقام اصل مال کے ہین مضاربت کی صورتمین اور جو مقدار
زیادہ ہو وہ مثل نفع کے ہی اور تمام نفع کو جو دوسرے شخص کے لئے کر دیا تو یہہ معاملہ
نقصان اوٹھانیکا ہوا جیسے ایسا مال مضارب کو دیدی جسمین مضاربت نکری اور کہدی
کہ جو فائدہ ہو وہ تیرا ہی حاصل یہہ کہ یہہ معاملہ اجارون کے اقسام سی نہین بلکہ
شرکت کی معاملون سی مشابہ تر ہی پس اگر معاملہ والا ڈری کہ مبادا طرفانی ایسے
شخص کے بہانہ مقدمہ دائر کری جو اوسکی باطل ہونیکا حکم کری تو حیلہ یہہ ہی کہ یون کہی
کہ مین تجکو اس کپڑے کو دس کی غوض بیچڈالنی کا وکیل کرتا ہون پس اگر تو اسکو
زیادہ کی عوض مین بیچیگا تو زیادتی مین میرا کچھہ حق نہین اسصورت مین زیادتی وکیل
ہی کی ہوگی تیئیسوین[۲۳] مثال یہہ ہی کہ امام احمد فرماتے ہین کہ اسکا کچھہ مضائقہ نہین
کہ کھیتی کو کاٹے اور درخت کے پھل توڑی بعوض چھٹی حصہ غلو خواہ میوہ کے اور یہہ
صورت مجکو چکوتے کی نسبت کر زیادہ پسند ہی اور اسیطرح جو شخص اپنا جانور کسی
دوسرے کو دی کہ اوسپر کام کری اور جو کچھہ خدا تعالی دیگا وہ آدہون آدہ لیونگی

اور اسکے درست ہونے کی وجہ حضرت جابرؓ کی حدیث ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کو نصف پر دیا تہا اور یہی حال ہی اگر کوئی شخص اپنا گہوڑا دوسرے کو جہاد کیواسطے دی اس شرط پر کہ لوٹ آدہی لے لونگا یا اپنا غلام دوسرے کو دی کہ وہ اوس سے کمادی اور کمائی کی تہائی یا چوتہائی لونگا اور اسیطرح اگر ایک تہان درزی کو دی اور کہی کہ اسکی کرتے سیدی آدہا نفع تجکو دونگا یا سوت بنئے والیکو اسی شرط سے دی اسیطرح کہا ہی مغنی مین اور امام احمدؒ کے قیاس کی بموجب یہہ صورت بہی جائز ہی کہ پینے والے کو چند پیمانے اناج کے دے کہ اونکو اوسی مین سے ایک پیمانہ کے عوض پیسدی اور ابن عقیل سے اسمعالیہ کی ممانعت مروی ہی اور حجت یہہ بیان کی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیسنے والیکے پیمانہ سے منع فرمایا ہی شیخ ابن تیمیہ کہتے ہین کہ اس حدیث کو ہم نہین پہچانتے اور ہمارے نزدیک اوسکی صحت ثابت نہین ہوئی اور اسیطرح مچھوی کو جال دینا کہ اوس سے مچھلیان پکڑے اور جتنی مچھلیان اوس سے ماری ادمین سے آدہی دیوے اور ایسا ہی اگر آدمی سے کوئی چیز چہین جاوے اور دوسرے سے کہے کہ تم اوسکو چہڑادو تو آدہی تمہاری ہی اور جب اسباب ڈوبجاوے تو کسی شخص سے کہے کہ جسقدر تم نکالدوگے اوسکا آدہا تمہارا ہی یا اوسکا غلام بہاگ جاوے اور کہے کہ جو اوسکو میرے پاس پہنچالاویگا تو وہ اسکی آدہی کا شریک ہی اور جو اوسکی مشابہ ہو

وعلی ہذا لو دفع ثوبا الی خیاط لیخیطہ قمیصا بنصفہ او دفع غزلا الی نساج لینسجہ لہ بکذا ونصف ما یخرج او دفع دابتہ الی من یعمل علیہا والکسب بینہما نصفین او دفع نحلہ الی من یقوم علیہا بجزء معلوم من العسل او دفع ارضہ الی من یغرس فیہا اشجارا حتی تبلغ حدا معلوما او دفع شاتہ الی من یحلبہا ویسقیہا ویحفظہا بجزء معلوم من نمائہا او دفع بقرہ الی من یعمل علیہا بجزء معلوم من نمائہا او دفع دجاجتہ الی من یحضنہا بجزء معلوم من نمائہا او دفع بیضہ الی من یحضنہ بجزء معلوم من فراخہ او دفع دودہ الی من یربیہ بجزء معلوم من القز او دفع شجرہ الی من یقوم علیہا بجزء معلوم من ثمرہا او دفع بذرہ الی من یزرعہ فی ارضہ بجزء معلوم من الزرع فکل ہذہ المعاملات جائزۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دفع خیبر الی الیہود علی ان لہم نصف الثمر والزرع ولانہ عقد علی منفعۃ یجوز بالاجرۃ فجاز بجزء مما یخرج منہا کالمضاربۃ وعن احمد روایۃ اخری لا یجوز لانہ عقد علی منفعۃ فلم یجز بعوض مجہول کما لو قال بعتک منفعۃ ہذا العبد بنصف کسبہ ولانہ عقد یجوز بالذہب والورق فلم یجز بالمجہول کالاجارۃ ولنا ان ہذا عقد علی ما یخرج من الارض فجاز ان یکون العوض بعضہ کالمضاربۃ ولانہ عقد علی منفعۃ یجوز بالاجرۃ فجاز بجزء مما یخرج منہا کالمضاربۃ وعن احمد روایۃ اخری لا یجوز لانہ عقد علی منفعۃ فلم یجز بعوض مجہول کما لو قال بعتک منفعۃ ہذا العبد بنصف کسبہ ولانہ عقد یجوز بالذہب والورق فلم یجز بالمجہول کالاجارۃ ولنا ان ہذا عقد علی ما یخرج من الارض فجاز ان یکون العوض بعضہ کالمضاربۃ

اور اگر یون کہی کہ تو کہیتی کاٹ جسقدر تو کاٹیگا تو اُسکا آدہا تیرا ہی تو یہہ صورت ابن
قاسم کے نزدیک جائز ہی اور سحنون روایت کرتے ہین کہ درست نہین ہی اور اگر کہی
کہ میرا زیتون جہاڑ دی جسقدر تو اوٹھاویگا تو تجکو اوسکا آدہا ہی تو یہہ عقد ابن قاسم
کے نزدیک درست نہین اور اسکو عبد الملک بن حبیب نے اختیار کیا ہی۔ پس اگر یون کہے
کہ میرے سو دینار جو فلان شخص کے ذمہ ہین انکو تو وصول کر دی تو اُنکا دسوان حصہ
تیرا ہی ابن قاسم اور ابن وہب کے نزدیک درست ہی اور اشہب کے نزدیک ناجائز ہی اور اگر
یہہ کہی کہ میرا قرض جو فلان شخص پر ہے وہ وصول کر دی تجکو دہ یکی دینگا اور مقدار قرض کی
بیان نکری تو ابن وہب کی نزدیک جائز ہوگا اور ابن قاسم اور اصبغ نے اوسکو جائز کہا
ہے جو لوگ اسکو ناجائز کہتے ہین اونہون نے اسکو اجارہ ٹھہرایا ہی اور اجرت اسمین
مجہول ہی اور صحیح یہہ ہی کہ یہہ صورت اجارون کی جنس سی نہین بلکہ مشارکتون کی قسم
سی ہی اور اسپر امام احمدؒ نے نص کی ہی اور سنت اسپر دلالت کرتی ہی چنانچہ مسند اور سنن
مین رافع بن ثابت سی مروی ہی کہ اونہون نے فرمایا کہ ہم مین سی کوئی زمانہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اپنی بہائی مسلمان کا لانگہوڑا ایسا تہا اِس شرط پر کہ جو مال اضیت یا اوسکی
ہاتہہ لگی اُسمین سے آدہا یا دہ یا ہے اور آدہا مالک۔ اور ہم مین سی کسیکے حصہ مین بہال اور پر ہوتے
اور دوسری کے لئی تیر کا نیزہ یعنی تیر مین نصف کی تقسیم اسطرح ہوتی اور اسکی اصل یہہ ہے

وان قال احصل لی ما حصلت فلک نصفه وروی سحنون انه لا یجوز وقال اقبض زیتون فلک نصفه

وان کان احد الشریکین اکثر عملا بامر صاحبه فالربح بینهما علی ما شرطا

وان کان احدهما اکثر عملا بغیر امر صاحبه فالربح بینهما نصفان

وان کان احدهما

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین خیبر کو یہود یونکو دیا کہ اسمین کما دین اور جو کچھ
میوہ یا غلہ پیدا ہوا وسکا آدہا دیوین اور مسلمانونکا اتفاق ہی مضاربت کے جائز ہونیپر
اور اسمین یہی ہوتا ہی کہ مال اُس شخص کو دیا جاتا ہی جو اس سی تجارت کری اور اوسکی نفع
مین سے کوئی حصہ مالک کا ہوتا ہی اور جو لوگ اس معاملہ کو ناجائز کہتی ہین اونکی پاس
کوئی دلیل نہین بجز اسکی کہ اسمین اجارہ کی جنس مین سی گمان کرلیا ہی مجہول اجرت
کے عوض مین اور یہین وجہ مساقات اور مزارعت کو باطل ٹھہرایا ہی اور مضاربت
کو خلاف قیاس کہتی ہین اس گمان سی کہ وہ بھی اجارہ ہی جسکی اجرت کی مقدار معلوم
نہین اور امام احمدؒ کے نزدیک یہہ سب معاملات اجارہ کی نسبت کرپاک اور حلال زیادہ
ہین بسوا سطی کہ اجارہ مین اجارہ دینے والے کی اجرت یقینا سلامت رہتی ہی اور اجارہ
لینے والا عوض کی سلامت رہنی اور ہلاک ہونیمین متردد رہتا ہی تو وہ خطرہ مین ہی حالانکہ
عدل کا قاعدہ معاوضونمین یہہ ہی کہ دونو معاملہ کرنیوالے بیم ورجا مین برابر رہین
اور یہہ بات مزارعت اور مساقات اور مضاربت اور تمام معاملات مین جو ان سی ملتی ہین
حاصل ہے اس لئے کہ اگر نفع بچا رہیگا تو دونو کے واسطے بچا رہیگا
اور جاتا رہیگا تو دونو کے واسطے جاتا رہیگا اور یہہ بہت عمدہ عدل ہے۔
اور منع کرنے والون مین سے پچھلے لوگ ابو سعید خدری رضؓ کی حدیث کو حجت لاتے ہین

من اباح المعین بجزء من ثمرہ
وسائر الصور الملحقۃ بذلک وقال
المنفعۃ ان تساوت تساوت الظنون
الحسن العدل والجمع المتاخرون
جواز المضاربۃ وانما فرع
ما یجیء منہا مین ثمرہ
ونسلہ فہو لہ علیہ کذا
ان الذہب صلی اللہ علیہ وسلم
ما لا یعلم الا بمشقۃ
بجہول اول من ابطل
وقال لا یصلح بعض
ظنہم انہا اجارۃ
واحمل عنہ من الباب
واحمل من المواجح
بجہول المبوجر علی
یزید دین
فی العوض فی
فی الجاہ والمساقاۃ والمضاربۃ
ثلثت تلفت علیہما وضمن
فی الاجارۃ بعض

جسکو دارقطنی نے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیسنے والیکے پیمانہ سے منع فرمایا اور یہہ حدیث صحیح نہین ہوتی اور مین نے شیخ الاسلام سے سنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ یہہ حدیث موضوع ہی اور ہمارے بعض اصحاب نے اس حدیث کی یہہ معنی کہی ہین کہ یہہ نہی ڈہیری کے پیسنے سے ہی جسکے پیمانے معلوم نہون کہ ڈہیری کو اوسمین سے ایک پیمانہ کے عوض بیچے اسوجہ سے کہ باقی مجہول رہتی ہے تو یہہ صورت ایسی ہوئی جیسے ڈہیری کو فروخت کرے اور ایک پیمانہ کو نہ بیچے پس اگر پیمانے معلوم ہون اور کہے کہ ان دس پیمانونکو انمین سے ایک پیمانے کے عوض بیچدی یہہ پیمانہ دانونکا ہو خواہ آٹے کا اگر دانونکا ہوگا تو یہہ صورت ہوئی کہ تو پیمانے گیہون پیسنے کو ایک پیمانہ کے عوض ٹہیکہ لیا اور اگر آٹے کا ہوگا تو یہہ ہوا کہ آٹے مین شرکت ہوئی کہ دسوان حصہ پیسنے والیکا اور نو حصے مالک کے۔ اب اگر کوئی کہے کہ تمہارے نزدیک شرکت عوض کے بدلہ مین درست نہین تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ صحیح نزدورواینمین سے یہہ ہی کہ اسطرحکی شرکت صحیح ہے اور اگر ہم دوسری روایت کی بموجب کہین تب بھی اسصورتکو مساقات اور مزارعت مین ملانا اسباب کی مضاربت مین ملانیکی نسبت کرا ولی ہی اسلئے کہ اسباب سے مضاربت کرانی متضمن ہی تجارت کو اور اوس مال مین تصرف کرنیکو اسطرح کہ اوسکو دوسرے مال سے بدل لے بخلاف اسصورت کے کہ اسمین یہہ بات نہین پائی جاتی اب اگر یہہ کہا جاوے کہ

غلہ کو ایسے شخص کو دینا جو اوسکو پسند ہی اور پسے ہوئے آٹے مین سے کوئی حصہ
اجرت مین لے لے یا سوت بُننے والیکو دی کہ اوسکو بُنکر اجرت کپڑے مین سے
کوئی حصہ لے تو اس سی دو خرابیان لازم آوینگی اول یہہ کہ مقدار اجرت کا
پیسنا اور بُننا اجارہ کی رو سی تو عامل کو دینا چاہیئے اور اجرت ہونیکی حکم سے
عامل اوسکی لینی کا مستحق ہی اور یہہ دونو باتین ایکدوسرے کے خلاف ہین اسلئی
کہ اول صورت مین مستاجر سی اوسکا مطالبہ ہونا چاہیئے اور دوسری صورت مین مستاجر
کا مطالبہ اجارہ دینی والے سی ہونا چاہیئے دوسری خرابی یہہ ہی کہ جس چیز پر عقد ہوا ہے
اوسمین کا کچھہ حصہ خود ہی عوض بھی ہی اور یہہ نہین ہوسکتا تو اسکا جواب یہہ ہے
کہ یہہ خرابیان اس سی پیدا ہوتی ہین کہ اسصورتکو اجارہ گمان کرلیا حالانکہ ہم بیان
کرچکے کہ یہہ معاملہ باہم شرکت کی قسم سی ہی اور اگر مان لیا جاوے کہ یہہ اجارہ ہی کی
قسم سی ہی تب بھی کچھہ تناقض نہین اسلئی کہ استحقاق کی جہت مختلف ہی یعنی جس
جہت سی کہ مستاجر پانیکا مستحق ہی وہ اور ہی اور جس جہت سی دینی کا مستحق ہی وہ
اور ہی تو اسمین کیا خرابی ہی اور یہہ جو کہتی ہو کہ جس چیز پر عقد ہوا اوسیکا حصہ
عوض ہی یہہ بھی نہین اسلئی کہ عقد تو مستاجر کے کام پر ہوا ہے پس معقود علیہ کام ہی
اور چیز کے کسی حصہ سی فائدہ اور یہہ بات شرع اور قیاس کی رو سی متصور ہے

دفع اعتراض من یقول ان ما ذکرتم من ان الاجرۃ لا تستحق الا بالعمل
یخالف ما ذکرتم من ان الاجرۃ تستحق بالعقد فی الاجارۃ الفاسدۃ
اعتراض ہو کہ جو تم نے کہا کہ اجرت عمل کے بغیر مستحق نہین ہوتی
اور جو تم نے کہا کہ اجارہ فاسدہ مین اجرت عقد کے ساتھہ مستحق ہوجاتی ہی
یہ دونو باتین باہم مخالف ہین

ان ما ذکرنا من ان الاجرۃ لا تستحق الا بالعمل فی الاجارۃ الفاسدۃ
انما نشأ من ظن ان المعقود علیہ فی الاجارۃ الفاسدۃ ہو المنفعۃ
ہمارا کہنا کہ اجارہ فاسدہ مین اجرت عمل کے بغیر مستحق نہین ہوتی
یہ اسسے پیدا ہوا ہی کہ ہم نے گمان کیا کہ اجارہ فاسدہ مین معقود علیہ منفعت ہی

وذلک غیر صحیح لان المعقود علیہ فی الاجارۃ الفاسدۃ ہو العین
وہ صحیح نہین اسلئی کہ اجارہ فاسدہ مین معقود علیہ عین ہی

وفی الاجارۃ الصحیحۃ ہو المنفعۃ فالمعقود علیہ فی الاجارۃ الفاسدۃ
اور اجارہ صحیحہ مین منفعت ہی پس اجارہ فاسدہ مین معقود علیہ

کالمعقود علیہ فی البیع الفاسد فکما ان المبیع فی البیع الفاسد
بیع فاسد کے معقود علیہ کی مانند ہی پس جسطرح بیع فاسد مین مبیع

یملک بالقبض بجہۃ الشراء ویستحق الثمن بالتسلیم بجہۃ البیع
قبضہ کرنیسے خریدنیکی جہت سی مالک ہوجاتا ہی اور ثمن سپرد کرنیسے بیع کی جہت سی

فکذلک المنفعۃ فی الاجارۃ الفاسدۃ تملک بالقبض بجہۃ الشراء
مستحق ہوجاتا ہی اسیطرح اجارہ فاسدہ مین منفعت قبضہ کرنیسے خریدنیکی جہت سی

ویستحق المسمی بالتسلیم بجہۃ الاجارۃ ولکونہا مستحقۃ علی العاقد
مالک ہوجاتی ہی اور مسمی سپرد کرنیسے اجارہ کی جہت سی مستحق ہوجاتا ہی اور اسلئی کہ منفعت عاقد پر

بجہۃ حق اللہ تعالی لا یتقضی
حق اللہ کی جہت سی

کما فی المستاجر وکونہا مستحقۃ علیہ بجہۃ حق العبد یتقضی
جسطرح مستاجر پر حق عبد کی جہت سی مستحق ہوتی ہی اور یہہ تقضی

مطالبۃ المستاجر ان یبقی بعض المعقود علیہ
مطالبہ ہی مستاجر کا کہ باقی رکھے بعض معقود علیہ

حتی یستوفی کل المعقود علیہ
یہانتک کہ پورا کرلے کل معقود علیہ

وہذا لان المعقود علیہ فی الاجارۃ الفاسدۃ ہو العین
اور یہہ اسلئی کہ معقود علیہ اجارہ فاسدہ مین عین ہی

لا المنفعۃ حتی لا یجب الاجر فلا تناقض کذا فی المحیط
منفعت نہین یہانتک کہ اجرت واجب نہین ہوتی پس تناقض نہین ہی ایسا ہی محیط مین ہی

ولا یستحق الا بتسلیم المعقود علیہ
اور مستحق نہین ہوتا مگر معقود علیہ کے سپرد کرنیسے

وانما کان کذلک لان بعض المعقود علیہ فی الاجارۃ الفاسدۃ
اور یہہ اسلئی ہی کہ بعض معقود علیہ اجارہ فاسدہ مین

یقابلہ بعض الاجر عقدا وقیاسا
مقابل ہوتا ہی بعض اجرت کے عقد اور قیاس کی رو سی

وفی الاستحسان یجب بقدر ما استوفی من المنفعۃ
اور استحسان کی رو سی واجب ہوتی ہی بقدر اس منفعت کے جو حاصل کرلی

فاما کون بعض المعقود علیہ عوضا فواضح
پس بعض معقود علیہ کا عوض ہونا تو واضح ہی

تو ظاہر ہوا کہ اِسباب کی صحت بموجب نص اور قیاس کے ہی مگر جب خوف ہو کہ مالشر
ایسے حاکم کے یہان پیش ہو جو اسصورت کو باطل ٹھہرا دی تو حیلہ یہہ ہی کہ مستاجر
کو مثلاً چوتہائی سوت خواہ غلہ دیدی اور کہی کہ باقی اسقدر کے بدلے مین بُن دے
یا پیسدی اسصورت مین سوت اور غلہ مین دونو شریک ہو جاوینگے تو جب اوس مین
شریک ہوینگے تو بعد کا معاملہ درست ہوگا اور جس قدر پر دونونے شرط کرلی ہوگی
دونو مین اوسیطرح ہوگا۔ اور تعجب یہہ ہے کہ مانعون نے اوسصورت کو اسوجہ پر جائز
رکہا ہی اور اسکو مشارکت ٹھہرایا ہی نہ اجارہ تو بہلا اصل صورت ہی سی مشارکت
کہکر کیون جائز بنایا معاملات مین تو اعتبار مقصودون اور حقیقتونکا ہی ہوتا ہی صورتون
اور لفظونکا چوبیسوین[۲۴] مثال یہہ ہی کہ جس صورتمین کسی شخص کا قرض دوسرے پر ہو اور اوسکا
مال ہو وہ غائب ہو جاوے تو صحیح تر امام احمدؒ کے دو قولونمین سی یہہ ہی کہ حاکم غائب
شخص پر حکم کردی باوجود اوسکی اپنی حجت پر باقی رہنے کے اور یہی مذہب امام
مالک اور شافعیؒ کا ہی پس اگر حاکم حنفی ہو جسکے نزدیک غائب پر حکم کرنا درست نہو
تو حیلہ یہہ ہی کہ ایک شخص آکر مدعی کے لئے اوس قرض کا جو غائب پر ہی ضامن ہو جاوے
اور اپنی ضمانت کا اقرار حاکم کے سامنے کردی مگر یون کہی کہ مین نہین جانتا کہ اوسکے
ذمہ اسکا کتنا قرض ہی اور نہ یہہ جانون کہ ہی بہی یا نہین لیکن جسقدر ثابت ہو جاویگا

کہ اوسکے ذمہ ہے اوسقدر کا مین ضامن ہون اِسصورتمین قاضی مدعیکو حکم
کریگا کہ اپنا قرض اور اوسکی مقدار ثابت کر اور قاضی ضامن کو غائب کیطرف سے جوابدہ ٹہراوے
اسلئے کہ وہ اُسکی ذمہ کے قرض کا ضامن ہوا ہی اور ضامن پر حکم جائز نہین جب تک
کہ اوس شخص پر نہووے جسکی طرف سے ضمانت ہوئی ہی پہر وہی حکم ضامن پر ہوگا اِسلئے
کہ ضامن اوسکی فرع ہی تو جبتک مال اصل پر نہ ثابت ہوگا فرع پر بھی نہوگا پچیسوین ۲۵
مثال یہ ہی کہ ایک شخص کا مال دوسرے نے بزور چہین لیا اور خفیہ تو اُسکی چیز کا اقرار
کرتا ہی اور ظاہر مین انکار کرتا ہی تو حیلہ یہ ہی کہ مالک اُس چیز کو کسی معتبر شخص کی ہاتہہ بیچدے
اور اس بیع پر گواہ کردی پہر کچہہ مدت کے بعد اُس چیز کو غاصب کے ہاتہہ فروخت کردی
مگر مدت اتنی ہو کہ گواہ اوسکو جان لین تاکہ اداء شہادت کیوقت اُسکا یقین کرین
اگر غاصب گواہ گذرانیگا کہ یہ ہی ہاتہہ فروخت کردی ہے تو جس شخص کے ہاتہہ اوس شی
کو پہلے فروخت کردیا تہا وہ اپنی گواہ پیش کریگا چھبیسوین ۲۶ مثال یہہ ہی کہ جس صورت
مین ایک شخص کو کسی نے قرض دیا اور اوسکی میعاد ٹہہرادی تو یہہ میعاد مہلت کی
لازم ہوگی دو مذہبون مین سے صحیح تر کے بموجب اور یہی مذہب ہی امام مالکؒ
کا اور ایک قول ہے امام احمدؒ کے مذہب مین اور جس امر پر نص ہے وہ یہہ
ہے کہ میعادی نہین ہوتا ہی چنانچہ یہی قول امام شافعی اور امام اعظمؒ کا ہے

فان ضامن به فان القاضي يكلف المضمون ان يثبت
المال ويقضي له وبحبسه ان لم يثبت
القاضي المضمون خصمها عن
الغائب لانه فرع المضمون عنه
ولا يحبس المطلوب حتى يحبس
المضمون حتى يحبس المضمون
فيما يثبت المال على الاصيل او يقر
المثال الخامس والعشرون اذا غصب
رجل شيئا فباعه من غيره
وقبضه وهو لا يعلم ان
الغاصب باعه ثم ان
المالك اخذ المبيع من
المشتري وليس له ان
يرجع على الغاصب
بما اخذ منه
لان المشتري
مغرور من
جهة
الغاصب

المثال السادس والعشرون اذا غصب
رجل شيئا فباعه من غيره
وقبضه وهو لا يعلم ان
الغاصب باعه ثم ان
المالك اخذ المبيع من
المشتري وليس له ان
يرجع على الغاصب
بما اخذ منه
لان المشتري
مغرور من
جهة
الغاصب

وقول في
المثل
مغرور من
جهة
الغاصب

وقول الشافعي في
هذه المسئلة
كقولنا

اور مہلت کے ہونے پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہی یا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو)
اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اور یہہ قول یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ
(پورا کرو قرار ۱۲) (اے ایمان والو کیوں کہتے ہو مُنہ سے جو نہیں کرتے بڑی
مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اور یہہ ارشاد وَاَوْفُوْا بِالْعَہْدِ اور یہہ
(بیزاری ہی اللہ کو یہاں کہ کہو وہ چیز جو نکرو ۱۲) (اور پورا کرو قرار کو ۱۲)
قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ ایماندار اپنی شرط پر رہتے ہین اور یہہ حدیث
کہ منافق کی نشانیان تین ہین جب بات کہی تو جھوٹ بولے جب عہد کری تو وفا
نکرے اور جب وعدہ کری تو خلاف کری اور یہہ حدیث کہ قیامت کے روز ہر بیوفا
کے لئے ایک جھنڈا اوسکی بیوفائی کی برابر اوسکے سرین کے پاس کھڑا کیا جائیگا اور
آپکا یہہ ارشاد کہ بیوفائی مت کرو اور یہہ ارشاد کہ بیوفائی زیبا نہین اور منافق
کی صفت مین یہہ فرمایا کہ جب وعدہ کرتا ہی خلاف کرتا ہی اور وعدہ کے خلاف کرنا ان
اشیا مین سی ہی جنکی برائی اور قبیح جلنے پر خدا تعالیٰ نے بندونکی سرشت بنائی ہی اور اسی
بھی اگر حاکم ایسا ہو جو میعاد کو جائز نہ سمجھتا ہو تو حیلہ کرنا درست ہی اسطرح کہ قرضدار
مال والے کے مال کا حوالہ برس روز یا اوسکی مثل تک جتنی مہلت دونو کو منظور ہو دوسرے
شخص پر کردی اسصورت مین مال جس شخص پر حوالہ ہوا ہے اوسپر میعاد مذکور تک ہوگا
مانگنے والیکو قرضدار پر کچھہ سبیل نرہیگی اسلئے کہ حوالہ حق کو بدلدیتا ہی ساتھ اسکے
یہہ ہی کہ امام مالک فرماتے ہین کہ قرض کی مقدار مین قول مرتہن کا معتبر ہی بشرطیکہ
(بہ قسم ۱۲)

بشرطیکہ رہن کی قیمت سی زیادہ کا دعوی نکری یعنی مرتہن اگر قسم سی کہے کہ رہن کے
بدلہ مین مین نے اتنا قرض دیا ہی تو وہی معتبر ہوگا اگر گروچیز کے مول سی زیادہ نکہیگا
اور امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ اونکی خلاف پر ہین اور غلبہ امام مالکؒ
ہی قول لکہی ہی اور وہی ہمارے مشیخ کو پسند ہی اور اوسکی وجہ یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے رہن
کو اوس نوشتہ کا عوض اور قائم مقام ٹھہرایا ہی جو مقدار حق کا شاہد ہوتا ہی اسصورت
مین اگر مرتہن کا قول قبول نکیا جاوی تو رہن سی دستاویز کرنی نکمی ٹھہریگی اور راہن
دعوی کریگا کہ میری چیز ایک ادنی چیز کے عوض رہن ہی تو رہن مین کچہہ فائدہ نہوا
حالانکہ اللہ تعالی نے بندونکو آیت مداینت مین یعنی سورہ بقر کے اونیسوین رکوع
مین جسمین لین دین کا ذکر ہی ارشاد فرمایا کہ حقوق کی یادداشت لکہکر کرین اور لکہنی والیکو
لکہنی کا حکم فرمایا پہر دوبارہ اوسکو لکہنی کا امر فرمایا اور جسپر حق ہوا اوسکو حکم فرمایا
کہ لکہواوے اور خدا کا خوف کری اور حق مین سی کچہہ کم نکری یہہ باتین جو ہدایت فرمایین
تو انمین کامل یادداشت ہی کہ اونکی ہوتے ہوئے حق والیکو قسم کی ضرورت نہین اور گواہان
کو بلائی جانے پر انکار کرنیسی منع فرمایا اور اس سی کہ چہوٹی اور بڑی کے لکہنی سی ملال
و عاجزی کے باعث رک رہین اور خبر دی کہ یہہ بات ہمارے نزدیک بہت ٹہیک اور
نہایت درست ہی گواہی کے حق مین کہ گواہ جب اپنا خط دیکہیگا تو یاد کریگا اور گواہی

مالصریں عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم لا یغلق الرہن من صاحبہ
الرہن بما فیہ وعلیہ غرمہ وللشافعی فی الرہن قولان احدہما کقولنا والآخر
وہو اختیار المزنی انہ لا یصح الرہن بدون الحق وہو الاصح عندہم لان اللہ
جعل الرہن بدلا مما یکتب والمرتہن یطلب الوثیقۃ بالرہن فاذا تعذر
الاستیفاء من الرہن بطلت الوثیقۃ فلا یحصل مقصود المرتہن وہو قول
ابی حنیفۃ واحمد وقال مالک یصح الرہن بکل حق فاذا ہلک الرہن
فالمرتہن امین فی الرہن فان ہلک بتعد او تفریط ضمن وان ہلک
بغیر تعد لم یضمن لان ید المرتہن ید استیفاء فلا یضمن ما ہلک
فی یدہ کالمودع وقال الشافعی ہو رہن بما فیہ من الحق لان
قولہ صلعم لا یغلق الرہن من صاحبہ الخ یدل علی ان
الرہن لا یفک ما بقی من الحق شیء وہذا یدل علی ان
الرہن محبوس بکل الحق ولنا ان اللہ تعالی العباد فی الرہن
فائدۃ وہی الاستیثاق بالحق لان الحق لا یخلو عن
الجحود والمماطلۃ وفی الحبس معونۃ علی الایفاء
وبالحبس لا یحصل الاستیثاق وملاک
الشیء ملاک اجزائہ فیثبت
الحکم فی کل جزء
جزء

ادا کریگا اور اسمین تنبیہ ہی اسبات پر کہ گواہ کو چاہیئے کہ جب اپنا خط دیکھے گواہی
ادا کرے اور یقین سے کہے ورنہ خدا تعالیٰ نے جو وجہ لکھنے کی اقوم للشہادۃ یعنی
گواہی کے لئے یہہ بات بہت درست ہی فرمائی ہی اوسکا کچھہ فائدہ نہوگا اور خبر دی کہ
بہہ لکھہ لینا یقین سے قریب ہی پھر جب بیع موجود ہو جسمین ایک ہاتھہ لینا اور ایک
ہاتھہ دینا ہو تو اوسکے نہ لکھنے سے گناہ کو دور فرمایا یعنی اسطرح کے معاملات کے
نہ لکھنے کا کچھہ مضائقہ نہین ان سبکے بعد وہ چیز بیان فرمائی جس سے حقوق کی
یاد داشت رہے اوسصورتمین کہ آدمی لکھنے اور گواہی کرانے پر قادر نہو اور یہہ بات
اکثر سفر مین ہوتی ہی اسلیئے فرمایا وان کنتم علی سفر ولم تجدوا کاتبا فرہان مقبوضۃ
اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گرو ہاتھہ میں

تو یہہ آیت صاف دلالت کرتی ہی کہ رہن قائم مقام قبالہ اور گواہ ہونیکے ہی اور حق
کا گواہ اور خبر دینے والا ہی جیسے قبالہ اور گواہ حق کو بتلاتے ہین پس اگر مرتہن
کا قول قبول نکیا جاوے تو رہن دستاویز نہ رہیگا نہ اوسکی قرض کا نگاہبان نہ
قبالہ اور گواہ ہونگا عوض ہوگا اسلئے کہ راہن اوسکو مرتہن کے ہاتھہ سے نکال لیگا اور
کہیگا کہ مین نے تو ایکدرم اور اسکی مثل اور کسی ادنی قرض کے عوض رہن کیا تہا غرضکہ
جسبات کا ہم اعتقاد رکھتے ہین اللہ تعالیٰ کی اطاعت اوسمیں ہوتی ہی وہ اہل ذات
کا قول ہی اب اگر مرتہن کو خوف ہو کہ مقدمہ ایسے حاکم کے جاوے جو مرتہن کا قول

معتبر نجانتا ہو تو حیلہ رہن رکھنی کا یہہ ہی کہ راہن سی رہن کی قیمت پر اوسکو رہن رکھی اور
جس مقدار پر دونو متفق ہوئی ہین اوسقدر راہن کو دیدی اور راہن گواہ کر دی کہ باقی
قیمت اس شی کی مرتہن کے پاس امانت ہی یا اوسکی ذمہ قرض ہی جب ہین چاہونگا اوس سے
لے لونگا اسصورت سی دونو شخص اپنا اپنا حق لے سکینگے اور ایکدوسرے کے ظلم سے
محفوظ رہینگے اٹھایسوین مثال یہہ ہی کہ جب ایک شخص کے ہزار درم دوسرے پر ہون
اور اونکی بدلے مین کوئی چیز اوسکے پاس رہن ہو اور مال والا قرضدار سی درمونکا مطالبہ
کری اور رہن ظاہر کرنے سی ڈری کہ راہن یون کہدیگا کہ میری ذمہ مرتہن کا قرض نہین
اور جس چیز کو یہہ اپنی پاس رہن بتلاتا ہے وہ اسکی پاس میری امانت ہی یا اور کسیطرح
ہی تو حیلہ اس سی بچنی کا یہہ ہی کہ اول ہزار کا دعوی کری اگر راہن اوسکا اقرار کری
اور رہن کا دعوی کری تو اوس سی اپنا قرض بھرلے اور رہن حوالہ کر دی اور اگر قرض کا
انکار کری اور رہن کا مدعی ہو تو مرتہن حاکم سی کہی کہ اس سی پوچھو کہ جس چیز کا دعوی کرتا ہی
وہ میرے پاس کسوجہ سی ہی زبردستی چھین لی ہی یا امنگنی ہی یا امانت ہی یا رہن ہی پس اگر
راہن دعوی کری کہ اوسکی قبضہ مین رہن کی وجہ سی نہین ہی تو مرتہن سی قسم لیجاوی کہ
راہن کا دعوی جھوٹھے اور قسم مین سچا ہوگا رہن ثابت ہو جاویگا اور اگر راہن اقرار کری کہ رہن کے
طور پر اسی پاس ہی تو قاضی سی کہی کہ اس سی پوچھو کہ کتنی پر رہن ہے پس اگر مقدار حق پر اقرار کری تو مرتہن بھی اسکی چیز کا اقرار کری

اور اپنے حق کا طالب ہو اور اگر وہ مقدار حق مین سے کسیقدر کا منکر ہو تو مرتہن اوسکے
دعوی کے نہونے پر قسم کہاوے اور اس قسم مین یہہ سچا ہوگا انتیسوین[19] مثال یہہ ہے
کہ جب عورت اپنے شوہر پر دعوی کرے کہ اسنے جب سے مین اوسکے ساتھ آرہی ہون تا بہت برسون
سے مجکو نہ کہانا دیا نہ کپڑا اور بظاہر اور عرف کی رو سے وہ جھوٹی معلوم ہوتی ہو تو حاکم
کو حلال نہین کہ اوسکے دعوی کو سنے اور اوسکے شوہر سے جواب طلب کرے اسلئے کہ دعوی
کو جب ظاہر حال اور عادت معروف رد کردیتے ہین تو وہ جھوٹا ہوتا ہے اور اس جیسے دعوی
کو سننے اور مدعا علیہ سے قسم لینے مین اوس بات کی پشتی دینی ہے جسکو ظاہر اور عادت
جھٹلاوین اور شوہر کو اسبات پر مجبور کرنا ہے کہ ہر وقت خرچ دینے پر گواہ کیا کرے۔
اور اگر شوہر حاکم سے کہے کہ اس سے پوچھو کہ یہہ کہان سے کہانا پیتی پہنتی تھی تو حاکم
کو نہین پہنچتا کہ کہے کہ عورت کے ذمہ جواب دینا لازم نہین پھر اگر وہ عورت کسی اجنبی کا
نام نفقہ دینے مین لیوے تو حاکم اوس سے گواہ طلب کرے اور اگر کہے کہ مین اپنے آپکو خود
کھلاتی تھی تو اوسکا جھوٹ ظاہر ہے اسصورت مین حق وہی ہے جو امام مالک رح اور مدینہ
منورہ کے فقہا فرماتے ہین کہ نفقہ کیواسطے بیبی کا دعوی ظاہر کے بھی مخالف ہے اسلئے کہ
نفقہ کا وجوب خاوند پر ہے اور وہی اوسپر قائم ہے اور عورت اسبابین شوہر کی غیبت
کا دعوی کرتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین برس مکہ معظمہ اور دس برس

مدینہ منورہ مین تشریف رکھی مگر کسی خاوند کے ذمہ کبھی خرچ اور لباس ایام گذشتہ کا لازم نہین فرمایا اسیطرح آپکی خلفاء راشدین نے آپکے بعد اور صحابہؓ اور تابعینؒ کے زمانہ مین کسی پر لازم نکیا نہ کوئی شوہر اسمقدمہ مین عہد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی اصحابؓ و تابعینؒ کے عہد مین قید ہوا نہ اپنی بیبی کے مہر مین محبوس ہوا سب عورتین محفوظ اپنی اپنی گھرونمین بیٹھی رہتی تہین حاصل یہ کہ دعوے اگر ایسا ہو جسکو عرف اور عادت رد کرتی ہون تو اوسکی شنوائی درست نہین اور اسیوجہ سے امام مالک کی تابعین کہتے ہین کہ جب ایک شخص ایک گھر پر قابض ہوا اور مدت سے بنائے اور بگاڑنے اور کرایہ دینے اور آباد کرنے کا تصرف کرتا ہو اور اسکو اپنا کہتا ہو اور دوسرا شخص اسحال سے واقف ہو اور برابر اوس مدت تک دیکھتا رہا ہو اور کبھی نکہا ہو کہ میرا بھی اس گھر مین کچھ حق ہے اور نہ کبھی اول شخص سے اوسکی باب مین جھگڑا ہوا باوجودیکہ کوئی مانع بھی نہو کہ مثلاً حاکم کا خوف ہو یا کسی ضرر کی توقع ہو یا قابض کی ساتھ کچھ اپنی قرابت ہو یا شرکت ہو یا کوئی اور ایسا ہی سبب ہو جس سے آدمی چشم پوشی کیا کرتے ہین پھر بعد دوسرا شخص اگر اوس گھر کا دعوی کرے اور گواہ قائم کرنیکا ارادہ کرے تو اوسکا دعوی مسموع نہوگا گواہونکا قبول ہونا تو درکنار رہا مین کہتا ہون کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو ظن اس ظاہر حال سے حاصل ہوتا ہے

فصل فی ما لا یسقط بالتقادم

وکسوق غاصبۃ وکل مال

خلفاءہ الراشدین و من

وعصر التابعین ولا یحبس

علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم وعلی خلافہ

معہ صبیانہ بین یدیہا

ولا علی احد من بعولتہن

وان کان معہا

وان قال احلف

وان طال مکثہ

فعل ذلک

مع ذلک

مع علمہ

ضرر

ولا اثر

ولا شک

الظن المستفاد

قلت

فصل

تقدیم

وہ اوس ظن کی نسبت کہ بہت قوی ہی جو شہادت سے یا گواہی سے قسم سے یا
صرف قسم کے انکار سے حاصل ہوتا ہی اور نیز مرد کو اپنی بیبی پر خرچ کرنیکا
اختیار اور حکومت حاصل ہی تو عورت مرد کے ساتھہ ایسی ہی جیسا لڑکا اپنی ولی
کے ساتھہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا
اور مت پکڑا دو بیقلوں کو اپنے مال جنکو اللہ نے تمہاری گذران
وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ ایسا نکر کہ جو مال
اور اونکو کھانا دیتے رہو اور پہناوا
تجکو خدا تعالی نے عطا فرمایا اور اسکو تیری معاش ٹھہرائی تو اسکو اپنی بیبی اور
بیٹیونکو دیدی اور وہی لوگ پہر اپنی لباس اور روزی اور مشقت مین تیرے سریک ہون اس
روایت سے معلوم ہوا کہ بیوقوف عورتین اور لڑکی ہین اور اللہ تعالی نے خاوندونکو
عورتونپر حاکم مقرر فرمایا ہی جیسے لڑکی کے ولی کو لڑکی پر حاکم بنایا ہی اور حاکم اوسپر
امین ہی تو جو شخص عورت کا قول خواہ لڑکی کا قول بعد بالغ ہونیکے اسبابمین قبول کرتا ہی
کہ خرچ انکو نہین پونہچا تو وہ عورت اور لڑکے کو خاوندون اور ولیونپر حاکم
بناتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتونکو اور غلاموں کے نفقہ مین برابری فرمائی اور
عورت کو عانی ٹھہرایا عانی کے معنی قیدی کے ہین اور وہ ایک قسم کی غلامی ہے
چنانچہ عورت کے بابمین ارشاد فرمایا کہ اوسکو جس چیز مین سے خود کھاوے اوسمین سے
کھلاوے اور جو خود پہنے اوسمین سے اوسکو پہناوے اور اسی جیسا ارشاد غلام کے بابمین فرمایا ہی

تو معلوم ہوا کہ مرد اپنی بیبی اور غلام اور اولاد کے نفقہ دینے مین اپنی ہی بہبت سی کہ وہ اونکا خدمتگذار ہی اور اللہ تعالی نے خاوند پر ہرگز واجب نہین فرمایا کہ عورتونکو کہانے اور سالن اور دراہم کا مالک کردیا کرین بلکہ اُنکو کہانا اور کپڑا اسی طرح کہلانا پہنانا واجب کیا ہی اور مالک کردینی کا واجب کرنا اُن باتونمین سی ہے جسپر کتاب دلالت کرتی ہی نہ حدیث نہ کسی صحابی اور تابعی کا ارشاد نہ چارون اماموں مین سے کسیکا قول اسلئے کہ ان چارونمین بعضے غلہ سے نفقہ کا اندازہ کرنیکی قائل ہین جیسے امام شافعیؒ اور بعضے عرف پر چھوڑتے ہین اور یہہ لوگ جمہور ہین مگر سلف سے کسی سی ثابت نہین ہوتا کہ نفقہ کا اندازہ درہمون سی کیا ہو پھر اسمین بھی ہی کہ جو چیز عورت کی لئی واجب ہی یعنی غلہ خواہ جو عرف مین ٹھہری اوسکو چھوڑکر اوسکی بدلہ کا واجب کرنا ہوتا ہی اس سی معلوم ہوا کہ دراہم کا مقرر کرنا تمام سلف کے لوگون اور اماموں کے قول کے مخالف ہی خلاصہ یہہ کہ دعودن مین حکم کی بنا رگمان غالب پر ہوتی ہی جو کبھی تو اصل کے بری ہونیسی حاصل ہوتا ہی کبھی اقرار سی کبھی گواہون سے کبھی قسم کی انکار سی اس انکار کے ساتھہ طالب کی قسم ہوکر نمانی گئی ہو یا قسم نہوئی ہو اور یہہ سب امور اس طرح ہین کہ حق کو کہلا بیان کردیتے ہین تو یہہ بینہ ہین اور بینہ کو گواہون کے لئے خاص کرلینا عرف خاص ہے

ورنہ بینہ اوسی چیز کا نام ہی جو حق کو بیان کردی اسصورت مین سچ کا گمان جس شخص کیطرف سی قوی تر ہوگا اوسیکو اوسی حکم کا ہونا بہتر ہے اور اسی بنا پر جسجگہہ گواہ ہون اقرار نہ قسم سی انکار نہ کوئی وقت کا حاضر اوسجگہہ ہم مدعا علیہ کی جانب کو اصل مین بری ہونیکی گمان پر مقدم رکھتے ہین اور اسیطرح اگر اوسکی جانب مین حد ہو اور قسم سی اُسکا بیکار کردیتا ہو اور لوگونکا اتفاق ہی کہ جو عورت تخت کی رات مین مرد کے پاس بھیجدی جاوے اگرچہ مرد نے اوسکو پہلے نہ دیکھا ہو اور نہ کسی نے اوسکی پہچان اوسکو بتلائی ہو بدون شرط لگانے دو گواہون عادل کی گواہی کے اسبات پر کہ یہ وہی عورت ہی جسکی ساتھہ نکاح ہوا ہی مرد کو اوس سی صحبت کرنی درست ہی ظن غالب پر اکتفا کرنی کے اعتبار سی بلکہ اوس یقین پر اکتفا کرنیکی رو سی جو شاہد حال سی حاصل ہوتا ہی اسیطرح فقیر کو ایسی چیز کا کہانا جو لڑکا اوسکو گہر مین سی نکالکر ٹکڑا دغیرہ دیدے شاہد حال کے اعتبار پر درست ہی۔ اسیطرح حال موجود پر غیر چیزون کی بیع مین اکتفا کرلیجاتی ہی کہ بدون زبان سی کہی خرید و فروخت ایسی اشیا کی دینی اور لینی سی ہوجاتی ہی اور حال ہی کو دیکھکر کنواری عورتکی سکوت پر اجازت لینی کیوقت اکتفا کیجاتی ہی اور سکوت ہی کو دلیل رضامندی کی ٹھہرالی ہی۔ اور ایسا ہی حال معاملات ہدیون اور احسانونمین ہی کہ لوگ صرف تقسیم کرنیوالیکے قول پر یا دو شخصون کے

قول پر کفایت کرلیتے ہین اور یہی حال قیافہ شناس اور دو قیافہ والونکی قول کا ہے
اور جس شخص کا حال ازادی اور رشد کا معلوم نہوا وسکا معاملہ اور اسکی کہانے اور
ہدیہ کے قبول کرنے اور اوسکی گہر مین جانیکا حال بھی یہی ہی اور شارع نے ایک
اندازہ کرنیوالیکے قول پر گمان کی جگہہ کفایت کی اور شکار کے بدلہ مین دو شخصونکی
قیمت مقرر کرنے پر اور رمضان مبارک کے چاند دیکھنے مین ایک کے قول پر اور افطار
کے بابمین موذن واحد کے قول پر اور بہت سی فقہا نے چھوٹے لڑکے کی نسب
لگانے مین جب دو مرد یا زیادہ اوسکی مدعی ہون اوسکی طبیعت کی خواہش پر کفایت
کی بسبب اعتماد کرنے اوس ظن کے جو رغبت سی حاصل ہوتا ہی اور یہہ ظن نہایت
کم درجہ کا ہی اور یہین جہت اسکا رتبہ نسب لگانے مین فقہا کے نزدیک آخر مین ہے
جب قیافہ شناس نہوا اور اسیطرح پائی ہوئی چیز کے اوصاف اگر کوئی بتلادے تو
اوصاف بتانے کے گمان پر چیز کو اوسکے حوالہ کرنا اور دیدالنی کے واجب یا جائز
ہونے پر تکیہ کرنا ہی اور اسیطرح طہارت اور نجاست کی علامات پر اور قبلہ پر اور ناپنے
تولنے والے کی قول پر اور بہت سی فقہا نے مدعا علیہ کی حبس کرنیکو دو مستور الحال
شخصونکی گواہی سی کہا ہی جبتک کہ اونکی عدالت ثابت ہو اسلئے کہ غالب یہی ہے کہ
مستور الحال عادل ہی ہوگا تو دیکھو ایکمرد مسلمان کا حبس کرنا اس جیسی گمان سی جائز

وکذا العمل بالقرائن والعلامات
وعاملہ مجہول الحقیقۃ
والتبسم واکل طعامہ
وقبول ھدیتہ وادخالہ
فی محل النظر والتبسم
فی اجزاء الصلوٰۃ
ورمضان وقبول قول الواحد
کثیر من الفقہاء فی شہادۃ
المستفاد من مثل طبیعۃ
وکذا کان فی اخر
غنیۃ عالم القرائن وکذا
رقم القطیفۃ وجوازہ علی
من وصف لہ اوصافہا وکذا
علی امارات الطہارۃ
وقبول قول الکیال
وقال کثیر من الفقہاء
بحبس المدعی علیہ بشہادۃ
الغالب من المستورین
فاستجاز واعتمدوا
الرجل المسلم مثل ھذا الظن

رکھا اور فقہا یہہ بہی کہتے ہین کہ اقرار کرنیوالے کیلیے مقابل مین گواہی مسموع ہونی
چاہیئے گو دو نو گواہ یہہ نہ بیان کرین کہ مقر اپنے اقرار کیوقت اہل اور لائق اقرار کے
تھا اسلیئے کہ ظن یہی ہے کہ عاقل اور خود مختار ہوا اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین
اُس گواہ کا حال نقل فرمایا ہے جسنے قرینہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کے بری ہونے
پر گواہی دی تھی اور یہہ کہا تہا اِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ
اگر ہے اوسکا کرتا پہٹا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا
وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ - آخر قصہ تک اور اللہ تعالی
اور اگر ہے اوسکا کرتا پہٹا پیچھے سے تو یہہ جھوٹی اور وہ ہے سچا
نے اسکا نام علامت رکھا اور یہہ بینہ کی نسبت کرکا مل تر ہے اور نقل جو فرمایا تو اسی
جہت سے کہ ثابت اور مقرر ہو جاوے اور اسی قسم سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم
اُس لڑکے کے باب مین جسمین دو عورتون نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑا کیا
اور آپ نے لڑکا بڑی عورت کو دلوادیا وہ دونو وہانسے نکلکر حضرت سلیمان کے
پاس آئین اور اون سے ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ایک چھری لاؤ کہ اس لڑکے
کے دو کرکے دونو کو آدہا آدہا دون اور اسیطرح فرمایا کہ آنہون نے وہم کرلیا کہ ایسا ہی
کرینگے پس چہوٹی عورت نے کہا کہ آپ اسکے دو ٹکڑے نکیجے یہہ لڑکا بڑی عورت کا ہے آپ نے
وہ چہوٹی عورت کو دلوایا اسلیئے کہ دیکہا کہ بڑی عورت کو اطمینان اور تسلی ہو گئی کہ جیسا
میرا لڑکا گیا اسکا بھی جاتا رہیگا اور چہوٹی مین شفقت مادری ملاحظہ فرمائی کہ لڑکے کو

زندہ رہنی اور دیکھنی پر مطمئن ہوئی گو دوسرے کے پاس ہوا ور حضرت سلیمان ؑ کے
حکم کو سوچکہ لڑکا چھوٹی کو دلوادیا باوجودیکہ وہ بڑی کے لئے اُسکا اقرار کرچکی تھی تو
اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ اگر اقرار کے جھوٹا ہونیکی علامتین ظاہر ہون تو اوسکی طرف التفات
نہین کیا جاتا اور ایسے اقرار کا ہونا نہونا برابر ہی اور ایسا ہی اگر اقرار کرنیوالا غلطی کرے
یا بھول چوک جاوی یا ایسا اقرار کرے جسکا مضمون نہ پہچانا جاوے تو اس اقرار پر پکڑا
نجاویگا اور ایسا ہوگا جیسے زبردستی اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ نے لغو قسم پر گرفت
دور فرمائی اسلئے کہ قسم کہانیوالے نے اُسکی علت غائی مراد نہین لی اور خبر دی کہ وہ
گرفت دلکی فعل کی فرماتا ہی اور ظاہر ہی کہ خطا کرنیوالی اور بھولنے والے اور جاہل اور مجبور آدمی
کے الفاظ کا مضمون دلمین کچھہ بھی حاصل نہین ہوتا اور مقصود یہہ ہے کہ جس شوہر پر جھوٹا
دعوی ہوا ہو کہ اوسنے اُن برسونگا خرچ اور لباس نہین دیا مثلاً ایسی طرح کہ معلوم ہوجاوے
کہ عورت اُسپر جھوٹ بولتی ہی تو حاکم کو جائز نہین کہ عورت کی دعویکو سنے اور مرد سے جوابدہی کا مطالبہ
کری اور اس دعوی سے چھوٹنے کی تدبیرین مرد کے لئے کئی ہین اول یہہ کہ کہی کہ جس دعویکو عادت اور
عرف اور ہمسایونکا معاینہ جھوٹ کہی وہ کیسے صحیح ہوسکتا ہی دوم یہہ کہ حاکم سے کہی کہ اس
سے پوچھو اسپر کون خرچ کرتا تھا پس اگر عورت دعوی کری کہ شوہر کی سوا دوسرا مرد خرچ کرتا
اور شوہر کیطرف سے دیا کرتا تھا تو عورت کا دعوی سنا نجاویگا بلکہ دعوی اُس مرد کا ہونا چاہیئے

جو شوہر کیطرف سے دیتا تہا اور اگر کہے کہ مین اپنے آپ اپنے نفس پر خرچ کیا کرتی تہی
تو شوہر کہے کہ اس سے پوچھو کہ یہہ خود ہی باہر آمد و رفت کرکے کہاتا اور سامان مول لیا
کرتی تہی اگر عورت کہے کہ ہان تو اسکا جھوٹ ظاہر ہے خصوصاً اوس صورتمین کہ وہ شریف
اور عزت والی ہو اور اگر کہے کہ مین دوسرےکو وکیل کردیا کرتی تہی تو شوہر کے بیان
سے اوسکو الزام دیا جاے لیکن اگر حاکم ایسا ہو جو شوہر کا قول ایسا مین کچہہ نمانے
تو شوہر کو جائز ہے کہ حیلہ کرکے عورت کے استحقاق کا انکار کرے اور مفصل جواب کی
طرف میل نکرے اسصورتمین عورت استحقاق کی لئے گواہ گذرانے کی محتاج ہوگی پہر جب
گواہ گذرانے تو شوہر دعوی کرے کہ مجکو اسنے صحبت کرنے پر فا بو ندیا اور اس
بابتمین قول شوہر ہی کا معتبر ہوگا اسلئے کہ اصل قابو کا نہ دینا ہے اور یہہ صورت
نشوز کے دعوی سے مخالف ہے اسواسطے کہ نشوز نافرمانی کو کہتے ہین اور اصل فرمانی
کا نہونا ہے اسلئے نشوز کے دعوی مین شوہر کا قول معتبر نہین اور اسصورتمین شوہر اپنے
حق کے پورا کرلینے کا منکر ہے اور اصل اسمین اوسکا نہونا ہے اسلئے قول معتبر ہوا۔
اور ایک حیلہ یہ ہے کہ دو گواہون عادل کو در پردہ کہڑا کردے کہ وہ عورت کی بات
سنین اور عورت اونکو نہ دیکہے بعد اسکے شوہر اوسکو کچہہ مال یا جس چیز سے وہ خوش
ہو دیوے پہر کہے کہ مین یہ چاہتا ہون کہ ہر ایک ہم مین سے ایکدوسرےکو معاف کردے

کہ دونو کا دل خوش ہو جاوی یا اور کوئی اسطرح کا قول کہی اور عورت سی اوسکا جواب
مانگی کہ یون کہدی کہ اسوقت کوئی حق میرا خرچ اور لباس کے یا بین تجہپر نہین **فصل** جب
یہہ معلوم ہو چکا تو معلوم ہوا کہ وہ تدبیرین جنمین مسلمانون کا فائدہ اور دین کیطرف سے
برائی کو دور کرنا اور مظلومونکی مدد اور ناتوانونکی فریادرسی اور حیلہ گرونکا مقابلہ اور
کافرون بدکارون ظالمون صاحبان مکر و حیلہ کا فریب دینا پایا جاتا ہی وہ اُن تدبیرون کے
مخالف ہین جنمین قواعد شرعی پر حیلہ کرنا اور خدا تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال
جاننا اور جو چیز اوسنی واجب کی ہی اوسکو گرا دینا پایا جاوی اور ان قسمونمین فرق
ایسا ہی جیسا قسم کے سچا کرنے اور جہوٹا کرنیمین ہی یا جیسا عدل و ظلم مین ہے اور
حیلے چند قسمونپر ہین اول وہ خفیہ تدابیر ہین جنسی ایسی چیزونکی طرف پونہچتی ہین جو خود
اپنی ذات سی حرام ہین مثلاً جانونکے مارنیکی لئی حیلہ کرنا اور مالونکی لینی اور آپسمین
بگاڑ ڈالنی کا بہانہ کرنا اور اس قسم کا خفیہ حیلہ اوس تدبیر سی بڑی ہی جو حرام پر ظاہری
تدبیر سی پہنچاوی اور اسیوجہہی چور کا ہاتہہ کاٹا جاتا ہی نہ غارت گر کا اور اسیوجہہی امام
مالک اسطرف گئی ہین کہ جو شخص اچانک مار ڈالے اوسکو مار ڈالا جاوے گو اوسنی ایسی شخص کو
مارا ہو جسکا قصاص نہوتا ہو مگر اس جہت سی کہ اوسکی حرکت کی خرابی بڑی ہی اور اُس سی
بچنا ممکن نہین اور اسی مین سی ہی تجویز حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ گہہ کتری کی ہاتہہ کاٹنی کی

باہمین یا یہ وجہ کہ اوسکا ضرر مالو نپر بہت ہی اور اوسسے بچنا ممکن نہین تو چور کے
ہاتھہ کاٹنے کی نسبت کر ایسے شخص کا ہاتھہ کاٹنا بہتر ہی اور اسکا قول یقینا قوی ہی اور اسمیں
سے ہی امام احمدؒ کی تجویز غارت چور کے منکر کے ہاتھہ کاٹنے کے باہمین بخلاف امانت
کے منکر کے اسلئے کہ اول شخص سے تو بچنا ممکن نہین اور امانت کی منکر کو تو امانت رکھنے
والے نے امین جانا تہا دوسری قسم حیلونکی وہ ہی کہ اوس سے بھی حرام کیطرف
پونہچتے ہین مگر حیلہ گر ظاہر یون کرتا ہی کہ میرا قصد خیر کا ہی حالانکہ اوسکا مقصود بجز
حد سے بڑہنے اور بدی کے اور کچھہ نہین مثلا بیمار آدمی وارث کی نقصان کی خاطر
کسی دوسرے شخص کے لئے اقرار کردے کہ اُسکا میرے ذمہ اتنا ہی اور درحقیقت اوسکی کوئی چیز
بیمار کے پاس نہین یا کسی اجنبی کو اپنا وارث کہی اور وہ واقعہ مین وارث نہین اس قسم
کا حیلہ حرام ہے اور اوسپر گواہی بھی حرام اور حیلہ بذات خود جہوٹ اور فریب ہوتا ہی مگر
ازانجاکہ اُسکا سچ ہونا بھی ممکن ہی اسلئے علما کو اختلاف ہی کہ اگر مریض کسی وارث کا اقرار
کردے تو یہ اقرار بوجہ ذریعہ کی بند کرنے اور اقرار کے رد کرنیکی باطل ہے اسلئے کہ یہ صورت
اپنے نفس پر گواہی دینے کی ہی اور مریض اسبابمین تہمت لگایا ہوا ہے تو تہمت کی جہت سے
اوسکا قول نہانا جاویگا جیسی غیر پر گواہی دینی یا یہہ اقرار مقرر اچہا گمان کرنیکی جہت سے
خصوص حاجت کیوقتمین مقبول ہی اور اسمین سے ہی عورتکا حیلہ کرنا خاوند کی نکاح توڑنیکو

باوجود اسکی اچھی طرح رکھنی کی اسطرح کہ کہدی کہ مین نے ولی کو اجازت نہین دی یا جاوندی
بُری طرح مجکو کہتا ہی یا اور اسیطرح کا حیلہ اور بائع شخص کا حیلہ کرنا بیع کی توڑنیکو اسطرح
کہ دعوی کرے کہ بیع کیوقت مین حاکم کیطرف سے روک مین تہا اور خرید و فروخت کا مجاز نہ تہا اور
حیلہ کرنا ضرر مدبر کا بیع کی توڑنے پر کہ مین نے بیع کو نہین دیکہا اور مثل اسکی تیسری قسم حیلہ
کی وہ ہی کہ بذات خود مباح ہی مگر حرام کی ارادہ کرنیکے باعث حرام ہوجاوے مثلاً سفر کرنا رہزنی
کیواسطے کہ مقصود یعنی رہزنی حرام ہی تو اوسکا وسیلہ یعنی سفر اگرچہ بذات خود حرام نہا مگر حرام
کا وسیلہ ہونیکے باعث حرام ہوگیا چوتھی قسم حیلہ کی وہ ہی کہ اُس سے کسی حق کا لینا یا باطل
کا دفع کرنا متصور ہو مگر اسکے لینے کا طریق حرام ہو مثلاً اِس شخص کا حق دوسرے ذمہ ہو اور وہ
انکار کر جاوے تو یہ دو گواہ کہڑے کیے جو قرضدار کو بخوبی جانتے ہون اُسکو دیکہا ہو اور اسکی دعوی کی
گواہی اُسکی مرضی کے موافق جہوٹی دیدین تو یہ گواہی لوانی حرام ہی اسلئے کہ اس سے گواہون کو
حرام پر برانگیختہ کرنا ہی اور اسیطرح ہی اگر ایک آدمی کا دوسرے کی پاس قرض ہی اور وہ قرض کا
منکر ہوجاوے یا امانت نہی اور اسکا انکار کردیا اور بدون تاویل قسم کہالی کہ میری پاس امانت
نہین رکہی یا عورت نے اوسپر دعوی کیا کہ اوسنے مجکو خرچ نہین دیا اور وہ اپنے دعوی
مین جہوٹی ہی تو اوسنے بالکل اوسکی نکاح کا انکار کردیا اور قسم مین تاویل نہ کی
اب اگر یہہ کہا جاوے کہ ایک شخص نے سود کا معاملہ کیا اور قرضدار سے اصل مال سب وصول کرلیا

مع مسائل کے بالمعروف
یا انکار رہا کرلاوے تاویل
اور اسکا عشرہ عشیرہ کے وجوب
وتحقیق ذلک واحتیال الربا فیہ
علی فتح الکبیر بما یعول
ترجمہ کان یجب اعلیہ
الاحتیال لئلا یقع
وتحقیق ذلک
بما لم یجز البیع
لمعنی فی نفسہ لکن
لمعنی خارج
عنہ
فالاول
کبیع
الملجا
والثانی
کبیع
الہازل
والثالث
کالبیع
وقت
النداء
یوم
الجمعۃ
والرابع

پہر اوسپر حرام زائد کا دعوی کیا تو فرضدار کو جائز ہے کہ معاملہ کا انکار کرے یا
اوسپر قسم کہالی تو بعضون نے کہا ہی کہ زیادتی کے استحقاق نہونے کی قسم کہادی اور
یہہ کہ دعوی زیادتی کا جہوٹا ہی پس اگر حاکم اوس سی یہہ جواب پاوے تب البتہ اوسکو قسم
مین تاویل کرنی جائز ہی اسلیئے کہ وہ مظلوم ہی مگر انکار اور قسم بدون تاویل کے درست
نہین کہ وہ تو کہلا جہوٹ ہی غرضکہ آدمی کو جائز نہین کہ گناہ کے بدلہ مین خود بہی
ویسا ہی گناہ کری مثلاً اگر کوئی اوسپر جہوٹ بولے تو یہہ بہی اوسپر جہوٹ بولے یا جو
اِسکو گالی دی تو یہہ اُسکو گالی دی یا کوئی اسکی زوجہ کے ساتہہ بدفعلی کری تو یہہ بہی اوسکی
بہنی سی بدفعلی کری یا اُسکی لڑکی سی بدکاری کری تو یہہ اوسکی لڑکی سی کری۔ اب اگر یہہ
کہو کہ پہر قابو پانے کے مسئلہ مین تمہارا کیا قول ہی آیا وہ اسی حیلہ کی قسم سی ہی
یا مباح قصاص کی جنس سی تو اِسکا جواب یہہ ہے کہ عالمونکا اسباب مین اختلاف یا ج
قولون سی ہی اول تو یہہ کہ یہہ مسئلہ بہی اسی قسم کی حیلہ سی ہی اور آدمی کو جائز نہین کہ جو
اس سی خیانت کری تو یہہ اوس سی کرے اور جو اسکی حق کا منکر ہو تو یہہ اوسکی حق کا منکر ہو
اور جو اسکا مال زبردستی چہین لے تو یہہ اوسکا مال چہین لے اور یہہ قول ظاہر امام احمد
اور مالک کا ہی دوسرا قول یہہ ہی کہ جب آدمی دوسرے کے مال پر قابو پاوے تو جتنا اسکا
حق اوسکی ذمہ ہوا اوسقدر لیلے خواہ اپنی حق کی جنس پر قابو ہوا ہو یا غیر جنس پر اور

غیر جنس کیصورت مین وہ مال حاکم کو دیدی کہ اوسکو بیچڈالے اور اوسکی قیمت سے
اپنا حق لے لے یہہ قول شافعیونکا ہی تیسرا قول یہہ ہی کہ جب قابو اپنی حق کی جنس
پر ہو اوسصورت مین اپنا حق بہرلے مگر یہہ درست نہین کہ جب اپنی حق کی غیر جنس پر قابو
پاوی تب بہی اپنا حق لیوی اور یہہ قول حنفیونکا ہی چوتہا قول یہہ ہی کہ اگر دوسرے
شخص کے ذمہ کسی اور کا قرض ہو تو قابو پانیوالیکو لینا درست نہین اور اگر کسی کا
قرض اوسکے ذمہ نہو تو درست ہی اور یہ ایک روایت ہی مالک سی پانچوان قول یہ
ہے کہ اگر حق کا سبب ظاہر ہو جیسی نکاح اور قرابت اور مہمان کا حق ہی تو حقدار کو
اپنی حق کی مقدار لینی درست ہی چنانچہ اسقدر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
سمّاۃ ہند کو اجازت فرمائی کہ ابوسفیان اپنے شوہر کے مال مین سی اوسقدر لیلی
کہ اوسکو اور اوسکی اولاد کو کافی ہو اور جو شخص کسی قوم مین اُترے اور وہ اوسکی دعوت
نکرین تو اوسکو اجازت دی کہ اپنی مہمانی کے قدر اونکی مال مین تدارک کرے چنانچہ
بخاری اور مسلم مین عقبۃ بن عامر سی مروی ہی کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیخدمت مین عرض کیا کہ آپ ہمکو بہیجتے ہین تو ہم ایسے لوگونمین اُترتے ہین کہ وہ ہماری
دعوت نہین کرتے اسمین آپکا کیا ارشاد ہی آپنے ہم سی فرمایا کہ اگر تم کسی قوم پر اُترو
اور وہ جو کچہہ مہمان کیواسطے چاہیے اوسکو تم سی کہین تو تم قبول کرو اور اگر وہ ایسا

غیر جنس وھل ھو اخذ عوض او اقتضاء حق ص ۱۱۱
وھل یشترط ان یاخذ بمحضر من الخصم ص ۱۱۱
واذا کان لرجل علی رجل دین فجحده ثم ظفر بمال له من جنس دینه ص ۱۱۱
ھل یجوز ان یاخذ منه بقدر حقه ص ۱۱۱
واذا کان لرجل علی رجل دین فجحده ثم ظفر بمال له من غیر

نکرین تو تم اُن سے حق مہمان کا لے لو جو اونکو شایان تہا اور مسند امام احمد مین مقدام
بن ابی کریمہ کی حدیث ہی کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ ارشاد فرماتے
تھے کہ جو شخص کسی قوم کے پاس اُترے تو اُنپر واجب ہی کہ اُسکی دعوت کرین پس اگر وہ دعوت
نکرین تو اُسکو جائز ہی کہ وہ اپنی دعوت برابر اونکو سزا دی اور بھی اُسی مسند مین ابوہریرہؓ کی
حدیث مروی ہی کہ اُنہون نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مہمان
کسی قوم کے پاس اُترے اور صبح کو محروم اُٹھے تو اُسکو درست ہی کہ اپنی
دعوت کی مقدار لے لے اور اوسپر کچھہ حرج نہین - اور اگر حقدار کے حق کا سبب
پوشیدہ ہو اسطرح کہ لینے کی صورت مین خیانت کی تہمت اوسپر لگیگی اور خائن
کہلاویگا تو اسصورت مین اوسکو لینا اور اپنے آپ کو تہمت پر پیش کرنا نچاہئے گو
باطن مین وہ اپنا حق ہی لیگا جیسے اِسکی سوا اور مقدمہ مین اوسکو اپنے نفس کو
ایسی تہمت کی لئے پیش کرنا جائز نہین جس سے لوگ اُسکی آبرو پر مسلط ہو جاوین
اور یہہ قول سب قولونمین صحیح تر اور قواعد شرعی کے بہت موافق ہے اور اِس سے
سب حدیثونکا اتفاق ہو جاتا ہی اسلئے کہ ابوداؤد نے یوسف بن مالک کی حدیث
روایت کی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین فلان شخص کیواسطے بنیمونکا خرچ لکہا کرتا
تہا کہ وہ اُنکا ولی تہا پس لوگون نے اوسکو ہزار درم کا دہوکا دیا اُسنے اُنکو ہزار

ادا کردی پہر اونکی مال مین سی میرے باتھہ ہزار لگ گئی مین نے اُس سی کہا کہ بہہ
ہزار وصول کرلو جو تم سی لوگ لیگئے ہین اوسنی کہا کہ نہین میرے باپ نے مجھہ سی حدیث
بیان کی کہ اُنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا کہ فرماتے تھی کہ امانت ادا کر اوس
شخص کو جو تیری پاس امانت رکہی اور خیانت نکر اوسکی جو تجھہ سی خیانت کری اور یہہ
حدیث اگرچہ منقطع کے حکم مین ہی مگر اوسکی شاہد دوسری حدیث طلق بن غنام کی ہی
وہ یہہ ہی کہ خبر دی ہمکو شریک اور قیس نے ابو حصین سی اوسنی ابو صالح سی اوسنی حضرت
ابو ہریرہ سی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ادا کر امانت اُسکو جسنی تیرے
پاس امانت رکہی اور خیانت نکر اوس سی جسنی تجھہ سی خیانت کی اِس روایت مین قیس بہیم
کا بیٹا ہی اور شریک معتبر ہی اور اسکی حدیث اِسوجہ سی کہ قیس نے اوسکی پیروی کی قوی ہوگئی
اگرچہ اُسمین ضعف تہا اور اسکا ایک اور شاہد حدیث ایوب بن سوید کی ہی ابن سوذب سی اور وہ راوی
ہی ابو التیاح سی اور وہ حضرت انس رض سی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مثل مذکورہ بالا کے۔ اور
حدیث ایوب بن سوید کی اگرچہ اُسمین ضعف ہی الا اسکی حدیث شاہد لانیکی لیاقت رکہتی ہی اور
اسکا ایک اور شاہد ہی ہرچند ضعیف ہی مگر ان حدیثونکو اوسمین ملانے سی قوی ہو جاتا ہے
روایت کیا اوسکو یحیی بن ایوب نے اسحق بن اسید سی اوسنی ابو خلف دمشقی سی اوسنی
مکحول سی کہ ایک شخص نے حضرت ابو امامہ باہلی سی پوچہا کہ مین دوسرے شخص کے پاس امانت رکہتا ہون

اسحق بن اسید سی اوسنی ابو خلف دمشقی سی اوسنی مکحول سی کہ ایک شخص نے حضرت ابو امامہ باہلی سی پوچہا کہ مین دوسرے شخص کے پاس امانت رکہتا ہون

روایت کیا اوسکو یحیی بن ایوب نے اسحق بن اسید سی اوسنی ابو خلف دمشقی سی اوسنی مکحول سی کہ ایک شخص نے حضرت ابو امامہ باہلی سی پوچہا کہ مین دوسرے شخص کے پاس امانت رکہتا ہون

ضعف تہا اور اسکا ایک اور شاہد حدیث ایوب بن سوید کی ہی ابن سوذب سی اور وہ راوی
ہی ابو التیاح سی اور وہ حضرت انس رض سی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مثل مذکورہ بالا کے۔ اور
حدیث ایوب بن سوید کی اگرچہ اُسمین ضعف ہی الا اسکی حدیث شاہد لانیکی لیاقت رکہتی ہی اور
اسکا ایک اور شاہد ہی ہرچند ضعیف ہی مگر ان حدیثونکو اوسمین ملانے سی قوی ہو جاتا ہے
روایت کیا اوسکو یحیی بن ایوب نے اسحق بن اسید سی اوسنی ابو خلف دمشقی سی اوسنی
مکحول سی کہ ایک شخص نے حضرت ابو امامہ باہلی سی پوچہا کہ مین دوسرے شخص کے پاس امانت رکہتا ہون

یا میرا حق اوسکو تہمہ ہوتا ہی اور وہ منکر ہو جاتا ہی پھر وہ میرے پاس امانت رکھتا ہی یا اوسکا
میرے ذمہ کچھ ہو جاتا ہی تو مین بھی انکار کردون کہ نہین اونہون نے فرمایا کہ نہین
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا ہی کہ فرماتے تہے ادا کر امانت اوسکو جو تجکو
امین جانے اور خیانت نکر اوس سی جو تجہ سی خیانت کری اور اسکا ایک اور شاہد مرسل ہے
یحیی بن ایوب ابن جریج سی اور وہ حسن سی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا ادا کر امانت اوسکو جو تجکو امین جانے اور خیانت نکر
اوس سی جو تجہ سی خیانت کری اور اسکا ایک اور شاہد ہی جو ترمذی نے مالک بن نضلہ
کی حدیث پر روایت کی ہی راوی کہتا ہی کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین ایک شخص کے پاس کو
گذرتا ہون تو وہ نہ میری دعوت کرتا ہی نہ مہمانی پھر وہ میرے پاس کو گذرتا ہی تو مین اس
سی اپنا عوض لون یا نہین آپ نے فرمایا کہ عوض مت لے بلکہ اوسکی دعوت کر ترمذی کہتے
ہین کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور اسکا ایک اور شاہد ہی جو ابو داؤد نے حدیث بشر بن
حصاصیہ کی روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین
عرض کیا کہ زکوۃ لینے والے ہم پر زیادتی کرتے ہین تو ہم اپنے اوسقدر مال کو چھپا لیا کرین
جسقدر وہ ہم سی زیادہ لیا کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ نہین اور اسکا ایک اور شاہد ہی
بشر کی حدیث ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری پروسی ایسی ہین

نخاتک ولیم بشاهدین اخرین فهو مرسل رواه
الشافعی وبهذا الحدیث مالک بن
انس عن یحیی بن ایوب ابن جریج عن الحسن
عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم
ادّ الامانة الی من ائتمنک ولا تخن من
خانک ولیم بشاهدین اخرین فهو مرسل
یحیی بن ایوب عن ابن جریج عن الحسن
قال یحیی وحدثنی ابو الزبیر عن جابر
رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم یقول ادّ الامانة الی
من ائتمنک ولا تخن من
عمر رضی الله عنه قال لا یحل
لمن خیّب وعصی ابو القاسم

کہ ہماری گری پڑی چیز کچھہ نہین چھوڑتے اوسکو لے لیتے ہین تو جب ہمکو اونکی
کسی چیز پر قابو ہو تو ہم بھی لے لین آپنے فرمایا کہ ادا کر امانت اوسکو جو تجکو
امین سمجھی اور خیانت مت کر اوس سی جو تجھہ سی خیانت کرے ذکر کیا اوسکو ہمارے
شیخ نے کتاب ابطال الحیل مین تو یہہ حدیثین جنکے طریق متعدد اور مخرج
مختلف ہین ایکدوسرے کی پشتی کرتے ہین اور انمین کا لینا اوس لینے کے مشابہ نہین
جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو جگہونمین مباح فرمایا یعنی ہند کو اپنے شوہر
کے مال مین سی اور مسافر کو بقدر اپنی دعوت کے اسلئے کہ ان دونو صورتون
مین حق کے ظاہر ہونیکے سبب سے لینے کو مباح فرمایا تو یہہ لینا خیانت کیطرف منسوب
نہوگا اور نہ تہمت کو اوسکی طرف راہ ہی علاوہ ازین حاکم سی نالش کرنا اور اپنے
حق کا مطالبہ کرنا ان دونو جگہہ مین دشوار تھے۔ اور جو لوگ قابو پانی پر لینا
جائز سمجھتے ہین وہ کہتے ہین کہ جب اپنے حق کی مقدار بدون زیادتی کے لیگا تو
خیانت نہوگی اسلئے کہ خیانت اوس چیز کا لینا ہی جسکا لینا حلال نہوا اور یہہ قول
بہت ضعیف ہی اسلئے کہ یہہ حدیث کے فائدہ کو بیکار کر دیتا ہی کیونکہ آپ کا ارشاد
ہی کہ خیانت نکر اوس سی جو تجھہ سی خیانت کرے تو دیکھو حق لینے والیکی معاملہ کو دوسرے
ساتھہ خیانت ٹھہرایا اور اوسکو اوس سی منع فرمایا پس حدیث صحیح ہونے کی ساتھہ نقص

تو اسکا خلاف کب درست ہے اب اگر یہہ کہو کہ تمنے اس صورت کو یہہ کیون
نہ ٹھہرایا کہ جب آدمی حاکم کے ذریعہ سے اپنا حق نہ لے سکے تو اپنے آپ لے
مثلاً جس شخص کا مال چھن جاوے اور وہ اوسکو چھیننے والیکے ہاتھہ مین دیکھے اور
اوسکو زبردستی اوس سے لینے کی قدرت ہو تو کیا یہہ کہتے ہو کہ اسکو اپنا ہی
مال لینا ظالم کے ہاتھہ سے درست نہین اور ظالم کو اپنے گھر اور زمین مین سے
نکالدینا جائز نہین اور اسیطرح اگر کوئی شخص دوسرے کی بی بی چھین لے اور خاوند
بیبی مین حائل ہو کر عورت سے ظاہر مین عقد کرلے کہ کوئی تہمت نکرے تو کیا شوہر
اول کو تہمت کے خوف سے اپنی بیبی کا اوس شخص کے پاس سے نکالنا حرام ہے
اور اسیکے قائل امام شافعیؒ ہین یعنی مسئلہ غالبو کو غصب کیصورت کے مشابہ
کرتے ہین اور حدیث ہند کی اسباب مین پہلے گذر چکی اور جب حدیث سے
اور اکثر اہل علم کے اجماع سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنا حق پوشیدہ لے تو
معلوم ہوا کہ حق کا خفیہ لے لینا خیانت نہین اسلئے کہ خیانت اس چیز کے لینے کا نام
ہے جسکا لینا حلال نہو تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ ہم بھی کہتے ہین کہ آدمیکو اپنے حق کی
مقدار کا لے لینا درست ہے مگر مباح طور سے لینا جائز ہے خیانت اور حرام طور سے لینا
جائز نہین اور یہہ جو تم کہتے ہو کہ یہہ خیانت نہین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ بلاشک یہہ خیانت

حقیقت اور شریعت کی رو سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا نام خیانت
مقابلہ اور تدارک کی رو سے فرمایا ہی نہ ابتدا مین خیانت کی جہت سے پس ہر ایک
اُن دونو مین سے ایک دوسرے پر ظالم ہی اسصورت مین اگر دونو خیانتین مقدار اور
صفت مین برابر ہونگی تو دونو کا گناہ اور آخرت کا مطالبہ جاتا رہیگا کیونکہ
ہر ایک کا دونو مین سے دوسرے پر حق یکسان رہیگا اور اگر دونو مین سے کسیکو
زیادتی ہوگی وہی دینی پڑیگی تو یہہ حال تو ثواب اور عذاب مین ہوا مگر دنیا کے
احکام مین اسطرح نہین اسلئے کہ یہانکے احکام ظاہر چیزونپر مرتب ہوتے ہین
اور باطن کے حالات سپرد بخدا ہین اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ تم میری پاس جھگڑا لاتے ہو اور مین آدمی ہی ہون جیسا کچھہ سنتا
ہون ویسا ہی حکم دیتا ہون اور شاید تم مین سے بعض لوگ اپنی حجت مین حاضر جواب اور
خوش تقریر زیادہ ہون بہ نسبت دوسرے کی تو جس شخص کو مین کچھہ حق اوسکی بھائی کا
دلادون تو چاہیئے کہ وہ نہ لیوے اور مین اوسکی لئے ایک آگ کا ٹکڑا ہی علیحدہ کرتا ہون
اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلا دیا کہ آپ لوگونمین حکم ظاہر کے حالات
کے بموجب فرماتے ہین اور جو شخص نفس الامر مین باطل پر ہووے اوسکو
واقف کردیا کہ ہماری حکم سے اوسکو جائز نہین کہ جس چیز کا حکم کیا ہی اُسکو لے

اور یہہ کہ باوجود اوس چیز کے ولا نیکے حکم کرنیکے اوسکے حق مین ہم ایک اگ
کا ٹکڑا علٰحدہ کرتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ جس صورتمین کہ ظاہر مین حق بجانب طرفثانی
کے ہو تو حاکم پر واجب ہی کہ اس شی کا حکم طرفثانی کے لئے کرے اور اوسکا قبضہ بحال
رکہے اگرچہ نفس الامر مین وہ باطل پر ہو اور اوسکا قبضہ ظلم و تعدی کی راہ سے ہو
تو پہر اوسکی مخالف کو کیونکر جائز ہوگا کہ آپ اپنے واسطے حکم کرلے اور ایسی حرام اور
باطل طریق سے کہ اوس جیسے سے حاکم بھی حکم نکرے گو نفس الامر مین حق پر ہو اپنا حق پورا
کرلے اور یہہ صورت ایسی نہین کہ کوئی شخص اپنا مال معین یا لونڈی یا بی بی ظالم
کے ہاتہہ مین دیکہے اور اوسکو زبردستی اوس سے چہین لے اسلئے کہ اسصورتمین تو اوس کا
حق اوس معین چیز مین متعین ہے بخلاف قرض دینے کے کہ اسکا حق اوس چیز مین معین نہین
ہوا جسمین سے وہ لیا جاتا ہے اور ایک فرق یہہ ہے کہ ظالم اپنا مال چہپنے کو آدمی
چہپاتا نہین بلکہ وہ قبضہ والے سے لڑتا ہے اور دہینگا مشتی کرتا ہے اور لوگون سے
مدد چاہتا ہے اس سبب سے خیانت کیطرف منسوب نہین ہوتا اور صورت مفروض مین
حقدار خائن اور چور کیطرح چہپتا ہے پس ان دونو صورتون مین سے ایک کو دوسرے مین
ملانا باطل ہے پانچوین قسم حیلہ کی یہہ ہے کہ اوس سے شارع کی حرام کی ہوئی چیز کو
حلال کرنیکا یا اوسکی واجب کی ہوئی چیز کے ساقط کرنیکا قصد کرے مثلاً شارع

نے ایک سبب کو امر مباح اور مقصود کا سبب کیا ہی اور حیلہ کرنیہی اوس کو
ایسی بات کا سبب کرنی جس سی بچنا مقصود ہو اور یہی حیلے حرام ہین جنکو سلف
والون نے بُرا کہا ہی اور اونکی کرنیکو ناجائز ٹھہرایا ہی اور اونکی حرمت دو وجہ
سی ہی اول تو اونکی انجام کی وجہ سی دوم سبب کی جہت سی انجام کی جہت سی حرمت
اسطرح ہی کہ ان حیلون سی علت غائی خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کو مباح کرنا اور
اوسکی واجب کی ہوئی چیز کو ساقط کرنا ہی اور سبب کی جہت سی اسواسطے حرام ہین کہ
یہہ باعث ہین خدا تعالی کی آیتون سی ٹھٹھا کرنیکے اور سبب کو قصد ایسی چیز کا وسیلہ
کرنیکے جسکے لئی وہ مشروع نہین ہوا اور بعض اوقات اول قسم کے حیلی کرنیوالے
بہت تھوڑے ہوتے ہین اس قسم کے اکثر حیلہ گرون سی اسلئی کہ پہلی قسم کے حیلہ والے
اپنی آپکو شریعت کی بموجب عامل نہین ٹھہراتے بخلاف ان لوگونکے کہ ان کا اعتقاد
یہہ ہی کہ جو کچھہ ہم کرتے ہین وہ شریعت مین آچکا ہے اور یہہ قسم حیلونکی شارع کیطرف
ایک امر لغو کو منسوب کئی دیتی ہی کیونکہ حیلہ کرنیوالے نے اون سی وہ مقصود اراده
نکئی جنکی لئی وہ مشروع ہوئی تہی بلکہ اونکی باعث ایسی چیز کیطرف پونہچ گیا جس سے
وہ منع کیا گیا تہا اور شریعت کی سانچی مین اوسکو ڈہال لیا جیسا تمام بدعت والون نے
اپنی بدعت کو سنت کی سانچی مین ڈہال لیا **فصل** اور یہہ قسم حیلونکی کئی طور پر ہے

نصب الشارع سببا الی امر
مباح مقصود فجعلہ المحتال
بہ سببا الی المقصود
بخلاف ما جعلہ الشارع سببا
الی المقصود
وھی محرمۃ لما تضمنتہ
من مناقضۃ قصد الشارع
وھی حرام من وجہین
من جہۃ غائیتہا
ومن جہۃ کونہا سببا
وما کان سببا فی اتلاف
غایۃ اللہ ورفعہا
کان حرام
وما کان سببا فی اتلاف
غایۃ اللہ ورفعہا
کان حرام
من جہۃ غائیتہا
ومن جہۃ کونہا سببا
وھی حرام من وجہین
من جہۃ کونہا سببا
ومن جہۃ کونہا سببا
وھی حرام من وجہین
من جہۃ غائیتہا
ومن جہۃ کونہا سببا

اول حیلہ کرنا واسطے حلال کرنے اُس چیز کے جو بالفعل حرام ہے جیسے سود کے
حیلے اور حلال کرنیکے حیلے دوم حیلہ کرنا اُس شی کے حلال ہونے پر جسکی حرمت
کا سبب ہو چکا ہو اور وہ حرام ہوا چاہتی ہو مثلاً کسی شخص نے اپنی بیبی کی طلاق کو
ایسی شرط سے وابستہ کیا جو ضرور ہی ہو پھر چاہا کہ طلاق نہ پڑی تو حیلہ سے اُس سے
خلع کر لیا یہانتک کہ وہ جدا ہو گئی پھر اُس سے نکاح کر لیا تیسرا حیلہ کرنا اُس شے
کے ساقط کرنیکو جو واجب ہی مثلاً خرچ واجب کے ساقط کرنے اور قرض کے ادا
نکرنیکے لئے حیلہ کرنا اِسطرح کہ مال کا مالک اپنی بیبی یا لڑکے کو کر دی خواہ جیسے کسی
رمضان آجاوی اور وہ روزی رکھنی چاہی اور اِس غرض سے سفر کر جاوے اور افطار
کے سوا اور کوئی مطلب سفر سے نہو یا اور اسی جیسی صورت ہو چوتھا حیلہ کرنا ایسی واجب
کے ساقط کرنیکا جسکا سبب تو ہو چکا ہو اور واجب نہوا ہو مگر واجب ہونے ہی کو ہو تو
یہہ ایسا حیلہ کری کہ واجب نہونے پاوی مثلاً زکوۃ کے ساقط کرنیکو حیلہ کرنا کہ برس
کے گذرنے سے پیشتر مال کسی اپنی گھر والے کی ملک کر دی پھر بعد اسکی اوس سے
مال واپس لے لے اور یہہ طرد و طرح پر ہے ایک تو ساقط کرنا خدا تعالی کے حق کا
بعد واجب ہونے کے یا سبب جو ہے ہو چکنے کے جیسے اوپر کی مثال ہی دوسرے
مسلمان کا حق ساقط کرنا بعد واجب ہونے کے یا سبب جو ہے ہو چکنے کی مثلاً شفعہ کی ساقط

کرنے پر جو شریک کا نقصان دور کرنیکے لئے مشروع ہوا ہی اوسکے واجب ہونے
سے پیشتر یا بعد حیلہ کرنا پانچوان حیلہ کرنا اپنی کل حق یا بعض کے لینے کے لئے
یا اوسکا عوض لینے کو خیانت سے جیسا پہلے گذرا اور اوسکی بہت سی صورتین ہین
یعنی کسیکے قرض کا منکر ہو جانا جیسا وہ اسکے قرض کا منکر ہوگیا یا اوسکی امانت مین
خیانت کرنی جیسے اسنے خیانت کی یا اور اسیطرح کا معاملہ ہو **فصل** جو کچھ ہمنے ذکر کیا
اُس سے اُن حیلون مین جنکے باعث ظلم اور تعدی سے نجات ملتی ہے اور اُن حیلون
مین جنسے حرام کے مباح ہونے اور واجب کے ساقط کرنے پر حیلہ کیا جاتا ہی فرق
معلوم ہوا گو دونو کا نام حیلہ اور وسیلہ ہی اور اُس سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ بیع عینہ حرام
سے بچاتی نہین بلکہ حرام کا وسیلہ ہوتی ہی اور اوس سے حرام ہی مقصود ہی جسپر
بائع و مشتری متفق ہین اور اللہ تعالی اونکے دلون سے اسبات کو جانتا ہی اور وہ
دونو خود اور اونکے گواہ بھی واقف ہین - اور اسیطرح مال کا مالک کر دینا اپنے لڑکے
کو برس روز پورا ہونیکے قریب تاکہ زکوۃ نہ دینی پڑے آدمی کو گناہ سے نہین بچاتا
بلکہ اُسمین غوطہ دیتا ہے اسلئے کہ اسنے ایسے فرض کے ساقط کرنیکا قصد کیا جسکا سبب ہو چکا تھا اور جو شخص اس
صورت کو جائز کہتے ہین وہ یہہ عذر پیش کرتے ہین کہ جو شخص ایسا کرتا ہی وہ واجب کو ساقط نہین کرتا بلکہ واجب
ہونیکو ساقط کرتا ہی اور دونو باتونمین فرق ہے آدمی واجب ہونے کو تو روک سکتا ہی

حیلہ کے بیان مین

مگر اوسکو درست نہین کہ واجب چیز کو رد کدی اور اسیطرح بیع سی پیشتر شفعہ کے
ساقط کرنیکے لئی حیلہ کرنے مین کہتی ہین کہ قبل بیع کے حیلہ کرنے سی بائع استحقاق
کا وجوب نہین ہونے دیتا یہہ نہین کہ جو حق بیع سی واجب ہوگیا اوسکو نہین دیتا یہہ صورت
تو ناجائز ہے اور یہی نظیر زکوۃ ندینی کی بعد وجوب کے ہی کہ واجب ہونیکے بعد اوسکا ندینا
نہ حیلہ سی درست ہی نہ بدون حیلہ کے اسیطرح حیلہ کرنا جمعہ کے واجب نہونے پر
اسطور پر کہ کسی ایسی جگہہ جا رہی جہان اذان نہ پونہچے اور وہان سی جمعہ مین جانا اور
اوسی روز پہر آنا غیر ممکن ہو یا جمعہ کیوقت سی پیشتر سفر کر جاوی تو یہہ جائز ہے اور
جب جمعہ واجب ہوچکی تو بعد وجوب کے اوسکا نہ پڑہنی کا حیلہ جائز نہین اسیطرح اپنے
رشتہ دار پر خرچ کرنیکا واجب نہونے دینا اسطور پر کہ اتنا کماوی جسمین دوسری کو
خرچ دینا واجب ہو اسکے لئی حیلہ جائز ہے اور واجب ہونیکے بعد ندینا درست نہین نہونیکے
دونو حیلونمین فرق کا بہت یہہ ہے جسپر حیلہ والے تکیہ کرتے ہین۔ اور جو لوگ حیلون کے
مانع ہین وہ یہہ جواب دیتے ہین کہ اگر حیلہ والونکی یہہ بات چلتی تو اللہ تعالی اُن باغ
والونکو سزا دیتا جنہون نے اوسکو رات مین توڑنیکا ارادہ کیا تہا اس نظر سی کہ اونکے
پاس مساکین نہ آوین اُن لوگون نے بہی تو وجوب کے دور کرنیکا ارادہ کیا تہا بعد اِس کے
کہ اوسکا سبب ہوچکا تہا اور وہ نظیر زکوۃ ساقط کرنیکے لیے حیلہ کرنے کی ہی جبکہ

اُسکا سبب ہو چکا ہو اور نیز اسطرح کے حیلہ کا درست ہونا خدا تعالیٰ کی واجب
کرنیکی حکمت کو بیکار کرتا ہے اسطرح کہ خدا تعالیٰ نے جو زکوۃ تو انگروں کے مال
مین واجب کی تو اُن لوگونکی پاکی اور صفائی اور مسکینون پر مہر اور اونکی حاجت
براری کے لئے فرمائی تو اوسکی وجوب کے نہونے کو حیلہ کرنا ان سب امور کا بیکار
کرنا ہی اور ایک یہہ کہ بعد سبب ہو چکنے کے اگر وجوب کے نہونے کی لئے حیلہ درست کہا
جاوی تو واجب کرنے مین کوئی فائدہ نہین رہتا اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا
نہین جو اونی حیلہ سے واجب کو دفع نکر سکے تو پھر واجب کرنا بیفائدہ ہوا اسلئے
کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو واجب کیا اور اوسکی سبب ہو چکنے کے بعد اوسکا
ساقط کر دینا جائز فرمایا تو اسکی یہہ معنی ہوئی کہ جو قصد کیا تہا اوسکے خلاف ہوا
اور ایک یہہ کہ جب وجوب کا سبب منعقد ہو گیا تو وجوب مکلف سے وابستہ ہو چکا اور شارع
جبر حکم شرعی ہے اوسکو اس تعلق کے قطع پر قدرت نہین دیتا خصوص جب وقت وجوب کا نزدیک اور
موجود ہوا اسصورت مین اُسکا حال ایسا ہوگا کہ گویا اوسمین داخل ہو چکا مثلاً جب
برس روز مین ایکدن یا ایک گھنٹہ رہجاوی تو زکوۃ کا ساقط کرنا یہان ایسا ہے
جیسا برس دن کے گذرنے کے بعد ساقط کرنا اور جو خرابی اوسمین ہی وہ اسمین
ہے غرضکہ جو مصلحت اس ساعت کی گذرنیکے بعد زکوۃ ندینے سے فوت ہوتی ہی

هذا ابطال حكمة الايجاب بان الله سبحانه انما اوجبها في اموال الاغنياء لتهون بقهره وزكاتها وتطهرهم وتسد خلة المساكين وسد الخلة على هذا الوجه يحصل بالتعجيل كما يحصل بالتأخير فالتعجيل على هذا الوجه يسقط الايجاب

وبان انشاء سبب انعقاد سببه لحكمة كان في ايجاب الشارع عند وجوده ما يمنع حل الحكم او حكمته فالتعجيل على هذا الوجه يسقط الايجاب

فائدة اذا اوجب في نصاب وقبل ان يتم الحول اسقط الايجاب

انعقاد سبب الوجوب في اسقاط التعجيل

فائدة اذا انعقد سبب الوجوب

فقد تعلق الوجوب بالمكلف وليس للشارع من قطع ما تعلق الوجوب

فاسقاط ما تعلق الوجوب

كانه دخل في وقته

فاسقاط ما دخل في وقته

بمنزلة ما مضى

الفائدة بالمنع بمنزلة الاداء

وہ ہر ایک وجہ سی مثل اُس خرابی کے ہی جو اُس ساعت کے پیشتر ندینے سے
ہوتی ہی اور ایک یہہ کہ بعد سبب کے منعقد ہونیکے حکم ایسا ہی ہی کہ صحیح ہو چکا اور پایا
گیا اور ایک یہہ کہ سبب کے ہو چکنے سی وجوب ثابت ہو چکا اور اوسکو جو مہلت برس
کے روز کے پورے ہونے تک کی جائز کی گئی تو صرف اوسپر ذاتی اور گنجایش کیواسطے
ہے اور یہہی جہت آدمی کی مر سکے پورا ہونیسے پیشتر زکوۃ واجب کا ادا کر دینا درست
ہے اور اپنی موقع ہی پر ادا ہو جاویگی اور ایکو وجہ یہہ ہے کہ ایجاب سی گریز کرنا اسلئے
قصد کیا جاتا ہی کہ واجب کی ادا سی گریز ہو جاوے اور جو چیز اللہ تعالی نے اوسپر
برس کے تمام ہونے پر فرض کی ہی وہ ساقط ہو جاوی اور یہہ صورت ایسی نہیں جیسے
کوئی وجوب زکوۃ سی گریز کر کے مال کا کماہی چھوڑ دی جسمین زکوۃ واجب ہوتی ہے
یا شفیع کے لینی سی گریز کر کے اپنی حصہ کی فروخت ہی کو ترک کری یا خرچ دینی سے
بھاگنی کے لئی بیاہ ہی نکری یا اور کوئی ایسی ہی صورت ہو اسلئی کہ ان صورتونمین
اُس شخص کے حق مین سبب ہی نہین ہوا کیونکہ اوسنے وہ چیز ہی ترک کر دی جو ایجاب کو
پہنچاتی اور صورت مفروضہ مین سبب ہونیکے بعد اوس چیز کے ساقط کرنے پر حیلہ ہی
جس سی ادا واجب متعلق ہی اور نیز سبب ہونیکو قطع کر دینا حکم خدا تعالی کو بدلنا
اور حیلہ سی سبب ہونیکو ساقط کرنا ہی اور یہہ بات مکلف کو نہین پونہچتی اسلئی کہ اللہ

ہی نے اپنی حکم اور حکمت سے اُس سبب کو سبب بنایا تہا تو اِس بنانے کو حیلہ اور فریب
سے باطل کرنا بندہ کو درست نہین - اور یہہ صورت اسصورت کے خلاف ہی کہ اپنے
مال کو ظاہر اور باطن مین ہبہ کردی یا خرچ کرڈالے اِسلئے کہ اوس شخص نے واجب ہونے
پر حیلہ نہین کیا کہ ظاہر کچھہ کری اور باطن مین اوسکے خلاف ہو پہر جو شخص حرام چیزون
اور واجبات کی ساقط کرنے پر حیلہ کرتا ہے اوسکا مقصود خراب ہی اور وسیلہ باطل
کیونکہ اوسنے ایک چیز کو وسیلہ اُس چیز کا کیا جو اُس سے متصود نہوا اور اوسکو ذریعہ حرام مقصود
کا بنایا مثلاً اللہ تعالی نے نکاح کو دوستی اور رحمت اور سسرال اور نسل اور آنکہہ نیچی
رہنے اور ستر کی حفاظت وغیرہ کا وسیلہ مقرر کیا ہی اور حلالہ کرنیوالا نکاح کو انمین
سے کسی چیز کا وسیلہ نہین کرتا بلکہ جس چیز کو خدا تعالی نے حرام فرمایا ہی اوسکی
حلال کرنیکا وسیلہ کرتا ہی یعنی خدا تعالی نے عورت کو تین طلاق دینیوالے پر اوسکی
سزا کے لئے حرام فرمایا اور حلالہ کرنیوالے نے اُس عورت سے نکاح کرنیکو وسیلہ
اوسپر حلال کردینے کا کیا جس امر کے لئے نکاح مشروع تہا اوسکا وسیلہ نکیا اسلئے
اوسکا قصد حرام اور وسیلہ باطل ہوا اِسیطرح بیع شرع مین وسیلہ اسبات کا ہی کہ
خریدار چیز سے اور بائع قیمت سے نفع لے مگر سود خوار نے اوس کو محض
سود کا وسیلہ کیا اور شفعہ شریک کا ضرر دفع کرنیکو مشروع ہوا ہے

مگر اوسکے باطل کرنیوالے نے بذریعہ کسی چیز ظاہر کرنیکے جسکی کچھ حقیقت نہین
اوسکو باطل کردیا اسلیے اوسکا ذریعہ باطل اور مقصود حرام ٹھہرا اسیطرح زکوۃ
مسکینونکی لئے رحمت اور تواگروں کے لئے پاکی کیواسطے فرض ہوئی مگر اوسکے ساقط کرنیوالے
نے بذریعہ ایک عقد بحقیقت کے اس مقصود کو باطل کردیا اسیطرح بہلونگا بیچنا تیاری
سے پہلے باطل ہی اسلئے کہ اوسکا انجام مال کو باطل کے عوض کہانا ہی تو جس
صورتمین اوس بیع پر حیلہ کریگا اس طرح کہ بہلون کے توڑنیکی شرط کرلیگا بہر درخونبر
چھوڑدیگا یہانتک کہ وہ تیار ہوجاوین تو ایک شرط حرام غیر مقصود کی لئے حیلہ کریگا
حالانکہ دونو معاملہ والے اور دوسرے لوگ جانتے ہین کہ خریدار توڑنیکا نہین اور یہی
حال تمام حیلونکا ہی جو انجام کو نظر کے مقصود کو خراب کرین مثلاً عورت کا مال دینا
شوہر کو اور خلع کرلینا اللہ تعالیٰ نے اسلئے مشروع فرمایا ہی کہ زن و شوہر جس صورت
مین کہ دونو مین خلاف واقع ہوا یکدوسرے سے جھٹی پاوین اوسکو لوگون نے قسم کے
ٹوٹنے اور نکاح کے باقی رہنے کا حیلہ ٹھہرالیا اور اللہ پاک نے نکاح ٹوٹنے کے لئے
اوسکو اوس مصلحت کی جہت سے مشروع فرمایا تھا فصل اور یہہ جو تم کہتے ہو کہ جو
شخص اپنی بیبی کی طلاق کی قسم کہاوے کہ مین یہہ شراب پیونگا یا اس شخص کو قتل
کرونگا اور حیلہ کرنے مین اوسکو دونو خرابیون سے بچانا ہی تو اسکے جواب مین

ہم کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے اوسکی لئی ایسا امر مشروع کیا ہی کہ اُس سی وہ شخص
بچ بھی جاوی اور حاجت اس مکر و فریب کی نہو جو تم کہتی ہو تو یہان کئی طریق ہین
اول طریق تو اُن لوگونکا ہی جو یہہ کہتی ہین کہ یہہ قسم کسی حالمین ہوتی ہی نہین خواہ
قسم کے الفاظ سی کہی مثلاً اسطرح کہ مجکو طلاق دینی لازم ہی مین ضرور یہہ کام کرونگا یا
شرط کے الفاظ سی کہی جیسی یون کہی کہ اگر آفتاب نکلیگا تو عورتکو طلاق ہی اور یہہ طریق
ابو عبد الرحمن کو پسند ہی جو اصحاب شافعی مین بزرگتر ہین اور یہی مختار اکثر ظاہر والونکا ہے
کہ اونکی نزدیک طلاق شرط کو قبول نہین کرتی مثل نکاح کے اور اونکی مخالفون نے اوپر کوئی
حجت شافعی وارد نہین کی دوسرا طریق اُن لوگونکا ہی جو اسبات کی قائل ہین کہ جس طلاق
یا آزاد کرنے پر قسم کہائی ہو واقع نہین ہوتی بلکہ قسم کہانیوالے پر اگر قسم مین جھوٹا
ہو تو کفارہ قسم کا دینا لازم آویگا اور یہہ مذہب حضرات ابن عمر اور ابن عباس اور
ابوہریرہ اور ام المومنین عائشہ اور زینب بنت ام سلمہ اور حفصہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا
ازادی پر قسم کہانیکے باہمین ہی جو اللہ تعالی کے نزدیک نہایت محبوب قربتونمین سی
ہی اور غیر کی ملک مین چلتی ہے تو یہہ لوگ طلاق پر قسم کہانیکے باہمین کیا کہین گے جو
خدا تعالی کے نزدیک حلال مین سی ناخوش تر اور سلطانکی نزدیک سب چیزون سے محبوب تر
ہے اسلئی کہ اونسی ایکعورت نے سوال کیا کہ مین نے قسم کہائی ہی کہ میرے سارے مملوک

آزاد ہین اگر اپنی غلام اور اوسکی بیبی مین جدائی ڈالون تو اُنہون نے جواب دیا
کہ تو اپنی قسم کا کفارہ دی اور مرد کو اور اوسکی بیبی کو بدستور رہنے دی اور یہہ اصحاب
اللہ تعالی کے دین مین فقیہہ تر اور زیادہ جاننے والے تھے یہہ نہین ہوسکتا کہ آزادی
پر قسم کہانیکی بابت تو کفارہ کا فتوی دین اور اوسکو قسم سمجھین اور طلاق پر قسم
کہانیکو قسم نجانین بلکہ قسم توڑنیوالے پر طلاق کا پڑنا لازم کہین اور امام احمد
نے اس روایت کو اسلئے اختیار کیا کہ اونکی نزدیک اُسکا ثبوت صرف سلیمان تیمی کی روایت
سے ہی اور اونکی اعتقاد مین سلیمان تیمی اس روایت مین تنہا ہی اور اس امر مین اُنکا
اتباع محمد بن عبد اللہ انصاری اور شعب حمرانی نے کیا ہی اور ابو ثور کو طلاق کے لازم
ہونے پر اجماع کا وہم ہوگیا ہی اسلئے اوسپر عمل نہین کیا غرض اُن لوگونکا ہی جو
کہتی ہین کہ طلاق پر قسم کہانا کچھہ نہین اور یہہ امر ابن طاؤس سے صحت کو پونہچا ہی اور وہ
اپنی باپ سے روایت کرتے ہین کہ وہ طلاق پر قسم کہانیکو کچھہ سمجھتی تھی اور بعض متعصب
مقلدون نے اس نقل کو رد کیا ہی اسطرح کہ عبد الرزاق نے اسکو زبردستی سے قسم لینے ہوئے
باب مین ذکر کیا ہی تو معلوم ہوا کہ طلاق پر قسم کہانا بھی زبردستی ہی مراد ہے اور یہہ بات خراب ہے
اسلئے کہ دلیل عنوان باب مین نہین ہوتی بلکہ اعتبار اُس روایت کا ہی جو عنوان کے نیچے مروی ہو
خصوصا متقدمین مثل ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور وکیع کہ یہہ لوگ عنوان کے نیچے ایسی احادیث

لکھتے ہین کہ عنوان کے مطابق نہون گو کسیطرحکا علاقہ اُنکو عنوان سے ہو پھر اگر عبدالرزاق
نے اس روایت کو زبردستی سے قسم لئی ہوئی کی یا بمین سمجھہ لیا تو اُنکی سمجھہ حجت نہوگی بلکہ حجت
اُس روایت مین ہی جو بیانکی ہی پھر طلاق پر قسم کہانیکی خصوصیت مین کیا فائدہ ہی اسلئے کہ
زبردستی کے ساتھہ ہر ایک قسم کہانیوالیکی قسم کچھہ نہین ہوتی اور سعید بن داؤد نے
اپنی تفسیر مین روایت کیا ہی کہ حدیث کی ہم سے عباد بن عباد مہلبی نے عاصم احول سے اور
اوسنے عکرمہ سے اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین تیری سو کوڑی نہ مارون
تو میری زوجہ پر طلاق ہی تو عکرمہ نے فرمایا کہ نہ اپنے غلام کے کوڑی مارے نہ اوسکی بیبی
کو طلاق ہوئی یہ قول اُسکا شیطانکی خطرات مین سے ہی پس جب اس روایت کو اُس روایت
مین ملاؤ جو ابن طاؤس نے اپنے باپ سے کی ہی اور اوسمین جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے
اُس عورتکی باب مین کہ اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین تجھہ مین اور تیری بیبی مین جدائی نہ ڈالون
تو میرا ہر ایک مملوک آزاد ہی اور دوسری اثار جو حضرت ابن عباسؓ سے زوجہ کی حرام
کرلینے پر قسم کہانیکے بابمین مروی ہین کہ اسطرحکے حلف قسم ہین اونکا کفارہ دیدے
اوسپر اضافہ کرو تو تمکو معلوم ہوجاویگا کہ حضرت ابن عباسؓ اور اونکی اصحاب
کا اسباب مین کیا مسلک تہا اور جب ان اثار کو صحابہ کے اثار مین ملاؤ کہ تعلیقات
پر قسم کہانا مثلاً حج اور روزہ اور صدقہ اور قربانی اور مکہ معظمہ تک پیادہ جانا وغیرہ

لا تطابق الترجمة والمكان لها
بما نوع تعلق ثم نوعهم عبد الرزاق
رزق في جامع المسانيد
رجحه في فهمه بالباب فيما رواه
تعرض فائدة في تخصيص
يحلف بالطلاق
فان كل حالف
كتبت عنه
ابن داؤد في تفسيره
عن عاصم الاحول
عن عكرمة في رجل
ان امر الرجل
عن الامة ولا يطلق امرأته
خطرات الشيطان فاذا ضممت هذا
الاثر الى اثر ابن
عباس قيس قلت
وبين ما ثبت
عن ابن عباس في الحلف
انما يمين بكفرها
كان عليه ابن عباس واصحابه
في هذا الباب فاذا ضممت
ذلك الى اثار الصحابة في
الحلف بالتعليقات كالحج
والصدقة والهدى والمشي

کہ یہ سب امور قسمین ہین کفارہ دینا چاہیے تو تمکو معلوم ہو جاویگا کہ صحابہ کی اس
باب مین کیا رائی تھی اور جب اسکو اوس قیاس پر اضافہ کرو جسمین اصل و فرع کا حکم
برابر ہوتا ہی تو معلوم کر لوگے کہ غالب کون ہی اور مغلوب کیا ہی اور باوجود اسکے
تمکو دسترس نہین کہ شیطان سی اور اوس شخص سی کہ یون کہی کہ مین نے حکم کیا اور سیدے
نزدیک ثابت ہوا زور کرو اور اللہ سی مدد کی خواہش ہی چوتھا طریق اُن لوگون کا ہی جو
اپنی بیبی کے فعل پر یا خود اپنے فعل پر یا غیر زوجہ کے فعل پر حلف کرنیمین فرق کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ اگر اپنی بیبی سی کہا کہ اگر تو گھر سی نکلیگی یا فلان شخص سی بولیگی تو
تجکو طلاق ہی تو اوسپر اس کام کرنے سی طلاق نہ پڑیگی اور اگر اپنے آپ پر یا بیبی کے
سوا اوپر قسم کی اور حانث ہوا تو طلاق لازم ہوگی اور یہہ قول اشہب بن عبد العزیز کا
ہے جو امام مالک کی سب اصحاب مین سے فقیہ تر ہین اور اسکا ماخذ یہہ ہی کہ عورت جب یہہ
کام اسغرض سی کریگی کہ مجکو طلاق ہو جاوی تو اوسکو طلاق نہ پڑیگی اوسکی سزا کی
بہت سی اور استطرح سی کہ جو قصد اوسنے کیا اوسکی خلاف معاملہ کیا جاوی اور یہہ امام مالک
اور احمد رح اور اونکی متوافقین کی اصول پر چلتا ہی کہ جو شخص عورت کے وارث کرنیسی بہاگتا ہی
اور زکوٰۃ کی دینی سی گریز کرتا ہی اور میراث اور وصیت کرنیوالے اور مدبر کرنیوالیکو
قتل کرتا ہی اُن سبکی سزا اونکی نزدیک یہہ ہی کہ جو کچھہ اونہون نے قصد کیا ہوا اوسکی خلاف

ہونا چاہیئے اور یہی فقہ ہے خصوص ایسے حالمین کہ شوہر نے عورت کی طلاق کا
ارادہ نکیا ہو بلکہ اوسکو برانگیختہ کرنا خواہ روکنا کسیکام سی ارادہ کیا ہو اور یہہ
کہ ایسا کام نکری جسمین شوہر کو ایذا نہو تو اوسکا فعل شوہر کی سب سے بڑی ایذا کا سبب
کیسے ہوسکتا ہی حالانکہ اوسنی عورتکو اپنی ایذا دینی کا وکیل کرکے مالک نہین کیا
نہ خدا تعالی نے اوسکو اختیار دیا کہ شوہر کو نکاح توڑنے سی ایذا دی تو جدائی
عورت کے اختیار مین کسطرح ہوگی پانچوان طریق اُن لوگونکا ہی جو حلف مین شرط و جزا کے
الفاظ سی اور التزام کے الفاظ سی فرق بتلاتے ہین یعنی اگر یون کہی کہ اگر مین
ایسا کرونگا تو یہہ ہی تو ایسے الفاظ سی حلف کرنے مین طلاق لازم آویگا اور اگر
ان الفاظ سی کہیگا کہ میری اوپر فلان چیز لازم ہی اگر مین ایسا کرون تو اسصورت
مین طلاق لازم نہین اور اصحاب شافعی سی جو صورتین مروی ہین اونمین کی یہہ ایک
صورت ہی اور امام ابو حنیفہ سی بھی یہی منقول ہی چھٹا طریق یہہ ہی کہ جسبات کے
لئی قسم تھی وہی جاتی رہی اسکی بعد جس چیز پر قسم کہائی ہی اگر اوسکو کریگا تو قسم مین
جھوٹا نہوگا اسلئی کہ اُسکام کا نکرنا قسم کے ساتھہ ایک علت کی جہت سی تہا جب
علت جاتی رہی تو کام سی باز رہنا بھی جاتا رہا اور یہہ بات شریعت کے اصول اور
امام احمدؒ اور اُن لوگونکی مذہب کے قواعد پر ہی جو قسم کے عام اور خاص ہونے اور مطلق اور مقید

تخصیص او تنمیمها وان لا تنعقد
بما هو فی تکلیف تکلیف فعلها
سببا لاعظم اذاه وهی

بالله او بالنفس فالتکلیف بالکف
الف فقط او بها الیها او علی
طریق من یفصل بین الحلف
بعض صیغه والشرط والجزاء بخلاف
کالیمین والحلف بعض صیغه الالتزام

فی یلزمنی لکذا ان فعلت کذا فعلی
الطلاق فی الاول لا یقع الا بالثانی وهو احد
وجهی اصحاب الشافعی والمنقول
عن ابی حنیفة ان الطلاق الثانی ایضا
یقع لان المعنی الذی کانت الیمین لاجله
فاذا فعل الحالف علیه بعد
ذلک لم یحنث لان استدامه
بالیمین انما کان لعلة فزوال
بزوالها وهذا اصل معتاد علی اصول
الشرع وقواعد فی فصل الحمل وغیره
بعبارة البسیطة والفصل فی الیمین
بعینها وخصوصا وطلاقا وتقیدا

ہونے مین نیت اور قصد کا اعتبار کرتے ہین پس اگر قسم کہا جاوی کہ مین فلان
عورت سی نبولونگا اور سبب قسم کا یہہ تہا کہ وہ عورت اجنبی تہی اور اُس سی بولنے سے
خوف تہا کہ کہین میری آبرو مین بٹا لگی پہر اوس سی نکاح کر لیا تو اب اگر اوس سے
گفتگو کریگا تو قسم مین جہوٹا نہوگا یہہ اوس صورت مین ہی کہ اوس شخص کو قسم کیوقت
کچہہ نیت نہوا ور اگر اوسنی نیت بھی کرلی تہی کہ جبتک اجنبی رہیگی تبتک نہ بولونگا تب تو
کچہہ وقت ہی نہین کہ قسم نیت سی مقید ہوجائیگی اور اسپر امام ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ
نے فتوی دیا ہی اس مسئلہ مین کہ کوئی شخص قسم کہاوی کہ مین فلان شخص کے اس گہر مین
نجاونگا اور نہ اُسکی غلام سی بولونگا اور وہ شخص اپنا غلام اور گہر بیچڈالے اور اسکی نظیر
یہہ صورت ہی کہ کوئی قسم کہاوی کہ مین فلان شخص سی گفتگو نکرونگا اور باعث اس قسم کا اسکو
یہہ ہو کہ دوسرا شخص نماز نہ پڑہتا ہوا کوئی اور اسیطرح کا عیب ہو پہر وہ توبہ کرلے اور
جس بات کے لئے قسم ہوئی تہی وہ آمین سی جاتی رہی حاصل یہہ کہ اگر قصد قسم کہانیوالے
کا ظاہر ہوگا تو اوسی کیطرف رجوع کیا جاویگا اسلئے کہ الفاظ اسی جہت سی معتبر ہین
کہ مقصود پر دلالت کرین تو جس صورت مین مقصود ظاہر ہوگا تو اوسیکا اعتبار ہوگا اور
اسیوجہ سے اگر قسم کہاوی کہ اسکا حق کل کو دونگا اور مقصود یا سبب یہہ ہے کہ کل سی
نہ بڑہوگا اور کل سی پیشتر ادا کردی تو جہوٹا نہوگا اور اسیطرح اگر قسم کہاوی کہ مین

اپنا غلام ہزار ہی کو بیچونگا اور پہر اُس سی زیادہ کو بیچدی اور بہت سی علمانے
جنمین سی ابن عقیل اور ہماری شیخ ہین اسی پر فتوا دیا ہی اسصورتمین کہ کسی
شخص سی کہا گیا کہ تیری بیبی گہر سی نکلگئی یا اُسنے فلان مرد سی زنا کیا اوسنے
سُنتے ہی کہا کہ اوسکو طلاق ہے پہر اوسکو ظاہر ہوا کہ عورت گہر سے نہین
نکلی اور جس مرد سی اوسکو تہمت لگائی گئی وہ اِتنی فاصلہ پر ہے کہ اُسکا پونہچنا
عورت تک یقینا ناممکن ہی یا معلوم ہوا کہ وہ شخص مرگیا ہی اور یہہ وہی امر ہے
کہ قواعد فقہ اسکی سوا کے مقتضی نہین حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہین کہ انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا مدار نیتون پر ہے
اور اگر ان طریقون کو تم تامل کرو تو اُنکا چلنا تمکو حیلونکی طریقونکی چلنی سی بہتر
معلوم ہوگا کہ عورتکو چہوڑ دی یا خلع کرے یا نکاح کے خراب اور باطل
ہونے کا دعوی کرے اِسطرح کہ ولی نے وہ کام کیا تہا جس سی وہ فاسق
ہوگیا تہا یا گواہان نکاح حریر پر بیٹھے ہوئے تھے یا اور اسی طرحکا معاملہ
تھا جس سے نکاح باطل ہوا اور جب انمین سے کوئی بات نہین بن پڑتی
تب عارتی بکری سے التجا کرتے ہین اور حنفی کے واسطے اوسکو کرایہ لیتی ہین
کہ حنفی کرے اور اپنی مزدوری لے **فصل** اور یہہ آیت جو حیلی کی بابمین لکہی ہی

عجبا لامر بالکاف فباعة بالکاف
وقال فی کتاب رفع الملام عن الائمة الاعلام
منهم ابن عقیل وشیخنا
فاسمن قبل ان ان امرأتك
فاخبر بحنث بعض الیمین بتمامه
او قال لست بعض ان
فقال هی طالق ثلثا ان
ثم قال لم اخرج وان
ثم قال لم اخرج الا
ثم قال لم اخرج الا
ثم قال لم اخرج الا

کہ اللہ تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ اور پکڑ اپنے ہاتھ مین سینکون کا مٹھا پھر مار اسکے
ولا تحنث تو تعجب ہی کہ اس آیت کو وہ لوگ حجت پکڑین جو اس مسئلہ کے
قائل ہین کہ اگر ایک شخص نے قسم کہای کہ دوسرے کو دس کوڑے مارونگا اور اسنے
دسونکو اکٹھا کرکے ایک چوٹ اسکو لگا دی تو اسکی قسم سچی ہوئی اور اسکے قائل
امام ابوحنیفہ اور مالک اور احمد کے اصحاب ہین اور امام شافعی فرماتے ہین کہ اگر
مارنیوالیکو یقینا معلوم ہو کہ دسون کوڑے اسکے بدنکو لگ گئے ہین تب تو قسم مین سچا
ہوگا اور اگر یقینا جانے کہ سب نہین لگے تو قسم مین سچا نہوگا اور اگر شک ہو کہ لگے
ہین یا نہین تو جھوٹا نہوگا اور اگر بالفرض یہہ طور قسم کہا نیوالیکے سچا ہونیکا موجب
ہوتا تو زنا کرنیوالی اور تہمت زنا لگانیوالے اور شراب پینے والے سے گنتی ضرب کی
دور ہو جاتی یعنی سو کوڑون یا اسی کوڑونکو ایکجا کرکے اون سے ایک چوٹ ایسے
شخص پر لگا دیجاتی اور یہہ صورت صرف مریض کے حقمین چلتی ہی چنانچہ امام احمد
نے اوسکو ابوامامہ بن سہیل سے اور اسنے سعید بن سعد بن عبادہ سے روایت کیا ہی
کہ ہمارے گھر ونمین ایک چھوٹا سا مرد ضعیف تجربہ کار تہا اوسنے قوم کا کچہہ پانی نکیا
کہ اونکی ایک لونڈی سے زنا کر بیٹہا راوی کہتا ہی کہ اس خبر کو سعد بن عبادہ نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ذکر کیا اور وہ مرد ضعیف مسلمان تہا آپ نے

فرمایا کہ اوسکے واسطے ایک شاخ خرما کی لو جسمین سو قمچیان ہون پھر اوس سے اوس شخص کو
ایکدفعہ مارو لوگون نے یہی کیا باقی رہا قصہ حضرت ایوب علیہ السلام کا تو اوسکی
ایکوجہ باریک ہی کہ آپکی بیبی چونکہ آپکی شفا یابی اور درد سے رہا پانے پر نہایت حریص
تھی اسلیئے اپنے مقدور کے موافق آپکا علاج ڈھونڈھتی تھی پس جب شیطان آپکی
بیبی کو ملا اور اپنا قول کہا تو آپ کی بی بی نے اُسکی قول کو آپکے سامنے کہا آپنے
فرمایا کہ وہ شیطان ہی پھر قسم کہائی کہ اگر اللہ تعالی مجکو شفا دیگا تو بیبی کو سو کوڑے
مارونگا حالانکہ وہ بیچاری معذور تھی اور آپکی حق مین اچھا کرتی تھی اور اُنکی شریعت
مین قسم کا عوض کچھہ نہ تھا اسلئے کہ اگر ہوتا تو حضرت ایوبؑ کفارہ کیطرف جھکتے اور مارنے
کے محتاج نہوتے اِس سبب سے اونکی نزدیک قسم مثل حدود کے واجب تھی اور یہہ بات
ثابت ہوچکی ہی کہ جسِ شخص پر حد لگائی جاتی ہی اگر وہ معذور ہو تو اوسکی لئے حد مین تخفیف
کردی جاتی ہے یعنی سو قمچیان یا سو کوڑے اکٹھے کرکے اوسکو ایکدفعہ مار دئے جاتے
ہین اور حضرت ایوبؑ کی بیبی معذور تھین اُنکو معلوم نتھا کہ جسِ شخص نے اُن سے کلام
کیا وہ شیطان ہی اسلیئے مستحق سزا نہ تھین اللہ تعالی نے اپنے نبی ایوبؑ کو حکم فرمایا
کہ اُنسے معذور کا سا معاملہ برتین اور خدا تعالی نے حضرت ایوبؑ کی لئے دونو باتین
اکٹھی کردین کہ اپنی قسم مین بھی سچے رہین اور اپنی بیبی معذور اور سلوک کرنیوالیکی ساتھہ بھی

وَاِمَّا قَضِيَّةُ اَيُّوبَ فَاِنَّهَا كَانَتْ
وَخُلَاصَتُهَا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى
فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَمَّا
فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ
وَكَانَتْ مَعْذُورَةً
فَاِنَّ الشَّيْطَان

نرمی کرین تو اب نص قران کا موافق ہونا حدیث کی نص کے اُس ضعیف کی بابہ
جسنے زنا کیا تہا ظاہر ہوگیا پس اس آیت کا حکم اپنی جگہہ سے زیادہ نہ بڑہیگا اور
اس امت مین سے اگر کوئی شخص قسم کہا لیگا کہ مین اپنی بیبی یا لونڈی کے سو کوڑے
مارونگا تو ویسا حکم لازم نہوگا گو بیبی اور لونڈی معذور ہون اسلئے کہ اللہ تعالی
نے مرد کے لئے نکلنی کی راہ کفارہ سے مقرر فرمائی ہے اب اگر یہہ کہو کہ جب مارنا
واجب ہو مثلا حد مارنی ہو تو اُسوقت بہی معذور ہونا مفید ہے یا نہین تو اسکا
جواب یہہ ہے کہ اگر عذر ایسا ہو جسکے دور ہونیکی توقع ہو مثلا گرمی اور سردی شدت سے ہو
یا تہوڑا سا مرض ہو تو اوسکے دور ہونیکا انتظار کیا جاویگا اور اوسکے جاتے رہنے کے
بعد حد واجب لگائی جاویگی جیسے مسلم کی حدیث حضرت علی رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لونڈی نے زنا کیا آپ نے مجکو ارشاد فرمایا کہ اسکے کوڑے لگاؤ
مین جو اوسکے پاس گیا تو دیکہا کہ وہ تہوڑے ہی دنون سے نفاس مین ہے مجکو ڈر ہوا کہ اگر کوڑے
مارون تو کہین اسکو جاسے نہ دون مین نے یہہ ماجرا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا آپ
نے فرمایا کہ تمنے خوب کیا تمہارا اُسکو چہوڑ دو جبتک اچہی ہو فصل اور بلال کی حدیث خرما کے
بابمین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونکو فرمانا کہ خرما کو رہنے کی بدلی بیچکر اُن دانون سے
اچہی خرما مول لے لو اسکا حال یہہ ہے کہ ہماری شیخ فرماتی ہین کہ اس حدیث مین اسی معاملہ سے

جو مقصود نہین ہوتے حیلہ کرنیکی دلالت کئی وجہون سی نہین اول تو یہہ کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم فرمایا کہ اپنا پہلا مال بیچدو اور اوسکی قیمت سی دوسرا
مال خرید لو اور ظاہر ہی کہ یہہ امر صحیح بیع کو چاہتا ہی اور جب دو بیع درست طور پر پائی
جاوینگی تو بلاشک معاملہ درست ہوگا اور ہم بیان اُن بیعون کا کرتے ہین جو حدیث اور
صحابہؓ کے اقوال کی رو سی معلوم ہوتے ہون کہ سو ہین گو ظاہر مین بیع ہون اور اسطرحکی بیع
خراب ہے تو اس حدیث کے لفظون مین سوا بیع صحیح کے اور کوئی داخل نہوگی ورنہ اسی
حدیث سی کوئی حجت کرنیوالا یہہ بھی حجت کرسکتا ہی کہ عیبدار چیز کا بیچنا یا شرط خیار یعنی
جانکڑ کی مدت تین دن سی زیادہ کرکے بیچنا یا عیب سے پاک ہونیکی شرط لگاکر بیچنا یا اسی
طرحکی بیع جنکی صحت مین اختلاف ہی سب درست ہین دوسری وجہ یہہ ہی کہ حدیث مین عموم
نہین اسلئے کہ یہہ ارشاد فرمایا کہ درمونکی عوض مین اچھی خرامول لیلو اور مطلق حقیقت کا
امر کسی قید کے ساتھہ امر نہین اسلئے کہ حقیقت سب فردون مین مشترک ہی اور مقدار مشترک ایسی نہین
جس سی ہر ایک فرد دوسرے سی جدا ہوجاوی اور اُس سی یہہ لازم بھی نہین آتا تو مشترک کا امر فرمانا
کسی حالمین علیحدہ کا امر نہوگا تا ان اوسقدر مشترک ہی سی بعض ان قیدونکی لازم آتی ہین
مگر وہ قیدین معین نہین اسلئے اُن قیدونکی پابندی حدیث بطور بدلیت عام ہی مگر یہہ اس
بات کا مقتضی نہین کہ افراد پر عموم جمع کے طور پر ہو جو مقصود ہے

یعنی حدیث مین یہہ نہین ہی کہ حضرت بلال کو فرمایا ہو کہ مشتری ہی سی خرید مین یہہ
حکم ہے کہ اوسکی غیر سی خرید مین نہ یہہ کہ شہر کے رائج سکہ کے عوض لین اوسکی غیر کی
عوض کا ارشاد ہی نہ قیمت نقد کا امر ہی نہ اُدہار کا مقصود نہین جو لوگ یہہ کہتے ہین کہ اگر
مشتری ہی خرید ناحرام ہوتا تو آپ منع فرماتے مردود ہی اسلئے کہ مقصود آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُس تدبیر کا بیان ہی جس سی وہ شخص جسکے پاس خراب خرما ہون وے
خرمالے سکی بیع کی شرطون اور اوسکی موانع کا ذکر فرمانا مقصود نہین ورنہ اِس قول
خداوندی سی کُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ
کھاؤ اور پیو جبتک کہ ظاہر ہو تمکو دھاری سفید صبح کی دھاری سیاہ سے فجر کی
یہہ حجت کرنی درست ہونی چاہیے کہ درندون مین سی کچلی والیکا اور پرندون مین سے
چنگل والیکا کہانا جائز ہے اور جن پینے کی چیزون مین اختلاف ہی اونکا پینا حلال
ہے حالانکہ یہہ باطل ہی اسلئے کہ آیت مذکورین صرف کہانے اور پینے کا وقت
اور اوسکی تمام ہونیکا بیان مقصود ہی اور اشیاء کی حلت وحرمت کا ذکر نہین اور اسیطرح
اِس آیت سی وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ حجت پکڑنا کہ زناکار عورت کا نکاح تو یہہ ہی پہلے
اور بیاہ دو رانڈون کو اپنون مین سے
درست ہی اور حلالہ کرنیوالیکا نکاح اور پانچوان نکاح اور متعہ کا نکاح اور شغار
کا نکاح یا اور ایسا ہی صحیح ہی اور اسیطرح اللہ تعالی کے ارشاد وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ
اور اللہ حلال کیا ہے سودا
سی کتی کی بیع کی حلت پر اور اسیطرح کی اور بیعونکی حلت پر دلیل لانی ہی جب یہہ

معلوم ہوا تو حدیث سی کسیطرح معلوم نہین ہوتا کہ بیع عینہ جائز ہو اور یہہ غالب نہین
کہ خرما کو درمون کے عوض بیچنے والا مشتری ہی سی اچھی خرمی مول لے تاکہ یہ کہا جاوے
کہ یہی صورت غالب ہی اسواسطے کہ غالب تو یہی ہی کہ اسباب ایسی شخص کے ہاتھہ بیچتے
ہین جو دام دیدے اور مول اوس سی لیا کرتے ہین جسکی پاس اپنی مرغوب چیز پائی جاوے
تیسری وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ جمع کو درمون کے عوض بیچو پھر
اُس سے بیع مقصود ہی سمجھی جاتی ہی جو ایسی شرط سی خالی ہو کہ بیع کے مقصود ہونیکی
مانع ہو بخلاف اُس بیع کے جو مقصود نہو کیونکہ اگر مثلاً یہہ کہا کہ اِس کپڑے کو بیچدی
یا مین نے یہہ کپڑا بیچا تو اوس سی نہین سمجھا جاویگا کہ بیع زبردستی سی کی ہی یا ہنسی
سے یا اور کسیطرح کی ممنوع بیع کی ہے چوتھی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ایک بیع مین دو بیعون سی منع فرمایا اور جس صورتمین کہ دونون اسباب پر متفق
ہونگی کہ ایک شخص دوسرے کے ہاتھہ مول کے بدلہ بیچے پھر اوسی مول کے عوض اوس سے
کوئی چیز خرید لے تو ظاہر ہی کہ یہہ دو بیعین ایک بیع مین ہونگی تو یہہ صورت اُس حدیث
مین داخل نہوگی اسلئے کہ جس معاملہ کی اجازت دیگئی وہ اوس معاملہ کو شامل نہوگا جسسے
منع کردیا گیا ہی پانچوین وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمع
کو درمون کے عوض بیچو پھر درمون کے عوض جنیب خرید کرو یہہ ارشاد ایسی بیع کو چاہتا ہے

عمدہ قسم خرما ۱۲

جیسکو بائع اول بیع کے ہو چکنے کے بعد انشا اور ابتدا کرے اور جب اول ہی
سے دونو اوسپر متفق ہو جاوینگے تو دونو کا اتفاق دو عقد ونپر ایک ساتھہ بلا ترتیب
ہو جاویگا تو یہہ صورت اجازت کی حدیث مین داخل نہو گی بلکہ نہی کی حدیث مین داخل
ہو گی چھٹی وجہ یہہ ہی کہ اگر فرض کیا جاوی کہ حدیث مین عموم لفظی ہی تب بھی وہ بیشمار صورتونسے
مخصوص ہو گی اسلئے کہ ہر ایک بیع فاسد تو اوسمین آہی نہین گئی اسصورتمین اسکی دلالت
ضعیف ہو گی اور جو صورت کہ ہمنے ذکر کی ہی اوسکو اون دلیلون سے خاص کیا جاویگا جو
نص ہین یا مثل نص کے ہین **فصل** اور اس سے ظاہر ہوا کہ باطل حیلونکی جائز ہونے
پر اللہ تعالی کے ارشاد الا ان تکون تجارۃ حاضرۃ تدیرونہا بینکم کسی دلیل لانا باطل ہے
اگر ایسا کہ سودا ہو روبرو کا بیع ہو ہاتھہ پر ہاتھہ کا لینا ہو
اور یہہ کہنا کہ یہہ آیت شامل ہی عینہ وغیرہ کو اسلئے کہ بائع و مشتری اسبابکو اپس
مین کمتی بیشی کرتے ہین اور وجہ باطل ہونیکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے جن بیعون کو
اپنے بندون کے واسطے مشروع فرمایا ہی اونکو وقسیم کیا ہی کہ نے مدت ہون یا بامدت پہر عینہ کو
ارشاد فرمایا کہ مدت والی یعنی ادھار بیعونمین دستاویز کرالین اور بیمدت یعنی نقد معاملہ
جسمین خرابی انکار کرنے طرفین کا اندیشہ نہو اسکو دستاویز کرانے کے باب مین
خاص کیا اور کسی نے صحابہؓ اور اونکے بعد کے لوگونمین سے اس آیت مین سودی
معاملہ کا داخل ہونا نہ سمجھا بلکہ اس سے وہی بیعین مقصود شرعی سمجھین جو سود سے خالی ہون

فصل

فصل اور کنایون سی جو تم حیلونکی درست ہونے پر دلیل لاتی ہو تو یہہ بڑی ہی باطل دلیل ہی اسلئے کہ کہان وہ کنایات جنسی آدمی ظلم اور جھوٹ سی رہائی پاوی اور کہان وہ حیلے جنسے اللہ تعالی کی فرض چیز کو ساقط کری اور اوسکی حرام کی ہوئی شے کو حلال جانے کیونکہ کنایہ والا حق کہتا ہی اور سچ بولتا ہی اور لفظونسی اُنکے معنی لغوی مراد لیتا ہی اور اس کنایہ کرنے سی لغت کی حد سی باہر نہین جاتا کہ لغت مین حقیقت اور مجاز اور عام اور خاص اور مطلق اور مقید اور مشترک اور متباین سب کچھہ ہوتے ہین انکو اُن حیلونسی کیا نسبت جنمین عقد سی وہ بات مقصود ہو جسکے لئے نہ عقد مشروع ہی نہ وہ عقد کا مقتضا شریعت اور حقیقت کی رو سی ہی اور نیز ایک فرق یہہ ہے کہ اگر کنایہ والا اپنی قصد کو ظاہر کردی تو وہ باطل و حرام نہوگا بخلاف حیلہ گر کے کہ اگر وہ چیز جو اوسکو عقد ظاہر ہی سی مقصود ہی اوسکی تصریح کردی تو وہ حرام باطل ہوگی مثلاً سود کے لئے حیلہ کرنیوالا اگر یون کہی کہ مین تیری ہاتھہ سو نقد ایکسو بیس کے عوض برس روز کے وعدہ پر بیچتا ہون یا یہہ کہی کہ مین تجکو ہزار اس شرط سی قرض دیتا ہون کہ تو مجکو اسقدر زیادہ ملاکر ادا کردینا تو حرام اور باطل ہوگا حالانکہ یہہ اوسکا عین مقصود ہی اسیطرح اگر حلالہ کرنیوالا کہی کہ مین عورتکو اس شرط پر نکاح کیا کہ اوسکو پہلے شوہر کے طلاق دینے والے پر حلال کردون تو حرام ہوگا اور ایک فرق اور ہی کہ کنایہ کرنیوالیکا مقصد صحیح اور وسیلہ درست ہی

فصل اور کنایون سی جو تم حیلونکی درست ہونے پر دلیل لاتی ہو تو یہہ بڑی ہی باطل دلیل ہی اسلئے کہ کہان وہ کنایات جنسی آدمی ظلم اور جھوٹ سی رہائی پاوی اور کہان وہ حیلے جنسے اللہ تعالی کی فرض چیز کو ساقط کری اور اوسکی حرام کی ہوئی شے کو حلال جانے کیونکہ کنایہ والا حق کہتا ہی اور سچ بولتا ہی اور لفظونسی اُنکے معنی لغوی مراد لیتا ہی اور اس کنایہ کرنے سی لغت کی حد سی باہر نہین جاتا کہ لغت مین حقیقت اور مجاز اور عام اور خاص اور مطلق اور مقید اور مشترک اور متباین سب کچھہ ہوتے ہین انکو اُن حیلونسی کیا نسبت جنمین عقد سی وہ بات مقصود ہو جسکے لئے نہ عقد مشروع ہی نہ وہ عقد کا مقتضا شریعت اور حقیقت کی رو سی ہی اور نیز ایک فرق یہہ ہے کہ اگر کنایہ والا اپنی قصد کو ظاہر کردی تو وہ باطل و حرام نہوگا بخلاف حیلہ گر کے کہ اگر وہ چیز جو اوسکو عقد ظاہر ہی سی مقصود ہی اوسکی تصریح کردی تو وہ حرام باطل ہوگی مثلاً سود کے لئے حیلہ کرنیوالا اگر یون کہی کہ مین تیری ہاتھہ سو نقد ایکسو بیس کے عوض برس روز کے وعدہ پر بیچتا ہون یا یہہ کہی کہ مین تجکو ہزار اس شرط سی قرض دیتا ہون کہ تو مجکو اسقدر زیادہ ملاکر ادا کردینا تو حرام اور باطل ہوگا حالانکہ یہہ اوسکا عین مقصود ہی اسیطرح اگر حلالہ کرنیوالا کہی کہ مین عورتکو اس شرط پر نکاح کیا کہ اوسکو پہلے شوہر کے طلاق دینے والے پر حلال کردون تو حرام ہوگا اور ایک فرق اور ہی کہ کنایہ کرنیوالیکا مقصد صحیح اور وسیلہ درست ہی

اور اسکے مقصود مین کچھہ شریعت کی روک اوسپر نہین ہے اوسکے وسیلہ مین کچھہ ممانعت
ہے نہ کنایہ مین خدا تعالی کو کسی چیز مین دھوکا دینا ہی غایت یہہ ہی کہ کنایہ سے خلق کو
فریب دینا ہی جسکا فریب دینا ظلم کے باعث شارع نے مباح فرمایا ہی پھر کنایہ کرنیوالا
شر کو دفع کرتا ہی اور حیلہ گر امر باطل سے حق کو دفع کیا چاہتا ہی۔ اور کنایہ کرنا
جیسا قول سے ہوتا ہی ویسا ہی فعل سے بھی ہوتا ہی مثلاً لڑائی کرنیوالا اپنا سفر ایسی
طرف کو بتا دی جو دشمن کیطرف کے خلاف ہو تاکہ دشمن یہہ جانے کہ یہہ میرے اوپر چڑھنا
نہین چاہتا یا اپنی مقابل سے ایسی تدبیر کرے کہ اوسکو یہہ وہم ہو کہ یہہ بھاگ چلا
پھر اوسکی طرف سے پھر پڑے یا ظاہر کرنا بھرے پن اور نیند اور شکم سیری اور تونگری وغیرہ کا

فصل اور حیلہ والے یہہ دلیل جو لاتے ہین کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی یوسف
علیہ السلام کو وہ حیلہ سکھایا جس سے وہ اپنے بھائی کے رکھنے لینے پر پہنچ گئے تو
بعض حیلہ والون نے گمان کیا ہی کہ یہہ قصہ اونکی حیلہ کے باب مین مفید ہے
حالانکہ جیسا وہ گمان کرتے ہین ویسا نہین اسلئے کہ اس جیسا حیلہ ہماری شریعت
مین کیطرح درست نہین تو حجت کرنیوالا ایسی چیز سے کیسے حجت کرتا ہے جسپر عمل
حرام ہو اور اللہ تعالی نے جو اس حیلہ کو اپنے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کے
لئے مشروع فرمایا تہا تو اوسکی وجہ انکے بھائیونکی سزا اور تدارک اور حضرت

یوسف کو انپر جتانا اور اُنکے خواب کو سچا کرنا تہا اور آپ کے قصہ مین عمدہ
حیلونکی بہت سی قسمین ہین اول تو حضرت یوسف کا اپنے خادمون سے فرمانا
اجعلوا بضاعتهم فی رحالهم لعلهم یعرفونها اذا انقلبوا الی اهلهم لعلهم یرجعون
رکہہ دو اونکی پونجی اونکے جوالون مین شاید اونکو پہچانین جب پہر کر جاوین اپنے گہر شاید وہ پہر آوین ۱۲
یہہ اسی لطرسے فرمایا تہا کہ اپنے بہائی دوبارہ اوین مفسرین نے اسمین بہت
باتین ذکر فرمائی ہین ایک یہہ کہ آپکو خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ اونکی پاس روپیہ
نہو جس سے پہر کر آوین دوسرے یہہ کہ آپ ڈرے کہ اونسے مول لینے مین اُنکو کہین
ضرر نہو تیسرے یہہ کہ اُنسے دام لینا ملامت سمجہا چوتھے یہہ کہ اُنکو اپنا کرم دکہلایا
کہ اُنکا مال پہیر دیا تاکہ یہہ امر زیادہ تر اونکے پہر آنیکا موجب ہو غرضکہ یہہ حیلہ
ایک عمل نیک تہا اور بہائیون سے جو اپنے آپ کو نہ بتایا تو چند دوسرے اسباب
کی جہت سے جنمین بہائیونکی اور اونکی باپکی اور خود اپنی منفعت تہی اور جو چیز کہ اللہ
تعالیٰ کو اس بلا مین اونکے ساتہہ منظور تہی اوسکا کمال تہا اور اونکی اور اونکے
باپ کے جمع ہونیکی وقعت کا بڑا کرنا تہا جیسے خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اپنے بندہ
کو کسی رتبہ کمال پر پونہچانا چاہتا ہے تو اوسکے لئے اسباب محنتون اور مشقتون
کے تیار فرما دیتا ہے تاکہ بعد اِن مشقتون کے اُن مراتب پر پہنچنا نہایت وقعت
کا ہو اور یہہ ایسا ہی جیسے جنت والے جنت مین مرنیکے بعد اور برزخ کی احوال

در حشر اور نشر اور موقف اور حساب اور پل صراط اور اُن دہشتون کے بہگتنے کی
بعد پہنچینگے اور جیسی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ معاملہ ہوا کہ آپکو مکہ معظمہ مین
اُس دھوم سی داخل کیا بعد اسکی کہ کفار نے آپکو نکالدیا تہا اور مکروہات مین سی بہت
کچھہ بہگتا تہا اور اسیطرح ہی وہ معاملہ جو سب انبیا علیہم السلام کے ساتھہ کیا اور اسیوجہ
سی جنت احاطہ کی گئی ہی سختیون سی یعنی بہت سختیان بہگتی تب بہشت مین داخل ہو
فصل اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ مین جو حیلے ہین اونمین سی ایک یہہ ہی
کہ جب دوسری بار اونکی واسطے سامان تیار کیا گیا تو کٹورہ اپنی بہائی کی خرجی مین
رکھدیا اسمین اپنی بہائی کو چوری کی تہمت لگانی لازم آتی ہی بعضے کہتے ہین کہ
یہہ امر آپنے اپنی بہائی کی موافقت اور اوسکی رضا سی کیا تہا اور ایسا ہی کچھہ
اس آیت سی معلوم ہوتا ہی وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا
اخوک آخر آیت تک اور بعضے کہتے ہین کہ آپنے بہائی سے صراحۃ ذکر اپنا نہین
فرمایا اور انی انا اخوک سی یہہ مراد تہی کہ جو بہائی تیرا گم ہوگیا ہے مین اوسکی
جگہہ ہون اور کٹورہ کو جو اوسکی خرجی مین رکہا تہا تو بہائی کو اوسکا علم نہ تہا
اور قرآن مجید سے اس قول کے خلاف معلوم ہوتا ہی جیسا مذکور ہوا اور ایک
پاکیزہ حیلہ اس قصہ مین یہہ ہی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی بہائی

۱۳

کالے لینا چاہا تو اوسکے لینے کے لئے وہ بات کی کہ آپکی سوتیلے بہائی اقرار کرین
کہ یہہ امر حق اور انصاف سے ہوا اور اگر آپ اپنے بہائی کو اپنی قدرت اور سلطنت کے
زور سے رکہہ لیتے تو جور اور ظلم کیطرف منسوب ہوتے اور بادشاہ کے دین
مین کوئی تدبیر تہی جس سے آپ بہائی کو رکہہ لیتے اسلئے اوسکے رکہنے کے لئے وہ تدبیر
کی جسکو سوتیلے بہائی مقر ہون کہ یہ ظلم نہین غرضکہ کٹورہ اپنے بہالی کی بسارس شے
اوسکے شلیتے مین رکہدیا اور اسلیئے فرمایا فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور ایک اور تدبیر
پاکیزہ یہ ہے کہ بہائیونکے شلیتونکی تلاشی اوسوقت نلی جبکہ وہ آپکے پاس نہی بلکہ اُنکے سامان
کردینے اور شہر سے نکلنے کی مہلت دی اور پہر آدمی اونکے پیچہے بہیجا اسلیئے کہ اگر پہلے ہی تلاشی
لیتے تو کیا عجب تہا کہ آپکے بہائی حیلہ سمجہہ جاتے اور پکارنیوالے نے آواز بلند سے اُنکو پکارا
کہ سب سنین اسپر اکتفا نکیا کہ ایک ہی شخص سے کہدیتا اس سے یہہ جتانا منظور تہا کہ
کٹورہ کا جانا مشہور ہوگیا ہے اور اسکی تہمت بجز اُنکے اور کسی پر نہین اور منادی نے
یون کہا کہ تم چور ہو مگر چوری کی چیز کو معین نکیا یہانتک کہ بہائیون نے اُس سے پوچہا اسلیئے
کہ اُنکے نزدیک یہ امر حجاوی کہ تہمت کٹورہ سے متعلق ہے اگر وہ نکلیگا تو تہمت سچی ہوگی
اور منادی نے یہہ کہا کہ اگر تم جہوٹے ہو تو تمہاری سزا کیا ہے یہہ اس واسطے
کہا کہ آپ کو معلوم تہا کہ وہی جواب دیوین گے جو اُنہون نے دیا تہا

توجو کچھہ وہ اپنے آپ پر حکم کرینگے اوسکا مواخذہ اُن سے کیا جاویگا پھر سوتیلے
بھائیون کے اسباب کی تلاشی حقیقی بھائی کے اسباب کی تلاشی سے پیشتر کی
تاکہ وہم سازش کا دور رہے اور یہہ وہ داؤ ہے کہ جس سے آدمی خدا تعالی اور اسکے
رسول کی طاعت اور حق والے کی مددگاری پر پونہچتا ہے اور اُنکو چور کہدینے کی دو
وجہین بیان کرتے ہین اول یہہ کہ از قسم کنایہ تہا اور یوسف علیہ السلام نے
اس سے نیت یہہ کی تہی کہ بھائیون نے آپکو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس سے
چرا لیا تہا اسلئے کہ اُنہون نے حضرت یوسفؑ کو اونکے پاس سے غائب کردیا تہا
اور اونکے بابمین باپ سے خیانت کی تہی اور خائن کو چور کہا ہی کرتے ہین اسنظر سے
چور کہا تہا دوسری وجہ یہ لکہی ہے کہ یہہ لفظ منادی ہی نے کہا تہا حضرت
یوسف علیہ السلام کے حکم سے نہین کہا تہا قاضی ابو یعلی کہتے ہین کہ حضرت یوسف
علیہ السلام نے اپنے بعض مصاحبون سے فرمایا کہ ہماری بھائی کے اسباب مین کٹورہ
رکھدو پھر جن لوگونکی وہ سپرد تہا جب اُسکو نپایا اور معلوم نہوا کہ کسنے لیا اونمین سے
کسی نے کہدیا کہ ای قافلہ والو تمہین چور ہو اس گمان پر کہ وہ ایسے ہی ہین اور
حضرت یوسف علیہ السلام نے اونکو نہین اجازت دی کہ یون کہو اور شاید
حضرت یوسف علیہ السلام نے منادی سے کہدیا ہو کہ ان لوگون نے چرایا ہے

اور مراد لے لی ہو کہ مجکو میرے بابکے پاس سے چرایا ہی اور منادی کے اس
قولکو سوچکہ کہا تم مقرر چور ہو اور یہہ نکہا کہ بادشاہ کے کٹورہ کے چور ہو پھر جب
گم ہوئی چیز کا ذکر ہوا تو یون کہا کہ ہمکو بادشاہی پیمانہ نہین ملتا یہہ نکہا کہ پیمانہ
تمنے چورا لیا ہی اور جب حضرت یوسف علیہ السلام سے بھائیونمین سے ایک نے
یہہ کہا کہ ہم مین سے کسیکو رکھہ تو آپنے فرمایا مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا
مَتَاعَنَا عِنْدَہٗ یعنی پناہ دی کہ ہم کیسکو پکڑین مگر جس پاس ہماری
اپنی چیز ۱۲
کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قصہ مین حیلہ والونکی مفید کوئی شبہہ بھی نہین چہ جائیکہ حجت
ہو اسلئے کہ ہم اُن حیلونمین کلام کرتے ہین جو بندی کرتے ہین اور اُنکا حکم مباح کرنے
اور حرام کرنے مین ہی نہ اُن حیلونمین جو اللہ تعالیٰ اپنی بندہ کے لئے کرتا ہی بلکہ حضرت
یوسف علیہ السلام کی قصہ مین تنبیہ ہی اسبات پر کہ جو شخص دوسرے کے ساتھہ حرام داؤ
کریگا تو اللہ تعالیٰ ضرور اوسکی ساتھہ داؤ کھیلیگا اور یہہ کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی خاطر
داؤ کیا کرتا ہی بشرطیکہ وہ اپنی داؤ کرنیوالیکے داؤ پر صبر کری اور اوسکی ساتھہ نرمی
برتے پس ایماندار آدمی اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھنیوالیکے ساتھہ اگر مخلوق داؤ چلیگی
تو ضرور ہی کہ خدا تعالیٰ اُسکی خاطر داؤ چلے اور اوسکا بدلہ لے بدون اُسکی زور و طاقت
کے اور یہہ خدا تعالیٰ کی داؤونکی دو قسمونمین سے جو اپنی بندہ کی خاطر کیا کرتا ہی ایک قسم ہی

دوسری قسم یہہ ہی کہ اللہ تعالی اپنے بندہ کو ایک امر مباح یا مستحب یا واجب
الہام کر دیتا ہے جو بندہ کو عمدہ مقصود پر پہنچا دیتا ہی اور یہہ داؤد اُس قسم کا
نہین جس سی حرام چیزو کو حلال جانا جاوے اور واجبات کو ساقط کر لیا جاوے اسلئے کہ
یہہ تو خدا کو دم دینا اور اوسکی دین مین داؤ کھیلنا ہی ایسی باتکو خدا تعالی کا شرع
فرمانا نہین ہوسکتا پھر یہہ داؤ بوراجب ہوتا ہی کہ کوئی کام غیر مشروع کیا جاوی اور
اس سی مراد اوسکا مقصود شرعی نہو تو ایسی باتکو اللہ تعالی کسطرح مشروع فرماویگا پھر
وہ داؤ عام ہی کوئی شخص اُس سی خاص نہین اب اگر کوئی شخص فقہی حیلہ حرام یا مباح
کرتا ہی تو یہہ حیلہ خاص اوسکے لئے نہین ہوتا حالانکہ اللہ نے جو حضرت یوسف ع کی خاطر
داؤ کیا تہا تو وہ داؤ خاص انہین کیواسطے تہا کہ اونکو اونکی صبر اور سلوک کا بدلہ دینا
تہا اور وہ داؤ دونو قسمون سی باہر نہ تہا یعنی اول خدا تعالی کا آپکو الہام کر دینا
ایسا کام جسکا کرنا مباح ہو دوسرے خود اللہ تعالی کا فعل جو بندہ کی قدرت سی باہر ہو
اور یہہ دونو قسمین مخالف ہین اون حرام حیلونکی جنسی واجب چیزونکی ساقط کرنے اور
حرام چیزونکی مباح کرنیکا حیلہ کیا جاتا ہی **فصل** اور شیطان کے مکرون اور جالون
مین سی وہ ہی جسمین صورتون کے عاشقونکو پھنسایا ہی اور یہہ مکر بخدا بہت بڑا
فتنہ اور مصیبت سخت ہی اسی نے نفسونکو خالق کے سوا بندہ بنایا اور عاشقونکی

دلونکا مالک انکی ذلت چاہنے والونکو ٹہرایا اسی نے عشق اور توحید مین
لڑائی کا رنگ جمایا اسی نے ہر ایک شیطان سرکش کی دوستی کیطرف بلایا
یہی نفسونکی درستی اور راستی کے مانع ہوئی اور اسی نے انکو طریق مقصود سے پہرایا
پس نہایت حسرت ہی اس عاشق کے حال پر جسنے اپنی نفس کو کھوٹی دامونکی عوض معشوق
اول کے سوا دوسرے کے ہاتھہ فروخت کیا اور ایسی خواہش سردست کے بدلہ مین دیا جسکی لذت جاتی
رہی اور انجام بدباقی رہا **فصل** جہان مین ہر فعل اور حرکت کی اصل محبت اور
خواہش سی ہی تو یہ دونو چیزین تمام افعال و حرکات کا آغاز اسیطرح ہین جیسی بغض
اور نفرت ہر ایک رکہنی اور چہوڑنیکی آغاز ہین انمین سی محبت وہ ہی جو عاشق کو اپنی
معشوق کی طلب مین وہ جنبش دیتی ہی جسکے ہونیسی عاشق کا کمال ہو جاتا ہی جیسی خدا تعالے
کے عاشق کی جنبش اور قران کے عاشق اور علم و ایمان کے دوست رکہنی والے
اور بتون اور صلیبون کی محبت کرنیوالے اور عورتون اور امردون کے چاہنی والے
اور وطن کے محب اور بہائیونسی دوستی رکہنی والیکی جنبش کہ ہر ایک کی دلمین سی اسکی
محبوب کیطرف حرکت اُبہرتی ہی جب ان چیزون مین اوسکی محبوب چیز کا ذکر ہوتا
ہے تو اوسیکے ذکر سی دلمین جنبش ہوتی ہی اور کسی ذکر سے نہین ہوتی اسلیئے
تم دیکہتے ہو کہ جو لوگ عورتون کو اور لڑکون کو چاہتے ہین

وممالک الثقلاء بمن یعشقها و
یهوان من عشقها و
البغض المحرب بان العشق
والتوحید حرب وعدت الی
هوالاه کل شیطان مرید
وبان رئیس ها وصرفها
عن طریق قصدها فاحبت نفسها
باعظم نقصان لانها وبقیت
عاجزة ذمیمة
اصل الحب والارادة وکل فعل وحرکة
اکثر الافعال والحرکات کان البغض و
الکراهة مبدأ کل کف وترک فالمحبة هی التی
توجب الجنب فی طلب محبوبه الذی یکمل بحصوله
له کما ان البغض الحمل فی الفرار عن المبغض
وجنب الشیء والاوطان وجنب
الاوطان وجنب
الاشیاء فیجب لاجلها
آلة الی محبوبه من حسن
مسکنا ودون فاره وکل
بحسب الجنب الشیء والتشبث

اور شیطانی قران آواز و نغمون سی پسند کرتے ہین وہ علم کے ذکر سنے اور قران
کی تلاوت سی حرکت نہین کرتے یہانتک کہ جب انکی سامنی انکی محبوب چیز کا ذکر ہوتا ہی تو
اوسکی طرف شوق اور خوشی کے ماری انکا باطن جنبش اور جوش مین اور ظاہر حرکت
مین آجاتا ہی اور جتنی یہہ محبتین ہین سب باطل اور سستہ ہین سوا اللہ تعالی کی محبت
کے اور جو اوسکی قریب ہو یعنی محبت اوسکی رسول اور اسکی کتاب کی کہ یہہ محبت ایسی
ہیشہ کو رہتی ہی اور اسکا ثمرہ پائدار رہتا ہی اور جب سب محبوبون کے علاقے اور انکی
دوستیون کے سبب جاتے رہینگے تو اس محبت کا رشتہ نہ ٹوٹیگا اللہ تعالی فرماتا ہی
اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ
یعنی الگ ہوجاوینگے جنکی ساتھ ہوتے تھے اونکی ساتھ والون سی اور دیکھینگے عذاب اور ٹوٹ جاوینگے اونکے علاقے آپس
عطاء حضرت ابن عباس سی راوی ہین کہ اسباب سی غرض دوستی ہی اور مجاہد فرماتے
ہین کہ انکا ملنا جلنا دنیا مین مراد ہی اور ضحاک کہتے ہین کہ اونکی رشتے اور قرابتین
ٹوٹجاوینگی اور دوزخمین اونکی جگہین علیحدہ علیحدہ ہوجاوینگی اور ابو صالح نے کہا ہی
کہ اعمال سی غرض ہی اور یہہ سب قول صحیح ہین اور حاصل یہہ کہ اسباب یعنی وہ
میل جو اون لوگون مین دنیا مین تھا جسوقت کہ اوسکی زیادہ تر محتاج ہونگے انسی جاتا
رہیگا مگر اسباب توحید والونکا جو اللہ تعالی سی اخلاص رکھتے ہین ہیشہ اُن سے
ملا رہیگا جبتک کہ انکا معبود اور محبوب قایم رہیگا **فصل** جب یہہ بات معلوم ہوچکی تو اصل

اور عمدہ محبت جسکا خدا تعالی نے امر کیا ہی اور اپنی مخلوق کو اُسکی لئی پیدا کیا ہی وہ
محبت اوسی اکیلی ذات کی ہی جسکا کوئی ساجھی نہین یہہ محبت اُسکی عبادت کو متضمن ہی
نہ غیر کی پرستش کو اور ایمان کا ذائقہ اُسی شخص کو نصیب ہوگا جسکے نزدیک خدا تعالی
اور اُسکا رسول اپنی ماسوا کی نسبت کر محبوب تر ہونگی اور اِسی جہت سی اول سی لیکر آخر
تک تمام انبیا علیہم السلام نے خلق کو خدا تعالی وحدہٗ لاشریک کی عبادت کیطرف بُلایا
اور عبادت کی اصل اور تمامی محبت ہی اور خدای پاک کو اُس محبت مین یکتا کرنا اور
محبت دو قسم کی ہے ایک نفع دینی والی دوسری ضرر دینی والی محبت مفیدہ وہ ہے
جو محبت والیکے واسطے اوسکی مفید چیزین یعنی سعادت اور نعمت پیدا کرتی ہی
اور محبت مضرہ وہ ہی جو اوسکی لئی ایسی چیزین کہینچ لاوی جو اوسکو ضرر پونہچاوین
یعنی بیماری اور رنج وغیرہ اب جو شخص زندہ اور عالم اور اپنی نفس کا خیر خواہ ہے
وہ محبت ایسی چیز کی اختیار نکریگا جو اوسکو ضرر دے اور اگر ایسا ہوگا تو اوس
شخص کے تصور اور معرفت کی خرابی سی یا قصد و ارادہ کے بگاڑ سے ہوگا اول تو
جہالت ہی اور دوسرا ظلم اور انسان اصل مین جاہل اور ظالم پیدا ہوا ہی اور انسان
سی جہالت اور ظلم علیحدہ نہین ہوتا بجز اسطور کے کہ خدا تعالی اُسکو وہ چیز سکھاوے
جو اوسکو مفید ہو اور اُسکی راستی اور درستی جس بات مین ہو وہ اوسپر الہام کردے

کیونکہ جس شخص کی اللہ تعالیٰ بہتری چاہتا ہی اوسکو اوسکی مفید باتین سکھلا
جنکے باعث وہ جہل سی باہر ہو جاتا ہی اور جو کچھہ اوسکو سکھاتا ہی اوسکو اُس
فائدہ دیتا ہی اس سی وہ شخص ظلم سے نکلجاتا ہے اور جس شخص کی بہتری نہ
چاہتا اوسکو اوسکی اصل پیدائش ہی پر باقی رکھتا ہے چنانچہ مسند مین
عبداللہ بن عمرو کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرما
کہ اللہ نے اپنی خلق کو اندھیرے مین پیدا کیا پھر اونپر کچھہ نور ڈالا تو جس شخص کو وہ نور پہنچ
اوسنے ہدایت پائی اور جسکو نہ پونہچا وہ گمراہ ہوا اور مقصود یہہ ہی کہ ظلم اور حد سے
بڑھنی کی محبت کو علم کا فساد یا قصد کی خرابی یا دونو کا بگاڑ پائدار کر دیتا ہی اور
کہتے ہین کہ قصد کا فساد علم کے فساد سی ہی ورنہ اگر آدمی مضر کے ضرر اور لوازم کو
جیسا چاہئے ویسا جانتا تو کبھی اوسکو اختیار نکرتا مثلاً اگر کوئی شخص کسی کھانے کو
جانے کہ اسمین زہر پڑا ہوا ہی تو وہ اوسپر جرأت نکریگا گو بھوکا ہی ہو اس سی معلوم
ہوا کہ مضر چیز کے ضررونکی وجھونکو کم جاننا اور اُس سی بچنی کیواسطے عزم مین ضعیف
ہو جانا آدمیکو اوسکی کر بیٹھنی مین مبتلا کیا کرتا ہی اور اسیوجہ سی ایمان حقیقی وہ
ہے جو ایماندار کو مفید کام کرنے اور مضر کام کے نکرنے پر برانگیختہ کرے
پس اگر نہ مفید کیا نہ ضرر کی چیز کو چھوڑا تو اوسکا ایمان حقیقت کے بموجب نہوا

بلکہ اوسکے ساتھہ ایمان اوسی مقدار پر ہوگا جتنا وہ مفید کو کریگا اور مضر سے
بچتا ہوگا مثلاً جو شخص دوزخ پر ایمان حقیقت مین رکھتا ہی یہانتک کہ گویا اوسکو
دیکھہ رہا ہی تو وہ ایسی راہ نہ چلیگا جو دوزخ کیطرف پونہچادی اسکا تو کیا ذکر
ہے کہ اپنی کوشش سے اوسکی طرف دوڑے اور جو شخص جنت پر حقیقت
مین ایمان رکھتا ہی تو اوسکی طلب سی بیٹھہ رہنے کو اوسکا نفس نمانے گا +

فصل جب یہہ ظاہر ہوچکا تو بندہ کو سب سی زیادہ حاجت اپنی مضر چیز کے
جاننی کی ہے تاکہ اُس سی کنارہ کری اور اپنی فائدہ مند چیز کی ضرورت ہی تاکہ
اسکا حریص ہو پس مفید چیز سے محبت کری اور مضر سے نفرت اور اوسکی محبت و
نفرت موافق ہون اللہ تعالی کی محبت اور نفرت کے اور یہہ بات بندہ ہونیکے
لوازم سی ہی کہ جس چیز سی آقا کو محبت یا نفرت ہو اُسی سی بندہ کو ہو اور مفید اور مضر
عملونکی پہچاننے کی دو طریق ہین ایک عقل دوسری شریعت عقل کا طریق تو یہہ ہی کہ اللہ تعالی
نے اشیاء مفصلہ ذیل کی خوبی عقلونمین رکھدی ہی یعنی سچ بولنا اور عدل اور احسان
اور سلوک اور فقہ اور شجاعت اور عہد وعادات اور امانتونکا ادا کرنا اور رشتہ دار وغیرہ سی میل رکھنا اور خلق کی خیرخواہی کرنی اور
عہد کو پورا کرنا اور ہمسایہ کی رعایت کرنی اور مظلوم کی مدد کرنی اور ارحق کی مصیبتون پر اعانت کرنی
وغیرہ اور اُنکی مقابل چیزونکی برائی عقل مین پیدا کردی ہی اور یہہ برائی اور خوبی عقل کی نسبت کرایسی ہی جیسی پانی کی نسبت وقت پیاس بجھانے کے

وانما معه من الایمان
بحسب ذلك فان المؤمن
بالنار حقيقة الایمان
حتى كانه يراها الایمان
حتى تبقيها الموصلة
عن ان يسعى جهلا والمؤمن
بالجنة حقيقة الایمان
يغفله ان يقعد عن طلبها فضلا
هذا فالعبد الذي هو حقيق
فالعقل الذي هو حقيق
وما ينفعه ليحرص عليه
وكراهته وما يضره
فيكون محبته وكراهته موافقتين لمحبة الله
وكراهته وهذا من لوازم العبودية وهذا
العقل والشرع اما العقل فقد وضع الله
بحكمته في العقول
العدل والاحسان والبر والفقه والشجاعة و
مكارم الاخلاق وادآء الامانات وصلة
الارحام ونصيحة الخلق
وحفظ الجوار ونصر المظلوم و
الاعانة على نوائب الحق والسعي
في ذلك ونسبة
هذه الاشياء
الى العقول
كنسبة
الى العقل والشرع
الى الفضل

اور بھوک کیوقت لذیذ اور مفید کہانیکا کہانا اور سردی کیوقت ایسے کپڑونکا پہننا
جو گرم کرین اچھا معلوم ہوتا ہی تو جسطرح کہ آدمی سے نہین ہوسکتا کہ اپنی نفس اور
طبیعت سے اُن چیزونکے اچھا معلوم ہونے اور مفید ہونیکو دور کردے اسیطرح وہ اپنی نفس
اور پیدائش سے صفت کمال کا اچھا معلوم کرنا اور انکا مفید ہونا اور انکی ضدون کا
بُرا جاننا دور نہین کرسکتا اور جو لوگ یہہ کہتے ہین کہ صفات کمال کی خوبی عقل اور
فطرت سے نہین معلوم ہوتی بلکہ صرف سننے سے پہچانی جاتی ہی تو انکا قول باطل ہے
ہمنے اسکے باطل ہونیکو کتاب مفتاح مین ساٹھ وجہون سے لکھا ہی اور اُسی جگہہ بیان
کیا ہی کہ قرآن و حدیث اور عقلون اور سرشتون سے اس قولکی خرابی پائی جاتی ہی
دوسرا طریق مضر اور مفید اعمال کے پہچاننے کا سننا ہی اور یہہ طریق پہلے طریق کی
نسبت کرزیادہ وسیع اور ظاہر اور سچا ہی اسلئے کہ اعمال کی صفات اور احوال اور نتیجے
پوشیدہ ہین اونکو تفصیلوار بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نہین جانتا ہی
سے معلوم ہوا کہ سب لوگونسے زیادہ عالم اور صحیح تر عقل اور رای اور خوبی معلوم کرنیمین وہ
شخص ہوگا جسکی عقل اور رای اور خوبی معلوم کرنی اور قیاس موافق سنت کی ہوگی
جیسے مجاہد فرماتے ہین کہ عبادت مین سے افضل عبادت رای ہے اور وہ اتباع سنت ہی
اللہ تعالی فرماتا ہی وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ

اور دیکھے اس جگہونکی ہی سمجھ کر جو نازل ہوا تیرے رب سے وہی ہی سچ ہے ۱۲

اور جن لوگونکی رای سنت کے مخالف ہی اور علم کے مسائل جزئیہ اور علمی احکام
کے مسائل مین جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہین اوسکی بھی مخالف ہے
ایسی رای والونکو سلف کے لوگ مشبہ والے اور خواہشون والے کہا کرتے تھے اسلئے
کہ جو رای سنت کے مخالف ہی وہ جہل ہی نہ علم اور خواہش نفس ہے نہ دین فصل
مفید محبت مین سی ہی بی بی کی محبت اور اُس لونڈی کی جو مرد کی ملک مین آوی
اسلئے کہ یہہ محبت اُس مقصود کی مدد کرتی ہی جسکے لئے اللہ تعالی نے نکاح کو اور
ملک مین آجانیکو مشروع فرمایا ہی یعنی مرد کو اور اوسکی گھر والونکو زنا سی محفوظ رکھنا
کہ مرد کا نفس اُس عورت کی سوا حرام پر حریص نہو اور عورت کی حفاظت اسطرح
کہ اوسکا نفس بھی بجز اپنی مرد کے غیر کی رغبت نکری اور جسقدر خاوند بیبی مین
محبت پوری اور قوی ہوگی اوسیقدر یہہ مقصود تمام اور کامل ہوگا اللہ تعالی فرماتا ہی

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا اور فرمایا
وہی ہی جسنے بنایا تمکو ایکہی جان سے اور اوسی سے بنایا اوسکا جوڑا کہ اوسمین اوس آرام پکڑے
وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً
اور اوسکی نشانیون سی ہی کہ بنا دیئے تمکو تمہاری قسم سی جوڑی کہ چین پکڑو اونکے پاس اور رکھا تمہارے بیچ پیار
ورحمتہ اور روایت صحیح مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مروی ہی کہ آپ سی
پوچھا گیا کہ آپ کی نزدیک سب لوگونمین سی محبوب تر کون ہی تو آپ نے فرمایا کہ عائشہ رض
اب محبت مفیدتین قسم ہی اول اللہ تعالی کی محبت دوم اللہ تعالی کی وجہ سی دوسری

وكان التكلف بسبب الخلاف للسنة
وما جاء به الرسول صلى الله
عليه وآله وسلم في مسائل العلم
الخبرية والعملية احكام اهل الشبه
والاهواء لان الرأي المخالف
للسنة هو جهل لا علم وهوى لا دين فصل
فمن المحبة النافعة محبة الزوجة والمملوكة
من الرجل فانها معينة على ما شرع الله
له النكاح وملك اليمين من اعفاف الرجل
نفسه وهو احصاله فان الوطء يقضي
من الطرفين ويعفها فلا يحتاج نفسها الى غيره
وكلما كانت المحبة بين الزوجين اتم
وفي كان ذلك اقضى للمقصود تم وكمل
قال تعالى هو الذي خلقكم من نفس
واحدة وخلق منها زوجها ليسكن
اليها وقال ومن آياته ان خلق
لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوا

محبت کا بیان
۱۳

چیز کی محبت سوم اُس چیز کی محبت جو اللہ تعالی کی طاعت پر مدد کرے اور محبت غیر
کرنیوالی بھی تین طرح کی ہے اول خدا تعالی کے ہوتے ہوئے دوسرے کے ساتھہ محبت
کرنی دوم اُس چیز کی محبت کرنی جس سے خدا تعالی کو نفرت ہو سوم ایسی چیز کی
محبت جسکی محبت آدمی کو خدا تعالی کی محبت سے بالکل علاحدہ کردے یا محبت کو کمزور
انمین سے اللہ تعالی کی محبت عمدہ محبتونکی اصل ہے اور ایمان و توحید کی جڑ اور خدا
کے ساتھہ مین دوسرے سے محبت رکھنی شرک کی اور بُری محبتونکی اصل ہے اور حرام صورتون
سے محبت اور عشق رکھنا شرک کی موجبات مین سے اور جسقدر کہ بندہ شرک سے قریب اور
اخلاص سے دور ہوگا اوسیقدر صورتونکی عشق کی محبت اوسکو زیادہ سخت ہوگی اور یہہ مین
عزیز کی بی بی زلیخا کو شرک کی باعث عشق سے کیا کچھہ نوبت پونہچی اور حضرت یوسف علیہ
السلام بسبب اپنے اخلاص کے اُس سے بچ رہے خدا تعالی فرماتا ہے کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ
یوں ہی ہوا اسواسطے کہ ہٹادیں ہم اوس سے برائی اور بیحیائی اور وہ ہمارے چنے ہوئے بندون مین سے تھا
وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ سو یہی مراد عشق ہے اور فحشا سے زنا +

فصل اور کامل تر فریب شیطانکا یہہ ہے کہ جو لوگ حسن پرستی مین مبتلا ہین اُنمین سے
بعض کو یہہ آرزو دلاتا ہے کہ مین جو اس مرد یا اجنبی عورت کو چاہتا ہون تو خدا
کیواسطے ہے کسی بدی کے لئے نہین حالانکہ یہی بات پوشیدہ یاری ہے جسکو خدا نے اوسکے
حق مین اشارہ فرمایا اِس آیت مین غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ اور مراد اوسکے

حقین اس قول مین محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان اور یہہ بڑی گمراہی
قید مین لانے دوستی نکالنے نے بھی آشنائی کرنے ۱۲
اور دین کا بدلنا ہی کہ جس چیز کو اللہ تعالی نے مکروہ اور برا جانا ہو اوسکو محبوب
ٹھہرالین اور یہہ بھی ایک قسم شرک کی ہے اور جو محبوب کہ خدا تعالی کے سوا مقرر کرلیا
جاوے وہ شیطان ہی اور یہہ فعل شرک ہی مثل بتون کے مقرر کرنیکے فصل اور حسن پرست
چار قسم کے ہین اول تو وہ کہ اپنے اس فعل کو خدا کیواسطے اعتقاد کرتے ہین جیسے وہ
لوگ کہ تصوف کیطرف منسوب ہین اور اکثر شرک دوم وہ کہ اس فعل کو یقینا جانتے
ہین کہ خدا کیواسطے نہین مگر اس سے اپنی پردہ پوشی کرتے ہین اور یہہ لوگ ایک وجہ سے
منفقہ کے قریب ہین گو توقع پڑتی ہے کہ توبہ کرلین تیسرے وہ کہ انکا مقصود بدکاری
ہے اور کبھی دونو مین اسطرح کا اتصال ہوجاتا ہی کہ اسکا نام پیارہ کہتے ہین اور جو لوگ کہ
فاسق بیباک ہین اونکو اسطرح کی باتین بہت ہوا کرتی ہین مثلا بیریش لڑکے کو کہتے ہین
کہ وہ اللہ کا حبیب ہی اور داڑہی والا خدا کا دشمن ہی اور لونڈی بازی کو عورتون کے
نکاح پر ترجیح دینا اور بعض حسن پرستون نے اسبابمین ایک کتاب بنائی ہی اوسمین ایک
جگہہ یہ کہا ہے (کہ باب ہی مذہب امام مالکؒ کی بیانمین) اور اسباب مین اسنے اغلام کو
ذکر کیا ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ امام مالکؒ اغلام والیکے حق مین سب سے زیادہ سخت سزا دیتے
ہین کیونکہ انکے نزدیک سزا لوطی کی مار ڈالنا ہے خواہ کنوارا ہو خواہ بیاہا

چنانچہ نصین بھی اسی پر دلالت کرتی ہین اور اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا اتفاق اسی پر ہی گو کیفیت قتل مین اختلاف کیا ہی اور وجہ اُس شخص کو مغالطہ
پڑنیکی یہہ ہوئی کہ امام مالکؒ سے کسی نے نقل کر دیا ہی کہ اونکی نزدیک مرد اگر اپنی بیبی سے
اغلام کرے تو درست ہی حالانکہ امام مالکؒ پر اور اونکی اصحاب پر بھی یہہ درونغ بندی
تھے انکی کتابون مین اس فعل کی حرمت کہلی ہوئی موجود ہی اور اس جھوٹے گمان
کی نظیر بہت سی جاہلون کا گمان کرنا ہی کہ بدکاری اپنی غلام سی مباح ہی اسلئے کہ
دوسرے کی ساتھہ بدکاری کرنیکی نسبت کریہہ آسان تر ہی اور وجہ اس اباحت کی یہہ
ہوئی کہ انکو وہم ہوا کہ اللہ تعالی نے جو فرمایا اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ اوس سی یہی مراد ہی
یہانتک کہ بعض عورتین اپنے غلام کو اپنے نفس پر قادر کر لیتی ہین اور قران کے معنی
اسیکے بموجب کہہ لیتی ہین چنانچہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایکعورت پیش کی گئی جسنے
اپنے غلام سی نکاح کر لیا تہا اور اس آیت کی معنی بنائی تہی آپنے دونو مین جدائی
کر دی اور عورت کو سزا دی اور فرمایا کہ تیرا برا ہو یہہ حکم مردون ہی کی لئے ہے
اور اُنمین سی کچھہ ایسی ہین کہ اس صورت کو علما کی نزاع کی جگہہ ٹھہراتے ہین اور کہتی
ہین کہ اُنکا اختلاف شبہہ مین ڈالتا ہی اور کوئی اُنمین سی یہہ کہتا ہی کہ یہہ فعل ضرورت
کیوقت مباح ہی اور کسی نے جو علما کا اختلاف اغلام کی حد مین سنا تو یہی ہم کر لیا

کہ اسکے حرام ہونے مین اختلاف ہی اور شیطان اکثر خلق سی ایسا کھیلتا ہے
جیسے لڑکے گیند سے کھیلتے ہین اور بدکاری کے مراتب اوسکی خرابیون کے
اعتبار سے متفاوت ہین کبھی سہلتر مین ایسا گناہ ملجاتا ہے جو اوسکو اوسکے
اوپر کے مرتبہ کی نسبت کرگناہ مین زیادہ کردیتا ہے جیسے وہ عشق کہ معشوق
کے ساتھہ دلکے مشغول ہونے اور اوسکی معبود ہوجانے اور تعظیم کرنے اور اوسکی
اطاعت کو خدا تعالی اور اوسکے رسول کی طاعت پر مقدم کرنیکا موجب ہو ایسے
عشق کو بدکاری کی طرف نسبت کرکے دیکھو تو گناہ مین بدکاری سی بڑہکر ہوگا
اسلئے کہ سوا خدا تعالی کے جو چیزین ایسی محبوب ہوتی ہین شارع نے اونمین بندگی کا نام
ثابت کیا ہی یعنی محب کو اُن چیزون کا بندہ فرمایا چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ ہلاک ہو بندہ
درہم کا ہلاک ہو بندہ چادر کا ہلاک ہو بندہ بھوک کا ہلاک ہو اور اوندھے منہ گرہی اور اگر اُسکی کانٹا لگے تو نہ
نکالا جاوی اگر اوسکو دیا جاوے تو خوش ہوا اور اگر نہ دیا جاوی تو ناراض ہو روایت
کیا اسکو بخاری نے اِس حدیث مین شارع نے ان لوگونکو اُن چیزون کا بندہ فرمایا
جو اونکو دیجاوین تو راضی ہون اور نہ دیجاوین تو ناراض ہون اور جب انسان خدا
کے سوا کسی صورتکی محبت مین اسطرح فریفتہ ہوتا ہی کہ اُس تک پونہچنا اور اُسکا
ملنا اوسکو اچھا معلوم ہوتا ہی اور نملنا ناخوش کرتا ہی تو اُس شخص کو اُس چیز کی بندگی

اوسیقدر ہوتی ہی اسی جہت سی محبت کیلئے مراتب مقرر کرتے ہین اول مرتبہ کو
صرف علاقہ کہتے ہین اور اُس سی زیادہ کو فریفتگی پھر عشق اور سب سی پہیلے کو تیم
یعنی معشوق کا بندہ ہوجانا کہتے ہین اسمرتبہ مین آکر آدمی اپنے معشوق کا بندہ ہوجاتا ہے
اور اللہ تعالی نے صورتونکا عشق قرآن مجید مین مشرکین ہی کیطرف نسبت نقل کیا ہی چنانچہ
عزیز کی عورت کا حال نقل فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی حکایت مین ارشاد فرمایا
لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ اور اخلاص والون سی اوسکو ٹالے رکھنے کی خبر دی چنانچہ
قسم ہی تیری لعمر کی وہ اپنی مستی مین ہر ہوش ہین
حضرت یوسف علیہ السلام کے حالمین فرمایا کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْہُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّہٗ مِنْ
یون ہی ہوا اسواسطے کہ ہٹادین ہم اوس سی برائی اور بیحیائی البتہ وہ
عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ غرضکہ ستر سی زنا کرنا اگر صغیرہ گناہ کرنے سی مثل دیدبازی اور بوسہ
ہمارے چنے ہوے بندون مین ہی
اور چھونے کے بڑا ہی مگر عاشق کا ہٹ کرنا فعل کی محبت اور اوسکی توابع اور لوازم پر اور
اوسکی آرزو اپنی لئی کرنی اور جی مین کہنا کہ اسکو نچھوڑونگا اور دل کا معشوق کی ساتھ
لگا رہنا کبھی بدکاری کرنیسی ضرر کرنیمین نہایت بڑا ہوتا ہی علاوہ ازین کبیرہ گناہ
سے تو کبھی توبہ سی بھی چھٹی ہوجاتی ہے مگر عشق جب جگہہ پکڑلیتا ہی تو اوس سے
چھوٹنا اوسکو دشوار ہی جیسی کسی نے کہا ہی ؎ جو پڑا قید مین آنکھونکی تمہاری نجدا + خلق
کو اُسکا چھڑا دینا ہی اک کام بڑا + اور ظاہر ہی کہ اس عشق کا ضرر اور بگاڑ اُس بدکاری کی
نسبت کربڑا ہی جسکو آدمی برا جانکر کرتا ہو اور جس سی بدکاری کی ہو دل اُسکا بندہ نہوگیا ہو

اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہی کہ شیطانکا غلبہ اُنہین لوگونپر ہی جو اُسکو دوست رکھتے ہین اور خدا
کے ساتھ اُسکو شریک کرتے ہین اور اُسکی سلطنت اُسی شخص پر ہے جو غاوین مین سے اُسکا تابع ہی اور
غی خواہش نفس اور شہوات کی پیروی کا نام ہی جیسے ضلال گمانون اور شبہونکی اتباع کو
کہتے ہین اور غی کی بنا غیر الٰہ کی محبت سے ہی اسلئے کہ غیر اللہ کی محبت اخلاص کو ضعیف کرتی
ہے اور شرک کو قوی تو عشق شیطانی والونکو شیطان کی محبت اور اُسکو شریک ٹھہرانا
اسی مقدار عشق کی موافق ہوگا اسلئے کہ انمین اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک موجود ہے اور اخلاص
کسیقدر مفقود اسلئے اُنمین خدا تعالیٰ کے ساتھ شریکون کے ٹھہرانیکا بہرہ ہے اور اسیوجہ سے اکثر
عاشقونکو بندہ اپنی معشوق کا اور سرگشتہ پاؤگے کہ اُسکی سامنے اور پیٹھ پیچھے کہلا کہلی
کہتے ہین کہ ہم تمہاری بندی ہین غرضکہ عاشق اپنی معشوق کی یاد اپنے رب کی نسبت کرزیادہ
کرتا ہی اور معشوق کی محبت اوسکی دلمین خدا تعالیٰ کی محبت سے بڑھکر ہوتی ہی پس اگر بالفرض
عاشق کو اختیار دیا جاوے کہ چاہے معشوق کی خوشی پسند کرچاہے خدا تعالیٰ کی تو وہ اپنے رب کی رضا
معشوق کی رضا کو پسند کریگا اور معشوق کا ملنا اوسکو رب کے ملنے کی نسبت کرزیادہ محبوب ہوگا
اور قرب معشوق کی تمنا قرب خدا کی آرزو سے بڑھکر ہوگی اور معشوق کی ناخوشی سے گریز کرنا خدا
کی ناخوشی سے بھاگنے کی نسبت کراوسپر زیادہ سخت ہوگا اور معشوق کی مصلحتون اور
حاجتون کو اپنے رب کی طاعتون پر مقدم جانیگا پس اگر وقت مین سے کچھ بچ رہیگا

وقف اخبر اللہ تعالیٰ بغلبۃ الشیطان علی من یتولونہ والذین ھم بہ مشرکون وان سلطانہ
انما ھو علی من اتبعہ من الغاوین وھی اتباع الھوی والشھوات کالضلال
اتباع الظنون والشبہات وھی اصل الغی کما ان الضلال اصل الغی وھی
العشق الشیطانی کلما کان فیہ من قول الشیطان والاشراک باللہ وکلما کان
فیہ من الاخلاص للہ وقع بہ من الاخلاص بحسب ذلک کما فیہ نصیب من اتخاذ الاندادِ

ولکن اشدّ حبًّا للہ ومعنی کونہ اشد حبًّا للہ انہ یحبہ بکل القلب
فیما یحب فیہ بصورۃ فی خصوص وصفۃ انہ یحبہ
فھو اعظم ذکرًا للہ من ربہ وحبہ فی قلبہ اعظم
من حب اللہ فیہ فلو خیر بین رضا اللہ ورضی
معشوقہ قدم رضی معشوقہ علی رضی ربہ ولقاء
معشوقہ احب الیہ من لقاء ربہ وتمنیہ لقربہ اعظم من تمنیہ
لقرب ربہ وھربہ من سخط معشوقہ اشد من ھربہ من سخط ربہ
علیہ وتقدیم مصلحۃ معشوقہ وحاجتہ علی طاعات ربہ فان
فضل من وقتہ فضلۃ

اور اوسکو کسیقدر ایمان بھی ہوگا تب تو اس بچی ہوئی وقت کو اپنے رب کی طاعت
مین صرف کریگا اور اگر معشوقکی حاجتین اور کام تمام وقت کے حاوی ہوجاوین
تو اپنا سارا وقت اونہین مین صرف کردیگا اور خدا تعالے کے امر کو چھوڑ دیگا
اور اسمین کچھہ شک نہین کہ اِس قسم کے لوگ ان لوگون مین سے ہین جنہون نے خدا تعالی
کے سوا شریک ٹھہرائے ہین کہ انسے ایسی محبت رکھتے ہین جیسی خدا تعالی سے اور
اُن لوگونکی عشق مین چارون باتین حرام جمع ہین یعنی ظاہر اور باطن کی بدکاری
اور گناہ اور سرکشی ناحق اور اللہ کے ساتھہ اُس چیز کو شریک کرنا جسکی حجت اوسنے
نہین اُتاری اور اللہ پر وہ بات کہنی جسکا علم نہین اسلیے کہ اکثر اس عشق مین بطور
یہہ خرابیان دیکھی جاتی ہین کہ چھوٹا اور بڑا شرک کرنا اور معشوقکے اوپر غیرت کرکے
جانونکو مار ڈالنا اور باطل طور پر لوگونکا مال لیلینا تاکہ معشوقکی خوشی مین اسکو صرف کرے اور جھوٹ
بولنا اور ظلم کرنا اور ان سبکی اصل دلکا خالی ہونا اللہ کی محبت اور اسکی اخلاص سے اور محبت مین
اسکو اور اسکی غیر کو شریک کرنا اور غیر اللہ کی خاطر کسی چیز کو محبوب جاننا ہی یہہ باتین دل مین قائم
ہوجاتی ہین اور انہین کے موافق اعضا عمل کرتا ہی اور یہی اہش نفس کی پیروی کی حقیقت ہے بعض علما کا
قول ہے کہ کوئی چیز محبوب چیز و نہین ایسی نہین جو دلکو گہیرلے بجز محبت الہی یا محبت اسنے جیسے آدمی کے
محبت الہی کیواسطے تو بندے پیدا ہی ہوئے ہین اور اسی مین اُنکی نہایت سعادت اور کامل نعمت ہی اور اپنی مثل

وكان عنق قلبه عن الايمان
صرف ذلك الفضل في خاطره
وان استغرق الزمان حوائجه صرفه
ومطلبكم صرف زمانه كله فيها
واهل امر الله ولا يبالون ان
هو له من الذين نسوا الله فانساهم انفسهم اولئك هم الفاسقون لا يستوون اصحاب النار واصحاب الجنة اصحاب الجنة هم الفائزون
يجمع المحرمات الاربع من الفواحش الظاهرة والباطنة والاثم والبغي بغير الحق و
ان تشركوا بالله ما لم ينزل به سلطانا وان تقولوا
على الله ما لا تعلمون وقال الله ما يعلم ما في العشق من الشر الا الله
قال بعض العشق من الشر الا الله

محبت کا بیان ١٣

ومن قال النفس بالباطل الصريح فاعلم ان العشق والاشتغال
اصول الذنوب والظلم لان الباطل الصريح فاعلم ان العشق والاشتغال
الكل ذنب بل الغضب لله والانتقام لله ومن الله
حاجز بين المرء وقلبه فاعلم ان العشق والاشتغال
بينه وبين ذلك بالقلب ويعمل بمقتضاه
فيقع في الحرام ولهذا هو حقيقة اتباع
الهوى فاذا رأيت من يحب شيئا سوى الله
فاعلم ان ذلك الشيء
يحبه الله او يبغضه الله
فاعلم ان ذلك الشيء
يحبه الله او يبغضه الله

آدمی کی محبت خواہ مرد ہو یا عورت اسلئے زیادہ ہوتی ہے کہ آدمی مین اعاشق
مین ہمشکل ہونا اتنا ہی جتنا اوسمین اور دوسری کسی جنس مین مخلوقات سی نہین

فصل اور صورتون کے عشق مین مبتلا ہونا اسبات کی خلاف ہی کہ آدمی کی تمام
دین خدا تعالی کے لئی ہو بلکہ جسقدر اوسکو عشق مین مبتلا ہونا حاصل ہوگا اوسقدر
اوسکا دین اللہ کی لئی ہونیسی ناقص ہو جائیگا اور بعض اوقات یہ فتنہ عاشق کو اس
امر سی باہر کردیگا کہ اوسکی پاس کچھہ دین اللہ کا باقی رہی اور اللہ تعالی فرماتا ہے
وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ اور بندہ اس دنیا مین اپنی
اور لڑتے رہو اونسی جب تک نہ ہی فساد اور ہو جاوی حکم سب اللہ کا
شہوات اور نفس امارہ اور شیطان بہکانیوالی اور جس چیز مین اوسکا صبر عاجز ہی
اوسکی دیکھنی اور مشاہدہ کرنیمین مبتلا ہوا ہی اور اسکی ساتھہ ہی ایمان ویقین کا
ہونا اور دل کا کمزور ہونا اور صبر کی تلخی اور سرو ست چیز کی حلاوت کا چکھنا اور
دنیاوی زندگی کی تازگی کیطرف نفس کا خواہش کرنا اور بدلہ اعمال کا دوسرے
عالم مین مہلت سی ملنا نہ اس عالم مین جسمین پیدا ہوا اور نشو ونما پائی جمع ہوا ہے اور اسکو حکم
ہی کہ اپنی خواہش ہو دا اور محسوس کو چھوڑی بدون اسکی کہ اُس سی اُسپر ایمانکی طلب ہو قطعہ

قسم ہی بندہ کو دیتا نہ گر خدا توفیق	سعادت ابدی کے لئی براہ کرم
تو دلمین اوسکی نہ ایمان ایکدن رہتا	یہہ روگ دلکی نہایت ہین بندہ پر اعظم

نہ نفس ہوتا مطیع اور نہ ترک شہوت مین	بخون آتش دوزخ جو دھکے ہے ہم
نہ خوف کرتا کہ اٹھنا ہو نہی دہان اک روز	جہان کہ عدل کریگا خدا نہ جور و ستم

فصل اور فتنہ دو قسم ہی ایک شبہو کا دوسرا شہو تونکا۔ شبہو نکا فتنہ عقل کی ضعیف ہونے اور علم کے کم ہونیسے ہوتا ہی خصوص جسوقت کہ اسکے ساتھہ قصد کی خرابی اور خواہش نفس کا حاصل ہونا ملا ہو اللہ تعالی فرماتا ہی اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ (وہ نہین پیروی کرتے مگر ظن کی اور جو چاہتے ہین نفس) اور اس فتنہ کا انجام کفر اور نفاق پر ہوتا ہی اور یہہ فتنہ منافقون اور بدعت والونکا اُنکے مراتب کی موافق بدعت کرنیمین ہی اور اس فتنہ سی نجات کیصورت بجز اوسکی نہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خالص کیجاوی اور دین کے چھوٹے بڑے کام مین اور ظاہر و باطن مین اوسیکو حکم کیا جاوی اسلئے کہ ہدایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قولون اور فعلون مین دائر ہے اور جو کچھہ آپ کے قول اور فعل سے خارج ہی وہ گمراہی ہے اور شہوات کے فتنہ کا حال یہہ ہی کہ وہ میرسی ایسا دفع ہوتا ہی جیسا شبہات کا فتنہ یقین سی دور ہوتا ہی چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ (اور اسمین تقدیم کا ہے) اشارہ ہی اُس چیز کیطرف جسی شبہات کا فتنہ دفع کیا جاتا ہی اور اوس کا ارشاد وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (اور اسمین تقدیم کا ہے) اشارہ اُس چیز کی طرف ہے جس سے شہوات کا فتنہ دور کیا جاتا ہی

فصل

فصل جب بندہ شبہون اور شہوتونکی فتنہ سی بچ جاتا ہی تو اوسکو دو بڑی مرتبے جن سے اوسکی سعادت اور بہتری اور کمال مطلوب ہوتا ہی حاصل ہوتے ہین یعنی ہدایت اور رحمت اللہ تعالی فرماتا ہی فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اُس بندہ کیواسطی رحمت اور علم کو اکٹھا فرمایا اور یہہ مثل اصحاب کہف کی قولکے ہی کہ یہہ دعا مانگی تھی رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا اسلئے کہ رشد کے معنی مفید امر کو جاننا اور اوسکی بموجب عمل کرنا ہی اور رشد و ہدایت کو اگر جدا جدا بولین تو ایک متضمن دوسرے کے ہوتی ہی اور جب ایک کو دوسرے کے ساتہہ ذکر کرتے ہین تو اوسوقت تمین ہدایت کی معنی حق بات کے جاننے کے ہوتے ہین اور رشد کے معنی اوسکے بموجب عمل کرنیکے ہوتے ہین اور ان دونو کی ضد غی اور خواہش نفس کی پیروی ہے اور رشد کبہی مقابل ضرر اور شر کی بھی پڑتی ہی جیسا اللہ فرماتا ہے قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا اور ایماندار جنون کا قول نقل فرمایا وَاَنَّا لَا نَدْرِيْ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا اور قرآن مجید ہدایت و رحمت اور شفا اور نصیحت ہی اللہ تعالی فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور اللہ تعالی اپنی خلق کو ہدایت فرماتا ہے مگر جو جگہہ کہ ہدایت کو قبول کرتی ہی

فصل ہدایت کی معنی حق بات کے جاننے کے ہوتے ہین اور رشد کے معنی اوسکے بموجب عمل کرنیکے ہوتے ہین اور ان دونو کی ضد غی اور خواہش نفس کی پیروی ہے اور رشد کبہی مقابل ضرر اور شر کی بھی پڑتی ہی جیسا اللہ فرماتا ہے قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا اور ایماندار جنون کا قول نقل فرمایا وَاَنَّا لَا نَدْرِيْ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا اور قرآن مجید ہدایت و رحمت اور شفا اور نصیحت ہی اللہ تعالی فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور اللہ تعالی اپنی خلق کو ہدایت فرماتا ہے مگر جو جگہہ کہ ہدایت کو قبول کرتی ہی

وہ اُس بندہ متقی کا دل ہی جو اپنے رب کیطرف راجع ہوا اور اُس سے ڈرتا ہوا اور
اوسکی رضا کا طالب اور اُسکی ناخوشی سے گریزان ہو پس جب ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ
ہدایت کرتا ہی تو قران کا اثر قبول کرنیوالی جگہہ مین پونہچتا ہی اور تاثیر کرتا ہی ایسے
حق مین قران ہدایت اور شفا اور نصیحت ہو جاتا ہی ہدایت کی آنے اور تاثیر کرنے اور
محل کے قبول کرنیکے باعث اور اگر محل قابل نہین ہوتا اور اوسکی طرف ہدایت
جاتی ہے تو اسمین اثر نہین کرتی جیسے غذا ایسی جگہہ مین پونہچی جو غذا لینے کے
قابل نہو تو وہ اوسمین کچھہ تاثیر نہین کرتی بلکہ اسصورتمین سوا ضعف اور خرابی پر خرابی
کے اور کچھہ نہین بڑہاتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّهُمْ
سو جو لوگ یقین رکھتے ہین اونکو قرآن نے ایمان مین اور
یَسْتَبْشِرُوْنَ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ اور فرمایا
خوشی کرتے ہین اور جنکے دلمین
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا اور
اور ہم اوتارتے ہین قران مین سے جس سے روگ ہی اور مہربانی ایمان والون کی اور گنہگارون کو نہین بڑہاتا ہی نقصان
ایمانداروں کے حق مین رحمت دو ہین ایک سر دست اور دوسری بہشت رحمت
سر دست تو وہ ہی جو اللہ تعالیٰ ایمانوالونکو دنیا مین دیتا ہی یعنی خیرات اور سلوک
کی محبت اور ڈالنا ایمان کا مزہ اور اسکی حلاوت پانی اور اس بات سے خوش ہونا
کہ خدا تعالیٰ نے ہمکو ہدایت کیا وہ امر جس سے اور لوگ بہک گئے اور وہ حق جسمین
اوسکے حکم سے اختلاف ہو گیا اور دوسری رحمت جو دیر کر ملیگی وہ وہ ہی کہ اُنکی لئے

آخرت مین نعمتین تیار کی ہین اور اسمقام مین ایک نکتہ ہی وہ یہہ ہی کہ جو مصیبتین اکثر
ایمانداروںکو دنیا مین ہوتی ہین اور ریاست اور مال وغیرہ جو اکثر بدکارونکو دنیا مین
ملجاتا ہی تو آدمی اُنکو کبھی سنکر اور دیکھکر یہہ اعتقاد کرتا ہی کہ نعمت دنیا مین بجز کافرون اور
بدکارون کے اور کسیکو نہین ہوتی ایمانداروںکا حصہ نعمت سے دنیا مین کم ہی اور اسطرح
کبھی یہہ اعتقاد کرلیتا ہی کہ عزت اور فتح دنیا مین کافرون اور منافقونکو ایمانداروں پر
ہوا کرتی ہے تو جب اسطرحکا شخص قرآن مجید مین یہہ ارشاد خداوند جلشانہ کا سنتا ہے

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور یہہ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ اور یہہ کَتَبَ اللّٰہُ
اور زور اللہ کا ہی اور اوسکے رسولکا اور ایمان والونکا ۱۲ اور ہمارا لشکر جو ہی البتہ وہی زبردست ۱۲ اللہ لکھ چکا
لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اور یہہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ اور دوسری اسطرحکی آیتین سنتا ہی
کہ مین زبردست رہونگا اور میرے رسول ۱۲ اور آخر بھلا ہی ڈرنیوالونکا ۱۲
اور اُن لوگونمین سے ہوتا ہی جو قرآن کو سچ جانتے ہین تو اِن باتونکو یون تصور
کرتا ہی کہ انکا ہونا صرف آخرت مین ہوگا اور کہتا ہی کہ دنیا مین تو ہم کافرون اور
منافقون ہی کو غالب ہوتے اور دبا دیتے دیکھتے ہین اُنہین کی جیت اور فتح ہوتی ہی
اور قرآن مجید مین خلاف تجربہ نہین ہونیکا اور اِس گمان پر اور بھی تکیہ کرتا ہی اُس
حالمین کہ کوئی دشمن کافرون اور منافقونکی جنس یا بدکار ظالمون کے گروہ کا اُسپر
غالب ہوجاوے اور وہ شخص اپنی عقیدہ مین ایمان اور تقوی والونمین سے ہوتب تو یہی
سمجھیگا کہ باطل والا حق والے پر غالب ہوگیا اور اگر کوئی اُس سے خدا تعالی کی وعدہ

کا ذکر کرے کہ انجام اچھا متقیونکے لئے ہی تو کہنا ہی کہ یہ بات آخرت مین ہی الا دنیا مین
تو حق والا مغلوب اور دبا ہوا رہتا ہی اور اگر اُس سے یہہ کہا جاوی کہ خدا تعالے
اپنے دوستون اور اہل حق کو مغلوب کیسے رکھیگا تو اگر وہ شخص اُن لوگونمین سے
ہوتا ہی جو خدا تعالی کے افعال کے لئے حکمتون اور مصلحتونکو علت نہین کہتے تو یہہ جواب
دیتا ہی کہ اللہ تعالی اپنے ملک مین جو چاہتا ہی سو کرتا ہی اور جو چاہتا ہی سو حکم دیتا ہی
اُس سے اُسکی کام کی پوچھہ نہین اور لوگونسے باز پرس ہوگی اور اگر وہ اُن لوگونمین سے ہوتا ہی
جو اللہ کے افعال کی کوئی علت ٹھہراتے ہین تو یہہ کہتا ہی کہ اپنے دوستون سے خدا
یہہ باتین اسلئے کرتا ہی کہ اونکو اُنپر صبر کرنیسے آخرت کا ثواب اور بلند درجے اور زیادہ
اجر عنایت فرماوے۔ اور ہمنے سُنا بھی ہی اور دیکھا بھی کہ اکثر اس قسم کی لوگ خدا تعالے
کو ظالم بھی کہتے ہین اور اُسپر ایسی چیز کی تہمت لگاتے ہین جو دشمن ہی سے سرزد ہوا
کرتی ہی چنانچہ جہم اپنے ساتھیون کے ساتھہ نکلتا اور انکو جذام والون اور بیمارونپر
کھڑا کرتا اور رحمت کے انکار کے لئے کہتا کہ دیکھو ارحم الراحمین ایسے کام کرتا ہی اور
یہہ شخص خدا تعالی کی حکمت کا بھی منکر تھا اسلئے جہم اور اوسکے پیروونکی عقیدہ مین
خدا تعالی نہ رحیم ہی نہ حکیم اور انکی بعض پر کہونے بکا ہی کہ خلق کے حق مین خالق
کے سوا کوئی چیز زیادہ ضرر رسان نہین اور اُنمین سے کوئی شخص مثالمین یہہ کہا کرتا

تنہا ہے جس حالمین کہ دوست سے اوسکا ہو یہ سلوک * کرنو قیاس اس سی کہ دشمن سی کیا کری *
اور مجھسے بہت لوگون نے ذکر کیا کہ جب مین خدا تعالے کے روبرو توبہ کرتا ہون اور اسکی طرف
رجوع کرکے نیک کام کرتا ہون تو میری روزی تنگ اور زندگی تلخ ہو جاتی ہی اور جب پھر
گناہ کرتا ہون اور اپنی نفس کو اوسکی خواہش کی چیز دیتا ہون تو میری پاس روزی بفراغت
آتی ہی پس مین نے انمین سی ایک کو کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالی تیرا سچا اور صبر دیکھتا
ہے کہ آیا تو اپنی توجہ کرنیمین اسکی طرف سچا ہی اور اوسکی مصیبت پر انجام نیک
حاصل کریگا یا تو جھوٹا ہی اور اُلٹی پانو پھر جاویگا اور یہہ جھوٹے گمان و مقدمون پر
مبنی ہین اول آدمی کا اپنی ساتھہ اور اپنی دیندار کی ساتھہ گمان نیک رکھنا اور معتقد
ہونا اسطرح کہ جو چیز مجھپر واجب ہی اسکو بجالاتا ہون اور جس سے مجکو منع کیا گیا ہی اوسکا تارک
ہون اور اپنی طرفدانی اور دشمن مین اسکی خلاف اعتقاد رکھنا کہ وہ حکم کی ہوئی چیز کا تارک
اور ممنوع چیز کا مرتکب ہی دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ اوسکو اعتقاد ہو جاتا ہی کہ خدا تعالے بعض اوقات سچے دین
والیکی مدد نہین کرتا اور دنیا مین کسیطرح اسکا انجام اچھا نہین کرتا بلکہ ایسا شخص عمر بھر مظلوم اور
مغلوب بسر کرتا ہی باوجودیکہ جس چیز کا حکم اُسکو ہوا ہی ظاہر و باطن مین اوسکو بجالاتا ہی اسصورت
مین وہ شخص اپنی عندیہ مین اسلام کے طریقون اور ایمان کی حقیقت پر قائم
ہوکر ظلم اور بدکاری اور زیادتی والون کے پنجہ مین مغلوب رہتا ہی

اشد اکبر اس دھوکے سی بہت سے نادان عابد اور نے بصیرت دیندار اور ایسی
عالم جنکو دین کے حقائق کا وقوف نہین خراب ہوگئی کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ آدمی اگرچہ
آخرت پر ایمان لایا ہو مگر دنیا مین ضروری چیز کی جستجو کرتا ہی ہے یعنی نفع کی حاصل
کرنے اور ضرر کے دور کرنیکی اور اعتقاد رکھتا ہے کہ اسکی طلب واجب ہی یا مستحب
ہے یا مباح ہی تو اگر یہہ شخص اعتقاد کرلے کہ دین حق اور پیروی ہدایت کی اور
توحید پر جمارہنا اور سنت کا اتباع اسکی خلاف ہی اور تمام زمین والونکا دشمن
بنجاویگا اور ایسی باتون پر پیش ہونگا جسپر میرا بس نہین یعنی مصیبت اور محروم رہنا
حظوظ اور فوائد دنیاوی سی تو اس سی یہہ لازم آویگا کہ وہ شخص اپنی دین کے پورا
ہونیکی رغبت سی روگردان ہو اور اللہ تعالی اور اوسکی لئی خاص ہونے سی منہ پھیر
پھر پہلے اور اقرب لوگون کے حال سی اعراض کری بلکہ بعض اوقات میانہ رو لوگون
اصحاب یمین کے حال سی روگردانی کری بلکہ ہوسکتا ہی کہ ظالمون مین بلکہ منافقون
داخل ہوجاوے اور اگر یہہ بات اصل دین مین نہوگی تو اوسکے اکثر فروع مین اور اعمال
مین ہوگی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال سی ان فتنون سے
آگے بڑھجاؤ جو مثل اندھیری رات کے ٹکڑون کے ہین کہ آدمی صبح کو ایماندار ہوتا ہے
اور شام کو کافر ہوجاتا ہی اپنی دین کو متاع دنیا کے عوض بیچدیتا ہی اور یہہ اسلئے

کہ جب اسبات کا اعتقاد کرلیگا کہ دین اسوقت جبھی ملیگا جب دنیا خراب ہوگی
یعنی ایسا ضرر ہوگا جو مجھسے برداشت نہو اور ایسا فائدہ جاتا رہیگا جسکی ابتدا
نہین تو وہ اس ضرر کی برداشت کرنے اور اس فائدہ کے کھونے پر جرأت نکریگا
سبحان اللہ اس فتنہ نے اکثر خلق بلکہ تمام خلق کو حقیقت دین قائم رہنے سے کتنا
روکا ہے اور اسمین شک نہین ہے کہ جن دو مقدمون پر اس فتنہ کی بنا قائم ہے اُن دونو
کی اصل خدا تعالی کے امر اور دین اور وعدہ اور وعید اور حقیقت اُس نعمت کو
نجاننا ہے جو نفوس کی نہایت درجہ کی مطلوب اور اُنکا کمال ہے اور اُسی سے اُنکی
خوشی اور لذت یابی ہے پس آدمی حقیقت دین پر قائم رہنے اور حقیقت نعمت
کی جستجو سے تو منہ پھیر لیتا ہے اور اپنے امر دین کی ناواقفیت کے باعث اعتقاد
کرلیتا ہے کہ مین دین پر قائم ہون اور ظاہر و باطن سے وہی کام کرتا ہون جسکا مجکو
حکم ہے اور ممنوع بات کا ظاہر و باطن مین تارک ہون اور اسکی وجہ یہی ہوتی ہے
کہ وہ شخص دین حق سے اور اُس حق سے جو خدا تعالی کا امر ہے اور جو کچھ اُس سے
مقصود ہے اُس سے جاہل ہوتا ہے اور جب یہہ اعتقاد کریگا کہ حق والے کو اللہ
تعالی دنیا و آخرت مین فتح نہین دیتا بلکہ انجام کار دنیا مین کبھی کافرون اور
منافقون کی لئے ہوتا ہے تو یہہ امر بھی خدا تعالی کے وعدہ اور وعید سے جاہل ہونیکے

وذلك أنه إذا اعتقد أن
عمل من الناس لا يحصل له
بفساد دنياه من مصلحة
خير له لأجل ما يفوته
منفعة له بسبب ذلك
فيحتمل على احتمال هذا
الضرر ولا يفوت ذلك
فسبحان الله كم صدت هذه الفتنة
عن الدين من خلق بل
عن الإقرار بحقيقة أن الله
وحده لا شريك له
وكما أن هذين المقدمتين
اللتين بنيت عليهما هذه الفتنة
وهما أمر الله ودينه ووعده ووعيده
فحقيقة النعيم الذي هو غاية مطلوب النفوس
وكمالها وبه إنما تحيا وتلذ وتفرح
عن العلم بحقيقة الله وعن ظاهر الحقيقة
النعيم ويعتقد بجهله أن من
يتقي فاعل الكبائر
كان الذي يجهله بالله
عليه وما يحبه
إذا فعلت ما يحب
لا يمضي الله في ذلك
فمن جهله وعن الله ورسوله
في ذلك فإنه لا يكون
الآخر قبل قرن
فمن جهله وعن الله ورسوله

باعث ہوتا ہی پہلی بات کا حال یہہ ہی کہ آدمی اکثر ایسے واجبونکو چھوڑ دیتا ہی
کہ اونکو اور اونکی واجب ہونیکو بھی نہین جانتا متصور نہین تو علم ہی مین کم
ہوتا ہی اور اکثر اونکو جانتی اور اونکی واجب ہونے کی واقفیت کی بعد چھوڑتا ہی
یا تو سستی اور ماندگی کے باعث یا کسی چھوٹی تاویل یا تقلید کے سبب یا اس
گمانپر کہ مین تو اُس سے بھی زیادہ واجب ترامر مین مشغول ہون یا اور کسی جہت
سے مثلاً دلونکی واجب باتین بدنکی واجبات کی نسبت کر بہت سخت ہین اور تاکید
بھی اُنمین بدنی واجبات سے زیادہ ہی مگر وہ اکثر لوگونکے نزدیک گویا دین کے
واجبات مین سے نہین بلکہ وہ فضائل اور مستحب چیزونمین سے ہین اسلیئے اُن لوگونکو
دیکھوگے کہ بدن کے کسی واجب کے کرنے سے تو دق ہوتے ہین حالانکہ دل کے
واجبات سے ایسے واجب کو چھوڑے ہوئے ہین جو زیادہ تر مہم تہا اور ادنی حرام
فعل کرنے سے تنگ ہوتے ہین حالانکہ دلونکی محرمات من جو حرمت مین سخت تر
ہوتا ہی اوسکے مرتکب ہوتے ہین بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ ایسا شخص اُس بات کی
چھوڑنیسے جو اللہ تعالی نے اوسپر واجب کی ہی خدا تعالی کی عبادت مین دم
بھرتا ہی مثلاً اچھی بات کے حکم کرنے اور بُری بات کی منع کرنے سے باوجود
قدرت علیحدہ اور جدا ہوجاتا ہی اور جانتا ہی کہ مین اس فعل سے خدا تعالی کا

تقرب کرتا ہون اور اللہ تعالی کے ساتھہ جمعیت خاطر رکھتا ہون اور امر
بیقائن کا تارک ہون تو یہہ شخص خدا تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ دشمن
ہے باوجودیکہ وہ یہی گمان رکھتا ہی کہ مین ایمان کی حقیقت اور اسلام کے
طریقونپر قائم ہون بلکہ اکثر اوس فعل کو جو اوسپر حرام ہوتا ہی عبادت سمجھتا ہے
اور اعتقاد کرتا ہی کہ یہ فعل طاعت ہی اور ایسا شخص اسباب مین اوس شخص
کی نسبت کرتا ہی جو اوس فعل کا مرتکب ہوا اور اعتقاد رکھی کہ وہ کام معصیت
ہے جیسے شعوذون کے راگ مسنی والے کہ راگ سے اللہ تعالی کا تقرب
کرتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ ہم خدا تعالے کے دوست ہین حالانکہ
حقیقت مین وہ لوگ شیطان کے دوست ہین - اور بسا اوقات ایسا ہی
اتفاق ہوتا ہی کہ آدمی اپنی آپکو ظلم رسیدہ اور ہر طرحسے حق پر سمجھتا ہی
اور واقع مین ایسا نہین ہوتا بلکہ اوسکے ساتھہ ایک طرحکا تو حق ہوتا ہی
اور ایک طرحکا باطل اور ظلم اور اوسکی طرفثانی کے پاس ایک طرحکا حق
اور عدل ہوتا ہی مگر چونکہ دوستی کسی چیز کی آدمیکو اندہا اور بہرا کردیتی ہی
اور آدمیکی سرشت مین ہی کہ آپنی آپکو محبوب جانتا ہے اور اپنی مقابل کو
دشمن اسلئی وہ بجز اپنے نفس کی خوبیون کے اور کچھہ نہین دیکھتا

اور مقابل برائیون کے سوا اور کچھہ نہین ناکتا بلکہ کبھی اپنی نفس کی محبت اس درجہ
کو زور پکڑتی ہی کہ اسکی برائیونکو خوبیان سمجھتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہے اَفَمَنْ
زُیِّنَ لَہٗ سُوْٓءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا ۔ اور اللہ تعالی نے جو کفالت اپنی دین اور جماعت
اور دوستون اور عزت اور غلبہ کی کی ہی تو ایسی ایماندارون کے لئی فرمائی ہے
جسکو لیکر اوسنی اپنی رسولونکو بھیجا ہی اور اُسپر اپنی کتابون کو اُتارا ایمان کیواسطے
اسی غلبہ کو خود فرماتا ہی وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۔ اسصورتمین اگر
کسی بندہ پر مصیبت اوسکی جان یا مال مین یا دشمن کے اوسپر غالب ہونے سے
پونہچی تو وہ اوسکی گناہونکی باعث ہی یا واجب کے چھوڑنیسے یا حرام کام کرنیسے
اور اس تقریر سے وہ اعتراض کہ اکثر لوگ اللہ تعالی کے اس قول پر کرتے ہین
وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا جاتا رہتا ہے اور اکثر لوگ اس
اعتراض کا جواب یون دیتے ہین کہ خدا تعالی کافرون کیواسطے ایمانداروں پر
آخرت مین کوئی سبیل نکریگا اور بعض لوگ یہہ جواب دیتے ہین کہ اللہ تعالے
کافرونکی لئی مومنونپر حجت مین کوئی سبیل نکریگا اور تحقیق یہی ہی کہ سبیل کا نہونا ایمان کامل والون
پر ہے اور جب ایمان مین ضعف ہوگا تو ایمانداروں کے دشمن کو اُن پر
نقصان ایمان کے موافق سبیل ہوجاویگی کیونکہ انہون نے خود اپنے اوپر

دشمن کو راہ دیہی اسیجہت سے کہ خدا تعالیٰ کی طاعت کو چھوڑ دیا **فصل** اور دوسری بات کا حال یہہ ہے کہ بہت سے لوگ یہہ گمان کرتے ہین کہ دین حق والے دنیا مین ہمیشہ ذلیل اور مغلوب اور دبے ہوئے رہتے ہین بخلاف اُن لوگونکے جو اُن سے علیحدہ ہون اسی خیال سے ایسا شخص خدا تعالیٰ کے وعدہ پر اعتماد نہین کرتا کہ وہ اپنے دین کی مدد کریگا بلکہ اس وعدہ کو یا تو خاص ٹھہراتا ہے ایک گروہ سے نہ دوسرے سے یا ایکوقت سے بدون دوسرے کے یا اس وعدہ کو مشیت کے متعلق ٹھہراتا ہے گو اوسکی تصریح نہین ہوئی اور یہہ بات خدا تعالیٰ کے وعدہ کے اوپر اعتماد نکرنے اور اوسکی کتاب کے نہ سمجھنے سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کتاب مین بیان فرمادیا کہ ہم ایماندارونکی مدد دنیا آخرت مین کرینگے چنانچہ ارشاد ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ہم مدد کرتے ہین اپنے رسولونکی اور ایمان والونکی دنیا کے جیتے اور وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ اور فرمایا وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ جب کھڑے ہونگے گواہ ۱۲ اور جو کوئی رفاقت پکڑے اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور ایمان والونکی اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ تو اللہ کی جماعت وہی ہے کہ غالب ہو جو لوگ مخالف ہوتے ہین اللہ سے اور اوسکے رسول سے وہ لوگ ہین سب سے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اور یہہ قرآن مجید مین بہت ہے اور خدا تعالیٰ نے اوسمین اللہ لکھدیا ہے کہ مین اور میرے رسول غالب ہونگے اور میرے رسول ۱۲ بیان فرمادیا ہے کہ بندہ کو جو کچھ مصیبت یا چھوٹے خواہ بڑے دشمن کا غلبہ وغیرہ پہنچتا ہے تو بندہ کے گناہون کے باعث سے ہے غرضکہ اللہ پاک نے اپنی کتاب مین دونو مقدمونکو بیان فرمایا پس اگر تم اُن دونو کو اکٹھا کرو تو تمکو حقیقت حال کی

فصل

وَاَمَّا الْمَقَامُ الثَّانِيْ فَاِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ يَظُنُّ اَنَّ اَهْلَ الْحَقِّ وَالدِّيْنِ فِي الدُّنْيَا دَائِمًا مَغْلُوْبُوْنَ مَقْهُوْرُوْنَ اَذِلَّاءُ وَاَنَّ اَهْلَ الْبَاطِلِ وَالْكُفْرِ اَعِزَّاءُ غَالِبُوْنَ وَهٰذَا ظَنٌّ فَاسِدٌ وَاعْتِقَادٌ كَاسِدٌ وَاِنَّمَا يَحْمِلُ عَلَيْهِ مَنْ لَّمْ يَعْرِفِ اللّٰهَ وَلَمْ يَعْرِفْ وَعْدَهٗ وَلَمْ يَعْرِفْ كِتَابَهٗ وَلَمْ يَعْرِفْ سُنَّتَهٗ وَلَمْ يَعْرِفْ اَنَّهٗ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يَّنْصُرَ اَوْلِيَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّظْهِرَ دِيْنَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّعْلِيَ كَلِمَتَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّذِلَّ اَعْدَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يَّنْتَقِمَ مِنْ اَعْدَائِهٖ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّعَذِّبَ اَعْدَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّهِيْنَ اَعْدَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّخْزِيَ اَعْدَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّنْجِزَ وَعْدَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّتِمَّ كَلِمَاتِهٖ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّتِمَّ نِعْمَتَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ دِيْنَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ شَرِيْعَتَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ حُجَّتَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ بُرْهَانَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اٰيَاتِهٖ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اٰلَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَسْمَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ صِفَاتِهٖ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَفْعَالَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَحْكَامَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَقْوَالَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَعْمَالَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَوْصَافَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَسْمَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ صِفَاتِهٖ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَفْعَالَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَحْكَامَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَقْوَالَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَعْمَالَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَوْصَافَهٗ

وَاَمَّا الْمَقَامُ الثَّانِيْ فَاِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ يَظُنُّ اَنَّ اَهْلَ الْحَقِّ وَالدِّيْنِ فِي الدُّنْيَا دَائِمًا مَغْلُوْبُوْنَ مَقْهُوْرُوْنَ اَذِلَّاءُ وَاَنَّ اَهْلَ الْبَاطِلِ وَالْكُفْرِ اَعِزَّاءُ غَالِبُوْنَ وَهٰذَا ظَنٌّ فَاسِدٌ وَاعْتِقَادٌ كَاسِدٌ وَاِنَّمَا يَحْمِلُ عَلَيْهِ مَنْ لَّمْ يَعْرِفِ اللّٰهَ وَلَمْ يَعْرِفْ وَعْدَهٗ وَلَمْ يَعْرِفْ كِتَابَهٗ وَلَمْ يَعْرِفْ سُنَّتَهٗ وَلَمْ يَعْرِفْ اَنَّهٗ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يَّنْصُرَ اَوْلِيَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّظْهِرَ دِيْنَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّعْلِيَ كَلِمَتَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّذِلَّ اَعْدَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يَّنْتَقِمَ مِنْ اَعْدَائِهٖ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّعَذِّبَ اَعْدَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّهِيْنَ اَعْدَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّخْزِيَ اَعْدَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّنْجِزَ وَعْدَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّتِمَّ كَلِمَاتِهٖ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّتِمَّ نِعْمَتَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ دِيْنَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ شَرِيْعَتَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ حُجَّتَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ بُرْهَانَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اٰيَاتِهٖ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اٰلَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَسْمَاءَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ صِفَاتِهٖ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَفْعَالَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَحْكَامَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَقْوَالَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَعْمَالَهٗ وَاَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّكْمِلَ اَوْصَافَهٗ

واضح ہو جاویگی اور اعتراض بالکل جاتا رہیگا ان سرد تکلفات اور تاویلات دور
از کار کی حاجت نرہیگی دیکھو خدا تعالی نے پہلی بات کی تقریر کئی طرح پر فرمائی ایکبار
تو بیان اوپر گذر چکا دوسری طرح یہہ کہ اللہ تعالی نے اُس شخص کی مذمت کی جو
مدد اور فتح ایماندارونکی سوا دوسری سے طلب کری چنانچہ ارشاد ہی یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اَوْلِیَآءَ اس آیت تک فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْهِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَةٌ یہانتک کہ فرمایا وَمَنْ
یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ اسمین جو شخص مدد
کو اوسکی جماعت کی سوا دوسری سے طلب کری اوسپر انکار کیا اور خبر دی کہ اسکی
جماعت ہی غالب ہی اور اسکی مانند ہی یہہ ارشاد اللہ تعالی کا بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ
لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ
الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا اور فرمایا یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ
الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ
اور فرمایا مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ
الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ اور اسکی سوا اور آیات ہین اور دوسری بات کی تقریر مین جنگ احد
کے قصہ مین فرمایا اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْهَا قُلْتُمْ اَنّٰی هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ

عنہم انفسکم اور فرمایا ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلہم
یہہ آپکی نکوانی ہی سی ہوا جو لوگ تم مین ہٹ گئے جسدن دونون بہرین دو فوجین سو اونکو ڈگادیا
الشیطان ببعض ما کسبوا اور فرمایا وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و
شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سی اور جو بڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتھون نے
یعفوا عن کثیر اور فرمایا ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقہم
اور معاف کرتا ہی بہت سی کھل پڑی ہی خرابی جنگل مین اور دریا مین لوگون کے ہاتھ کی کمائی سی تاکہ مزا چکہاوے انکو
بعض الذی عملوا لعلہم یرجعون اور فرمایا واذا اذقنا الناس رحمۃ
انکو کچھ انکے کارکا کہ شاید وہ پھرین اور جب چکہاوین ہم لوگون کو کچھ مہر
فرحوا بہا وان تصبہم سیئۃ بما قدمت ایدیہم اذا ہم یقنطون اور فرمایا او لو یقضہم
اوسپر پھر نے لگین اور اگر آپڑے اونپر برائی اپنے ہاتھون کے بھیجے پہلے آپ تو ناامید ہوین
بما کسبوا ویعفو عن کثیر اور فرمایا ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من
لوگون کی کمائی سی اور معاف بہی کرتا ہی بہتون کو اور جو تجھکو بہلائی پہنچے سو اللہ کی طرف سی اور جو تجھکو برائی
سیئۃ فمن نفسک اور اسکے سوا اور آیتین ہین فصل اور پورا کلام اس مقام کا
پہنچے سو تیرے نفس کیطرف سی

چند اصلون کلی سی ظاہر ہوتا ہی پہلی اصل یہہ ہی کہ جو برائیان اور محنتین اور
ایذائین ایماندارونکو پہنچتی ہین اون سی کم ہین جو کافرونکو پہنچتی ہین اور
تجربہ اسکا شاہد ہی اسیطرح جو نیک لوگونکو اس دنیا مین پہنچتی ہین وہ اونسی کم ہین
جو بدکارون اور فاسقون اور ظالمونکو پہنچتی ہین دوسری اصل یہہ ہی کہ اللہ تعالی
کے باب مین جو کچھہ ایماندارونکو مصیبت پہنچتی ہے وہ رضا اور ثواب کی طلب کی سامگی
جمع ہوجاتی ہی اور اگر رضا اون سی جاتی رہتی ہی تو انکا اعتماد صبر اور طلب ثواب پر
جب بہی ہوتا ہی اور یہہ امر اون سی مصیبت کے بوجہہ کو ہلکا کردیتا ہی تیسری اصل
یہہ ہی کہ ایماندار کو اللہ تعالی کے یاہین جب ایذا ہوتی ہی تو اوسکی طاعت اور اخلاص

کے موافق اُس سے اُنہا لیجاتی ہی اور اسکی مدد کیجاتی ہی چوتھی اصل یہہ ہی کہ محبت
جسقدر دلمین جگہہ کرتی ہے اور مضبوط ہوتی ہی اوسیقدر عاشق کو معشوق کی رضا
مین ایذا شیرین معلوم ہوتی ہے اور عاشق اِسبات سی فخر کیا کرتے ہین جیسا کسی نے
کہا ہی ؎ گو ظلم تو جو کرتا ہی مجکو ہی ناگوار + پر خوش ہون دلمین تیری مری یاد تو ہوئی
پانچوین اصل یہہ ہی کہ کافر اور بدکار کو جو عزت اور فتح اور جاہ ملتا ہی وہ اُس سے
کم ہے جو ایماندار کو ملتا ہی بلکہ باطن کافرون اور بدکارون کی عزت کا ذلت اور
شکست ہی چنانچہ حسن بصری کا قول ہی کہ اگرچہ اُن لوگونکو خیر من لبی دوڑتی پھرتی ہین اور
اُنکی جوتیان کہٹا کہٹ بولتین مگر گناہ کی ذلت اونکے دلونمین ہی خدا کو منظور نہین بجز
اسکے کہ اپنی نافرمان کو ذلیل کرے چھٹی اصل یہہ ہے کہ ایماندار کا مبتلا ہونا اوسکی
دوا ہی جس سے اوسکی بیماریان نکالی جاتی ہین اور ثواب کے پورا ملنے اور مرتبہ کی
بلندی کے لئے تیار ہوجاتا ہی اور ظاہر ہی کہ ایمانداروں کے حق مین اسکا ہونا نہونیکی
نسبت کہ بہتر ہی اور یہی وجہ ہی کہ سب لوگون سی زیادہ سخت مصیبت مین انبیا ہوئے
پھر وہ جو اُن سی قریب ترہین پھر اُن سی قریب تر غرضکہ آدمی اپنی دین کی موافق
مبتلا ہوا کرتا ہی پس اگر اوسکی دین مین سختی ہوتی ہی تو اوسپر مصیبت سخت کیجاتی ہی
اور اگر اوسکی دین مین نرمی ہوتی تو مصیبت ہلکی دیجاتی ہے اور ایماندار ہمیشہ

مصیبت مین رہتا ہی یہانتک کہ زمین پر ایسی طرح پھیر ے کہ کوئی اوسکے ذمہ گناہ نہو

ساتوین اصل یہہ ہی کہ ایماندار پر بعض اوقات مین اس دنیا کے اندر دشمن کا مسلط

اور غالب ہوجانا اوسکی لئے ایک امر لازم اور ضروری ہی اور وہ مثل سخت گرمی اور

سخت جاڑی اور بیماریون اور رنجون اور غمونکی ہی کہ یہہ چیزین بھی طبیعت اور

سرشت انسانی کے لئے اس دنیا مین لازم ہین حتی کہ لڑکون اور چوپایون تک کو ہوتی ہین

کہ مقتضای حکمت احکم الحاکمین کا یہی ہی پس اگر دنیا مین خیر علیحدہ ہوجاوے شر سے تو یہہ

عالم ہی اور ہوجاوے اور پیدایش ہی یہہ نرہے اور جس حکمت کی لئے کہ خیر اور شر ملی جلی

ہوئی ہین وہی جاتی رہی بلکہ خیر کی جدائی شر سے اور اوسکا علیحدہ رہنا اس سے

اور عالم مین ہوگا جو اس دنیا کے سوا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی لیمیز اللہ الخبیث

من الطیب ویجعل الخبیث بعضہ علی بعض فیرکمہ جمیعا فیجعلہ فی جہنم اولئک ہم

آٹھوین اصل یہہ ہی کہ کبھی کبھی ایماندارون کے مبتلا کرنے مین یعنی اُن پر دشمن کو غالب

کرنے اور اونکو مغلوب کرنے اور کافرون کے سامنے اُن کو شکستہ رکھنے مین بڑی

حکمت ہی جسکی تفصیل سوا خدا تعالی کے اور کوئی نہین جانتا انمین سے ایک یہہ کہ خدا تعالی

کے سامنے بندگی اور ذلت اور شکستگی اور احتیاج ظاہر کرین اور اُس سے اپنے دشمنون پر

غالب ہونیکی درخواست کرین اور اگر ہمیشہ فتح مند اور غالب رہتے تو اترا جاتے

اسواسطے کبھی اونکو غالب کیا اور کبھی مغلوب تاکہ جب مغلوب ہون تو اپنے رب کے سامنے
تضرع اور رجوع کرین اور جب غالب ہون تو اوسکے دین اور نشانون کو قائم کرین اور
اچھی بات کا حکم کرین اور بُری بات سے منع کرین اور ایک یہہ کہ اگر ہمیشہ منصور رہتے
تو انمین وہ شخص بھی داخل ہو جاتا جسکا قصد دینداری اور پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی نہین بلکہ جسکا غلبہ اور عزت دیکھی اُنمین ملگیا اور اگر ہمیشہ مغلوب رہتے تو اور
لوگون داخل ہوتا اِسلئے حکمت الہی اسبات کی مقتضی ہوئی کہ کبھی تو اُنکو غلبہ دوسرون پر
ہو کبھی دوسرونکو اونپر تاکہ اس سے وہ شخص جدا ہو جاوے جو اللہ تعالی اور اوسکے رسول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہتا ہے اور جو شخص کہ اُسکی مراد سوا دنیا اور جاہ کے اور
کچھ نہین وہ علحدہ ہو جاوے اور ایک یہہ کہ اللہ تعالی اپنے بندون سے اپنی بندگی کی
تکمیل خوشی اور تکلیف اور صحت اور مرض کی حالتونمین پسند کرتا ہے پس بندون پر
دونو حالتون مین خدا تعالی کی بندگی اُس حال کے موافق واجب ہے کہ تکمیل بدون
اوسکی حاصل نہین ہوتی نہ دل بدون اوسکی سیدھا رہے جیسے بدن بدون گرمی اور
سردی اور بھوک اور پیاس اور رنج و سختی اور اونکے مقابل امور کے قائم نہین رہتے
اور ایک یہہ کہ دشمن کو غلبہ دینے سے اُنکا امتحان کرنا اونکو پاک و خالص کرنا ہے
چنانچہ احد کے روز جو کافرونکو غالب کر دیا اوسکی حکمت کی باب مین اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين اس قول تک وبشر بھی
اور سست ہو اور رنج نہ کھاؤ اور تمہیں غالب ہونگے اگر تم ایمان رکھتے ہو ۱۲ اور آسکے
اللہ الشاکرین اللہ تعالی نے اسمین بہت سی حکمتین ذکر فرمائین جنکے
ثواب دیکھا بھالا نسخہ والو نکر ۱۲
سبب سے کفار کو اونپر غلبہ دیا بعد اسکے کہ اونکو ثابت رکھا اور قوت دی
اور اونکو خوشخبری دی کہ تمہین جیتو گے اس نظر سے کہ ایمان تمکو عطا
کیا گیا ہے اور تسلی فرمائی کہ گو تمکو خدا تعالی کی طاعت اور اوسکے رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاعت مین رنج پونہچا مگر تمہارے دشمنونکو اوسکی دشمنی اور
اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی مین رنج پونہچا پھر اونکو خبر دی کہ اللہ تعا
اپنی حکمت سے دنونکو آدمیونمین نوبت بنوبت بدلتا ہے پس انمین سے ہر ایک شخص
کو اوسکا نصیب پہونچ جاتا ہے جیسے روزیان اور موت پونہچتی ہین پھر اونکو
خبر دی کہ یہ اسلئے کیا تاکہ ہم انمین سے ایمان دار ونکا حال جانین حالانکہ خدا تعا
ہر ایک چیز کو ہونیسے پہلے اور بعد جانتا ہے مگر یہہ چاہا کہ اونکو موجود اور محسوس
جانکر اونکی ایمان کو واقع جانے پھر بتایا کہ ہم ایماندارونمین سے شہید بنایا
چاہتے ہین اسلئے کہ شہادت مرتبہ بلند اور اونچا درجہ ہے وہ بدون قتل ہو جانے
ہماری راہ مین نہین ملتا پھر یہہ بتایا کہ ہمکو منظور ہے کہ ایمان والونکو توبہ کرنے
اور ہماری طرف رجوع کرنیسے گناہونسے پاک اور خالص کردین اور کافرون کو

اونکی بغاوت اور سرکشی اور انتقام کیوقت حد سے تجاوز کرنیکے باعث کہوج
شادین پہر ایمانداروں کے اِس گمان کا انکار فرمایا کہ بدون جہاد اور صبر کے
جنت مین داخل ہون اور یہہ کہ ہماری حکمت اسکو نہین چاہتی تو ین اصل یہہ ہے
کہ اللہ تعالی نے جو آسمانون اور زمین کو پیدا کیا اور موت اور زندگی کو بنایا
اور زمین کے اوپر کی چیزون سے اوسکو اپنی بندونکی آزمایش کیواسطے اور البشر
دی تو اسلئے ہی کہ جان لے کہ کون اللہ تعالی کو اور اوسکی پاس کی چیز کو چاہتا
ہی اور کون دنیا کو اور اسکی آرایش کو ارادہ کرتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی وَهُوَ الَّذِي
اور وہی ہے
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا اور فرمایا
جسنے بنائے آسمان زمین چھ دن مین اور تھا تخت اوسکا پانی پر کہ تمکو آزماوے کون تم مین اچھا کرتا ہی کام ۱۲
اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا اور اسکی سوا اور
ہم نے بنایا ہی جو کچھ زمین پر ہی اوسکی رونق تاکہ ہمکو دیکھین لوگون کو اونمین کون اچھا کرتا ہی کام ۱۲
آیات ہین - اور مومن اور کافر کیواسطے امتحان کا ہونا ضروری ہی مومن
کا تو اسلئے کہ ظاہر ہو جاوی کہ وہ اپنی ایمان مین سچا ہی یا نہین اور نے ایمان
کا امتحان آخرت مین عذاب ہی ہوگا اور دونو امتحانونمین سے یہہ صورت بہت
بڑی ہی اور یہہ اوسوقت ہی کہ وہ شخص دنیا کے عذاب اور مصیبتون کی امتحان سے
محفوظ رہا ہو غرضکہ اِس دنیا مین اور برزخ اور قیامت مین ہر ایک شخص کے
لئے رنج کا ہونا ضروری ہے مگر ایماندار کا رنج ہلکا اور مصیبت سہل ہوتی ہی اسلئے کہ

اللہ تعالی ایمان کی بدولت اُس سے ٹالدیتا ہی اور صبر اور استقلال اور رضا اور تسلیم
اُسقدر نصیب کرتا ہی جس سے اُسکا رنج آسان ہوجاتا ہی اور کافر اور بدکار کی مشقت
سخت اور مصیبت کرہی ہوتی ہی اور ہمیشہ کو رہتی ہی دسویں اصل یہہ ہی کہ انسان
اپنی طبیعت مین شہری ہی اسکو لوگون کے ساتھہ زندگی کرنی ضرور ہی اور لوگون کے
ارادی اور اعتبار ہین کہ جنپر اس سے موافقت کی خواہان ہوتے ہین اگر وہ اُن کی
موافقت نہین کرتا تب تو اوسکو ایذا اور عذاب دیتے ہین اور اگر اُنکی موافقت کرتا ہی
تو خود اوسکو ایک طرحکی ایذا اور تکلیف ہوتی ہی بہرحال آدمیونکا ہونا اور اُن سے
ملنا آدمی کو ضرور ہی اور اُن سے ملنا دو حال سے خالی نہین یا اُنکی موافقت کرکے
ملیگا یا مخالفت کرکے اول صورت مین اگر موافقت امر باطل پر ہوگی تو بھی اوسکو رنج
و عذاب ہوگا اور دوسری صورت مین اگر لوگون کی خواہشونکی مطابق نہوگا تب بھی
رنج و عذاب ہوگا اور اسمین کچھہ شک نہین کہ امر باطل مین اونکی مخالف ہونیکا رنج اُس
رنج سے سہل تر اور زیادہ آسان ہوگا جو اونکی موافقت پر مترتب ہوتا ہی اور اسکو
اُس شخص پر قیاس کرلو جس سے ظلم اور بدکاری یا جھوٹی گواہی پر موافقت کے
خواہان ہون یا حرام چیز پر مدد کرنیکے طالب تو اگر وہ اُنکی موافقت نکریگا تو اوسکو
ایذا دینگے اور ظلم و زیادتی اور عداوت کرینگے لیکن انجام نیک اور فتح اوسی کو

ہوتی ہی بلکہ صبر اور تقوی کرے اور اگر رنج مخالفت کے پہنچنے کی جہت سی اوسکی
موافقت کریگا تو اوسکے پیچھے اوسسے دہ رنج آویگا جو اوس رنج سی بہت زیادہ ہوگا
جس سی بچا تہا اور غالب یہی ہی کہ وہ لوگ اوسپر مسلط کردیے جاوین اور بہر اوسکو
دوما جو گنا رنج اُس لذت کا ہو جو پہلے اوسکی موافقت سی ہوا تہا پس اس امر کا پہچاننا
اور رعایت رکہنی بندہ کے لئے نہایت نافع چیز ہے اسلئے کہ تہوڑا سا رنج جسکے پیچھے
بڑی لذت ہمیشہ کو آدمی اُسکا برداشت کرنا بہتر ہی تہوڑی سی لذت سی جسکے پیچھے
رنج دائمی بہت بڑا ہوگیا ۱۲ ہوین اصل یہہ ہی کہ جو مصیبت بندہ کو خدا تعالی کے
یہان سی پہنچتی ہی وہ چار قسمون سی باہر نہین یا اوسکی جان مین ہوگی یا مال مین یا
آبرو مین یا گہر والون اور دوستون مین اور جو مصیبت کہ نفس مین ہوتی ہی وہ کبہی
اوسکی ہلاک ہونیسے ہوتی ہی اور اوسکی درد مین آنے سی اور ان سب قسمون مین سے
سخت تر نفس مین مصیبت کا آنا ہی اور ظاہر ہی کہ تمام لوگ مرجاوینگے اور غایت اس
ایمان دار کی یہہ ہی کہ خدا کی راہ مین شہید ہو اور یہہ سب موتون سی اشرف اور
سہل ہی اسلئے کہ شہید کو صرف اتنا درد ہوتا ہی جتنا چٹکی کا درد ہوتا ہی تو شہید
کے مرنے مین مصیبت آدمیونکی معمولی مرنے سی بڑھکر نہین اسمین جو شخص اس
قتل کی مصیبت کو بستر پر مرنیکی مصیبت سی زائد جانتا ہی وہ جاہل ہی لیکن بہاگنے والا

یہہ گمان کرتا ہی کہ بھاگنی سے میری عمر بڑہجاویگی اور اپنی زندگی سی مزہ اوڑاوگا
اور اللہ تعالی نے اوسکے اِس گمان کو جھوٹا فرمایا جیسا کہ ارشاد ہی قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَکُمُ
تو کہہ کام نہ آویگا
الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا اسلیے کہ مرنا تو
مگر بھاگنا اگر بھاگوگے تو اسی یا ماری جانیسی اور پھر بھی پہل بنا دیگے مگر تھوڑی دنون ۱۲
ضرور ہی ہی مگر اس بھاگنے کر مرنے سی وہ بات جاتی رہیگی جو اس سی بہتر اور مفید
تھی یعنی شہید کا زندہ رہنا اپنی پروردگار کے پاس پہر فرمایا قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ
تو کہہ کون ہی کہ تمکو بچا دی
یَعْصِمُکُمْ مِّنَ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَ بِکُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ رَحْمَۃً وَلَا یَجِدُوْنَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا
اللہ سی اگر چاہی تمپر برائی یا چاہی تمپر رحمت اور نہ پاوینگے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی
وَّلَا نَصِیْرًا اور جب یہہ حال نفس مین مصیبت ہونیکا ہی تو اسیطرح مال اور آبرو اور بدن
مددگار ۱۲
کی مصیبت مین ہی اور جو شخص اپنا مال خدا کی راہ مین اور اوسکی بول بالا کرنے مین
خرچ کرنیسے بخل کرتا ہی اللہ تعالی اُسکا مال اوس سی چھین لیتا ہی یا اوسپر ایسی
چیزونکی احتیاج معین کرتا ہی جو اوسکو دنیا و آخرت مین کارآمد نہون بلکہ ایسی چیزون
کی جنکا وبال اور ضرر دنیا و آخرت مین اوسپر رجوع کریگا اور اگر مال کو روک کر رکھہ
چھوڑیگا تو اللہ تعالی اوسکو اوس سی نفع لینی سی روکدیگا اور اُس مال کو کسی دوسرے
کے حوالہ کریگا تو وہ مال دوسرے کو گوارا اور مبارک ہوگا اور اوسکی چھوڑنیوالے پر اُسکا
وبال اور گناہ رہیگا اور اسیطرح جو شخص اپنی بدنکو یا آبرو کو آرام مین رکھیگا اور اللہ تعالی
کے لئے اور اوسکی راہ مین مشقت اوٹھانے پر اپنی آرام کو پسند کریگا تو اللہ تعالی اوسکو

اُس مشقت سے دوگنی چوگنی اپنی راہ اور مرضی کے خلاف مین مشقت ڈالیگا اور یہہ
ایک ایسی بات ہی جسکو لوگ تجربون سے جانتے ہین - ابو حازم کہتے ہین کہ جو شخص اللہ
سے نہین ڈرتا اوسکو خلق کے برتاؤ سے وہ حالت حاصل ہوتی ہے جو اللہ کی ڈرنیوالے
کو تقوی کے برتاؤ کی حالت سے بڑھکر ہوتی ہی اور اُسکو ابلیس کے حال پر قیاس کرلو کہ
اوسنے حضرت آدم علیہ السلام کو اسبہت سے سجدہ نکیا کہ اوسکی سامنے عاجزی اور ذلت
کرنیسے بچا رہی اور اپنی نفس کی عزت کا خواہان ہوا پس اللہ تعالی نے اوسکو سب
ذلیلون سے زیادہ ذلیل کردیا اور اوسکو آدم علیہ السلام کی اولاد مین سے فسق و فجور
والونکا خادم بنا دیا تو دیکھو حضرت آدمؑ کے لئے سجدہ کرنے پر تو راضی نہوا مگر اس
امر پر راضی ہوا کہ خود اور اوسکی اولاد حضرت آدمؑ کی فاسق اولاد کی خدمت کرے
اور اسیطرح بت پرستون نے اس امر سے عزت کی کہ آدمیون مین سے ایک پیغمبر کی
اطاعت کرین اور اسبات پر راضی ہوگئے کہ پتھر کے ایک معبود کی پرستش کرین - اور
اسیطرح جو شخص اسبات سے رُکے کہ اپنے آپکو خدا کیواسطے ذلیل کرے یا اپنا
مال اوسکی رضا مین خرچ کرے یا اپنی نفس کو اوسکی طاعت مین مشقت مین ڈالنے
اوسکی سزا قطعا یہہ ہی کہ وہ ایسے شخص کے سامنے ذلیل ہی جو اوسکی برابر کا نہو اور
اوسکیلئے اپنا مال خرچ کرے اور اپنی نفس اور بدن کو اوسکی طاعت اور رضا مین مشقت

ین ڈالے جیسا بعض سلف نے کہا ہی کہ جو شخص اسباب سی رکے کہ اپنی بھائی
کے ساتھہ چند قدم اوسکی حاجت مین چلے تو اسکو الہہ تعالی اپنی طاعت کی سوا
اور چیز مین اُس سی زیادہ پہرا تا ہی **فصل** اسباب کی خاتمہ کے بیان مین جو مطلب اصلی
ہے اور سب باتین جو اوپر بیان ہوئین وہ اسکی وسیلہ کیطرح ہین اور وہ یہہ ہے کہ
محبت اللہ تعالی کی اور اوس سی اُنس کرنا اور اوسکی ملاقات کا شوق اور اوس سے
اور اوسکے ساتھہ راضی رہنا دین کی اصل ہی اور آدمی کے اعمال اور ارادہ کی
اصل ہی جیسے خدا تعالی کی معرفت اور اوسکی نامون اور صفات اور افعال کو جاننا
دین کی اصل ہی اسلئے کہ اوسکی معرفت سب معرفتون سی بڑی اور اُسکی ذات کو
ارادہ کرنا سب مقصدون سے اشرف اور اوسکی عبادت سب اعمال سی عمدہ اور اوسکی
تعریف کرنی اوسکی نامون اور صفتون سی اور اوسکی مدح کرنی اور بڑائی کرنی سب
قولون سی بزرگتر ہی اور یہہ امر بنا ہی حضرت ابراہیم کی ایکطرفی ملت کی اور اللہ تعالے
نے فرمایا ہی ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
یہ حکم بھیجا ہمنے تجکو کہ چل دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا شریک والون مین ۱۲
اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب رض کو صبح کیوقت یہ کہنے کا حکم فرماتے
کہ صبح کی ہمنے اسلام کی پیدایش اور اخلاص کے کلمہ اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے دین اور اپنے باپ حضرت ابراہیم کی ملت پر جو ایکطرفہ مسلمان تھے اور مشرک نہ تھے

غرضکہ اللہ پاک کی محبت بلکہ مطلق تمام ماسوا سی بندہ کے نزدیک اوسکا زیادہ تر
محبوب ہو نا واجبات دین مین سب سی بڑا اور اوسکی اصول مین سب سی زیادہ اور اوسکے
قواعد مین سب سی بڑا ہی اور جو شخص خدا تعالی کے ساتھہ کسی مخلوق سی ایسی ہی محبت
رکھی جیسی اوس سی رکھتا ہی تو یہہ اوس شرک مین سی ہی جسکے کرنیوالے کی بخشش نہین
ہوتی نہ اوسکے ساتھہ کوئی عمل مقبول ہو اللہ تعالی فرماتا ہی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اور انسان مین سی کوئی
ایسے ہین جو اللہ کے برابر اور دوسرے اوسکی محبت رکھتے ہین جیسے محبت اللہ کی اور ایمان والون کو اوس سے زیادہ ہی محبت اللہ کی ہو
بندہ اہل ایمان سی نہین ہوتا جبتک کہ اوسکا بندہ مقبول یعنی رسول کریم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم اوسکی نزدیک اوسکی نفس اور اہل اور فرزند و پدر اور تمام لوگون سے
محبوب تر نہو اور محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابع ہی خدا تعالی کی محبت کی تو اب
خدا پاک کی محبت کو کیا خیال کرنا چاہیئے یعنی اوسکی بہی سب سی زیادہ محبوب تر نہو سچی
آدمی بطریق اولی ایمان والا نہوگا اور اللہ تعالی نے انسان اور جن کو صرف اپنی
بندگی کیواسطے پیدا فرمایا ہی اور بندگی متضمن ہی اوسکی کمال محبت اور نہایت تعظیم کو
اور اوسکی لئے دلیل ہونیکو اور اسیکی لئے اوسنے اپنے رسولونکو بہیجا اور اپنی کتابون کو
اتارا اور جسطرح کہ خدا پاک کی مانند کوئی چیز نہین اسیطرح اوسکی محبت اور تعظیم اور
خوف کی مانند بہی اوسکی مخلوق مین سی کوئی محبت ہی نہ کوئی تعظیم کوئی خوف اسلئے کہ

مخلوق سی جتنا ڈروگے وتنا ہی اوس سی وحشت کروگے اور بھاگوگے اور خدائے
پاک سی جتنا ڈروگے وتنا ہی اُس سی مانوس ہوگے اور اوسکی طرف کو بھاگوگے اور
مخلوق کے ظلم وتعدی سی ڈرا کرتے ہین اور اللہ تعالی کے عدل وانصاف سے
خوف معلوم ہوا کرتا ہی اسیطرح محبت کا حال ہی کہ مخلوق کی محبت اگر خدا کیواسطے
نہین ہوتی تو وہ محبت کرنیوالے کے حق مین عذاب اور اوسپر وبال ہوتی ہی اور جو
اس محبت سی محبوب درد حاصل ہوتا ہی وہ بہت بڑا ہوتا ہی علاوہ ازین مخلوق کی محبت
مین یہ برائی ہی کہ عاشق سی منہ پھیرنا اور اسپر ستم کرنا اور بیوفائی کرنی اسوجہ سی کہ
کوئی دوسرا اوسکی محبت کا مزاحم ہو یا خود اوسکو عاشق سی نفرت اور عداوت ہو یا
اوسکو اپنی ضرورتون مین عاشق کی پروا نہو یا کوئی دوسری چیز عاشق سی زیادہ
اوسکو محبوب تر ہو اسلئے نے پروا ہو یا اور کسیوجہ کی آفت سی وہ عاشق کی پروا نکرتا
ہو مگر خدا تعالی کی محبت کا حال اس حال سی جدا ہی اسلئے کہ کوئی چیز دلون کے نزدیک اسکے
خالق سے بڑھکر محبوب تر نہین خالق کی محبت نفسونکی آسایش اور روحون کی جان اور
آنکھونکی ٹھنڈک اور باطن کی ابادی ہی کیونکہ سلیم دلون اور پاک روحون اور
تیز عقلونکی نزدیک خدا تعالی کی محبت اور اوسکی ساتھہ انس کرنی اور اوسکی ملاقات کے
شوق سی بڑھکر کوئی چیز زیادہ شیرین اور لذیذ اور ستھری اور آسان اور اچھی نہین

اور جو مرد ایماندار اپنے دلمین اُس سے پاتا ہی وہ ہر مزہ سے بڑکر ہی اور جو راحت
کہ اُسکو اُس سے ملتی ہی وہ سب راحتون سے کامل تر ہی چنانچہ بعض عاشقان خدا نے
اپنے حال سے ان الفاظ سے خبر دی ہی کہ میری دل پر ایسے اوقات گذرتے ہین کہ
اُنمین مین یہ کہتا ہون کہ اگر جنت والے اِسی حبیسی حالمین ہونگے تو البتہ وہ
بہت عیش مین ہونگے اور دوسرے نے کہا ہی کہ میری دل پر ایسی وقت گذرتے ہین کہ
اُنمین وہ خدا کے ساتھہ انس ہوتے اور اوسکی محبت کی خوشی کے مارے جھومنے لگتا ہی اور
دوسرے نے کہا ہی کہ غفلت والے غریب ہین کہ دنیا سے نکلے اور جو چیز کہ اُسمین نہایت
پاکیزہ تھی اُسکا مزہ نہ چکھا اور کسی دوسرے نے کہا ہی کہ اگر بادشاہ اور شہزادونکو
خبر ہوتی کہ ہم کس عیش مین ہین تو وہ لوگ ہمسے تلوارون سے لڑتے اور ان باتونکا معلوم
کرنا اور اُنکا مزہ چکھنا موافق محبت کے اور اوسکی کمی کے اور بقدر دریافت حال
محبوب کے اور اوسکی نزدیکی کے ہوتا ہی اور جسقدر محبت کا ملتر اور ادراک زیادہ پورا
اور اُسکا قرب نہایت درجہ کو ہوگا اوسیقدر حلاوت اور لذت اور خوشی اور
آسایش قوی تر ہوگی حاصل یہہ کہ دل بدون اپنے رب کی عبادت اور محبت کے
فلاح اور درستی کو نہین پہنچتا اگرچہ جتنی الفت کی چیزون سے لذت ہوا کرتی ہے
سب اُسکو ملجاوین مگر وہ اُنکے ساتھہ مطمئن نہوگا بلکہ اُسکو حاجت اور بیقراری ہی رہیگی

جب تک کہ جس چیز کے لئے پیدا ہوا ہی اور تیار کیا گیا ہی وہ نہ ملجاوے یعنی صرف خدا تعالی اکیلا اوسکی نہایت مراد اور غایت مطلوب نہو جاوے اسلئے کہ دلمین اپنے رب کیطرف ایک احتیاج ذاتی ہی اسنظر سے کہ وہ اوسکا محبوب اور معبود ہی جیسی اوسکو اوسکی طرف احتیاج ذاتی اسوجہ سے ہی کہ وہ دل کا رب اور پیدا کرنیوالا اور رزق دینیوالا اور تدبیر کرنیوالا ہی پس جسقدر دلمین محبت اللہ تعالی کی جگہہ پکڑکر مضبوط ہوگی اوسیقدر دلکو خدا تعالی کے سوا دوسری کی پوجا کرنی اور بندہ ہونیسے باہر کریگی

پہر تو عزت مین صیانت مین وہ ہوگا آزاد	چہرہ پر اوسکی عجب نور کا عالم ہوگا

اور کوئی ایماندار ایسا نہین جسکے دلمین خدا تعالی کی محبت اور اوسکی ذکر سے اطمینان ہونا اور اوسکی معرفت سے راحت پانی اور اوسکی دیدار کا شوق اور اوسکی نزدیکی سے انس پانا نہوا اگرچہ اپنے دلکی غیر کے ساتھہ مشغولی ہونے اور جس امر مین دل مشغول ہی اوسکی طرف متوجہ رہنے سے اوسکو اس محبت الہی کی دلمین ہونیکی خبر نہوا اور اس محبت کی کمی زیادتی اور قوت اور ضعف بقدر ایمان کے قوی اور ضعیف ہونیکے ہوا کرتی ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ بندہ سے گناہ کرنے کیوقت اور دلکی طرف سے اپنی شہوت مین مشغول رہنے کیوقت یہہ لذت اور حلاوت ایمانی پوشیدہ اور مخفی ہوجاتی ہی یا گہٹجاتی ہے یا جاتی رہتی ہی کیونکہ اگر پوری موجود ہوتی تو بندہ اوسپر الٹی لذت

وشہوت کو مقدم نہ کرنا چاہیئے اور حلاوت ایمانی مین کچھ نسبت نہین بلکہ اور لذت کو اوس
لذت سے وہ نسبت بھی نہین جو رائی کے دانہ کو دنیا اور اوسکی اندر کی چیزون کے
ساتھہ نسبت ہی اور اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ زنا کرنیوالا
جسوقت زنا کرتا ہے وہ اسکا مرتکب اوس حالین نہین ہوتا کہ ایماندار ہو اسلئے کہ زانی
ایمان کی حقیقت کا اور اوسکا ولسے لگا رہنا ایماندار کو ہر بات سے روکتا ہی کہ اوس
زانی پر اس نکمی ادنی چیز کو اختیار کرنے اور اس بات سے منع کرتا ہی جو اوسکو پریشان
اور ناقص کرے اور اسیواسطے بندہ جب اپنے رب کے لئے مخلص اور اوسکی طرف
رجوع کرنیوالا اور اوسکی ذکر کے ساتھہ اطمینان رکھنے والا اور اوسکے دیدار کا
مشتاق ہوگا اپنے دل کو ان حرامون سے پھرا ہوا پاویگا کہ اونکی طرف نظر بھی
نہ دیکھیگا نہ اونپر اعتماد کریگا اور اپنے اس حال کو اونسے بدلنا ایسا سمجھیگا جیسے جوہر
نفیس کو ناچیز مینگنی سے بدلنا اور مشک کو گوبر کے عوض فروخت کرنا فصل
اس امر کے بیان مین کہ شیطان نے قبل فریب دینے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کے خود
اپنے ساتھہ داؤ کیا پھر اسی پر اکتفا نکیا یہانتک کہ خود اپنی اولاد اور اولاد آدم کو
فریب دیا غرضکہ خود اپنے اوپر اور اپنی اولاد اور دوستون پر اور جن و انسان
مین جو اوسکی طاعت کرین سب پر نامبارک ہوا اوسکا خود اپنے ساتھہ فریب کرنا اسطرح ہی

کہ اللہ تعالیٰ نے جب شیطان کو آدم علیہ السلام کے سجدہ کیواسطے حکم کیا تو خدا کے
حکم ماننے اور اوسکی طاعت کرنیمین شیطان کی سعادت اور بہتری تہی مگر اوسکی
نفس نے اوسکے لئے یات بنائی کہ آدم کو سجدہ کرنیمین تیری پستی اور شکستگی ہی
اسلیئے کہ ایسکے سامنے عاجزی اور سجدہ کرنا پڑیگا جو کیچڑ سے بنا ہی اور تو آگ
سے بنا ہی اور آگ بہ نسبت کیچڑ کے اسکی بڑائی اشرف ہی اور شیطان کا حسد کرنا حضرت آدم
پر اضافہ اسکے اوپر ہوا اون باتون کے باعث جنکے ساتھہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام
کو خاص کیا تہا یعنی اپنی ہاتھہ سے پیدا کیا اور اونمین اپنی روح پہونکی اور اپنے
فرشتون سے اونکو سجدہ کرایا اور اونکو سب چیزون کے نام بتائی اور اس امر سے اونکو
فرشتون سے ممتاز کیا اور اونکو اپنی بہشت مین رکہا اور جب حضرت آدم تہے یہہ
دشمن خدا اونکے پاس جاتا اور تعجب کرتا اور کہتا کہ یہہ ایک بڑے کام کے لئے پیدا کیا گیا
ہے اگر اسکو میرے اوپر قابو دیا جاویگا تو مین اوسکی بیشک نافرمانی کرونگا اور اگر
مین اوسپر قابو پاؤنگا تو اوسکو ہلاک کرونگا جب حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش
سب سے بہتر اندازی اور اچہی صورت مین پوری ہوئی اور اونکی باطنی خوبیان علم
اور بردباری اور وقار سے کامل ہوئین اور اللہ تعالیٰ نے خود اونکو اپنی ہاتھہ سے بنایا
اور بہت بہتر پیدایش اور کامل صورت کے ہوگئے قدیمی کا سایہ ہاتھہ کا اونپر احسن جمال و ہیبت و رونق کا لباس پہنایا ہوا

تو فرشتون نے ایسی صورت نہ دیکھی کہ اوس سے بہتر اور خوبصورت کبھی نہ دیکھی تھی
پس اپنے رب جلشانہ کے حکم سے اوسکے لئے سجدہ مین گرے اور اوس حاسد نے اپنا کرتا پھینکدیا
پھاڑا اور حسد کی آگ اوسکے دلمین مشتعل ہوئی اسلئے حکم صریح کا مقابلہ اپنے عقیدہ
کے عقلی بات سمجھکر جیسے اوسکے دو بہت باطل والے کرتے ہین اور اپنے رب کی حکمت پر
اعتراض کرنیکو لگا یہ کہا کہ مین اوس سے بہتر ہون کہ مجکو تو نے آگ سے بنایا اور اوسکو
مٹی سے پیدا کیا اور سجدہ سے باز رہا اور بہت سی باتین ایک بیہودہ کین جہالت اور
ظلم اور بڑائی اور حسد اور نافرمانی اور عقل سے نقص کا مقابلہ اسلئے اپنی نفس کو خوار کیا
بوجہ اوسکی بڑائی چاہنے کے اور اوسکو پست کیا بوجہ بلندی چاہنے کے اور اوسکو
ذلت دی بوجہ عزت چاہنے کے غرضکہ اپنی نفس سے وہ کام کیا کہ اگر اوسکا بڑے سے
بڑا دشمن اوسکی ضرر دینے مین کوشش کرتا تو اس درجہ کو نہ پہنچتا تو بھلا جو شخص
اپنی نفس کے لئے یہہ کہتا ہوا اس سے عاقل کیسے سنکر ملیگا اور اوسکی دوستی کریگا
اللہ تعالی فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ
اور جب کہا ہمنے فرشتونکو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ مین گرے مگر ابلیس نہا جن کی قسم
الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ
سو نکل بہاگا اپنے رب کے حکم سے سو کیا تم ٹھہراتے ہو اوسکو اور اوسکی اولاد کو مجھ سے سوا حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہین برا بدلا
لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا فصل اور اوسکا جواب حضرت آدم و حوا علیہم السلام کے ساتھ
بے انصافون کو بدلا
تو اللہ تعالے نے اوسکا ماجرا اون دونو کی باہم سے بیان فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ

اُن دونو کو فریب دیتا رہا اور بہشت مین ہمیشہ رہنے کی آرزو دلاتا رہا یہانتک
کہ اُنکے لئے اللہ کی قسم کھاکر کہی کہ مین تمہارا خیر خواہ ہون حتی کہ دونونے
اوسکے قول پر اطمینان کرکے جو کچھہ وہ اُنسے چاہتا تہا وہ قبول کیا پس اُنپر رنج
اور جنت سے نکلنا جو کچھہ ہوا سو ہوا اور اللہ تعالی نے اُسکی داؤ کو باطل کیا اور اپنی
رحمت اور مغفرت سے اُن دونو کی تلافی کرکے اُنکو جنت مین دوبارہ داخل کیا
اور انجام اوسکی فریب کا اوسی پر رہا اور برا مکر بجز مکار کے اور کسیکو تباہ نہین
کرتا اور اُس دشمن خدا نے یہہ گمان کیا کہ غلبہ اور جیت اِس لڑائی مین میری
ہوگی یہہ بجانا کہ لشکر دیتا فلنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین
ای ہمارے حال پر سے خراب ہوگیا اپنی جانون کو اور اگر تو نہ بخشے ہمکو اور ہم پر رحم نکرے تو ہم ہونگے
کاگہات مین لگا ہی اور دولت ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وہدی کی اُنکو یاد رکھے
اور اُس مردود نے اپنی جہل سے یہہ گمان کیا کہ خدا ہی پاک ایک لقمہ کے کہانیکی باعث
اپنی برگزیدہ اور پیاری سے علیحدہ ہوجاویگا جسکو اپنی ہاتہہ سے بنایا اور اپنی روح
اوسمین پہونکی اور اپنے فرشتون سے اوسکو سجدہ کرایا اور ہر ایک چیز کے نام اوسکو
بتائی یہہ بجانا کہ طبیب نے مرض سے پہلے ہی بیمار کو علاج بتا دیا ہی تو جب اوسنے مرض
معلوم کیا جبہی دوا کا استعمال کیا پہر اُس کمبخت نے حضرت آدم علیہ السلام کے
دو بیٹونمین سے ایک کو فریب دیا اور اسکو پہسلاتا رہا یہانتک کہ اُسنے اپنے بہائی

کو قتل کیا اور اپنے باپ کو ناخوش اور اپنے آقای حقیقی کی نافرمانی کی اور اولاد کو کسی
قتل کا طریق نکالا اور روایت صحیح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے
کہ جو نفس ظلم سے قتل کیا جاتا ہی اوسکے خون مین سے ایک حصہ حضرت آدم کے بیٹے
پر بھی ہوتا ہی اسلیئے کہ مارڈالنے کے طریق کو اوّل اوسنے جاری کیا۔ پھر معاملہ زیادہ
پر ہو گیا کہ امت ایک اور دین ایک ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً
اور لوگ جو ہین سو ایک ہی
وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا۔ سعید قتادہؓ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت آدم اور نوح علیہما السلام
امت ہین سب بھائی بھائی ہوئے
کے درمیان دس قرن تھے سب کے سب ہدایت پر اور حق کی شریعت پر تھے پھر مختلف ہو گئے
اور اسیکے بموجب حضرت ابن عباسؓ سے ہی اور یہی صحیح ہی آیت مین۔ اور حضرت
ابن عباسؓ سے یہہ بھی روایت کیا گیا ہی کہ وہ کافر تھے اور یہہ قول حسن بصری اور عطاؒ کا
اور یہہ روایت حضرت ابن عباسؓ سے منقطع ہی اور روایت صحیح اوسکے خلاف ہی اور
بت پرستون کو جو اول شیطان نے دا دیا تو قبر پر بیٹھنے اور قبر والونکی تصویرین انکی
یاد دہانی کے لیئے بنانے سے تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ
اور تم ہرگز نہ چھوڑو پنے ٹھاکرون کو اور نہ چھوڑو
وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا۔ بخاری نے اپنی صحیح مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی
ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو
ہی کہ یہہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیکبختون کے نام ہین جب وہ مر گئے تو شیطان نے
اونکی قوم سے کہا کہ جن مجلسون مین یہہ لوگ بیٹھتے تھے وہان بت قائم کرو اور اونکے نام

اون لوگون کے نام پر رکھوا دنہون نے ایسا ہی کیا مگر اون بتونکی پرستش نہوئی یہانتک کہ جب یہہ لوگ مرگئے اور علم جاتا رہا تب پرستش ہونے لگی اور ابن حریر بروایت محمد بن قیس کہتے ہین کہ یہہ لوگ بنی آدم مین سے نیکبخت تہے اور اونکی پیرو تہے جو اونکی اقتدا کرتے تہے جب وہ مرگئے تو اونکے تابعین نے کہا کہ اگر ہم اونکی صورتین بنالین تو ہمکو عبادت کا شوق زیادہ دلاوینگے جب ہم اونکو یاد کرینگے اس نظر سے اونکی صورتین بنائی جب یہہ تابعین مرگئے اور دوسرے لوگ آئے شیطان اونکے پاس آہستہ گیا اور کہا کہ وہ لوگ تو اونکی عبادت کیا کرتے تہے اور اونہین کی باعث مہینہ دیئے جاتے تہے پس اون لوگون نے اونکی پرستش کی اور ہشام بن محمد بن سائب کلبی کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپ نے کہا ہے کہ آغاز بت پرستی اسطرح ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب وفات پائی تو اونکے بیٹے حضرت شیث کی اولاد نے اونکو اوس پہاڑ کی غار مین رکھا جسپر حضرت آدم ہند کی زمین مین اوتارے گئے تہے اور اوس پہاڑ کو وُو کہتے ہین وہ زمین کے سب پہاڑون مین زیادہ ارزانی رکھتا ہے ہشام کہتے ہین کہ پھر مجھکو میرے باپ نے ابو صالح سے اونسے حضرت ابن عباس سے خبر دی کہ بعد اس ماجرے کے حضرت شیث کی اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کے پاس غار مین آتے تہے اور اونکی تعظیم اور اونپر دعا رحمت کرتے تہے پس ایک شخص نے قابیل کی اولاد مین سے کہا کہ ای اولاد قابیل شیث علیہ السلام کی اولاد کا ایک بت ہے کہ اسکی گرد گہومتے ہین اور اسکی تعظیم کرتے ہین تمہارے یہان کچھہ نہین پہر اونسے اونکی لئے ایک بت تراشا اور سب سے اول اسی شخص نے بت بنایا ہشام کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپ نے کہا

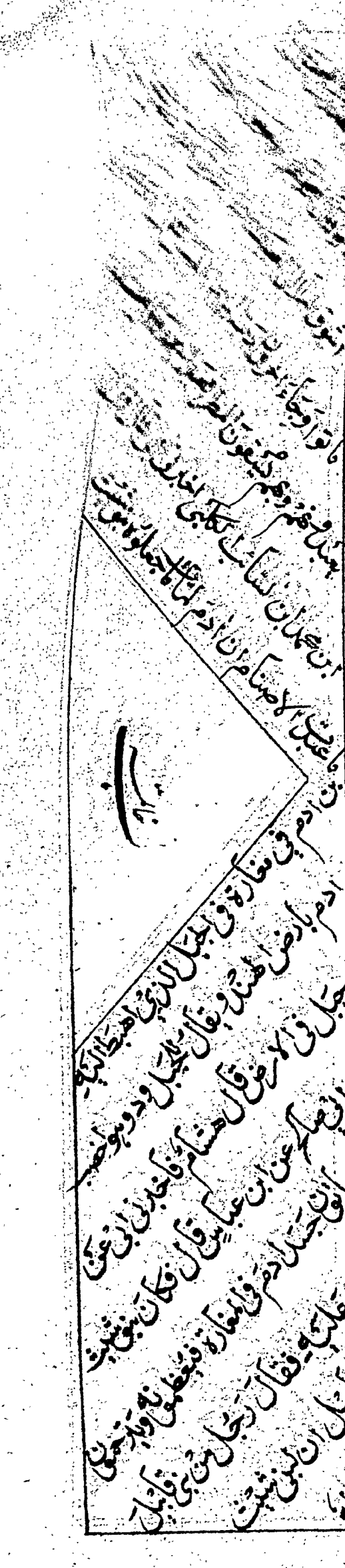

کردوا اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر بیکبخت لوگ تھے وہ ایک مہینہ مین مرگئی
اونکی اور پر اونکی اقارب کا گشت نکلا تو ایک شخص نے قابیل کی اولاد مین سے کہا کہ
لوگو اگر تم کہو تو تمہارے لئے پانچ بت اونکی صورتون کے موافق بناؤن مگر مجھ مین
یہہ طاقت نہین کہ اُنمین جان ڈالدون اُنہون نے کہا بہتر اوسنے اونکے لئے پانچ بت
تراشکر کھڑے کردئے اور یہہ حال ہوا کہ آدمی اپنی بہائی اور چچا کے پاس آتا اور
اوسکی تعظیم کرتا اور اوسکی گرد و دور تا حشر کہ یہہ قرن گذر گیا اور یہہ بت بزدن
مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم کی عہد مین بنائی گئی تھی پھر اُس قرن کے
بعد دوسرا قرن آیا جنہون نے اونکی تعظیم پہلے قرن کی نسبت کرزیادہ کی پھر دوسرے کے
بعد تیسرا قرن ہوا اونہون نے کہا کہ ہمارے پہلے لوگون نے جو اونکی تعظیم کی تو صرف اسلئے
سے کہ وہ خدا تعالی کے یہان اونکی سفارش کی توقع رکھتے تھے اسلئے تیسرے قرن والون
نے اونکی پرستش کی اور اُنکا کفر بڑھگیا تب اللہ تعالی نے حضرت اوریس کو اونکی طرف
پیغمبر بناکر بھیجا اونہون نے اونکو دین حق کیطرف بلایا مگر انہون نے حضرت ادریس کو جھٹلادیا
پس اللہ تعالی نے آپکو اونچے مکان مین اُٹھالیا اور لوگونکا حال ہمیشہ سخت ہوتا رہا چنانچہ
کلبی نے ابو صالح سے اور اوسنے ابن عباس سے اسکو روایت کیا ہے یہانتک کہ حضرت
نوح علیہ السلام کا زمانہ ہوا اونکو اللہ تعالی نے پیغمبر کرکے بھیجا اوسوقت اُنکی عمر

چار سو اسی برسکی تہی اونہون نے اُن لوگونکو ایک سو بیس برس تک خدا تعالے
کیطرف بلایا لوگون نے اونکی نافرمانی کی اور جھٹلایا الہہ تعالی نے اونکو کشتی کی
بنانیکا حکم دیا آپ کشتی کے بنانیسے فارغ ہوکر اوسمین سوار ہوئی اوسوقت آپکی
عمر چھ سو برسکی تہی اور جودی سے سو ڈوبنے بعد اسکے آپ تین سو پچاس برس
ٹھہری اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی درمیان دو ہزار
دو سو برسکا فاصلہ تہا پس پانی نے ان بتونکو ایک زمین سی دوسری زمین مین
اُتارا یہانتک کہ اونکو جدہ کی زمین مین پہینک دیا جب پانی زمین کے اندر چلا گیا تو یہ
بت کنارہی پر رہگئے پہر ہوا نے اُنپر یہانتک دہول اُڑائی کہ اونکو چھپا دیا ۔ مین
کہتا ہون کہ ظاہر قران سی اسکی خلاف معلوم ہوتا ہی اوس سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ
حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم مین ساڑہی نو سو برس رہی اور الہہ تعالی نے اُنکی قوم
کو ڈبا دینی سی ہلاک کیا بعد اسکی کہ حضرت نوح اونمین اسمدت ٹھہری ۔ کلبی کہتی ہین کہ
عمرو بن لحی کاہن تہا اور جنون مین سی ایک اوسکا دوست تہا اُس جن نے اُس سے
کہا کہ تو تہامہ سی جلد سفر اور سیر خیر و سلامتی کے ساتہہ کرکے جدہ مین جا
وہان تجکو بت تیار ملینگے اونکو تہامہ مین لے آ اور تامل مت کر پہر عرب کو اُنکی
پرستش پر بلا تیرا قول مانا جاویگا عمرو جدہ مین آیا اور اُن بتونکو کہود اُنہیں

اٹھا لایا یہانتک کہ تہامہ مین اوترا اور حج مین حاضر ہوکر تمام عرب کو اونکی عبادت کیطرف
بلایا اوسکا کہنا عوف بن عذرۃ بن زید اللات نے مانا عمرو کے اوسکو وہ بت
حوالہ کیا جسکا نام ود تہا عوف اوسکو اوٹھا لایا اور یہہ دومۃ الجندل کے وادی وبر
مین تہا اور عوف نے اپنے بیٹے کا نام عبدود رکہا اور ود کے نام پر اول اسیکا نام کہا گیا اور
عوف نے اپنے بیٹے عامر کو اوس بت کا خادم مقرر کیا پس اوسکی اولاد ہمیشہ
اوسکی خدمت کرتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالے اسلام کو لایا کلبی نے کہا ہے
کہ مجھسے مالک بن حارثہ نے کہا کہ بنی ود کو دیکہا ہے اور میرا باپ مجھکو دودہ
لیکر ود کے پاس بہیجا کرتا تہا اور کہا کرتا تہا کہ یہہ دودہ اپنے خدا کو پلا دے
مین اوسکو پلا دیتا تہا راوی کہتا ہے کہ پہر مین نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیکہا
کہ اونہون نے اوسکو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اوسکے ڈہانے کے لئے بہیجا تہا عذرہ اور
عامر کی اولاد نے اونکو روکا آپ نے اوسے جہاد کرکے اونکو تتبع کیا
اور ود کو ڈہا ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دئے کلبی نے کہا ہے کہ مین نے
عامر بن حارثہ سے کہا کہ مجھسے ود کا حال اسیطرح بیان کر کہ گویا مین اوسکو
دیکہ رہا ہون اوسنے کہا کہ وہ ایک نہایت بڑے مرد کی صورت تہی

جسکا دثار یعنی لباس دو کپڑون کا بنا ہوا تھا ایک کو وہ تہمد کئے تھا اور
ایک کو چادر اور اوسپر ایک تلوار تھی جسکو حمائل کئے تھا اور شانہ مین کمان
ڈالے تھا اور سامنے اوسکے ایک نیزہ تھا جسمین جھنڈا تھا اور ایک ترکش
جسمین تیر تھے - اور عمرو بن لحی کا کہنا مضر اور تزار نے بھی تانا اسلئے اوسنے
سواع نامی بت ہذیل کی قوم مین سے ایک شخص کے حوالہ کیا جسکو حارث
بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کہتے تھے اور یہہ بت
بطن نخلہ مین سے اوس جگہہ مین تھا جسکو وہاط کہتے ہین مضر کی قوم مین سے
جو اوسکے متصل تھے وہ اوسکی عبادت کیا کرتے تھے اور اسی باب مین ایک
عرب کے شخص نے یہہ مضمون باندہا ہے ؎ یون گرد اپنے قبلہ کے ہنسی ہین معتکف
جسطرح ہون سواع کے چارو طرف ہذیل - اور عمرو بن لحی کا کہنا مدرج نے تانا اسلئے
اوسنے یغوث کو انعم بن عمرو المرادی کو حوالہ کیا یہ بت یمن کے ایک ٹیلہ پر تھا مدرج
کی قوم اور جو اونسے دوستی رکھتے تھے اوسکی پرستش کرتے تھے اور اسکا کہنا ہمدان نے قبول کیا
تو یعوق کو مالک بن مرثد بن عبثم کے حوالہ کیا اور یہہ ایک گانو مین تھا جسکو صبوان کہتے
تھے مین اور ہمدان کی قوم اور اونکے موافق لوگ یمن مین سے اوسکی پرستش کرتے تھے اور اوسکا
کہنا حمیر نے مانا تو اونسے نسر کو ذی الکلاع بن قوم کے ایک شخص کو حوالہ کیا جسکو معدیکرب کہتے تھے

اور یہہ بت سبا کی ایک جگہہ مین تہا جسکو سخلع کہا کرتے تھے اور حمیر اور اوسکے سوا اور لوگ اوسکی پرستش کیا کرتے تہے غرضکہ یہہ لوگ اوسکی پرستش کرتے رہے یہانتک کہ ذونواس نے اونکو یہودی بنایا اور ان سب بتونکی ہمیشہ پرستش ہوتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالی نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہیجا آپ نے اونکو ڈہایا اور توڑا

اور صحیح بخاری مین حضرت ابوہریرہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکہا کہ دوزخ مین اپنی آنت کو گہسیٹتا ہی اور یہہ شخص وہ تہا جسنے اول سائبہ بنایا اور ایک روایت مین ہی کہ اوسنے دین ابراہیم کو بدلڈالا اور ابن اسحق کہتے ہین کہ مجہہ سے حدیث کی محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے کہ ابو صالح سمان نے اُس سے حدیث کی کہ انہون نے حضرت ابوہریرہ رض کو کہتے سنا کہ وہ فرماتے تہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثم بن جون خزاعی سے ارشاد فرماتے سنا کہ ای اکثم مین نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکہا کہ دوزخ مین اپنی آنت کو کہینچتا ہی اور مین نے کسی مرد کو دوسرے اسکا مشابہ نہین دیکہا جتنا تو اوسکی مشابہ ہی اور وہ تیری مشابہ ہی اکثم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اوسکی مشابہت مجکو ضرر پہنچاوینگی آپنے فرمایا کہ نہین تو تو ایماندار ہی اور وہ کافر تہا وہ اُن لوگون مین سے اول ہی تہے دین

اسماعیلؑ کا بدلکر بتونکو کھڑا کیا اور بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کو بنایا۔
ابن ہشام کہتے ہین کہ مجھسے کسی علم والے نے کہا ہی کہ عمرو بن لحی مکہ سے شام کی
طرف اپنے کسی کام مین نکلا جب زمین بلقا سے مارب مین آیا اور وہان اُن لوگون
عمالقہ کی قوم تھی اور وہ اولاد عملاق بن لاذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی ہین انکو
دیکھا کہ بت پرستی کرتے ہین پس اوسنے کہا کہ یہہ کیسے بت ہین جنکو تم پوجتے ہو انہون
نے جواب دیا کہ ہم اُن سے مینہہ کی درخواست کرتے ہین تو بارش ہوتی ہی اور اگر انکی
ذریعہ سے نصرت چاہتے ہین تو فتح ملتی ہی اوسنے کہا کہ تم ایک بت انمین سے مجکو کیون
نہین دیتے کہ مین عرب کے ملک مین لیجاؤن اور وہ اوسکی پرستش کرین انہونے
اوسکو ایک بت دیا جسکا نام ہبل تھا وہ اوسکو مکہ معظمہ مین لایا اور نصب کرکے
لوگونکو اوسکی عبادت اور تعظیم کیواسطے کہا ابن ہشام کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپ نے
اور اور لوگون نے بیان کیا ہی کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام جب مکہ معظمہ مین رہے
اور آپکی اولاد اوسمین پیدا ہوئی اور بڑہگئی یہانتک کہ مکہ معظمہ اُنسے بھر گیا اور
اُنہون نے مکہ سے عمالقہ کی لوگونکو نکالدیا تو مکہ معظمہ اونپر تنگ ہوا اور اُن مین
آپسمین لڑائیان اور عداوتین ہوگئین اور بعضون نے بعضونکو نکالدیا یہہ لوگ
شہر و زمین اور معاش کی جستجو مین اِدہر اُدہر ہوگئے اور جس بات نے کہ اُنکو بتون اور

پتھرونکی پرستش پر برانگیختہ کیا وہ یہہ ہی کہ جب کوئی سفر کرنیوالا مکہ معظمہ سے باہر
جاتا تہا تو حرم کی عظمت اور مکہ معظمہ کے اشتیاق سے حرم شریف کا ایک پتھر اپنے ساتھ
اوٹھا لیجاتا تہا اور جہان وہ لوگ ٹھہرتے تہے وہان اوس پتھر کو رکھکر اوسکے
گرد طواف مثل خانہ کعبہ کے اوسکی محبت اور اشتیاق مین کیا کرتے تہے اور
باوجود اسکے وہ لوگ بموجب ارث حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے
کعبہ اور مکہ کی تعظیم کرتے اور حج اور عمرہ کیا کرتے پہر اونہون نے جس
چیز کو اچہا جانا اوسکی عبادت کی اور جس بات پر وہ تہے اوسکو بہول گئے اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو دوسرے دین سے بدلڈالا کہ بتونکی عبادت
کرنے لگے اور اوس طریق پر ہو گئے جس پر اونسے پہلی قومین تہی اور جن بتونکو
حضرت نوح علیہ السلام کی قوم عبادت کرتی تہی اونکو حرام جانا اور باوجود اسکے
اونمین حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی وقت کی باتین یہی باقی تہی جیسے
اونکا تمسک تہا یعنی خانہ کعبہ کی تعظیم کرنی اور اوسکا طواف کرنا اور حج اور عمرہ
اور عرفات اور مزدلفہ مین ٹھہرنا اور اونٹونکی قربانی بہیجنی اور ہزار کی قوم اپنے
لبیک کہنے مین یون کہا کرتے لبیک لبیک لاشریک لک لبیک الا شریک ہو لک
تملکہ وما ملک اور سب سے پہلے جسنے دین حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بدلا
مین حاضر ہون تیرا کوئی شریک نہین مگر ایک ساجھی جو تیرا ہی ہو تو اوسکا
مالک ہی اور وہ مالک نہین ۱۲

اور بت کھڑے کئے اور سانڈ چھوڑے اور وصیلہ اور حامی خانے عمرو بن ربیعہ تھا اور
ربیعہ لحی بن حارثہ ہے اور حارثہ خزاعہ کا بیٹا ہے اور عمرو کی مانھیرہ عامر بن
حارث کی لڑکی تھی اور یہ حارث وہی ہے جو خانہ کعبہ کا محافظ اور متولی تھا جب
عمرو بن لحی بالغ ہوا تو حارث سے تولیت کے بابمین جھگڑا اور اوسکے لئے کشت
خون کیا اور حضرت اسماعیل کی اولاد پر چڑھائی کی اور آخر کو ان پر فتح پاکر کعبہ
سے اونکو جلاوطن کردیا اور مکے کے شہرون مین سے نکالدیا اور بیت اللہ کی
دربانی کا متولی ہوا پھر وہ سخت بیمار ہوا تو اوس سے کسی نے کہا کہ شام کی زمین بلقا
مین ایک گرم چشمہ ہے اگر تو وہان جاویگا تو اچھا ہوجاویگا وہ اُس چشمہ پر آیا اور
اُسمین نہایا اور اچھا ہوگیا اوسنے وہانکی لوگونکو دیکھا کہ بت پوجتے ہین اوسنے کہا کہ
یہ بت کیسے ہین اونہون نے کہا کہ ہم ان کے ذریعہ سے مینہ کی درخواست کرتے
ہین اور دشمن پر اونکی باعث فتح چاہتے ہین پھر اُسنے اونسے سوال کیا کہ انمین سے
مجکو بھی دو انہون نے دیدیا وہ اونکو لیکر مکہ مین آیا اور کعبہ کے گرد اُنکو کھڑا کیا اور عرب
کے لوگون نے بت متعدد کئے اونمین سب سے پہلا بت منات تھا اور یہ دریا کے کنارے مشلل کے
ایک طرف تھا جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ ہے کھڑا ہوا تھا اور سب عرب
اسکی تعظیم کرتے تھے اور اُس اور خزرج اور جو لوگ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین آتے تھے

اور قریب کی جگہون کے لوگ اوسکی تعظیم کرتے تہے اور اوسکی واسطے حج کرتے
اور قربانیان بہیجتے تہے اور اوس اور خزرج سے زیادہ اوسکی تعظیم کوئی نکرتا تہا
ہشام کہتے ہین کہ مجہسے ایک قریش کے آدمی نے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن ابی
عبیدہ سے اور اوسنے محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ اوس اور خزرج اور
اہل یثرب وغیرہ کی عرب جو اوسکی ہمسایہ تہے حج کرتے تہے اور سب ٹہہرنیکی جگہہ مین وقوف
کرتے تہے مگر اپنا سر نہین منڈاتے تہے اور جب اپنے مکانونکو واپس جاتے تہے تو اوس
بت کے پاس آکر وہان سر منڈاتے تہے اور اوسکی پاس ٹہہرتے تہے اور اپنے حج کو
بدون اس فعل کے پورا نجانتے تہے اور منات بڑا اور خراجہ کا تہا پس آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فتح مکہ کے سال مین بہیجا آپ نے
اوسکو ڈہا ڈالا پہر اون لوگون نے لات کو طائف مین بنایا اور یہہ بت منات سے بڑا تہا
اور ایک مربع پتہر تہا اوسکی خادم ثقیف مین سے تہے اونہون نے اوسپر مکان بنایا
تہا اور قریش اور تمام عرب والے اوسکی تعظیم کرتے تہے اور اوسکی نام سے عرب والے
زید اللات اور تیم اللات نام رکہا کرتے تہے اور یہہ بت اوسجگہہ تہا جہان آج
مسجد طائف کا بایان مینار ہے اور یہہ اسیطرح رہا یہانتک کہ ثقیف کے لوگ
مسلمان ہوئے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ کو بہیجا اونہون نے

اسکو توڑکر آگ سے جلا دیا۔ بعدہٗ لوگون نے عزّیٰ کو بنایا جو لات کی نسبت کر لیا تھا
اسکو ظالم بن اسعد نے مقرر کیا تھا یہ مورت وادی نخلہ مین ذات عراق کے اوپر
تھی لوگون نے اسکی اوپر مکان بنایا تھا اور اوسمین سے آواز سنا کرتے تھے ہشام کہتے
ہین کہ میرے باپ نے ابو صالح سے اور اوسنے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عزّیٰ ایک
بھتی تھی بطن نخلہ مین تین درخت ببول پر رہا کرتی تھی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مکہ معظمہ کو فتح کیا تو حضرت خالد بن ولید رض کو ارشاد فرمایا کہ بطن نخلہ مین جاؤ تمکو وہان
تین درخت ملینگے اونمین سے پہلے کو کاٹ ڈالنا اونہون نے تعمیل ارشاد کی اور وہان
آکر اول درخت کو کاٹ ڈالا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوئے
آپنے پوچھا کہ تمنے کچھہ دیکھا اونہون نے عرض کیا کہ کچھہ نہین آپنے فرمایا کہ اب دوسرے کو کاٹو
جب اُسکو بھی کاٹکر وہ واپس آئے تو آپنے پوچھا کہ تمنے کچھہ دیکھا عرض کیا کہ نہین آپنے ارشاد
فرمایا کہ تیسرے کو کاٹ ڈالو وہ تشریف لیگئے اور دیکھا کہ ایک حبشن بال بکھیرے اور ہاتھہ
سونڈھی پر رکھے دانت بجاتی ہے اور اوسکی پیچھے اوسکا خادم ہے حضرت خالد بن ولید رض
نے فرمایا کہ مین تجکو نہین مانتا تو پاک نہین مینے دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے تجکو ذلیل کیا
پھر ایک ضرب ماری کہ اوسکا سر چیر دیا پھر جو دیکھا تو وہ کویلہ ہوگئی پھر درخت کو کاٹا
اور خادم کو مار ڈالا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین آکر ماجرا عرض کیا

فقال تلك العزى ولن تعبد ابدا فلما افتتح رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم مكة قال ألا تريحني من العزى فركب خالد فانطلق حتى
اتى بطن نخلة فاتى العزى وكانوا يهدون لها ويجتمعون عندها
ويعكفون عليها وهي التي يقول الله تعالى أفرأيتم اللات والعزى
ومناة الثالثة الأخرى فلما اتاها خالد كانت على رأسها شيطانة
ناشرة شعرها واضعة يديها على منكبيها تنضرب بنابها وتخمشها
فقال لها خالد كفرانك لا سبحانك اني رأيت الله قد اهانك
فضربها بالسيف فقطعها نصفين ثم مضى حتى اتى النبي صلى الله
عليه وآله وسلم فقال هل رأيت شيئا قال لا قال فانك لم تصنع
شيئا فاقتل ان كنت رجلا قال فعضل الثانية فلما دنا منها
قال لها مثل ما قال لصاحبتها فقال كفرانك لا سبحانك اني
رأيت الله قد اهانك فضربها بالسيف فقطعها نصفين ثم اتى
النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال هل رأيت شيئا قال
لا قال فانك لم تصنع شيئا فاقتل ان كنت رجلا قال فعضل
الثالثة فلما دنا منها قال لها مثل ما قال لصاحبتها فقال
كفرانك لا سبحانك اني رأيت الله قد اهانك فضربها بالسيف
فاذا هي جبشية

آپنے فرمایا کہ یہہ عزی تھی اسکے بعد عرب والون کے لئے کوئی عزی نہین ہشام
کہتے ہین کہ قریش کے لئے کعبہ کے اندر اور اوسکے گرد اور بہت سے بت تھے اور اُن
سب مین بڑا اُنکے نزدیک ہبل تھا اور مین نے ایسا سُنا ہی کہ وہ سرخ عقیق کا بنا ہوا
انسان کی صورت داہنا ہاتھہ ٹوٹا ہوا تھا اور عرب کو ایسا ہی ملا تھا انہون نے اوکا
ہاتھہ سونیکا بنایا اور جسنے اوسکو اوّل کھڑا کیا تھا وہ خزیمہ بن مدرک بن الیاس
بن مضر تھا اور یہہ خانہ کعبہ کے اندر تھا اور اوسکے سامنے تیر تھے اونمین سے ایک مین
صریح لکھا ہوا تھا اور دوسرے مین ملصق لوگون کو جب کسی لڑکے مین شک
ہوتا تو ہبل کے واسطے قربانی کرتے پھر تیر مارتے اگر صریح نکلتا تو لڑکے کو ملا لیتے
اور اگر ملصق نکلتا تو اوسکو ٹالدیتے اور اگر کسی کام مین جھگڑتے یا سفر کا ارادہ
کرتے تو اوسکے پاس جاتے اور تیر سے اوسکے سامنے بانٹی ڈالتے اور یہہ وہی بت تھا
جسکو احد کی لڑائی مین ابوسفیان نے کہا تھا کہ اُعلُ ہبل اور اوسکے جواب مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اوسکو کہدو کہ اللہ اعلیٰ واجل — اور اونکے
بت اساف اور نائلہ تھی یہہ دونو مرد اور عورت تھی جنہون نے خانہ کعبہ مین زنا کیا تھا
اللہ تعالیٰ نے اونکو پتھر بنا دیا تھا وہ دونو بیت اللہ کے پاس اسلئے رکھی گئی تھی کہ
اونسے لوگ نصیحت پکڑین جب وہ مدت تک رہی اور دوسرے بت پوجے گئے وہ دونون بھی

پوجی گئی اور بہت سی بت دوس کے اور بنی حارث اور قضاعہ اور مزینہ اور طی اور خولان کے
تھی اور ایک بت بنی ملکان کا تھا جسکا نام سعد تھا اور بنی ملکان کے ایک شخص کو اوسکا عجیب
قصہ ہوا کہ اوس شخص نے اُسکی طرف قصد کیا اوسکا اونٹ اوسکی پاس سے ہر طرف بھاگنے لگا
اوسنے غصہ ہوکر اوس بت کے ایک پتھر مارا اور یہ قطعہ پڑھا **قطعہ**

سعد کی پاس ہم آئی تھی کہ ہو جمعیت	کر دیا اوسنے پریشان نہ کبھی ہو وہ نیک
نہ بلاتا ہی ہدایت پہ نہ گمراہی پر	ہی تنوفہ کی زمین مین وہ فقط پتھر ایک

اور ایک بت عمرو بن حمومہ کا تھا جسکو اوسکے گھر مین لوگون نے رکھا تھا جب اوسکی
قوم کے کچھ لوگ مسلمان ہوگئے تو رات کو اوس بت کو اوٹھا کر نجاست کی جگہ مین
ڈالدیتے عمرو اوسکو ڈھونڈھتا پھرے ہو کر خوشبو لگاتا جب رات ہوتی اور سوتا تو پھر لوگ
کچھ ویسی ہی حرکت کرتے ایک رات عمرو نے اوسکی گردن مین تلوار ڈالدی اور کہا کہ اگر
تجھ مین کچھ خوبی ہی تو اس تلوار سے روکنا جب اندھیرا ہوا تو لوگ اوسپر دوڑ پڑے
اور تلوار اوسکی گردن مین سے نکال لی پھر ایک مرا ہوا کتا لیکر اوسکو اوس بت کی ساتھہ
ایک رسی مین باندھکر ایک کنوئین مین ڈالدیا جب عمرو نے بت کو دیکھا کہ اپنے آپ کو نہین
بچا سکتا تو یہی موجب اوسکے مسلمان ہونیکا ہوا اور اسبا بمین اوسنے یہ کہا
کہتا ہون مین نہ قسم سے جو تو ہوتا معبود چاہیے تھا تو کنوئین مین پڑا ہوتا تو کتے کی ساتھ
آخر بیتون تک جو اوسنے کہی ہین

فصل اور بت پرستی مین جو شیطان مشرکون سی کہلیتا ہی تو اوسکی بہت سی سببین ہین
ہر ایک قوم سی اُنکی عقل کے موافق کہلیتا ہی پس ایک جماعت کو تو مردونکی تعظیم کی
جہت سی جنکی صورتین اونکی قبرونپر بنا رکہی ہین بتونکی پرستش کیطرف بلایا اور اسی
جہت سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن لوگونکو جو قبرونپر مسجدین بناوین اور
چراغ جلاوین لعنت فرمائی اور قبرونپر نماز پڑہنی سی منع فرمایا اور اپنے رب پاک سی
درخواست کی کہ میری قبر کو بت مت بنانا جسکی عبادت کیجاوی اور اپنی امت کو
اسبات سی منع فرمایا کہ آپکی قبر کو عید ٹہہراوین اور ارشاد فرمایا کہ سخت ہوا غصہ
الہ تعالی کا ایسی قوم پر جنہون نے اپنے نبیونکی قبر کو مسجد بنایا اور حکم کیا قبرون کے
برابر کرنے اور تصویرون کے مٹانیکا مگر مشرکون نے یا تو جہالت سی یا توحید والونکی عناد
کے جہت سی آپکا خلاف ہی اُن سب امور مین کیا اور عوام مشرکونپر تو یہی رجہ غالب ہے
لیکن اونکی خاص لوگون نے بتونکو اسلئے مقرر کیا ہی کہ وہ کہتے ہین کہ یہ بت اُن ستارونکی
صورتونپر ہین جو اُنکی عقیدہ مین عالم مین تاثیر کرتے ہین اور اونکی مکان اور خادم مقرر کیے ہین
اونمین سی ایک مکان پہاڑ کی چوٹی پر اصفہان مین ہی اور تین مکان صنعا مین تہے اونکو
کسی مشرک نے زہرہ کے نام سی بنوایا تہا حضرت عثمان بن عفان رضی نے اونکو اجاڑ ڈالا
اور اُنمین سی ایک مکان تہا جسکو بادشاہ قالوس نے آفتاب کی نام پر شہر فرغانہ مین

بنایا تہا اوسکو معتصم باللہ نے خراب کردیا اور اس قسم مین سب قومون سی سخت تر ہنود ہین یحیی بن بشر نے کہا ہی کہ ہنود کے طریق کو ایک شخص نے ایجاد کیا جسکو بہرمن کہتی ہین اور اونکی لیئی بت بنائی اور اُن بتونکی مکانات مین سب سی بڑا مکان سندہ کے شہرون مین سی ایک شہر مین مقرر کیا اور اوسمین آنکا سب سی بڑا بت رکہا اور یہہ لوگ کہتی ہین کہ وہ بت بڑی مہولا کیصورت پر ہی اور یہہ شہر حجاج کے عہد مین مفتوح ہوا مسلمانون نے اُس بت کا اکہاڑنا چاہا اونسی کہا گیا کہ اگر تم اوسکو چہوڑ دوگے تو جو کچہہ یہان مال جمع ہوا کرتا ہی اوسمین سی ہم تمکو تہائی مقرر کرینگے عبد الملک نے اوسکے چہوڑنیکا حکم دیا اور ہنود اوسکی زیارت کو مقدار دو ہزار فرسخ سی آتے ہین اور جو شخص اوسکی زیارت کو آوی اوسکو ضرور ہی کہ اپنی ساتہہ جسقدر ہوسکی نقدی سوسی لیکر دسہزار تک لاوی اور وہان جو بڑا صندوق ہی اوسمین ڈالدی اور اس مذہب والے مشرک صابئین ہین اور یہی لوگ ہین کہ شرک کی باطل کرنیمین اونسی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مناظرہ کیا تہا اور اپنی علم سی انکی حجت توڑدی تہی اور ہاتہہ سی اونکے بت توڑدئے تہے اور یہہ مذہب پرانا ہی اور اس مذہب کے لوگ بہت فرقے ہین ایک وہ ہین کہ آفتاب کو پوجتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ایک فرشتہ ہی کہ نفس اور عقل رکہتا ہی اور وہ چاند اور ستارون کے نور کی اصل ہی اور نیچے کی موجودات سب اُس سی ہین

اور اوسکے لئے ایک بت بنایا جسکی ماتمہ مین ایک جواہر آگ کے رنگ کا ہی اور اوسکا
ایک خاص مکان ہی جسکی واسطے بہت سی گانون اور زمینین وقف ہین اور اوسکی
بہت سی خادم اور دربان ہین لوگ اوس مکان مین آتے ہین اور عبادت کرتے
ہین اور شفا مانگتے ہین اور جب سورج نکلتا ہی تو سب کے سب اوسکو سجدہ کرتے
ہین اسیطرح جب غروب ہوتا ہی یا ٹھیک دوپہر ہوتا ہی تب سجدہ کرتے ہین اور
یہین وجہ ان وقتونمین شیطان سورج سی ملا رہتا ہی تا کہ مشرکون کی عبادت
اور سجدہ اوسکی لئے ہو اور اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان وقتونمین
نماز پڑہنی سی منع فرمایا۔ اور ایک اور جماعت ہی جسنے چاند کیواسطے ایک بت بنایا ہی
اور کہتے ہین کہ دونیکے عالم کا تدبیر کرنیوالا ہی۔ اور بعضے اونمین سی اون بتونکی
پرستش کرتے ہین جنکو ستارونکی صورت اور اپنے زعم مین اونکی روحانیت کی شکل
پر بنایا ہی اور اگر تمکو اسپر اطلاع پانیکا قصد ہو تو کتاب سر المکتوم فی مخاطبۃ النجوم
مین جو ابن خطیب رازی کیطرف منسوب ہی دیکھو اوس سے تمکو بتون کے پوجنی کا بھید اور
اوس عبادت کی کیفیت اور شرطین معلوم ہو جاوینگی اور بتون کی عبادت کے
اسباب مین سی یہہ بھی ہی کہ شیطان بتون کے اندر گھسکر لوگون سی گفتگو کرتی
ہین اور بعضی غائب باتین اونکو بتاتی ہین تو جاہل لوگ گمان کرتے ہین کہ خود بت بولتا ہی اور اونمین سی عاقل

یہہ کہتے ہین کہ اجرام علوی کی روحانیت ہی اور یہہ لوگ زمین کے باشندون مین اکثر ہین اور
اسی نظر سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی صحبت کو پہنچا ہی کہ دو وقت کی ارسال ہزار
مین سی نوسو ننانوے ہین **فصل** اور بتون کی عبادت کا سبب ایک یہہ ہی کہ مخلوق کے
باہین مبالغہ کرنا اور اوسکی رتبہ سی زیادہ مرتبہ دینا یہانتک کہ اوسکے لئے ایک حصہ معبود ہونیکا
مقرر کیا جاوی اور خدا تعالی کے ساتھہ مشابہت دیجاوی اور یہہ وہی مشابہت ہی
جسکو اللہ تعالی نے باطل فرمایا اور اوسکی انکار کیواسطی اور ایسی لوگونپر رد کرنیکی لئے
اپنے رسولونکو بھیجا غرضکہ اللہ تعالی نفی کرتا ہی اور منع فرماتا ہی اس سی کہ اوسکی غیر کو
اوسکا مثل اور مشابہ کیا جاوی نہ یہہ کہ اوسکو خود اوسکی غیر سی تشبیہ دیجاوے کیونکہ ان مشہور قومون
مین کوئی قوم ایسی نہین جسنے خدا تعالی کو اوسکی مخلوقات مین سی کسی چیز کی مثل ٹھہرایا ہو
بلکہ شرک والون کی جماعت مین مشہور مبالغہ اوس شخص کی شان مین جسکی تعظیم کرتے ہین یہہ ہی
کہ اوسکو خالق کے ساتھہ تشبیہ دیتے ہین بلکہ اوسیکو خود خدا اور معبود ٹھہراتے ہین جس سی خوف
رجا کیجاتی ہی اور ہر ایک مشرک اپنے خدا اور معبود کو اللہ تعالی سی تشبیہ دیتا ہی گو سب جہون
سی اوسکو تشبیہ خدا سی نہین دیتا یہانتک کہ جو لوگ خدا کو نقصان اور عیبون سی موصوف کہتے ہین مثلا کہتے ہین
کہ خدا فقیر ہی اور اوسکا ہاتھہ بند ہی اور جب اوسنے عالم کی بنا مین سی فراغت پائی تو آرام کیا اور جو لوگ اوسکی لڑکا
اور جورو بتاتے ہین اونکا قصد یہہ نہین ہوتا کہ مخلوق کو اسباب مین اصل ٹھہراوین اور رسیواسطے الہ پاک کو ان اوصاف سی وصف کرنا باطل ہی

اسواسطے کہ یہہ اوصاف تو خود اپنے آپ نقصان اور عیب ہین ان اوصاف کی
خدا تعالی کے موصوف ہونیکا باطل ہونا اسوجہ سے نہین کہ یہہ امر تشبیہ اور تمثیل کی
پس خدا تعالی سے ان اوصاف کے نفی کرنے مین اثبات پر توقف نہوگا کہ تشبیہ کا نہونا
ثابت کیا جاوے جیسے بعض باطل کلام والے کہتے ہین یعنی اونہون نے تصریح کی ہے کہ کوئی
دلیل عقلی خدا تعالی سے نقصان اور عیب اٹھانیکی نہین اس سے جو نقصان اور عیب
کی نفی کرتے ہین تو صرف اسیطرح سے کہ نقصان اور عیب سے مشابہت دینی اور مثل کا
ثبوت لازم آتا ہے اور اس تقریر والون سے جب ہم لوگ کہ خدا تعالی کہ ان اوصاف
سے موصوف بتاتے ہین یہہ کہتے ہین کہ ہم ان اوصافکو خدا تعالی مین ایسی طرح ثابت
کرتے ہین کہ اوسکی مخلوق انمین اوسکی مثل نہو پس ہم جو اوسکے لئے قدیر اور وجود
اور بچہ ثابت کرتے ہین اسطرح کہ اوسمین اوسکی مخلوق مشابہ نہو جیسے ہم اسکے لئے علم و قدرت
اور زندگی اور سننا اور دیکھنا ایسا بتاتے ہین جنمین اسکی مخلوق مشابہ نہین پس ہمارا
کہنا اور تمہارا کہنا خدا تعالی کے لئے کوئی چیز ثابت کرنمین برابر ہے تو اس سے ہمارا
قول باطل نہو سکیگا اور مناظرہ مین برابر ہونگے کیونکہ کلام والون نے اون سے یہہ کہا
کہ خدا تعالی سے نقصان و عیب برطرف ہونیکے لئے کوئی دلیل عقلی قائم نہین ہوتی اوسکا
نہونا صرف تشبیہ اور تمثیل کے لازم آنے کی جہت سے ہے اور اوسکے لئے صفات ایسی

ثابت کیے جسمین تشبیہ نہ لازم آوے۔ اور طرفانی نے اُنکی جوابمین کہا کہ ہم بھی یہی
کہتے ہین تو اب اول فریق کو کوئی جواب نرہا اور جب اول فریق کے بعض لوگون نے
جانا کہ یہہ اعتراض ہمپر ضرور ہی پڑیگا تو اونہون نے دلیل اجماع کیطرف گریز کی اور کہا
کہ ہمنے تو نقصان اور عیب کو خدا تعالی سے اجماع کی دلیل سے نفی کیا ہے اور اون کے
عندیہ مین یہے کہ اجماع کی دلیلین ظنی ہوتی ہین یقین کو مفید نہین ہوتی اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک یقین اور علم کامل اسبات پر نہین کہ خدا تعالی نقصانون
اور عیب سے مبرا ہے۔ اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ الہہ پاک کا نقصان اور عیب سے پاک
کرنا واجب بذات خود ہے جیسے صفات کمال اور حمد کا ثابت کرنا واجب بذاتہ ہے اور یہی
بات عقلون اور سرشتون اور تمام کتب الہی مین ہر چیز سے ظاہر تر ہے اور عجیب بات یہہ ہے
کہ یہ لوگ (جو بات خود بخود معلوم ہے کہ پیغمبر اوسکو لائے ہین اور الہہ تعالی کو اوس سے
موصوف کیا ہے اور عقلین اور سرشتین اور دلیلین اسپر دلالت کرتی ہین) اُسکی طرف
جھکے اور اوسکی نفی کی اور کہا کہ اوسکا ثابت کرنا مستلزم خدا تعالی کے جسم ثابت
کرنے اور مشابہت دینے کا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جس چیز کو وہ خدا تعالی کے لئے ثابت کرتے
ہین اور جسکو اوس سے دور کرتے ہین اُنمین انکا قدم نہین جما اور ایسی بات کیطرف جو
خود بخود اور سرشتون اور عقلون اور تمام کتب الہی سے ثابت ہے یعنی اللہ تعالی کا پاک کرنا

نقصانون اور عیب سے اوسکی طرف آئی اور یہہ کہا کہ عقلی دلیلون مین کوئی نہین جو نقصان
و عیب کو خدا تعالی سے دور کرے بلکہ جن دلیلون سے تشبیہ دور ہوتی ہے اونہین سے اسکو
بھی ہم دور کرتے ہین اس سے بڑھکر رسوائی دوسری نہین - بلکہ حقیقت یہہ ہے کہ یہہ عیب
اور نقصان اوسکی کمال مقدس کے خلاف ہین اور وہ ذات پاک اونکی ضدون اور
ہر طرح سے مخالف چیزون سے موصوف ہے اور ان نقصانون کا ہونا عقلون کے نزدیک
تشبیہ کی نسبت کہ ظاہر تر اور زیادہ کھلا ہوا ہے اور ہو بھی نہین سکتا کہ ان نقصانونکو
خدا تعالی کے لئے ایسطرح ثابت کیا جاوے کہ اونمین اوسکی مخلوق اوسکی مشابہ ہو -
اور مقصود یہہ ہے کہ امتیون مین کوئی ایسی نہین ہوئی جسنے خدا تعالی کو اوسکی مخلوق کے مشابہ
کیا ہو اور مخلوق کو اصل ٹہہراکر پھر خدا تعالی کو اوسکی ساتھہ تشبیہ دی ہو بلکہ تمثیل اور
تشبیہ اسطرح امتون مین ہوئی ہے کہ اپنے بتون اور معبودون کو خدا ہونے مین خدا تعالی
کے ساتھہ تشبیہ دی ہے اور یہہ تشبیہ بتون کی پرستش مین اصل ہے اہل کلام نے
اس تشبیہ سے اور اوسکی باطل کرنے سے تو روگردانی کی اور اپنی توجہ کو خدا تعالی کی
مشابہت خلق کے ساتھہ انکار کرنیکی طرف مصروف کیا جسکی قائل کوئی امت
نہین معلوم ہوئی اور اوسمین یہانتک مبالغہ کیا کہ خدا تعالی سے صفات کمال کی بھی
نفی کردی - اور یہہ مقام بہت ہی ضروری اور مفید ہے اور فرق بتاتا ہے درمیان اس چیز کے جس سے یہہ

خود اپنی ذات کو بری فرمایا اور جو لوگ مشرک مشابہت دینے والی اور خدا تعالے کے
ساتھہ اوسکی مخلوق کو برابر کرنیوالے ہین اونکو اوس سے مذمت کی اور درمیان اسبات
کے جسکو فرقہ جہمیہ جو خدا تعالی کو صفات کمال سے عاری بتاتے ہین نفی کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ قرآن اوسپر دلالت کرتا ہے حالانکہ قرآن مجید اسبات سے پر ہے کہ مخلوقات
مین مشابہت اور مثل رب کی ہونا باطل ہے غرضکہ قرآن سے مقصود یہی بات ہے کہ جس
عقیدہ پر شرک کرنیوالے اور تشبیہ دینے والے خدا تعالی کے ساتھہ اوسکی غیر کو
برابر کرنیوالے ہین وہ عقیدہ باطل ہے اللہ تعالی فرماتا ہے فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَّ
سو نہ ٹھہراؤ اللہ کے برابر کوئی اور تم
أَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا یعنی ان لوگون کے
جانتے کہو
اور بعضے لوگ ہین جو ٹھہراتے ہین اللہ کی برابر اوروں کو
مخلوق کو خالق کے مثل ٹھہرایا اسلئے کہ ند کی معنی مشابہ کی ہین یہہ بولتے ہین کہ فلان شخص
فلان کا ند اور ندید ہے یعنی اوسکا مثل اور مشابہ ہے اور انہین معنون مین حسان رض کے شعر مین
ند کا لفظ آیا ہے جسکا مضمون یہہ ہے ؎ کیا اسکی بدی کرتا ہے جسکا تو نہین مثل ؎ تم دونون سے
بہتر یہہ ہو قربان جو مویدتر ؎ اور اسی سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد اوس شخص کو
جسنے آپ سے یہہ عرض کیا کہ جو اللہ تعالے چاہا اور آپ نے چاہا آپنے فرمایا کہ کیا تو نے مجھکو خدا کا ند ٹھہرایا اور جریر کے شعر مین
اور ندید دونون انہین معنون مین آیا ہے اوسکا ترجمہ یہہ ہے ؎ تم بنا چاہتے ہو میرے مثل ؎ کب تم مثل جناب الٰہی کے
اور اللہ تعظیم فرماتا ہے فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْأَمْثَالَ آسمین سے منع کیا کہ خدا تعالے کے لئے اوسکی مخلوق سے کوئی مثل بناؤ
سو مت بناؤ اللہ پر کسی کو مثل ۱۲

اس سی منع نہین کیا کہ خود اللہ تعالی کو اوسکی مخلوق کی مثل بتاوین کیونکہ اسکا قائل
کوئی نہین سب لوگونکی نظر وہین خدا تعالی اس امر سی بڑا اور اعظم اور اکبر ہی مگر تشبیہ
دینوالے مشرک جسکی تعظیم کرتے ہین اوسکی باہین یہ کرتے ہین کہ اوسکو خالق سے
تشبیہ دیتے ہین اور اللہ تعالی تمام خلق کے سبونہین سبات سی بڑا ہی کہ اوسکی غیر کو اصل
ٹہہراوین پہر اوسکو اوسکی غیر سی تشبیہ دین اسلیے کہ جو شخص اوسکو اوسکی غیر سی تشبیہ دیتا
ہے وہ حال سی خالی نہین یا تو اوسکی تعظیم کی قصد سی نہین تب تو اس تشبیہ سی اوسکی
تعظیم نہوگی کیونکہ سب بڑونکی بڑکو ایسی چیز کی تشبیہ دی جو اوس سی کمتر ہی بلکہ عظمت اور
بڑائی مین مشبہ اور مشبہ بہ مین کچھ نسبت نہین اور کوئی عاقل ایسا نہین کیا کرتا یا تشبیہ
سی خدا تعالی کو گھٹانا منظور ہی تو اوسکو ناقصون اور بڑون سی تشبیہ دی ہوتی نہ کاملون
اور فاضلون سی مخصوص ہے اور اسی سی ہی اللہ تعالی کا فرمانا وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ یعنی نہین
اوسکی جوڑ کا کوئی اور یہہ نکہا کہ نہین ہی وہ کسیکے جوڑ کا اور اسیطرح اللہ تعالے کا
ارشاد لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اس سی اسبات کی نفی مقصود ہی کہ کوئی اوسکے
ساتھہ شریک یا معبود ہو جو عبادت اور تعظیم کا مستحق ہو یہہ مقصود نہین کہ اوسکی صفات
کمال اور خلق کی اوپر بڑا ہونا اور اپنی کتابونکو تلفظ کرنا اور رسولون سی کلام کرنا اور
ایمانداروں کا اوسکو اپنی آنکھہ سی علانیہ دیکھنا جیسے آفتاب و ماہتاب کہلی آسمان

معلوم ہوتے ہین یہہ سب باتین نفی ہون اسلئے اللہ تعالی نے اس قول کو ان
مشرکون کے رد کرنیکے مضمون مین ذکر فرمایا ہی جنہون نے اوسکی سوا اوسکے
ولی بنا رکھے ہین چنانچہ فرمایا وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ
اور جنہون نے پکڑے ہین اوسکے سوا دوست اللہ کو
حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ
نگہبان ہے اوپر انکے اور نہین تو اوپر انکے کارساز اور اسیطرح اوتارا ہمنے تجھپر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سناوے
أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ
بڑی گانون کو اور اوسکے آس پاس والون کو اور خبر سناوے جمع ہونیکے دن کی جسمین کچھ شک نہین ایک فرقہ بہشت مین اور ایک فرقہ آگ مین
وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمُونَ
اور اگر چاہتا اللہ تو ہوتے لوگون کو گرنا ایک ہی امت پر ولیکن داخل کرتا ہی جسکو چاہی اپنی مہر مین اور گنہگار جو ہین
مَا لَهُم مِّن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ
اونکا کوئی نہین رفیق نہ مددگار کیا اونہون نے پکڑے ہین اوسکے سوا دوست سو اللہ ہی دوست ہی اور وہی جلاتا ہی مردون کو
وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ
اور وہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکھتا ہی اور جس بات مین جو کچھ تمنے اختلاف کیا ہی تو تم لوگ کوئی چیز ہو اوسکی حکومتی ہی اللہ کیطرف وہ اللہ ہی میرا رب اوسپر
تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ
مین بھروسہ کیا اور اوسکی طرف میری رجوع ہی بنانیوالا آسمانون کا اور زمین کا بنا دی تمکو تم ہی مین سے جوڑے اور جوڑے
الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ
مین سے چوپایون کے جوڑے پھیلاتا ہی تمکو اسمین نہین اوسکی مانند کوئی چیز اور وہی ہی سننا دیکھنا
تامل کرو کہ اس نفی کو توحید کے ثابت کرنے اور اس بات کے باطل کرنے
کے لئے جسپر شرک والے ہین کیسی ذکر فرمایا یعنی وہ لوگ جو اپنے معبودون اور
دوستونکو خدا تعالی کے ساتھہ تشبیہ دیتے تھے یہانتک کہ اونکی عبادت کرتے تھے
اوسکو باطل کرنیکے لئے لیس کمثلہ شی فرمایا پھر تحریف کرنیوالون نے اوسکو بدلدیا اور
خدا تعالی کی صفات کمال کی نفی مین اور اوسکے نامون اور افعال کی حقیقتونکی

نہونے مین اوسکو اپنی سپر بنایا فصل اور شیطان کے داد اور کھیل سی ہی جو آتش پرستی
سی کھیلتا ہی کہ اونہون نے آگ کو اپنا خدا اور معبود ٹہرایا اور بعضی کہتے ہین کہ آتش پرستی
قابیل کے عہد سی ہی کہ اوسنے جب اپنے بھائی ہابیل کو مارا اور حضرت آدم علیہ السلام
اپنے باپ کی خوف سی بھاگ گیا تو ابلیس نے اوسکے پاس آکر کہا کہ ہابیل کی جو قربانی
قبول ہوئی اور اوسکو آگ کہا گئی اوسکی وجہ یہ تہی کہ ہابیل اوسکی خدمت اور عبادت
کیا کرتا تہا تو بہی آگ کو قائم کر کہ تیرے لئے اور تیری بعد کے لئے مفید ہو اوسنے آگ کا
ایک مکان بنایا تو اول وہی ہوا جسنے آگ کو قائم کر کے اوسکی پرستش کی اور یہہ
مذہب مجوس مین چلا گیا اونہون نے آگ کیواسطے بہت سی مکانات بنائی اور وقف اور
خادم اور دربان مقرر کئے اور ایک لحظہ کو اوسکو نہ بجہنے دیا چنانچہ ایک مکان اوسکو افریدون
نے طوس مین بنایا اور دوسرا بخارا مین اور بہمن نے اوسکے لئے ایک مکان
سجستان مین بنایا اور ابو قباد نے ایک مکان بخارا کے اطراف مین بنایا اور آتش پرست
آگ کو مٹی پر فضیلت دیتے ہین اور ابلیس کی رای کو صواب کہتے ہین اور بشار بن برد نے اس
مذہب کی تائید اپنے قصیدہ مین اس شعر سی کی ہی ؎ زمین نیچی ہی کالی اور تاریک ہی اور آگ
جب سی کہ پیدا ہوئی ہی ہے معبود — آتش پرست کہتے ہین کہ آگ سب عناصر سی زیادہ
جلد گہیرتی ہی اور اوسکا جرم بڑا ہی مکانین وسیع تر اور جوہر مین لطیف اور جسم مین لطیف زیادہ ہی

اور عالم مین ہونا اوسیکی وجہ سے ہی اور بڑہنا اور بستگی اوسیکی ملو سے ہی اور اوسمین سے
بعضون کو آتش پرستی اس درجہ کو پہنچا دیتی ہی کہ اپنی جانون کو اوسپر قربان کرتی
ہین اسطرح کہ ایک شخص خود آتا ہی یا اپنی لڑکیکو لاتا ہی اور اچھی کپڑی اور زیور پہناتا ہی
اور عمدہ سواری پر سوار کرتا ہی اور گرد اوسکی باجے اور ڈھول ہوتے ہین اور آگ کیطرف
دلہن کے سنگار سے بھی زیادہ کرکے بھیجا جاتا ہی یہانتک کہ جب وہ آگ کے سامنے پہنچتی ہے
تو اپنے آپ کو آگ مین ڈالدیتا ہی اور موجود شخص اوسکی لئے دعا کا غل مچاتے ہین اور اوسکی
فعل کا رشک کرتے ہین تھوڑی ہی دیر دور ہتا ہی کہ اتنے مین شیطان اوسکی صورت
بنکر لوگون کے سامنے آتا ہی کہ سر سے پا تک اوسمین فرق نہین دیکھتے وہ اون لوگون کو اس
دین پر مضبوط رہنے کی وصیت کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مجھکو آگ کی ذرا تکلیف نہین ہوئی
کہڑا جنت اور آرام مین چلا گیا **فصل** اور ایک جماعت اور ہے جو پانی کی
پرستش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ہر ایک چیز کی جڑ ہے اور
ہر ایک پیدایش اور بڑہنا اور پاکی اور آبادی اوسی سے ہے اور
کوئی کام ایسا نہین جس مین پانی کی حاجت نہو۔ اور جانورون
کی پرستش کرنیوالون سے شیطان نے بازی کی کہ بعضون نے
تو گھوڑے کو پوجا اور بعضون نے گاے کو اور بعضون نے آدمیون نیکوان اور مردون کو

اور بعضی قوم سے اسنے یہہ کہیل کیا کہ انہون نے درخت کی پرستش کی اور ایک جماعت
کو کہیل مین لگایا تو اونہون نے جنونکی پرستش کی جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے
ویوم نحشرہم جمیعا ثم نقول للملائکۃ اہؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک
اور جسدن کہ جمع کرینگے ہم اونہون سب کو پھر کہینگے فرشتون کو کیا یہہ لوگ تمکو پوجتے تھے
انت ولینا من دونہم بل کانوا یعبدون الجن اکثرہم بہم مؤمنون اور فرمایا
تو ہمارا ہی انکی طرف نہین ہے بلکہ جنون کو یہ پوجتے تھے اکثر انمین سے جنون پر یقین کرتے ہین
الم اعہد الیکم یا بنی آدم الا تعبدوا الشیطان انہ لکم عدو مبین وان اعبدونی
کیا نہین کہا تھا تمکو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجو شیطان کو وہ تمہارا دشمن ہے کھلا اور یہہ کہ پوجو مجھکو
ہذا صراط مستقیم اور فرمایا ویوم نحشرہم جمیعا یا معشر الجن قد استکثرتم من
یہی راہ سیدھی اور جسدن کہ جمع کرینگے اونہین سب کو اے جماعت جنون کی بہت پکڑ لیا تم نے
الانس وقال اولیاؤہم من الانس ربنا استمتع بعضنا ببعض وبلغنا اجلنا الذی
اور بولے اونکے دوست آدمیون مین سے اے رب ہمارے کام لگا ہم مین ایک نے دوسرے سے اور پہونچے ہم اپنی
اجلت لنا قال النار مثوکم خالدین فیہا الا ما شاء اللہ ان ربک حکیم علیم
جو تو نے ہمارا ٹھہرایا تھا فرمایا آگ ہے تمہارا ٹھکانہ ہمیشہ رہوگے اوسمین مگر جو چاہے اللہ بیشک رب تیرا حکمت والا ہے خبردار
اس سے یہہ غرض ہے کہ تم اونکی گمراہ کرنے اور بہکانیکے باعث سے زیادہ ہو گئی
حضرت ابن عباسؓ اور مجاہد اور حسنؒ فرماتے ہین کہ جنون سے کہا جاویگا کہ
تمنے بہت سے انسانونکو گمراہ کیا تو اسبات کا جواب انسانون مین جو جنون کے
دوستدار ہونگے اس قول سے دینگے کہ ربنا استمتع بعضنا ببعض اس سے انکی مراد
یہہ ہے کہ ہم مین سے ایک قسم دوسری سے نفع اٹھاتی ہے تو جنونکا نفع لینا انسانون
سے تو یہہ ہے کہ انسان اونکی حکمونکی طاعت کرتے ہین یعنی کفر اور بدکاری اور
نافرمانی بجا لاتی ہین کہ اکثر غرض جنونکی انسانون سے یہی ہے اور انسانونکا نفع اٹھانا

جنون سے یہہ ہو کہ جنّات آدمیونکی اعانت خدا تعالی کی نافرمانی اور اوسکے ساتھہ شرک کرنے مین کرتے ہین اور جنّا اُنسی بن سکتا ہو ان باتونکو انسانونکی سامنے زینت دیتے ہین اور اُنسی سے مدد مانگواتے ہین اور انکی اکثر حاجتین پوری کرتے ہین اور جادو اور منتر وغیرہ سے اُن سے خدمت لیتے ہین غرضکہ انسان تو جنونکی اطاعت شرک اور بدی کی باتونمین کرتے ہین جو جنونکو اچھی معلوم ہوتی ہین اور جن انسانونکی طاعت اُن امور مین کرتے ہین جو انسانونکو خوش لگین یعنی تاثیرون اور بعض غیب کی خبرین بتا دینی ہین پس ان دونو فریقونمین ہر ایک دوسرے سے نفع لیتا ہی اور یہہ آیت شیطانی حال والون یعنی جھوٹے صوفیون وغیرہ کی بھی حسب حال ہی جو اپنی کشف اور تاثیرات شیطانی ظاہر کرکے جاہلون کے عندیہ مین خدا تعالی کے ولی بنتے ہین حالانکہ وہ شیطان کے ولی ہین جیسے جاہل فریب مین آکر خدا تعالی کی دشمنون سے محبت کرتا ہی اور جو لوگ اوسکے دوست ہین اور اوسکی طریق کے پیرواون سے عداوت کرتا ہی

فصل اور ایک لوگونکی لئے فرشتونکی عبادت اچھی کر دکھائی اور فرقہ ثنویہ سے جو بازی کی تو وہ نور کو عبادت کرنے لگے اور کہا کہ بنانیوالے دو ہین خیر کا بنانیوالا تو نور ہی اور بدی کا بنانیوالا اندھیرا اور اونکی قول نہایت درجہ کو بری اور مخالف ہین اور ان لوگونکے گلبہگ مجوس ہین کہ نور اور آگ اور پانی اور زمین کی تعظیم کرتے ہین

اور وہ چند مختلف فرقون صابیون سے شیطانکی بازی کا بیان یہ قوم بہت ہی اور
انکی دو قسمین ہین ایماندار اور کافر چنانچہ اللہ فرماتا ہے ان الذین امنوا والذین ہادوا والصابئون
والنصاریٰ من امن باللہ والیوم الآخر الخ اس آیت مین ان لوگون کو اون چارون
اور نصاری جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر ۱۲
قومون مین ذکر کیا جنمین ہر ایک کی دو قسمین ہین نجات پانیوالے اور ہلاک ہونیوالے
اور نیز اون لوگون کو اون چھ قومون مین بھی ذکر کیا جو بہیئت مجموعی دو طرح کے
ہین یعنی نجات پانیوالے اور ہلاک ہونیوالے چنانچہ فرمایا ان الذین آمنوا والذین
ہادوا والصابئین والنصاری والمجوس والذین اشرکوا ان اللہ یفصل بینہم
یوم القیامۃ اسمین ان دونو قومون کو بھی ذکر کیا جنکے پاس کتاب آسمانی نہین
اور وہ دو قسمون یعنی بدبخت اور نیکبخت مین منقسم نہین اور وہ دونو مجوس اور
مشرک ہین اس آیت فصل یعنی دوسری آیت مین بہشت کی وعدہ دینے کی یعنی پہلی
آیت مین اون کو ذکر نہین کیا اور صابیون کا ذکر دونو مین فرمایا اس سے معلوم ہوا
کہ اس فرقہ کے لوگونمین بعضے بدبخت ہین اور بعضے نیکبخت اور یہہ لوگ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی قوم اور اونکی دعوت والے ہین اور یہہ لوگ حران مین تھے جو صابیون کا گھر
ہے اور انکی دو قسمین تھین ایک صابی حق دوم صابی شرک والے اور مشرکونمین سے
بعضے ساتون ستارون اور بارہ برجونکی تعظیم کرتے ہین اور اپنے عبادتخانونمین اونکی تصویرین بناکر

اور اسیطرح اونکی یہان ستارون کے خاص دیول یعنی بڑے عبادت خانی ہین
جیسی نصاریٰ کے یہان گرجا اور یہود کے یہان معبد ہین اور اون ستارونکی اونکی
عبدیہ مین دعائین اور عبادتین مخصوص ہین اور اون ستارونکی تصویرین اپنے
دیولون مین کھینچتے ہین اور اونکے لئے خاص مورتین بناتے ہین اور قربانیان
ذبح کرتے ہین اور رات دن مین مسلمانون کی نمازونکی طرح اون ستارونکی
پانچ نمازین مقرر ہین اور کچھ گروہ اونمین سے ماہ رمضان کے روزے
رکھتے ہین اور قبلہ کی طرف کو نماز پڑہتے ہین اور مکہ معظمہ کی تعظیم کرتے
ہین اور اوسکے حج کے معتقد ہین اور مردار اور خون اور سور کے گوشت
کو حرام جانتے ہین اور شتو نمین سے نکاح کے باب مین اون کو حرام جانتے
ہین جنکو مسلمان حرام کہتے ہین اور اس مذہب پر کچھ لوگ دولت کے
اراکین مین سے بغداد مین تھے اونمین سے ہلال بن حسن الشابی
کچہری کا مالک اور بہت سے مشہور رسالون کا مولف ہے یہہ شخص
مسلمانون کے ساتھہ روزہ رکھتا اور عید کرتا اور زکوۃ دیتا اور
حرام چیزون کو حرام جانتا اور لوگ مسلمانون کے ساتھہ
اوسکے ملے رہنے سے تعجب رکھتے کہ اونکے دین مین نہین اور موافق رہتا ہے

اور اُنکی دین کی اصل اونکی قول کے بموجب ہی کہ وہ دنیا کے دینون کی باتین اور
مذہبت لیتی ہین اور اُنمین سی جو عقیدہ لوگونکا برا ہوتا ہی خواہ قول ہو یا عمل نکالدالتے
ہین اور اسی جہت سی اُنکا نام صابیہ ہوا یعنی نکلنی والا اسلیے کہ وہ ہر دین کے مجموعہ اور
تفصیل کے بموجب عبادت کرنے سی نکلکر اوس چیز کیطرف میل کرتے ہین جو اُنمین دین
مین حق بات سمجھتے ہین پھر اونمین سی بعض وہ ہین کہ مجمل نبوتونکا اقرار کرتے ہین اور
تفصیل مین توقف کرتے ہین اور بعض مجمل اور مفصل دونو کے مقر ہین اور بعض مجمل
اور مفصل دونون کے منکر ہین پھر اونمین سی مشرک کہتے ہین کہ ہمکو خدا تعالی کے
جلال تک بدون ذریعون کے پونہچنا ممکن نہین تو واجب ہی کہ ہم اوسکی طرف اُن
روحانیون سی تقرب کرین جو اوس سی قریب ہون اور وہ لوگ روحانی اور مقرب اور
سوا جسمانی سی پاک ہین تو وہی ہمارے رب اور معبود ہین پس ہم اپنے نفسونکو نہایت
طبیعی سی پاک اور اخلاق کو خواہشون تعصب والی کے علائق سی مہذب کرتے ہین
تاکہ ہم مین اور روحانیون مین مناسبت ہوجاوے اوسوقت ہم اپنی حاجت اُن سی مانگتے
ہین اور تمام اپنے کامونمین اونکی طرف میل کرتے ہین تو ہمارے نفسونکو لیاقت اور
بدون ذریعہ پیغمبرون کے حاصل ہوتی ہی بلکہ اوسی معدن سی ہم بھی لیتے ہین جہانسے
رسولون نے لیا اور یہہ بھی اُنکا قول ہی کہ انبیا نوع مین ہماری مثل ہین اور وہ

ہین ہماری شریک جو ہم کہاتے ہیتی ہین اوسیکو انبیا بہی کہاتے ہیتی ہین اور وہ
ہماری ہی طرح آدمی ہین ہمسی بڑہنا چاہتی ہین اور فرقہ اتحادیہ یعنی ابن عربی اور
ابن سبعین اور عفیف تلمسانی کے پیرو اور اونکی گروہ اس اپنی جماعت کے مرشد محمد
بن عربی کے قول کے سبب اس سے بہی زیادہ بات کے قائل ہوتی کہ ولی رسول کے
درجہ سی دو درجہ بڑہکر ہی اسلئی کہ ولی اُس معدن سی لیتا ہی جہان سی وہ فرشتہ
لیتا ہی جو رسول کیطرف وحی لاتا ہی اور اُنکی بہائی مشرکون نے اپنی نفسونکو اسبات کے
سیکہنے مین انبیا کی برابر ٹہہرایا تہا یہہ دعوی نہین کیا تہا کہ ہم انبیا سی اوپر ہین

فصل بیانمین شیطانکی بازی کے دہریونسے

دہریہ وہ فرقہ ہی کہ مصنوعات کو صانع سی معطل کہتی ہین یعنی اُنکا عقیدہ ہی کہ
مصنوعات کا کوئی صانع نہین وہ کہتی ہین کہ جو کچہہ خدا ہمارا حال بیان کرتا ہی وہ
یہی دنیا کی ہماری زندگی ہی کہ ہم مرتے ہین اور جیتی ہین اور زمانہ کے سوا ہمکو کوئی
ہلاک نہین کرتا اور دہریہ دو فرقے ہین ایک تو اسبات کی قائل ہین کہ خدا پاک نے
آسمانونکو بہت بڑی حرکت سی متحرک پیدا کیا جسپر وہ گردش مین آئی اور خود اپنے
صانع کو چکرا دیا اور اُنکی ضبط کرنے اور اُنکی حرکت کے روکنے پر قادر نہوا اور ایک
فرقہ وہ ہی کہ کہتی ہین کہ چیزونکا شروع یقیناً نہین صرف پوشیدگی سی ظہور مین آتی ہین

تو جو چیز بالقوہ ہوتی ہی جب فعل مین آتی ہی تو اشیاء مرکبہ اور بسیطہ موجود ہوجاتی
ہین خود اپنی ذات سے نہ اور کسی چیز سے اور کہتے ہین کہ عالم ہمیشہ سے رہا اور ہمیشہ کو
رہیگا نہ بدلتا ہی نہ ڈھیلا ہوتا ہی اور یہہ نہین ہوسکتا کہ پیدا کرنیوالا کوئی کام
کرے جو باطل اور منفعل ہوجاوے اور وہ خود اپنے فعل کے ساتھہ باطل اور منفعل نہو
اور یہہ عالم جتنے اجزا سے مین ہین اونکو تمامی ہوئی ہی - یہہ لوگ حقیقت مین معطل یعنی
خدا تعالی کے بیکار جاننے والے ہین اور یہہ بیکار کرنا سب معطلہ فرقون مین پھیل گیا ہی
گو بیکار کرنے مین اونکی رائین مختلف ہین جسطرح کہ شرک کا مرض تمام مشرکون کے
فرقون مین باوجود اونکے مذہبون کے اختلاف کے پھیل گیا ہے اور
جسطرح کہ نبوت کا انکار اون لوگون مین پھیلا ہے جو نبوت یا اوسکی ایک صفت
کے منکر ہین یا مجمل اوسکا اقرار کرتے ہین اور اوسکے مقصود کے منکر ہین اور
اس بیماری سے سوا رسول کی پیروون کے اور کسی نے نجات نہین پائی یہہ لوگ جس بات
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے اوسکی حقیقت جانتے ہین اور ظاہر و باطن مین
اوسیکو گرفت کرتے ہین نہ اوسکے سوا دوسری چیز کو غرضکہ شرکت اور تعطیل کا مرض
اور رسول کی مخالفت کا روگ اور جس چیز کو آپ لائے اوسکا یا اوسمین سے کسی چیز کا منکر
ہونا یہی منبع اور اصل ہر ایک شر اور خرابی کی جہانمین سے اسلئے کہ کوئی فرقہ الحاد والون اور باطل والون اور بدعت والون کا

ایسا نہین جسکا قول اور عقیدہ ان اصول سے یا اونکی بعض سے مشتق نہو ۵

تو اگر ان سے بچے تو بڑی مشکل سے بچے	ورنہ مجھکو ہی گمان تجھکو ہوگی نجات

فصل اور یہہ مصیبتین سب فیلسوفونکو عام نہین اسلیے کہ فلسفہ یعنی حکمت اپنی ذات سے
نہین جانتی فلسفہ کے معنی تو حکمت کی محبت کی ہین اور فیلسوف حکمت کے دوست
کو کہتی ہین مگر فیلسوف بہت سے لوگون کے عرف مین اوس شخص کے لیے خاص ہو گیا
ہے جو انبیا کے دین کے عقائد سے نکلکر جو بات اوسکی گمان مین صرف عقل کے
بموجب ہو اوسکا معتقد ہو جاوے اور اس سے بھی خاص یہہ ہے کہ پچھلے لوگون
کے عرف مین ارسطو کے پیروونکو فیلسوف کہتے ہین اور وہ وہ لوگ ہین جنکی طریق کو
ابن سینا نے ارستہ کیا اور فلسفہ کے فرقون مین سے یہہ فرقہ علیحدہ ہے یہانتک کہ بعض کہتے ہین
کہ حکما مین سے آسمانون کے قدیم ہونیکا سوا ارسطو کے اور اوسکی ساتھیون کے اور کوئی قائل نہیں ہوا
اور ارسطو سے پہلے سنہ آسمان کے حدوث کے اور صانع کی اثبات کی اور عالم سے اوسکی مخالف
ہونیکی قائل تھے اور یہہ صانع جہان کے اور آسمانون کے اوپر ہے اپنی ذات سے جیسی ابو الولید
رشد نے اپنی کتاب مناہج الادلہ مین لکھا ہے اور وہ شخص اپنی عہد مین ان لوگون کے
اقوال سب سے زیادہ جانتا تھا اور اوسمین جہت کرنے باب مین گفتگو نقل کی ہے۔ اور اس صفت
کا حال یہہ ہے کہ شریعت والے اوسکو شروع سے اللہ کیواسطے ثابت کرتے چلے آئے یہانتک کہ اسکی نفی معتزلہ نے کی

ایسا نہین جسکا قول اور عقیدہ ان اصول سے یا اونکی بعض سے مشتق نہو ۵

تو اگر ان سے بچے تو بڑی مشکل سے بچے	ورنہ مجھکو ہی گمان تجھکو ہوگی نجات

فصل اور یہہ مصیبتین سب فیلسوفونکو عام نہین اسلیے کہ فلسفہ یعنی حکمت اپنی ذات سے
نہین جانتی فلسفہ کے معنی تو حکمت کی محبت کی ہین اور فیلسوف حکمت کے دوست
کو کہتی ہین مگر فیلسوف بہت سے لوگون کے عرف مین اوس شخص کے لیے خاص ہو گیا
ہے جو انبیا کے دین کے عقائد سے نکلکر جو بات اوسکی گمان مین صرف عقل کے
بموجب ہو اوسکا معتقد ہو جاوے اور اس سے بھی خاص یہہ ہے کہ پچھلے لوگون
کے عرف مین ارسطو کے پیروونکو فیلسوف کہتے ہین اور وہ وہ لوگ ہین جنکی طریق کو
ابن سینا نے ارستہ کیا اور فلسفہ کے فرقون مین سے یہہ فرقہ علیحدہ ہے یہانتک کہ بعض کہتے ہین
کہ حکما مین سے آسمانون کے قدیم ہونیکا سوا ارسطو کے اور اوسکی ساتھیون کے اور کوئی قائل نہیں ہوا
اور ارسطو سے پہلے سنہ آسمان کے حدوث کے اور صانع کی اثبات کی اور عالم سے اوسکی مخالف
ہونیکی قائل تھے اور یہہ صانع جہان کے اور آسمانون کے اوپر ہے اپنی ذات سے جیسی ابو الولید
رشد نے اپنی کتاب مناہج الادلہ مین لکھا ہے اور وہ شخص اپنی عہد مین ان لوگون کے
اقوال سب سے زیادہ جانتا تھا اور اوسمین جہت کرنے باب مین گفتگو نقل کی ہے۔ اور اس صفت
کا حال یہہ ہے کہ شریعت والے اوسکو شروع سے اللہ کیواسطے ثابت کرتے چلے آئے یہانتک کہ اسکی نفی معتزلہ نے کی

پھر اُس صفت کی نفی پر اونکا اتباع پچھلے اشعریون نے کیا جیسا ابو المعالی اور جو اونکے
قول پر چلنے والا ہے یہانتک کہ اوسنے کہا ہی کہ شریعتین کل اسبات پر مبنی ہین کہ
خدا تعالی آسمان مین ہی اور آسمان ہی مین سی فرشتے نبیون پر وحی لیکر اُترتے ہین
اور آسمانون ہی سی کتابین اُتری ہین اور اونہی کی شریعتونکو معراج ہی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی ہوئی اور حکما کا سبکا اتفاق اِسپر ہی کہ اللہ تعالی اور فرشتے آسمانین
ہین جیسی شریعتین اِسپر متفق ہین پھر اوسنے اسباتکی تقریر عقل کے بموجب بیانکی ہی
پھر جس شبہہ کی باعث کہ جہمیہ نے اور اونکی موافقون نے جہت کا انکار کیا ہی اُسکے
باطل ہونیکو بیان کیا ہی حتی کہ کہا کہ اس تقریر سی ثمر پیدا ہوا کہ جہت کا ثابت کرنا
شرع اور عقل کی رو سی واجب ہی اور اونکا باطل کرنا شریعتونکا باطل کرنا ہی
— اور اونکے اراکین رسولونکی اور شریعتونکی تعظیم کرتے تھے اور اسباتکی معترف تھے
کہ جس باتکو رسول لائے ہین وہ عقل کے طور کے سوا ہے اور وہ لوگ الہیات مین کچھ
گفتگو نکرتے تھے اور اوسکی گفتگو کو رسولونپر حوالہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے
علوم صرف ریاضیات اور طبیعیات اور اونکی توابع ہین اور اصحاب مقالات
نے نقل کی ہی کہ اول جس شخص سی عالم کے قدیم ہونیکا قول مشہور ہوا وہ ارسطو
اور یہہ مشرک اور بت پرست تھا اور اوسنے الہیات مین تقریر کی ہی کہ بالکل غلط ہی

اوسکو مسلمانونکی بہت سی جماعتون نے رد کیا ہی یہانتک کہ جہمیہ اور معتزلہ اور
قدریہ اور رافضیہ اور حکماء اسلام نے سب نے رد کیا ہی اور ارسطو نے اسبات کا انکار
کیا ہی کہ خدا تعالی موجودات مین سے کسی چیز کو جانے اور کہا ہی کہ اگر وہ کسی چیز کو
جانیگا تو اپنی معلومات سے کامل ہوگا بذات خود کامل نہوگا اور معلومات کی تصور سے
اوسکو مستفاد لاحق ہوتی ہوگی اور اوسکی پیروی کی اُن لوگون نے جو اتباع رسولون
مین چھپے ہین حالانکہ وہ پیغمبرونکی لائی ہوئی تمام شریعت سے جدا ہین اور ارسطو کو
معلم اول کہتے ہین اسلئے کہ اول اُن لوگون کا ہی جنہون نے اونکی الہی منطقی تعلیمات بنا
اور ارسطو اور اوسکی تابعین کہتے ہین کہ منطق معانی کی ترازو ہی جیسی عروض شعرون
کی ترازو ہی اور اسلام کے نظر کرنیوالون نے اِس ترازو کی خرابی اور اوسکی کجی اور منہون
کے خبط کرنیکو بیان فرمایا اور اوسکو رد کرنے اور ساقط ہونیکی باب مین کتابین لکھین
اور سب سے چھپی اسبابمین شیخ الاسلام ابو العباس احمد ابن عبد الحلیم معروف بہ ابن تیمیہ نے
تصنیف کی ہی اونہون نے منطق کے رد و ابطال مین دو کتابین لکھی ہین جنمین اوسکا
مخالف ہونا اور ساقط ہونا اور بہت وضعونکی خرابی کو بیان کیا ہی اور اسبابمین مین نے
ایک کتاب ابو سعید سیرافی کی دیکھی ہی اور مقصود یہہ ہے کہ بلحاظ تدریج اسی معلم ارسطو کی
قدم پر چلی گئی یہانتک کہ نوبت اونکی معلم ابو نصر فارابی کی پونہچی اوسنے اونکے لئے

فقال رده علماء اهل الاسلام
وانكره ابن سينا
وانكر ان يعلم الله الشيء
من الموجودات وقال انه
ان علم شيئا تكمل بمعلوماته
وكان ناقصا بذاته
وتبعه على ذلك من تبعه
من اتباع الرسل
واتباعه ان المنطق
الخ
فساد هذا الميزان
وتخييطه الاذهان
فى رده وقطع
من اوضاعه
تصنيفا لابى سعيد السيرافى
ان المراد
فصل المعلم
فعلم ابو نصر الفارابى

تعلیمات مصوبہ بنائین جیسے معلم اوّل نے اونکے لئے تعلیمات حرفیہ بنائی تین پھر اس
معلم دوم نے فن منطق مین گفتگو کو وسعت دی ہی اور ارسطو کی حکمت کی تشریح کر کے
اوسکو آراستہ کیا ہی۔ اور ان لوگون کے نزدیک بموجب اوس تقریر کے جسکو
اونکے بھیلون مین سے افضل اور پیشوا نے لکھا ہی اور اوسکو رسولون پر مقدم
جانتے ہین یعنی ابو علی ابن سینا کے قول کے بموجب خدا تعالیٰ موجود مطلق بقید
اطلاق ہی اور اوسکو کوئی صفت ثبوتی جو اوسکے ساتھہ قائم ہو نہین اور وہ اپنے
اختیار سے کچھہ نہین کرتا نہ کسی چیز کو موجودات مین سے مطلق جانے نہ آسمانونکی گنتی
اور کوئی غائب چیز جانے نہ اوسکا کوئی کلام ہی جو اوسکے ساتھہ قائم ہو۔ اور
اور ظاہر ہی کہ یہہ ایک بات صرف خیال ذہن مین فرض کیا ہوا ہی جسکی کچھہ حقیقت نہین
یہ وہ پروردگار نہین جسکی طرف رسولون نے بلایا اور امتون نے اوسکو سچا جانا بلکہ وہ رب ہے جسکی
طرف ملحد بلاتے ہین اور اوسکو ماہیت سے علیحدہ اور ہر صفت ثبوتی اور فعل اختیاری سے
جدا بتاتے ہین اور یہہ کہ وہ نہ داخل عالم مین ہی نہ عالم سے خارج نہ اوس سے متصل نہ اوسکی
مخالف نہ اوسکی اوپر نہ اوسکی نیچے نہ اوسکے آگے نہ اوسکے پیچھے نہ اوسکی دائین نہ اوسکی
بائین اور ملحدونکا قول اونکے معلم ارسطو کی نسبت کو بہتر ہی اسلئے کہ اُنہون نے ایک واجب کو
ثابت کیا اور ایک ممکن ٹھہرایا کہ اوسکا معلول ہی اور جسطرح معلول علت سے صادر ہوتا ہی

اوسیطرح یہہ ممکن واجب سے صادر ہوتا ہی لیکن ارسطو نی واجب کو اسی نظر سے ثابت کیا ہی کہ
فقط وہ کثرت کا مبدا رعقلی اور آسمان کی حرکت کی علت غائی ہی اور تصریح کی ہی کہ وہ کچھہ نہیں کرتا
اور نہ اپنی اختیار سے کرتی اور وہ باتین جو اوسکی مذہب کی پچھلون کی کتابون مین پائی جاتی
ہین وہ ابن سینا کی بنائی ہوئی ہین کہ اوسنے اوسکی مذہب کو اپنی کوشش سے دین اسلام
سے قریب کردیا ہی اور جسقدر اوس سے بن سکا اوسکی غایت یہہ ہی کہ اوسکی مذہب کو فرقہ
جہمیہ غالی کے قول کی قریب کردیا۔ اور فرشتون پر ایمان کا حال یہہ ہی کہ وہ فرشتو کو
جانتی ہی نہین نہ اونپر ایمان لاوین بلکہ فرشتے اونکی نزدیک وہ نورانی شکلین ہین جنکا
تصور نہی کرلیا کرتا ہی اور وہ اونکی نزدیک عقلین ہین جنمین مادہ نہین نہ وہ عالم کے
اندر ہین نہ باہر نہ اوپر آسمانون کے ہین نہ نیچے نہ وہ ایسے وجود ہین جو حرکت کرین نہ اوپر
چڑہین نہ نیچے اترین نہ کچھہ بولین نہ بندون کے اعمال کو لکہین نہ اونکو کچھہ حس ہی نہ حرکت
اور بعض اوقات اونمین سے کچھہ لوگ اسلام کے قریب کرنیکو کہتے ہین کہ فرشتے بندہ مین کہ قوتین خیر کی
اور بزرگ ہین اور شیطان قوتین شر کی خراب ہین اور اسیطرح کتابونکا حال ہی کہ اونکی
نزدیک خدا تعالی کا کوئی کلام نہین جسکو فرشتہ کی ذریعہ سے اوتارا ہو اسلئے کہ اوسنے نہ کبھی
کچھہ کہا نہ کہی اور جو شخص اونمین سے مسلمانون کے قریب ہین کہتے ہین کہ کتابین اوترہی ہوئی
ایک فیض ہی جو عقل کارکن سے اوس نفس پر اوترتا ہی جو مستعد اور بزرگ اور صاف ہوتا ہے

وعلاج غائیتہ ہو کہ الفعال
فقط وصرح انہ لا یفعل
شیئا ولا ینعم بالخیر
ھذا ما ذکرہ ابن سینا
وانہ لا یعلم الجزئیات
ولا یعلم نفسہ
ولا یعلم الا الکلیات
ولا یعلم الا الکلیات
ولا یعلم الا الکلیات

پس ان باتونکا تصور نفس مین جماتا ہی اور گندھ جاتا ہی اسطرح کہ اونکو آواز اور خطاب
وہم کرلیتا ہی اور کبھی وہم قوی ہوجاتا ہی یہانتک کہ اونکو نورانی شکلین اپنے آپ سے
باہین کرتے دیکھتا ہی اور بعض اوقات وہم زور کرتا ہی یہانتک کہ بعض حاضرین کے
خیالمین آتا ہی تو وہ بھی ان شکلونکو دیکھکر اونکی گفتگو سنتے ہین اور خارج مین انمین سے
کسیکی کچھ تحقیقت نہین اور اونکے نزدیک نبوت کی تین خاصیتین ہین جو انکو کامل
حاصل کرلیتا ہی وہ نبی ہی اول قوت حدس کی اسطرح کہ حد اوسط کو جلد معلوم کرلے
دوسری قوت خیال کرنیکی اسطرح کہ اپنی نفس مین شکلون نورانی کو اپنے آپ سے بولتے
خیال کرے اور اونسے اونکی گفتگو سنے اور دوسرے کے خیالمین اونکو لاوے تیسری
قوت تاثیر کی عالم کے مادہ مین اور جسہ باتین اونکے نزدیک نفس کے خیالی ہونیسے علائق سے
اور عقلون اور نفسون مجردہ سے اونکے متصل ہونیکے باعث ہوا کرتی ہین اور جسمیہ
خاصیتین حاصل کرنیسے ہوجایا کرتی ہین اور اسیوجہ سے جو شخص ان لوگونمین سے متوفی
ہوا اونسے نبوت کی طلب کی جیسے ابن سبعین اور ابن ہود اور اونکی مانند اور نبوت
ان لوگونکے نزدیک ایک پیشہ ہی مثل سیاست کے اور انمین سے اکثر لوگ اتنی ہی پر خوش
نہین ہوتے بلکہ کہتے ہین کہ فلسفہ خاص لوگونکی نبوت ہی اور نبوت عام لوگونکی حکمت ہی اور حیات
کردن پر ایمان کا یہہ حال ہی کہ وہ آسمانونکی چرخی اور ستارونکی بکھرنے اور بدلونکی قیامت کا اقرار

نہین کرتے نہ اسبات کا اقرار کرین کہ اللہ تعالی نے آسمانون اور زمین کو
چھہ روز مین پیدا کیا اور اس عالم کو نیستی کے بعد ایجاد کیا غرضکہ اونکے
نزدیک نہ مبدا ہی نہ معاد ہی **فصل** اور فیلسوف کسی امت کے ساتھہ خاص نہین
اگرچہ لوگون نے جنکے مقالات کی نقل کرنے کی مشقت آپہنچی ہی وہ یونان کے
حکما ہین اور وہ ایک قوم ہی کہ اونکی ایک سلطنت ہی اور اونکی علما اون کے
فیلسوف ہین اور اونکی بادشاہون مین سے سکندر مقدونیہ والا فیلقوس کا بیٹا تھا
یہہ شخص سکندر ذوالقرنین نہین جو مردِ نیکبخت موحد تھا اور اوسکی خبر قرآن مین
خدا تعالی نے دی ہی ان دونو سکندرون مین بہت سی قرنونکا فاصلہ ہے یہہ
سکندر مقدونیہ والا مشرک تھا وہ خود اور اوسکی تمام رعیت بت پرستی
کرتی تھی اور اوسکی اور حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیان زمانہ بقدر سولہ سو
برسکے تھا اور ارسطاطالیس اوسکا وزیر تھا اور یہہ وہی سکندر ہی جو دارا کے بیٹے فارس
کے بادشاہ سے لڑا اور اوسکی تخت کو لوٹ دیا اور جماعت کو پریشان کیا پھر
وہ چین اور ہند اور ترک کی شہر ونمین گیا اور اوسکی عہد مین یونانیونکو بہت اوسکی
وزیر ارسطو کے عزت اور رتبہ تھا اور اہنین لوگونمین سقراط ایکشاگرد فیثاغورس
کا پیدا ہوا ایسا شخص اونکی عابدون اور خدا پرستونمین تھا اور بت پرستی کی باتمین

اوسنے علانیہ مخالفت کی اور حجتون اور برہانون سے بت پرستی کے باطل کرنیکے لئے
اوسکا مقابلہ کیا اوسپر عوام کھڑے ہوگئے بادشاہ کو مجبوری اوسکا قتل کرڈالنا پڑا
مگر اوسکو قید خانہ مین بھیجدیا تاکہ عوام کو اوس سے علحدہ رکھے پھر مشرک بدون اوسکی
قتل کے خوش نہوے اسلئے بادشاہ نے اوسکو زہر دلوادیا بعد اسکے کہ اوسمین اور لوگونمین
خوب تقریرین لنبی چوڑی ہوئین اسیطرح افلاطون توحید مین اور بت پرستی کے انکار
کرنے اور عالم کے حدوث ثابت کرنیمین مشہور تہا اور یہہ شخص سقراط کا شاگرد تہا جب
سقراط مرگیا تو یہہ اوسکی جگہہ ہوا مگر اپنی قوم کے سامنے کبہی اونکی بات رد کی نہ اونکے
معبود کو برا کہا اسلئے وہ لوگ اوس سے خاموش رہے اور ملحدون کی نوبت ابن سینا تک آئی
اور یہہ شخص اپنے حال سے خود خبر دیتا ہے کہ مین اور میرا باپ دونو حاکم کی دعوت والونمین سے
ہین غرضکہ یہہ شخص باطنی قرمطیونمین سے تہا جو مبدا اور معاد پر ایمان نہین رکہتے
اور شیعہ ہونے اور اہل بیت کیطرف منسوب ہونیسے جیب جاتے تہے اور در پردہ الحاد رکہتے
تہے اور اہل علم اور ایمان کو قتل کرڈالتے تہے اور الحاد والون کو چہوڑدیتے تہے اور
اونہین کے زمانہ مین اور اونکے خاص لوگون کے اخوان الصفا کے رسالے
ہین اور جب نوبت شرک کے مددگار طوسی پر پہنچی جو ملحدونکا وزیر تہا اوسنے
رسول کی پیروی کرنیوالون سے خوب اپنے دل کی پہپہولے پھوڑے اور اونکو تلوار پر رکہا

اور حافظون اور قاضیون اور فقہا اور محدثین کو مار ڈالا اور فیلسوفون اور نجومیون
اور جادوگرون کو باقی رکھا اور مسجدونکی خیرات اونکو دلوادی اور اپنی کتابون میں
عالم کے قدیم ہونے اور آخرت کے باطل ہونے اور رب پاک کی صفات مثل علم و قدرت
وغیرہ کے انکار کرنیکی تائید کی اور ملحدون کے واسطے مدرسے بنوائے اور ملحدون کے
پیشوا ابن سینا کی کتاب اشارات کو قرآن کی جگہہ کرنا چاہا مگر اسپر قادر نہوا اور
یہہ کہا کہ اشارات خاص لوگون کا قرآن ہی اور قرآن عوام کا قرآن ہی اور
نماز زکا بدلنا اور روزہ نمازین کر دینا چاہا مگر یہہ مطلب اوسکا پورا نہوا اور انجام
کو اوسنے جادو سیکھا اور ان لوگونمین خدا تعالی کو بیکار جانا فرعون کے وقت
سے چھپا ہوا تھا یہانتک کہ اللہ تعالی نے اپنے بندے اور رسول حضرت مسیح علیہ السلام کو
بھیجا آپ نے اوسکے واسطے دین کو از سر نو تازہ کیا اور اوسکی نشانیان بتائین اور
اونکو خدا ہ واحد کی عبادت کیطرف بلایا لوگون نے اونکے ساتھہ عداوت کی
اور جھٹلایا اور اونکو اور اونکی ماکو بڑی تہمتین لگائین اور اونکی مار ڈالنے کا
قصد کیا اللہ تعالی نے آپ کو اپنے پاس اوٹھالیا اور اون لوگون سے آپ کو پاک
کیا پھر اللہ تعالی نے آپ کے انصار کو قائم کیا اور اونکا معاملہ تین سو برس کے
قریب درستی پر رہا پھر حضرت عیسی علیہ السلام کے دین نے بدلنا شروع کیا

یہانتک کہ نصاریٰ کے ہاتھوین اس سی کچہہ نرہا حتی کہ اونکی مجمع اس غرض سے ہوتے ہی کہ ایکدیں پر متفق ہوجاوین مگر اختلاف پر اور ایکدوسرے کو برا کہنی اور باطل اعتقادات پر علیحدہ ہوتے ہی اور حضرت عیسیٰ کے دین مین سی کچہہ کچہہ باتین باقی ہین مثل ختنہ کرنے اور ناپاکی سی نہانے اور شنبہ کی تعظیم کرنی اور سور کی حرمت کو اور اون چیزونکی حرمت کو جو توریت نی حرام کی ہین بجز اُن امور کی جنکی حلت کی اوسمین تصریح ہوگئی ہی اور بعد کو معاملہ اسیطرح ہا یہانتک کہ لوگون نے سور کو حلال کرلیا اور شنبہ کو حلال جانا اور اسکی عوضمین یکشنبہ کو کرلیا اور ختنہ کرنا اور ناپاکی سی نہانا چہوڑدیا اور حضرت عیسیٰ مسیح المقدس کیطرف کو نماز پڑہا کرتے ہی نصاریٰ نے پورب طرف کو پھر گئی اور آپنے صلیب کی کبہی تعظیم نکی تہی جیسی انہون نے اوسکی تعظیم اور عبادت کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبہی انکا سا روزہ نرکہا اور انکا روزہ ایک مہینا چاند کا پورا تہا ان لوگون نے اِس عدد پر روزہی بڑہا کر اوسکو بہار کی موسم مین بدل لیا اور اس جایز کی مہینو نکو رومی مہینون سی بدلنی کی عوضمین روزونکی عدد کی زیادتی کو ٹہرایا اور یہہ لوگ بجا ستونمین بہری ہوتے ہین حالانکہ حضرت عیسیٰ نہایت پاکی مین ہی اور انکا مقصود اس سی یہودیونکی مخالفت ہی اور فلسفہ والون

اور بت پرستونکی طرف نزدیکی کی اسطرح کہ بعض باتونمین اونکی موافق ہوی تاکہ یہودیونمین
اُن سی مدد لین اور حاصل اونکے عقیدہ کا جسپر اکثر ونکا اتفاق اونکے بادشاہ
قسطنطین کے جمع کرنیسے ہوا ہی وہ ہے جو عنقریب مذکور ہوتا ہی اور اس جمع
ہونیکا سبب یہ تہا کہ اسکندریہ کے بطریق نے اریوش کو گرجا مین جانے سے
منع کیا اور بُرا کہا اریوش قسطنطین کے پاس گیا کہ بطریق کی تعدی کی اُس سے
شکایت کری اور اوسکے سامنے اوس سی بحث کری بادشاہ نے اوس سی کہا
کہ تو اپنی قول کا بیان کر اوسنی کہا کہ مین یہہ کہتا ہون کہ باپ جب تہا تب بیٹا
نہ تہا پہر بیٹا پیدا ہوا تو وہ اوسکا کلمہ ہوا مگر وہ نو پیدا ہے پہر باپ نے اوسکو
کام سپرد کر دیا تو آہ آسمانون اور زمین کا اور اونکی بیچ کی چیزونکا پیدا
کرنے والا وہی ہوا جیسا اوسنی اپنی انجیل مین فرمایا کہ بیٹے نے کہا کہ
مجکو حکومت آسمان اور زمین پر دیگئی ہے تو وہی اُن دونو کا پیدا کرنیوالا
ہوا اِس جہت سے کہ اوسکو یہہ امر عطا ہوا پہرہ کلمہ بعد کو مریم عذرا یعنی پاکیزہ
اور روح القدس سے ملکر ایک ہوگیا اور وہی ایک مسیح بنگیا تو مسیح
کے اب دو معنی ہین ایک کلمہ اور ایک جسم مگر وہ دونو
مخلوق ہین بطریق سکندریہ والے نے کہا کہ

فقال ان ابن الاب کان اذا کان الاب ولا ابن فکان
ثم احدث الابن فکان بجملته لا الاتة
محل تفرقة لان الابن ذاك الاب فکان
هو خالق السمٰوات والارض وما بینهما
کما قال فی بختیال اذ یقول وهب لک
علی السماء والارض فکان هو الخالق
بما اعطی من ذلك سلطان
ذلك الکلمة تجسد من
ثم ولد من روح
القدس فصار ذکرا انیسا
وانما اقنوم ابن مسیح
کلمة وجسد لا اقنومان
مخلوقان فقال بطریق الاسکندریة

میرے نزدیک ان دونو مین سے ہمپر عبادت کسکی زیادہ تر واجب ہے
جسنے ہمکو پیدا کیا اوسکی یا جسنے ہمکو پیدا نہین کیا اوسکی اریوش نے کہا کہ
اوسکی عبادت واجب ہی جسنے ہمکو پیدا کیا بطریق نے کہا کہ تو بیٹے کی پرستش
جسنے ہمکو پیدا کیا اور وہ مخلوق ہے وہ ہمپر باپ کی عبادت سے زیادہ
واجب ہی حالانکہ باپ پیدا کیا ہوا نہین بلکہ باپ کی عبادت جو پیدا کرنیوالا
ہے کفر گنی جاوی ہی اور بیٹے کی عبادت جو مخلوق ہے ایمان ہووی یہہ
قول بطریق اور اوسکے ساتھیونکا بادشاہ اور حاضرون کو اچھا
معلوم ہوا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اریوش کو اور جو اوسکا قول کہی اوسکو
لعنت کرین پس جب بطریق غالب ہوا تو بادشاہ سے کہا کہ بطریقون اور
پادریون کو جمع کرو تاکہ ہمارا مجمع ہو اور اوسمین ہم دین کی شرح کرین
قسطنطین نے تمام اطراف سے انکو جمع کیا تو اوسکی پاس ایک برس اور دو مہینے کی بعد دو ہزار
اڑتالیس پادری اکٹھی ہوئی اور یہہ سب جدا جدا آئے اور مختلف دین مین تھے
جب اکٹھی ہوئی تو بہت شاشور ہوا تین سو اٹھارہ پادری اونمین سے ایک رای پر
متفق ہوئی اور باقی پادریون سے مناظرہ کرکے اون پر غالب ہوئے ان
تین سو کے لئے بادشاہ نے ایک مجلس خاص منعقد کی اور خود بیچ مین بیٹھا

اور اپنی انگوٹھی اور تلوار اور چھڑی لیکر اونکو دی اور اونسے کہا کہ مین نے تمکو
سلطنت پر اختیار دیا جسمین تمہاری دین کا انتظام ہو وہ بات کرو سب نے اس
باب مین اوسی پر اتفاق کیا اور اسکی تلوار اوسکے گلے مین ڈالدی اور کہا کہ
دین نصرانی ہونیکو پشتی دے اور اُس سے برائی کو دور کر اور جو امانت کہ سب نے
بالاتفاق ملکر بنائی تھی وہ اوسکے حوالہ کی کہ اونکے نزدیک جو اوسکا اقرار نہین
کرتا نصرانی نہین ہوتا اور نہ کوئی قربانی بدون اوسکے پوری ہو اور
وہ یہہ ہے ایمان لاتے ہین ہم الٰہ اکیلے باپ پر جو ہر چیز کا مالک ہے
اور جو چیز ہم دیکھتے ہین اور نہین دیکھتے اوسکا بنانیوالا ہے اور اکیلے
رب یسوع خدا کے اکلوتے بیٹے سب خلق کے کنوارے پر جو تمام جہانون
سے پیشتر اپنے باپ سے پیدا ہوا اور بنایا ہوا نہین معبود برحق ہے معبود
برحق سے اپنے باپ کے جوہر سے اور جسکے ہاتھہ مین تمام جہان درست کیے
گئے اور ہر چیز کو پیدا کیا اور جو کہ ہم آدمیون کے گروہ کی خاطر اور ہماری
چھٹی کے لئے آسمان سے اُترا اور روح القدس سے جسم لیکر انسان بنگیا اور حمل مین رہا
پھر مریم بتول یعنے دنیا سے منقطع سے پیدا ہوا اور الم اور درد دیا گیا
اور مارا گیا اور سولی دیا گیا اور دفن کیا گیا اور تیسرے دن اوٹھکر

آسمانپر چڑھگیا اور اپنے باپ کی دائین جانب بیٹھا اور وہ دوسری دفعہ آنیکا
مستعد ہو کر زندون اور مردون مین فیصلہ کرے اور ہم ایمان لاتے ہین
روح القدس اکیلی سچی روح پر جسکی محبت کی روح اوسکے باپ سے پیدا ہوتی ہے اور
ایک محمودیت پر خطاؤنکی بخشش کیواسطے اور ایک جماعت پاک جا بلمقابلہ پر
اور اپنے بدنونکی قیامت پر اور دوسری زندگی پر ابدالاباد تک اور اسی
عقیدہ پر اور جو شخص اسمین اونکا مخالف ہو اوسکو برا کہنے پر سب کے سب
بادشاہ سے علحدہ ہوئے پھر اریوش جاکر اپنے قول پر لوگونکو بلاتا تھا
اور نصاریٰ کو اُن تین سو سے نفرت دلاتا تھا پس اپنے ساتھ ایک
بڑی جماعت اکٹھی کی اور بیت المقدس کو گیا جب اکٹھے ہوئے اریوش نے
کہا کہ ان لوگون نے مجھپر ظلم اور زیادتی کی اور جو لوگ اوس کے ساتھ
تھے بہت نے اوسکی موافقت کی مگر لوگ اوسپر گرے اور پیٹا یہانتک
کہ قریب ہوا کہ جان سے مارا جاوے پھر مجمع اول سے اٹھا دن
برس کے بعد اونکا تیسرا مجمع ہوا اوس مین وزیرون نے
اور سردارون نے جمع ہو کر بادشاہ سے کہا کہ لوگون کا
قول خراب ہو گیا اور اونپر قول اریوش کا غالب ہو گیا

بادشاہ نے پادریونکو جمع کیا اونمین سے ڈیڑھ سو پادری قسطنطنیہ مین
جمع ہوئی اور اریوش کے قول کو دیکھا تو اوسکی گفتگو مین سے ایک یہہ
تھی کہ روح القدس پیدا کیا ہوا بنایا ہوا ہے خدا نہین اسپر سکندریہ کے
بطریق نے کہا کہ ہمارے نزدیک روح القدس کے معنی بجز روح خدا کے
اور کچھہ نہین اور خدا تعالی کی روح بجز اوسکی زندگی کے اور کچھہ نہین پس اگر
ہم قایل ہون کہ روح القدس پیدا کی ہوئی ہی تو ہم اسکے قایل ہونگے کہ
خدا تعالی کی روح مخلوق ہے اور جب یہہ کہین گے کہ خدا کی روح
مخلوق ہے تو یہہ کہین گے کہ اوسکی زندگی مخلوق ہے اسکی یہہ معنی ہوئے
کہ ہم خدا تعالی کو زندہ نہ کہین اور جو کوئی اوسکو زندہ نہین کہتا وہ کافر ہی
اور جو کافر ہی اسپر لعنت کرنی واجب ہے سب نے اریوش اور اوسکے مرشدون اور
چیلونکو لعنت کی پھر اس مجمع کے اکاون برس بعد اونکا ایک چوتھا مجمع
قسطورس کے سامنے ہوا اور اسکا مذہب یہہ تہا کہ مریم علیہا السلام
خدا کی والدہ حقیقت مین نہین مگر وہان دو ہین ایک وہ معبود جو
باپ سے موجود ہے اور دوسرا وہ انسان جو مریم سے موجود
ہے اور یہہ انسان جسکو ہم مسیح کہتے ہین خدا کے بیٹے کے ساتھہ متحد ہی

باب ۱۲

عن ذکر معنی غایر حی وقت
فقال قلنا ان روح الله فقال قلنا ان روح الله مخلوق واذا قالوا
بجواله غایر حی فقل کفرون کفرتم
علیکم اللعن فلعنوا بجمعهم اریوش
وانیسکنه واتباعه لقولهم ان کان
رابع بعون لحمایی وخمسین سنة من
هذا المجمع علی قسطوس وکان مذهبه
ان مریم لیست بوالدة الاله
علی الحقیقة ولکن عمانوئیل
الاله الذی هو موجود
من الاب والانسان
الذی هو موجود
من مریم
انه المسیح

اور خدا کا بیٹا حقیقت مین بیٹا نہین بلکہ بر سبیل بزرگی اور دونا موں کے ایک ہونیکے
سبب یہہ خبر تمام شہرون کے بطریقونکو پونہچی وہ سب نسطورس کی غلطی ثابت
کرنے پر متفق ہوئے اور اُنمین آپسمین اسباب مین خطوط جاری ہوئے اور
سب نے اجتماع کرکے نسطورس کے پاس مناظرہ کی لئے قاصد بھیجا اوسنے مناظرہ
سے انکار کیا اور اوسپر لعنت کرنا واجب کیا جب اوسکو لعنت کی تو الفاکیہ
کا بطریق اسبات سے غصہ ہوا اور اوسنے اُن پادریونکو جو اوسکے ساتھہ آئے تھے
جمع کیا اور اونسے مناظرہ کیا اور اونکو بند کر دیا اور اُنہون نے لڑائی
کی اور اُنمین جنگ ہوئی پھر صلح ہوگئی اور نسطورس کے لعنت کرنیکو جاری کر دیا
اور اونکی مجمع ہمیشہ اسیطرحکی باتونپر ہوتے رہی اور جب اُنکی پہلون کا یہہ حال
ہو جنکا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے قریب تہا اور حکومت بہی اونکی پاس تہی تو اب پچھلونپر
کیا گمان کرتے ہو اور یہہ امت دو بڑی خرابیونکی مرتکب ہوئی جنسے کوئی عقل والا راضی
نہوگا ایک تو مخلوق کے ابمین اتنا مبالغہ کرنا کہ اوسکو شریک خالق کا ٹھہرا کر
اوسکا ٹکڑا اور دوسرا معبود اوسکو ساتھہ ٹھہرانا دوسری خالق کو گہٹانا اور
اوسکو گالی دینا اور بُری باتون کی تہمت اوس کو لگانی چنانچہ
کہتے ہین کہ اللہ تعالی عرش سے اوترا اور ایکعورت کی پیٹ جگاہ مین گیا

اور وہان نو مہینے ٹھہرا پھر بچہ دودھ پیتا نکلا یہانتک کہ یہہ نوبت ہوئی کہ
یہودیون نے اوسکے چپت لگائی اور صلیب پر چڑہایا خدا تعالی اونکی قول سے
بہت بڑا ہے اور اسباب مین انکا عذر قبول کی نسبت کرنی بھی بہت بڑا ہی اسلئے کہ
آنکا اصل عقیدہ یہہ ہے کہ پیغمبرونکی روحین حضرت آدم علیہ السلام کی خطا کے باعث
اوسوقت سے حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانہ تک دوزخ مین ابلیس کے محبس مین تھین اور
یہہ دستور تہا کہ جب کوئی آدم زاد مرتا تہا تو ابلیس اوسکے باپ کی گناہ کے عوض اوسکو
پکڑکے دوزخ مین قید کرتا تہا جب اللہ تعالی نے آنکو چہوڑانا چاہا تو ابلیس پر یہہ بہانہ
کیا کہ اپنی عظمت کی کرسی سے اُترکر مریم کے پیٹ مین چلا گیا یہانتک کہ پیدا ہوکر جوان
ہوا اور آدمی بنکر اپنے دشمنون یہود کو اپنے اوپر قادر کیا حتی کہ اونہون نے صلیب پر
چڑہاکر اوسکو مار ڈالا تو اوسنے اپنے انبیا اور رسولونکو خلاص کیا اور اُنپر اپنے نفس کو
فدا کیا بجز اُس شخص کے جو اوسکی سولی دی جانیکا منکر ہوا اسمین شک کرے اور کہے کہ
خدا تعالی اس سے بزرگتر ہی تو وہ شخص ابلیس کے قید خانہ مین عذاب پاجاویگا یہانتک
کہ اسباتکا اقرار کرے تو ان باتون سے اُنہون نے رب کو عاجز اور قدرت سے بیکار کردیا
کہ انبیا کو نہین چہڑا سکا اور اوسکی طرف ظلم کو منسوب کیا کہ باپ کے گناہ کے عوض مین
انبیا کو قید کیا اور اوس کی طرف وہ باتین نسبت کین جو مخلوق مین

سے بھی کسیکے شایان نہون خالق جلشانہ کا تو کیا ذکر ہے - اور وہ لوگ صلیب
کی تعظیم اسجہت سے کرتے ہین کہ اوسپر حضرت عیسی علیہ السلام اونکی عقیدہ مین چڑہائے
گئے تھے اور اگر اونکو عقل ہوتی تو صلیب تعظیم کے قابل نہ تھی بلکہ اونکی قول کے بموجب
ہونے پر مستحق جلانے اور ذلت کی تہی **فصل** اور اونکی راہب دین کسی بات پر
نہین اونکی امر کا مدار اسبات پر ہی کہ حیلون کے پہندی لگا دین اور عوام کی عقلین
اونمین پہنسا دین اور اونکی مال اڑا دین ایک حیلہ اونکا وہ ہی جسکو وہ اپنی
عید مین جسکا نام عید النور ہی بیت المقدس مین کرتے ہین کہ ایک گہر مین جمع
ہوتے ہین جسمین قندیل لٹکی ہوئی ہوتی ہے اور وہ روشن نہین ہوتی مگر جب
اونکے عالم انجیل پڑہتے ہین اور اپنی آوازین بلند کرتے ہین اور دعا مین
گڑگڑاتے ہین یکایک گہر کی چہت مین سے ایک آگ قندیل کی بتی پر گرتی
ہے جو چمک کر جل اوٹہتی ہے اوس وقت وہ لوگ ایکبارگی چیخ مارتے
ہین اور رونے اور چلانے لگتے ہین — ابو بکر طوسی نے ذکر کیا ہے
کہ بعض برسون مین یہہ خبر بیت المقدس کے حاکم کو جو اوس سال کے لئی
مقرر تہا اور اوسکو سلطان کہتے تہے پونہچی اوسنے اونکے بطریقون کو
حکم بہیجا کہ مین تمہاری پاس اس عید کے دن تمہاری قولکی تحقیقات کیواسطے آؤنگا

اگر سچا ہوا اور مجکو کوئی لاگ اوسمین ظاہر نہوئی تو مین تمکو مانونگا اور جان
بوجھکر اوسکی تعظیم کرونگا اور اگر عوام کے بہکانے کا طریق ہوا تو تمپر
وہ بلا ڈالونگا جسکو تم بُرا جانوگے یہہ حکم اُن لوگون پر نہایت شاق
ہوا اور حاکم سے درخواست کی کہ ایسا نہ کیجئے مگر اوسنے نمانا آخر کو بہت
سا مال دیا اوسنے لیکر اوسسے چشم پوشی کی طرطوسی کہتا ہے کہ یہہ
مین اسکندریہ مین ابو محمد بن اقدم سے ملا اوسنے مجھہ سے بیان کیا کہ یہہ لوگ
تانبے کا بہت پتلا تار لیکر اوس گھر کے برج کے بیچ مین قندیل کی
بتی کے سر تک رکھتے ہین اور اوسپر لبان کا تیل ملدیتے ہین اور
گھر مین اتنا اندھیرا ہوتا ہے کہ دیکھنے والے تانبے کا تار نہین
دیکھتے اور چونکہ اس گھر کی تعظیم کرتے ہین تو کسی کو اوسمین
جانے نہین دیتے اور برج کی چوٹی مین ایک آدمی ہوتا ہے
جب یہہ لوگ چیختے ہین اور دعا مانگتے ہین وہ اوپر کا شخص
تار سی پر تھوڑی سی رال کی آگ ڈال دیتا ہے وہ آگ
لبان کے تیل کے ساتھہ آکر بتی کو لگ جاتی ہے اور انکی
حیلون مین سے ایک یہہ ہے کہ روم کی ولایت مین متوکل کے عہد مین ایک گرجا تھا

فی یوم من الایام کشف الخ

خفیۃ کانوا یفعلون فان کان

فتح اور تار کہ وعظمہ بعلم

وان کان محرفا علی عوامہ

وقعت بالکفار فاتار فعل

وصعب ذلک علیہم فاجابوا انہ لا یفعل فابی فجاوہ

فاخذہ واعرض عنہم فقال الراہب

ثم بعث بابی محمد بن الاقدم فقال

فخذ شیئا ینعم لہم فاخذ ون خیطا دقیقا

بین ہنوانہ یدہن اللبان والبیت مظلم

فی راس القنیلۃ التی فی القبۃ

بیت لا یدخلہ الناظرون الخیط النحاس

وقد عظموا ذلک البیت ولا یمکنون

احد من دخولہ فوق راس القبۃ

رجل فاذا قسموا ودعوا الق

فعل ذلک الخیط النحاس شیئا

من نار الفتیلۃ فیحترق

ثم دہن اللبان حتی یلتہب

ومن المعلوم کہ

انہ کان بارض الروم فی

جب اوسکی عید کا دن ہوتا تو لوگ اوسکی زیارت کو آتے اور اوسمین ایک بت کے
پاس جمع ہوتے اور دیکھتے کہ اوس روز اوس بت کی چھاتی مین سے دودھ نکلتا ہی اور
اس روز خادم کے پاس بہت سا مال جمع ہو جایا کرتا تھا بادشاہ نے اوسکی تحقیقات
کی تو حقیقت حال اسطرح ظاہر ہوئی کہ متولی نے ایک سوراخ دیوار کی پیچھے سے اس بت
کی چھاتی تک کرکے اوسمین ایک رانگ کی نلی رکھکر اینٹ سے اوسکو درست کر دیا تھا
کہ اوسکا حال مخفی رہے اور لوگ جانین کہ یہ علامت اونکی قربانی کے قبول ہونیکی
خدا تعالی کیطرف سے ہی جب متوکل بادشاہ کو حقیقت حال کھلی تو خادم کی گردن
مارنے اور گرجاؤنمین صورتون کے مٹانیکا حکم دیا - اور عجیب باتین جو اس امت
سے واقع ہوئین اونمین سے ایک یہ ہی کہ اونہون نے اپنے روزون کے شروع
مین ایک ہفتہ کے روزے ہرقل بادشاہ بیت المقدس کے لیے بڑہائے اور یہ اسطرح
ہے کہ فارس والے جب بیت المقدس کے مالک ہوئے اور نصاریٰ کو قتل کیا اور
گرجاؤن کو ڈہایا تو یہودیون نے اونکی مدد کی اور بہت سے نصاریٰ کو اونکے
ساتھ ہوکر جان سے مار ڈالا بلکہ فارسیونکی نسبت کر اونکی خرابی یہودیون نے زیادہ
کی جب ہرقل چلا تو یہودیون نے بہت سے ہدیہ لیکر اوسکا استقبال کیا اور اوس سے درخواست کی
کہ ہمارے لیے ایک عہدنامہ لکھدو چنانچہ اوسنے ویسا ہی کیا جب وہ بیت المقدس مین داخل ہوا تو جو

نصاری بیت المقدس مین تھی اونھون نے اوسکی سامنی یہودیون کی حرکت کی
شکایت کی اوسنی کہا کہ تم مجھسی کیا چاہتی ہو اونھون نے کہا کہ اونکو قتل کر ہرقل نے
کہا کہ مین کسطرح اونکو قتل کرون مین تو عہد نامہ اونکی لکھ چکا ہون اور عہد کے
توڑنیکی خرابی تمکو معلوم ہی اونھون نے کہا کہ جب تو نے اونسی عہد کیا تھا تجھکو معلوم
تھا کہ اونھون نے نصاری کو قتل کیا اور گرجاؤن کو گرایا ہی اونکا قتل اللہ تعالے
کے نزدیک ہوتا ہی اور اس گناہ کو ہم تیری اوپر سی اوٹھائی لیتی ہین اور مسیح علیہ السلام
سی درخواست کرینگی کہ اس گناہ مین تجھکو مواخذہ نہ کری اور ہم تیری لئی ایک ہفتہ
کے روزی ان روزون کے شروع مین مقرر کئی دیتی ہین اور جب تک نصرانی ہونیگا
اون دنون مین ہم گوشت چھوڑ دینگی اور اس باب مین تمام اطراف کو ہم لکھدینگے
ہرقل نے اونکا کہنا مان لیا اور یہودیون کو بیت المقدس کے گرد اور جبل الخلیل
کے گرد اتنا مارا کہ اونکی کثرت شمار سی زائد ہی اور بیت المقدس والے
اور مصر والے اس ہفتہ کے روزی رکھتے ہین اور باقی اہل شام اور روم اون دنون مین
گوشت نہین کھاتے اور بدھ اور جمعہ کا روزہ رکھتی ہین اور شیطانکی بازی سی انمین
عیدین ہین کہ سب کی سب بنائی ہوئی اور اونکی تجویز سی نئی پیدا کی ہوئی ہین ایک
اونمین سی عید میکائیل ہی اوسکا سبب یہہ ہے کہ اسکندریہ مین

فتح مین نصاری کا فعال
یہود کو قتل کرنا
وکانت یہود فی مدی فاعانتھم
قال کیف اقتلھم وقد
حرمت علیھم
تعاھدون ما فی نقض العھد
فقالوا انک حین اعطیتھم
وھم کارھون لذلک فعلوا امین فعل النصاری
فی بیت المقدس وجبل الخلیل
ان لا تؤاخذھم بصومھا وتترک لھا کل
سنۃ
فی بیت المقدس وجبل الخلیل
ما دامت النصرانیۃ وتکون بذلک الی
تجمع الاقباط فیصومون
اھل بیت المقدس وجبل الخلیل
اھل مصر بصومون ذلک
اھل الشام والروم یترکون
اکل اللحم فیھا ویصومون
الاربوا والجمعۃ ومن
کانوا موضوعۃ فیھا
بالحجر فیھا عیدین میکائیل
سببہ انہ کان

ایک بت تہا اور سب مصر اور اسکندریہ والے اوسکی بڑی عید کیا کرتے
تھے ایک بطریق نے اوسکو توڑنا چاہا لوگون نے نمانا اوسنے تب یہہ
بہانہ کیا کہ یہ بت نہ فائدہ دیتا ہے نہ نقصان اگر تم یہہ عید اور قربانیان
میکائیل خدا کے فرشتے کیواسطے کرو تو وہ تمہاری سفارش خدا کے پاس
کریگا لوگون نے اوسکی اِسبات کو اور اپنے بت کے توڑنیکو مان لیا غرضکہ
اُسنے اُنکو ایک کفر سے دوسرے مین بدلدیا۔ اور اسیطرح عید صلیب ہے اور وہ
اونکی قولکے بموجب اُسوقت مین ہی جسمین عیسیٰ کی صلیب جسپر وہ چڑہائی
گئی تھے ظاہر ہوئی اور وہ پہلے پوشیدہ تہی یہودیون نے اوسکو خلیظ کی
جا مین رکہدیا تہا اِسنظر سے کہ نصاریٰ اوسکی پاس آتے جاتے تھے اور اُسکو
تبرک جانتے تھے اور اسباب مین وہ حکایت بیان کرتے ہین جسکی کچہہ اصل نہین
اور اوسکی خرابی پر مدت کے زیادہ ہونے کی جہت سے عقل حکم کرتی ہے
کہ لکڑی مٹی مین تین سو اٹہارہ برس نہین رہتی اس سے کمتر مدت ہی مین سڑجاتی
ہے اور نیز اور بُری باتون کی جہت سے جنپر اس حکایت کی تفصیل مشتمل
ہے اور شیطان کی بازی اونکے ساتہہ نماز کے اندر چند وجہون سے
ہے اول یہہ کہ اونمین سے اکثر کی نماز نجاست اور ناپاکی کے ساتہہ ہوتی ہے

اور حضرت عیسے علیہ السلام اس نماز سے بری ہین دوسرے یہہ
کہ اونکی نماز پورب طرف کو ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسے
علیہ السلام حضرت بیت المقدس کیطرف کو نماز پڑہتے تھے تیسرے یہہ
کہ نماز کے شروع کیوقت اپنی پیشانیون پر صلیب بناتے ہین **فصل**
امت غضبیہ سے شیطان کی بازی کے ذکر مین اللہ تعالی فرماتا ہے ✣

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ
بڑے مول خرید کیا اپنی جان کو کہ منکر ہوئے اللہ کے اتارے کلام سے اس ضد پر کہ اتارے اللہ
مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ اور فرمایا
اپنے فضل سے جس پر چاہے اپنے بندون مین سو کمالائے غصہ پر غصہ ۱۲

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ
تو کہہ مین تمکو بتاؤن ان مین کسکی بڑی جزا ہے اللہ کے ہان وہی جسکو اللہ نے لعنت کی اور اوسپر غضب
مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ اور فرمایا تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ہوا اور اُن مین بعضے بندر کئے اور سور ۱۲ تو دیکھے اونمین بہت لوگ رفیق ہوتے ہین کافرونکے
لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ
بڑی طیاری بھیجی ہے اپنے واسطے کہ اللہ کا غضب ہوا اونپر اور ہمیشہ وہ عذاب مین ہین ۱۲

اور خدا تعالی نے ہمکو امر فرمایا کہ اپنی نماز مین اس طرح کہین اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
چلا ہمکو راہ
الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ
سیدھی راہ اونکی جن پر تو نے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے ۱۲

اور جناب رسالت مآب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے

کہ یہودیون پر غصہ ہوا ہی اور نصاری گمراہ ہین عرضکہ اول بازی شیطان کی اونسی
یہ ہوئی کہ اونہون نے اپنی نبی کے عہد مین کہ انکی نجات پائی اور فرعون کے ڈوبنی کو
تھوڑی ہی دن ہوئے تہے جب ایک قوم کو دیکہا کہ اپنے بتون کے پاس بیٹہی تہین
یہ کہا کہ ہمارے واسطے ایک معبود بنا جیسے انکے معبود ہین پھر بچہڑے کی عبادت کرنی
باوجودیکہ جو کچہ عذاب مشرکون پر ہوا تہا اوسکو دیکہہ چکی تہی اور یہہ بہی دیکہہ لیا تہا
کہ اوس گوسالہ کا بنانیوالا اوسکو بناتا ہی اور ڈہالتا ہی اور آگ مین جلاتا ہی اور
ہتوڑی سے پیٹتا ہی اور سونہن سے اوسکو رگڑتا ہی اور اوسکو موسی علیہ السلام
کا معبود بہی ٹہہرادیا اور حضرت موسی علیہ السلام کو جانور کی عبادت کی طرف بلکہ
جانور ونمین سے نہایت کم سمجہہ جانور کی عبادت کی طرف منسوب کیا اور اونکی طرف
خطا کرنے اور خدا تعالے سے بہک جانی کو منسوب کیا اور کہا کہ ہذا الہکم وآلہ موسی
فنسی حضرت ابن عباس فرماتی ہین کہ نسی کے معنی یہ ہین کہ بہک گیا اور رستہ چوک گیا
اور ایک روایت مین اون سے یہ ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنے رب کی جستجو کو گئے مگر بہول
گئے اور اوسکی جگہہ بجائی اور سدی نے کہا ہی کہ اپنے معبود کو یہان چہوڑکر اوسکو ڈہونڈہنے گئے
اور محمد بن جریر کہتے ہین کہ اونکی بچہڑا بنانیکا سبب وہ روایت ہی جو ہمکو حضرت ابن عباس سے
پہنچی ہی اونہون نے فرمایا کہ جب فرعون دریا پر دوڑلایا تو ایک مشکی گہوڑی پر سوار تہا

ابہا ونسوا الآیۃ عباد ۃ العجل ہوان کان
وقولہ افلا یرون الا یرجع الیہم قولا
وقولہ فنسی قال ابن عباس ای ضل وانخطاہ الطریق
وفی روایۃ عنہ ذہب یطلب ربہ فضل
وہو یعلم مکانہ وقال السدی ای ترک ہہنا
ای ترک ہہنا وذہب یطلب ربہ وکان
سبب اتخاذہم العجل کما
حدثنا بہ محمد بن جریر قال حدثنا
ابن حمید قال حدثنا سلمۃ عن ابن اسحٰق
قال کما حدثنی بعض اہل العلم
وکان اول ما
وقع

وہ گھوڑا دریامین گھسنے سے ڈرا اوسکے لئے حضرت جبریل علیہ السلام ایک گھوڑی
سوار کی صورت بنکر پہلے دریامین گھس گئے جب گھوڑی نے گھوڑی کو دیکھا تو
اوسکے پیچھے گھس گیا کہتے ہین کہ سامری نے جبریل علیہ السلام کو پہچانلیا
اور ایک مٹھی اونکی گھوڑی کے پاونکے نشان سے سُم کی پنجے کی لی اور یہہ شخص گای کی
پوجا کرنیوالی لوگون مین سے تہا اسی لیئے گای کی پرستش کو اپنی جیمن اچہا جانتا تہا
اور بنی اسرائیل مین اسلام ظاہر کر رکہا تہا اور ایک بازی شیطان کی اوسنے اونکے نبی کی
زندگی مین وہ ہے جسکو اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہے کہ اونہون نے
یہہ کہا لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ یعنی دوبدو اور اسیطرح اپنی نبی سے کہنا کہ
اذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون اور بیت المقدس کے دروازہ مین
گہسنے کیوقت جس کلمہ کے کہنے کا اونکو حکم ہوا تہا اوسکو بدل ڈالنا اور سُرین کے بل
وہین داخل ہونا حالانکہ حکم یہہ ہوا تہا کہ اوہین سجدہ کرتے ہوئے داخل ہون اسیطرح توریت مین کے احکام کی
موجب عمل کرنا یہانتک کہ پہاڑ کو اونکے اوپر سایبان کیطرح اُٹہاکر کہڑا کر دیا گیا فصل اور شیطان کی
بازی ایک اون کے ساتہہ یہہ ہے کہ وہ لوگ جنگل مین تہے اوپر ابر نے سایہ کر رکہا
تہا اور من اور سلوے اون پر اوترتا تہا تو اس سے جی بہر گئے اور لہسن
اور پیاز اور مسور اور ساگ اور کہیرے کے مزہ کو یاد کر کے اُنکی درخواست کی

فہاب المحصان ان یقتص
فی البحر فتمثل لہ جبریل
علی فرس انثی فاقتحم
المحصان فتقحم خلفہ فاقتحم
وعرف السامری جبریل
فقبض قبضۃ من اثر فرسہ
السامری ہی عجل عابدہ
فلان فاظہر الاسلام فی بنی اسرائیل
وکان فاظہر الاسلام فی بنی اسرائیل
ومن تلاعب الشیطان بہم فی
اللہ فی کتابہ ہی قولہ
آی ہی
وکذلک
وقولہ
وقولہ
وقولہ

اور یہہ امر اسیجہت سے ہوا کہ اپنی نفسونکے واسطے اونکی پسند بُری تہی اور مفید
غذاؤنکا لحاظ کم کرکے مضر غذاؤنکی طرف مایل ہوئی جو بدن کا جز کمتر ہوتی ہین
اور ایک بازی اوسکی اونسے یہہ ہی کہ اُنکو یہہ سوجہا دیا کہ خدا تعالی پر شریعتون
کے نسخ کرنیمین بُرا کا دہی اور یہہ شیطانی شبہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت
کے انکار کرنیکی سپر تہی اور اس شبہہ کی تقریرون کی کہ نسخ کرنا بدا کا مستلزم ہے
اور وہ الہہ تعالے پر محال ہی اور اللہ تعالی نے اونکو توریت کی صریح آیت
مین جہٹلایا جیساکہ قران مجید مین اُنکو جہوٹا کیا چنانچہ فرمایا کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا
لِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآئِیْلُ عَلٰی نَفْسِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىۃُ قُلْ فَاْتُوْا
بِالتَّوْرٰىۃِ فَاتْلُوْھَآ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ آخر ایتون تک جنمین اونکی جہوٹ کی تصریح پائی
جاتی ہی تو اسمین خبر دی کہ کہانا کل توریت کے اترنے سے پیشتر بنی اسرائیل
کیواسطے حلال تہا سوا اوسکی جو حضرت یعقوب ع نے اوسمین سے اپنے نفس پر حرام
کرلیا تہا اور ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل اپنے باپ حضرت یعقوب ع کی شریعت اور ملت
پر تہے اور جو کچہہ اونکی لئے حلال تہا وہ خدا تعالی ہی کا حلال کیا ہوا تہا حضرت
یعقوب ع کی زبانی اور اونکی بعد اور انبیا جو توریت کی اترنے تک ہوئی اونکی زبانی
پہر توریت نے بہت سی کہانی جو بنی اسرائیل کو توریت کی اترنیسے پیشتر حلال تہے

حرام کردیئی اور انکو یہہ بات معلوم ہی پھر اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم کہو کہ توریت
لاکر اوسکو پڑہو اگر تم سچے ہو دیکھو تو اوسمین یہہ ہی کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی نفس پر وہ
چیز حرام کی جسکو توریت نے تمپر حرام کیا ہی یا حرمت اوس چیز کی ہی جسکو یعقوب علیہ السلام نے
حرمت مین خاص کرلیا تہا یعنی صرف اونٹون کے گوشت اور اونکی دودہ اور جب
اوسمین یہہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے صرف اسیکو تنہا حرام کیا تہا اور اسکے سوا
سب چیزین اوسکی اولاد کی لئی حلال تہین اور توریت نے اونمین سی اکثر کو حرام
کر دیا تو تمہارا جہوٹ کہل گیا فصل امت غضبیہ یہہ کہتی ہی کہ توریت کی بہت سی
باتونکو جو پہلی مباح تہین منع کر دیا اور کسی ممنوع باتکی اوسمین اباحت مذکور نہین ہوئی
اور منسوخ ہونا جسکو ہم منع کرتے ہین وہ موجب ہوتا ہی ممنوع امر کے مباح ہونیکو
نہ پیشتر سی مباح امر کی حرمت کو اور یہہ بہی کہتی ہین کہ تمہاری شریعت مین اکثر
اُن باتونکی اباحت وارد ہی جنکو توریت نے حرام کیا ہی باوجودیکہ اونکی حرمت اسی
وجہ سی ہوئی تہی کہ انمین خرابی تہی پھر مباح ہونیکی کیا وجہ ہی اور اونکی اس شبہہ
کو یہہ تقریر باطل کرتی ہی کہ برائت اصلی کا دور ہونا اور حرمت سی اباحت کا اٹہہ جانا
ثابت ہی تو اسکی یہہ معنی ہوئی کہ جس بات پر حکم استصحابی اور شرعی تہا وہ دو
حکم ہی باعث کسی مصلحت کی جو مقتضی تبدیل کے تہی بدلگیا اور اباحت کا حرمت سے

بدلنا اور حرمت کا اباحت سے متغیر ہونا دونون مین کچھہ فرق نہین اور جو شبہ کہ اونکو
دونون جگہون مین سے ایک مین پیش ہوا ہی وہی یعنے دوسری جگہہ مین ہے ہوا اسلیئے کہ کسی چیز کا
شریعت مین مباح کرنا اوسکی خرابی کے نہونیکا تابع ہی اسلیئے کہ اگر اوسمین کوئی خرابی غالب ہوتی
تو شریعت مین اسکی اباحت نہ آتی پھر جب اوسکو دوسری شریعت نے حرام کر دیا تو یقیناً اوسمین
ہی کہ اوسکی حرمت ہی اوس شریعت مین مصلحت ہو جیسے کہ اوسکا مباح ہونا ہی
پہلی شریعت مین مصلحت تہا تو اگر خدانخواستہ پہلی شریعت مین حرام چیز کا مباح
ہونا خرابیون کے مباح ہونے کا متضمن ہوگا تو ضرور ہی کہ دوسری شریعت
مین مباح کی حرمت خوبیون کی حرمت کو متضمن ہوگی اور یہہ دونو باتین باطل ہین
تو جس صورت مین کہ یہہ درست ہوا کہ کسی شریعت مین حرمت اون اشیاء کی ہو جنکو حضرت
ابراہیم علیہ السلام اور آپکے بعد کے لوگ مباح جانتے تو یہہ بہی درست ہے کہ دوسری
شریعت مین حلت بعض اشیاء کی جو توریت مین ممنوع ہین وارد ہو اور اسی شہادت ہوا
سے امت غضبیہ نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبوت حضرت
عیسی علیہ السلام کی رد کی ہی اسکا جواب اونکو یہہ بہی دیسکتے ہین کہ حرام کی ہوئی چیز دو حال سے
خالی نہین یا تو اوسکی ذات حرام ہی اسطرح کہ اوسکا مباح ہونا کسی زمانہ مین ممکن نہو یا حرمت
اوسکی اس وجہ سے ہو کہ اوسمین کوئی خرابی پائی جاتی ہے پس اگر اول صورت

تو لازم آتا ہی کہ جس چیز کو توریت نے حرام کیا ہی وہ تمام انبیا ہر ہر زمانہ مین اور
ہر ایک جگہہ مین حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سی لیکر خاتم الانبیا جناب سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حرام ہوا ور اگر حسنہ اور مباح ہونا مصلحتون کے تابع ہون تو یہ
زمانہ اور جگہہ اور حال کے اعتبار سی جدا جدا ہوا کرتی ہین ایک ہی چیز ایک ہی ملت مین حرام ہوتی
ہے دوسری مین نہین ہوتی اور ایکوقت مین ہوتی ہی دوسرے مین نہین ہوتی اور ایک جگہہ مین
ہوتی ہے دوسری مین نہین ہوتی اور ایک حال مین حرام ہوتی ہی نہ دوسرے مین
اللہ تعالے فرماتا ہی ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شی قدیر
جو موقوف کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہین تو پہنچاتے ہین بہتر اسسی کہ ہو اوسکے برابر کیا نہین جانتا تو
الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموات والارض ہی آیت مین اللہ پاک نی جو دی اسکی قدرت اور
کبا تجھکو معلوم نہین کہ اللہ ہی کو سلطنت ہی آسمان اور زمین کی ۱۲
سلطنت اور اپنی ملک و مخلوق مین تصرف کرنیکا عام ہونا اسکو اسبات کا مانع نہین کہ جو چاہے منسوخ کرے اور
جو چاہے باقی رکہی اور تعجب یہہ ہے کہ یہود باوجودیکہ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام و غیرہم کی
شریعت مین سے جو چاہے منسوخ کرنیکو رکاوٹ بتلاتے مین مگر اکثر عقاید مین اونکا تمسک اپنی علما کی متروع کی ہوئی بات پر ہی
چنانچہ ایک یہہ ہے کہ کہتے ہین کہ جو شخص ہمارے دین پر نہو اوسکے ساتہہ کہانا کہانا اور نکاح
آپسمین کرنا اور اوسکے ہاتہہ کا ذبح کیا ہوا جانور کہانا حرام ہی اور اوسکی وجہ یہہ ہی کہ اونکے
عالم جانتے ہین کہ ہمارا دین ہمارے ذلیل رہنے کے ساتہہ اسیطرح رہ سکتا ہی
کہ ان لوگون کو تمام دینون کے لوگون کے میل جول رکہنے سی نفرت دلا دین

اور توریت مین صرف اُن لوگونکے ساتھہ نکاح حرام ہی جو بت پرست اور مشرک ہون اور جانور ذبح کئی ہوئی وہ حرام ہین جنسے بتون کیطرف تقرب کیا جاوے کیونکہ وہ جانور اُن چیزون مین سے ہین جنپر نام خدا تعالی کا نہین لیا گیا اور جو جانور قربانی کے طور پر ذبح نہین ہوئی اونکو توریت نے حرام نہین کیا پھر نہین معلوم ان لوگونکو کیا ہوا ہی کہ مسلمانونکا ذبح کیا ہوا نہین کہاتے مسلمان تو اپنے ذبیحہ پر خدا تعالی کا نام لیتے ہین اور اُنکی علمانے دو کتابین لکھی ہین ایک کا نام مشنا ہی اوسکا حجم آٹھہ سو ورق کے قریب ہی اور دوسری کا نام بلمود ہی اوسکا حجم پنجگنی نصف بوجھہ کی برابر ہی اور اوسکا مولف ایک شخص نہین بلکہ اوسکو ایک جماعت نے بعد دوسرے نے بنایا ہی اور یہہ دونو کتابین مشتمل ہین اُن باتونپر جنکو ان لوگون نے بنا پیدا کیا ہی اور توریت مین نہین ہین اور ایک کتاب ذبح کے بابمین بھی تراشی ہی اوسمین وہ سختیان اور بوجھہ رکھی ہین جنکی کچھہ اصل نہین اونمین سے ایک یہہ ہی کہ پہپھڑا پھونکا جاوے یہانتک کہ ہوا سی بھر جاوے اور غور سے دیکھین کہ اوسکو کسی سوراخ سے ہوا نکلتی ہے یا نہین اگر اوسمین سے ہوا نکلتی ہی تو اوسکو حرام جانینگے اور اگر پہپھڑے کا کوئی کنارہ دوسرے سے لگا ہوا ہوگا جب بھی کہا دینگے۔ اور جو شخص کہ ذبح کئی ہوئی جانورون کے حال کا جویا رہتا ہی اُس سے یہہ کہدیا ہی کہ ذبیحہ کی پیٹ

مین اپنا ہاتھہ ڈالے اور اپنی انگلیون سے ٹٹولے اگر دلکو پٹھہ سے یا دو نو طرف
مین سے کسی جانب مین چمٹا ہوا پاوے اگرچہ چمٹنا باریک بال کی برابر رگ سے ہی ہو
تو اوسکو حرام جانتی ہین اور اسکا نام طریقہ رکھا ہی اس سے یہہ مراد ہی کہ وہ نجس ہی
اور اوسکا کہانا حرام ہی اور یہہ نام رکھنا اونکی مبتلا ہونیکی اصل ہی اور یہہ اسلئے کہ
توریت نے اُنپر طریقہ کا کہانا حرام کیا اور طریقہ وہ شکار ہے جسکو شیر یا بہیڑیا
یا اور کوئی درندہ اونکی سوا شکار کرے اور یہہ وہ جانور ہی کہ قرآن مجید مین
وَمَا اَکَلَ السَّبُعُ کے لفظ سے بیان فرمایا ہی اور اسپر دلیل یہہ ہی کہ توریت مین کہا
ہے کہ جنگل مین گوشت پہاڑ کہایا ہوا مت کہاؤ اور اوسکو کتے کی سامنے ڈالدو
اور لفظ طریقہ کی اصل طوارف ہی اور یہہ لفظ توریت مین حضرت یوسف علیہ السلام
کے قصہ مین مذکور ہی جسوقت اُنکی بہائی آپکے کرتہ پر جہوٹا خون لگالائی تہی اور کہا
تہا کہ بہیڑئے نے اُنکو پہاڑ ڈالا اور توریت مین بھی کہا ہی کہ گوشت جنگل مین پہاڑا
ہوا مت کہاؤ اور غالب یہی ہی کہ پہاڑا ہوا شکار جنگل ہی مین ملتا ہی اور اسحکم کے
اُنپر اُترنیکا باعث یہہ تہا کہ وہ لوگ خیمون والے تہے جنگل مین رہا کرتے تہے اسلئے کہ وہ
جنگل مین چالیس برس پہرتے رہے اور کہانا بجز من اور سلوی کے اور کچہہ نملا اور
سلوی ایک چہوٹا پرند مشابہ لوہ کے ہوتا ہی اور اسمین یہہ خاصیت ہی کہ اوسکے

فی بطن الذبیحۃ وبیت الخلاء
بالمضمضۃ الی المظہر او الحجر
بجانبین ولو کان بالانتضاف
وبقی دقیق کالشعر حرم
وبقی طرفاہ یحرم بذلک
انہ یجس واکلہ حرام وھذا
حرمت علیکم المیتۃ ھی المعہود
وان ذبح وما اکل السبع
الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب
وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم
لیجادلوکم وان اطعتموھوھم
انکم لمشرکون وقد فصل
فی الانعام
سنۃ وکانوا یحلون
الا ما حرم اسرائیل
علی نفسہ

گوشت کا کھانا دل کو نرم کرتا ہی اسلیئے کہ یہہ پرند جب رعد کی آواز سُنتا ہی مرجاتا ہی اسلیئے
خدا تعالی نے اوسکو سمندر کے اون جزیرون مین رہنا بتایا جنمین مینہ اور رعد نہین ہوتا
تو اون لوگون کا اس پرند کو کھانا گویا اونکی مسخی دل کی لیئے دوا کی مانند تھا
اور مقصود یہہ ہے کہ اونھون نے طریقا کے نام رکھنے مین زیادتی کی اور اسکو
بے جگہہ رکھا اس بدعت سے اونکی غرض تمام امتون سے نفرت کرنی اور یہہ وہم
دلانا ہی کہ یہہ لوگ ایسی چیزین جو اور امتین نہین جانتی کھاتے ہین - اور جسقدر
اونکا کوئی عالم تکلیف مین زیادہ ہوتا ہی اوتنا ہی اونکے نزدیک وہ عالم ربانی ہوتا
ہے اور اونکی کوئی جماعت کسی شہر مین ایسی نہین ہوتی کہ جب کوئی
عالم شخص اوسکے دین والون کا دور کے شہرون سے آوے تو اونکے لیئے
دین کے باب مین کچھہ سختی اور احتیاط مین مبالغہ بتاوے اور وہ عالم ہمیشہ
اونمین کوئی نہ کوئی بات بری جانا کرتا ہے اور اونکو دین مین پکا نہونیکی طرف
منسوب کیا کرتا ہے اور اوسکی غرض یا تو اون پر ریاست حاصل کرنیکی ہوتی ہے
یا کوئی اور مطلب حاصل کرنیکی اور جب اونمین ٹھہرنا چاہتا ہے تو
اون کے ذبح کرنیکی چھری کو خوب غور سے دیکھتا ہے
اور کہتا ہے کہ مین تو اپنے ہی ہاتھہ کا ذبح کیا ہوا

کہتا ہون اور ہمیشہ اسیطرح رہتا ہی پھر جب کوئی اور مسافر اونکے پاس
آتا ہی اور پہلا مقیم کو خوف ہوتا ہی کہ کہین آنیوالا اوسپر اعتراض نکرے تو اوسکی ملاقات
کرکے اوسکی تعظیم کرتا ہی اور اوسکی موافقت اور سچا کہنے مین سعی کرتا ہی تو یہہ پہلے
شخص کا فعل دوسرے کو اچھا معلوم ہوتا ہی اور اون سے کہتا ہی کہ اللہ تعالی نے
فلان شخص یعنی اول کا ثواب بہت بڑا کیا کہ اوسنے دین کی عزت ان لوگونکی دلونمین
مضبوط کردی اور شریعت کے طریق کو اونکی نزدیک درست کیا اور جب اول
شخص سے ملتا ہی تو اوسکی تعریف اور شکر گذاری کرتا ہی اور اوسکو دعا علی دعا کرتا
ہی اور اگر دوسرا شخص پہلے شخص کی باتونکا یعنی تشدد اور تنگی کا منکر ہوتا ہی تو اون
لوگون کے نزدیک اوسکی قدر نہین ہوتی بلکہ بعض اوقات اوسکو جاہل اور دین
مین ڈھیلا کہنے لگتے ہین اسلئے کہ اونکو یہی اعتقاد ہی کہ تنگی کرنا اور حلال چیز کو حرام
کہنا ہی دین ہی غرضکہ وہ ہمیشہ صواب اور حق اوسی شخص کے ساتھہ اعتقاد کرتے
ہین جو تشدد کرے اور یہہ صورت اوسوقت ہی کہ آنیوالا اونکی فقہا مین سے ہو الا جس
صورتمین کہ وہ اونکی عابدون اور دانادن مین سے ہوتا ہی تو جو قواعد کہ وہ اوسپر اعتماد
کرتا ہی اور جو طریقہ کہ اونکو پیدا کرکے فرضونمین ملاتا ہی عجیب و غریب دیکھوگے اور لوگونکو پاؤگے
کہ اوسکی فرمانبرداری کرتے ہین حالانکہ وہ اونکا مال اور روپیہ پیسہ کھینچتا ہے

فصل اور شیطان کی ایک بازی اُن سی یہہ ہی کہ جب اوپر کوئی حکم شرعی مشکل
پڑتا ہی تو اوس سی بچنا بہت طرح کے حیلو نسے ڈھونڈتے ہین پھر اگر حیلے اونکو نہکا
دیتی ہین تو کہتی ہین کہ یہہ حکم پہر جب تہا جب ہمکو ملک و ریاست تہی انمین سی ایک
یہہ صورت ہی کہ اونکی شریعتونکے احکام مین سی ہی کہ جب دو بہائی کسی گانو مین ہون
اور ایک انمین مرجاوی اور کوئی لڑکا اپنے پیچہے چہوڑی تو اوسکی بیوہ غیر شخص کے
پاس نجاوی بلکہ اوسکی خسر کا لڑکا یعنی دیور اوس سی نکاح کرلے اور اول جو اوس
سے لڑکا پیدا ہووہ اُس بڑے بہائی کیطرف منسوب ہو تو اگر وہ دیور اوس
عورت سی ناراض ہو یا عورت اوس سے نکاح نکرنا چاہتی ہو تو ایک حیلہ کرتے ہین
اور وہ یہہ ہی کہ وہ عورت حاکم کے پاس جاوی اور اوسکو سکہا دیتی ہین کہ
حاکم سی کہی کہ میرے دیور کو منظور نہین کہ اپنے بہائی کا مقام بنی اسرائیل مین
قائم کری اور مجہہ سی نکاح نہین چاہتا پس حاکم اوسکو دہان بلاکر بزور کہلاتا ہی
کہ مین اس سی نکاح نہین چاہتا پہر عورت اوسکا موزہ پکڑکے اوسکے پانو مین سے
نکال لیتی ہی اور اوسکو اپنے ہاتہہ مین رکہکر مرد کے مُنہہ پر تہوکدیتی ہی اور اوسپر
منادی ہوتی ہی کہ جو شخص اپنے بہائی کا گہر نچاہے اوس سی ایسا ہی معاملہ کیا جاوے
اور اوس مرد کو بعد اسکی مخلوع کہتے ہین اور اوسکی اولاد کو مخلوع کی اولاد بولتے ہین

تو دیکھو کہ عورت سی زبردستی مرد پر جھوٹ بلوانے ہین اگر مرد نے نکاح چاہا تہا اور
عورت نے خود اوسکو ناپسند کیا ہوا ور جب اوسکو یہ الفاظ سکہا دیئے اور اُنکو کہدیا تو
پہر مرد کو جھوٹ کا حکم کرتے ہین اور شاید نکاح کرنا اوسکی خواہش اور تمنا ہی ہو
مگر اُسکو جھوٹ کا حکم کرتے ہین اور اسی بات پر کفایت نہین کرتے کہ مرد پر جھوٹ بلوائے
ہین اور اوسی خود کو زبردستی جھوٹ بولنا لازم کرتے ہین بلکہ عورت کو مسلط کرتے
ہین کہ مرد کے منہ پر تہوکے اور اوسکو رسوا کرے اور اسصورت کا نام مسئلہ الیناء والحالیوس
رکہتے ہین اور اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیزونکو مباح کرنیمین انکی حیلون پر پہلے
تنبیہ گذر چکی ہے جو تم جان چکے حاصل یہکہ یہ لوگ حیلون اور فریب اور مکر اور
خباثت کی کہان ہین اور انہون ہی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ
کیا تہا کہ ایک چھت پر چڑہی اور ایک چکی کا پاٹ لیکر اوسکو آپ پر گرا دینا چاہا آپ اس
وقت ایک دیوار کے سایہ مین بیٹہے تہے آپکو یہ بات وحی سے معلوم ہوگئی اور ان لوگون
نے آپکے دشمنونکی مدد کرکے مخالفت ہو کر کی اور زہر سے آپکا مار ڈالنا چاہا مگر خدا تعالی
نے آپکو یہہ حال بتلا دیا اور اُنہون نے آپ سے دغا کی اور آپ پر جادو کر دیا یہان تک
کہ آپکو یہ خیال ہو جاتا تہا کہ کوئی کام کر لیا ہی اور کیا نہین ہوتا تہا اور ہمیشہ داؤ اور
مکر مین لگے رہی اور ایک شیطان کی بازی اونسے یہہ ہی کہ وہ لوگ آل داؤد علیہ السلام

ہین سے ایسے شخص پر پناہ ہونیوالے کے منتظر ہین کہ جب وہ دعا کے لیئے اپنی لب ہلائیگا
تو تمام امتین مرجاوینگی اور کہتے ہین کہ وہ شخص مسیح ہوگا جسکا اونکو وعدہ ہوا ہی حالانکہ حقیقت
مین وہ مسیح گمراہی کا انتظار کرتے ہین اور وہ دجال ہی اسلیئے وہ لوگ دجال کی تابعون
مین ثبت ہونگے وہ نہ مسیح رہنمائی کے تو حضرت عیسی بن مریم صلوات اللہ علیہ
ہین جو اون کو قتل کرینگے اور اون مین سے کسیکو نہ چھوڑیگا اور تینون امتین ایک
آنیوالیکا انتظار کرتے ہین جو آخر وقت مین نکلیگا اس وجہ سے کہ اون سے اسکا
وعدہ ہوا ہی اور مسلمان حضرت مسیح عیسی بن مریم علیہما السلام کے انتظار مین ہین اور امام
مہدی علیہ السلام کے نکلنے کی منتظر ہین جو اہل بیت نبوت مین سے ہونگے زمین کو عدل سے بھر دینگے
جیسے اب ظلم سے پُر ہی **فصل** اور شیطانکی بازی امت غضبیہ سے ایک یہہ ہے کہ یہ لوگ ہر ایک بدعت
مین سے پہلے واقع ہوئے ہین اپنی نمازمین کہتے ہین کہ امتین کہتی ہین کہ اونکا خدا کہان ہے ای بد
ہوسیار ہو جا کب تک سوویگا اپنی خواب سے جاگ اٹھ اور انکو ان کفر کی کلمات پر اسلیئے جرأت ہوئی
ذلت اور بندگی سے نہایت درجہ کو تنگ ہوئے اور کشادگی کی منتظر ہین جو اونسے دوری ہی مین
پڑتی جاتی ہی اور گمان کرتی ہین کہ یہہ بات اللہ کی نزدیک بڑی مرتبہ مین واقع ہوگی اور ایک انکی خرافات
سے یہہ ہی کہ اللہ تعالی کو کہتے ہین کہ اپنے فعل پر پشیمان ہوتا ہی چنانچہ جو توریت اونکے پاس موجود ہی
اوسمین یہہ قول ہی کہ اللہ تعالی آدم کے پیدا کرنے پر نادم ہوا اور اوسپر نہایت

شاق گذرا اور اپنی رائی مین رجوع کیا اور یہہ قول اونکے نزدیک حضرت نوح
علیہ السلام کے قصہ مین ہی کہتے ہین کہ جب اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کی
قوم مین فساد دیکھا اور یہہ کہ اونکا کفر اور شرارت زیادہ ہوئی تو آدمی کے پیدا
کرنے پر پشیمان ہوا اور اونمین سے اکثر کہتے ہین کہ خدا تعالے نے طوفان پر آنا روا کہ انکی
دھندلی ہوگئی اور فرشتون نے اسکی عیادت کی اور اسنے اپنی اونگلیان دانتون مین
اتنی کاٹین کہ خون چلا اور ان لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے سامنے
بھی اسطرح کی کفر کی باتین کی ہین چنانچہ ایک کہنے والے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین
عرض کیا کہ خدا تعالے نے آسمانون اور زمین کو چھہ روز مین پیدا کیا پھر آرام کیا یہہ قول اسکو شاق معلوم ہوا
خدا تعالے نے اونکی قول کو جھوٹا کرنیکو یہہ آیت اتاری وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ
اور ہمنے بنائے آسمان اور زمین اور جو انکے بیچ مین ہے چھہ دن مین
اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ **فصل** اور اسکی ایک بازی اون سے یہہ ہی کہ انبیا علیہم
اور ہمکو کچھ تکان نہین سو تو سہار لے جو کہتے ہین ۱۲
السلام کو باہمین طعن کرتی ہین اور حضرت موسی علیہ السلام کو اونکی زندگی مین تکلیف دی اور ایسی چیز
انکیطرف منسوب کیا جس سے خدا تعالے نے اونکو بری کیا اور مسلمانون کو اون کی سی حرکت
کرنیسے منع فرمایا چنانچہ ارشاد ہی یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ
اے ایمان والو تم مت ہو جیسے جنہون نے ستایا موسی کو پھر اللہ نے بری کیا اسکو اللہ
مِمَّا قَالُوْا اور صحیحین مین حضرت ابوہریرہ کی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اونکے کہنے سے ۱۲
ثابت ہوا ہے کہ بنی اسرائیل ننگے نہایا کرتے اور ایکدوسرے کو دیکھتے

اور حضرت موسیٰ ع تنہا غسل فرماتے بنی اسرائیل نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ اسلئے نہین نہاتے
کہ اونکے خصیے بڑے ہین پھر حضرت موسیٰ نہانیکو گئے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھدئے وہ
پتھر آپکے کپڑے لیکر بھاگا حضرت موسیٰ اوسکے پیچھے یہہ کہتے ہوئے دوڑے کہ میرے کپڑے پتھر
لئے جاتا ہے یہانتک کہ بنی اسرائیل نے آپکی برہنگی کو دیکھا اور کہا کہ بخدا موسیٰ مین تو
کوئی عیب نہین اور اس آیت کی تفسیر مین بعضون نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ اور ہارون
علیہما السلام پہاڑ پر چڑھے اور حضرت ہارون کی وفات ہوئی بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ ع
پر اونکے قتل کی تہمت لگائی پس اللہ تعالیٰ نے فرشتونکو حکم کیا کہ حضرت ہارون کو اٹھالائے
اور بنی اسرائیل کو اونکی وفات دکھلادی اور ان لوگون نے جناب مستطاب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی عداوت مین قول اور فعل سے مبالغہ کیا اور بہت سے نبیونکی باب مین طعن کیا اور اونکی
تقریبات مین سے ایک وہ ہے جسکو توریت کی نص کیطرف منسوب کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے
حضرت لوط کی قوم کو ہلاک کیا اور سوا حضرت لوط اور انکی دو بیٹیون کے اور کوئی نہ بچا
تو اونکی ایک بیٹی نے دوسری سے کہا کہ آؤ اپنے باپکو شراب پلادین اور اونسے ہم بستر ہون
تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھین اور اس سے عجیب تر یہ ہے کہ جو توریت اونکے پاس موجود ہے
اسمین ہے کہ یہود ابن یعقوب نے اپنی بڑی بیٹی کا نکاح ایکعورت سے کیا جسکو تامار کہتے تھے
اور وہ اوس سے اغلام کیا کرتا تھا پس اللہ تعالیٰ اوسکی حرکت سے غصہ ہوا اور اوسکو

ہلاک کیا یہود انے اوس عورت کا نکاح اپنی دوسری بیٹی سی کردیا یہہ لڑکا اسنظر سی کہ
پہلا بچہ بڑے بھائی کا کہلاویگا اوسعورت سی صحبت کرکے انزال باہر کرتا تہا اللہ تعالے
کو اوسکی یہہ بات ناخوش معلوم ہوئی اوسکو بہی وفات دی یہود انے اوس عورتکو اپنی بیٹی
جانیکی اجازت دی جبتک کہ اُنکا ایک چہوٹا لڑکا بڑا ہوجاوے اور عقل کامل ہوجاوے اس
خوف سی کہ کہین اوسکا بہی وہی حال نہو جو اوسکی دونو بہائیونکا ہوا وہ عورت اپنے باپ
کے یہان رہی ایکروز یہود ا اپنی مکان پر چڑہی اونکی بہو فاحشہ عورتونکا سا لباس پہنکر
اونکی سامنی ہوئی یہود انے اوس سی رغبت کی اور خرچی کے عوض اپنی لاٹہی اور انگوٹہی
اوسکی پاس گرو رکہکر اوس سی صحبت کی اوسکو حمل رہگیا جب یہود اکو خبر پونہچی کہ بہو کو
زنا کا حمل ہی تو اوسکی جلانے کا حکم کیا اوسنی اونکی پاس اونکی انگوٹہی اور لاٹہی بہیجدی
پس یہود انے عذر کیا کہ مین نے اوسکو نہین پہچانا اور اوسکا دوبارہ لانا حلال
نہ سمجہا یہہ لوگ کہتے ہین کہ اس زنا سی تامار کے جو اولاد ہوئی اونکی نسل مین داؤد
پیغمبر علیہ السلام ہین اور اونکی جہوٹ باتونمین سی ایک یہ ہی کہ خاوند اگر اپنی عورتکو طلاق
دی اور وہ دوسرے سی نکاح کری اور پہلا شوہر اوس سی پہر رجوع کری تو ان دونو کی
اولاد اولاد زنا ہوگی اور کہتے ہین کہ اس واسطہ سی سلیمان اولاد زنا ہین اور انکا قول ہی
کہ عبداللہ بن سلام ہین جنہون نے یہہ مسئلہ تراشا ہی اور اُنکا قصد اس سے یہہ تہا کہ

کہ مسلمانون کی اولاد کو اولاد زنا ٹہراتے ہین اور کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے بہت سی خوابین دیکھی تہین جنسے معلوم ہوتا تہا کہ وہ صاحب دولت ہونگے پس آپنے
خدیجہ کبریٰ کی تجارت کے لیے شام کو سفر کر کے علمای یہود سے ملاقات کی اور اپنی خواب
اونسے بیان کی تو اونہون نے جانا کہ یہ صاحب دولت ہونگے سلمی عبداللہ بن سلام کو آپکے
سپرد کر دیا آپنے علوم توریت اونسے سیکہے اور فصاحت اور معجزہ جو قرآن مین ہے جو
اوسکو عبداللہ بن سلام کی طرف منسوب کرتے ہین اور یہہ باب ایسے لوگون سے دور
ہین جو اپنے معبود مین طعن کرتے ہین اور ایسی وہ باتین لگاتے ہین جو اوسکی شان بزرگ کے
لایق نہین اور اوسکے انبیا کی مذمت بڑی بڑی باتون سے کرتے ہین مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو
ولد الزنا کہتے ہین اور آپکی ماں کو بدکار کیطرف منسوب کرتے ہین اور حضرت لوط علیہ السلام کی شان مین
کہتے ہین کہ اپنی دو بیٹیون سے نشہ کی حالت مین زنا کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کیطرف
جادو لگاتے ہین کہ وہ جادوگر بادشاہ ہین اور حضرت یوسف علیہ السلام کی شان مین
کہتے ہین کہ انہون نے اپنی آقا کا پاجامہ کہولا اور اوسکا حسن لیا پس دیوار پہندی اور
اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اونگلیان دانت سے کاٹتے دیکہا
مگر نہ اوسٹھے یہان تک کہ اون پر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور
فرمایا کہ اے یوسف تم زانیون مین ہو جاؤگے حالانکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک

تم انبیا مین شمار ہوتے ہو غرضکہ زنا ہو قحبہ سے باز رہی اور یہمین نہایت درجہ کی مذمت ہی
اور اُنکا یہ کہنا کہ حضرت عیسی علیہ السلام بیمارونکا علاج دوا اون سے کرتی تہی اور لوگونکو دیکھ
یہہ دلالت کرتی ہی کہ شفا آپ کی دعا سے ہوئی ہی اور تعجب یہہ ہی کہ جو توریت اونکی پاس ہی اُسمین
موجود ہی کہ یہودیون سے سلطنت بنجاویگی جبتک کہ مسیح علیہ السلام نہ آوینگے اور اُسکی یہو جب
مسیح علیہ السلام کی نبوت پر اونکو قائل ہونا چاہیئے اسلیئے کہ وہ لوگ مہجاب دولت تہی اور حضرت عیسے
علیہ السلام کی ظاہر ہوئے اونکا ملک جاتا رہا اور کہتی ہین کہ مسیح علیہ السلام یوسف زرگر کے بیٹے
بڑی طور سے ہین نہ اچہی طور کے مگر یہہ کہ اونکو اسم اعظم معلوم تہا اور یہہ بہی اونکا قول ہی کہ
حضرت موسی علیہ السلام ایک لفظ پیارا جو فقرے مرکب پر واقف تہی اوس سے اونہون نے دریا کو چیرا اور تمام معجزات
بن پڑی اور اسی قول کو حضرت موسی علیہ السلام کی نبوتمین خلل انداز ہین ہوا جیسے کہ اُسکو ذریعہ حضرت عیسی
علیہ السلام کی نبوت کے انکار کا کیا یہانتک کہ بعضون نے اُنمین سے کہا ہی کہ حضرت موسے علیہ السلام کو وہ کلمہ
خدا تعالی نے سکہایا تہا اور حضرت عیسی علیہ السلام نے اُسکو بیت المقدس کی دیوارون سے سیکہہ لیا تہا اور یہہ امر
اون کا خدا تعالی کے رسولون سے دہنیگا دہنیگی اور بہتان ہے **فصل** اور جو
توریت یہودیون کی پاس ہے اوس مین اختلاف ہے کہ وہ لفظون مین بدل
گئی ہے یا معنی مین تبدیل ہوئی ہے عبارت مین نہین اور اس اختلاف مین تین قول ہین
ایک جماعت تو یہہ کہتی ہی کہ تمام توریت یا اکثر بدلگئی ہی اور بعض لوگ مبالغہ اتنا کرتے ہین

کہ کہتے ہین کہ اس سے استنجا کرنا درست ہی اور ایک جماعت ائمہ حدیث اور فقہ اور کلام
کی یہہ کہتی ہے کہ تبدیل صرف معنی مین ہوئی ہے بخاری نے اپنی صحیح مین کہا ہی کہ
یحرفون کے معنی یہہ ہین کہ زائل کرتے ہین اور کوئی شخص کتاب کا لفظ الہ کی کتابون
مین سے دور نہین کرتا مگر اوسکی جو معنی ہوتے ہین اونکے سوا دوسرے معنی کر لیتے ہین
اور رازی نے بھی یہی اختیار کیا ہی اور ہمنے اپنے مسیح کو کہتے سنا ہی کہ فاضل نہین
اسبابمین جھگڑا ہوا تو امام رازی نے اس مذہب کو درست رکھا اور دوسرونکو ضعیف
کیا مگر اوسپر انکار کیا گیا یعنی لوگون نے نمانا تو اونہون نے چند در نسخے اوسکی ظاہر کئے۔ اور ان
لوگونکی دلیل یہہ ہے کہ توریت پورب اور پچھم اور اتر دکھن مین پھیل گئی ہی اور اوسکے
نسخونکی شمار سوا خدا تعالی کے اور کوئی نہین جانتا تو تبدیل اور تغیر ان سب نسخون
مین برابر ایک سا ہو جانا نہین ہو سکتا کہ کوئی نسخہ زمین مین بدون تبدیل کے نرہی اور
یہہ اُن باتونمین سے ہی جنکو عقل محال جانتی ہی اور یہہ جماعت یہہ بھی کہتی ہی کہ اللہ تم
فرماتا ہی قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور ایک یہہ دلیل ہے کہ
(کہہ تو اورت اور پڑھو اگر سچے ہو)
یہودیون نے سنگسار کرنیکے فرض کو چھوڑنے پر اتفاق کیا مگر توریت مین سے اسکو
بدل نسکے اور اسواسطے جب یہودیون نے توریت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے
پڑھا تو قاری نے اپنا ہاتھہ رجم کی آیت پر رکھہ لیا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسکو فرمایا

کہ اپنا ہاتھہ اوٹھایا جب اوسنے ہاتھہ اوٹھایا تو وہ آیت ہاتھہ کے نیچے سے معلوم
ہونے لگی ۔ اور ایک جماعت ان دونو جماعتون کے درمیان ہی وہ یہہ کہتے
ہین کہ توریت مین کچھہ بڑہایا بھی گیا ہی اور کچھہ بہت ہی تھوڑی تبدیلی بھی ہوئی ہی
اور ہمارے شیخ نے اِسیا تکو اختیار کیا ہی اور اِس شخص کے صحیح جواب کے لئے جسنے دین
مسیح علیہ السلام کو بدلا اور فرمایا کہ اس زیادتی کی مثال یہہ ہی کہ توریت مین اونکے
یہان یہہ ہے کہ الٰہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ اپنے پہلے یا اکلوتے
بیٹے اسحق کو ذبح کرو اسمین اسحق کا لفظ ان لوگونکا بڑہایا ہوا ہے مین کہتا ہون کہ
یہہ زیادتی دس وجہون سے باطل ہی اول یہہ کہ حضرت ابراہیمؑ کا پہلا اور اکلوتا بیٹا
تینون ملت والون کے اتفاق سے اسمعیلؑ ہے دوسرے یہہ کہ الٰہ تعالی نے حضرت ابراہیمؑ
کو حکم فرمایا کہ ہاجر اور اونکے لڑکے اسمعیلؑ کو سارہ کے پاس سے لیجا کر مکہ معظمہ کے جنگل مین
ساکن کرین تاکہ سارہ کو رشک نہ آوے تو جب لونڈی اور اوسکے بیٹے کو دور رکھنے کا حکم
کر دیا ہو تو اسکے بعد سارہ کے لڑکے کی ذبح کرنیکا اور لونڈی کے لڑکے کی باقی رکھنے کا
کیسے حکم فرماویگا یہہ بات تو ایسی ہے کہ اسکو حکمت نہین چاہتی تیسرے یہہ کہ ذبح کا معاملہ
یقینا مکہ معظمہ مین ہوا ہی اور اسی لئے خدا تعالی نے مکہ معظمہ مین قربانیون اور ہدیون
کا ذبح کرنا مقرر فرمایا کہ امت کو معاملہ حضرت ابراہیمؑ کا اپنے لڑکے کے ساتھہ

جو کچھ وہان مواہی یاد رہی چوتھی یہ کہ خدا تعالیٰ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ولادت کو
اسحٰق کی خبر خوشخبری دی اور اسحٰق علیہ السلام کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری دی پس بعد
اسکی اسحٰق علیہ السلام کے ذبح کرنیکا حکم کیسے دیگا یعنی تو اونکی باپ کو بیٹے کے بیٹا ہونیکی بشارت دی
پانچوین یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قصہ حضرت اسمٰعیل کے ذبح ہونیکا اور اپنے آپکو خدا کے لئے تسلیم کرنیکا اور ذبح
حضرت ابراہیم کی حرات کرنیکا مذکور فرمایا اور حضرت اسمٰعیل کے قصہ سے فارغ ہوکر بعد کو ارشاد
فرمایا وبشرناہ باسحٰق نبیا من الصالحین یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی تسلیم و انقیاد کی
اور خوشخبری دی ہے اسکو اسحٰق کی جو عنقریب ہونیوالا ہے یعنی پیغمبر ہونیکا
اور اسکے لئے اپنے لڑکے کی ذبیح الٰہی کی شکر گزاری کی اور اسپر اپنی علامات میں سے یہ کیا
کہ اسحٰق کو دیا یعنی اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح سے بچایا اور اون پر اسحٰق کو زیادہ فرمایا پھر یہ کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے درخواست کی کی تھی پس اللہ تعالیٰ نے اونکی دعا قبول کی
اور بیٹی کی بشارت اونکو دی جب لڑکا اونکی سعی تک دوڑنے لگا تو اسکو ذبح کرنیکا حکم کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وقال انی ذاہب الی ربی سیہدین رب ہب لی من الصالحین فبشرناہ بغلام حلیم تو اسسے
اور لوط میں کہتا ہوں میں اپنے رب کیطرف دوم ہوکر راہ دیگا اے رب مجھکو کوئی بیٹا پیغمبر جو عمری ہی ہو اسکے
معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑکے کی بشارت اپکو بعد آپ کی دعا اور درخواست لڑکا دینے کی اپنے رب
ہوئی تھی اور جس لڑکے کی بشارت ہوئی اسکے ذبح کرنے کا نص قرآن سے قطعاً حکم ہوا
تھا اور حضرت اسحٰق کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بدون آپ کی دعا کے بلکہ
بوڑھاپے میں کہ جس وقت اونکی عمر کے لوگون کے لڑکا ہونا ہوتا ہے اور حضرت

اسحق کی بشارت حضرت ابراہیم کی بی بی سارہ ہی کو ہوئی اور اسیواسطے سارہ نے

اپنی پیٹ سے لڑکا ہونے کا تعجب کیا اور دونون بشارتون کے مضمون کو دیکھو کہ

اول مین تو ارشاد ہے انی ذاہب الی ربی سیھدین رب ھب لی من الصالحین

فبشرناہ بغلام حلیم اور دوسری مین ولقد جاءت رسلنا ابراھیم بالبشری قالوا سلاما

اور اگلے مین ہماری بھیجے ابراہیم پاس خوشخبری کہنے لگے بولے سلام

قال سلام فما لبث ان جاء بعجل حنیذ فلما رای ایدیھم لا تصل الیھم نکرھم واوجس

وہ بولا سلام ہے پھر دیر نہ کی کرلے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا پھر جب دیکھا اونکے ہاتھ نہین پہنچتے آتے تو انکا پھرنا اوپر کھٹکا اور دل مین

منھم خیفة قالوا لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط وامراتہ قائمة فضحکت فبشرناھا

اونسے ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے آئے ہین طرف قوم لوط کے اور اسکی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہمنے

باسحق ومن وراء اسحق یعقوب قالت یا ویلتی ءالد وانا عجوز وھذا بعلی

خوشخبری دی اسکو اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی بولی ای خرابی کیا مین جنونگی اور مین بوڑھیا ہون اور یہ خاوند میرا ہی

شیخا ان ھذا لشیء عجیب قالوا اتعجبین من امر اللہ اور ان دونون

بوڑھا یہ تو ایک عجیب چیز ہے وہ بولے کیا تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے ۱۲

بشارتون مین سے ایک کا مخرج دوسری کے خلاف ہونے کو دیکھو اور

اور پہلی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تھی اور دوسری سارہ کو اور

پہلی ہی بشارت ہے جس مین حکم اس لڑکے کے ذبح کا دیا ہی جس کی خوشخبری

دی ہے دوسری بشارت ایسی نہین ساتوین یہہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت اسحق کو لے کر یقیناً مکے مین نہین تشریف لائے اور نہ اون کو اونکی

ماسے جدا کیا اور اللہ تعالے کس طرح حکم کریگا کہ اپنی بی بی کے لڑکے کو جہان

اسکی سوت رہتی ہو اس شہر مین ذبح کرے اور سوت کے لڑکے کو چھوڑ دی

آٹھوین یہہ کہ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا تہا اور خلت اسبا کو شامل ہے کہ خلیل کا دل ہمہ تن اپنے آپ سے متعلق ہو اسطرح کہ اوسمین سب کے غیر کی گنجایش نہو اور جب اونہون نے درخواست لڑکے کی کی تو اونکو حضرت اسمعیل عطا ہوئی تو اونکے دلکی ایک شاخ اونسے متعلق ہوگئی آپکے خلیل نے چاہا کہ یہہ شاخ بھی خالص ہمارے لیے ہو اسلئے آپکے لڑکے کے ذبح کرنیسے آپکا امتحان لیا جب آپنے حکم الہی کی اطاعت کی تو وہ خلت خاص اللہ تعالی کیواسطے ہوگئی اور حکم اونکے ذبح کرنیکا منسوخ ہوا اسطرح سے کہ غرض حاصل ہوگئی یعنی یکا ارادہ کرنا اور نفس فرمانبرداری کو ٹھان لینا اور ظاہر ہی کہ تعلق خاطر اول ہی اولاد کے ساتہہ ہوتا ہی نہ آخر کے تو جب مقصود پہلے ہی لڑکے سے حاصل کیا تو دوسرے کے ساتہہ اس جیسے معاملہ کی حاجت نرہی اسلئے کہ اگر دوسرے لڑکے کی محبت خلت کی مزاحم ہوتی تو اوسکے ذبح کرنیکا بہی حکم دیا جاتا اسصورتمین اگر حکم دوسرے لڑکے کے ذبح کا ہوتا تو یہہ معنی ہوتے کہ حضرت ابراہیم کو خلت کی مزاحمت پر بہت مدت تک قائم رکہا پہر اونکو مزاحم کے دور کرنیکی بات کا حکم کیا اور یہہ بات مقتضای حکمت کے خلاف ہی نوین یہہ کہ حضرت ابراہیم کو حضرت اسحق تو بڑہاپے مین مرحمت ہوئی اور حضرت اسمعیل مین شروع جوانی مین اور عادت یون ہے کہ دل پہلے لڑکے سے زیادہ متعلق ہوا کرتا ہی دسوین یہہ کہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر فرماتے تھے کہ میں دو ذبح کئے ہوؤنکا بیٹا ہوں یہہ اشارہ تہا
اپنے باپ عبداللہ اور اپنے دادا حضرت اسمعیل کیطرف حاصل یہہ کہ یہودیوں نے نام حضرت
اسحق ع کا توریت میں بڑہا دیا اور اسکا سبب یہ تہا کہ حضرت موسیٰ نے توریت کو بنی
اسرائیل سے بچایا اس ڈر سے کہ کہیں یہہ لوگ آپکے بعد اوسکی معنی میں مختلف ہوکر بہت سے
فرقے نہو جاویں اور توریت کو آپنے بنی لیوی کے اماموں کو دیا سوا ایک سورت کے
جو اُن لوگوں کی طبیعتوں کی مذمت پر مشتمل تہی اور یہہ کہ وہ لوگ عنقریب توریت کی شریعت
کے خلاف کرینگے اور اسکے بعد اونپر عذاب آویگا اور یہہ سورت اسوجہ سے مذمتی تہی کہ
وہ شاہد ہو اور توریت کا یاد کرنا اونپر نہ فرض تہا نہ سنت بلکہ ایک آدمی اُسکی ایک
فصل یاد کرتا تہا اور دوسرا دوسری جب بخت نصر نے بار دفعہ اماموں سے اُن
لوگوں کو مار ڈالا جو اکثر توریت کے حافظ تھے اور اونکے عباد تخانے پہونک دئے تو عزیر نے
اپنی یادداشت کو اکٹہا کیا جس سے یہہ توریت بنی جو یہودیوں کے پاس ہے اور اوس نے
غیب کیطرح توریت اُنہیں لکہوائی اور یہہ بہت اوسکی تعظیم میں اُن لوگوں نے مبالغہ
کیا یہانتک کہ حد سے زیادہ بڑہگئی غرضکہ یہہ توریت جو یہودیوں کے پاس موجود ہے وہ عزیر
کی لکہائی ہوئی ہے اوسمیں توریت میں سے بہت ہی پہرا دیکر اوسکو اُس قوم نے نوبت بنوبت لیا
جسکو اللہ تعالیٰ نے متفرق کردیا تہا پس توریت میں تین باتیں ملگئیں اول کچہہ کمی بیشی

دوسرے ترجمہ کا اختلاف تیسرے معنی کا اختلاف اور ان میں سے کچھ مثالیں جو کہ کیجاتی ہیں پہلی
مثال وہی جو پہلے گذری کہ توریت میں ہے کہ جنگل میں کوہ شعیر پہاڑ ہوا ہے کہا اور اسکو
کتیر کو والد اور جو کچھ تحریف اونہوں نے آیتوں کی ہر اوسکا بیان بھی اوپر گذرا دوسری مثال
توریت میں فرمایا ہے کہ میں ایک نبی کو اونکی بھائیوں کے بیچ میں سے قائم کرونگا اونہوں نے اسکو یہ بنی
بنالے کہ یہ بشارت ایک نبی کی بنی اسرائیل میں سے ہے حالانکہ یہ کئی وجہوں سے باطل ہے اول یہ کہ اگر
خدا تعالیٰ کی یہی مراد ہوتی تو فرماتا کہ خود اونکی نفسوں میں سے قائم کرونگا دوم یہ کہ بھائیوں سے توریت
میں اونکی قوم کے خلاف معلوم ہوتی ہے چنانچہ پانچویں جلد کی پہلے باب میں ہے کہ تم مدلیس یعنی بیت
المقدس کو جیسے میں اپنے بھائیوں بنی العیص کی سرحد میں بستے ہو تو خبردار ایسا نہ کرنا کہ تم اونکی
کسی چیز میں طمع کرو تو جب بنی العیص اس روایت کی بموجب بنی اسرائیل کے بھائی ہیں تو اسرائیلی بھی
یہی ہیں تیسرے یہ کہ بشارت اگر حضرت شموئیل یا دوسرے کسی نبی اسرائیل میں سے ہو تو یہ کہنا درست
ہوگا کہ بنی اسرائیل بھائی بنی اسمٰعیل کے ہیں چوتھے یہ کہ توریت میں فرمایا کہ میں اونکی لئے نبی تیری مثل قائم کرونگا اور
دوسری جگہ ہیں فرمایا کہ اسپر توریت مثل موسے کی توریت کے نازل کرونگا اور ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل میں کوئی
نبی ایسا نہیں ہوا جسپر توریت مثل توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اتری ہو بجز آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مگر حضرت عیسیٰ خود بنی اسرائیل
میں سے ہیں تیسری مثال یہ ہے کہ توریت میں فرمایا کہ خدا تعالےٰ طور سینا سے

اور اسنی اپنی روشنی کو سیعر سے چمکایا اور فاران کے پہاڑون مین سے ظاہر ہوا اور اسکی ساتھ
پاک لوگون کا دان ہی اور یہودی جانتے ہین کہ جبل سعیر پہاڑ سراۃ ہی جس مین عیسی
علیہ السلام کی اودرہتی ہے اور جو حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لائے اور یہہ کہ
یہہ پہاڑ حضرت مسیح علیہ السلام کا مقام تہا اور سینا جبل طور ہی مگر فاران کے پہاڑون کو
تحریف کی راہ سے وہ شام کے پہاڑون پر محمول کرتے ہین ورنہ وہ مکہ معظمہ کے
پہاڑ ہین اور فاران مکہ معظمہ کا ایک نام ہے اور اسپر توریت مین نص ہے کہ
اسمعیل جب اپنے باپ سے جدا ہوے تو فاران کے جنگل مین رہے
اور اونکی مانے اونکی شادی ایک مصر کی عورت سے کردی تو دیکھو کہ توریت کی نص سے
ثابت ہوا کہ فاران کے پہاڑ اولاد اسمعیل کے رہنے کی جگہ ہین اور جب توریت نے اشارہ کیا ایک نبوت
کیطرف جو فاران کی پہاڑون پر اتریگی تو اس سے لازم آیا کہ وہ حضرت اسمعیل کی اولاد پر اوترے گی کہ
وہی لوگ وہان کے باشندے ہین اور ظاہر ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے سوا اور کسی پر نہین اتری تو یہہ مختصر فصلین ہین شیطان کے مکر مین اور مسلمون
سے اسکی بازی کرنیکے بیان مین تاکہ مسلمان ان سے اللہ تعالے کی
نعمت کی قدر اپنے اوپر معلوم کرے اور جو کچہ علم و ایمان سے
اوسنے اسکو عطا فرمایا ہے اسکو پہچانے والحمد للہ ابتدا و آخرا

فائدہ

خاتمہ

الحمد للہ والمنہ کہ یہ کتاب مفید جامع اتباع سنت و مصالح امت ہوا اور ۱۲
بہتام بن یحیی الشافعی بتاریخ ۲۴ ماہ رجب المرجب سنہ ۱۲۸۳ ہجری کو روز پنجشنبہ اختتام کو پہونچی

قطعہ تاریخ طبع از مترجم

مکائد شیطانی کے جب چھپ چکے
ندا ہاتف غیب نے دی اسے

ہوا بہر تاریخ ارشاد نامہ
کہ لکھدو لذکری للمؤمنین قلب

۱۲۸۳

غلطنامہ کتاب تہذیب الایمان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۱۰	محیا	محیا	۳۶۹	۲	ثوبان بن محمد	ثوبان سے اور ارسے محمد
۲۱۹	۱۰	امام جعفر ۱۲	جعفر طیار ۱۲	۳۸۵	۱۳ حاشیہ	انکرہ	انکروہ
۲۷۲	۱۰	پہر آیا	پہر ایا	۵۷۸	۱۱	اعلی	اعل

اور سوا اسکے اور جگہہ اگر غلطی اعراب و نقطونکی ناظرین ملاحظہ فرماوین تو
کرم درست فرمالین

واسطے سند اثبات کے کہ یہ کتاب مطبع صدیقی کی چھپی ہوئی ہے سطر
عنوان لوح متضمن مادہ تاریخ لکھی گئی